سلسلہ انجمن ترقی اردو

نپولین اعظم

جلد سوم

جسکو سید محمد معین الدین صاحب شاہجہانپوری انگلش ٹیچر ڈسٹرکٹ اسکول پیلی بھیت
و مترجم اورنگ زیب نے

جوزیف ایس سی ایبٹ۔ کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اردو مین ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اردو

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڈھ مین طبع ہوئی ۱۹۰۹ء

پبلشر ایم اے او۔ کالج بکڈپو۔ علی گڈھ

فہرست مضامین

سلسلہ انجمن ترقی اردو

نپولین اعظم

جلد سیوم

جسکو

سید محمد معین الدین صاحب شاہجہانپوری انگلش ٹیچر ڈسٹرکٹ اسکول سیلی بھیت نے

مترجم اورنگ زیب نے

جوزف ایس - سی - ایبٹ - کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اردو میں

ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اردو

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڑھ میں طبع ہوئی

(پبلشر ایم اے او کالج بک ڈپو علی گڈہ)

۱۹۰۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب بست و ہفتم

بوربون کی سازش

لندن میں سلزشنین وزرائے انگلستان کی مدد - مورو کا حسد - سازش کرنے والوں کی تجویز - مورو اور پچگرو - نپولین کا رحم - ڈیوک ڈی انگھین کے خلاف شہادت - ڈیوک کی گرفتاری اُس کی مقدمہ کی پیشی - مجرم تجویز ہونا قتل - مورو کے مقدمہ کی پیشی - اُس کا جلاوطن کیا جانا .جوزیف بوناپارٹ کی شہادت - انسائیکلوپیڈیا امریکنا کے ریمارک - لیمرٹین کے بیہودہ الزامات

کونٹ ڈی آرٹوا اور دوسرے فرانسیسی تارکانِ وطن نے اب لندن میں بڑے زور شور سے ایک سازش کی تجویز کی - کونٹ ڈی لائل جس کو بعض وقت کونٹ ڈی پرووَنس [illegible] بھی کہتے ہیں اور جو بعد کو لوئی ہیجدہم کے لقب سے فرانس

کے تخت پر بیٹھا اس وقت وارسا[1] Warsaw میں تھا۔ سازش کی تجویز اس سے بیان کی گئی لیکن اس نے اُسے ناپسند کیا۔ اس سازش میں لاکھوں روپیہ کا صرف تھا اور یہ روپیہ گورنمنٹ برطانیہ کے خزانہ سے دیا جانے کو تھا۔ مسٹر ہیاند انڈر سکرٹری جو لندن میں تھا اور دوسرے انگلستان کے کارکن جو ہسی۔ اسٹ گارٹ او بیٹویا میں تھے۔ اور یہ سب مقام حدود فرانس پر واقع ہیں۔ فرانس کے ناراض شخصوں سے پورا ساز باز رکھتے تھے اور خانہ جنگی کے شعلوں کو مشتعل کرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔

فرانس کے تین سربرآوردہ تارکانِ وطن یعنی شہزادہ کانڈی۔ اور اُس کا بیٹا اور پوتا اس وقت برطانیہ کے ملازم تھے اور تنخواہیں پاتے تھے۔ اور اپنے ملک کے خلاف مسلح ہوکر ہر ایک کارروائی کے لئے تیار تھے۔ ان میں ڈیوک ڈی انگھین جو کانڈی کا پوتا تھا۔ بیڈن کی ڈچی میں رہتا تھا اور دریائے رین کے کنارہ اشارہ کا منتظر تھا کہ فرانس میں در آئے۔ موضع ایٹن ہیم میں اُس کو ایک حسین لیڈی کی محبت نے رہنے پر مجبور کیا تھا۔

سازش کرنے والوں کی یہ تجویز تھی کہ ننو۔ دلیر اور جانباز آدمی بہ سرکردگی جارجیز کیڈوڈیل مخفی طور سے فرانس میں جاویں اور کمین گاہ میں بیٹھکر جس وقت پنولین مالمیسن کو جا رہا ہو۔ گارڈ کو جس میں صرف دس سوار آگے آگے ہوتے تھے مغلوب و منتشر کرکے اُسے قتل کر ڈالیں۔ سازش کرنے والوں کا یہ خیال تھا کہ یہ فعل سازش نہ کہلایا جائیگا بلکہ جنگ کے نام سے مشہور ہو گا۔ اور فرسٹ کانسل کا اس طرح فیصلہ کرکے اُس درہمی برہمی میں جو قتل کے بعد پیدا ہو گی بوربون کا تخت پر بحال کرنا باقی رہجائیگا اور پھر بادشاہ کے رفقاء کو عہدے بھی دیدیئے جائینگے۔ لیکن اس مدعا کے حصول کے لئے پہلا کام یہ تھا کہ فوج کو اپنا شریک کیا جائے۔

[1] وارسا ملک روس کا ایک شہر ہے ۱۲ مترجم

او میرا۔ کہتا ہے "کہ میری چند حجتوں کے جواب میں جو مینے اس امر کے ثبوت میں پیش کی تھیں کہ برطانیہ کے وزرا کو بچگرو کی سازش کا علم نہ تھا جس میں نپولین کے قتل کی تجویز کی گئی تھی۔ نپولین نے حسب ذیل کہا:۔

"میں یہ نہیں خیال کرتا کہ برطانیہ کے وزرا نے جارج کیڈوڈیل یا بچگرو سے اپنے منھ سے کہا کہ فرسٹ کانسل کو قتل کردو۔ لیکن یہ تو اُن کو اچھی طرح معلوم تھا اور وہ خوب جانتے تھے کہ اُن کی کامیابی کا خاص اور واقعی صرف یہی ایک ذریعہ تھا کہ میں قتل کردیا جاؤں۔ اور یہ جانکر انھوں نے اُن لوگوں کو روپیہ بھی دیا اور جہاز بھی دیئے کہ وہ فرانس جاسکیں کیونکر خیال نہ ہو کہ وہ سازش میں شریک تھے اور انگریزی عدالت میں اگر ان وزرا پر مقدمہ قائم ہوتا تو ضرور اُن کو وہی سزا دی جاتی جو سازش کے شریکوں کو دی جاتی ہے۔ لارڈ ۔۔ نے دوسرے درباروں کو یہ یقین دلانے کی بہت کوشش کی کہ وزرا کو اس قتل کی سازش کا علم نہ تھا اور چند خطوط بھی تحریر کیئے جن میں لارڈ ۔ نے یہ اقرار کیا کہ انگلستان نے ان لوگوں کو فرانس کی گورنمنٹ کو تہ و بالا کردینے کے لیئے فرانس پہونچا ضرور دیا تھا لیکن قتل کی سازش سے وزرا کو اطلاع نہ تھی۔ مگر یہ بڑا پوچ عذر ہے۔ اور اس کو یورپ کی کسی گورنمنٹ نے تسلیم نہ کیا۔ اس سازش پر قدرتی طور سے اعتراض کیا گیا کیونکہ سازشوں کی ایسی حالت میں کسی فرماں روا کی جان سلامت نہیں رہ سکتی تھی۔ اس معاملہ میں فاکس سے اور مجھ سے باتیں ہوئیں اور وہ بھی تمھاری طرح کہتا تھا کہ وزرا کو اس قتل کی سازش سے اطلاع نہ تھی۔ لیکن جب مینے اُس سے وجوہ بیان کیں تو وہ بھی مان گیا اور پوری کارروائی پر نفرین کرنے لگا"

ہم انسانوں کا ضعف کسی اور موقع پر اتنا صاف ظاہر نہیں ہوتا جتنا رشک و حسد کے موقعوں پر ظاہر ہوا کرتا ہے اس سلیئے کہ حسد کا خار دل میں ہر وقت کھٹکتا رہتا ہے۔ جنرل بوناپارٹ کی ترقیوں کو مورو نے نگاہ حسد سے دیکھا۔ مورو کی بیوی۔ بودی۔ خودبین۔

اور حاسد عورت تھی۔ اور یہ نہ دیکھ سکتی تھی کہ فرانس میں مورو سے زیادہ رتبہ کا کوئی دوسرا شخص ہو۔ اور جہاں تک ہو سکتا تھا مورو کو ہمیشہ ترغیب دیا کرتی تھی کہ ہوہنلنڈن[1] کا فاتح (مورو) سب سے زیادہ بڑے انعام مستحق تھا جو فرانس دے سکتا تھا۔

ایک دن اتفاق سے مورو کی بیوی جوزیفائن کے دوسرے کمرہ میں چند لمحوں کے لئے روک لی گئی اور اس کے بعد جوزیفائن کے کمرہ میں جانے اور اُس سے ملنے کی اجازت ہوئی۔ پس وہ غصہ سے بھر گئی۔ جنرل مورو اپنی بیوی کے کہے میں آکر اپنی ناخوشی کا اظہار کیا کرتا کہ نپولین کے تحفہ تحائف سے انکار کر دیتا۔ اسی وجہ سے ریپلک کے سالانہ جلسہ کی دعوت میں جو نپولین کی طرف سے ہوا کرتی تھی مورو مدعو نہ کیا گیا۔ لیکن اس سے قبل مورو ایک حرکت یہ بھی کر چکا تھا کہ فوج کے معائنہ میں نپولین کے ہمراہ جانے سے اُس نے انکار کر دیا تھا۔ اب مورو کے دل میں پوری مخالفت بیٹھ گئی اور وہ نہایت غیظ آلود ہو کر اپنی ریاست گراس بوائے کو چلا گیا جہاں اپنی دولت سے مالا مال بیٹھا ہوا بڑی توجہ کی نظر سے نپولین کی کارروائیوں کو دیکھتا رہا جس کو اپنی خود بینی سے وہ اپنا رقیب خیال کرتا تھا۔ ایسے حالات میں نپولین کے مخالفوں کے لئے کوئی دشوار بات نہ تھی کہ مورو کو اپنی جانب کر لیتے اور اُس کے ذریعہ سے فوج کو اپنا حامی بنا لیتے۔ اور جیسے ہی مال میسن جاتے ہوئے نپولین قتل کیا جاتا تمامی فریق شاہی کے حامی فرانس میں بلوہ کر دیتے اور جلاوطن بوربون انگلستان کے زر اور اسلحہ کے زور سے فرانس کی سرحد پر چھپٹ پڑتے اور سلطنت کی بحری اور برّی افواج اُن کی مدد کو آپہونچتیں۔ اور بوربون خاندان از سرِ نو قایم ہو جاتا۔ پس بوربون کی یہ مجرمانہ سازش تھی جو اوپر بیان ہوئی۔

لیکن اس تجویز میں ایک بڑی بھاری دشواری بھی تھی یعنی مورو نہایت سخت صول...

---

[1] ہوہنلنڈن کی جنگ کا پہلے ذکر آچکا ہے جس میں جنرل مورو سپہ سالار تھا اور اس نے آسٹریا کی فوج کو سخت ہزیمت دی تھی۔ ۱۲ مترجم۔

کا جمہوری شخص تھا۔ حتیٰ کہ وہ اس رائے سے بھی اختلاف کر چکا تھا کہ فرسٹ کاونسل تمام عمر کے لئے مقرر کیا جائے۔ کیونکہ وہ کہتا تھا کہ اسی سبب سے تو بادشاہت قایم ہونے کا اندیشہ تھا۔ تاہم چونکہ نپولین سے اُس کو نفرت تھی۔ یہ توقع کیجاتی تھی کہ اُس کے برباد کرنے کی غرض سے وہ ہر قسم کی سازش میں شریک ہو جائیگا۔ جنرل پگرو جو بڑی لیاقتوں کا جنرل تھا بوربون خاندان کا بڑا سرگرم حامی تھا اور فریق شاہی کے حامیوں اور اُن کے مخالفوں پر اُس کا برابر اثر تھا۔ سنا ماری کے ویرانہ سے فرار ہو کر جہاں ڈائرکٹروں نے اُسے قید کیا تھا اب وہ لندن چلا گیا تھا اور وہیں رہتا تھا اور اُس کو بھی ترغیب دیکر اس سازش میں شریک کر لیا گیا اور مورو سے گفتگو کرنے کو وہی متعین کیا گیا۔ جب سب معاملات اس طرح پختہ ہو گئے تو جارجیز کیڈوڈیل معہ اپنی بہادر جانباز جماعت کے پوری طرح مسلح ہو کر اور بہت سا روپیہ ہمراہ لیکر جو انگریزی خزانہ سے اُسے دیا گیا تھا۔ لندن سے پیرس کو روانہ ہوا۔

نارمنڈی کے ساحل پر ایک نہایت ڈھلوان پہاڑی واقع ہے اور سمندر اُس کی جڑ میں موجزن ہے اس پہاڑی کے ایک شگاف میں خفیہ راستہ تھا اور یہ راستہ صرف اُنھیں لوگوں کو معلوم تھا جو سرکاری محصول سے بچنے کو ایسے خفیہ راستے جانتے ہیں۔ اس شگاف میں ایک [illegible] فٹ لمبی رسی کی سیڑھی سطح سمندر تک لٹکا دی جایا کرتی تھی اور یہ محصول مار لینے والے اپنے کندھوں پر بھاری بوجھ لدے ہوئے پہاڑی پر چڑھ جایا کرتے تھے۔ کیڈوڈیل اس مخفی راستہ سے واقف تھا اور اُس نے روپیہ صرف کر کے اس راستہ کو اپنے لئے محفوظ کر لیا۔ پیرس سے خط و کتابت میں آسانی کی غرض سے بوربون کے طرفدار امرا کی خرمن گاہوں میں ٹھہرنے کے جا بجا مقامات تجویز ہو گئے کہ سازش کرنے والے ہوایل کی پہاڑی سے پیرس پہونچ جائیں اور سرکاری سڑکوں پر چلنا۔ اور مسافر خانوں میں ٹھہرنا نہ پڑے۔ کپتان رائٹ نے جو انگریزی بحری فوج میں ملازم تھا اور ٹھسکا

بڑی ہنرمند ملاح تھا۔ سازش کرنے والوں کو اپنے جہاز میں سوار کیا اور نہایت مخفی طور سے فرانس کے ساحل کے قریب پہاڑی کے نیچے اُتار دیا۔ کیڈوڈیل معہ اپنے معتمد ہمراہیوں کے خفیہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر بڑھتا ہوا پیرس کے قریب جا پہونچا اور اپنی جائے پناہ سے فرانس کے مختلف مقامات پر قاصد روانہ کرنا شروع کر دیئے۔ جن کو اُس نے روپیہ دیکر اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ کہ حامیانِ فریق شاہی بلوہ کر دینے کو تیار رہیں۔ لیکن کیڈوڈیل کو اس سے بڑی مایوسی ہوئی کہ اُس نے نپولین کو نہایت ہردلعزیز پایا۔ حتیٰ کہ فریق شاہی کے خود طرفدار بھی اُس کی عادل فرماں روائی میں بڑے اطمینان سے زندگی بسر کر رہے تھے اور بہی فرسٹ کانسل کے خیر طلب تھے۔ کیونکہ اُس نے اُن کو بڑی بڑی مصیبتوں سے رہائی دی تھی۔ دو ماہ کی پیہم شاقہ محنت کے بعد صرف تیس آدمی جن کو بڑی کثرت سے روپیہ دیا گیا تھا۔ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ بوربون تخت پر بحال کر دئے جائیں۔ جس وقت کیڈوڈیل فریق شاہی کے ساتھ اس طرح کوشش کر رہا تھا۔ پچگرو اور اُس کے گماشتے مورو اور اُس کی جمہوری فریق کا منشار دریافت کر رہے تھے۔ جنرل لیجو لے۔ جو اس سے قبل مورو کی ماتحتی میں افسر رہ چکا تھا بہت آسانی سے ترغیب میں آگیا اور اُس نے مورو کی ناراضگی اور اس بات کا اقرار کرالیا کہ جس طرح ہو سکے فرسٹ کانسل کی فرمانروائی اُلٹ دی جاوے۔ لیجو لے نے مورو سے اس سازش کا مفصل حال بیان نہ کیا۔ اور ایک چکر دار راستہ ہمبرگ Hamburg ہوتا ہوا کہ گرفتار نہو جاوے لندن پہونچا اور اپنے بھولے آقاؤں سے کہا کہ جنرل مورو اس سازش میں ہر طرح سے شریک ہونے کو راضی تھا۔

اب لندن میں اس سازش کرنے والے گروہ نے جو نپولین کے قتل کے متلاشی رہے تھے چند مرتبہ کمیٹی کی اور کونٹ ڈی ارٹوائز۔ جو بعد کو فرانس کا بادشاہ ہوا۔ حماقت سے ان کمیٹیوں کا میر مجلس ہوا اور قاتلوں کی جماعت کے مشوروں کی سربراہی کرنے لگا

جب لیچوٹلے نے یہ اطلاع دی کہ مورو بچگرو سے شرکت کرنے کو آمادہ ہے تو چارلس نے جو اُس وقت کونٹ دی آرٹوایز۔ مشہور تھا بے ساختہ کہا۔ یہ دونوں جنرل متفق الرائے ہوئے اور میں فرانس کے تخت پر بیٹھا اب یہ تجویز ہوا کہ بچگرو۔ رایور۔ پال نیگ معہ دوسرے سازش کرنے والوں کے فوراً کیڈوڈیل سے جا ملیں اور جیسے ہی سب معاملات درست ہو جاویں۔ چارلس اور اُس کا بیٹا ڈیوک آف بیری۔ فرانس میں جا پہونچیں اور اس نہایت مذموم سازش میں شریک ہوں۔ بچگرو اور اُس کے ہمراہی کپتان رایٹ کے جہاز میں سوار ہوئے اور رات کی اندھیری میں بیوایل کی پہاڑی کے نیچے اُتار دئے گئے۔ یہ نام قاتل محصول ماروں کی سیڑھی کے ذریعہ سے چڑھ گئے اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک چھپتے ہوئے جارجیز کیڈوڈیل سے پیرس کے قریب جا ملے۔ مورو نے شہرپناہ کے باہر ایک مقام ڈی لا میڈلین بچگرو سے ملاقات کرنے کو مقرر کردیا تھا۔

جنوری ۱۸۰۴ء کی ٹھنڈی رات تھی کہ ہالینڈ کے فاتح بچگرو۔ اور ہوہنلنڈن کے ہیرو مورو مقام معلوم پر جا پہونچے اور مقررہ اشاروں کے ذریعہ سے ایک نے دوسرے کو شناخت کیا۔ کئی سال ہوچکے تھے کہ یہ بہادر دریائے رین کی افواج میں دوش بدوش کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت دونوں کو عجب پریشانی تھی کیونکہ ان اشرافوں نے اس سے قبل کبھی ایسے قبیح اور مجرمانہ فعل نہ کئے تھے۔ ان دونوں میں سلام ہی ہوا تھا کہ جارجیز کیڈوڈیل بھی وہاں آ پہونچا اُسی نے یہ ملاقات تجویز کی تھی اور اُس کے نتیجہ سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ مورو جسے ایسے شخص کی صحبت سے نفرت تھی برہم ہوا کہ اس قسم کی ملاقات کیوں تجویز کی گئی تھی اور اُس نے بچگرو سے کہا کہ مکان پر ملاقات ہوگی۔ اور فوراً وہاں سے چلا گیا۔ پھر اس کے بعد بچگرو اور مورو میں جلد ملاقات ہوئی اور بہت دیر تک مشورہ ہوتا رہا

مورو قطعی راضی تھا کہ کانسل کی گورنمنٹ برباد کردی جاوے۔ لیکن اس بات پر ا

کرتا تھا کہ اعلیٰ اختیارات اُس کو خود دیئے جایئں - اور بوربون تخت پر نہ بحال کئے جاویں
اس ملاقات کے نتیجہ پر پچگرو کو بہت مایوسی ہوئی اور اُس نے اُس راز دار شخص سے
جو اُس کو موروکے مکان پر لایا تھا اور پھر واپس لے گیا تھا - کہا -

"یہ شخص بلند نظر ہے اور فرانس پر حکومت کرنا چاہتا ہے - یہ تو فرانس پر چوبیس گھنٹہ
بھی حکومت نہیں کر سکتا"

جب جارجیز کیڈو ڈیل کو اس ملاقات کے نتیجہ سے اطلاع دی گئی تو اس نے
بڑے جوش سے کہا "اگر ہم کو ایسی ہی ضرورت ہوگی کہ ہم غاصب ہی کو فرمانروا بنایئں
تو اس ظالم اور خر مورد پر نپولین کو میں لاکھ درجہ ترجیح دونگا - سازش کرنے والوں کی
مایوسی کی اب کوئی انتہا نہ تھی - اور اس بات سے اُن کو اور بھی تعجب اور سخت مایوسی
ہوئی کہ اُس کے قطعی خلاف جیسا انگلستان میں مشہور کر رکھا گیا تھا - نپولین
فرانس میں نہایت ہی ہر دلعزیز اور محبوب تھا اور اُس کے مقابلہ میں ایک معزز
گروہ کو بھی قایم کرنا غیر ممکن تھا -

اب کچھ ایسی وجوہ پیش آیئں کہ فرسٹ کانسل کو شبہہ پیدا ہوا کہ اُس کے خلاف
کوئی زبردست سازش ہو رہی تھی - تین انگریزی سفیر جو سٹی - ورٹم برگ اور بیویریا میں
موجود تھے - فرانس میں آتش فساد مشتعل کرتے ہوئے معلوم ہوئے - بیویریا کے
سفیر مسٹر ڈریک نے ایک فرانسیسی جاسوس کسی کام پر متعین کیا تھا - لیکن یہ فرانسیسی
جاسوس مسٹر ڈریک کی تمامی چھٹیاں نپولین کے پاس لے آیا اور نپولین نے اُن کے
جوابوں کا مسودہ خود لکھا کہ مسٹر ڈریک کے پاس واپس کر دیا جاوے - ان انو کھے خطوط
میں سے جو ڈریک صاحب نے تحریر کئے تھے ایک ہم تحریر کرتے ہیں -

"فرسٹ کانسل کے خلاف جتنی سازشیں ہو رہی ہیں سب میں بڑی مستعدی سے
کام ہونا چاہیئے اور دراں حالیکہ تم سب اُس کو شکار کرنے کے لیئے اُس کا تعاقب

کر رہے ہو تو اِس کی کوئی پرواہ مت کرو کہ یہ حیوان کس کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔"
ان سب خطوط کو نپولین نے سینیٹ کے Conservateur میں امانت رکھوا دیا کہ دول
خارجہ کے سفیروں میں سے جس کا جی چاہے اُن کو پڑھے۔ بعض جاسوس پولیس نے گرفتار
کئے اور وہ گولی سے مار ڈالے گئے۔ ان جاسوسوں میں سے ایک نے قتل گاہ کو جاتے
وقت کہا کہ "مجھے تھوڑی مہلت دیجئے کہ مجھے بہت ضروری باتیں کہنا ہیں"۔ یہ شخص جارجیز
کیڈوڈیل کے گروہ کا شخص تھا اور اس نے تمام سازش کا کچا کچا حال کہدیا۔ دوسرے
سازش کرنے والے بھی فوراً گرفتار کر لئے گئے۔ اور ان لوگوں میں سے ایک شخص
نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا شائستہ اور تعلیم یافتہ شخص تھا اس کا نام مانسیور لوزیری تھا۔ اور
اس نے اقرار کیا کہ مورو نے فریق شاہی کے حامیوں کے پاس لندن میں اپنا ایک افسر
بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ وہ بوربون خاندان کا حامی ہے اور اس معاملہ میں فوج بھی
شرکت کرے گی۔ لیکن جب اس وعدہ پر اعتماد کر کے سازش کرنے والے پیرس آگئے تو
مورو اپنی بات سے پھر گیا اور کہنے لگا کہ "فرسٹ کانسل کا جانشین میں خود ہوں گا"۔

جب نپولین سے کہا گیا کہ اس سازش میں مورو بھی شریک ہے تو اُسے یقین نہ
آتا تھا۔ پس اُس نے وزراء کا ایک مخفی جلسہ کیا جو شب کو ٹوئی لریز میں منعقد ہوا۔ مورو
ایسا قوی شخص تھا کہ نپولین بھی آسانی سے اُس پر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا۔ فوج میں وہ بہت
محبوب تھا اور اُس کے زبردست کثیر التعداد دوست کبھی گوارا نہ کر سکتے تھے کہ وہ
نپولین کے حسد کا شکار کیا جاوے۔ اس جلسہ میں ایک رکن نے یہ رائے دی کہ مناسب
یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں مورو سے کوئی بازپرس نہ کیجائے۔ اس پر نپولین نے
کہا۔

"کیا خوب۔ ابھی لوگ کہنے لگینگے کہ نپولین مورو سے ڈر گیا۔ مجھ سے نہیں ہو سکتا
کہ ایسی باتیں سنوں۔ یہ سچ ہے کہ میں حد درجہ رحم دل شخص ہوں لیکن

اگر ضرورت ہو تو مجھ سے زیادہ سخت بھی کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ مورو کو میں اُسی طرح سزا دونگا جس طرح میں کسی اور کو دیتا کیونکہ اُس نے ایسی سازش میں شرکت کی ہے جس کے مقاصد نہایت ہی مذموم اور مجرمانہ ہیں۔"

چنانچہ یہ تجویز ہوا کہ مورو فوراً گرفتار کیا جاوے۔ ریگنیئر نے جو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا قانون داں شخص تھا یہ بات تجویز کی کہ مورو جیسے شخص کے مقدمہ کی سماعت کے لئے معمولی عدالت کافی نہیں ہے اور مورو کے کورٹ مارشل کی جوری میں نہایت سربرآوردہ افسر جج ہونا چاہیئے اور یہ بات قانون کے موافق ہوگی۔ لیکن نپولین نے اس تجویز سے اختلاف کیا۔

اُس نے کہا۔" یہ کہا جائیگا کہ فرسٹ کانسل نے مورو کو باقاعدہ کورٹ مارشل کی اس لئے سپرد کردیا کہ اپنے حامیوں سے اُسے سزا دلوا لے۔"

صبح ہوتے ہی مورو گرفتار کرلیا گیا اور ٹمپل کو روانہ کردیا گیا۔ اس پر تمام پیرس میں تہلکہ مچگیا اور مورو کے دوستوں نے علانیہ کہنا شروع کیا کہ نہ کوئی سازش ہے اور نہ جارجیز کیڈوڈیل ہی فرانس میں موجود ہے نہ پیرس میں پچگرو مقیم ہے۔ فرسٹ کانسل نے یہ سب قصہ جی سے گھڑلیا ہے کہ مورو جیسے زبردست رقیب سے نجات پاے۔ نپولین کو اپنی نیکنامی کی طرف سے بڑی فکر رہتی تھی۔ اُس کی بلند نظری کا اصل مقصد یہی تھا کہ فرانسیسیوں میں وہ اعلیٰ درجہ کا ہر دلعزیز اور محبوب خیال کیا جائے اور وہ اُس کو اپنا محسن خیال کریں۔ ان جھوٹی جھوٹی تہمتوں سے اُس کو حد درجہ کا صدمہ ہوا۔

اس نے کہا " بڑی مشکل کی بات ہے کہ میری ہی خلاف تو ایسی ہولناک اور مذموم سازشیں ہوں اور مجھی پر اُلٹی تہمت لگائی جاوے کہ سازشوں کا بانی میں ہی ہوں۔ مجھی پر حسد کا الزام لگایا جاسے۔ مجھی کو طعنے دیے جاویں کہ میں دوسروں کی جان کا خواہاں ہوں اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ درحقیقت میری ہی جان لینے کی فکریں ہو رہی ہیں۔"

اس وقت نپولین کی تیز و تند طبیعت کا پورا اظہار ہوا۔ اور اُس نے اس سازش کے پورے انکشاف حال کا عزم بالجزم کیا۔ تاکہ اُس کی آبرو پر دھبہ نہ آئے۔ بادشاہی خاندان کے حامیوں پر اُس کو سخت غصہ تھا۔ نپولین نے بوربون کے تخت کو خود درہم برہم نہیں کیا تھا۔ اُس نے تو اس تخت کو پہلے ہی سے اُلٹا ہوا پایا تھا۔ کیونکہ فرانس میں طوائف الملوکی تھی اور بادشاہی خاندان کے اشخاص بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ اُس نے تو شاہی خاندان کے حامیوں کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کئے تھے۔ یعنی جہاں تک ہو سکا تھا اُس نے اُن پر احسان کیا تھا اور اس میں نہ اُس نے فرانس کے جمہور کا کہنا مانا تھا اور نہ اپنے دوستوں کے کہنے پر عمل کیا تھا اور جلاوطن "تارکان فرانس کو فرانس میں واپس بلایا تھا اور حتی المقدور اُن کی منضبطہ جائدادیں اُن کو واپس کر دی تھیں اور اُن پر بھروسہ کیا تھا اور اُن پر ایسی ایسی عنایتیں کی تھیں کہ اُس پر طعن ہونے لگی تھی کہ وہ بوربون کو واپس بلانا چاہتا تھا۔ ان ان خدمات کے عوض میں یہ ناسپاس اُس کو آتشین کل سے اڑا دینے یا راستہ میں قتل کرنے کی فکریں کر رہے تھے۔

مورو کو نپولین نے نگاہ ترحم سے دیکھا اور چاہتا تھا کہ احسان کے بوجھ سے اُس کی گردن جھکا دے اب سازش کرنے والوں کو اُن کی روپوشی کے مقام سے برآمد کرنے کی بڑی بڑی کوششیں ہونے لگیں۔ ہر روز نئے نئے شخص گرفتار ہو کر پیش کئے جانے لگے۔ سازش کرنے والے شخصوں میں سے دو نے سب باتوں کا پورا پورا اقرار کر دیا۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ بوربون خاندان کے اعلیٰ اعلیٰ ارکین ابھی اس سازش میں شریک تھے اور بوربون خاندان کا ایک نہایت ہی معزز شہزادہ فرانس کی سرحد کے نہایت ہی قریب اس غرض سے موجود تھا کہ نپولین کے قتل ہوتے ہی فرانس میں در آئے اور خاندان شاہی کے حامیوں کا سردار بن جائے۔

فرسٹ کانسل کے غصہ کی کوئی انتہا باقی نہ تھی اور اُس نے کہا "یہ بوربون اسی خیال

میں ہیں کہ میرا خون کسی جانور کے خون کے مثل بہا دینگے۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ میری جان بھی اُنھیں کی جانوں کی مانند قیمتی ہے جس طرح اُنھوں نے مجھے پریشانیوں میں ڈالا ہے اب اس کے انتقام کا بھی اُن کو مزہ معلوم ہو جاوے گا موروکو تو میں معاف کرتا ہوں کہ وہ صرف حسد کی وجہ سے اس حماقت میں مبتلا ہوا۔ لیکن ان بوربون شہزادوں میں سے جس کسی کو سب سے پہلے پکڑ پاؤنگا نہایت بیدردی سے گولی سے مار دونگا اور اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ اُن کا کس شخص سے سابقہ اور واسطہ پڑا ہے"

روزانہ نئے نئے لوگ گرفتار ہوتے تھے اور اُن کے بیانوں سے پوری شہادت ملتی تھی کہ فرانس کی سرحد پر ایک بوربون شاہزادہ موجود ہے اور سازش کرنے والے جلسوں میں گاہے گاہے شریک ہوتا ہے اور اس شاہزادہ کی بڑی عزت ہے اور یہی اس سازش کا سرغنہ ہے۔ لیکن کیڈوڈیل۔ پچگرو۔ اور دوسرے سازش کے لکھیا ہاتھ نہ آتے تھے۔ مگر یہ کافی شہادت موجود تھی کہ وہ پیرس میں موجود تھے۔ اب یہ قانون پاس کر دیا گیا جس سے کسی نے اختلاف نہ کیا "کہ ان سازش کرنے والوں کو جو شخص اپنے یہاں پناہ دیگا۔ قتل کیا جاویگا اور وہ شخص جو ان لوگوں کی روپوشی کے مقام سے واقف ہوگا اور اطلاع نہ دیگا چھ برس کے واسطے قید کیا جاویگا"

پیرس کے پھاٹکوں پر چند روز سنگین پہرہ رہا اور کسی شخص کو باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور دیوار پر چڑھکر باہر جانے والے کے لئے قطعی حکم تھا کہ گولی سے مار دیا جائے اب تو پچگرو۔ کیڈوڈیل اور دوسرے سازش کرنے والوں کا سخت تنگ حال تھا۔ رات میں وہ گھر گھر مارے پڑے پھرتے تھے اور چند گھنٹوں کی پناہ کے معاوضہ میں ہزاروں روپیے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رات میں نہایت مایوس ہوکر پچگرو نے طپنچہ سے خودکشی کا قصد کیا لیکن اُس کے ایک دوست نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ایک اور موقع پر پچگرو جان سے بیزار ہوکر مالسنبور ماربوا کے پاس چلا گیا جو نپولین کا وزیر تھا اور اُس سے

پناہ مانگی۔ ماربواے نپولین کی فیاضی اور عالی حوصلگی سے خوب آگاہ تھا اور اُس نے تاسف کرکے بے پس وپیش اپنے پرانے رفیق پچگرو کو تھوڑی دیر کے واسطے پناہ دیدی۔ اور اُس کا راز فاش نہ کیا۔ اس کے بعد اُس نے فرسٹ کانسل سے ایک موقع پر اپنی کارروائی کا حال بیان کیا۔ اس پر نپولین نے بڑی قابل تحسین فیاضی اور عالی حوصلگی سے ایک خط میں اعتراف کیا کہ مالشیور ماربواے کے اس فعل کو اُس نے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا کہ ایسے نازک حالات میں بھی اُس نے اپنے ایک قدیم دوست کو پناہ دینے سے انکار نہیں کیا اگرچہ یہ دوست حفاظت قانونی سے اُس وقت خارج تھا۔

آخر کار پچگرو کی گرفتاری کا وقت آپہونچا۔ رات میں وہ سو رہا تھا۔ تلوار اور بھرے ہوئے طپنچے پہلو میں رکھے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ضرورت کے وقت پچگرو کسی طرح چوکنے والا نہ تھا۔ لیکن مسلح پولیس کے سپاہی بڑی احتیاط سے اُس کے کمرے میں داخل ہوئے اور اس کو دبوچ لیا۔ پچگرو نہایت قوی آدمی تھا لیکن اُس کی شہ زوری سے کوئی فائدہ نہوا اور اُس کی مشکیں باندھ لی گئیں۔ اور ٹمپل کو روانہ کردیا گیا اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جارجیز کیڈو ڈیل گرفتار کرلیا گیا۔ وہ ایک یکے میں سوار چلا جارہا تھا کہ پولیس کے ایک افسر نے اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ کیڈو ڈیل نے فوراً اس افسر کو طپنچہ سے اُسی مقام پر ڈھیر کردیا اور گاڑی سے کود کر دوسرے افسر کو سخت مجروح کیا اور اندھیرے میں فرار ہوا۔ لیکن ایک انبوہ اُس کے تعاقب میں لگا ہوا تھا اور اُس کو چاروں طرف سے گھیر کر فوراً گرفتار کرلیا۔ اپنے بیان میں کیڈو ڈیل نے ذرا بھی ہراس ظاہر نہ کیا اور نہایت مستقل رہا۔ تلاشی میں اُس کے پاس ایک خنجر اور طپنچے اور ساٹھ ہزار فرانک کی اشرفیاں اور نوٹ برآمد ہوئے اور اُس نے بڑی دلیری سے اقرار کیا کہ "بیشک۔ میرا عزم تھا کہ فرسٹ کانسل پر حملہ آور ہوں اور میں بوربون

شہزادوں کے ساتھ اس سازش میں شریک ہوں"

اب اس سازش کا یقین واثق ہوگیا اور اس بات پر کہ فرسٹ کانسل کی جان بچگئی سینیٹ نے اُس کو مبارکباد میں ایک تحریر بھیجی۔ اس کے جواب میں نپولین نے لکھا۔

"میں نے تو بہت دنوں سے خانگی زندگی کے عیش و آرام کو ترک کردیا ہے اور میرا سب وقت اُنھیں فرائض کی انجام دہی میں صرف ہوتا ہے جو میری تقدیر اور فرانس کے جمہور نے میرے متعلق کردیے ہیں۔ فرانس خدا کی حفاظت میں ہے اور وہی بدمعاشوں کی سازشوں سے بچانے والا ہے۔ آپ لوگوں کو کسی قسم کی فکر نہ ہونا چاہیئے اور میری جان اُس وقت تک محفوظ رہیگی جب تک وہ قوم کے لئے مفید ہے۔ لیکن میں جمہور کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اگر اُنھوں نے مجھ پر اعتماد نہ کیا اور مجھ سے محبت نہ کی تو میری زندگی میرے لئے وبال ہوجائیگی"

نپولین نہایت سچے دل سے مورو اور پچگرو پر رحم کرنا اور اُن کو اُس ذلت کی موت سے بچانا چاہتا تھا جس کے وہ مستوجب تھے۔ اُس نے مورو کے پاس ایک افسر بھیجکر اُس کو یقین دلایا کہ اگر وہ جملہ حالات صاف صاف بیان کردے گا تو اُس کی خطا معاف کردی جائیگی اور اپنے اصلی اعزاز پر بحال کردیا جائیگا اگرچہ نپولین کے لئے معاف کردینا تو بہت آسان کام تھا لیکن مورو ایسا شخص نہ تھا کہ اُس کی معافی کو قبول کرلیتا۔ پچگرو کے معاملہ میں بھی نپولین بڑی سچی ہمدردی سے غور کررہا تھا اور جس وقت اُس نے اس ممتاز جنرل اور اس ذلیل سزاے موت کا خیال کیا جو بدمعاشوں کو دی جاتی ہے تو وہ مانشیو ریئل سے کہنے لگا۔

"افسوس ہالینڈ کے فاتح (پچگرو) کا یہ انجام ہو۔ لیکن انقلاب کے حامیوں کو یہ زیبا نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو ہلاک کرڈالیں میں کین میں ایک نوآبادی قایم کرنے کا بہت دنوں سے خیال کررہا ہوں۔ اور پچگرو وہاں جلاوطن کرکے بھیجا بھی گیا تھا اور وہ اُس مقام

سے خوب آگاہ ہے اور سب جنرلوں میں وہی لایق ہے کہ ترتیب و انتظام قایم کرے۔ جاؤ اور اُس سے قیدخانہ میں ملو اور کہو کہ میں اُسے معاف کرتا ہوں اور میں وہ شخص نہیں ہوں کہ اُس کے یا مورو یا اُنھیں کی طرح دوسرے آدمیوں کے ساتھ سختی سے پیش آؤں اور اُس سے دریافت کرو کہ کین میں نوآبادی قایم کرنے کے لئے اُسے کس قدر آدمیوں اور روپیہ کی حاجت ہوگی اور یہ سب میں اُس کو دونگا کہ وہ وہاں جاے اور نوآبادی قایم کرے اور فرانس کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دے۔ اور ناموری حاصل کرے" اس وقت پچگرو پر نپولین کی عالی حوصلگی اور فیاضی کا ایسا اثر ہوا کہ اُس نے ندامت سے سر جھکالیا اور رونے لگا۔ لیجئے اس نامی جنرل پر نپولین کو فتح ہو گئی۔ یہ وہی جنرل تھا جو نپولین کی جان کی فکر میں تھا۔

لیکن نپولین کو اس بات پر سخت ہی غصہ تھا کہ بوربون شہزادے جو نپولین کی جان کے خواہاں تھے اور دوسروں کو اُس کے خلاف اغوا کرتے تھے اُس کے ہاتھ نہ لگتے تھے ایک دن صبح کو اُس نے ٹیلرانڈ اور فوشے سے دریافت کیا کہ یہ شہزادے کہاں کہاں مقیم تھے اور اُس سے جواب میں کہا گیا کہ لوئی ہیجدہم اور ڈیوک ڈی انگولیم نووارسا میں تھے اور کونٹ ڈی آرٹوائز۔ اور ڈیوک ڈی بیری لندن میں تھے جہاں سوائے ڈیوک ڈی انگھین کے اور دوسرے شاہزادے بھی رہتے تھے اور ڈیوک ڈی انگھین ان سب سے زیادہ دلیر تھا کیونکہ وہ اسٹین ہیم میں اسٹریسبرگ کے قریب مقیم تھا اور اسی قرب وجوار میں برطانیہ کے وکلا یعنی ٹیلر اسمتھ اور ڈریک موجود تھے۔ جو سازش کی برابر اغوا کر رہے تھے۔ یہ سنکر فرسٹ کانسل کو فوراً خیال آیا کہ ڈیوک ڈی انگھین فرانس کی سرحد کے قریب اسی غرض سے چھپا بیٹھا تھا کہ اس سازش میں شریک ہو او اُسی وقت اُس نے ایک افسر متعین کیا کہ شاہزادے سے متعلق جاکر تحقیقات کرے واپسی پر اس افسر نے یہ رپورٹ کی کہ ڈیوک ڈی انگھین۔ شہزادی روہن سمیت اسٹین ہیم

میں مقیم تھا اور اس شاہزادی پر وہ عاشق تھا ... ٹین ہیم سے اکثر باہر بھی چلا جاتا تھا اور تبدیل لباس میں اسٹریس برگ کو ... تھا اور برطانیہ کی گورنمنٹ سے اُس کی تنخواہ مقرر تھی اور وہ اپنے ملک ... کے مقابلہ میں باغی تھا اور سرکار برطانیہ سے اُس کو حکم تھا کہ وہ دریائے رہن کے کنارہ فرانس کی سرحد پر موقع کا منتظر رہے یہ فعل پورا باغیانہ تھا۔

نپولین کو ... تھا کہ ڈیوک ڈی انگھین یہی شاہزادہ تھا۔ اور اٹین ہیم سے اُس کی غیر حاضریاں اس غرض سے ہوتی تھیں کہ وہ سازش کرنے والوں سے مشورہ کرے اتفاق سے شاہزادہ کے ہمراہ ایک افسر تھا جس کا نام مارکوئیس ڈیو مورے تھا۔ نپولین کی ... کنندہ افسر کو جو خفیہ تحقیقات کے لئے متعین ہوا تھا اس نام کے جرمنی تلفظ سے دھوکا ہو گیا اور اُس نے نہایت ہی ایمانداری سے رپورٹ کی کہ شاہزادے کے ہمراہ جنرل ڈیو مورے موجود تھا۔

یہ مہلک رپورٹ پیرس میں ۱۰ مارچ کو پہونچی اور اسی شام کو جارج کیڈوول کے ایک شریک نے اپنے بیان میں اقرار کیا تھا کہ سازش کی کارروائی جاری تھی اور شاہزادہ اُس کا سرغنہ تھا اور اگر یہ شاہزادہ ابھی فرانس میں نہیں آیا تھا تو عنقریب آنیوالا تھا۔ فرسٹ کانسل کے سامنے یہ بیان اُسی وقت پیش کیا گیا جس وقت کہ اٹین ہیم سے رپورٹ موصول ہوئی تھی۔ ان دونوں میں ایسی مطابقت تھی کہ فرسٹ کانسل کے دل پر پورا پورا اثر ہو گیا۔ اور اُس کو ذرا بھی شک باقی نہ رہا کہ ڈیوک ڈی انگھین یہی شاہزادہ تھا۔ اور جنرل ڈیو مورے کا اُس کے ہمراہ ہونا فرسٹ کانسل کے یقین کی اور پوری تائید کر رہا تھا۔ یہ امر یقینی تھا کہ یہ شاہزادہ لندن سے ابھی حال میں نہ آیا تھا کیونکہ ہوا ئیل کی پہاڑی کی نہایت سختی کے ساتھ حفاظت ہو رہی تھی اور اب نپولین کے سامنے تمام سازش روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی۔ یعنی جس وقت قاتل

اُس کو قتل کرڈالتے کونٹ ڈی آرٹوا بن پچگرو کے ہمراہ نارمنڈی میں ہوکر فرانس میں در آتا
اور یہ ڈیوک ڈی انگھین جنرل ڈیو مورے کے ساتھ ایل سیک میں ہوکر پیرس کی طرف
بڑھتا اور بوربون شاہزادے غیر بادشاہوں کی کمک سے فرسٹ کانسل کو قتل کرکے بوربون کا
تخت پھر قایم کرلیتے اور ریپبلک کو برباد کردیتے اور حقیقت میں سازش کرنے والوں کی تجویز بھی
یہی تھی۔ ڈیوک ڈی انگھین اس کا منتظر بیٹھا تھا کہ اُس کو فرانس میں داخل ہونے کا حکم
دیا جائے لیکن اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ نپولین کے قتل کی تجویز میں شریک نہ تھا۔
وہ باغی تھا لیکن قاتل نہ تھا۔ مانا کہ وہ باغی تھا لیکن سزاے موت کے خیال سے روح
کانپتی ہے ہم کو اس بات سے قطعی ہمدردی ہے کہ وہ جلاوطن بوربون کے تخت کو حاصل
کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگرچہ اس کوشش میں یوروپ کے دوسرے تاجدار اُس کے
مددگار تھے۔ نپولین خود عالی حوصلگی اور فیاضی سے خالی نہ تھا۔ جلاوطن بوربون پر اُس کو
سخت افسوس ہوتا تھا اور اُن کی مصائب کم کرنے میں جہاں تک اُس سے ممکن تھا
وہ اپنی مستعدی کا اظہار کرتا تھا اور اگر اُس کو اس بات کا پورا پورا یقین ہوگیا ہوتا کہ
ڈیوک ڈی انگھین اُس کے قتل کی سازش میں شریک نہ تھا تو وہ اُس کی گرفتاری پر بھی
ہرگز ہرگز راضی نہ ہوتا۔

تھیرس نے بڑے انصاف سے کہا ہے "اگرچہ فرسٹ کانسل نہایت ہی ذکی
شخص تھا اور معاملہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا کرتا تھا لیکن جب ایسے زبردست قراین موجود
ہوں تو ایسی حالت میں کیا کیا جاسکتا تھا فرسٹ کانسل کو تو یقین واثق ہوگیا تھا۔ یہی
وہ حالات ہیں جن میں انسان کو خوب سوچ سمجھکر کام کرنے کی ضرورت ہے اور خاصکر
اُس وقت جبکہ جذبات گو وہ کسی قسم کے کیوں نہ ہوں آدمی کو شبہہ کی بجاے یقین پر
مائل کر رہے ہوں انھیں حالات میں روزمرہ تجربہ ہوتا ہے کہ کتنی جلد نتیجہ نکال لیا
جاتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ عجلت کیسی بُری چیز ہے۔ اور معاملات پر

غور کر لینا اور اُن کو سب قانونی قیود میں لے آنا کتنا ضروری اور قیمتی ہے۔ تاکہ ان ان
اُن نتائج کے نکالنے سے جو بعض اوقات محض اتفاقی واقعات سے نکال لیئے جاتے
ہیں محفوظ رہے۔"

فوراً ایک کمیٹی کی گئی کہ کیا ہونا چاہیئے وزرا کی رائے میں اس وقت اختلاف
تھا۔ بعض کی تو یہ رائے تھی کہ خفیہ طور سے ایک فوج بھیجکر ڈیوک کو معہ تمامی کاغذات اور
شرکاء سازش کے گرفتار کرانا اور پیرس بلانا چاہیئے لیکن کیمبے سرز کا خیال تھا کہ جرمنی
کے عہدنامہ سے اس طرح انحراف کرنا یوروپ پر بُرا اثر ڈالے گا اور اُس نے متذکرہ بالا
رائے سے اتفاق نہ کیا۔ نپولین نے اس پر بڑی نرمی لیکن بڑی مضبوطی سے جواب
دیا۔ میں تمھارا منشا سمجھ گیا۔ یعنی تم کو مجھ سے واقعی الفت ہے اور میں تمھارا شکر گذار
ہوں لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ اپنی جان ہلاک کرالوں اور چوں نہ کروں؟ میں توان
شخصوں کے حواس گُم کردونگا۔ میں ان کو سکھاؤنگا کہ آیندہ پھر کبھی کان نہ ہلائیں"

صفحہ ۲۱۰

چنانچہ فوراً حکم صادر ہوا کہ تین سو سوار دریاے رین کے کنارے جاکر ائین ہیم
کو گھیر لیں اور اُس میں گھس پڑیں اور شاہزاد کو معہ جمیع رفقاے کے گرفتار کرلیں اور
اسٹراسبرگ کو لیجائیں اور جب شاہزادہ گرفتار ہو چکے کرنل کالن کورٹ گرانڈ ڈیوک
آف بیڈن کے پاس جاکر فرسٹ کانسل کی طرف سے اس بات کی معافی مانگے کہ اُس
کے ملک میں سوار در آئے تھے۔ اور کہے کہ چونکہ فرانس کی سرحد کے نہایت ہی قریب
باغی تارکان وطن نے اجتماع کیا تھا اسلیئے فرانس کو اپنی حفاظت کے لئے ایسی کارروائی
کرنے کا اختیار تھا اور چونکہ ان کی گرفتاری میں فوری کارروائی کرنا بڑا ضروری امر تھا
اسلیئے ڈیوک سے اجازت نہ لی جاسکی اس معافی پر ڈیوک نے اپنا اطمینان ظاہر کیا۔"

۱۵۔ مارچ ۱۸۰۴ء کو یہ سوار روانہ ہوئے اور اتنی جلد جاکر ائین ہیم کو گھیر لیا کہ
ڈیوک ڈی انگھین کو یہ خبر بھی نہ پہونچنے پائی کہ سوار آرہے تھے وہ سوتا ہوا گرفتار کیا گیا۔

اور پورے کپڑے بھی پہنے ہوئے نہ تھا کہ ایک گاڑی میں ڈال اُس کو فوراً اسٹریس برگ پہونچا دیا گیا اور یہاں سے کاسل آف ون سنس کو پیرس کے قریب لایا گیا اور قلعہ کی فوج کے کرنلوں کی ایک فوجی کمیشن قایم ہوئی جس کا پریسیڈنٹ جنرل ہیلین تھا اور ڈیوک ڈی انگھین اس کمیشن کے سامنے پیش ہوا۔

شاہزادہ کی وضع سے تکبّر اور استقلال ظاہر ہوتا تھا اُس کو سزاے موت کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ اُسپر بغاوت کا جرم عائد کیا گیا کہ اُس نے خانہ جنگی کے اغوا کا قصد کیا تھا اور وہ فرانس کے مقابلہ میں مسلح ہوا تھا۔ اور اس جرم کی پاداش میں جس کا وہ کھلا ہوا مجرم تھا اُس کو سزاے موت ہونا چاہیئے تھی۔ اگرچہ اُس نے قتل کی سازش کے متعلق انکار کیا کہ اس سازش سے اُس کو قطعی لاعلمی تھی۔ لیکن یہ بات اُس نے صاف صاف بڑی خوشی سے کہی کہ وہ فرانس کے مقابلہ میں ضرور شمشیر بکف تھا اور دریاے رین کے قریب وہ اسی غرض سے مقیم تھا کہ فرانس کے خلاف جنگ کرے۔

اُس نے کہا میں اقرار کرتا ہوں کہ جنرل بوناپارٹ بڑا آدمی ہے۔ لیکن چونکہ میں بوربون خاندان کا شہزادہ ہوں میں نے قسم کھائی ہے کہ بوناپارٹ کے ہمیشہ خلاف رہونگا اور بوربون خاندان کا شاہزادہ فرانس میں بغیر تلوار ہاتھ میں لئے ہوے کبھی قدم نہ رکھیگا اپنی پیدایش کے اعتبار سے اور اپنی راے کے لحاظ سے میں تمھاری گورنمنٹ یعنی ریپلک کا دشمن ہوں "

ریپلک کے قانون کی رو سے وہ فرانسیسی جو فرانس کے خلاف ہو سزاے موت کا مستوجب تھا۔ لیکن نپولین اس قانون کا نفاذ شاہزادے کے مقابلہ میں ہرگز نہ کرتا اگر اُس کو یہ پورا پورا یقین نہ ہو گیا ہوتا کہ وہ قتل کی سازش میں شریک تھا۔ اور اپنی جان بچانے کی غرض سے یہ ضروری بات تھی کہ وہ بوربون کے دلوں پر ہیبت بٹھا دیتا۔

شاہزادہ نے استدعا کی کہ فرسٹ کانسل سے ملاقات کی اُس کو اجازت دے دی جاے

لیکن کمیشن نے اُس کو اجازت نہ دی۔ اگر اجازت دے دی جاتی تو یقیناً شاہزادہ کی جان بچ جاتی۔ نپولین نے مانشیور ریئل کو بھی متعین کیا تھا کہ ون سینس میں جاکر شاہزادہ کا بیان لے۔ اور اگر مانشیور ریئل وقت سے پہونچ جاتا تو وہ فرسٹ کانسل کے پاس اصلی واقعات کی رپورٹ بھیجدیتا اور شاہزادہ کو سزائے موت نہ دی جاتی۔ لیکن کئی رات اور کئی دن کی متواتر محنت سے ریئل ایسا تھک گیا تھا کہ جب سونے کو لیٹا تو اُس نے ممانعت کر دی تھی کہ اُسکو کوئی نہ جگائے۔

چنانچہ فرسٹ کانسل کا حکم اُس کے پاس پانچ بجے صبح کو پہونچایا گیا۔ اب اتنی دیر ہو چکی تھی کہ جتنی نہ چاہیے تھی۔ کمیشن نے نہایت افسوس کے ساتھ موت کا حکم صادر کیا اور مشعلوں کی روشنی میں یہ بدنصیب شاہزادہ زینے کے ذریعہ سے قلعہ کی خندق پر پہنچایا گیا۔ یہاں اُس نے صبح کی دھندلی روشنی میں دیکھا کہ سپاہی اُس کے قتل کرنے کو تیار کھڑے تھے۔ شاہزادہ نے بڑے استقلال سے اپنے بالوں کی ایک لٹ تراشی اور اپنی جیب سے گھڑی نکال کر ایک افسر سے یہ التجا کہا کہ یہ دونوں چیزیں جوزیفاین کو دے کر اُس کی طرف سے التجا کرے کہ وہ ان کو شہزادی روہن کو دیکر کہدے کہ یہ ڈیوک کی نشانی ہے اس کے بعد وہ سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ "میں اپنے بادشاہ اور فرانس کی خاطر جان دیتا ہوں" اور یہ کہکر حکم دیا "اچھا فیر کرو" اور سات گولیوں سے اُس کا بدن چھلنی ہو گیا۔ اور طائر روح نے آشیانۂ راحت کی طرف اُسی وقت پرواز کی۔

اس بات کے بہت سے ثبوت موجود ہیں کہ بعد کو نپولین اس شاہزادہ کی مصیبت زدہ حالت اور موت پر بہت افسوس کیا کرتا تھا اور یہ بات بہت دنوں بعد معلوم ہوئی کہ وہ نامعلوم شخص جس کا سازش کے شرکا نے اپنے اظہاروں میں بار بار اشارہ کیا تھا۔ پچگرو تھا اور ڈیوک نہ تھا۔ جب اس واقعہ کی نپولین کو اطلاع ہوئی تو اُس کو سخت تاسف ہوا اور بہت دیر تک خاموش ہو جانے کے بعد اُس نے بڑے رنج و ملال کا اظہار کیا اور شاہزادہ

کی گرفتاری کے بارہ میں اپنی رضامندی ظاہر کرنے پر بہت پچھتایا۔

لیکن شاہزادہ کے قتل کی ذمہ داری اور جوابدہی اُس نے خود اپنے ذمہ لے لی۔ سینٹ ہلینا میں اُس نے اپنے وصیت نامہ میں لکھدیا۔ "میں نے ڈیوک ڈی انگھین کو گرفتار کیا اس لیئے کہ اُس کی گرفتاری فرانسیسی قوم کی عافیت مقاصد اور آبرو کے لئے بہت ضروری تھی۔ کیونکہ ڈیوک کا خود اقرار تھا کہ کونٹ ڈی آرٹوائز۔ ساٹھ قاتلوں کو تنخواہیں دیتا تھا اور اُن کی ہر طرح امداد کرتا تھا۔ اور اگر ایسے ہی حالات پھر پیش آتے تو میں پھر بھی کرتا جو میں نے کیا"

ظلم وخونریزی کے واقعات لکھنے سے طبیعت مغموم ہوتی ہے۔ وہ زمانہ طوائف الملوکی انقلاب اور سازشوں کا تھا۔ جہازوں کے بیڑے اپنے توپخانوں سے شہروں کو برباد کر رہے تھے اور ایک ایک دن کی لڑائی میں دس دس ہزار آدمی مارے جا رہے تھے۔ انسان کی جان کی ذرا بھی قدر نہ تھی۔ اور مخالف اقوام کے قوانین نے خونریز انتقام کے فتوے دے دیئے تھے۔ ایسے ایسے حالات سے محصور ہوکر اور طفلی سے انھیں واقعات کے درمیان نشوونما پاکر اور یورپ کے بادشاہوں کے مکر سے تنگ ہو کر جنھوں نے فرانس کے منتخب کردہ فرماں روا کو حفاظت قانونی سے خارج یقین کر لیا تھا پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اُس کے تمامی دورزندگی میں اُس کے دامن انصاف کو خودسری اور ظلم کا شاذ ہی دھبہ لگا اور اصل تو یہ ہے کہ نپولین کا ایسا بے داغ چال چلن واقعی حیرت میں ڈالتا ہے۔

شاہی خاندان کے ایک شاہزادہ کے اس طرح قتل کر دئے جانے پر یورپ میں بڑا شور تلاطم برپا ہوگیا۔ فرانس کے سفیروں سے بعض درباروں میں ایسا سخت برتاؤ کیا گیا جو توہین کے درجہ کو پہونچ گیا تھا۔ روس کے بادشاہ نے نپولین کے پاس ایک بڑا انسکا ہتی طومار بھیجا۔ جس سے نپولین کو جس کی لفظیں بم کے گولے سے کم نہ ہوتی تھیں سخت غصہ آگیا اور اُس نے روس کے نوجوان بادشاہ اسکندر کو جو خون بھرے تخت پر بیٹھا تھا اور یہ وہی تخت تھا جس سے قاتلوں کے خنجروں نے اُس کے باپ پال کو علیحدہ کیا

تھا فوراً جواب دیا کیونکہ پال کے قاتلوں میں سے کسی قاتل کو بھی سزا نہ دی گئی تھی۔

صفحہ ۲۱

نپولین نے بڑے طنز سے لکھا "فرانس نے وہی کیا جو ایسے حالات میں روس کرتا اس لئے کہ اگر روس کو معلوم ہو جاتا کہ پال کے قاتل روس کی سرحد سے ایک منزل پر مقیم ہیں تو کیا روس ہر ایک خطرہ کا مقابلہ کر کے ان قاتلوں کو نہ گرفتار کرتا"؟ یہ جواب ایسا نرم جواب نہ تھا کہ غصہ کو فرو کرتا۔ اسکندر اس جواب سے کٹ ہی تو گیا۔

چونکہ نپولین کو اس زمانہ میں طرح طرح کی فکریں گریبان گیر تھیں اس لئے سازش کے متعلق قیدیوں کا اُسے کچھ دنوں تک خیال نہ آیا چنانچہ پچگرو کو بھی کئی روز تک فرسٹ کانسل کی تجویز کی کوئی مزید اطلاع نہ ہوئی۔ اور اب اُس نے یہ خبر بھی سنی کہ ڈیوک ڈی انگھین قتل کر دیا گیا۔ پس اُس کو یقین ہو گیا کہ اُس کی جان کی بھی خیر نہ تھی۔ پچگرو ایسا عالی خیال اور ایسی آن بان کا جنرل تھا کہ معمولی مجرموں کی طرح مقدمہ کی سماعت کرانا اور عامیوں کی طرح قتل کیا جانا وہ گوارا نہ کر سکتا تھا۔ اُس کے خیالات کی یہی حالت تھی کہ ایک شب وہ سنیکا[۱] کا تصنیف کیا ہوا خودکشی کے متعلق ایک رسالہ پڑھنے لگا اور اُس کے قلب پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ رسالہ تو اُس نے ایک طرف رکھ دیا اور اپنے ریشمین گلوبند اور ایک لکڑی کی کھونٹی کے ذریعہ سے اُس نے اپنا دم گھونٹ لیا اور صبح کو اپنے پلنگ پر مُردہ ملا۔

دوسرے قیدیوں کا بھی جلد معاملہ طے ہو گیا۔ مورو کی طرف سے اس پر بہت زور دیا گیا کہ وہ ریپبلک کا بڑا ممتاز جنرل تھا۔ پس اُس کو صرف دو برس کی قید کی سزا دی گئی۔ لیکن نپولین نے اس کو فوراً معاف کر دیا اور امریکہ جانے کی اجازت دے دی۔ چونکہ مورو نے اپنی ریاست فروخت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا نپولین نے حکم دیا کہ وہ بہت اعلیٰ قیمت پر خرید لی جائے نپولین نے مورو کو بارسیلونا تک کا خرچ بھی دیا اور اُس بندرگاہ

[۱] سینیکا۔ فلاسفر تھا روم میں تعلیم پائی تھی۔ اسپین میں بمقام قرطبہ ۳ سنہ قبل حضرت مسیح پیدائش اور ۶۵ سنہ ع میں وفات مترجم ۱۲

سے مورو امریکہ جانے کو جہاز میں سوار ہوگیا - جارجیز کیڈوڈیل - پالگ نیک اور ریویر اور چند دیگر اشخاص کو سزائے موت کا حکم دیا گیا - لیکن جارجیز کیڈوڈیل کے بہادر اور مستقل مزاج میں ایک ایسی صفت موجود تھی کہ نپولین اُس کو معاف کر دینا چاہتا تھا۔

اُس نے کہا " ان مجرموں میں ایک شخص البتہ ایسا ہے کہ جس کے حال پر مجھے نہایت تاسف ہے اور وہ جارجیز کیڈوڈیل ہے اُس کا نہایت عمدہ دماغ ہے اور اگر یہ شخص میرے قبضہ میں آجائے تو بڑے بڑے کام کر دکھائے گا۔ میں اُس کی بہادری اور استقلال کا مداح ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اُس کو معاف کر دینا اور ایک رجمنٹ کا اُس کو افسر کر دیتا اور یہ مینے کیا کہا۔ میں اُس کو مشیر و مصاحب بنا لیتا۔ اگرچہ اس سے بڑی بڑی شکایتیں پیدا ہونگی لیکن میں اس کی کچھ پروا نہیں کرتا" لیکن کیڈوڈیل نے ان سب باتوں سے انکار کیا اور کچھ قبول نہ کیا اور کسی طرح راضی نہوا - جب نپولین نے اُس کے قطعی انکار کا حال سنا تو کہا " کیڈوڈیل فولاد کا بنا ہوا ہے لیکن افسوس اب میرے اختیار میں سوائے اس کے اور کیا ہے کہ وہ اپنی قسمت کا لکھا پورا کرے۔ ایسا شخص جس فریق میں ہو خطرناک ہے اور میرے حق میں اب یہی مفید معلوم ہوتا ہے کہ وہ قتل کر دیا جاوے"

اپنے قتل سے ایک شام قبل جارجیز کیڈوڈیل نے جیلر سے نہایت اعلیٰ درجہ کی شراب انگور کی ایک بوتل کی فرمایش کی یہ بوتل اُس کو دی گئی اور مزہ چکھ کر جارجیز نے جیلر سے شکایت کی کہ یہ شراب تو اچھی نہ تھی - اس پر جیلر نے سختی سے کہا کہ " تجھ جیسے بدمعاش کے لئے یہی شراب سب سے اچھی ہے " جارجیز نے بوتل کا کاگ بند کر دیا اور اپنے رستمانہ زور سے وہی بوتل جیلر کے سر میں پھینک کر ایسی ماری کہ اُسی وقت اُس کا کام تمام ہوگیا - اس کی صبح کو پھر سازش کے شرکا قتل کر دیئے گئے۔

جوزیفائن نے جس نے نپولین کو ہمیشہ رحم کا مشورہ دیا - انھیں دنوں میں ایک صبح کو دیکھا کہ پالگ نیک کی بیوی اُس کے پاس آئی اور رو کر کہنے لگی کہ وہ نپولین سے

اُس کے شوہر کی سفارش کردے - جوزیفائن اُس کا یہ غم زدہ حال دیکھ کر رحم سے پگھل گئی اور فوراً پالگ نیک کی سفارش کو نپولین کے پاس چلی گئی۔ لیکن نپولین نے اپنی قلبی حالت کو ظاہرا سختی کے پردہ میں چھپا کر جواب دیا۔

"جوزیفائن اب بھی تم میرے دشمنوں کی طرفداری اور سفارش سے باز نہیں آتیں یہ سب لوگ کوتاہ اندیش بھی ہیں اور مجرم بھی ہیں اور اگر میں اُن کو سزا نہ دونگا تو کل کو یہ لوگ پھر ایسے ہی جرائم کے مرتکب ہونگے اور دوسرے لوگوں کو قتل کرائینگے۔"

اس طرح ناکام ہو کر جوزیفائن بڑی مایوسی سے واپس آئی۔ لیکن اُس کو معلوم تھا کہ نپولین اُسی وقت ایک برآمدہ سے گذر کر دوسرے کمرہ میں جانے والا تھا۔ اُس نے میڈیم پالگ نیک کو اپنے ہمراہ لیا اور برآمدہ میں جا پہونچی اور جیسے ہی نپولین اُدھر آیا یہ دونوں دوڑ کر اُس کے قدموں پر گر پڑیں اور رونے لگیں۔ نپولین بڑی نگاہِ گرم سے جوزیفائن کو اس طرح دیکھتا رہا کہ گویا سب مصیبتوں کی وہی بانی تھی۔ مگر یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ یہ دونوں اس طرح آہ و فریاد کرتیں اور اُس کے دل پر اثر نہ ہوتا۔ میڈیم پالگ نیک کا ہاتھ پکڑ کر وہ کہنے لگا۔

"میڈیم مجھے سخت ہی تعجب اور افسوس ہے کہ میرا مکتبی لڑکپن کا یار آرمینڈ پالگ نیک A. Polignac ایسی سازش میں کیونکر شریک ہوا جو میری جان کے خلاف کی گئی تھی۔ لیکن میڈیم یہ تمھارے آنسوؤں کی وجہ ہے کہ میں اُس کو معاف کئے دیتا ہوں اور مجھے یقین واثق ہے کہ میری اس کمزوری پر کہ میں نے اُس کو معاف کردیا وہ اب ایسی کوتاہ اندیشی نہ کریگا۔ میڈیم وہ فرمان روا سب سے زیادہ ناہنجار اور گردن زدنی ہیں جو اپنے نمک حلال ملازموں کو مشکلوں میں پھنساتے ہیں اور خود اُن کی مصائب میں شریک نہیں ہوتے۔"

جنرل پیچوکے کو بھی سزائے موت کا حکم دے دیا گیا تھا۔ اس کی صرف ایک

ہی حسین چہاردہ سالہ بیٹی تھی اور آنے والی مصیبت پر اس لڑکی کے رنج و غم کا حال احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ ایک دن اس لڑکی نے بغیر اس کے کہ کسی سے اپنے دل کا حال کہے یہ کیا کہ خفیہ سینٹ کلاوڈ کے دروازہ پر چلی آئی اور زار و قطار رونے لگی۔ دربانوں کو اس کی صورت حالت اور رونے پر بڑا ترس آیا اور انھوں نے کسی تدبیر سے اسے جوزیفائن کے کمرہ تک پہونچا دیا۔ نپولین جوزیفائن کو نہایت سختی سے ممانعت کر چکا تھا کہ سازش کے مجرموں کا کوئی رشتہ دار اب اس کے پاس نہ آنے پاوے اور اگر کوئی حال ایسا ہی ضروری عرض کرنا ہو تو تحریر کے ذریعہ سے ہونا چاہئے۔ لیکن جوزیفائن اور ہورٹنس سے تو ممکن ہی نہ تھا کہ اس لڑکی کے ایسے مظلوم حال کو دیکھتیں اور رحم نہ آجاتا۔ چنانچہ دونوں نے اس لڑکی کو ایوان کے ایک ایسے موقع پر پہونچا دیا جہاں سے نپولین معہ چند وزرا کے نکلنے کو تھا۔ یہ نازک بدن لڑکی نپولین کو دیکھتے ہی اس کے قدموں سے جا لپٹی اور بابِ بلک کر فریاد کرنے لگی۔

اس غیر متوقع واقعہ سے نپولین سخت متعجب ہوا اور جھلا کر کہنے لگا "دیکھو جی میں نے تو ممانعت کر دی تھی کہ پھر ایسے منظر میرے سامنے پیش نہ آئیں۔ میری سخت حکم عدولی کیجاتی ہے۔ لڑکی تجھکو یہاں کس نے پہونچایا" یہ کہکر وہ بڑی ترشی سے لوٹا کہ چلا جاے۔ لیکن یہ لڑکی اس کے پیروں میں اس طرح لپٹی ہوئی تھی کہ وہ ہٹ نہ سکا۔ آخر نپولین نے کہا "تو کیا چاہتی ہے؟" لڑکی نے اپنی آنسوؤں سے ابلی ہوئی آنکھیں اٹھاکر نپولین کے چہرہ کو دیکھا اور روتے ہوے کہا "حضور والا میرے باپ کی خطا سے درگذر فرماکر اس کی جان بخشدیں"

نپولین کا اپنے دل پر قابو نہ رہا اور پوچھا "اے بیٹی۔ تیرے باپ کا کیا نام ہے اور تو کون ہے؟"

لڑکی نے جواب دیا "میں جنرل لیجلو لے کی بیٹی ہوں اور اسے سزاے موت کا

حکم دیا گیا ہے۔" نپولین ایک لمحہ تک پس و پیش میں رہا۔ لیکن پھر کہنے لگا "اے مس نہایت ہی سخت افسوس کا مقام ہے کہ تمھارے باپ نے اب یہ دوسری دفعہ گورنمنٹ کے خلاف سازش میں شرکت کی ہے۔ اور میں تمھارے واسطے کچھ نہیں کرسکتا۔"

اس پر یہ بھولی مس کہنے لگی "جناب والا مجھے معلوم ہے۔ لیکن پہلی دفعہ جنرل بےگناہ تھا اور اس دفعہ میں انصاف کی مدعی نہیں ہوں۔ صرف ترحم خسروانہ کی التجا کرتی ہوں آپ تو بڑے رحم والے ہیں۔"

نپولین پر بے اندازہ اثر ہوگیا۔ اُس کے ہونٹھ کانپنے لگے اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مس لیجو لے کے ننھے سے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے دبا کر بڑی شفقت سے کہنے لگا۔

"خیر مس۔ بہت اچھا۔ جا میں تیری خاطر سے تیری باپ کو معاف کرتا ہوں۔ بس یا اور کچھ۔ بس اُٹھ کھڑی ہو اور مجھے جانے دے۔"

نپولین کے منھ سے معافی سنتے ہی یہ لڑکی بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑی اور قطعی غشی طاری ہوگئی اُسے اُٹھا کر جوزفائن کے کمرہ میں لے گئے اور اس کو بہت دیر میں ہوش ہوا۔ اگرچہ وہ بالکل ناتوان ہوگئی تھی لیکن فوراً پیرس روانہ ہوئی۔ نپولین کا مصاحب ہانشیور لیولیٹ اور اُس کی بیوی لڑکی کے ہمراہ یہ خوشخبری کن سرحری سے جیل کو لے گئے اور جب لڑکی اُس تنگ و تاریک زندان میں جہاں اُس کا باپ اسیر بلا تھا پہونچی تو باپ کے گلے سے لپٹ گئی اور ہچکیوں کا تار بندھ گیا اور منھ سے کچھ نہ کہہ سکی۔ اس کے بعد اُس کو جھرجھری آئی اور آنکھیں چڑھ گئیں اور میڈیم لیولیٹ کی گود میں بیہوش ہوکر گر پڑی جب غشی سے افاقہ ہوا تو اُس کی عقل سلب ہوچکی تھی اور وہ ایسی مجنون ہوگئی تھی کہ صحت کی طرف سے مایوسی تھی۔

شام کو اس مصیبت تازہ کی خبر نپولین کے پاس بھی پہونچی۔ نپولین سنتے ہی سناٹے میں ہوگیا

اور سر جھکا کر دیر تک کچھ سوچتا رہا اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھ کر آہستہ آہستہ کہنے لگا
افسوس صد افسوس وہ باپ جس کی ایسی نیکو صفات بیٹی ہو۔ بہت زیادہ نظر زد کئے
جانے کے قابل ہے۔ خیر میں اس لڑکی اور اُس کی ماں کی خود کفالت کرونگا"

سازش کے شرکا میں سے چھ اور اشخاص کو بھی معافی دی گئی اور بوربون کی
سازش جس میں نپولین کے قتل کرنے کی تجویز سوچی گئی تھی یہ تھی جو اوپر بیان ہوئی۔
اس معاملہ پر انسائیکلو پیڈیا امریکنا میں بڑی صداقت سے حسب ذیل ریمارک
دیا گیا ہے۔

" ہر ایک غیر طرفدار تحقیقات کرنے والے سے پوشیدہ نہیں ہے کہ نپولین ظالم
مزاج کا آدمی نہ تھا اور اگر فرانس کے اہم مقاصد کے خلاف نہ ہوا تو ہمیشہ اُس نے رحم
کے بڑے بڑے ثبوت دئے۔ اسی جارج کیڈوڈیل کی سازش کے شرکا میں سے
اُس نے بہتوں کو معاف کر دیا۔ اُس نے اسٹیپس کو جو اسکان برن کا قاتل تھا
معاف کیا۔ چنانچہ ایسی ہی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ نپولین
کا مزاج ظالم کے مزاج کی ضد واقع ہوا تھا۔ ڈیوک ڈی انگھین کے قتل کے متعلق
بھی نپولین بے خطا ہے۔ سیویرے۔ یعنی ڈیوک آف رووی گو اپنی کتاب میں لکھتا ہے
"فرسٹ کانسل نے ڈیوک ڈی انگھین کے قتل کا حال میری زبان سے سنکر بہت
افسوس کیا اور حیرت میں ڈوب گیا" کونٹ ریئل مشیر سلطنت جو اُس وقت پیرس کا
حاکم اعلیٰ تھا اور سررشتہ پولیس اُسی کے سپرد تھا یہی کہتا ہے۔ اُس نے ممالک متحدہ
امریکہ میں جہاں وہ بہت دنوں رہا ہے۔ جوزیف بوناپارٹ۔ کونٹ وی سردلیر۔ مسٹر
ڈیوپانکو۔ جنرل لالمنڈ۔ کپتان سرے اور دوسرے اشخاص کے روبرو اقرار کیا کہ ڈیوک
کے قتل کی خبر نپولین کو اُس وقت پہونچی جبکہ وہ قتل ہو چکا تھا اُس نے قتل کا حال سویر
کی زبانی بڑے استعجاب سے سنا۔ اور فرسٹ کانسل کا ارادہ تھا کہ ڈیوک کو رہا کر دے"

متذکرہ بالا بیان حسب ذیل بیان سے بالکل مطابق ہے یعنی :-

نپولین کے بھائی جوزیف نے اس غمناک واقعہ کے بعد دیکھا کہ نپولین نہایت رنجیدہ تھا اور اُن اشخاص پر نہایت ہی غصہ تھا جن کو وہ اس قتل کا بانی کہتا تھا۔ نپولین کو اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ رحم کا ایسا اچھا موقع اُس کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس کے بہت عرصہ کے بعد اپنے بھائی سے باتیں کرتے ہوئے وہ اکثر اس اندوہناک واقعہ کی طرف اشارہ کیا کرتا تھا۔ اور اُس نے اپنی مشہور فصاحت سے کہا۔

" ایسے شاہزادہ کو جس نے میرے خلاف اُسی قسم کی سازش کی تھی جو اُس کے حالات کے اعتبار سے اُس کو کرنا چاہیئے تھی معاف کر دینا بڑی عالی حوصلگی کا فعل تھا یہ شاہزادہ جوان تھا۔ میں اُس پر ایسی عنایتیں کرتا کہ وہ میرا بڑا رفیق ہو جاتا اور فرانس کے حالات سے آگاہ ہونے کا اُسے پورا موقع ملتا۔ اور جب وہ مجھ سے متعلق ہو جاتا تو اُس کی سب خصومتوں کا خاتمہ ہو جاتا اور اگر اس نامی خاندان شاہی کا ایک شاہزادہ میرا مصاحب ہو جاتا تو بڑی عزت کی بات تھی۔"

نپولین کی اسی رائے کی الیس کیس کی تاریخ کی جلد ہفتم صفحہ ۳۴ کے مضمون سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن نپولین کے وصیت نامہ کے لفظوں کا مضمون اس بیان سے مخالف ہے۔ وصیت نامہ میں لکھا ہے " ڈیوک ڈی انگھین میرے حکم سے گرفتار کیا گیا اور قتل کیا گیا۔ کیونکہ فرانسیسی قوم کی عافیت۔ حفاظت اور آبرو کے لئے یہ بات بہت ضروری تھی اور اگر پھر کبھی ایسا ہوتا تو میں پھر بھی کرتا جو میں نے کیا۔" ڈیوک کا قتل دراصل اُن لوگوں سے منسوب ہونا چاہیئے جنھوں نے لندن میں متھکر فرسٹ کاونسل کے قتل کی تجویز کی تھی اور جس کارروائی کا یہ نتیجہ ہونے کو تھا کہ ڈیوک ڈی بیری۔ بیوایل کی پہاڑی سے اور ڈیوک ڈی انگھین اسٹرلیس برگ کے راستہ سے فرانس میں داخل ہوتے۔"

سیویرے جو نپولین کے تاسف کا خود شاہد ہے اس اختلاف کی تصحیح یوں کرتا ہے

کہ نپولین نے اپنے بستر مرگ پر بھی ڈیوک کے قتل کا الزام صرف اپنے ہی اوپر لیا اور اس کی وجہ یہ بھی کہ وہ نہ چاہتا تھا کہ اُس کے قطعی اور کامل اختیارات میں کسی کو اُنگلی رکھنے یا یہ کہنے کا موقع ملے کہ فرسٹ کانسل کے زمانہ میں لوگ جو چاہتے تھے اپنے اختیارات سے کر لیتے تھے اور ایک فرمانروا کی حیثیت سے اُس نے یہ الزام اپنے اوپر اسی وجہ سے لیا کہ اُس کو یہ بات پسند نہ تھی کہ جتنی اچھائیاں ہوں وہ تو اُس کے نام سے منسوب ہوں اور برائیاں دوسروں پر لگائی جائیں۔ سیویرے کہتا ہے کہ جب نپولین نے یہ لفظین منہ سے نکالیں کہ "ڈیوک کو میں نے قتل کرایا" تو اُس کے صرف یہی معنی ہیں کہ جب تک میں نے حکومت کی کسی دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی کی جان یا آبرو لے سکے"

صفحہ ۲۱۲

یہ امر یقینی ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ نپولین کو تیز و تند کوہ آتش فشاں پر جانا تھا جو بڑی تیزی سے ہر وقت اُبل پڑنے کو تیار تھا۔ اُسے یہ گوارا نہ تھا کہ کسی فعل کے متعلق لوگ ایسا یقین کر لیتے کہ وہ فرسٹ کانسل کی مرضی کے بغیر عمل میں آیا ہے۔ اور فرانس کی امن و ترتیب کے لئے یہی بات تو اشد ضروری تھی کہ لوگوں کو یقین رہے کہ اُس کے اختیارات میں جنبش نہیں آئی ہے۔ اور فرانس کی عافیت اسی میں تھی کہ ہر فعل کی جوابدہی وہ خود اپنے ذمہ لے لیتا۔

بگ نن کہتا ہے کہ نپولین کے ایک قلمی خط میں جو ہنوز شائع نہیں ہوا ہے۔ ڈیوک ڈی انگھین کے متعلق حسب ذیل اشارہ ہے "اگر ڈیوک مجرم تھا تو کمیشن حق پر ہے کہ اُس نے سزائے موت کا حکم دیا۔ اور اگر ڈیوک بے گناہ تھا تو کمیشن کو لازم تھا کہ اُس کو بری کرتی۔ کیونکہ کسی قسم کا حکم کسی جج کو اپنے ایمان کے خلاف کارروائی کرنے پر حق بہ جانب نہیں کر سکتا"

ماہ ستمبر ۱۸۳۰ء کے امریکا کے کوارٹرلی ریویو کے ایک مضمون سے بھی اس اہم معاملہ پر اور بھی زیادہ روشنی پڑتی ہے۔

"ہم ایک بڑے شخص کی سند سے جو اس وقت امریکہ میں موجود نہیں ہے ایسی وجہ تحریر کرتے ہیں جو سیبویرے ڈیوک آف روویگو کو بھی معلوم نہ تھی کہ ڈیوک ڈی اینگھین نپولین کی بلا اطلاع اور بے اجازت کیوں قتل کیا گیا۔ جب ڈیوک نے دیکھا کہ اُس کے معاملہ کی حالت بہت نازک ہوگئی تو اُس نے التجا کی کہ فرسٹ کانسل سے ملاقات کرنے کا اُس کو ایک موقعہ دیا جاوے لیکن اُس کو ملاقات کی اجازت نہ دی گئی۔ مگر جج ایڈووکیٹ ڈن ٹن کورٹ نے مروت سے ڈیوک کو اجازت دے دی کہ وہ نپولین کو ایک خط لکھ بھیجے۔ چنانچہ ڈیوک نے ایک خط لکھا۔ یہ خط مانسیور ریئل کے پاس بھیجا گیا اس ماجرا خیز شب میں متواتر پانچ قاصد پہونچے اور پانچ دفعہ پے درپے نپولین سوتے سے جگایا گیا۔ مگر یہ سب معاملات غیر ضروری تھے۔ اتنی دفعہ جگائے جانے پر نپولین نے حکم دے دیا کہ جب تک کوئی اہم اور بہت ضروری معاملہ نہ ہو وہ بیدار نہ کیا جاوے۔ مانسیور ریئل نے ڈیوک ڈی انگھین کا خط پولیس کے ایک سوار کے ہاتھ مانیسن کو بھیجا۔ اس سوار کو خط کے مضمون سے کوئی آگاہی نہ تھی اور خط دیکر اُس نے زبانی کچھ نہ کہا۔ یہ خط میز پر رکھدیا گیا اور اُس کی کوئی خبر نہ لی گئی حتی کہ نپولین خاطر خواہ سو کر اُٹھا۔ نہایا۔ اور کپڑے پہنے لیکن خط کی اب بھی اُس کو کوئی خبر نہ ہوئی۔ لیکن نپولین سو کر بھی نہ اُٹھنے پایا تھا کہ بدنصیب ڈیوک قتل ہوچکا تھا۔ اب نپولین اور مانسیور ریئل میں ملاقات ہوئی اور اُس نے ڈیوک کے خط کا حال بیان کیا جو لطف یہ ہے کہ ابھی تک نپولین کو نہ ملا تھا۔ لیکن سیویرے اس سے قبل نپولین سے ملکر ڈیوک کے قتل کی اطلاع کر چکا تھا۔ مانسیور ریئل کی یہ غفلت ہرگز معاف کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ دنیا کے سامنے تو ضرور وہ کوئی نہ کوئی حیلہ بہانہ پیش کریگا لیکن ریئل یہ بات خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ ڈیوک ڈی انگھین کسی ظالم کے غصہ۔ حکمت عملی۔ یا خوف و خطر کی وجہ سے نہیں قتل کیا گیا۔ بلکہ عام پریشانی اور نہایت قرین قیاس غلط فہمی۔ جو ڈیوک کے خیرخواہوں اور عزیزوں نے پیرس

اور پبلک کی کونسل میں پیدا کر دی تھی اور بعض اشخاص کے پرجوش مشورے اور پرفریب صلاح۔ اور بعض آدمیوں کی شتابی اور ایک محض امر اتفاقی جو دنیوی معاملات میں اکثر پیش آجاتا ہے۔ اس قتل کا باعث ہوئے لیکن بوناپارٹ کا اصول یہ تھا کہ جب ایک کام ہوچکا تو اس کی معذرت یا اُس سے انکار بیکار ہے۔ اور فرانسیسی مثل پر اس کا پورا عمل تھا کہ "جو معذرت کرتا ہے اپنے تئیں خود متہم کرتا ہے" پس بوناپارٹ کو کسی وجہ سے یہ زیب نہ ہوسکتی تھی کہ وہ کسی فعل سے جو اُس کے حکم سے کیا گیا ہو انکار کر دیتا۔ گو اس حکم کی تعمیل میں چاہے جسقدر خلاف ورزی ہوئی ہو اور اُس کی وجہ سے بوناپارٹ کو شدید نقصان پہونچا ہو یا اُس کی دل شکنی ہوئی ہو۔ بہرحال دونوں بیان صحیح ہیں اور چونکہ اس معاملہ میں سخت جلدی سے کام لیا گیا نپولین بے خطا ہے۔

ہم ایسی سند پیش کرتے ہیں کہ جس میں غلطی ہو ہی نہیں سکتی کہ فرسٹ کانسل کے دل میں ڈیوک ڈی انگھین کے قتل کا خیال ہی اُس وقت تک نہ گذرا جب تک کہ اس واقعہ کی سیویرے نے اُس کو اطلاع نہ دی اور جس سے وہ نہایت پریشان و مغموم ہوگیا۔ نپولین کے وزرا کی جلدی یا دوسروں کی سازش کا اس معاملہ کے متعلق کچھ ہی مقصد و مدعا ہو۔ بہرحال اس سے نپولین کی تجاویز کا ضرور خون ہوا۔ اور نتیجہ قطعی نہ نکلا اور یہ یقینی امر ہے کہ اس غیر متوقع ظالمانہ۔ اور خلاف مصلحت قتل سے اُس شخص کو نہایت سخت صدمہ پہنچا جس پر اس قتل کا الزام لگایا جاتا ہے اور یہ قتل فی نفسہ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا اور اصل تو یہ ہے کہ اُس وقت یہ سوال ہی کب زیر بحث تھا کہ ڈیوک قتل کیا جاوے۔ بلکہ سوال تو یہ تھا کہ آیا ڈیوک کا مقدمہ بھی کیا جاوے یا نہ کیا جاوے"

ڈیوک کی گرفتاری کی کارروائی کے بعد ہی جوزیف بوناپارٹ اور نپولین میں ملاقات ہوئی۔ اور جوزیف اس ملاقات کا حال اس طرح بیان کرتا ہے۔ " میں نے پچھلے چند واقعات کا حوالہ دیکر کہا" اُس وقت یہ بات کون کہہ سکتا تھا کہ ایک دن ایسا آئیگا۔

کرنپولین۔ بوربون خاندان کے نامی شاہزادوں کے حق میں حکم صادر کیا کریگا۔" جوزیف کا بیان ہے کہ جیسے ہی یہ لفظیں میرے مُنھ سے نکلیں ہیں سنے کیا دیکھا کہ نپولین کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اُس کی آنکھوں سے قطرات اشک متصل ٹپکنے لگے۔ کیونکہ میرا بھائی نہایت ہی رقیق القلب تھا اور اپنی نرمی پوشیدہ کرنے میں اُس کو وہی تکلیف ہوتی تھی جو دوسروں کو اپنی سختی کے نہاں کرنے میں ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی اُس نے میرے بازو پر اپنا سر رکھدیا اور نہایت مغموم لہجہ میں کہنے لگا۔ "یہ بوربون خاندان کے مصائب سے کلیجہ منہ کو آیا جاتا ہے۔ صد ہزار افسوس۔ لیکن کسی کو کیا معلوم ہے کہ اس گرفتاری سے اس بوربون خاندان اور فرانس اور خود میرے لیے کیسے کیسے نیک نتائج نکلنے والے ہیں۔ کیونکہ اس ذریعہ سے میں یہ بات ظاہر کرونگا کہ دراصل میں کیسا شخص ہوں میں اسقدر قوی ہوں کہ بوربوں سے اب مجھے خطرہ نہیں ہے اور میں ایسا فیاض اور عالی حوصلہ ہوں کہ بوربون مجھے جابر نہ خیال کرسکینگے۔ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ ڈیوک ڈی انگھین میرے منشا سے آگاہ ہوگیا ہے اور وہ مجھے ایک بحر بر کھینچا چاہتا ہے لیکن چاہیے وہ مجھے کوئی بحر بر بھیجے یا نہ بھیجے میں اُس کے ساتھ نرمی کرونگا۔ میری خواہش ہے کہ میں اُسے معاف کردوں نہیں۔ بلکہ میرا عزم بالجزم ہے کہ میں اُسے معاف کردوں میں آشتی کرنے کو موجود ہوں۔ میں آشتی کے منصوبے کر رہا ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ آشتی کا سامان مہیا ہے۔ اسلیئے کہ بدنصیب ڈیوک کو میں دوستوں کی طرح مدد دونگا۔ ایک دن وہ آتا ہے کہ تم بوربون شاہزادہ کو اپنے بھائی کے موکب میں دیکھو گے اور خوش ہوگے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے بھی اس خیال سے خوشی ہے اور میرے قلب میں ڈیوک کی طرف سے فیاضانہ خیالات بھرے ہوے ہیں"۔

صفحہ ۲۱۴

پایۂ ثبوت کو پہونچے ہوے واقعات کی یہ حالت ہے۔ ڈیوک ڈی انگھین بغاوت کا مجرم تھا۔ انگلستان سے اُس کو مشاہرہ ملتا تھا۔ وہ مسلح تھا اور وہ اپنے ملک کے خلاف

لڑ رہا تھا۔ وہ فرانس کی سرحد پر موجود تھا اور حملہ آور افواج کے ہمراہ فرانس پر یورش کرنے کو تیار تھا تاہم بوربون خاندان کی مصیبتوں کا لحاظ کر کے نپولین آمادہ تھا کہ ایسے سنگین بغاوت کے جرم کو بھی نظر انداز کر دے۔ لیکن اس کے خلاف بوربون ایسے تھے کہ نپولین کے قتل کے منصوبے اور سازشیں کر رہے تھے بڑی قوی شہادت موجود تھی کہ ڈیوک اس سازش میں شریک تھا۔ نپولین نے ارادہ کیا کہ اُس کا مقدمہ سماعت کیا جاوے لیکن اس کا عزم یہی تھا کہ وہ ڈیوک کو معاف کر دیتا۔ اُس کو خیال تھا کہ ڈیوک کو معاف کر دینے سے یہ ثابت ہو جائیگا کہ بوربون خاندان کی طرف سے اُس کے خیالات رحیمانہ تھے اور وہ اس خاندان کے مصائب بڑھانا نہ چاہتا تھا۔ چنانچہ ڈیوک گرفتار کیا گیا۔ بغاوت کا ملزم قرار پایا۔ مقدمہ کی سماعت ہوئی اور وہ ایسا مجرم ثابت ہوا کہ شبہہ کی گنجایش باقی نہ رہی اور سزاے موت کا حکم دے دیا گیا اور غیر متوقع اتفاق سے قبل اس کے کہ نپولین کو اطلاع ہو اور وہ اس کو معاف کرے وہ قتل کر دیا گیا۔ ڈیوک کے معاملہ میں نہایت ہی منصفانہ قانون کا نفاذ کیا گیا جس کی رو سے اُسے سزاے موت دی گئی۔ نپولین کو اُس کے قتل پر نہایت تاسف ہوا۔ اور اس بات کے سننے سے اُسے اور بھی دوچند افسوس ہوا کہ ڈیوک اگرچہ اپنے اقرار کے موافق بغاوت کا مجرم تھا لیکن نپولین کے قتل کی سازش میں شاید شریک نہ تھا مگر نپولین نے بوربون کی فریاد و شکایت پر کسی قسم کی معذرت نہ کی۔ اُس نے اپنے افسران قانونی پر الزام لگا کر یہ کوشش نہ کی کہ اُن ناانصافانہ طعنوں کی بوچھار میں جو اُس پر ہو رہی تھی کمی ہو جاوے اور بڑی حمیت اور غیرت کے ساتھ اُس نے سب جواب دہی خود اپنے ذمہ لے لی۔

باوجودیکہ پایۂ ثبوت کو پہونچے ہوئے ایسے ایسے حالات موجود ہیں جو ہم اوپر لکھ آئے لیکن پھر بھی لیمرٹن صاحب یورپ کے تاجداروں کے ہمصفیر ہو کر تحریر فرماتے ہیں "جب ڈیوک کے قتل کی خبر آئی تو فرسٹ کانسل نے کہا "بہت خوب ہوا" لیکن ایمان

انصاف- اور رحمدلی ایسے قاتل کی خوشی اور اطمینان کے قطعی خلاف ہیں جو خود اپنے منہ میاں مٹھو بنتا ہے۔ اپنی سینٹ ہلینا کی وحیوں ہیں اُس نے اس جرم کو صرف اپنے ذمہ لے لیا۔ بہت اچھی بات ہے۔ یہ جرم اُسی کی ذات سے منسوب رہے تو بہتر ہے اُس نے جنگ کے ہاتھوں سے لاکھوں گرونیں گماس کے مثل کٹوا دیں۔ اور احمق رحم دل لوگو نے اس فعل کو شان وعظمت کہا اور اُس کو معاف کر دیا۔ مگر ایک شخص کو تو اُس نے بڑی بزدلی اور ظلم سے ناانصاف ججوں کے حکم اور اجیر قاتلوں کی گولیوں سے قتل کرایا اس موقع پر وہ خود مردوں کی طرح سامنے نہ آیا۔ بلکہ یہ کام اُس نے بزدل قاتلوں کی طرح کیا۔ انسان اور تاریخ اس جان کے لینے پر اُس کو کبھی معاف نہ کرینگے۔ یہ مانا کہ نپولین لوئی چہاردہم کے گنبد کے نیچے انویلڈس کے ایوان کے قریب مدفون ہے اور اُس کی نامی فتوحات کے بارہ سنگین شاندار بت اس عمارت کے بارہ ستونوں کے ساتھ سنتریوں کی طرح ہزاروں برس کے لئے قایم ہیں لیکن نپولین کی قبر پر ایک اور بُت بھی قایم ہے جو نظر نہیں آتا اور جس نے دوسرے بتوں کو جھلسا دیا ہے اور بدنام کر دیا ہے اور یہ بُت اُسی نوجوان کا ہے جو اپنے آباو اجداد کے ایوان کی دیوار کے نیچے لال ٹین کی روشنی میں قتل کیا گیا۔ اجیر قاتلوں نے اسے نشانۂ اجل کیا۔ وہ اپنی محبوبہ کے آغوش شوق سے چھینا گیا اور اپنی محترم جائے پناہ سے نکالا گیا۔ میرنگو۔ آسٹرلیٹز۔ وگریم۔ اور لیپ زگ کی جنگ کے میدانوں میں سیاح حیرت آمیز شوق سے جاکر پھرتا ہے لیکن آنکھ سے آنسو نہیں گرتا۔ اس کے بعد وِنسنس کی دیواروں کا ایک گوشہ ایک خندق کی تلی میں اُس کو دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے "کہ یہی وہ مقام ہے جہاں بے گناہ ڈیوک ڈی انگھین کا خونِ ناحق بہایا گیا ہے،" اس سیاح کا غیظ سے عجیر حال ہو جاتا ہے اور سیل اشک آنکھوں میں اُمنڈ آتا ہے اور بے گناہ ڈیوک کے ساتھ دائمی ہمدردی اور اس قاتل لونا پارٹ کی جانب سے سخت تنفر لے کر یہ سیاح اس منحوس مقام سے رخصت

ہوتا ہے۔

" سیاح کا یہ غصہ زمانہ ماضی کا انتقام ہے اور آنے والے زمانہ کے لئے ایک عبرت و نصیحت ہے۔ بلند نظروں کو آگاہ ہونا چاہیئے کہ اگرچہ اُن کے احکام کی تعمیل کو اجیر قاتل موجود ہو سکتے ہیں اور خوشامدی لوگ اُن کی ظالمانہ حرکات کی ستایش کرتے ہیں۔ لیکن آنے والی نسلیں اُن کے حق میں انصاف سے کام لیتی ہیں اور اُن کی کسی قسم کی طرفداری نہیں کرتیں اور ظالم کے شکار تو اُس کی ایک ہی ساعت خوشامد کرتے ہیں لیکن مظلوم کے ساتھ دنیا ہمیشہ ہمدردی کرتی ہے "

ایسے شخص کی جائز سزائے موت کو جو علانیہ بغاوت کا مجرم تھا۔ یورپ کے تمامی بادشاہوں نے گستاخی سے قتل کے مذموم نام سے موسوم کیا۔ اگر بادشاہان یورپ امریکہ کی ریپلک کو بھی اُسی طرح پامال کر سکے ہوتے جس طرح اُنھوں نے فرانس کی ریپلک کو پامال کیا تو واشنگٹن کو بھی اینڈرے[1] کا قاتل اور ذابح کہتے۔ اور واشنگٹن کو

---

[1] اینڈرے۔ جان اینڈرے اوّل ایک سوداگر کے پاس محرر تھا لیکن یہ کام چھوڑ کر وہ فوج میں داخل ہوگیا اور امریکہ کی جنگ خود مختاری میں ایسے نمایاں کام کئے کہ میجر ہوگیا اور جبکہ آرنلڈ امریکہ کے ایک جنرل نے دغابازی کر کے ایک نہایت کارآمد مقام انگریزی فوج کے حوالہ کر دینا چاہا تو اُس سے سب شرائط کرنے کو یہ اینڈرے ہی متعین کیا گیا۔ مگر کام نہ ہونے پایا تھا کہ جنرل واشنگٹن نے اینڈرے کو گرفتار کرالیا اور جاسوسی کا الزام قایم کر کے اُس کا مقدمہ کیا گیا وہ مجرم ثابت ہوا اور سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ اینڈرے نے مرتے وقت بڑی بہادری کا اظہار کیا اور تماشائیوں سے کہا کہ مجھکو تم سے صرف یہی کہنا ہے کہ تم شاہد رہنا کہ مجھے موت سے کوئی خطرہ نہیں ہے اس کے قتل پر انگلستان میں بڑا ڈنڈ مچا اور بڑی واویلا ہوئی۔ ویسٹ منسٹر ایبی میں اینڈرے کی یادگار تعمیر کی گئی اور اُس پر اُس کی خوبیاں کارگذاریاں اور سن ولادت و قتل کندہ کیا گیا۔ ولادت ۱۷۵۱ء وفات ۱۷۸۰ء۔ مترجم ۱۲

اتل اور ذابح کہتے رہے لیکن امریکہ کی ریپبلک نے اُن کی ٹائیں ٹائیں پر کچھ توجہ نہ کی۔
ہمکو ڈیوک ڈی انگھین اور اینڈرے دونوں سے ہمدردی ہے۔ تاہم وہ دونوں مجرم تھے
ور سزاے موت کے مستوجب تھے۔ لیکن واشنگٹن اینڈرے کو خوشی سے معاف
کردیتا اگر اس معافی سے امریکہ کی ریپبلک کو خطرہ نہ ہوتا۔ اور نپولین کو بھی اُس غیر متوقعہ
واقعہ سے صدمہ ہوا جس نے ڈیوک ڈی انگھین کے معاف کردینے سے اُس کو محروم
رکھا۔

باب بست و ہشتم

تختِ شاہنشاہی

سلطنت کی خواہش۔ سینیٹ کا حکم۔ بلکے سرینز کا ایڈریس۔ نپولین کا جواب۔ بولون میں لطف آمیز واقعہ۔ بحری جنگ۔ پوپ کے نام خط۔ پوپ کا جواب اور پیرس میں اُس کی خاطر و مدارات۔ نپولین اور جوزیفائن کی شادی کی مذہبی رسوم کے مطابق تجدید۔ تاجپوشی۔ سلطنت۔

چونکہ فرانس کے شاہزادوں نے نپولین کے قتل کی سازش کی تھی اسلئے جمہوری فرانس نے اپنی جدید فرماں روائی کو اور بھی زیادہ مستحکم کرنے کے ارادے کئے۔ خاندانِ شاہی سے ڈیوک ڈی انگھین کا قتل کر دیا جانا یوروپ کے تمامی بادشاہوں کی سخت ناخوشی کا باعث ہوا۔ اور فرانس کی ریپلک کے وہ اور بھی درپے تخریب ہوگئے۔ حامیانِ فریق شاہی کو یقین تھا کہ صرف نپولین ہی جس کے ذہن اور عزم و ثبات فوق العادت تھے اُن کی راہ میں حائل تھا لہذا وہ اسی فکر میں تھے کہ جس طرح ہو سکے نپولین کو قتل کر دیں مگر اس کے خلاف فرانس کے جمہور اپنی عافیت و بہبودی کا مرکز صرف نپولین کی ذات کو یقین کئے ہوئے تھے اور چونکہ اُس نے فرانس کو نہایت ہی ہولناک طوائف الملوکی سے

بچا کر اُس میں انتظام و ترتیب قایم کردی تھی وہ اُس کے نہایت شکر گذار تھے وہ جانتے تھے کہ فرانس کو اُس کی موجودہ سرسبزی صرف نپولین ہی کی بدولت نصیب ہوئی تھی۔ پس مجالس قانون ساز۔ پیرس کے کوچوں۔ تمامی خاص خاص شہروں۔ اور لشکر گاہوں میں جہاں ساحل کے قریب فوجیں پڑی ہوئی تھیں یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ نپولین کو تاج کیوں نہ پہنا دیا جائے جس کی جان کی سلامتی سے فرانس کی قسمت وابستہ تھی اور یہ بات بہ زور کہی جاتی تھی کہ فرانس کے جمہور میں ابھی وہ لیاقت اور شائستگی پیدا نہیں ہوئی تھی کہ جمہوری حکومت قایم کر کے اُس کا انتظام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ انقلاب کا مدعا پورا ہو گیا تھا یعنی سب خرابیوں کی اصلاح ہو گئی تھی۔ اور پُرانے خاندانی اعزاز کا دستور مسدود اور شاہی اختیارات محدود ہو گئے تھے اور اب ملک کی ترقی اور سرسبزی کے لئے یہی ضرور تھا کہ نپولین کو شاہی اختیارات سپرد کر دئے جائیں اور وہ یورپ کے بادشاہوں کی برابر ہو جائے۔

ایسا جوش جیسا اس وقت تھا فرانس میں کبھی دیکھا نہ گیا تھا۔ سب سے قبل جو شخص نپولین کے پاس یہ خبر لیکر پہونچا وہ فوشے تھا۔ اور نپولین سے اس عام آرزو کا تذکرہ کیا۔ اور کئی ملاقاتوں میں اُس نے نپولین کو یقین دلایا کہ فرانس کے جمہور کی بھی خواہش تھی کہ قدیمی وضع سے بادشاہت قایم کردی جاوے اور اس سے یورپ کے بادشاہوں کی مخالفت ختم ہو جائیگی اور انقلاب کا مقصد و مدعا مستحکم ہو جائیگا۔ اس خیال سے کہ فرسٹ کانسل کو اختیارات شاہنشاہی دئیے جانے کو تھے۔ فرانس میں جوش مسرت پھیلا ہوا تھا اور نپولین کے پاس کثرت سے ایڈریس آنا شروع ہو گئے اور ان میں درخواست کی گئی تھی کہ وہ تاج شاہنشاہی منظور کرلے۔ فرسٹ کانسل نے اس معاملہ میں مشورہ کرنے کو لیبرن اور کمبے سرز کو بلایا۔ اور بے تکلف کہدیا "اچھا مجھے منظور ہے۔ فرانسیسی ایک بادشاہ چاہتے ہیں۔ اور انقلاب کی ظالمانہ کارروائیوں سے دور بھاگ رہے ہیں اور اگر بادشاہت کی وضع

اور جوش شکر گذاری سے جہاں پناہ کو عنان حکومت سپرد کر کے یہ اختیار بھی دے دیا کہ اپنا جانشین بھی منتخب فرمائیں۔ اب اور بھی زیادہ معزز خطاب جو شکر گذار قوم نے تجویز کیا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ صرف اظہار شکر گذاری ہے اور ایسی عزت ہے جو شکر گذار قوم خود اپنے افتخار میں اضافہ کرتی ہے۔ جہاں پناہ کے ساتھ یوماً فیوماً ترقی کرتی ہوئی عزت و محبت کے نئے نئے ثبوت دینے کی ضرورت کو قوم محسوس کر رہی ہے۔ اس قوم کی مسرت اور جوش کا کون اندازہ کر سکتا ہے اس لئے کہ یہ مسرت اور جوش قوم میں اس خیال نے پیدا کئے ہیں کہ خداوند رحیم نے محض اپنے فضل سے اس قوم کو جہاں پناہ کی دامن حمایت و حفاظت میں جگہ دی ہم وہی ہیں کہ ہماری افواج ہزیمت نصیب تھیں۔ ہم وہی ہیں کہ ہمارے خزانے خالی تھے۔ ہماری ساکھ باقی نہ رہی تھی اور ہماری قدیمی عظمت کو ہمارے باہمی نفاق نے برباد کر دیا تھا۔ ہم میں مذہبی خیال نوکجا ہمارا آئینۂ اخلاق تک زنگ آلود ہو گیا تھا۔ بونا پارٹ کو خدا نے ظاہر کیا اور ہمارے ناصر و منصور پرچم فتح کے میدانوں میں لہرانے لگے۔ خزائن پُر ہو گئے اور ہماری قوم نے اپنی مساعی پر اعتماد کرنا سیکھا۔ ہمارے غضب ناک فریقوں کے غصے فرو ہو گئے مذہب کی پابندی پھر شروع ہوئی اور سب سے بڑا معجزہ جو جہاں پناہ نے دکھایا وہ یہ ہے کہ وہی قوم جس کو خانہ جنگی کے جوش نے بے لگام کر دیا تھا اور بے قید بنا دیا تھا اور جو کسی فرمانروا کو خیال میں نہ لاتی تھی جہاں پناہ کی بدولت سیکھ گئی کہ اُس فرماں روائی کی عزت کرنا واجب ہے جو خود قوم کی بہبودی کے لئے قایم ہو"

یہ لفظیں ہنوز ختم نہ ہوئی تھیں کہ "شاہم زندہ ماناد" کے نعروں سے تمام ایوان گونجنے لگا اور چونکہ اس موقع پر بہت سے جمہور بھی صحن باغ میں جمع تھے وہ بھی اس نعرے میں شریک ہو گئے اور "شاہم زندہ ماناد" کے نعروں سے ایک شور محشر برپا ہو گیا۔ جب خاموشی ہو گئی تو نپولین نے چند لفظوں میں حسب ذیل جواب دیا:-

" اے شرفا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری قلبی مسرت اُسی شئے سے وابستہ ہے جس سے فرانس کی بہبودی اور فلاح ہے میں نے یہ لقب اور یہ معزز منصب قبول کیا اور یقین کیجئے کہ یہ قومی افتخار و اعزاز کو بڑھاوے گا۔ جمہور کی رائے کی تعمیل میں میں اس قانون پر بھی اظہار رضامندی کرتا ہوں کہ میری جانشینی کا بھی سلسلہ قایم کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ اُس اعزاز پر جو آج فرانس نے مجھے اور میرے خاندان کو عطا کیا ہے اُسے کبھی پچھتانا نہوگا اور میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ جس دن قوم عظیم میری اولاد سے اپنے محبت و اعتماد کو منقطع کرے گی اُسی دن میری روح کو بھی میری اولاد سے کوئی تعلق باقی نہ رہے گا "

اس کے بعد کمبے سرین نے چند الفاظ میں شاہنشاہ بیگم جوزیفائن کو مبارکباد دی اور اس کا جواب ملکہ کی طرف سے یہی ملا کہ اُس کے پیہم اشک جاری ہو گئے۔ چونکہ نپولین کی یہ خواہش تھی کہ تخت نشینی کی رسم پورے استحکام سے عمل میں آوے لہذا اُس نے یہ ارادہ کیا کہ پوپ خود پیرس آکر تاجپوشی کی رسم ادا کرے۔ یہ تو یاد ہوگا کہ نپولین اور پوپ پایس ہفتم میں نہایت مخصوص دوستانہ تھا۔ پوپ نپولین کا نہایت شکر گزار تھا کہ اُس نے فرانس میں از سر نو مذہب کا رواج دیا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ پوپ روم سے خود کسی پایہ تخت کو گیا ہو اور کسی بادشاہ کو تاج پہنایا ہو۔ مگر اپنے خالص دوست نپولین کی خاطر پوپ نے فوراً پیرس آنے کا عزم کیا۔

یہ مئی کا مہینہ تھا اور نپولین نے ارادہ کیا کہ اپنی تاج پوشی کی رسم سے قبل انگلستان پر حملہ کر دیا جاوے اس حملہ کے متعلق جملہ تجاویز ایسی پختگی اور خوبی سے عمل میں آچکی تھیں کہ نپولین کو بھی کامیابی کی پوری امید ہو گئی تھی۔ پس ساحل کے تمامی مقامات کا اُس نے معائنہ کیا اور اُن کو بڑی احتیاط سے جانچا اُس نے ایک ایک جہاز اور ایک ایک کشتی کا ملاحظہ کیا کہ آیا وہ ضروری سامانوں سے درست تھیں یا نہیں۔

نپولین نے دیکھا کہ ہر شے اُس کی مرضی کے موافق تیار تھی۔ انگریزی بیڑہ کے سامنے عجب منظر پیش تھا۔ یعنی نپولین لیجن آف آنر کے فیتے تقسیم کر رہا تھا۔ سمندر کے کنارہ بڑے جاہ و جلال سے ایک تخت قایم کیا گیا تھا اور اُس کے گرد ہلالی دائرہ میں ایک جرار فوج کھڑی تھی اور لاکھوں سپاہیوں کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی اور فرانس کی زبردست توپوں کی سلامیاں ساحل انگلستان پر صاف سنی جا رہی تھیں۔ اس پُر رعب منظر سے قلب پر اثر ہوتا تھا۔ یہی ہو رہا تھا کہ فرانس کی بندرگاہ ہیوری Havere سے کشتیوں کا ایک چھوٹا سا گروہ بولون کو آتے ہوئے انگریزی جہازوں کے بیڑہ نے دیکھ لیا۔ اور اگرچہ نپولین کے گرد بیشمار فوج صف بستہ کھڑی تھی لیکن ان کشتیوں پر حملہ کر دیا گیا۔ نپولین لیجن آف آنر کے فیتے تقسیم کرتا جاتا تھا اور فریقین کی چوٹیں دوربین لگا لگا کر دیکھتا جاتا تھا۔ یہ کشتیاں بہ امن و عافیت بولوں کے بندرگاہ میں آ داخل ہوئیں اور خوشی ہیں اور خوشی ہوئی۔

تھوڑے عرصہ کے بعد نپولین کو فرانس اور انگلستان کی ایک اور چھوٹی سی بحری جنگ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ۲۶۔ اگست کو دوپہر کے وقت نپولین کشتیوں کا معائنہ کر رہا تھا۔ انگریزی بیڑہ کے بیس جہاز ساحل سے کچھ فاصلہ پر لنگر انداز تھے اور اس گروہ میں سے ایک جہاز علیحدہ ہو کر فرانسیسی کشتیوں کا حال معلوم کرنے اور گولے مارنے کو آیا۔ اودھر سے بھی چند کشتیوں نے اپنے لنگر اٹھا دئے اور انگریزی جہاز سے مقابل ہوئیں۔ یہ دیکھکر انگریزی بیڑہ سے چند کشتیاں اور ایک چھوٹا جہاز فرانسیسی کشتیوں پر حملہ آور ہونے کو اور بڑھا۔ نپولین نے حکم دیا کہ اُس کی کشتی کو بھی جنگ کرنے والی کشتیوں سے ملا دیا جاوے اور انگریزی کشتیوں پر دھاوا کیا جاوے امیر البحر بروبز نپولین کے ہمراہ تھا۔ نپولین کو معلوم ہو گیا تھا کہ سپاہیوں اور ملاحوں میں جو اُس کی بڑی لڑائیوں کی شجاعت کے قایل تھے کبھی کبھی یہ گفتگو بھی ہوا کرتی تھی کہ معلوم نہیں

نپولین بحری جنگ میں بھی اظہار شجاعت کر سکتا تھا یا نہیں اور اس موقع پر نپولین نے ان لوگوں کے خیالات درست کر دینے کا قصد کیا۔

چنانچہ نپولین کی کشتی جو رنگ برنگ کے جھنڈوں سے آراستہ تھی انگریزی جہاز کے قریب جا پہونچی انگریزی جہاز نے یہ سونے کی چڑیا اپنے قریب آتے ہوئے دیکھکر قصداً اپنی توپوں کو بند کر دیا کہ یہ کشتی قریب تر چلی آئے تو ایک دم طوفان تگرگ سے اسے برباد کر دیا جائے۔ امیر البحر برویز نے یہ دیکھکر کہ نپولین جان بوجھ کر اپنی جان ورطۂ ہلاکت میں جھونکے دیتا تھا۔ کشتی کا پتوار خود اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چاہا کہ کشتی کا رُخ پھیر دے۔ لیکن نپولین نے اُس کو بڑی نگاہ قہر آلود سے دیکھا اور پھر کشتی اپنے رُخ پر روانہ کر دی گئی۔ نپولین اس جہاز کو دوربین سے دیکھ ہی رہا تھا کہ انگریزی جہاز کی توپوں نے گولوں کی ایک باڑ ماری اور اُن کے گرنے سے کشتی کے گرد پانی میں تلاطم برپا ہو گیا لیکن نپولین کی کشتی کے کسی شخص کو گزند نہ پہنچا۔ اتنے میں دوسری کشتیاں بھی آ پہونچیں اور اس انگریزی جہاز کو سخت نقصان پہونچایا اور وہ مجبور ہو کر واپس گیا اور دوسری کشتیاں جو اس جہاز کی مدد کو آئی تھیں پریشانی سے فرار ہوئیں۔ اور ان کشتیوں کو سخت نقصان پہونچا اور ایک غرق ہو گئی۔

اس جنگ کے نتیجے سے خوش ہو کر نپولین نے مارشل سولٹ کو لکھا "اس جنگ کے نتیجہ نے جس میں میں خود موجود تھا انگلستان پر بڑا اثر کیا ہے اور درحقیقت وہاں پریشانی پھیل گئی ہے اور ہمارے نبار دل نے انگریزی جہاز کو بہت نقصان پہونچایا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ دشمن کی طرف ۶۰ آدمی مجروح ہوئے اور ۱۲ یا ۱۵ مارے گئے اور ہماری طرف صرف دو کام آئے اور ۷ مجروح ہوئے۔

اب انگلستان کو بڑا پورا خطرہ ہو گیا۔ اگرچہ پہلے سب کا یہی خیال تھا کہ انگلستان پر حملہ کرنا محال تھا۔ لیکن اب معلوم ہو گیا کہ نپولین نے اس کام کے لئے بڑا پورا سامان بہم پہونچا لیا تھا اور اب تمامی فرانس جوش سے پُر تھا۔ تاج پوشی کے بڑے بڑے

اہتمام ہونے لگے اور دور دور خبریں پہونچگئیں کہ نپولین کی تاج پوشی کی رسم ادا کرنے کو پوپ صاحب پیرس کو تشریف لارہے ہیں۔ فرانس کے باشندوں نے اس خبر کو بڑی حیرت سے سنا لیکن کونسل میں اس پر اختلاف راے شروع ہوا۔ اس بارہ میں بہت سی دلائل پیش کی گئیں کہ پوپ کے ہاتھ سے تاج پوشی نہ ہونا چاہیے اس لیئے کہ یہ تاج محض جمہور کی راے اور فوجی کارناموں کی وجہ سے نپولین کے زیب تارک کیا جارہا تھا۔ لیکن مجلس وزراء میں بھی نپولین کی ذکاوت کا وہی حال تھا جو میدان جنگ میں تھا۔ اور اُس کے بم کے گولوں کی طرح اُس کی براہین بھی قاطع تھیں اور اُس نے حسب ذیل سوال سے سب بحث کا خاتمہ کر دیا:۔

"اے شرفا تم پیرس میں ہو اور ٹوئی لریز میں بیٹھکر ایسی گفتگو کر رہے ہو۔ لیکن فرض کرو تم لندن میں برطانیہ کے دربار کے اندر ہوتے اور تم برطانیہ کے وزیر بھی ہوتے اور تم کو وہاں یہ خبر ملتی کہ فرانس کے سردار کی رسم تاج پوشی ادا کرنے کو تقدس مآب پوپ صاحب کوہستان آلپس عبور کرکے پیرس تشریف لارہے ہیں۔ تو بتاؤ اُس وقت اس خبر سے فرانس کی عزت افزائی ہوتی یا برطانیہ کی؟" اس سوال پر سب نقرہ کرنے والوں کے منہ بند ہو گئے اور آیندہ لب کشائی کی گنجایش نہ رہی۔

نپولین کو یقین تھا کہ پوپ صاحب کے ہاتھ سے تاج پوشی کا عمل میں آنا اس کی تاج پوشی کو تمامی رومن کیتھولک یوروپ میں نہایت جائز اور واجب التعظیم فعل قرار دیگا اور یہ کارروائی نہایت ہی مفید تھی۔ نپولین کے خط کا مضمون حسب ذیل ہے

"قدسی بارگاہ جناب پوپ صاحب۔ مذہب کے از سر نو قایم ہونے سے جو نیک اثر فرانس کے جمہور پر پڑا ہے اُس کی وجہ سے مجھے یہ جرأت ہوئی کہ ذات اقدس سے ایک اور التجا کروں۔ جس سے ثابت ہو جائے کہ جناب والا کو میرے معاملات کے ساتھ زیادہ دلچسپی ہے اور یہ موقع تاریخ میں فرانس جیسے ملک کے جمہور کے لئے نہایت

مہتمم بالشان ہے لہذا التماس کرتا ہوں کہ جناب والا قدم رنجہ فرمائیں اور اپنے دست مبارک سے فرانس کے سب سے پہلے شاہنشاہ کو تاج پہنائیں کہ یہ رسم مذہبی پابندی کے ساتھ عمل میں آوے چونکہ یہ کام دست مبارک سے عمل میں آویگا لہذا فرانسیسی قوم اس کو برکات سماوی میں سے ایک برکت تصور کریگی - ذات مستجمع الصفات سے یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ اس عقیدت کیش کو ذات والابرکات سے ہمیشہ راسخ عقیدت رہی ہے - اور بندگان والا کے قدم رنجہ فرمانے سے اس موقع پر جو خوشی اس فدوی کو ہوسکتی ہے جناب سے پوشیدہ نہیں ہے - خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ ایسے مرشد ہادی کی ذات اقدس کو قرن ہا قرن تک برقرار رکھے جس کی ذات فیض رساں سے چراغ مذہب روشن ہے"

فرزند عقیدت کیش
نپولین

پوپ خوب جانتا تھا کہ دشمن اُس کا مضحکہ کرتے تھے اور طنز سے اُس کو نپولین کا پادری کہتے تھے جس سے پوپ کو سخت صدمہ ہوتا تھا - پوپ نے اس معاملہ پر غور کر کے آخر یہی تجویز کیا کہ پیرس جا کر نپولین کی رسم تاج پوشی اپنے ہاتھ سے پوری کرے -

نپولین کی شاہنشاہی کے خیال سے جوزیفائن کا بہت بُرا حال تھا - کیونکہ برابر زبان زد یہ بات آرہی تھی کہ اگر نپولین کو اپنے خاندان میں فرانس کی سلطنت قایم کرنا ہے تو اُس کو چاہئے کہ جوزیفائن کو طلاق دے دے اور دوسری شادی کرے کہ اولاد ہو جوزیفائن کی تمنا تھی کہ نپولین کے ساتھ اُسے بھی تاج پہنایا جاتا کہ اس جدید رشتہ سے اُس کا تعلق زوجیت نپولین کے ساتھ اور بھی مضبوط ہو جاتا اور طلاق کے مقابلہ میں ایک استحکام پیدا ہو جاتا - کیونکہ ان دنوں جوزیفائن کو طلاق کا خیال بہت ستاتا

تھا۔ نپولین کو جوزیفائن سے بڑی محبت تھی۔ لیکن پھر بھی نئی شادی کا خیال اُس کے دل پر بہت کچھ اثر کئے ہوئے تھا۔ لیکن انھیں دنوں میں ایک مرتبہ نپولین کے جی پر جوزیفائن اور اُس کی افسردگی کا کچھ ایسا اثر پڑا کہ اُس نے بیتاب ہوکر جوزیفائن کو چھاتی سے لگالیا اور اسی حالت بیخودی میں اُس کو یقین دلایا کہ ملکی ضروریات کیسی ہی پیش کیوں نہ آئیں لیکن وہ اُس سے کبھی علیحدگی اختیار نہ کریگا اور اُس نے اعلان کردیا کہ اُس کے ساتھ جوزیفائن بھی تاج پہنے گی۔ اور پوپ صاحب کے ہاتھ سے یہ رسم عمل میں آئیگی۔

اب نومبر اخیر ہوچکا تھا اور نوٹری ڈیم کا گرجا سب سامانوں سے آراستہ ہوچکا تھا۔

پوپ پائس ہفتم نے روم سے پیرس کا سفر شروع کیا۔ فرانس میں ہر ایک مقام پر جہاں پوپ کی سواری پہونچی جمہور بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور جب پوپ فائن ٹین بلو میں پہنچا تو نپولین بھی گھوڑے پر سوار ہوکر خوش لباس موکب کے ساتھ اُس کے استقبال کو گیا اور گھوڑے سے اُترکر اُس سے معانقہ کیا اور پھر دونوں گاڑی میں سوار ہوئے نپولین نے پوپ کو داہنی طرف جگہ دی۔ فائن ٹین بلو میں پوپ کی اس دھوم سے خاطر و مدارات ہوئیں کہ وہ نہایت محظوظ ہوا۔ پوپ صاحب کی مقدس صورت اور صالح عادات نے تمام لوگوں کو اپنا گرویدہ کرلیا۔ اور تین دن قیام کرنے کے بعد نپولین اور پوپ ایک ہی گاڑی میں پھر سوار ہوئے اور پیرس آکر ٹولی لریز میں پویلین آف فلورا کے اندر فروکش ہوئے۔ یہ مقام خاص پوپ صاحب کے لئے بڑے اہتمام سے آراستہ کیا گیا تھا۔ نپولین کا سلیقہ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے پوپ کے قیام کا مکان بالکل اسی طرح آراستہ کرایا تھا جس طرح پوپ صاحب نے روم میں چھوڑا تھا اس کیرسن پوپ کو پیرس میں بالکل اپنے گھر کا سا آرام حاصل تھا۔

پوپ صاحب کی تشریف آوری کی تمام پیرس اور اطراف میں خبر پہونچ گئی اور ٹولی لریز کے گرد لوگوں کا ہجوم ہر وقت جمع رہتا تھا کہ پوپ صاحب کے دیدار سے

شرف حاصل ہو جائے۔ نپولین کے ہمراہ پوپ صاحب کبھی بالاخانہ پر ظاہر ہوتے اور فرانسیسی
مشتاقان دیدار کے گرد جوش مسرت سے نعرے مارنے لگتے اور بعض ادب سے
سر بسجدہ ہو جاتے اور دعا کے طالب ہوتے۔ عجب انقلاب ہو گیا تھا کہ دس سال
قبل یہی لوگ مذہب کے دشمن تھے پادریوں کو بیدردی سے ہلاک کرتے تھے اور ان
کا تعاقب کر کے فرانس سے نکال دیا تھا۔

یاد ہوگا کہ نپولین کی جوزیفائن سے اس زمانہ میں شادی ہوئی تھی جبکہ فرانس
الحاد کا گھر تھا اور فرانسیسی مذہب کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ یہ شادی کی رسم اسی وقت کے
رواج کے موافق عمل میں آئی تھی۔ مگر بعد کو نپولین نے معاملات میں اصلاح کر دی تھی
اور جب خود اس کی بہن کی مُراٹ سے شادی ہوئی تو پوری مذہبی پابندی سے ہوئی
تھی۔

جوزیفائن نے بھی اس موقع پر پوپ صاحب سے درخواست کی کہ اس کی شادی
کے رسوم کی مذہب کے موافق تجدید کر دی جائے چنانچہ تاج پوشی کی رسم سے ایک
دن قبل شادی کے رسوم کی عین مذہبی قواعد کے موافق تجدید کر دی گئی اور یہ رسم
ٹوئی لریز کی گرجا میں پوری کی گئی۔ اس موقع پر جوزیفائن کا دل کچھ ایسا اختیار سے باہر
ہو گیا تھا کہ صبح کو اس کی سرخ آنکھوں سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ تمام رات
روئی تھی۔

۲ دسمبر ۱۸۰۴ء کا اتوار نہایت ہی نورانی اور خوشنما دن تھا۔ شاہنشاہ نپولین کی رسم
تاج پوشی دیکھنے کے لئے تمام اطراف میں جوش شوق پھیلا ہوا تھا۔ نوٹری ڈیم کا
گرجا بڑے بڑے تکلفات سے آراستہ کیا گیا تھا۔ زردوزی کے نقشے دیواروں اور
چھت سے لیکر فرش تک آویزاں تھے۔ گرجا کے مغربی سرے پر چوبیس سیڑھیوں
کا عالی شان تخت قایم کیا گیا تھا۔ ٹوئی لریز سے نپولین ایسی گاڑی میں سوار ہو کر

گرجا کو روانہ ہوا جس میں چاروں طرف آئینے لگے ہوئے تھے۔ اُس کی پوشاک پر سب سے زیادہ نامور اور کاریگر مصوّر کے ہاتھ کا کام بنا ہوا تھا۔ جمہور نعرے مارتے ہوئے اُس کی سواری کے ہمراہ تھے اور اپنے محبوب کو تاج پہنے ہوئے دیکھنے کے شوق میں بے خود اور سرشار تھے۔

نپولین کی زرق برق پوشاک اور اُس کی شکل و شمایل نے سب نگاہوں کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اسی حالت سے نپولین گرجا میں داخل ہوا۔ مطربانِ خوش الحان نے مذہبی راگ شروع کیا پوپ صاحب نے شاہنشاہ کے سر پر روغن ڈالا اور شمشیر اور عصائے شاہی پر دعا پڑھ کر دم کی اور جیسے ہی پوپ تاج کے قریب آیا کہ اُسے اٹھاکر نپولین کے سر پر رکھدے۔ نپولین نے بڑی دلیری اور استقلال سے تاج خود اپنے ہاتھ سے اٹھاکر اپنے سر پر رکھ لیا۔ اس فعل سے تمامی حاضرین پر عجیب طرح کا اثر ہوا۔ پھر نپولین نے وہ تاج اٹھایا جو شاہنشاہ بیگم جوزیفائن کے لئے تیار کیا گیا تھا اور جوزیفائن کے قریب جاکر جیسے کہ وہ اُس کے سامنے دو زانو تھی اُس کے سر پر رکھدیا۔ ایک لمحہ تک جوزیفائن اپنی پُرنم آنکھوں سے ٹکٹکی باندھے اپنے ممتاز و محبوب شوہر کے چہرہ کو دیکھتی رہی اسی نگاہ الفت سے نپولین نے بھی جوزیفائن کو جواب دیا۔ اس کے بعد جوزیفائن سے ضبط نہ ہو سکا اور سر جھکاکر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی۔ پھر حاضرین نے "شاہم زندہ ماناد" کے نعرے بلند کئے جو نوٹرڈیم کی محرابوں میں گونجنے لگے پیرس کے توپخانوں سے سلامی کی شلک ونعی اور تمام شہر کو معلوم ہوگیا کہ نپولین شاہنشاہ ہوگیا۔

اب شام ہوچکی تھی اور ٹولی لریز کے باغ میں روشنی سے دن کا عالم ہو رہا تھا شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم ٹولی لریز کو روانہ ہوئے۔ چونکہ آج دن کے انوکھے واقعات نے جوزیفائن کے دل پر بہت اثر کردیا تھا۔ لہذا گاڑی سے اُتر کر سب

کمرے میں چلی گئی اور سر بہ سجدہ ہو کر خدا سے مدد کی دعا مانگنے لگی۔ نپولین کو بالطبع نمود و نمایش سے نفرت تھی اور آج جو کچھ اظہار شان و شوکت یا لباس میں تکلف کیا گیا تھا سب جمہور کے دکھانے کو کیا گیا تھا پس جیسے ہی نپولین اپنے کمرہ میں داخل ہوا اُس نے آدمیوں کو آواز دی کہ اس فضولیات کو اُس کے بدن سے دور کریں۔ چغہ تو اُس نے ایک گوشہ میں پھینکا اور باقی زرق برق لباس دوسرے کونے میں ڈالا اور اسطرح اپنے بدن کو ہلکا کر کے کہنے لگا " سچ تو یہ ہے کہ ایسے مصیبت کے گھنٹے مجھ پر تمام عمر نہیں گذرے جیسے آج گذرے ہیں "

فرانس کے دربار نے صدیوں سے مذموم عیاشی اور بے شرمی کے تماشے قوم کو دکھا رکھے تھے اور لوگوں کو اسی وجہ سے اُسی شان کی نمایشی پوشاکیں پسند تھیں جیسی فرانس کے بادشاہ پہنا کرتے تھے۔ لیکن اس کے خلاف نپولین کا یہ عزم تھا کہ اُس کا دربار تہذیب و شایستگی کا نمونہ ہو۔ پس اپنے شاہی موکب میں اُس نے ہمیشہ اُسی شخص کو عہدہ دیا جس کا چال چلن بے داغ تھا۔ چونکہ فرانس کی عام حالت بہت کچھ بگڑی ہوئی رہ چکی تھی۔ ڈچیز ڈی۔ ایگیولن نے بھی زمانہ کی بدکرداریوں کے موافق جن کی وجہ سے مذہب کی قیود باقی نہ رہی تھیں اپنے شوہر سے علیحدگی حاصل کر کے اور دوسرے تعلقات پیدا کر لئے تھے۔ جوزفائن کے ایام عسرت میں اس ڈچیز نے جوزفائن پر بڑے احسان کئے تھے جن کے معاوضہ میں جوزفائن نے اب تجویز کی کہ ڈچیز دربار میں داخل ہو جائے جب نپولین سے اس کا تذکرہ ہوا تو اُس نے صاف انکار کر دیا۔ اور جوزفائن حسب ذیل تحریر ڈچیز کو بھیجنے پر مجبور ہوئی۔

" مجھے اس بات کا سخت صدمہ ہے کہ میرے شناسا اب یہی خیال کرتے ہیں کہ ہر بات میرے اختیار میں ہے اور میں جو چاہوں کر سکتی ہوں اور میں اپنا پچھلا زمانہ بھول گئی۔ لیکن صد افسوس یہ خیال غلط ہے۔ شاہنشاہ کو ان لوگوں سے سخت نفرت

ہے جو اخلاقی عادات وصفات کے اعتبار سے نیک نام نہیں ہیں۔ اور شاہنشاہ کو اس بات کی سب سے زیادہ جستجو ہے کہ ان قبیح حالات میں اب ترقی تو نہیں ہوتی اور اس نے یہ عزم کیا ہے کہ اس کے دربار میں ایسی عورتیں بار نہ پائیں جنھوں نے اپنے شوہروں سے تعلق قطع کر لئے ہیں اور اسی وجہ سے میری سفارش جو میں نے تمہارے لئے کی تھی شاہنشاہ نے نامنظور کی اس نامنظوری سے مجھے لا بیان صدمہ ہے۔ مگر میں کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ شاہنشاہ اپنے ارادہ کا ایسا مستقل اور مضبوط ہے کہ جو کہدیتا ہے وہی کرتا ہے۔

موسم سرما میں اب ایسی شدت کا وقت آگیا تھا کہ پوپ صاحب کوہستان الپس عبور نہ کر سکتے تھے۔ نپولین کی راستی اور نیک نہادی سے پوپ صاحب کو نپولین کے ساتھ ایک خاص محبت ہو گئی اور اس حیرت انگیز شاہنشاہ کا پوپ صاحب کے قلب پر پورا اثر پڑ گیا۔ واقعی کچھ خداداد ایسی بات تھی کہ جو شخص اس شاہنشاہ سے ملا اس کا فریفتہ ہو گیا۔

یورپ کے تاجدار فرانس کی ریپلک کو خوف زدہ نگاہوں سے اس لئے دیکھتے تھے کہ ان کو خود اپنے ممالک میں جمہوری رنگ جم جانے کا خطرہ تھا۔ پس اسی وجہ پر نپولین نے جمہوری حکومت کو شاہنشاہی کے نام سے تبدیل کر دیا تاکہ شاہنشاہان یورپ کے دلوں سے جمہوری حکومت کا خطرہ نکل جائے اور وہ فرانس کی مخالفت چھوڑ دیں۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ جمہوری حکومت کا صرف ظاہری قالب تبدیل ہوا تھا۔ طرز حکومت اور اس کا اثر کا وہی حال تھا۔

نپولین کی فرمانروائی پرانی وضع کی بادشاہت نہ تھی جس میں مظلوم رعایا کے سروں پر ظلم کی کالی گھٹائیں چھائی رہی تھیں اور قدیمی امرا کے حال پر بیجا رحمت خسروانہ ہوتی رہی تھی اور خطابات اور جاگیریں وراثتاً پہونچتی تھیں حقوق میں امرا کے ساتھ جمہور کا کوئی حصہ نہ تھا۔ افسران شاہی طامع اور لالچی تھے۔ خانقاہوں میں بدکاریاں تھیں۔

پادری لوگ معافیات سے مالامال تھے اور خود بیں عیاش بادشاہوں کی نفس پرستیوں پر رعیت کا خزانہ وقف تھا اور یہ سب باتیں پرانے بادشاہوں کے زمانہ کے ادنیٰ کرشمے تھے۔

صفحہ ۲۱۹

لیکن اس سلطنت میں جو اب نپولین نے قایم کی تھی اور اس پرانے زمانہ کی بادشاہت میں جس کا حال اوپر مذکور ہوا زمین و آسمان کا فرق تھا۔ یعنی اب رعایا کے جان و مال اور اس کے حقوق کی حفاظت کی پوری ذمہ واری تھی۔ سرکاری ملازمت میں سب کا حسب لیاقت یکساں حصہ تھا۔ محاصل کی بے رُو۔ د۔ رعایت یکساں تشخیص کردی گئی تھی۔ مذہبی آزادی پوری پوری حاصل تھی۔ تمامی مذہبی فرقوں کی جن میں یہود بھی شامل تھے عزت و حفاظت کی جاتی تھی۔ سرکاری محاصل دام دام خزانہ میں داخل ہوتے تھے۔ لیجن آف آنر ہر ایک پیشہ والے کو اس کے جوہر کے لحاظ سے عطا ہوتا تھا۔ نپولین کی شاہنشاہی سے یہ قیاس نہ کرلینا چاہیے کہ کسی عنوان سے بھی پرانی بادشاہی نے عود کیا تھا۔ نہیں۔ بلکہ نپولین کی شاہنشاہی غیر طرفدار اور عادل جمہوری حکومت تھی۔ اور فرانس کے جملہ انصاف پسند اہل الرّاے کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے بہتر وضع حکومت یہی تھی جو اس وقت فرانس میں قایم تھی۔ اور اس زمانۂ خاص کے حالات پر نظر کرنے سے کہا جاسکتا ہے کہ اس طرز حکومت کے سوا کسی دوسری وضع کی حکومت کا جو اس سے بہتر ہو سکتی ہو اختیار کیا جانا محال تھا۔ یہ فرماں روائی خود جمہور نے اپنی کثرت راے سے قایم کی تھی اور زمانۂ موجودہ کے عقلا بھی اسی وضع حکومت کے معاون ہیں اور اگر شاذ کو اس راے سے اختلاف ہو بھی۔ تو۔ وہ معدوم کا حکم رکھتے ہیں۔ فرانس کے اس زمانہ کے حالات سے واقف ہو کر یہ کہدینا کہ نپولین جمہوری حکومت قایم کرسکتا تھا بڑی ناانصافی کی بات ہے۔ اگر نپولین غفلت کرتا اور اب شاہی سے عامل مجالس کو داب نہ لیتا تو فرانس مخالف بادشاہان یورپ کا فوراً شکار ہو جاتا اور کوئی دور اندیش اس میں ذرا بھی کلام نہ کرے گا کہ نپولین نے بڑی دانائی

رائے کے ساتھ اُسی طریق کو اختیار کیا جو بہ کامیابی اختیار کیا جا سکتا ہ
اس وجہ سے الزام لگانا کہ اُس نے فرانس کی جمہوری حکومت کو شاہنش
میں کیوں تبدیل کیا کسی طرح سے حق پسندی اور انصاف نہیں ہے ۔

باب بست و

اٹلی کی بادشاہی

بادشاہ انگلستان کے نام نپولین کا خط۔ سسس الپین ریپلک کی خواہش۔ شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم کا اٹلی کو جانا۔ ملان میں رسم تاجپوشی کا ادا کیا جانا۔ مراسلات کا راہ میں گرفتار ہونا۔ نپولین اور ایک دیہاتی۔ دن کا منظر۔ فرانس کے واسطے نپولین کی تجاویز لطیفے۔ لیس کیس سے گفتگو۔

نپولین کو خیال تھا کہ شاہی وضع کی حکومت قایم کر لینے سے یورپ کے تاجدار فرانس کی مخالفت سے دست بردار ہو جائینگے۔ چنانچہ اس تبدیلی پر بہت سے بادشاہوں نے اپنا اطمینان ظاہر بھی کیا۔ لیکن انگلستان کی مخالفت کا وہی حال رہا مگر نپولین کو اس پر بھی توقع باقی تھی کہ اگر انگلستان سے خط و کتابت کی جائیگی تو معاملہ رو براہ ہو جائیگا نپولین کی تمنا کا جو اُس کو صلح کے متعلق تھی اس واقعہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ باوجودیکہ کئی مرتبہ اُس کی صلح کے متعلق خط و کتابت حقارت کے ساتھ رد کر دی گئی تھی تاہم اس نے اب پھر انگلستان کو خود اپنے قلم سے حسب ذیل خط لکھا۔

برادرِ محتشم۔ خداوند عالم۔ فرانس کے جمہوری سینیٹ اور فرانس کی افواج نے میرے سر پر تاج شاہنشاہی رکھ دیا اور اب میری سب سے پہلی خواہش یہی ہے کہ فرانس اور

ں جو اپنی طاقتوں کا بیجا استعمال کر رہے ہیں ہمیشہ
بائیں۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ چونکہ دونوں کی طرف سے
درجن خونریزیوں سے کسی قسم کی اُمید منفعت نہیں۔ تو کیا
ب الاحترام اور پاک فرائض کو ادا کر رہی ہیں؟ میں اس بات کو
ن کا باعث نہیں سمجھتا ہوں کہ پہلے خود اپنی طرف سے صلح کی درخواست
ہوں کیونکہ دنیا کو اب یہ تو معلوم ہی ہو گیا ہے کہ جنگ سے مجھے کوئی خوف ن
ہین ہے۔ اگرچہ میری سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ میں صلح کر لوں۔ لیکن
ی اس کے جنگ سے بھی میری ناموری میں کوئی خامی نہیں۔ میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں
کہ جہاں پناہ صلح کر لیں۔ کہ دنیا اپنی مراد کو پہونچ جائے اس موقع سے بہتر اور مساعد
کوئی موقع اور ساعت نہیں ہو سکتی پس ایسے نیک کام میں توقف و تساہل نہ فرمائیں۔
تاکہ اس صلح کے درخت کے اثمار سے جہاں پناہ کی اولاد بہرہ مند ہو۔

"اگر یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل گیا تو پھر وہ طویل جنگ کیونکر ختم کی جائیگی جس کو میری
مستعد کوششیں بھی اب تک ختم نہ کر سکیں۔ ان دس برس میں جہاں پناہ کو یورپ
میں بڑے بڑے مقبوضات حاصل ہو چکے، اور دولت کثیر ہاتھ آچکی ہے۔ جہاں پناہ
کی رعایا کا ستارہ خوشحالی بھی اپنے اوج کمال کو پہونچ چکا ہے۔ پس مزید جنگ سے
جہاں پناہ کو اور کیا زیادہ حاصل کرنے کی تمنا ہے؟ ہم دونوں کے واسطے تو تمام
دنیا کھلی ہوئی ہے۔ اگر ہمارے باہم اتفاق ہو جائے تو ہم اپنی عاقلانہ تدابیر سے
دوسرے بادشاہوں سے بھی آشتی کی راہ پیدا کر لینگے۔ میں یہ عریضہ بھیجکر اپنے
پاک ترین فرض سے سبکدوش ہوا جاتا ہوں۔ جہاں پناہ کو چاہیئے کہ میری تحریر کو میری
صدق دلی پر محمول فرمائیں اور میں اپنے خلوصِ قلب کا ہر ایک ثبوت دینے کو تیار
ہوں۔"

نپولین کی اس تحریر کا جواب ترش برطانیہ اعظم کے دربار سے اس طرح چند الفاظ میں دیا گیا کہ "اگرچہ بادشاہ انگلستان کو اپنی رعایا میں امن چین قایم رہنے کی بڑی تمنا ہے لیکن فرماں روایانِ یورپ اور خصوصاً شاہنشاہ روس کے مشورہ کے بغیر اس پیغام صلح کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا" یہ جواب کا ہیکو تھا۔ یہ تو یہ کہنا تھا کہ شمال میں ایک نیا طوفان جمع ہو رہا تھا اور ایک دوسری ہولناک اور طویل جنگ سے یورُوپ کی ایک سلطنت یعنی فرانس کی قسمت کا فیصلہ ہونے کو تھا۔

یہ دیکھکر کہ جمہوری حکومت کے بجاے فرانس میں پھر بادشاہت قایم ہوگئی اٹلی کی سس الپین ریپلک نے بڑا اظہار مسرت کیا اور فرانس کی تقلید کی تمنا کی۔ اپنی آبائی عظمت و شان پر اٹلی کو فخر تھا اور اس جمہوری حکومت نے یہ تجویز کیا کہ نپولین جو کہ جمہور کا ہموطن تھا لمبارڈی کا بھی بادشاہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سس الپین ریپلک کی طرف سے پیرس کو ایک ڈیپوٹیشن روانہ ہوا کہ گورنمنٹ کی تبدیلی کے متعلق شاہنشاہ سے مشورہ کرے اور اُس کے حضور میں لمبارڈی کا تاج پیش کش کرے نپولین کو دربار عام میں سینیٹ اور اٹلی کے جمہور کی تمنا سے اطلاع دی گئی کہ لمبارڈی کی ریپلک بادشاہت سے تبدیل کر دی جاوے اور نپولین اُس کا بادشاہ بنایا جاوے نپولین نے اس درخواست کو بغور مسرت کے ساتھ سنا اور حسب ذیل جواب دیا۔

"اگرچہ چند روز کے بعد فرانس اور اٹلی کے تاجوں کا جدا ہونا ناگزیر امر ہے تاہم اس وقت ان تاجوں کا علحدہ رہنا بیحد خطرناک ہے۔ اسلئے کہ ہمارے گرد زبردست دشمن اور غیر مستقل دوست ہیں۔ اٹلی کے باشندوں سے مجھے ہمیشہ سے محبت رہی ہے اور اسی محبت کی وجہ سے میں اُس مزید بوجھ اور جوابدہی کو منظور کرتا ہوں جو یہ لوگ مجھ پر اعتماد کر کے میرے ذمہ کرتے ہیں اور یہ بار اور ذمہ داری میں کم سے کم اُس وقت تک اپنے ذمہ لیتا ہوں جب تک کہ اٹلی کی فرمانروائی خود اٹلی

کے فائدہ کی غرض سے کسی دوسرے نوجوان کے سپرد نہ کردوں۔ میرا جانشین میری طرح جوش سے بھرا ہوگا اور اُس اہم کام کو ختم کرنے کی کوشش کریگا جو۔ اب شروع کیا گیا ہے میرا جانشین ایسا ہوگا کہ اپنے ذاتی اغراض کو خوشی سے قربان کردیگا اور اگر ضرورت ہوئی تو اپنی جان کو بھی اُس قوم پر نثار کردے گا جس کا بادشاہ اُس کو خدا اسے عزوجل۔ ملک کی عامل مجالس اور خود میری راے بنائینگے"

اسی واقعہ کا ایک دفعہ حوالہ دیتے ہوئے نپولین نے ایک مرتبہ بڑی بےتکلفی سے اپنے قدیمی مکینی یار بیورین سے کہا "بیورین۔ اب آٹھ دن کے اندر میں اٹلی روانہ ہوتا ہوں کہ جاکر شارلیماں کا آہنی تاج پہن لوں۔ اور یہ کارروائی اُس اہم مقصد کی تمہید ہے جو میں نے اٹلی کے لئے اپنے دل میں سوچا ہے۔ کیونکہ اٹلی کو ایک جدا سلطنت بننا چاہیئے جس میں کوہستان آلپس کے پار کے تمامی صوبجات وینس سے لے کر بحری آلپس تک شامل ہوجائیں۔ فرانس اور اٹلی کا اتحاد محض براے چندے ہے اور سردست ان کا متحد ہونا اسلئے ضروری ہے کہ اٹلی والوں کو ہمارے فرانسیسی قوانین کی پابندی کی عادت ہوجاے۔ جنوآ۔ پیڈمانٹ۔ میلان۔ وینس ٹسکنی۔ روم۔ اور نیلپس۔ کے جمہور ایک دوسرے سے سخت نفرت کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کو اس بات کی ترغیب نہیں دیجاسکتی ہے کہ وہ اپنے تئیں دوسرے سے کمتر درجہ کا تسلیم کرلے۔ مگر روم۔ اپنی تاریخ اور رتبہ کے اعتبار سے اٹلی کا قدرتی پایہ تخت ہے اور اُس کو واقعی پایہ تخت بنانے کی غرض سے یہ امر ضروری ہے کہ پوپ صاحب کے اختیارات گھٹا کر دینی معاملات تک محدود کردئے جائیں۔ لیکن ابھی ایسی بات کا اندازہ کرنا بڑی کوتاہ اندیشی کی بات ہے۔ لیکن ہاں اگر معاملات راست آگئے تو کچھ عرصہ کے بعد اس میں زیادہ دقت پیش نہ آئیگی اور ابھی تو اس معاملہ میں میرا ارادہ خام ہی خام ہے مگر وقت اور موقع سے یہ ارادہ پختہ بھی ہوجائیگا"

"جب میں اور تم مدرسہ کے طالب علم تھے اور پیرس کی سڑکوں پر بیکار پھرا کرتے تھے تو میرے دل میں کچھ ایسا قدرتی خیال بندھا کرتا تھا کہ میں ایک دن فرانس کا فرمانروا ہو جاؤنگا اور چنانچہ میرے طرز عمل میں ایک قدرت کی جانب سے رہنمائی پیدا ہو گئی تھی۔ لہذا اُسی اعتبار سے ہم کو آنے والے معاملات کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور یہی تیاری میں کر رہا ہوں۔ چونکہ اٹلی کو بجائے خود ایک جدا طاقت بنا دینا غیر ممکن ہے کہ وہ ابھی ایک ہی قوانین کی پابند ہو جائے۔ لہذا میں پہلے اُس کو فرانسیسی بنا کر یہ کام شروع کرتا ہوں۔ اور یہ تمامی چھوٹی چھوٹی ریاستیں جن میں اٹلی اس وقت تقسیم ہے ایک ہی قانون کی اطاعت کی عادی ہو جائینگی اور جب یہ عادت پختہ ہو جائیگی اور باہمی خانہ جنگیاں اور فساد فرو ہو جائینگے تو اُس وقت وہی اٹلی پھر پیدا ہو جائیگی جو اپنی پُرانی شان و عظمت کے نام کے شایاں ہوگی اور اُس وقت اُس کو خود مختار بنا دینا میرا کام ہے۔ اس کام کے واسطے ۲۰ سال درکار ہیں۔ لیکن آنے والے زمانہ پر تیقن کے ساتھ کون حکم لگا سکتا ہے۔ اور بیورین۔ میں نے تم سے اس وقت وہ باتیں کہیں جو بہت دنوں سے میرے سینہ میں بند تھیں اور غالباً میں نے تم سے ایک خوش نما خواب کا مضمون بیان کیا ہے جو میں نے دن میں دیکھا ہے۔"

شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم معہ پوپ صاحب کے پیرس سے اٹلی کو روانہ ہوئے برین میں قیام کیا گیا۔ اور یہ وہی برین تھا جہاں نپولین نے حربی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی۔ نپولین کے حافظہ میں اُن ایام کے تمامی حالات و واقعات بڑی تیزی کے ساتھ تازہ ہو گئے۔ جو ان ایام میں خیال سے بالکل فراموش ہو گئے تھے۔ اس جماعت نے الپس کو عبور کیا جوزیفائن نپولین کا ہاتھ پکڑے ہوئے ان تمامی عظیم الشان قدرتی منظروں کو دیکھتی جاتی تھی اور بڑے شوق سے اُن واقعات کے بیان [illegible] جاتی تھی جو نپولین اپنے گزشتہ کارناموں کے متعلق اُس کو سناتا جاتا تھا۔

ٹیورن میں شاہنشاہ پوپ صاحب سے رخصت ہوا۔ طرفین سے باہمی محبت کے بہت سے ثبوت دیئے گئے۔ اس کے بعد نپولین نے معہ اپنے موکب کے میرنگو کا رخ کیا۔ اس مقام پر شاہنشاہ کے حکم سے تیس ہزار فوج ملاحظہ کے لئے جمع ہوئی تھی۔ شاہنشاہ کا منشا تھا کہ جوزیفائن بھی اس فوج کی باہمی جھوٹ موٹ کی جنگ کو دیکھے اور اندازہ کرے کہ واقعی جنگ کسقدر ہولناک اور پُرخطر چیز ہے جس نے اسی میرنگو کے میدان کو خونریزی کا ہولناک میدان حشر بنادیا تھا۔ یہ ۵ مئی ۱۸۰۵ء کا واقعہ ہے۔ موکب اور فوج کے اسلحہ آفتاب کی شعاعوں میں جھلک رہے تھے اور ایک بلند چبوترہ بنایا گیا تھا کہ اس پر بیٹھ کر شاہنشاہ اور ملکہ سیر دیکھ سکیں۔ نپولین نے وہی اسلحہ آج زیب بدن کئے تھے جو خاص میرنگو کی جنگ میں اُس نے استعمال کئے تھے یعنی کلاہ جو پارہ پارہ ہو گئی تھی اور وہی فرغل جو موسم اور طوفان سے خراب و خستہ ہو چکا تھا اور وہی کوٹ جس کا نیلا رنگ اُڑ چکا تھا اور لمبی سواروں کے استعمال کرنے کی تلوار اُس کی کمر سے آویزاں تھی۔ اس موقع پر بہت سے مردانِ میدان ایسے بھی موجود تھے جو میرنگو کی جنگ میں شریک تھے شاہنشاہ اور ملکہ ایک چرٹ میں سوار ہو کر آئے جس میں آٹھ گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ اُن کو دیکھتے ہی تیس ہزار سپاہ نے خوشی سے نعرے مارنا شروع کر دئے زرق برق وردیوں۔ قیمتی ساز اور بیش قیمت گھوڑوں کی شان پرجوش بینڈ باجوں۔ بوق و قرنا کی صداؤں فولادی اسلحہ کی چمک۔ طلا کار وردی کی سانالو کی دمک۔ توپخانوں کی بہرا کر دینے والی ہولناک گرج اور میدان کی ہوا میں بارود کے دھوئیں کی کالی گھٹا نے جس سے آفتاب کی ضیا چھپ گئی تھی دلوں پر وہ اثر کیا جو کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔

۲۶ مئی ۱۸۰۵ء کو میلان کے قلعہ میں رسمِ تاج پوشی ادا ہوئی۔ شارلیمان کا تاج مدت سے مونزا Monza کے گرجا میں امانت تھا۔ یہ تاج سونے اور

جواہرات سے مغرق تھا۔ جس کے نیچے اُس آہنی میخ کے لوہے کا حلقہ تھا جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک ہاتھ صلیب دینے کے وقت چھیدا اور ٹھونکا گیا تھا۔ اس رسم کی شان و شوکت کو بڑھانے کے لئے یہ تاج بھی لایا گیا تھا۔ یہ رسم اس شان و نمایش کے ساتھ عمل میں آئی کہ نوٹر ڈیم میں بھی اس سے بڑھکر شوکت عظمت کا اظہار نہ کیا گیا تھا۔ اول ملکہ آئی جس کا لباس انواع و اقسام کے جواہرات سے جگمگا رہا تھا۔ بڑے پر جوش نعروں سے اس کا استقبال ہوا۔ ایک لمحہ کے بعد نپولین خود آیا کا شاہی مخمل کی زر دوزی ارغوانی شاہی پوشاک پہنے ہوئے اور شارلیمان کا تاج اور عصا ہاتھ میں لئے وہ بڑی متانت سے کمرہ میں داخل ہوا اُس نے تاج پہنا اور بآواز بلند کہنے لگا۔ "یہ تاج مجھکو خدا نے دیا۔ وائے برحال وے کہ اس کو ہاتھ لگائے"۔ نپولین میلان میں ایک ماہ رہا اور شب و روز نہایت مہتم بالشان ترقی و اصلاح کے معاملات پر تجویزیں کرتا رہا۔ اٹلی کے لوگ آج تک کہتے ہیں کہ اس پچھلے زمانہ میں نپولین کا دَورِ حکومت سب سے زیادہ بہتر تھا۔

انھیں ایام میں ایک ایسا دلچسپ واقعہ پیش آیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ غربا کی دستگیری میں نپولین کو کیسا گہرا لطف تھا۔ یعنی ایک دن جبکہ افکار جہاں بانی سے کنارہ کش ہوکر محض تفریح کی غرض سے نپولین اور جوزفائن جھیل کے ایک چھوٹے سے جزیرہ میں گئے اور اتفاقیہ ایک غریب عورت کے گھر میں اُن کا گذر ہوا۔ اس عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس وقت اُس کے گھر میں شاہنشاہ اور ملکہ موجود تھے۔ نپولین اس عورت سے حسب عادت اُس کے حالات دریافت کرنے لگا اور اس عورت نے اپنی تکالیف و عسرت کا حال اُس سے صاف صاف بیان کرکے کہا "کہ اور سب کچھ تو خیر۔ لیکن مجھے یہ بڑی فکر ہے کہ یہ بچے کیونکر پرورش پائینگے اس لئے کہ میرا شوہر بہت غریب ہے اور اکثر بیکار رہتا ہے"۔ نپولین نے چار ہی باتوں میں دیکھ لیا کہ یہ

عورت بڑی شریف تھی اور اُس سے پوچھا:-

نپولین - اچھی بی بی - تم کو بھلا کس قدر روپیہ کی حاجت ہے؟ کہ تم بے فکر ہو جاؤ

عورت - جناب - مجھے تو بہت بڑی رقم کی حاجت ہے -

نپولین - آخر کسقدر حاجت ہے -

عورت - جناب - مجھے تو چار سو فرانک کی حاجت ہے - لیکن بھلا کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ اتنی بڑی رقم کسی ذریعہ سے مجھے مل سکتی ہے -

نپولین نے ایک ہمراہی کو اشارہ کیا اور اس عورت کی گود میں تین ہزار فرانک کے طلائی سکے ڈال دیے گئے یہ دیکھ کر عورت حیرت سے خاموش رہ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگی -

"اے جناب اور اے خاتون صاحبہ - یہ رقم تو آپ نے میری حاجت سے افزوں میری گود میں ڈلوا دی - لیکن پھر بھی آپ کے بشروں سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ مجھ دکھیا سے کسی قسم کا مذاق کر رہے ہیں -"

جوزفیائن نے بڑی شیریں زبانی سے جواب دیا "نہیں ہرگز نہیں - یہ سب رقم تمھاری ہے اور اب تم اس سے آراضی کا ایک قطعہ خرید لو اور بکریوں کا ایک گلہ بھی پالو اور اپنے بچوں کو بھی اچھی طرح پرورش کرو -"

نپولین اس قدر مردم شناس تھا کہ ایک ہی نگاہ میں اُس کو معلوم ہو جاتا تھا کہ امداد کا واقعی اور مناسب کونسا موقع تھا -

میلان سے رخصت ہونے سے قبل نپولین کے سامنے بہت سے گرفتار شدہ مراسلات پیش کئے گئے - یہ مراسلات آرتھر ویلزلی نے دربار انگلستان کو بھیجے کی غرض سے ہندوستان سے روانہ کئے تھے اور ان میں تمامی تفصیلی حالات اُن فتوحات اور ملک گیریوں کے درج تھے جو انگریز ہندوستان میں کر رہے تھے

پنولین نے ان مراسلات پر سخت حرف گیری کی۔ انگلستان کا دربار اس غرض سے کہ فرانس تمامی بادشاہان یورپ کی نگاہ میں قابل نفرت ٹھہر جائے۔ فرانس کی بلند نظری کی شکایت کرتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ فرانس ایسی غیر طاقتوں سے اپنا دوستانہ صرف اس غرض سے قایم کر رہا تھا کہ وہ یورپ کی دوسری طاقتوں کے درمیان قوی تر ہو جائے لیکن اس کے ساتھ ہی خود انگریز ہندوستان جیسے ملک کو جو آبادی کے لحاظ سے یورپ کے برابر تھا فتح کر رہے تھے اور اپنے تصرف میں لا رہے تھے۔ انگلستان ہرگز یہ عذر پیش نہ کر سکتا تھا کہ ہندوستان کی مظلوم رعایا نے اُس کو ظالموں کے ہاتھ سے خلاصی پانے کی غرض سے اپنے ملک میں مدعو کیا تھا۔ یا انگلستان اپنی حفاظت کی غرض سے ہندوستان میں فتوحات کر رہا تھا۔ واقعی یہ مثل سچ ہے کہ دوسروں کو اوروں کی آنکھ کی پھُلی نظر آتی ہے اور وہ خود اپنا ٹینٹ نہیں دیکھتے۔

میلان سے شاہنشاہ اور ملکہ بہ تقریب دورہ جینوآ کو گئے۔ تیز سے تیز ڈاک سے بھی پنولین کو شکایت رہتی تھی کہ رستہ بہت دیر میں کٹتا تھا۔ اگرچہ ایک چوکی سے دوسری چوکی تک وہ اسقدر تیز ڈاک گاڑی میں جاتا تھا کہ جلتی ہوئی سُرخ دھریوں پر برابر پانی ڈالنے کی ضرورت ہوتی تھی مگر اس پر بھی وہ برابر یہی پکارے جاتا تھا کہ تیز چلو بڑے سُست چلتے ہو۔ جینوآ میں بڑی دھوم سے استقبال کیا گیا۔ جوزیفائن کی خاطر خوبصورت کھاڑی میں تیرتی ہوئی کشتیوں پر نارنگی کا ایک باغ لگایا گیا تھا۔ اور جینوآ کی بڑی گرجا میں شہر کے بڑے بڑے عمائد نے شاہنشاہ اور ملکہ کے حضور میں فرمانبرداری کے باضابطہ حلف اُٹھائے۔

کوہستان الپس عبور کرتے وقت پنولین پاپیادہ اپنی جماعت سے آگے تنہا چلا گیا اور اس کو ایک گاؤں کی عورت ملی۔ پنولین نے پوچھا "اے بی بی تو ایسی گھبرائی ہوئی صبح صبح کہاں جا رہی ہے"؟ اُس نے جواب دیا کہ "میں شاہنشاہ کو دیکھنے جا رہی ہوں

اسلئے کہ آج خبر ہے کہ وہ ادھر سے نکلے گا۔"

نپولین نے دریافت کیا کہ آخر بادشاہ کو تم کیوں دیکھنا چاہتی ہو۔ تم کو بادشاہ سے کیا حاصل ہے۔ یہی ہوا ہے کہ ایک ظالم دفع ہوا ہے اور اُس کی جگہ دوسرا ظالم آموجود ہوا ہے۔ پہلے بوربون بادشاہ تھے اور اب نپولین ہے۔"

یہ سُن کر پہلے تو عورت کچھ گھبرائی۔ لیکن پھر سنبھل کر کہنے لگی "بادشہ مگر نپولین ہم غریبوں کا بادشاہ ہے۔ اور بوربون امیروں کے بادشاہ تھے۔"

نپولین نے یہ واقعہ جس شخص سے بیان کیا اُس سے یہ بھی کہا "تم نے اس چھوٹے سے فقرہ کے مطالب پر غور کیا بس اس میں سب کچھ شامل ہے۔"

یوجین کو اٹلی کا نائب السلطنت مقرر کر کے نپولین پیرس واپس آیا اور یہاں دونوں سلطنتوں کے کام میں ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ نپولین قواعد کی پابندی کے ساتھ بڑی معتدل زندگی بسر کرتا تھا۔ تڑکے اُٹھ کر اُس خاص دن کے متعلق احکام جاری کرنے کے بعد وہ اُن لوگوں سے ملتا تھا جو اُس کے پاس آنے کے مجاز تھے۔ پھر نو بجے حاضری کھاکر جس میں آٹھ دس منٹ سے زیادہ کبھی صرف نہ ہوتے تھے وہ دفتر میں جا بیٹھتا تھا اور وزراء اپنے کاغذات لے کر حاضر ہوتے تھے اور اس کام میں نپولین چھ بجے شام تک مصروف رہتا تھا۔ اس کے بعد خاصہ تناول کرتا تھا اور عموماً اس وقت سوائے ملکہ کے اور کوئی اُس کے ساتھ شریک طعام نہ ہوتا تھا کھانا ایک ہی دفعہ سے چن دیا جاتا تھا۔ کھانے کے بعد نقل تناول کیا جاتا تھا نپولین نہایت ہی ہلکی فرانسیسی شراب پانی ملاکر پیا کرتا تھا۔ اُس نے تیز شراب کبھی نہیں استعمال کی۔ اس کھانے میں بیس منٹ سے زیادہ کبھی صرف نہ ہوتے تھے۔ اس کے بعد نپولین ملاقات کے کمرہ میں جاتا تھا اور یہاں قہوہ کا ایک چھوٹا سا پیالہ نوش کرتا تھا اور پھر کام کرنے بیٹھ جاتا تھا۔ نپولین اس مقولہ پر بڑی احتیاط سے عمل کرتا تھا۔ کار امروز

بہ فرداً گذار۔ اس وقت ملکہ بالاخانہ سے اُتر کر اپنے کمرہ میں آتی تھی جہاں مصاحب لیڈیاں اُس کو موجود ملتی تھیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ چند منٹ کے لئے دفتر چھوڑ کر نپولین جوزیفائن کے کمرہ میں چلا آیا کرتا تھا اور وہاں جوزیفائن کی مصاحب لیڈیوں سے باتیں کیا کرتا تھا اور ایک کرسی پر لیٹ کر اُسی بے تکلفی سے باتیں کرتا تھا جس سے وہ سب کو فریفتہ کر لیا کرتا تھا۔ رات میں دربار ہوتا تھا اور افسروں کو دوسرے دن کے لئے حکم دیئے جاتے تھے۔

ص ۲۲۲

پس جمہور کے بادشاہ نپولین نے اپنا طرز زندگی ایسا اختیار کیا تھا جو فرانس کے عیش طلب بادشاہوں کی وضع زندگی سے بالکل خلاف تھا۔ جو پیرس کے ایوانوں میں عیش پرستیاں کر چکے تھے نپولین اپنے ذاتی مذاق کے اعتبار سے نہایت ہی سادہ بادشاہ تھا اور بڑی پرہیز گاری اور اعتدال کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن دربار کو بڑی شان و شوکت سے رکھتا تھا اور اس بات کو فرانس کے جمہور کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے نہایت ضروری سمجھتا تھا۔ دربار کے علاوہ خانگی طور پر نپولین سے زیادہ سادہ اور اُس سے بڑھکر اخلاق والا شاید ہی کوئی بادشاہ ہوا ہو۔ اگرچہ کثرت کار کا یہ حال تھا کہ اکثر کھانا چھوڑ کر وہ بڑی خاموشی سے اُٹھ جاتا اور دفتر میں جا کر کام میں مصروف ہو جاتا۔

نپولین کی تاج پوشی کی خبر پاتے ہی لوئی ہیجدہم نے بڑی شد و مد سے نپولین کے استحقاق کے خلاف شکایت کی۔ نپولین نے اس شکایتی تحریر کو حرف بہ حرف مانیٹور میں شائع کر دیا اور اُس کے متعلق خود کچھ تحریر نہ کیا تاکہ فرانس کے جمہور اس شکایت کو اُس کی اصلی حالت میں پڑھیں اور نپولین نے اپنی طرف سے بس یہی شریفانہ جواب دیا۔ نپولین نے جس وقت یہ تحریری شکایت پڑھی تو بڑی سنجیدگی سے کہنے لگا۔

”میرا حق فرانس کی مرضی پر منحصر ہے اور جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں

اسے قایم رکھوں گا۔"

اب جمہور کے سامنے یہ سوال پیش ہوا کہ فرانس کی فرمانروائی نپولین کے خاندان میں وراثتاً پہونچنا چاہیئے یا نہیں۔ چنانچہ تیس لاکھ رائیں تو اُس کی تائید میں تھیں اور صرف دو ہزار کے قریب خلاف تھیں کثرت رائے کی یہ مثال تاریخ میں عدیم النظیر ہے۔

دربار انگلستان اب حملہ کی اُس کالی گھٹا سے جو اُس کے ساحل کے سامنے جمع ہو رہی تھی نہایت خوفزدہ ہو رہا تھا۔ یہ گھٹا روز بروز زیادہ تاریک ہوتی جاتی تھی اور اور برق و رعد سے لبریز تھی چنانچہ انگلستان نے اس کے مقابلہ کی تیاریاں کیں اور انگلستان کی شکایتوں کو جو اُس نے نپولین کی دست درازی کے خلاف یورپ میں مشتہر کی تھیں۔ آسٹریا روس اور سویڈن نے بڑی توجہ سے سنا۔ ان تینوں طاقتوں سے جتھا باندھا جس کا صرف خاص انگلستان سے دیا جانا تجویز ہوا۔ مدعا یہ تھا کہ یہ تینوں متحد ہو کر جمہور کے بادشاہ نپولین پر یورش کریں۔ ظاہر تھا کہ جب شمال سے بڑی افواج فرانس پر حملہ آور ہوتیں تو نپولین کی تیاریاں جو انگلستان کے حملہ کے لئے کی گئی تھیں قطعی بیکار رہ جاتیں۔ ان سب کارروائیوں سے نپولین کو اچھی طرح اطلاع تھی اور وہ واقعات کے رُخ کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن ظاہراً اُس کے قول یا فعل سے ذرا بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ اُس کو کسی بات کی خبر تھی۔ اب نپولین کی راہ میں نئی نئی مایوسیاں پیدا ہو رہی تھیں اور وہ سوچ رہا تھا کہ دشمن کا کس جانب مقابلہ کیا جاوے۔ یعنی آیا خود انگلستان کے ساحل پر جا کر حملہ آور ہو یا دشمنوں کی یورش کو جرمنی کی گھاریوں میں کے اور بہت سوچنے کے بعد اُس نے کہا۔

"اچھا میں نے رائے قایم کر لی ۱۴۔ اگست سے میرا فوجی بیڑہ راس فنسٹیل کی بلندیوں سے نظر سے غائب ہے اور اب بھی اگر وہ آبنائے میں آگیا تو وقت موجود ہے اور میں جہاز پر سوار ہوتا ہوں اور حملہ کرتا ہوں۔ میں لندن کو جاتا ہوں اور وہاں تمامی

جتھہ بندیوں کی گرہ کاٹے ڈالتا ہوں اور اگر اس کے خلاف میرے امیر البحر میں سلیقہ اور استقلال کی خامی پائی گئی تو میں اس بحری تجویز کو چھوڑ دونگا اور دو لاکھ سپاہ کے ساتھ جرمنی میں گھس پڑونگا اور دم نہ لونگا جب تک وانا کا تنگ حال نہ کردونگا۔ وینس اور اٹلی کے دوسرے نامی شہروں کو چھین کر میں بوربون کو اٹلی سے نکال دونگا آسٹریا اور روس کی فوج کو ہرگز ملنے نہ دونگا اور دونوں کا الگ الگ خاتمہ کردونگا اور براعظم میں اس طرح خاموشی قایم کرکے بحری صلح کی کارروائیوں کی طرف از سرنو متوجہ ہونگا"۔

انگلستان کی یورش کے متعلق سب سامان تیار تھے اور نپولین بیڑہ کا منتظر تھا ساحل پر جابجا افسر دوربینیں لئے بغور دیکھ رہے تھے کہ بیڑہ نظر آئے تو نپولین کو اطلاع دیں۔

اس شدید انتظار میں تین دن گذر گئے۔ لیکن بیڑہ کا کہیں نشان نہ ملا۔ امیر البحر ولینیو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں قطعی خام نکلا اور اس نئی بنائی تجویز کا ستیاناس ہوگیا نپولین کے دور کی بڑی مایوسیوں میں سے یہ بھی ایک مایوسی تھی۔ نپولین کو بے حد ملال آمیز غصہ آیا۔ اس کی طبیعت پر اس کا اختیار نہ رہا اور بہت دیر تک وہ بحری افسروں کو سخت و درشت الفاظ کہتا رہا۔ اس نے کہا۔ "ان بزدلوں نے محض اپنی بزدلی سے میری نہایت عظیم الشان مہم کا ستیاناس کردیا"۔ اس کے ملال کی کوئی انتہا نہ تھی۔

لیکن نپولین کا یہ جوش و خروش فوراً زائل ہوگیا اور غصہ فرو ہوگیا۔ اور طبیعت سہولت پر آگئی۔ اس نے انگلستان پر حملہ کرنے کے ارادہ کو فسخ کردیا اور یورپ کے متحدہ بادشاہوں کے حملوں کو روکنے کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ فوجیں شمال سے حملہ آور ہونے کو تھیں اور نپولین نے الم اور اسٹرلٹز کی مہمات کے متعلق جن [illegible] صفحات تاریخ سے مٹ نہیں سکتا حیرت انگیز تفصیل کے ساتھ کئی گھنٹے متواتر [illegible] لکھوایا اور اس طرح انگلستان پر حملہ کرنے کا ارادہ قطعی فسخ کردیا گیا۔ مگر انگلستان [illegible] کے حملہ

کے متعلق نپولین کی یہ تجویز کوئی ذرا سی بات نہ تھی۔ یہ تجویز بڑی مہتم بالشان تجویز تھی۔
اگر اپنی جانی و مالی حفاظت کا انتظام کرنا جائز فعل ہے اور حق بات ہے تو نپولین سے زیادہ حق پر دوسرا شخص ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ نا انصاف دشمن جن کے دلوں پر صلح کے پیغاموں سے ذرا بھی اثر نہ ہوتا تھا برابر فرانس پر حملے کئے جاتے تھے نپولین نے فرانس کی تبدیل فرماں روائی کے متعلق سینٹ ہلینا میں حسب ذیل کہا۔
"میرا عزم تھا کہ شارلیمان کی مقرر کی ہوئی وضع کو جس میں صرف امراء کو منفعت کے حقوق دئے گئے تھے میٹ دیتا۔ اسی مدعا سے میں نے جمہور میں بھی خطاب اور اعلےٰ عہدے دینا تجویز کیا تھا کہ باقی رہے سہے قدیمی خاندانی امراء کا خاتمہ ہو جائے۔ عہدے دینے اور امراء کے زمرہ میں داخل کرنے کا معیار میں نے ذاتی قابلیت اور لیاقت کو قرار دیا تھا۔ اور چنانچہ فرانس کے دہقانوں اور کاریگروں کے گروہوں میں سے میں نے انتخاب کر کے ڈیوک اور مارشل بنادئے اور فرانس کی آبادی کی بڑی جماعت میں سے میں نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لایقوں کا انتخاب کیا اور میری یہی خواہش رہی کہ سب جمہور کو یکساں انصاف کے ساتھ حقوق عطا کئے جائیں۔ اور ہر شخص بڑے عہدے پر ممتاز کیا جائے بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو۔ میں نے کبھی اس معاملہ میں خاندان کا لحاظ نہیں کیا اور مجھے بھی آرزو تھی کہ قدیمی اور موروثی نالایق امراء کا خاتمہ ہو جائے۔ اور ایسی فرماں روائی قایم کروں کہ بڑے استحکام سے نظام سلطنت بھی ہو اور یہ حکومت قطعی جمہوری بھی ہو۔ یورپ کے امراء اور فرماں روا میرے اس ارادہ کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ انگلستان نے آخر دم تک میرے خلاف جنگ کی اور لندن اور وآنا کے امراء کا تو عقیدہ ہے کہ تمامی عہد ہائے جلیلہ کا اجارہ وہ خدا کے دربار سے لے کر آئے ہیں۔ اور مخلوق پر حکومت کرنا اور جمہور کا خزانہ سب انھیں کے تصرف کے لئے بنا ہے۔ وہ اپنے حسب ونسب ہی کو لیاقت اور فوقیت کا معیار سمجھے ہیں اور ابن فلاں ہونا بس اس بات

کے لئے کافی ہے کہ سلطنت میں بڑے بڑے عہدے اُن کو دے دئے جائیں - یہ لوگ تو گویا ایسے ہیں کہ اپنے حقوق آسمان سے لے کر اترے ہیں. اُن کی نگاہ میں رعایا ایک دودھار گائے ہے اور جب تک وہ دودھ دیئے جاتی ہے ان لوگوں کو اُس کی پرورش کی کچھ فکر نہیں ہوتی - یہ بس اسی قدر فکر کرتے ہیں کہ خزانے بھرے رہیں اور ان کے تاج انواع واقسام کے جواہرات سے جگمگاتے رہیں - مختصر آنکہ نئی قسم کے اُمرا بنانے میں میرے تین خیال تھے -

" اول - فرانس کا یورپ سے اتحاد ہو جائے - دوسرے فرانس کے نئے اور پرانے جمہور ایک خیال کے ہو جائیں - تیسرے یہ خیال ذہن نشین کر دینا کہ بڑی بڑی خدمات کے ذریعہ سے خطاب اور امرائی درجات حاصل ہوتے ہیں اور اس طرح موروثی اور خاندانی نکمے امراء کا خاتمہ کر دیا جائے - تمام یورپ میں امراء کی کثرت تھی - اور یہ سب فرانس کے انقلابی اصولوں کی ترقی کے قطعی مخالف تھے اور جہاں ہو سکتا تھا فرانس کی راہ ترقی میں موانع پیدا کرتے تھے - پس ان دشمنان فرانس کو روکنا بڑا ضروری امر تھا - اور اس لئے میں چاہتا تھا کہ فرانس کے سب سے زیادہ کارگزار اور لایق ترین شخصوں کو ویسے ہی بڑے عہدے اور ویسے ہی جلیل القدر خطاب دوں جیسے ممالک یورپ کے دوسرے تاجداروں کے دربار سے ان پرانے خاندانی امراء کو ملتے تھے -[۱] "

---

[۱] نپولین کے قول کے موافق موروثی امراء اُس نے اپنے "دور شاہنشاہی میں اس غرض سے قایم کئے تھے کہ سریر شاہنشاہی کو وہی شان وشوکت حاصل ہو جو اُس کے لئے لازمی تھی اور فرانسیسیوں کے دلوں میں قابل ستایش ہمسری کا خیال پیدا ہو - ان امراء کے بھی ویسے ہی خطاب تھے جیسے پہلے ہوا کرتے تھے - لیکن ان خطابوں سے متعلق کوئی خاص حقوق نہ تھے - اس حملہ کو پرانے امراء نے سب سے زبردست حملہ خیال کیا اور شاید یہ حملہ سب سے زیادہ شدید تھا بھی " - انسائیکلوپیڈیا امریکنا - آرٹکل نپولین -

نپولین کی عادات و صفات کی خصوصیات کے ثبوت میں بہت کثرت سے ایسے واقعات موجود ہیں کہ ہر ایک اُن میں سے جس میں شعبہ صداقت موجود ہے۔ نپولین کی فیاضی۔ عالی حوصلگی رحم و مروت کی بین مثال ہے۔ پیرس کے ہوٹل۔ ڈی۔ انلویلڈس میں اس وقت کمن سال اور ناتوان ایسے بہت سے معذور اشخاص موجود ہیں جنھوں نے نپولین کے ساتھ رہ کر ان سب باتوں کو بچشم خود دیکھا ہے اور وہ صدہا ایسے واقعات بیان کرتے ہیں اور ہر شخص جس کو نپولین سے تعلق رہا ہے بڑے جوش کے ساتھ اُس نے نپولین کی مدح سرائیاں کی ہیں۔

بیرن لنگن لکھتا ہے "زمانہ موجودہ کے لوگ جو معمولی لیاقت کے بادشاہوں کو فرماں روائی کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اُن خیالات کو کیا سمجھ سکتے ہیں جو شاہنشاہ نپولین نے ہمارے دلوں میں پیدا کر دئے تھے۔ یہ ہماری خوش نصیبی تھی کہ ہم نے شاہنشاہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اُس کو باتیں کرتے سُنا۔ اُس کا لہجہ اب تک ہمارے کانوں میں اور دلوں میں لنک رہا ہے اُس کے پُر رعب سُتے ہوئے چہرہ کو جس نے ایک مرتبہ دیکھ لیا کبھی فراموش نہیں کیا۔ خدا نے ان لوگوں کے ایسے نصیب نہیں بنائے کہ نپولین کو دیکھتے۔ یا اُس کی آواز سُنتے۔ نپولین صرف شاہنشاہ ہی نہ تھا۔ وہ تو شاہنشاہ سے بھی بالاتر تھا۔ اور ایسے طبقہ کا شخص تھا کہ اُسے دیکھ کر خدا کی شان نظر آتی تھی۔ نپولین ہمارا باپ تھا۔ ہمارا آقا تھا۔ اور ہمارا محبوب تھا۔ ہم نوجوان لوگ فرائض فرزندانہ بجا لانے کے لئے ہمیشہ اُس کے ساتھ تیار رہتے تھے اُس کے اور ہمارے باہم کچھ عجیب زبردست ہمدردی واقع ہوئی تھی کہ ہم اُس ہمدردی کو محترم اور یگانگت کے تعلقات کی برابر جانتے تھے اور جس کو آجکل کے فرانسیسی جوان تملق اور غلامی کے نام سے منسوب کرینگے"۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب نپولین فرسٹ کانسل تھا اُس کے گارڈ کے جوانوں میں سے ایک جوان نے جو ایک عورت پر فریفتہ تھا انتہائے مایوسی سے کہ مالم میر

خودکشی کرلی۔ یہ خبر نپولین کو پہونچی اور اُس نے اُس دن کے احکام میں حسب ذیل حکم بھی شامل کردیا۔

"گرانڈیل گوبین نے عشق و محبت کی بدولت خودکشی کرلی۔ جملہ باتوں پر لحاظ کرکے گوبین بڑا اچھا گرانڈیل تھا۔ اس مہینہ میں اسی قسم کی یہ دوسری واردات ہے۔ میں ہدایت کرتا ہوں کہ یہ حکم بھی گارڈ کے احکام کے رجسٹر میں درج کردیا جائے کہ میرے گارڈ کے جوانوں کو آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ ایسے روحانی صدمات کو برداشت کرنا سیکھیں کیونکہ ان صدمات کے جھیلنے میں بھی ویسی ہی شجاعت درکار ہے جو دشمن کی توپوں کے مُنھ میں گھس کر اُس کی توپیں چھین لینے میں درکار ہے۔ جس شخص نے اندوہ و غم کا مقابلہ نہ کیا اور روحانی صدمات کو برداشت نہ کیا وہ ایسے فراری سے مشابہت رکھتا ہے جو فتح کرنے سے قبل میدان جنگ کو پیٹھ دکھاجاتا ہے۔"

ایک دن نپولین کیمپ میں گشت کررہا تھا اور صرف دو سوار اُس کے ہمراہ تھے۔ دیکھتا کیا ہے کہ خوانچہ والی نہایت حسین عورت ایک پانچ برس کے بچے کا ہاتھ پکڑے زار زار روتی چلی آتی ہے۔ شاہنشاہ اس عورت کو قطعی نہ جانتا تھا لیکن اُس نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور اس عورت سے پوچھا کہ "کیوں روتی ہے؟" یہ عورت پریشان تھی اور اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن بچہ نے بڑی صفائی سے کہا۔

"میری ماں اس لئے روتی ہے کہ میرے باپ نے اُسے مارا ہے۔"

نپولین نے پوچھا "تمھارا باپ کہاں ہے؟"

بچہ نے جواب دیا "وہ قریب ہی موجود ہے اور سامان کا سنتری ہے۔"

نپولین نے پھر عورت کی طرف متوجہ ہوکر اُس کے شوہر کا نام پوچھا۔ لیکن عورت نے نام بتانے سے انکار کیا۔ کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ یہ کپتان اُس کے شوہر کو سزا دیگا۔ نپولین کو وہ کپتان سمجھ رہی تھی۔

نپولین نے کہا "دیکھو جی - تمھارے شوہر نے تم کو مارا ہے - اور تم رو رہی ہو - اور پھر بھی تم مجھ کو اُس کا نام نہیں بتاتیں کہ اُس کو سزا نہ ہو - یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی معلوم ہوتا ہے کہ خطا تمھاری ہی ہے"

اس عالی حوصلہ - معاف کر دینے والی عورت نے جواب دیا "کپتان صاحب - میں نام کیا بتاؤں - میرے شوہر میں ہزار ہا خوبیاں ہیں اور اگر اُن کے ساتھ ایک عیب ہے تو قابل لحاظ نہیں - اور وہ عیب یہ ہے کہ جب میں کسی سے ذرا بھی بات کرتی ہوں تو اُس سے دیکھا نہیں جاتا اور سخت رشک پیدا ہو جاتا ہے اور اُس کو غصہ آ جاتا ہے اور یہ غصہ اُس سے برداشت نہیں ہوتا - مجھے اُس سے بڑی الفت ہے کیونکہ وہ میرا جائز شوہر ہے اور میرے اس عزیز بچہ کا باپ ہے" اور یہ کہکر اُس نے جھٹ بچہ کا منہ چوم لیا اور فرط محبت سے بچہ اُس سے چپٹ گیا - نپولین کو اس سے معلوم ہو گیا کہ اس بچہ سے ماں کو واقعی بڑی محبت تھی -

اس خانگی تماشہ کو دیکھ کر نپولین نہایت ہی مسرور ہوا - چونکہ ان ایام میں نپولین کو بڑے بڑے کام درپیش تھے ممکن تھا کہ وہ یہاں سے چل دیتا اور غم کے اُبلتے ہوئے چشمہ کو اُس مظلوم عورت کے سینہ میں خشک ہو جانے دیتا - لیکن - نہیں - اُس نے ایسا نہ کیا - اور عورت سے کہا "میں نہیں جانتا کہ تم کو اپنے شوہر سے محبت ہے یا نہیں ہے - لیکن میں یہ بات کسی طرح پسند نہیں کرتا کہ تمھارا شوہر تم کو مارے - اب تم فوراً اُس کا نام مجھے بتا دو اور میں یہ ساری داستان شاہنشاہ کے حضور میں بیان کرونگا"

عورت نے جواب دیا "کپتان صاحب آپ خود شاہنشاہ ہی کیوں نہوں لیکن نام تو میں نہ بتاؤنگی - میں جانتی ہوں کہ میرے شوہر کو سزا ہو جائیگی"

نپولین نے کہا "اے احمق - میں صرف تیرے شوہر کو ہدایت کرونگا کہ آیندہ

وہ تجھکو نہ مارے اور تیرے ساتھ ایسی اچھی طرح پیش آئے جیسی تو مستحق ہے"۔ پھر اسی قسم کی دو تین باتیں کرکے اور عورت کی عالی حوصلگی سے حیرت زدہ ہوکر اُس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور چلتا ہوا۔

پھر اپنے ہمراہی افسروں سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "تم نے دیکھا۔ اس عورت کو اپنے شوہر سے کسقدر محبت ہے۔ ٹوئی لریز کے ایوان میں ایسی بیویاں شاذ نکلیں گی اور کوئی شک نہیں کہ ایسی بیوی۔ شوہر کے لئے ایک گنج گرانمایہ ہے"۔ اس کے بعد نپولین نے فوجی کمانیر کو طلب کیا۔ اور اس بچہ۔ ماں۔ اور شوہر کے متعلق حال دریافت کیا۔

کمانیر نے جواب دیا کہ یہ جوان کمپنی کے سب سے زیادہ نیک چلن جوانوں میں سے ایک جوان تھا مگر اپنی بیوی کی طرف سے اُس کو رشک تھا۔ اور یہ بیوی نہایت بیداغ چال چلن کی شریف عورت تھی۔

نپولین نے کہا "اچھا یہ تو معلوم کرو کہ اس جوان نے مجھے دیکھا ہے یا نہیں۔ اگر نہ دیکھا ہو تو ذرا میرے پاس بلا لاؤ"۔

اتفاق کہ۔ اس جوان نے نپولین کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ جوان نہایت خوش رو۔ ۲۵ سال کی عمر کا سپاہی تھا اور حال ہی میں آکر فوج میں بھرتی ہوا تھا۔ جب یہ جوان نپولین کے سامنے آیا تو نپولین نے نہایت ہی محبت آمیز لہجہ میں اُس سے کہا۔

"عزیز من۔ تم اپنی بیوی کو کیوں مارا کرتے ہو۔ وہ تو ایک نوجوان حسین عورت ہے۔ اور تم شوہر سے زیادہ عمدہ صفات کی زوجہ ہے۔ فرانسیسی گرانڈیل کے لئے یہ صفات وعادات ذلت کا موجب ہیں"۔

جوان نے جواب دیا "اگر عورت کی بات کا یقین کر لیا جائے تو وہ کبھی قصوروار ہی نہیں سکتی۔ میں نے اپنی بیوی کو بارہا سخت ممانعت کی کہ وہ کسی غیر شخص سے بات

نہ کرے۔ لیکن میری اس ممانعت کے باوجود میں دیکھا کرتا ہوں کہ وہ میری کمپنی کے افسروں سے باتیں کرتی ہے۔"

نپولین نے کہا "بس یہی تو تمھاری بڑی بھاری غلطی ہے۔ تم چاہتے ہو کہ عورت کسی سے بات نہ کرے۔ یہ تو اُلٹی گنگا بہانے کی کوشش کرنا ہے۔ دیکھو۔ تم میری نصیحت پر عمل کرو۔ تم رشک چھوڑ دو۔ اپنی بیوی کو باتیں کرنے دو اور اُسے خوش رہنے دو۔ اگر وہ کسی سے جی بھر کے باتیں کر لیگی تو بجائے خوش رہنے کے مغموم رہیگی۔ میری خواہش ہے کہ آیندہ تم اپنی بیوی پر ہاتھ مت چلانا اور اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو شاہنشاہ کو خبر ہو جائیگی اور اگر شاہنشاہ نے تم کو تنبیہ کی تو کیا لطف کی بات ہوگی۔"؟

چونکہ جوان کے حقوقِ زوجیت میں مداخلت کی جا رہی تھی اُسے سخت طیش آگیا اور وہ غصہ سے کہنے لگا "جنرل اپنی بیوی کا بس مجھے اختیار ہے۔ اگر میں چاہونگا تو میں اُس کو ضرور مارونگا۔ اور اگر اس معاملہ میں شاہنشاہ سے گفتگو آئی تو میں بے دریغ کہدونگا جہاں پناہ اپنے غنیم کی فکر کریں اور میری بیوی جانے اور میں جانوں۔"

یہ سُن کر نپولین قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور کہنے لگا "اے جوان تو اپنے شاہنشاہ سے باتیں کر رہا ہے۔ نپولین میں ہی ہوں۔"

جوان ان لفظوں کو سُن کر گھبرا گیا۔ اور اُس کے دل پر برقی اثر ہوگیا۔ اُس نے سر جھکا لیا۔ آواز آہستہ کر دی۔ اور عرض کیا "جہاں پناہ۔ یہ تو معاملہ ہی دوسرا ہوگیا۔ چونکہ جہاں پناہ فرماتے ہیں تعمیل ارشاد لازمی ہے اور میرے لئے باعثِ فخر ہے۔"

نپولین نے کہا "بس شاباش۔ ایسا ہی چاہیے۔ میں جانتا ہوں کہ تمھاری بیوی نہایت نیک چلن ہے اور ہر شخص اُس کی نیک چلنی کی تعریف کرتا ہے۔ میری خفگی کو اُس نے برداشت کر لیا۔ لیکن تمھارا نام مجھے صرف اسی خیال سے نہ بتایا کہ مبادا تم کو سزا ہو۔ اس کا معاوضہ تمھاری طرف سے یہ ہونا چاہیے کہ تم اُس سے محبت و مہربانی

سے پیش آؤ۔ اور جاؤ میں نے تم کو سارجنٹ کے عہدہ پر ترقی دی اور تم گرانڈ مارشل سے درخواست کرو اور وہ تم کو پانسو فرانک دیگا اور اس رقم سے تم اپنی بیوی کے بساط خانہ کا سامان درست کرو کہ نفع ہو۔ تمھارا بچہ مجھے بہت بھلا معلوم ہوا اور آگے چلکر میں اُس کا بھی بندوبست کرونگا۔ لیکن خبردار اب میں نہ سنوں کہ تم نے اپنی بیوی کو مارا۔ اور اگر اب میں نے سن پایا کہ تم نے اُسے مارا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا"

اس بات کو کئی سال گذر گئے تھے اور نپولین ایک اور مہم میں مصروف تھا۔ چونکہ نپولین جس شخص کو ایک مرتبہ دیکھ لیتا تھا پھر نہ بھولتا تھا۔ اُس نے اسی عورت کو پھر دیکھا اور اس کو فوراً پہچان گیا۔ اور گھوڑا اُس کے قریب لیجاکر پوچھا "کہو تمھارے شوہر نے اُس وعدہ کو پورا کیا یا نہیں جو میرے ساتھ اُس نے کیا تھا"

یہ عورت دوڑ کر نپولین کے قدموں پر گر پڑی۔ اور رو کر کہنے لگی کہ جس دن سے میرے بخت نے یاوری کر کے مجھے جہاں پناہ کے سامنے پہونچایا اُس دن سے میں تمام دنیا کی عورتوں سے خوش نصیب ہوں"

نپولین نے کہا "اس کی شکر گذاری میں اب تمھارا یہ فرض ہے کہ سب عورتوں سے زیادہ نیک چلن اور نیک نام بنی رہیو" اور یہ کہکر چند اشرفیاں اُس کے ہاتھ میں دیکر اُدھر تو نپولین نے اپنے توسن باد پا کو خیز کیا اور اودھر فوج "شاہم زندہ باد" کے نعروں سے ہوا کو بجنے لگی۔

ایک مرتبہ سینٹ ہلینا میں نپولین لیس کیس سے انگلستان کے حملہ کے متعلق باتیں کر رہا تھا کہ حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

نپولین۔ کیا میری یورش کی تیاریوں سے انگریز خائف ہو گئے تھے؟

لیس کیس۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خائف ہو گئے تھے یا نہیں۔ لیکن پیرس میں تو ہم اس یورش کے خیال پر ہنستے تھے۔

نپولین - پیرس میں تم ہنستے ہو گے - لیکن لندن میں پٹ نہیں ہنستا تھا وہ جان گیا تھا کہ کیسے بڑے خطرہ سے مقابلہ تھا اور اسی لئے عین اُس وقت جب کہ میں حملہ کرنا چاہتا تھا اُس نے میرے عقب میں یورپ کے تاجداروں کا ایک جتھ قایم کر دیا۔ اور امرائے انگلستان کو جیسا اس وقت خطرہ تھا کبھی پیشتر نہ ہوا تھا۔ میں نے ایسی تجویز کی تھی کہ میرا ناکام ہونا غیر ممکن تھا۔ میری فوج تمام دنیا کی فوج سے بہتر تھی یعنی یہ وہی فوج تھی جس نے آسٹرلٹز میں یورپ کو تماشا دکھا دیا چار دنیں میں لندن پہونچ جاتا میں لندن میں فاتح کی حیثیت نہ داخل ہوتا بلکہ رہائی دینے والے ہمدرد کی طرح درآتا۔ میں دوسرا ولیم ثالث ہوتا لیکن ولیم ثالث سے زیادہ بے غرضی اور عالی حوصلگی سے کام کرتا۔ میری فوج قواعد کی سخت پابند تھی اور وہ لندن میں اُسی نیک چلنی سے کارروائی کرتی جیسی پیرس میں کرتی تھی کسی کی جان یا مال کا نقصان نہ ہوتا اور کسی انگریز سے جبریہ روپیہ وصول نہ کیا جاتا۔

"ہم اپنے تیئں انگریزوں کے سامنے فاتح کی وضع سے پیش نہ کرتے بلکہ برادرانہ طریقہ سے اُن کے حقوق اور آزادی کو قایم کرنے جاتے۔ میں لندن کے معزز جمہور کو جمع کرتا اور اُنھیں ہدایت کرتا کہ اپنے نئے جنم کے لئے وہ محنت سے کام کریں۔ کیونکہ انگریز ہم سے قبل ملکی قانون تیار کر چکے تھے۔ میں اُن کو یقین دلا دیتا کہ میری عین مسرت اسی میں تھی کہ اُن کو سرسبز و خوشحال دیکھوں۔ میں اپنے قول پر بڑی مضبوطی سے قایم رہتا اور چند روز کے بعد وہی دو قومیں جو ایک دوسرے کی جانی دشمن تھیں گھُل مل کر ایک ہو جاتیں۔ اور صرف اپنے اصول۔ مراسم اور مقاصد کے ذریعہ سے تمیز کی جاتیں۔ اور پھر میں انگلستان سے رخصت ہو جاتا کہ جنوب سے شمال تک جمہوری جھنڈہ کے سایہ تلے یورپ کے نئے جنم کا کام شروع کروں۔ کیونکہ میں اُس وقت کا نسل تھا۔ اور جب میں شاہنشاہ ہوا تو میں نے یہی اصلاح شمال سے جنوب کی طرف کرنا چاہی تھی اور قریب تھا میں نے اُس کو پورا ہونے کے نزدیک پہونچا دیا تھا۔

"دونوں تجویزیں یکساں عمدہ تھیں کیونکہ نتیجہ دونوں کا ایک تھا۔ اور یہ تجاویز اعتدال نیک نیتی اور مضبوطی سے عمل میں لائی جاتیں۔ افسوس کیسی کیسی مصیبتوں سے جو یورپ اب آجکل جھیل رہا ہے اور آیندہ جھیلے گا یورپ کی نجات ہو جاتی۔ یوروپ کی فلاح کی خاطر مجھے زیادہ بے غرضی سے کبھی کسی نے کوشش نہ کی اور نہ کسی کی کوشش پوری ہونے کے اسقدر قریب پہونچی۔ اور یہ بھی بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ میری راہ میں کسی انسان کے ہاتھ سے موانع پیش نہ آئے بلکہ یہ سب موانع عناصر کے ہاتھ سے پیش آئے۔ جنوب میں پانی نے مجھ سے دشمنی کی اور ماسکو کی آگ میرے خلاف پڑی اور سرما اور برف باری نے سب کھیل بگاڑ دیا۔ اور انگلش چینل میں ہوا کے طوفان نے کچھ کرنے نہ دیا۔ آب و آتش و باد ہی نے میری مدد نہ کی اور وہی قدرت میرے خلاف پڑی جس کا تقاضا تھا کہ یہ اصلاح کی جاتی۔ دراصل بات یہ ہے کہ خدا کے بھید سوائے اُس کی ذات کے کسی کو معلوم نہیں ہوئے اور نہ معلوم ہو سکتے ہیں۔"

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد نپولین نے پھر کہا "یہ خیال کیا گیا تھا کہ میری تجویز محض دھمکی تھی کیونکہ بظاہر کامیابی کے سامان میرے پاس معلوم نہ ہوتے تھے۔ مگر یہ خیال محض غلط تھا۔ میں نے اپنی تجویز کی بہت گہری بنیاد رکھی تھی اور یہ بنیاد کسی کو نظر نہ آتی تھی۔ میں نے اپنے جہازوں کو اطراف میں منتشر کر دیا تھا اور انگریزی جہاز اُن کو تمام جہان میں ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ لیکن میرے جہاز ایک وقت مقررہ پر واپس آنے کو تھے۔ اور ان کا ایک بہت بڑا ہولناک بیڑا فوراً انگلش چینل میں گھس پڑتا اور کامل دو ماہ تک آبنائے پر قابض رہتا اس کے علاوہ چار ہزار کشتیاں میرے پاس اور تیار رہتی تھیں۔

"ایک لاکھ فوج کی روز قواعد ہوتی تھی اور جہازوں پر چڑھنے اور ساحل پر اُترنے کی روز مشق کی جاتی تھی۔ یہ فوج بڑی جاں باز اور شجاع تھی اور فرانس میں ہر دلعزیز تھی۔ کثرت سے خود انگریز میرے ہم خیال تھے۔ ساحل پر اپنی فوج اُتار کر میں نہایت

بڑی جمی ہوئی ایک لڑائی کا فوراً انتظام کر لیتا۔ نتیجہ میں کوئی شک ہو نہ سکتا تھا۔ فتح پاتے ہی میں لندن میں در آتا۔ انگلستان ایسا واقع ہوا ہے کہ بہت عرصہ تک جنگ قایم نہیں رہتی دوسرے انتظام میرے بائیں ہاتھ کا کھیل تھے۔ جب جمہور دیکھتے کہ اُن کی ہر طرح آبرو کی گئی اور جان و مال سے کوئی تعرض نہ کیا گیا تو وہ میرے شریک ہو جاتے اور ہم کو اپنا خیر خواہ اور معین سمجھتے۔ مجھے صرف دو لفظیں کہنے کی ضرورت ہوتی یعنی ہمسری اور آزادی اور ان میں طلسماتی زور ہے اور سب کام بہ آسانی ہو جاتا۔"

بابِ سی ام

(*)

الم کی مہم

نپولین کی عادات وصفات کو مذموم طور سے کیوں ظاہر کیا گیا۔ نیپیر صاحب کا اقرار۔ آسٹریا کی دغا۔ بو کون کے کمپو کا توڑ دیا جانا۔ سینیٹ سے خطاب۔ فوجوں کا مقابلہ اعلان۔ لطائف۔ آسٹریا کے ایک افسر کو جواب دینا۔ میڈیم مار بو۔ شاہنشاہ اور آسٹریا کے شاہزادہ سے ملاقات۔ جنرل مَنیک سے مشورہ۔ آسٹریا کے افسروں سے خطاب۔ اعلان۔ بیوریر کی شہادت۔ نوجوان انجنیر۔ نپولین کا انصاف۔

نپولین کے خلاف تمام یوروپ میں بڑی بڑی بدنام کرنے والی خبریں مشتہر کی گئی تھیں۔ جب اس جمہوری بادشاہ نپولین کے اوجِ اقبال کا ستارہ زوال پذیر ہوا۔ تو بوربون خاندان کا شاہزادہ پھر فرانس کے تخت پر بیٹھا۔ اگر نپولین کو ظالم اور غاصب نہ کہا جاتا تو بوربون کے حقوق کی حفاظت کیسے ہوتی۔ لیکن جمہور نے بوربون کو پھر تخت سے اتار دیا اور آرلینس Orleans خاندان کے ہاتھ میں عنانِ حکومت پہونچی نپولین کے ساتھ اب بھی وہی مخالفت باقی تھی۔ لوئی فلپی اپنے تمامی دورانِ سلطنت میں نپولین کے نام سے کانپتا رہا۔ اور اگر کوئی مورخ نپولین کے ساتھ انصاف کر کے سچے واقعات لکھنے کی جرأت کرتا تو بادشاہِ فرانس کا اُس پر قہر ٹوٹ پڑتا۔ یورپ کے دوسرے

بادشاہوں کا یہی حال تھا۔ نپولین کو بدنام کرنا ان کے حق میں بھی مفید تھا۔ نپولین جمہور کا حاکم تھا اور امراء اور بادشاہوں کا مخالف تھا۔ ان سب نے ملکر نپولین کو زیر کیا تھا اور اب اس کو جان بوجھ کر بدنام کر رہے تھے۔

الم اور آسٹرلٹز کے معرکے جب تک دنیا قایم ہے یاد رہیں گے ان واقعات کی وجوہ صاف موجود ہیں۔ نپولین صرف فرانس کی حفاظت کے واسطے انگلستان سے جنگ کر رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ چند مرتبہ صلح کی التجا کر چکا تھا اور اس کو صلح کی بڑی تمنا تھی۔ کیونکہ صرف صلح کے قایم رہنے سے فرانس کی تجارت۔ زراعت اور سنعت کو ترقی ہو سکتی تھی اور فرانس کو قوت حاصل ہو سکتی تھی۔ فرانس کی نئی بحری طاقت اور نوآبادیاں جنگ سے معرض خطر میں تھیں کیونکہ جنگ کی حالت میں انگلستان اس وجہ سے کہ وہ بحری طاقت کے اعتبار سے بہت قوی تھا فرانس کو طرح طرح کے نقصان پہونچا سکتا تھا اور فرانس کے کسانوں کو اپنے کھیت چھوڑ کر میدان جنگ میں آنا پڑتا۔ انگلستان نہ چاہتا تھا کہ فرانس خوش حال ہو اور ایک طاقتور سلطنت بن جائے۔ اپنی لافتح بحری فوجوں کے ذریعے سے برطانیہ نے تمام سمندروں کو چھان ڈالا تھا اور ممالک کو لوٹ کر اپنے تئیں امیر بنا سکتی تھی اور تمام دنیا کی تجارت پر قبضہ کر سکتی تھی۔ چونکہ برطانیہ کو جنگ کی تمنا تھی لہذا اس نے نہایت ہی واجب الاحترام صلح نامہ کو شکست کر ڈالا تھا۔ اور بے اعلان و بغیر اطلاع فرانس کے غیر محفوظ ساحل اور بندرگاہوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اس سے نپولین کو مایوسی تو ضرور ہوئی لیکن وہ خائف نہ ہوا اور اس مرحلہ کو طے کرنے کے لئے ایسے جوش و خروش سے اٹھا کہ اس کے کارناموں نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ اس وقت نپولین نے ایسے معرکہ کی فتوحات حاصل کیں کہ انگلستان بھی دنگ ہو گیا۔

چونکہ نپولین کی یورش کی تیاریوں سے انگلستان کو بے حد خطرہ پیدا ہو گیا تھا

سن (۱۸۰۴)

لہذا اس آفت بر سر رسیدہ کو ٹالنے کی غرض سے اُس نے یوروپ کے خودسر بادشاہوں کو ابھارا کہ اُس کی امداد کریں اور انگلستان کو اس میں کامیابی ہوئی۔ روس آسٹریا اور پروشیا کو فرانس کے جمہوری اصولوں سے خطرہ تھا۔ چنانچہ ان طاقتوں نے برطانیہ کی رشوت کو جو میدانِ جنگ میں سپاہ بھیجنے کی غرض سے پیش کی گئی تھی قبول کرلیا۔ اس جتھ نے نہایت مخفی طور سے پانچ لاکھ جرّار سپاہ تیار کی کہ یکے بعد دیگرے فرانس پر جا ٹوٹے۔ اور ایک مقام سے حملہ نہو۔ بلکہ نہایت بعید اور مختلف مقامات سے حملے کیے جائیں۔ انگلستان نے فی ایک لاکھ سپاہی تین کروڑ فرانک سالانہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ خود انگلستان کے بیڑہ میں پانسو جنگی جہاز موجود تھے۔ اور اس نے فرانس اور اُس کے شرکا کا بحری راستہ قطعی بند کردیا تھا اور ہر ایک غیر محفوظ شہر کو گولوں سے برباد کرنا شروع کردیا تھا۔

انگلستان اپنی لامحدود سلطنت کو قطب شمالی سے قطب جنوبی تک اور ہندوستان مصر اور بحر روم کے ساحل پر بڑھا رہا تھا۔ روس کا بادشاہ جو یورپ کا سب سے بڑا خودسر بادشاہ تھا اپنے ایک ہاتھ سے تو آدھے یورپ پر قابض ہوگیا تھا اور اپنے دوسرے ہاتھ سے آدھے ایشیا پر متصرف ہو رہا تھا اور ہر سال اپنے مقبوضات کو ترقی دے رہا تھا۔ آسٹریا نے اٹلی کے ایک بڑے جزو کو تاخت و تاراج کر ڈالا تھا۔ اور روس اور پروشیا سے غارتگری کے جتھ میں شریک ہوکر پولینڈ کو تقسیم کرلیا تھا۔ لیکن باوجود اپنی اس زیادتی کے یہ بادشاہ بڑی ڈھٹائی سے یہی کہے جاتے تھے کہ نپولین کی بلند نظری اور دست درازی غیر قابل برداشت تھی۔ اور اُس نے جینوا پیڈ مانٹ اور جزیرہ ایلبا کو فرانس میں شامل کرلیا تھا اور لمبارڈی کا تاج پہن لیا تھا۔ نپیر صاحب۔ جو انگلستان کے نہایت فصیح و بلیغ منشی اور مورخ ہیں بڑی راستی سے حسب ذیل اقرار کرتے ہیں:۔

"ٹلسٹ کے صلحنامہ تک نپولین نے اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہ کی بلکہ صرف

فرانس کی حفاظت کے لئے جنگ میں مصروف رہا اور وہ طولانی خونریز جنگ جس نے یوروپ کو برباد کر دیا ہرگز اس غرض سے واقع نہ ہوئی تھی کہ فرانس اپنے تئیں سب سے قوی بنالے۔ اور یہ بھی منشا نہ تھا کہ کسی خاص ملک پر اپنا تصرف کر لے اور نہ یہ مدعا تھا کہ قومی لحاظ سے یوروپ میں غالب طاقت بن جائے۔ بلکہ جھگڑہ صرف اس بات پر تھا کہ آیا جمہوری اصول غالب آتے ہیں یا خود سر حکومت قایم رہتی ہے۔ اور آیا جمہور کو برابر حقوق عطا ہوتے ہیں یا وہی قدیمی طریقہ قایم رہتا ہے جس نے امرار کو خاص حقوق دے رکھے تھے اور جمہور کو خاک میں ملا رکھا تھا''

لیکن اگر انصاف و راستی سے کام لیا جائے تو نپولین پر حرف نہیں آسکتا کیا اُس پر حماقت اور بلادت کا الزام نہ لگتا اگر وہ باوجود اس کے کہ خودسر بادشاہوں کے نرغہ میں پھنسا تھا جو اپنے مقبوضات کو برابر ترقی دے رہے تھے اور اُس کے برباد کر دینے پر آمادہ تھے۔ فرانس کو مستحکم نہ کرتا۔ اور اُس کو مضبوط کرنے کا عزم نہ کرتا۔ اور دوسری طاقتوں سے رشتۂ اتحاد نہ قایم کرتا۔ اور جب اُس پر چاروں طرف سے دغابازی سے حملے ہو رہے تھے۔ اور جنگ کا اعلان تک نہ کیا جاتا تھا۔ تو کیا اُس کا یہی فرض تھا کہ ٹوئی لریز کے ایوان میں پڑا سوتا رہتا اور بجر یورش کے متوجہ کو فرانس میں خاموشی سے دیکھے جاتا۔ کیا اُس کا یہی فرض تھا کہ چپکے سے اس بات کو گوارا کر لیتا کہ یہ مخالف اُسے ایسے تخت سے اُتار دیتے جس پر فرانس کے جمہور نے یک زبان ہو کر اُس کو بٹھلایا تھا۔ کیا اُس کا یہ فرض تھا کہ اپنے ملک والوں کو ان خودسر ظالم بوربون کے حوالے کر دیتا کہ وہ اپنے ظلم و تعدی سے اُن کو برباد کر دیں۔ ان سوالوں کا جواب ایک غیر طرفدار اور منصف تاریخ میں صرف یہی ایک ملیگا کہ نہیں''۔

متحدہ بادشاہوں کے جتھہ کو یہ امید تھی کہ نپولین پر محض بے خبری کی حالت میں حملہ کر دیا جائیگا۔ اسی وجہ سے اُنھوں نے کوئی جنگ کا اعلان نہ کیا اور آسٹریا کا وزیر پرنس

میں بالکل خاموش اور کانوں میں تیل ڈالے بیٹھا رہا۔ جنگ کی جانب سے احتیاط کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
کیا گیا کہ اُن کا شکار بے خبر رہے نپولین کی بربادی میں کوئی کلام باقی نہ رہا تھا۔ کیسے خیال
میں آتا ہے کہ لکھو کھا فوج سے وہ تنہا جنگ کرسکتا تھا۔ چنانچہ آسٹریا کی پوری اسّی ہزار
فوج بہ سرکردگی جنرل منیک کے فرانس کی سرحد پر بڑھنا شروع ہوئی۔ اور ایک لاکھ سولہ ہزار
فوج کے ساتھ اسکندر روس کا شاہنشاہ دھاوے کرتا ہوا پولینڈ کے میدانوں کو اس غرض
سے طے کرنے لگا کہ آسٹریا کی فوج سے جا ملے۔ اُس کو یقین تھا کہ ابھی نپولین اپنے
ڈوور Dover پر بولون میں انگلستان کے حملہ کی تیاریوں میں مصروف تھا اور ایک
ہزار میل کے بُعد پر ہونے کی وجہ سے محض بے خبر تھا۔ لیکن اسکندر کو یہ خبر نہ تھی کہ نپولین
کو ہر ایک بات کی خبر تھی اور وہ اُس کے کوچ و مراحل کو بغور دیکھ رہا تھا۔ بڑے پورے
بھروسہ کے ساتھ آسٹریا کی فوج بڑھ رہی تھی۔ اُس نے بیویریا Bavaria کو تاراج کیا
اور بیویریا کے فرماں روا کو جو نپولین کا رفیق تھا سخت مجبور کیا کہ وہ بھی فرانس پر یورش کرنے
میں شرکت کرے۔ آسٹریا کی فوج نے میونچ اور الم پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور بلیک فارسٹ
کی گھاٹیوں میں در آئی۔ اور بکٹ اور مورچال قایم کرلئے۔ اور دریاے رین کی وادی
کے قریب آپہونچی۔ روس کی فوج بھی چلی آرہی تھی اور آسٹریا کی فوج کو بڑی مسرت
اس بات کی تھی کہ نپولین جیسا ہوشیار شخص ابھی تک پڑا بے خبر سو رہا تھا اور یہ فوج دبے پاؤں
اس کے قریب آپہونچی تھی۔

لیکن نپولین وہ شخص نہ تھا جو جال میں پھنس جاتا۔ نہیں۔ وہ تو بگولہ باد کی طرح اپنے
دشمن یعنی آسٹریا کی فوج پر گویا آسمان سے آٹوٹا۔ آسٹریا کی فوج کی پریشانی کا حال احاطۂ
بیان سے خارج ہے۔ کیونکہ اُس کو ابھی یکایک یہ خبر ملی کہ نپولین معہ اپنی جرار فوج کے
دریاے رین عبور کرچکا اور دریاے ڈینوب کے بائیں کنارہ پر آپہونچا اور اب وہ آسٹریا کی
فوج کے عقب میں موجود تھا۔ اور اس فوج کی رسد رسانی اور خط وکتابت کا کوئی راستہ

باقی نہ رہا تھا اور نہ اب روسی فوج کمک کو آسکتی تھی - اور نہ کسی طرف راہ فرار باقی تھی - اگر کوئی دوسری فوج آسمان سے بھی یکایک اتر آتی تو شاید آسٹریا کی فوج کو اس سے بڑھ کر تعجب نہ ہوتا جیسا کہ اس وقت ہو رہا تھا اُس کے قطعی حواس جاتے رہے تھے کیونکہ اس فوج کا عقب واقعی بالکل غیر محفوظ تھا اور نپولین کی فوج برابر ہر طرف سے بڑھتی چلی آتی تھی - چنانچہ اسی جوش میں آسٹریا کی فوج کبھی تو ایک جانب بھاگتی تھی اور کبھی دوسری جانب بھاگتی تھی - لیکن نہ فرار کی کوئی راہ تھی اور نہ اُمید تھی - ہر مقام پر وہ اُس جال کے پھندوں میں پھنس گئی تھی جو نپولین نے بڑی دور اندیشی اور ہوشیاری سے بچھایا تھا - مختصر آنکہ بد حواسی کا وہ حال ہوا کہ اپنے ہتھیار - سامان کی گاڑیاں - توپیں - بندوقیں - گھوڑے - جھنڈے اور خیمے چھوڑ دیے اور اور یہ سب نپولین کے ہاتھ آیا - آسٹریا کے سپہ سالار کو یقین تھا کہ مقابلہ کرنے سے کوئی نتیجہ نہ تھا - نپولین کی فوج اس خوبی سے قائم تھی کہ آسٹریا کی [illegible] جو حصہ جدھر جاتا تھا اپنی تعداد سے چوگنی فرانسیسی فوج دیکھتا تھا - اور ایسی حالت میں اگر ذرا بھی مقابلہ کیا جاتا تو تباہی اور بربادی کے سوا کوئی نتیجہ نہ تھا - نپولین نے اچھی فتح پائی تھی کہ جس میں ایک قطرۂ خون کا بھی نقصان نہ تھا -

اس اجمال کی یہ تفصیل ہے کہ جس وقت نپولین نے بولون میں سُنا کہ اُس کے دشمنوں نے کوچ کیا - اُس نے اخباروں تار برقیوں - اور خبر رسانی کے دوسرے ذریعوں کو قطعی بند کر دیا - اور بیس ہزار تیز رفتار گاڑیوں میں اپنی فوج کو سوار کر کے دریائے رین کو جانے کو تیار ہو گیا - نپولین کی یہ فوج ایسی بہادر اور قواعد داں تھی کہ وہ اُس کو سپاہِ عظیمہ کہا کرتا تھا - اُس نے فوج کو اپنے گرد جمع کیا - اور کہا کہ متحدہ بادشاہوں نے بے حق دغا کر کے فرانس پر پھر یورش کی ہے اور اب جرمنی کو روانہ ہونا اشد ضروری ہے - فوج سے مسرت کے نعرے بلند ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ سپاہ نپولین کے حکم کی تعمیل کو کیسی خوشی سے آمادہ تھی اور ایک گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ یہ سب فوج روانہ ہو گئی - نپولین نے

میر... اس ذکاوت سے اس موقع پر کام کیا شاید ہی کسی دوسرے موقع پر کام کیا ہوگا۔ اس
...ز میں کوئی بات فروگذاشت نہیں کی گئی تھی۔ دشمن سے صد ہا میل کے دَور میں
مٹ بھیڑ ہونے کا اندیشہ تھا۔ لیکن کیا ممکن تھا کہ اس حیرت انگیز اور دور اندیش شہنشاہ
سے کوئی بات فروگذاشت تو ہوئی ہو۔ کوئی دقیقہ احتیاط کا باقی نہ رہا تھا۔ اس نے ہر ایک
جنرل کو جداگانہ ہدایتیں لکھوائیں اور ہر ایک معاملہ کی تفصیل کر دی۔ روزانہ منزلیں اور شب
کو قیام کرنے کے مقام تک تحریر کرا دئے اور دفعتًہ دو لاکھ فوج فرانس کو پار کر گئی۔ اور
دریائے رین اور ڈینیوب کو عبور کر لیا۔ اور دشمن کے پیچھے پہونچکر اُس کے لوٹ جانے کا
راستہ روک دیا۔ آسٹریا کی فوج کو ابھی یہی خیال تھا کہ نپولین اور اُس کی فوج بولون
میں ہے۔ فوج کو روانہ کرکے نپولین پیرس آیا اور سینیٹ کے اراکین کو جمع کرکے اسطرح
مخاطب ہوا:۔

"سینیٹ کے اراکین۔ یوروپ کے موجودہ حالات پر نظر کرکے اب مجھے ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ میں اپنے خیالات کا تم پر اظہار کروں۔ سنو۔ میں پیرس سے باہر جانے والا ہوں
میں اپنی افواج کی سپہ سالاری خود کرونگا۔ مجھے اپنے رفیقوں کی کمک کو پہونچنا ضروری ہے
اور فرانس کے جمہور کے عزیز ترین مقاصد کی حفاظت کرنا لازم ہے۔ فرانس کے دشمنوں
کی آرزوئیں پوری ہوگئیں۔ یعنی جرمنی میں جنگ شروع ہوگئی۔ آسٹریا اور روس برطانیہ کے
شریک ہوگئے اور اس لئے لامحالہ فرانس کو جنگ میں مشغول ہونا پڑیگا۔ ابھی تک
مجھکو یقین تھا کہ صلح قایم رہیگی۔ لیکن ایسا نہوا۔ آسٹریا کی فوج نے دریائے اِن Inn
کو عبور کرکے میونچ Munich پر حملہ کیا اور بویریا کے فرماں روا کو دارالسلطنت میونچ
سے نکال دیا۔ اب صلح کے متعلق میری سب امیدوں کا خاتمہ ہوگیا"

ایسی عظیم الشان جنگ کے صرفہ کے لئے زرخطیر کی ضرورت تھی۔ لیکن اس کے
انتظام کے واسطے نپولین کا نی تھا۔ فرانسیسیوں کے دلوں میں اُس کی طرف سے ایسی

گنجایش تھی کہ وہ کروڑوں روپیہ قرض لے سکتا تھا اور نوالنبیبیوں کی گردنوں پر قرض کا بوجھ اُسی طرح چھوڑ سکتا تھا جس طرح پٹ صاحب نے انگلستان کے باشندوں کی گردنوں پر چھوڑا ہے۔ لیکن نپولین ایسا دوراندیش شاہنشاہ نہ تھا کہ جنگ کے خرچ کا بار فرانس کی آنے والی نسلوں کے ذمہ چھوڑتا۔ اُس نے ماربو اے کو لکھا" میں جب تک جیتا ہوں کسی سے قرض نہ لونگا اور کبھی ایک دستاویز بھی نہ لکھونگا"

نپولین کے ہمراہ اسٹریس برگ تک جوزیفائن بھی گئی۔ نپولین کی فوج نے اُس کی ہدایتوں پر پورا عمل کیا تھا اور اُنھیں راستوں پر گئی تھی جو نپولین نے لکھوا دئے تھے نپولین نے ٹیلیرانڈ کو لکھا:۔

"آسٹریا کی فوج بلیک فارسیٹ کی گھاٹیوں میں ہے۔ ایسا کچھ انتظام ہوتا کہ وہ چند دن وہیں اور رہتی مجھے ڈر ہے کہ آسٹریا کی فوج کہیں حد سے زیادہ نہ ڈر جائے۔ اگر اس فوج نے مجھے دو تین منزل اور آگے بڑھ جانے دیا تو میرے سب مقاصد پورے ہو جائینگے لیکن خبردار تم اس کا پورا انتظام کر دینا کہ کوئی اخبار ایسی کوئی خبر نہ شائع کرنے پائے جس سے معلوم ہو کہ فرانس کی کوئی فوج کہیں جا رہی ہے"

اس میں شک نہیں کہ نپولین کے ہمراہ بھی اس وقت بڑی زبردست فوج تھی یعنی اُس کے ہمراہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار فوج تھی اور اپنے سردار پر نثار ہو جانے کو تیار تھی۔ اور حکم کے لئے اُس کا مُنھ دیکھ رہی تھی۔ منجملہ اس کے اڑتیس ہزار فوج علٰحدہ کر لی گئی تھی اور حکم کے ساتھ ہی کوچ کر دینے کو مستعد تھی۔ اس فوج کے ہمراہ تین سو چالیس توپیں بھی تھیں جن کے گولنداز بال باندھا نشانہ لگاتے تھے اگرچہ نپولین کے ساتھ ایسی زبردست فوج تھی لیکن تاہم جس فوج سے اُس کو مقابلہ کرنا تھا وہ نہایت ہی کثیر التعداد فوج تھی۔ اس میں دو لاکھ پچاس ہزار آسٹریا کی فوج تھی۔ اور دو لاکھ خاص روسی فوج تھی۔ اس کے علاوہ انگلستان۔ سوئیڈن۔ اور نیپلس کی فوجیں مل کر پچاس ہزار

نہیں - یہ بھی یقینی امر تھا کہ نپولین کو پہلی شکست ہوتے ہی پروشیا بھی اپنی دو لاکھ فوج بھیجکر جتھہ کی فوج کی تعداد پانچ لاکھ سے سات لاکھ کر دیتا-

جس وقت نپولین اپنی فوج میں پہونچا سپاہیوں نے خوشی کے نعروں کا تار باندھ دیا" شاہم زندہ ماناد" کے نعروں سے ہوا گونجنے لگی- نپولین فوج کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا"

اسے ہزبرانِ بیشۂ کارزار- اسے میرے بہادرو دیکھا اب تیسرا جتھہ اور قایم ہوا- آسٹریا کی فوج نے دریاے اِن کو عبور کرلیا- صلح نامہ سے انحراف کیا اور تمھارے رفیق یعنی بیویریا کے فرماں روا کو میونچ سے نکال دیا بس اب ہم جب تک پوری ضمانت نہ لے لینگے صلح نہ کرینگے- اور پہلے کی طرح فیاضی سے اپنے ذاتی مقاصد کو فراموش نہ کرینگے- اسے سپاہیو- تم قوم اعظم کا صرف ایک ہراول ہو تمھیں دھاوے کرنا ہیں- بھوک- پیاس- اور تھکاوٹ سہنا ہے- لیکن کوئی موانع آج دنیا میں نہیں جو قوم اعظم کے ہراول کو روک سکیں- اور جب تک یہ ہراول دشمن کے ممالک محروسہ میں گھس کر اپنے پرچم نہ اڑالے گا چین نہ لیگا- اور سیر ہوکر کھانا نہ کھائیگا"

معاملات کی حالت اب دمبدم نازک ہوتی جاتی تھی- آسٹریا کا جنرل جنرل مینک فرانسیسی فوج کے بیچ میں پھنس گیا تھا اور اب ایک غضب اور ہو گیا تھا کہ ہر شئے کا انتظام اور نگرانی خود نپولین کر رہا تھا جہاں دیکھئے نپولین موجود تھا نہ وہ سوتا تھا نہ آرام کرتا تھا اور پیٹ بھر کھانا بھی نہ کھاتا تھا- شب و روز گھوڑے پر سوار بگولہ باد کی طرح ایک مقام سے دوسرے مقام کو بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور برابر ہدایتیں جاری کر رہا تھا- دماغی تھکن اُس کے قریب نہ آتی تھی اور جسمانی ماندگی سے وہ آشنا نہ تھا- ایک شب کا ذکر ہے کہ ہوا کی شدت اور موسلا دھار مینہ نے جس کے ساتھ اکتوبر کی سردی بھی شامل تھی عالم کا بُرا حال کر دیا تھا اور نپولین مینہ میں شرابور کیچڑ سے لسا ہوا تمام

رات برابر گشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا اب نپولین اپنی فوج کے ایک ایسے حصہ کے قریب پہونچا جو اس طوفان میں کوچ کئے ہوئے آ رہی تھی۔ اور موسم کی شدت اور تھکاوٹ نے سپاہیوں کو نیم جاں کر دیا تھا۔

کئی روز سے برابر موسم کی یہی حالت تھی۔ دریائے ڈینوب کی معاون ندیوں میں کثرت سے سیلاب تھے۔ برف گر گر کر زمین پر پھیلتی تھی اور راستہ بے گذر ہو گیا تھا لیکن اس سپاہ کو تعمیل حکم سے چارہ نہ تھا اور برابر یلغار کرتی ہوئی چلی آ رہی تھی۔ پر خلاب لیکھوں میں توپوں کے پہیئے دھس گئے تھے اور بڑی سخت دقت سے کھنچی جاتی تھیں۔ لیکن کسی قسم کے موانع اس فوج کو روک نہ سکتے تھے۔ اسی طوفانی حالت میں نپولین نے اس فوج کو اپنے گرد جمع کیا اور اسی طرح جیسے ایک باپ اپنے بیٹوں سے رازدل بیان کرتا ہے نپولین نے دشمن کی نازک حالت کو اپنے سپاہیوں سے بیان کیا۔ اور اپنی تجویز کو مفصل طور سے ظاہر کر دیا جو آسٹریا کی فوج کے خلاف وہ کرنے کو تھا۔

سپاہیوں کے فخر کا کون اندازہ کر سکتا ہے کیونکہ اس وقت شاہنشاہ نے اپنی مخفی سے مخفی تجویزوں کا ان پر اظہار کر دیا تھا۔ اور جب نپولین نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور اس سپاہ سے رخصت ہوا سپاہ نے پرجوش نعروں سے آسمان سر پر اٹھا لیا نپولین کی چند لفظیں اس نیم جان فوج کے حق میں تریاق کا کام کر گئیں اور اس سپاہ نے پھر تازہ جوش و خروش سے کوچ شروع کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کو مطلق ماندگی نہ تھی۔

نپولین کو اپنی اس عظیم الشان مہم میں پوری کامیابی ہوئی۔ آسٹریا کی فوج ایسی محصور کر لی گئی تھی کہ نکل کر جانا محال تھا۔ بیس دن کے عرصہ میں جس میں ایک بھی جمی ہوئی لڑائی نہ ہوئی صرف اپنے نقل و حرکت ہی سے نپولین نے آسٹریا کی اسی ہزار فوج کو بیکار کر دیا۔ اس بڑی فوج میں سے معدودے چند سپاہی آنکھ بچا کر

جنگل یا گھاریوں میں ہوتے ہوئے نکل سکے اور نپولین نے تیس ہزار کو قید کر لیا۔ اور خون کا ایک قطرہ نہ بہنے دیا اور چھتیس ہزار سیدان سے ہٹ کر اُلم کی شہر پناہ کے پیچھے جا چھپے لیکن یہ بھی بل نہ سکتے تھے۔ اور اُن کا حال بہت زیادہ خطرناک ہو گیا تھا۔ اسی مہم میں ایک واقعہ پیش آیا جو نہایت سچا اور پایۂ ثبوت کو پہونچا ہوا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی ایسا حیرت انگیز ہے کہ یقین نہیں آتا یعنی آسٹریا کی فوج پر ایسے پے در پے صدمات واقع ہو رہے تھے اور نپولین کے نام سے اُس پر ایسی ہیبت چھائی ہوئی تھی کہ ایک شب صرف ایک فرانسیسی افسر اور دو فرانسیسی سواروں کے سامنے آسٹریا کی فوج کے سو سپاہیوں نے بلا شرائط ہتیار رکھدئے۔

ایک دن نپولین آسٹریا کی فوج کی ایک جماعت کے قریب ہو کر نکلا۔ یہ جماعت فرانسیسیوں کے ہاتھ میں قید تھی۔ آسٹریا کے ایک افسر کو اس بات سے نہایت سخت تعجب ہوا کہ فرانسیسیوں کا بادشاہ نپولین مینہ میں شرابور کیچڑ میں لتھڑا ہوا۔ گھوڑے پر سوار تھا اور ایک ادنیٰ طنبورچی کی حالت بھی اُس سے اچھی ہو سکتی تھی۔ واقعی آٹھ روز سے متواتر بارش ہو رہی تھی۔ اور شاہنشاہ کو لباس تبدیل کرنے یا بوٹ اتارنے اور پلنگ پر لیٹنے کی مہلت نہ ملی تھی۔ نپولین کے ایک مصاحب نے آسٹریا کے افسر کے تعجب کا حال نپولین سے بیان کیا اور کہا کہ یہ افسر جہان پناہ کو دیکھکر ایسا ایسا کہتا ہے۔

نپولین نے جواب دیا "مہربان! تمھارے آقا یعنی آسٹریا کے شاہنشاہ نے مجھے مجبور کیا کہ پھر سپاہی کی وردی پہنوں، لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بہت جلد تسلیم کر لیگا کہ فرانس کے اورنگ و دیہیم نے مجھ سے میرا پہلا پیشہ (سپاہگری) کا پیشہ فراموش نہیں کرایا ہے"

سپاہیوں کی ماندگی کا۔ جو بارش۔ طوفان، برف اور کیچڑ میں متواتر منزلیں ملے کر رہے تھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ رات کو تو یہ بیچارے بھیگی ہوئی زمین پر کیچڑ میں جیوں تیوں لیٹ رہتے لیکن صبح ہوتے ہی پھر کوچ شروع ہو جاتا کھانے تک کی اچھی

طرح نوبت نہ آسکتی تھی۔ ٹخنوں تک کیچڑ میں دھسے ہوئے برابر سفر کئے جاتے تھے۔ لیکن باوجود ان گوناگوں مصائب کے جہاں کہیں نپولین نظر آجاتا تھا ان مُردوں میں ازسرِ نو جان پڑجاتی تھی۔ اور خوشی کے نعرے مار کر اُس کا استقبال کرتے تھے۔ آسٹریا کی فوج اس جوشِ محبت کو دیکھتی تھی اور حیرت میں تھی۔ اُس کو تعجب ہوتا تھا کہ ایسی شدید تکالیف کو یہ سپاہی بھول جاتے تھے اور نپولین کو دیکھتے ہی مسرت سے نعرے بلند کرتے تھے۔

نپولین نے بھی اس حیرت کا حال سنا۔ وہ کہنے لگا: "میری سپاہ کی مسرت حق بجانب ہے یعنی میں نے اُن کو ایسی کڑی محنت میں صرف اس غرض سے مبتلا کیا ہے کہ اُن کی جانیں محفوظ رہیں۔"

معاملات کے جوش و خروش کا یہی حال تھا کہ نپولین نے ایک دن سامنے سے ایک گاڑی آتے دیکھی جس میں ایک لیڈی سوار تھی اور آنسوؤں سے نہائی ہوئی تھی۔ نپولین نے دریافت کیا کہ یہ کون لیڈی ہے اور اس طرح کیوں رو رہی ہے۔

خود اس لیڈی نے جواب دیا: "اے جناب مجھے سپاہیوں کی ایک جماعت نے لوٹ لیا اور میرے باغبان کو بھی ہلاک کر ڈالا۔ میں تمھارے شاہنشاہ کے پاس جا رہی ہوں کہ وہ مہربانی کرکے مجھے ایک گارڈ عنایت کرے۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ تمھارا شاہنشاہ میرے خاندان سے واقف تھا اور میرے خاندان کا اُس پر احسان تھا۔

نپولین نے پوچھا" اے خاتون۔ آپ کا نام کیا ہے۔"

لیڈی نے جواب دیا: "میں مانشیور مار بو کی بیٹی ہوں۔ اور یہ مانشیور مار بو وہی ہے جو کورسیکا کا گورنر تھا۔"

نپولین نے جواب دیا: "اے عالی جاہ خاتون۔ مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ تمھارے احسان کا کچھ معاوضہ کرنے کا مجھے موقعہ ملا۔ میں ہی تمھارا شاہنشاہ ہوں اور واقعی تمھارا

تمام خاندان کا مجھ پر احسان ہے"

نپولین اس لیڈی کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اور خود اپنے گارڈ میں سے اُس کے ہمراہ سوار متعین کئے اور اُس کے نقصانات کی بڑی فیاضی سے تلافی کردی اور اُس کو بخیر وعافیت اُس کے مکان پر پہونچوا دیا۔

اب نپولین نے جنرل سیگر کو مامور کیا کہ اُلم جاکر محصور فوج کے جنرل سے درخواست کرے کہ وہ اطاعت قبول کرلے۔ رات اندھیری تھی اور شدید بارش ہو رہی تھی۔ فرانسیسی کیمپ سے ایسے وقت میں اُلم پہونچنا بڑا دشوار کام تھا۔ ممکن تھا کہ نالوں اور خندقوں میں سوار معہ گھوڑے کے سما جاتے۔ فرانسیسی کیمپ کا خود یہ حال تھا۔ سنتری۔ گشتی سوار اور دوسرے لوگ سردی اور مینہ سے بچنے کو گوشوں میں پوشیدہ ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ توپخانے تک خالی پڑے تھے۔ بہ ہزار دشواری ایک بگلچی ہاتھ آیا جو ایک گاڑی کی پناہ میں پڑا کانپ رہا تھا۔ جنرل سیگر نے اسی بگلچی کو ہمراہ لیا کہ اُلم کے پھاٹک پر چل کر بگل بجائے کہ دروازہ کھولا جائے۔ دیکھنے کی تو یہ بات ہے کہ نپولین کی تیز و تند طبیعت کے سامنے کسی بات کا اندیشہ ہی نہ تھا۔ گویا اس وقت اُس کو موسم کی خرابی کی کچھ پروا ہی نہ تھی اور وہ اپنی کارروائی برابر کر رہا تھا۔ نپولین چاہتا تھا کہ محصورین اطاعت کرلیں تاکہ خونریزی نہ ہو۔

اس وقت آسٹریا کی فوج کے چھتیس ہزار سپاہی اُلم کی شہرپناہ کے اندر خوف سے کانپ رہے تھے۔ اُن کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ نپولین اپنی فوج کے محیط کو تنگ کرتا جاتا تھا۔ اور کبھی کبھی ایک دو گولے شہر میں پھینک دیئے جاتے تھے کہ محصورین کو معلوم ہو جائے کہ حملہ اب ہوا چاہتا ہے۔ جنرل کو اطاعت قبول کرلینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی آسٹریا کی طرف سے شاہزادہ مارس نپولین کے کیمپ میں آیا۔ حسب معمول اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھی گئی تھی اور جب یہ پٹی کھولی گئی تو اُس نے اپنے تئیں نپولین کے سامنے پایا۔

موسم کی شدت میں اب بھی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ اُسی طرح تیز ہوا چل رہی تھی۔ بارش کے ساتھ برف آمیز تھی اور گھوڑوں کے سُموں اور توپوں کے پہیوں سے زمین ایسی خراب ہوگئی تھی کہ چلنا دُشوار ہوگیا تھا۔ حسب عادت نپولین کو اُس سے کوئی تکلیف نہ تھی۔ شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک خراب خستہ ڈیرے میں نپولین بیٹھا ہے اور لکڑی کے چند تختے پانوں کے نیچے بچھے ہیں۔ شاہزادہ نے کہا "ہم اس شرط پر اطاعت قبول کرتے ہیں کہ ہم کو آسٹریا لوٹ جانے کی اجازت دیدیجائے"۔ نپولین نے جواب دیا:۔

"ایسی درخواست منظور کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ مجھے تمھاری نازک حالت سے آگاہی ہے۔ تم کو صرف یہ انتظار ہے کہ روسی فوج آجائے۔ لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ روسی فوج ابھی بوہیمیا میں بھی نہیں پہونچی ہے۔ اور اگر میں تمکو چلے جانے کی اجازت بھی دیدوں تو فرمائیے اس کا ضامن کون ہوگا کہ تمھارا جنرل اپنی فوج کو روسی فوج سے ملا نہ لیگا اور پھر آکر مجھ سے نہ لڑیگا۔ تمھارے جنرل مجھ کو دھوکا دے چکے ہیں اور اب میں تمھارے فریب میں نہ آؤنگا۔ میرنگو کا ذکر ہے کہ میں نے جنرل میلاس کو مع اُسکی فوج کے چلے جانے کی اجازت دی اور تاکید کی کہ وہ الیسنڈریا کو چلا جائے۔ لیکن دو مہینے کے بعد فرانسیسی جنرل مورو کو اُسی فوج سے پھر جنگ کرنا پڑی اور باوجودیکہ تمھاری گورنمنٹ کیطرف سے صلح کے واثق عہد و پیمان ہوگئے تھے لیکن پھر بھی کچھ لحاظ نہ کیا گیا۔ تمھاری گورنمنٹ کی طرف سے مجھے پورا تجربہ ہوگیا ہے، اور اب میں کسی عہد و پیمان پر اعتماد نکرونگا۔ یہ جنگ میں نے نہیں چھیڑی۔ اسکے شروع کرنیمیں سراسر دغا اور فریب سے کام لیا گیا ہے۔ بس تم اپنے جنرل کے پاس جاؤ اور کہدو کہ میں اُس کی درخواست کو کسیطرح منظور نہیں کرسکتا۔ البتہ تمھارے افسروں کو میں اجازت دیدونگا کہ وہ آسٹریا کو واپس چلے جائیں لیکن سپاہیوں کو میں قید ہی رکھونگا۔ اب اس معاملہ کے انفصال میں دیر کی گنجایش نہیں۔ میرے پاس وقت نہیں ہے اور جسقدر تساہل

ہوگا اُسی قدر تمھارے جنرل کے حق میں رعایت نہ کی جائیگی" دوسرے روز جنرل میک خود نپولین کے پاس آیا۔ نپولین نے اُسکو بڑے تپاک سے لیا۔ شاہنشاہ نپولین کی عادت تھی کہ مغلوب دشمن کے ساتھ بڑے اخلاق و مہربانی سے پیش آتا تھا۔ اُس نے جنرل میک سے سب حالات مفصل بیان کرکے کہا کہ تمھاری حالت بہت نازک ہے۔ خلاصی کی کوئی صورت نہیں اور اگر میں نے اُلم پر حملہ کردیا تو جان سکتے ہو کہ کیا نتیجہ ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ خونریزی نہو۔ اور آپ مجھے مجبور نہ کیجئے کہ اُس پُرامن شہر میں گولوں کا طوفان برپا ہو۔ اور اُسکے خوبصورت چوک اور سڑکوں پر آتش و شمشیر سے حشر برپا ہو۔ سے اِس جھگڑے کو طوالت دینا محض بیکار ہے" چنانچہ بڑی سخت مجبوری سے میک نے اطاعت کا اقرار کیا۔ نپولین کو اس سے بڑی مسرت ہوئی کہ اُسکو فتح بھی ہوگئی اور خونریزی نہوئی

دوسری صبح کو اگرچہ سردی میں کسی قسم کی کمی نہ تھی تاہم مطلع صاف تھا اور کئی روز کے بعد آفتاب بڑی آب و تاب سے طلوع ہوا اور اب وہ واقعہ پیش آیا جو صفحاتِ تاریخ میں عدیم المثال کہا جائے تو درست و بجا ہے۔ اِس واقعہ سے یورپ میں حیرت ہوگئی اور خوف چھا گیا۔ یعنی اُلم کے پھاٹک سے چھتیس ہزار فوج برآمد ہوئی اور شاہنشاہ نپولین کے سامنے ہتیار رکھدیے۔ نپولین اپنے جلیل القدر مصاحبوں کے ساتھ علٰحدہ ایک بلندی پر کھڑا تھا۔ اور اُسکے قریب آگ روشن تھی اور پانچ گھنٹہ متواتر سپاہیوں کی غمگین قطاریں برابر اُسکے سامنے سے گذرتی رہیں۔ نپولین کے لیے یہ موقع بہت بڑے فخر کا ہوگا۔ لیکن اُس کے بُشرہ سے کسی قسم کا غرور یا تکبر ظاہر نہ تھا۔ نپولین نے اس مغلوب فوج کے افسروں سے کہا:—

"اے شرفا، جنگ کے بھی عجیب اتفاق ہیں۔ اکثر اوقات تم نے فتوحات سے اپنے تئیں نامور بنایا ہے۔ لیکن یہ بھی آج اتفاق ہے کہ تم مغلوب ہوگئے ہو۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ تم کو یقین دلاتا ہوں کہ تمھارا بادشاہ مجھ سے ناحق جنگ کر رہا ہے

میں تم سے نہایت سچے جی سے کہتا ہوں کہ مجھے یہی بات معلوم نہیں کہ میں کیوں جنگ کر رہا ہوں۔ تمھارے بادشاہ نے مجھے پھر یاد دلایا ہے کہ ایک زمانہ میں میں سپاہی تھا لیکن وہ مجھکو اسی طرح سپاہی پائے گا۔ میں اپنا قدیمی پیشہ نہیں بھولا ہوں دیکھو تمھارے براعظم یورپ میں سے مجھے کچھ درکار نہیں ہے۔ میں اپنی بحری طاقت نوآبادیوں اور تجارت کی ترقی چاہتا ہوں اور اس ترقی سے مجھے اور تمھیں دونوں کو فائدہ ہے"

اس کے بعد نپولین نے پھر آسٹریا کی فوج کے ایک گروہ سے جو اس کے سامنے ہتھیار رکھے ہوئے جا رہا تھا کہا " بڑے بھاری افسوس کا مقام ہے کہ ایسے عزت دار سپاہی جیسے آپ ہیں اور جن کے کارنامے فراموش نہیں کئے جا سکتے ایک دیوانہ دربار کی کوتاہ اندیشی کی بدولت آج یہ روز بد دیکھیں کہ ہتھیار رکھکر خاموشی سے سر جھکائے جا رہے ہیں۔ تمھیں انصاف سے جواب دو کہ جب تمھارے بادشاہ سے میری صلح ہو چکی تو پھر مجھ سے اس طرح جنگ کرنا کہ جنگ کا اعلان تک نہ کیا گیا کیسی ناانصافی ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ لیکن خیر۔ یہ تو ایسا مذموم اور کوتاہ اندیشی کا فعل نہیں ہے جیسا یہ فعل ہے کہ وحشیوں یعنی روسیوں کا ایک ٹڈی دل انبوہ وسط یوروپ میں داخل کیا جا رہا ہے اور ایک ایشیائی قوم کو اجازت دی جا رہی ہے کہ ہمارے یوروپ کے معاملات میں آکر دخیل ہو۔ روس سے اتحاد کرنے کے بجائے تمھارے بادشاہ کو لازم تھا کہ وہ مجھ سے اتحاد رکھتا اور ان روسیوں کو قریب نہ آنے دیتا۔ روسیوں سے بایں غرض اتحاد کرنا کہ وہ آئیں اور یوروپ کے معاملات میں مداخلت کریں بڑا نازیبا اور سخت کوتاہ اندیشی کا فعل ہے۔ اور گوسفندوں کے مقابلہ میں گرگ و سگ کا باہم اتفاق کرنا ہے اگر خدانخواستہ فرانس کے ساتھ معاملہ دگرگوں ہوا اور فرانس مغلوب ہو گیا تو کیا آسٹریا اپنے تئیں محفوظ سمجھتا ہے۔ نہیں اس کی بھی ہرگز خیر نہ سمجھو"۔

نپولین کے سامنے ایک فرانسیسی افسر نے اُن توہین آمیز کلمات کو دہرایا

جو ایک فرانسیسی سپاہی ہنے مقید آسٹریا کی فوج کے سپاہیوں کی شان میں بولے تھے۔ نپولین نے فوراً اس افسر کو للکارا اور کہا "تجھے خود اپنے سے غیرت نہیں آتی کہ اپنے مُنہ سے ایسے بہادروں کی شان کے خلاف کلمات نکال رہا ہے جن کو محض اتفاق دوراں نے قیدی بنایا ہے ورنہ ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے"۔

فرانسیسی فوج کی خوشی کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ ایسی بڑی فتح کا حاصل ہونا اور اُس میں خون کے ایک قطرہ کا نہ بہنا واقعی عدیم المثال واقعہ ہے۔ اپنے محبوب شاہنشاہ سے اب سپاہ کو بے پایاں محبت ہوگئی۔ ایک تجربہ کار پرانا فرانسیسی سپاہی ازراہ ظرافت کہنے لگا" اور بیچے لٹل کارپورل نے جنگ کا یہ ایک اور نیا ڈھنگ ایجاد کیا ہے جس میں سنگینوں سے سپاہیوں کی ٹانگیں زیادہ کام میں لائی جاتی ہیں۔

نپولین نے اب ایک اور اعلان مشتہر کیا۔

"فوج عظیمہ کے شیر مردو۔ لو۔ پندرہ دن میں ایک مہم کا خاتمہ ہوگیا۔ کیوں دیکھا وہی ہوا یا نہیں۔ جو میں نے کہا تھا؟۔ ہم نے آسٹریا کی فوج کو بویریا سے نکال دیا اور اپنے رفیق کو تخت پر بٹھال دیا۔ یہ فوج جس کو ہم نے قید کرلیا وہی فوج ہے جو بڑے ٹھاٹھ۔ شان و شوکت اور تکبر سے ہماری فرانس کی سرحد پر یورش کرنے آئی تھی۔ لیکن انگلستان کو اس فوج کے اسیر ہونے سے کیا نقصان ہوا۔ بولون سے تو ہم چلے ہی آئے اور انگلستان کا مطلب پورا ہوگیا۔

" آسٹریا کی اس فوج میں ایک لاکھ قواعد داں سپاہی تھے اور ہم نے ان میں سے ساٹھ ہزار کو اسیر کرلیا۔ اب میدانِ جنگ میں ہم ان سے محنت کا کام لینگے۔ دوسو توپیں۔ سامانِ حرب کے تمامی ذخائر اور نوّے جھنڈے آسٹریا فوج کے اس وقت ہمارے قبضہ میں ہیں۔ اس ایک لاکھ فوج میں سے بہت تھوڑا سا حصہ آنکھ بچاکر فرار ہونے میں کامیاب ہوسکا ہے

"اے سپاہیو! میں نے تمکو اطلاع دی تھی کہ بہت بڑی جنگ ہونے والی ہے لیکن ہم شکرگزار ہیں کہ غنیم غلط چال چلا اور تم کو زیادہ تکلیف نہ اُٹھانا پڑی اور مدعا حاصل ہو گیا اور ایسی لاثانی فتح کے باوجود ہماری طرف پندرہ سو جانوں کا بھی نقصان نہ ہوا۔ اے سپاہیو! یہ حیرت زا فتح صرف اسی وجہ سے میسّر ہوئی کہ تم کو اپنے شاہنشاہ پر پورا بھروسہ ہے اور تم نے صبر و استقلال اور دلیری سے کام کیا۔ اب دوسری مہم کے واسطے تم تیاری کر رہے ہو۔ انگلستان کا زر دنیا کے دوسرے سرے سے روسیوں کو لُبھا کر تمہارے مقابلہ میں لا رہا ہے۔ اُس فوج کی بھی یہی نوبت ہونیوالی ہے۔ جو آسٹریا کی فوج کی ہوئی۔ لیکن افسوس اُس فوج میں کوئی ایسا جنرل نہیں ہے جس کو مغلوب کرنے سے میری شہرت میں کچھ بھی اضافہ ہوتا۔ مجھے اب اسیقدر انتظام کرنا ہے کہ فتح ہو اور خونریزی نہو۔ اے شیر مرد سپاہیو تم میرے لخت جگر ہو۔"

بوریین کہتا ہے کہ جسوقت نپولین کو فتح ہوجاتی تو وہ نہایت مغموم اور اُداس ہوجاتا تھا اور مغلوب دشمن کا بڑی دلجوئی اور خاطر و مدارات کے ساتھ استقبال کرتا اور نپولین کی یہ حالت اصلی تھی اور کسی قسم کی ریا کے پردہ میں غرور پوشیدہ نہ تھا مجھے حق الیقین ہے کہ اُسے اپنے مغلوب دشمنوں پر دلی افسوس ہوتا تھا۔ میں نے اُسے اکثر کہتے دیکھا ہے "کہ ہزیمت خوردہ جنرل نہایت ہی واجب الرحم ہے" آسٹریا کے دربار نے بڑی ناانصافی سے جنرل میک کا کورٹ مارشل کرنا اور اسکو قتل کردینا چاہا۔ لیکن نپولین نے کورٹ مارشل نہ ہونے دیا اور جنرل میک کی جان کو بچا لیا۔"

نپولین نے وہ جھنڈے جو اس مہم میں آسٹریا کی فوج سے چھینے تھے سینیٹ Senate کو روانہ کیے اور لکھا "جنگ کا ابتدائی مقصد تو پورا ہوگیا اور بویریا Bavaria کا فرمانروا بھی تخت پر بحال کردیا گیا۔ اور یورش کرنے والی فوج کا بعینہٖ یہ حال ہوا کہ گویا اُس پر بجلی گری۔ اگر خدا کا فضل شامل حال ہے تو فرانس

کے دشمن بہت جلد مغلوب ہوئے جاتے ہیں۔"

اسی کے ساتھ نپولین نے سب پادریوں کے نام ایک گشتی حکم بھیجا اور تاکید کی کہ
بڑی فتح کی یادگار میں جو محض خدا کے فضل سے عنایت ہوئی تھی سب گرجوں میں
کی حمد میں راگ گائے جائیں اور چونکہ اس ناانصاف اور ناحق پسند جتھہ میں سے ایک
دست فوج پر فرانس کو بڑی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی ہے اس لئے سب
فرانسیسیوں کا فرض ہے کہ خدا کی درگاہ میں شکر بجا لائیں اور اُس سے امداد غیبی کے
استدگار ہوں۔"

الم کی فتح سے کچھ ہی قبل نپولین نے ایک نوجوان انجنیر کو چند مقامات کی تحقیقات
کو روانہ کیا۔ اس انجنیر نے بڑی خوبی سے کام کیا اور وائناتک چلا گیا اور بہ کامیابی
لشکر کو واپس آیا۔ نپولین نے اُس سے بہت سے سوال کئے اور اُس نے ایسی
خوبی سے جواب دئے کہ نپولین بہت خوش ہوا لیکن اسی کے ساتھ اس نوجوان
انجنیر نے یہ بھی کہا کہ "جہاں پناہ بڑا موقع ہے۔ خود وائنا پر اس وقت یورش ہونی چاہئے
فرانسیسی فوج کے جانے کے راستے میں نے بغور دیکھ لئے ہیں۔ فلاں فلاں مقام
سے ہو کر جانا چاہیئے اور پھر ہم جیسے چاہینگے شاہنشاہ آسٹریا سے صلح نامہ پر دستخط کرا لینگے"
فی الواقع ایسی گفتگو شاہنشاہ کے سامنے کرنا بڑی آزادی اور گستاخی کی بات تھی۔
چنانچہ برہم ہو کر نپولین نے جواب دیا "تم بے حد گستاخ ہو مجھے مشورہ دیتے اور راہ بتاتے
ہو۔ بس سامنے سے ہٹ جاؤ اور میرے حکم کے منتظر رہو۔"

یہ افسر [illegible] گیا۔ لیکن نپولین جنرل ریپ سے کہنے لگا "جنرل ریپ تم نے دیکھا۔
یہ انجنیر کیسا ذکی اور ہونہار ہے۔ بڑی پتہ کی بات کہتا تھا۔ اب میں اس کو ہرگز ایسے
مقام پر نہ بھیجونگا جہاں اس کے مارے جانے کا اندیشہ ہو۔ میں اس کو رفتہ رفتہ
ترقی دونگا۔ اور برتھیر سے کہدو کہ اس انجنیر کی تبدیلی کا حکم لکھ دے۔ اور یہ آج ہی

ایلیریا کو چلا جائے"۔

مختصر اینکہ نپولین نے اُس کو ترقی دیتے دیتے آخر میں اپنا خاص مصاحب بنا لیا۔ اس کی فن انجنیری کی دنیا میں دھوم ہوگئی۔ لیکن جب اس انجنیر کے سرپرست اور آقا نپولین کا ستارۂ اقبال اُفق زوال میں غروب ہوگیا تو اس انجنیر کی آنکھوں میں یوروپ تاریک ہوگیا یوروپ کے کئی بادشاہوں نے اُس کو بہت بڑے بڑے عہدے دینا چاہئے اور اپنے درباروں میں بلایا۔ لیکن یوروپ سے وہ سیر ہوگیا تھا اور بہت جلد یوروپ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر ممالک متحدہ امریکہ کو چلا گیا اور وہاں فن انجنیری میں یگانۂ روزگار ثابت ہوا۔

ایک اور واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کیسی حکم کی تعمیل چاہتا تھا اور اُس کے حکم کی تعمیل کس طرح کی جاتی تھی ۲۵۔ستمبر کو وہ اسٹریس برگ آپہونچا اور اُس نے یہ حکم پہلے سے گشت کرا دیا تھا کہ حملہ افواج اسی مقام پر اُس کو ملیں اور اُس کے سامنے دریائے کھیل کے پُل کو عبور کریں اور ۲۶ ستمبر کو دریا کی وادی میں روانہ ہوں اور افسروں کو حکم تھا کہ چھ بجے صبح کو پل پر حاضر ملیں۔ مگر ہنوز صبح نمودار بھی نہوئی تھی اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی کہ نپولین پُل پر پہونچ گیا۔ فوج پُل عبور کر رہی تھی اور دریا کے دوسرے کنارے پر صف بستہ ہوتی جاتی تھی۔ نپولین گھوڑے پر چڑھا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ اور اُس کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اور اُس کی ٹوپی اس قدر بھیگ گئی تھی کہ کنارے لوچ کھاکر کندھوں پر آپڑے تھے۔ لیکن ان سب باتوں سے اُسے ذرا بھی تکلیف نہ تھی اور وہ بڑی مسرت سے کھڑا فوج کا معائنہ کر رہا تھا۔

اب افسر بھی اُس کے گرد جمع ہوگئے۔ نپولین نے کہا:-

"اے شرفا۔ ہم دشمن کے قریب آپہونچے" اور پھر نپولین نے سب افسروں کی طرف نظر ڈالکر پوچھا:-

"اَیں جنرل وینڈیم کہاں ہے؟ خیر ہے؟ کیا وجہ ہے جو وہ ابھی تک موجود نہیں"

ہے۔؟"

ایک لمحہ تک تو کسی نے جواب نہ دیا مگر آخر کار جنرل کارڈن نے ہمت کر کے کہا۔
"جہاں پناہ ممکن ہے جنرل وینڈیم ابھی جاگا نہ ہو۔ اسلئے کہ شب گذشتہ افسروں نے جہاں پناہ کے جام صحت نوش کئے تھے۔ اور شاید"...... لیکن جنرل کارڈن کے منہ میں شاید کا لفظ آیا ہی تھا کہ نپولین نے اسے روک دیا۔ اور سختی سے کہا "آپ لوگوں نے بہت اچھا کیا کہ میرے جام صحت نوش کئے۔ لیکن یہ کیسی بات ہے کہ وینڈیم پڑا سو رہا ہے۔ میں اُس کا منتظر کھڑا ہوں۔ کیا جنرل وینڈیم کی یہ بہت بڑی خطا نہیں ہے۔؟"

جنرل کارڈن نے چاہا کہ کسی شخص کو بھیجکر جنرل وینڈیم کو بلالے۔

لیکن نپولین نے کہا "نہیں اُسے سونے دو۔ اور جب وہ جاگے گا میں اُس سے دو دو باتیں خود کرونگا۔"

مگر یہ ہو ہی رہا تھا کہ جنرل وینڈیم خود آپہونچا۔ خوف سے اُس کا بُرا حال تھا۔ اور چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ نپولین نے اُس کو نگاہ غیظ سے دیکھا اور کہا "جنرل ونیڈیم۔ شاید میرا کل والا گشتی حکم تم کو یاد نہ رہا۔؟"

وینڈیم نے جواب دیا "جہاں پناہ یہ میری پہلی تقصیر ہے۔ آج میری طبیعت بہت بدمزہ تھی۔" لیکن یہ فقرہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ نپولین نے کہا "کیا خوب۔ طبیعت تو بدمزہ ہونا بھی چاہئے تھی۔ رات آپ نشہ میں جرمن والوں کی طرح چور بھی تو تھے۔ لیکن ممکن ہے کہ پھر دوبارہ بھی آپ اسی طرح نشہ میں چور اور بیہوش ہوں۔ اس لئے آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ جائیں اور ورٹم برگ کے فرماں روا کے جھنڈے کے نیچے جنگ میں مصروف ہوں اور اگر ممکن ہو تو جرمنی کے باشندوں کو مئے نوشی کی بُرائیوں پر لکچر دیں۔"

اسی وقت وینڈیم بیچارہ ندامت زدہ ہو کر شاہنشاہ کے سامنے سے ہٹ گیا اور

ے ۔؟"

ایک لمحہ تک تو کسی نے جواب نہ دیا مگر آخر کار جنرل کارڈن نے ہمت کر کے کہا۔
...اں پناہ ممکن ہے جنرل ونڈیم ابھی جاگا نہو۔ اسلئے کہ شب گذشتہ افسروں نے جہاں پناہ
...کے جام صحت نوش کئے تھے۔ اور شاید"...... لیکن جنرل کارڈن کے منہ میں شاید کا
...لفظ آیا ہی تھا کہ نپولین نے اسے روک دیا۔ اور سختی سے کہا "آپ لوگوں نے بہت
...چھا کیا کہ میرے جام صحت نوش کئے۔ لیکن یہ کیسی بات ہے کہ ونڈیم پڑا سو رہا ہے۔
...ر میں اس کا منتظر کھڑا ہوں۔ کیا جنرل ونڈیم کی یہ بہت بڑی خطا نہیں ہے۔؟"

جنرل کارڈن نے چاہا کہ کسی شخص کو بھیجکر جنرل ونڈیم کو بلالے۔

لیکن نپولین نے کہا "نہیں اسے سونے دو۔ اور جب وہ جاگے گا میں اس
...سے دو دو باتیں خود کرونگا"

مگر یہ ہو ہی رہا تھا کہ جنرل ونڈیم خود آپہونچا۔ خوف سے اس کا برا حال تھا۔
...ور چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ نپولین نے اس کو نگاہ غیظ سے دیکھا اور کہا "جنرل ونڈیم۔ شاید
...یرا کل والا گشتی حکم تم کو یاد نہ رہا۔؟"

ونڈیم نے جواب دیا "جہاں پناہ یہ میری پہلی تقصیر ہے۔ آج میری طبیعت بہت
بدمزہ تھی" لیکن یہ فقرہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ نپولین نے کہا "کیا خوب۔ طبیعت تو بدمزہ
ہونا بھی چاہئے تھی۔ رات آپ نشہ میں جرمن والوں کی طرح چور بھی تو تھے۔ لیکن ممکن
...ہے کہ پھر دوبارہ بھی آپ اسی طرح نشہ میں چور اور بیہوش ہوں۔ اس لئے آپ کو حکم
دیا جاتا ہے کہ آپ جائیں اور ورٹم برگ کے فرماں روا کے جھنڈے کے نیچے جنگ
میں مصروف ہوں اور اگر ممکن ہو تو جرمنی کے باشندوں کو مے نوشی کی برائیوں پر
لکچر دیں"

اسی وقت ونڈیم بیچارہ ندامت زدہ ہو کر شاہنشاہ کے سامنے سے ہٹ گیا اور

اُسی روز ورٹمبرگ جانے والی فوج میں جاکر شریک ہو گیا۔ اور ایک مہم میں جو اگرچہ بہت بڑی مہم نہ تھی کہ یہاں پر اُس کا تذکرہ کیا جائے وینڈیم نے بہت حیرت انگیز شجاعت کا اظہار کیا۔ الم کی مہم کے بعد نپولین نے جنرل وینڈیم کو پھر اپنے سامنے بلایا۔ اور اُس کی شجاعت کی بہت تعریف و توصیف کر کے کہا "جنرل وینڈیم تم خوب اچھی طرح جانتی ہو کہ میں بہادروں کا قدردان ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں اُن آدمیوں کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میں تو کھڑا ہوا اپیل پر اُن کا منتظر ہوں اور وہ پڑے سو رہے ہوں۔ خیر اب اس قصہ کو ختم کرنا چاہیئے۔" اس کے بعد نپولین نے جنرل وینڈیم پر بڑی بڑی مہربانیوں کے اظہار کئے۔

ایک مرتبہ فوج سیلابی دریا عبور کر رہی تھی اور فوج کا ایک کپتان اتفاق سے دھار میں بہ گیا لیکن ایک سپاہی جس کا اس کپتان نے ابھی حال میں تنزل کیا تھا سیلاب میں کود پڑا اور بڑی جانبازی کر کے کپتان کی جان بچالی اور کنارہ پر صحیح وسلامت نکال لایا۔ یہ خبر نپولین کے کان تک پہونچی اور اُس نے سپاہی کو طلب کیا اور کہا "شاباش۔ بڑے بہادر ہو۔ تمھارے کپتان نے تمھارا تنزل کیا تھا۔ لیکن بے تنزل نہیں کیا تھا۔ اُسی کپتان کی تم نے جان بچائی۔ اور مجھکو معلوم ہو گیا کہ تمھارے دل میں اپنے افسر کی طرف سے کوئی کاوش یا کدورت نہیں تھی۔ یہ طریقہ عمل بڑا شریفانہ ہے اور تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے لیکن تمھارے شاہنشاہ نے ابھی اپنا فرض نہیں ادا کیا۔ اچھا جاؤ۔ تمھارا شاہنشاہ تم کو کوارٹر ماسٹر کے عہدہ پر ترقی دیتا ہے اور لیجن آف آنر کا فیتہ عطا کرتا ہے۔ جاؤ ابھی اپنے کپتان کا شکریہ ادا کرو۔ اُسی کی وجہ سے تم کو یہ ترقی ملی ہے۔"

کیا وجہ تھی کہ سب افسروں اور سپاہیوں کو نپولین سے فوق العادت محبت تھی۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ وہ بڑا پورا منصف تھا اور خطا کے موقع پر بڑے سے

بڑے جنرل کو بھی بغیر سزا دیئے نہ چھوڑتا اور عمدہ خدمت کے معاوضہ میں سپاہیوں کو نہال کر دیتا تھا۔

۱۷۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء کا واقعہ ہے کہ نپولین کو متواتر بیالیس میل ایک ڈاک گھوڑے پر جانا پڑا اُس وقت نپولین کی یہ حالت تھی۔ کہ لمبا کوٹ پہنے۔ بوٹ و مہمیز لگائے۔ کیچڑ میں لتھڑا ہوا۔ لبادہ میں لپٹا ہوا۔ بیلوں کے باندھنے کے ایک چھپر میں چند ساعت دم لینے کو لیٹ گیا تھا۔ اُس کے قریب گائے بیل ڈکراتے تھے اور وہ اسی حال میں پڑا ہوا تھا۔ اسی بیلوں کے سار سے آدھ میل کے فصل سے بشپ آگسبرگ کا شاہی ایوان موجود تھا اور جس کو بشپ نے شاہنشاہ کی مدارات کے لئے بڑے تکلف سے آراستہ کیا تھا اور فانوسوں کی روشنی سے دن کا عالم کر دیا تھا۔ آراستہ کمروں میں نرم ریشمین گدّوں کی مسہریاں بچھائی گئی تھیں جن کے گرد باریک پردے پڑے تھے۔ مگر نپولین اُسی سار میں پڑا رہا اور ایوان میں نہ گیا۔ کیونکر ممکن تھا کہ اُس کی فوج تو باد و باران کے ہاتھوں گوناگوں مصائب میں کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہو اور وہ خود ایوانوں میں آرام کرے اور جشن اڑائے۔

باب سی ویکم

آسٹرلٹز

شاہنشاہ کی خطرناک حالت - اسکندر اور فریڈرک ولیم کا باہم حلف کرنا - نپولین کا عزم وثبات - تاجپوشی کا سالانہ جلسہ - نپولین کی اُن تھک جستی - اعلان - نپولین کی ہوشیاری آسٹرلٹز کی جنگ - فرانس اور آسٹریا کے شاہنشاہوں میں ملاقات - دلپر اثر کرنیوالا واقعہ - نپولین کی عالی حوصلگی - اعلان - پیرس کے حکام کی مایوسی - ولیم پٹ - شاہنشاہ نپولین کی فیاضی - جوزیفائن کے نام خطوط -

الم کی فوج نے ۲۰ اکتوبر ۱۸۰۵ء کو نپولین کی اطاعت قبول کرلی تھی اور اس میں شک نہیں کہ نپولین کی یہ فتح ایک بڑی حیرت انگیز فتح تھی - لیکن با اینہمہ اُس کی حالت نہایت نازک تھی اس لئے کہ ایک لاکھ سولہ ہزار فوج بہ سرکردگی اسکندر شاہنشاہ روس کے دھاوے کرتی ہوئی نپولین کے مقابلہ کو پولینڈ سے چلی آرہی تھی - اور اسی روسی فوج سے شریک ہوجانے کو آسٹریا کے ہر ایک گوشہ سے فوجیں چلی جارہی تھیں اور ان افواج کا یہ عزم تھا کہ متحد ہوکر نپولین کو نیست و نابود کردیں - اسکندر برلن کو خود گیا - اور جہاں تک ہوسکا اپنے دباؤ اور افسونِ تقریر سے یہ کوشش کی کہ پروشیا کی دو لاکھ فوج اس جتھ میں شریک کردی جائے - پروشیا کی ملکہ حسین، مغرور بلند نظر - اور بڑی چالاک عورت تھی - اور اُس نے یہ تجویز پیش کی کہ روس اور پروشیا

کے فرماں رواؤں میں باہمی شرکت کے متعلق ایسے قول و قسم ہو جاویں کہ فراموش نہ ہوں۔ چنانچہ اسی تجویز کے موافق آدھی رات کو اسکندر اور فریڈرک ولیم فریڈرک اعظم کے مقبرہ میں گئے۔

اس وقت مقبرہ میں صرف ایک مشعل کی روشنی تھی اور ایسی حالت میں کہ رات کا سناٹا دنیا پر فرماں روائی کر رہا تھا دونوں بادشاہوں نے اس نامی جنگجو بادشاہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر قول و قسم کئے کہ جتھہ کے ہر طور سے شریک رہینگے۔ اور جمہوری آزادی کے اصولوں کے خلاف جس سے یوروپ کے اورنگ معرض خطر میں پڑ گئے تھے برابر جنگ کرینگے۔

انگلستان نے بھی بہ سرعت تمام ہینوور Hanover میں اپنے جہازوں سے تیس ہزار فوج اُتار دی۔ تاکہ روس اور آسٹریا کی فوج سے جا ملے۔ اب بظاہر نپولین کے لئے یہی مناسب معلوم ہوتا تھا کہ وہ فرانس کو بھاگ جائیگا۔ یا۔ کم سے کم کسی مستحکم قلعہ میں بند ہو کر دشمنوں کے حملہ کا انتظار کریگا۔ لیکن اس بات سے تمام یوروپ کو حیرت ہو گئی کہ باوجود خطرات کی ایسی کالی گھٹا کے نپولین بڑی دلیری سے اس بر سر رسیدہ تباہی کے بیچ میں گھُستا چلا گیا۔ اور اُس کی مظفر و منصور فوج سیلاب کے مثل دریائے ڈینیوب کی وادی میں بڑھی چلی گئی اور ہر شئے کو جو سامنے پڑی اپنے ساتھ بہالے گئی۔ اور اس فوج کو مخالف افواج یا اُن کے توپخانے یا کوئی دریا ایک گھنٹہ کو بھی نہ روک سکا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ اس فوج کا ہر ایک سپاہی ایک نپولین ہو گیا تھا اور یہ فوج ایسے روئیں تن سپاہیوں کی تھی جن پر نہ ماندگی کا اثر تھا اور جن کو نہ کسی خطرہ سے ڈر اور اندیشہ تھا۔

تین دن میں نپولین بیویریا کے دار السلطنت میونچ Munich جا پہونچا۔ تمام شہر میں چراغاں سے دن کا عالم نظر آتا تھا اور شہر کے باشندے انتہائی

مسرت کے جوش میں اپنے رہائی بخشنے والے فاتح نپولین کا نعروں سے خیر مقدم کر رہے تھے۔ لیکن نپولین میونچ میں ذرا بھی نہ ٹھہرا اور اُس نے اپنے ہزیمت خوردہ اور مغرور دشمنوں کو ذرا دم راست کرنے کی بھی مہلت نہ دی۔ فوج کو یہی حکم تھا کہ برابر بڑھاوے مارتی آگے بڑھی چلی جائے اور اُس کو وائنا پر جانا ہے۔ اور سواروں۔ پیدلوں اور توپخانوں کا سیلاب جسے کوئی نہ روک سکتا تھا برابر موجیں مارتا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ آسٹریا کی سلطنت اور اُس کے پایہ تخت وائنا پر ایسی مصیبت چھا گئی تھی کہ کسی آسمانی اور ناگہانی بلا کے آجانے سے بھی ایسی مصیبت نہ چھا سکتی تھی۔ چنانچہ آسٹریا کا بادشاہ فرانسس پایہ تخت وائنا کو چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ وائنا والوں کے خوف کا کسی طرح اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ خوفناک نپولین اب بہت قریب آپہونچا تھا۔ مقابلہ کرنا قطعی فضول تھا اور آسٹریا کی سپاہ سخت ضربات کی تاب نہ لاکر بھاگی چلی جارہی تھی کہ روسیوں کی اصل فوج میں جو اسکندر کی ماتحتی میں آرہی تھی جاکر پناہ لے۔

۱۳- نومبر کو اُن ٹیلوں پر جو وائنا کے قریب تھے فرانسیسی فوج کے بگلوں کی آواز سنی گئی اور طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی روشنی میں اس فوج کے فولادی اسلحہ کی چمک آنکھوں کو نظر آنے لگی۔ موسم سرما کی یہ صاف اور ٹھنڈی صبح تھی۔ وائنا کے شرفا کی ایک جماعت نپولین کے پاس آئی اور رحم کی التجا کی۔ نپولین نے اس جماعت کو یقین دلایا کہ وائنا کے باشندوں سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائیگا اور اُن کی ہر طرح حفاظت کی جائیگی۔ چونکہ روسی فوج نیم وحشی۔ بدچلن اور ظالم تھی۔ لہذا جاتی تھی سوائے ظلم وستم کے اور کوئی نتیجہ نہ ہوتا تھا۔ لیکن اس کے خلاف فوج قواعد کی سخت پابند تھی اور ملک کے باشندوں سے نہایت اخلاق سے پیش آتی تھی۔ پس باشندے اس فوج کا خیر مقدم کرتے تھے اور اس کو خوشی سے دیکھتے تھے۔ یہ فوج کسی کی جان ومال سے بحث نہ رکھتی تھی۔ مگر یہ ضرور

ص ۲۴۴

کہ شاہی خزانہ اور میگزین اپنے قبضہ میں کر لیتی تھی مگر رعایا سے اُس کو کوئی واسطہ نہ ہوتا تھا چنانچہ اس موقع پر بھی نپولین سامانِ حرب سے مالا مال ہوگیا۔ یعنی ایک لاکھ بندوقیں۔ دو ہزار توپیں اور ہر قسم کا سامانِ حرب اُس کے ہاتھ لگا۔ ایسی فتوحات بے نظیر تھیں صرف ۲۰ دن میں نپولین بحرِ اعظم کے کنارے سے چل کر دریائے رین پر پہونچ گیا تھا اور چند روز میں رین سے وائنا پہونچا اور اُس کے دشمن اُس کے سامنے سے اُسی طرح اُڑ گئے جس طرح موسم خزاں میں ہوا کے سامنے سے پتے اُڑ جاتے ہیں۔

لیکن اگرچہ نپولین کو ایسی زبردست فتوحات حاصل ہو چکی تھیں تاہم وہ حد درجہ نازک حالت میں تھا۔ تمام یوروپ کے عقلا خیال کر رہے تھے کہ اب نپولین کا فرانس کو بخیریت واپس جانا محال تھا۔ کیونکہ اب وہ پیرس سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر تھا اور موسم بھی نہایت ہی سخت سرما کا آچکا تھا اور دشمنوں کے مقابلہ میں اُس کے پاس فوج بھی بہت تھوڑی تھی۔ اور آسٹریا جیسی زبردست سلطنت کے عین وسط میں وہ آچکا تھا اور جنوب سے ستر ہزار جرار سپاہ کے ساتھ آرچ ڈیوک چارلس دھاوا کرتا ہوا اُس کے مقابلہ کو آرہا تھا۔ اور آسٹریا کا شاہنشاہ فرانسس اپنے گماشتوں کے ذریعہ سے ہنگری کی اسی ہزار فوج کو نپولین کے مقابلہ میں جانے اور اُس سے جنگ کرنے پر آمادہ کر رہا تھا اور ایک لاکھ روسی فوج نپولین کے قریب آپہونچی تھی۔ اور اُس کے عقب میں دو لاکھ فوج پرشیا کی تھی۔ سب کو خیال تھا کہ اب نپولین وائنا کی مستحکم شہر پناہ کے اندر پناہ لیگا۔ لیکن حیرت کا مقام ہے کہ نپولین نے یہ کچھ نہ کیا بلکہ اپنی افواج کو لیکر آگے روانہ ہوا اور وائنا میں اتنا بھی نہ ٹھیرا کہ اُس کی تھکی ہوئی سپاہ ذرا بھی سستا لیتی۔ لیکن باوجود اس کے کہ نپولین جان بوجھکر ایسے خطرات میں جا گھسا تھا مگر ساتھ ہی اس کے وہ تمامی خطرات کو بڑی تیز اور دوربین نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ نپولین نہایت ہی نڈر سپہ سالار تھا۔

لیکن اسی کے ساتھ وہ سب سے زیادہ چوکنّا اور دور اندیش سردار تھا۔

نپولین کے بھائی لوئی کا قول ہے کہ نپولین اگرچہ نہایت بیباک اور بعض اوقات نہایت خطرناک کام اختیار کر بیٹھتا تھا اور اپنی کامیابیوں کو تقدیر کے حوالہ کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا لیکن واقعی ایسا حال نہ تھا۔ نپولین نے کبھی محض اتفاق پر اپنی تجاویز کو پورا ہونے کے لئے نہیں چھوڑا۔ مجھے یقین ہے کہ ماسکو کی مہم کے متعلق کوئی احتیاط جو امکانِ بشری میں ہو سکتی ہے نپولین نے باقی نہ چھوڑی تھی۔ اُس کا قاعدہ تھا کہ وہ ہر ایک معاملہ کے ہر ایک ممکن پہلو کو فوراً غور کر لیتا تھا اور اگرچہ تمام دنیا کے خبرلون کے خلاف اُس کو تمامی عمر میں شاذ ہی ہزیمت ہوئی تاہم ایسے نتایج کے متعلق وہ پہلے سے سب تیاریاں کر لیا کرتا تھا اُس نے ہر مہم کے موافق یا مخالف نتیجہ کے لئے اپنے تئیں تیار رکھا اور یہی تیاریاں تھیں جن کو وہ ایک مہم کی تجویز قایم کرنا کہا کرتا تھا۔"

میدانوں میں اب سرد ہوا چلنے لگی تھی اور پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے سفید ہو گئی تھیں مگر تاہم فرانسیسی فوج برابر آگے بڑھی چلی گئی۔ اور اب وہ یورپ کے اُس حصہ میں پہونچ گئی جہاں کُہر و برف کے طوفان آتے ہیں۔ اب وہ فرانس سے پندرہ سو میل کے فاصلہ پر تھی۔ اب آسٹرلٹز کے میدان میں اُس کا ایک لاکھ روسی فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ اور اس کے سردار یورپ کے دو شاہنشاہ تھے۔ اور چونکہ ان کے دل فتح کی خوشی سی اول ہی سے بھرے ہوئے تھے۔ انھوں نے نپولین کے آگے بڑھنے کو روکا۔ ایک لمحہ ضائع کرنے کا موقع نہ تھا۔ نپولین کے ساتھ اس وقت کل جمعیت ستر ہزار تھی۔ غنیم کے پاس ایک لاکھ فوج تو موجود تھی اور ہر طرف سے گاڑیوں کے پہیوں کی آوازیں سنی جا رہی تھیں اور بیشمار تعداد کے ساتھ سوار و پیدل دشمن کی طاقت بڑھانے کو چلے آرہے تھے۔

ملک روس کا پرانا دارالسلطنت تھا۔ یہاں نپولین کی چار لاکھ سے زیادہ فوج برف سے دب کر ہلاک ہوئی۔ یہ ۱۸۱۲ء کا واقعہ ہے اور مفصل حال آگے بیان ہو گا۔ ۱۲ مترجم۔

یکم دسمبر کو نپولین کا اپنے مخالفوں سے سامنا ہوا۔ نپولین نے کہا ہے "جبکہ میں نے غنیم کی زبردست فوج کے گھنے کالموں کو اپنے قریب دیکھا تو میری مسرت کا کوئی اندازہ نہ تھا اس لئے کہ فیصلہ کر دینے والی جنگ اب بہت جلد ممکن تھی۔" اس فوج کی نقل و حرکت دیکھ کر نپولین نے اس کی تجویز جنگ کو تاڑ لیا اور جب اس کو غنیم کا ارادہ معلوم ہو گیا تو اس کو اپنی فتح پر یقین کامل ہو گیا۔ اور اس نے اپنے جنرلوں سے کہا "کل شام سے پہلے یہ سپاہ آپ کے ہاتھ میں اسیر ہو چکے گی۔"

نپولین پشت رہوار سے تمام دن نہ اترا۔ اور اپنی فوج کی صفوں کا ملاحظہ کرتا پھرا اور ان کی ہمت بڑھاتا رہا۔ اسی کے ساتھ وہ میدان کی زمین کے نفع نقصان کو بھی بغور جانچتا رہا۔ اور مجروحوں کے رہائش و آرام کے لئے بھی کافی انتظام کر دیا۔ اور اس نے بڑی احتیاط سے ضروری ہدایتیں جاری کیں اور یہ بھی دیکھ لیا کہ ان ہدایتوں پر عمل ہو گیا وہ فوج میں جدھر نکل جاتا نعروں سے ہوا گونجنے لگتی۔ مختصر یہ ہے کہ یہ تمام دن لڑائی کی تیاریوں میں گذر گیا اور اب رات آئی لیکن نپولین اب بھی آنے والی جنگ کی تیاری میں ویسے ہی مصروف رہا۔ جب نپولین اس اندھیری رات میں گھوڑے پر سوار پھر رہا تھا۔ ایک سپاہی نے اپنی بندوق کی سنگین میں گھاس کی ایک پولی باندھ کر روشن کی کیونکہ آج نپولین کی تاج پوشی کے جلسہ کی تاریخ تھی۔ اب تمام فوج نے اسی طرح گھاس سے روشنی کی اور میلوں تک کمپو روشن ہو گیا یہاں تک کہ اس روشنی سے قریب کے پہاڑ روشن ہو گئے اور مخالف فوج کے دل دھڑکنے لگے۔ نپولین کی فوج اس وقت ایسی جوش مسرت سے بھری ہوئی تھی کہ اس نے بڑے زور و شور سے نعرے مارنا شروع کئے اور یہ نعرے متحدہ مخالف افواج کے خیموں میں صدائے منحوس کی طرح گونجنے لگے ٹھیک آدھی رات کا وقت تھا نپولین نے گھوڑا روک دیا اور اس ہیبت پیدا کر دینے والے منظر کو خاموشی سے دیکھتا رہا اور چھپی ہوئی قلبی مسرت سے نعروں کی آواز

سنتا رہا جو ستر ہزار فوج سے بلند ہو رہی تھی اور پھر اپنے خیمہ میں جا کر بڑی سرعت سے اُس نے حسب ذیل اعلان لکھوایا :-

"سپاہیو تم نے آسٹریا کے بادشاہ کی فوج کو الم میں شکست دی ہے اور آج اُسی ہزیمت کا بدلہ لینے کو یہ روسی فوج تمہارے مقابلہ کو آئی ہے لیکن یہ فوج بھی انھیں سپاہیوں کی ہے جن کو تم ہالے برن میں شکست دے چکے ہو اور جس کے تعاقب میں تم یہاں تک آئے ہو۔ ہماری فوج بڑے موقع سے مورچہ بند ہوئی ہے اور چونکہ غنیم دست راست کو حرکت کریگا اسلئے اُس کا ایک بازو ہماری زد میں ہوگا۔ اے دلاورو۔ آج میں خود تمہاری کمان کرنے کو ہوں۔ لیکن اگر تم نے اسی شجاعت اور ہنرمندی سے جس کے تم عادی ہو دشمن کی صفوں کو فوراً الٹ دیا تو میں تمامی خطرات سے قطعی دور رہونگا۔ اور مجھے قریب آنے کی ضرورت نہو گی۔ لیکن ہاں اگر فتح میں ایک دم کا توقف ہوا یا حالت مشتبہ ہوئی تو سب سے پہلا شخص جو دشمن کی صفوں میں گھس جائیگا وہ میں ہی ہونگا۔ دیکھو۔ آج فتح میں کوئی شک باقی نہ رہے"

کسی جنرل نے آج تک دشمن کی نقل و حرکت کو جس سے اس جنرل کو اپنی فتح کی توقع ہو اپنی تمام فوج کے سامنے باعلان بیان نہیں کیا ہے۔ اسلئے کہ فوج کا ایک غدار جا کر دشمن کو اس حال سے آگاہ کر سکتا ہے۔ لیکن نپولین کا ایک انوکھا حال تھا۔ اُس سپاہ کو وہ خوب اچھی طرح جانتا تھا جس پر اُس نے ایسا قوی بھروسہ کر رکھا تھا۔ اس کے سوا یہ مثال بھی عدیم النظیر مثال ہے کہ کوئی جنرل یہ اعلان کر کے اپنی سپاہ کو جوشِ سربازی اور تہور سے بھر دے کہ **"میں تمامی خطرات سے قطعی دور رہونگا"** ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ اب کسی دوسرے جنرل کو ایسی سرداری اور فضیلت نصیب ہو کہ وہ نپولین کی طرح اپنی فوج کے سامنے یہ اعلان کر سکے اور اس تجربہ کے اعادہ کرنے کی جرات کرے۔ اب کوئی صاحب خبردار یہ نہ فرمائیں کہ نپولین سنگدل۔ پُرہوس اور

خون آشام فاتح تھا۔ کیونکہ بدیہی امر ہے کہ خود غرضی اور ظلم سے کوئی سردار انسانوں کے دل پر حکومت نہیں کر سکتا۔ نپولین ان ستر ہزار سپاہیوں میں سے جو اس کے جھنڈے کے گرد جمع تھے ہر ایک کا دوست تھا اور صرف یہی وجہ تھی کہ وہ سب سچے دل سے اس کے مطیع فرمان تھے۔

آج رات میں نہایت شدت سے سردی تھی اور ابر سے آسمان صاف تھا۔ لیکن زمین کی سطح کے قریب بہت گہنا کہر تنا ہوا تھا جس سے دوست و دشمن تمیز نہ کئے جا سکتے تھے۔ افق میں غنیم کی افواج نے ایسی آگ روشن کر رکھی تھی کہ فرسنگوں تک یہ روشنی نظر آتی تھی اور جب ذخیرۂ ہیزم جل چکا تو تاریکی اور خاموشی چھا گئی۔ صبح کے چار بجتے ہی نپولین گھوڑے پر سوار ہوا اور کہر کی تاریکی میں اس نے ایک خفیف شور سنا اور اس کے تجربہ نے اس کو بتلا دیا کہ دشمن کی فوج متحرک ہو گئی تھی اور اس غرض سے کوچ کر رہی تھی کہ فرانسیسی فوج پر جیسا نپولین نے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا ایک بازو سے حملہ آور ہو۔ لیکن اپنی اس حرکت سے متحدہ مخالف افواج نے اپنے مرکز کو ایسا کمزور کر دیا تھا کہ نپولین کی فوج یکجائی اس پر بڑے زور شور سے حملہ کر سکتی تھی۔ اور نپولین نے ایسے ہی حملہ کی تجویز کی تھی۔ چنانچہ تیاری کے لئے بگل دئے گئے۔ فرانسیسی سپاہی ٹھنڈی زمین سے اٹھے اور ایک دم میں صفیں آراستہ ہو گئیں۔ ہر ایک افسر اپنے فرض منصبی سے آگاہ تھا اور ہر ایک سپاہی کا دل جوش سے بھرا ہوا تھا۔ ابھی ستاروں کی روشنی زائل نہ ہوئی تھی اور نہ مشرق میں سپیدۂ صبح کے آثار نمودار ہوئے تھے۔

رفتہ رفتہ ستارے غائب ہوئے اور افق میں صبح کی سرخی ظاہر ہوئی اور بڑے جاہ و جلال سے آفتاب عالم تاب نے عالم کو منور کیا اور بخارات کے بحر اعظم میں جو سطح زمین پر تنے ہوئے تھے آفتاب کی شعاعیں در آئیں۔ یہ آسٹرلٹز کے میدان کا آفتاب تھا۔ جو ایسی ضیا کے ساتھ طلوع ہوا تھا۔ آفتاب کے اس طرح طلوع

ہونے سے نپولین کے قلب پر بڑا اثر پڑا۔ ایسے ہی آفتاب کو وہ اپنے اوج اقبال کا ستارہ کہتا تھا۔ اس وقت تمام جنرل نپولین کے گرد جمع تھے اور اس کے حکم کے منتظر تھے۔

نپولین نے مارشل سولٹ سے پوچھا کہ پرٹ زن Pratzen کی پہاڑی پر پہونچنے میں تم کو کتنی دیر لگے گی؟" غنیم کی فوج کا یہی مرکز تھا جس کو بغلی کوچ سے وہ اب کمزور کر رہا تھا۔

مارشل سولٹ نے جواب دیا " میں بیس منٹ سے کم میں پہاڑی پر پہونچ جاؤنگا میرے سوار گھاٹی کے دامن میں ہیں اور کہر اور دھوئیں کی وجہ سے دشمن اُن کو دیکھ نہیں سکتا"

نپولین نے کہا " اگر یہی بات ہے تو بیس منٹ انتظار کرنا چاہئے اور چونکہ غنیم غلط چال چل رہا ہے تو ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اُس کے مخل ہوں"

ذرا ہی دیر بعد توپوں کی گرج سے ثابت ہو گیا کہ دشمن نے نپولین کی فوج کے داہنے بازو پر حملہ شروع کر دیا۔ نپولین نے فوراً کہا " لو اب وقت آ پہونچا" چنانچہ سب جنرل اپنے گھوڑے تیز کر کے اپنے اپنے سپاہیوں کے پاس جا پہونچے۔ نپولین بھی اپنے گھوڑے کو مہمیز کر کے سب سے اگلی صفوں کے سامنے جا پہونچا اور با آواز بلند پکار کر کہا " اے مردو دیکھو آخر دشمن نے وہی غلطی کی جو کل میں نے تمھارے سامنے بیان کی تھی اب وہ تمھاری ضربوں کے سامنے ہے۔ اس جنگ کا بس ابھی خاتمہ کردو"

اب کیا تھا۔ فرانسیسی فوج کے دل کے دل دشمن کے کمزور مرکز میں جا گھسے اور وہ ہنگامہ قتال برپا ہوا کہ جس کے بیان کا زبان کو یارا نہیں ہے۔ لیکن حملہ آوروں کے شدید حملوں کو کون روک سکتا تھا اور فرانسیسی فوج روسی فوج کے قلب میں ایسی در آئی کہ روسی فوج کے صاف دو ٹکڑے ہو گئے۔ حملہ آوروں نے روسیوں کو پامال کر ڈالا۔ اور روسی فوج میں بدحواسی سے بھاگڑ پڑ گئی اب نپولین کے شاہی ر[illegible] دھاوا ہوا اور روسی فوج بے رحمی سے قتل کی گئی۔ نپولین نے اب اپنی فوج

زو سے روسی فوج کے داہنے بازو کو روکا کہ بائیں کی مدد کو نہ آ سکے اور اپنی تمامی فوج
سے روسی فوج کے بائیں بازو پر حملہ کر کے اُس کو ایک آن میں تہ و بالا کر دیا اور پھر اسی طرح
ہوم کر روسی فوج کے داہنے بازو کا حال کر دیا اور اُس کا نشان باقی نہ رہا۔

اس ہزیمت خوردہ فوج کا ایک جزو جس میں کئی ہزار سوار اور پیدل تھے اب اس
ید سے فرار ہوا کہ قریب کی ایک جھیل کو جس کی سطح یخ سے منجمد ہو گئی تھی عبور کر کے
ی جان سلامت لیجائے۔ لیکن بھاری وزن کے نیچے یہ برف ٹوٹنا شروع ہوئی
اسی وقت نپولین کی فوج سے چند سیل کے گولے اُس پر آکر ایسے پھٹے کہ جا بجا
برف بالکل شگافتہ ہو گئی اور اب ان غرق ہونے والوں میں وہ نفسی نفسی پڑی تھی
مدانہ دکھائے ہر ایک متنفس اپنے بچنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کیا ہو سکتا تھا
لمحوں میں جھیل کی سطح پر کچھ باقی نہ رہا اور سطح مثل پیشتر کے ہموار ہو گئی۔ قریب کی
ڑیوں سے روس اور آسٹریا کے بادشاہ فوج کی بربادی دیکھ رہے تھے اور جب
ہوں نے دیکھ لیا کہ قطعی ہزیمت ہو گئی تو فراریوں کے ساتھ ہو کر بڑے رنج و غم
ساتھ تاریکی میں موریو کے میدان پر فرار ہوئے۔

لیجئے آسٹرلٹز کی جنگ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ یہ فتح بھی نپولین کی فتوحات میں سے
بہت بڑی فتح تھی اور اس فتح سے اُس کی تمام یوروپ میں اور بھی زیادہ شہرت
۔ متحدہ افواج کو سخت نقصان پہونچا۔ پندرہ ہزار تو مقتول و مجروح ہوئے اور
ہزار سپاہ کو نپولین نے قید کر لیا ایک سو اسی توپیں پینتالیس جھنڈے اور سامان حرب
شمار گاڑیاں فرانسیسیوں کے قبضہ میں آئیں۔ اس جنگ میں نپولین کی محفوظہ
م سے حرکت کرنے یا لڑائی میں شریک ہونے کی حاجت نہ ہوئی۔
بن پینتالیس ہزار فوج سے روس اور آسٹریا کی نوّے ہزار متحدہ
ش دیدی۔

اس ہزیمت خوردہ فوج میں اب ملابیان بدحواسی پھیلی ہوئی تھی اور فراریوں پر نپولین کی طرف سے سخت مار پڑ رہی تھی۔ بھاگتے ہوئے وحشی روسیوں نے راستہ کے تمام دیہات کو بڑی بے رحمی سے برباد کر دیا اور اپنی ہزیمت کا انتقام بیچارے دیہاتیوں سے لیا۔ نپولین کی فوج اُن کا تعاقب کئے چلی آ رہی تھی اور ان کی لہولہان لاشوں کو پامال کرتی چلی جاتی تھی۔ جب یہ دیکھا گیا کہ کوئی چارہ کار باقی نہ رہا تو شاہنشاہ فرانسس نے شاہزادہ جان کو نپولین کے پاس اس درخواست سے بھیجا کہ برائے چندے جنگ ملتوی کر دی جائے۔ تمام دن معرکہ قتال گرم رہ چکا تھا اور اب رات آ گئی تھی۔

شاہزادہ جان نے دیکھا کہ نپولین میدان جنگ میں تھا اور اپنے ہاتھوں سے مجروحوں کو مدد دے رہا تھا اور تسلی و تشفی کرتا تھا۔ اور در واقعی نپولین نے جب تک آرام نہ کیا جب تک کہ اُس نے خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیا کہ ہر ایک مجروح محفوظ مقام پر پہونچا دیا گیا۔ بہت سے جاں بلب ایسے مجروح بھی تھے کہ آنکھوں میں دم تھا اور لب پر نپولین کے لئے دعائیں تھیں ان کے سوکھے ہونٹھوں میں نپولین پانی ٹپکاتا تھا اور خود اپنے ہاتھ سے مقتولوں کے کوٹ اُتارتا اور ان جاں بلب سپاہیوں کے کانپتے ہوئے جسموں کو چھپاتا تھا۔

نپولین نے شاہزادہ جان کو بڑے تپاک سے لیا اور کہا " میں صلح کا بڑے شوق سے آرزومند ہوں۔ اور اگر شاہنشاہ آسٹریا مجھ سے کل ملاقات کر لے تو میرا پورا اطمینان ہو جائے " اسی کے ساتھ نپولین نے دشمن کا بڑی شدت سے تعاقب کرنے کے لئے سخت احکام جاری کر دئے۔ نپولین کی حالت اب بھی بہت نازک تھی۔ یورپ کے تمامی خود سر بادشاہ اُس کے خلاف ایک ہو رہے تھے اور شاہان نے اُس کے مقابلہ کو ایک زبردست فوج اور آ رہی تھی۔ ہنگری میں بڑے زور شور سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اسّی ہزار فوج کے ساتھ پرنس فرڈنینڈ دانتا پہ بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اور

دو لاکھ فوج سے پروشیا جدا دھمکی دے رہا تھا پس نپولین کو اپنی طاقت اور خطرات کا پورا علم تھا۔

دوسری صبح کو نپولین نے اپنی فوج میں حسب ذیل اعلان مشتہر کیا۔

"سپاہیو۔ مجھے تمھاری طرف سے پورا اطمینان ہو گیا۔ اور آسٹرلٹز کی جنگ میں تم نے وہ تمامی امیدیں جو مجھے تمھاری بہادری کی طرف سے تھیں پوری کر دیں اب تمھاری ناموری لازوال ہو گئی۔ اور تم نے ایسی ایک لاکھ جرار سپاہ جس کے سپہ سالار روس اور آسٹریا کے شاہنشاہ تھے چار گھنٹے میں یا تو کاٹ کر ڈالدی یا اس کو قطعی پراگندہ اور منتشر کر دیا۔ اور لو۔ دو مہینے کے اندر وہ تیسرا جتھہ جو یورپ کے بادشاہوں نے تمھارے خلاف قایم کیا تھا فنا ہو گیا۔ صلح اب کچھ دور نہیں ہے۔ لیکن اب میں ایسی صلح کرونگا کہ مخالف مجھے آیندہ کی بھی ضمانت دیدیں اور ہمارے رفقا کو کافی معاوضہ بھی ملجائے۔ اور جب وہ تمامی چیزیں جو ہمارے ملک کی خوش حالی اور امن کے لئے ضروری ہیں حاصل ہو جائینگی تو میں تم کو فرانس واپس لے چلونگا۔ فرانسیسی تم کو بڑی شادمانی سے دیکھینگے۔ تم کو صرف اسی قدر کہدینا کافی ہوگا کہ۔ ہاں آسٹرلٹز کی جنگ میں میں بھی شریک تھا۔" اور یہ سن کر تمھارے ہم وطن کہینگے "دیکھو بہادر ایسے ہوتے ہیں"!

دوسری صبح کو چند ہمراہیوں کے ساتھ چھ گھوڑوں کی گاڑی میں شاہنشاہ فرانسس اُس مقام کو روانہ ہوا جو ملاقات کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ نپولین ایک الاؤ کے پاس کھڑا تاپ رہا تھا۔ اور ایک پون چکی کا چھوٹا سا چھپر اُس کو سرد ہوا کے جھوکوں سے بچا رہا تھا۔ جس وقت فرانسس گاڑی سے اُترا نپولین نے بڑے تپاک سے اُس کو لیا اور کہا:

"دو مہینے سے مجھے اسی قسم کے ایوان میسر ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی ایوان میں میں آپ کا استقبال کرتا ہوں"

فرانسس نے بڑی بے تکلفی کے ساتھ جواب دیا "لیکن ان ایوانوں کا آپ نے ایسا اچھا استعمال کیا کہ وہ آپ کو پورے مرغوب ہوگئے ہیں "

دونوں شاہنشاہوں میں متواتر دو گھنٹے تک گفتگو رہی اور آخر زبانی شرائط صلح طے ہوگئیں چونکہ فرانسس نہایت شکستہ دل اور پراگندہ خاطر تھا۔ اُس نے تمامی کارروائیوں کا الزام انگلستان پر ڈالا۔

اُس نے کہا "انگریز سوداگروں کی ایک قوم ہیں اور اس غرض سے کہ تمام دنیا کی تجارت اُن کے قبضہ میں آجاوے اُنھوں نے تمام یورپ میں شعلۂ جنگ مشتعل کر رکھا ہے "

جب فرانسس کو اپنی توقع سے زیادہ مفید مطلب شرائط حاصل ہوچکیں تو اُسنے اپنے رفیق اسکندر کی سفارش شروع کی۔ اس پر نپولین نے کہا میں نے روسی فوج کو پوری طرح گھیر لیا ہے اور اب اُس کا ایک سپاہی بھی میرے ہاتھ سے بچکر نہیں جاسکتا۔ لیکن اگر آپ اس بات کا ذمہ لیں کہ روس کا بادشاہ ابھی اپنے ملک کو لوٹ جائیگا تو میں ابھی حکم جاری کئے دیتا ہوں کہ میری فوج آگے نہ بڑھے" اس پر فرانسس نے عہد واثق کیا کہ روسی فوج فوراً واپس چلی جائیگی۔

جب فرانسس واپس چلا گیا تو نپولین چند لمحے تک آگ کے قریب ٹہلتا رہا اور تھوڑی سی خاموشی کے بعد جس میں وہ بالکل غور میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا وہ کہنے ہوئے سنا گیا "افسوس۔ میں نے بڑی غلطی کی۔ میں آگے بڑھا چلا جاسکتا تھا اور روس اور آسٹریا کی سب فوج کو قید کرسکتا تھا۔ وہ دونوں قطعی میرے قبضہ میں تھیں۔ خیر۔ اب تو جو ہوگیا وہ ہوگیا۔ اس سے اور کچھ نتیجہ نہ نکلے گا تو اسقدر ضرور نکلے گا کہ بہت سی جانیں ہی بچ جائینگی "

نپولین نے جنرل سیویرے کو اسکندر شاہنشاہ روس کے صدر مقام پر بھیجا کہ جاکر دریافت

کرے کہ آیا وہ صلح پر کاربند ہوگا یا نہیں۔

جنرل سیویرے کو دیکھ کر اسکندر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا "اس جنگ میں تمہاری کامل فتح ہوئی۔ تمہارے شاہنشاہ نے بہت موقعوں پر نام کئے ہیں لیکن یہ فتح بھی بڑی ناموری کا باعث ہوگی۔ یہ پہلی جنگ تھی جس میں میں شریک ہوا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تمہاری فوج نے اس سرعت سے کام کیا کہ مجھے ہرگز اس بات کا موقع نہ ملا کہ ان مقامات پر جہاں میری فوج پر بہت داب پڑی تھی مدد پہونچا سکتا۔ میں دیکھتا تھا کہ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں تمہاری فوج میری فوج سے دوگنی نہ تھی۔"

سیویرے نے جواب دیا "جہاں پناہ۔ ہماری فوج تو آپ کی فوج سے تعداد میں بقدر پچیس ہزار کے کم تھی اور باوجود اس کے ہماری فوج سب اچھی طرح کام میں مصروف نہ کی گئی تھی لیکن ہم نے بہت تیزی سے کام کیا اور ہماری فوج کے ایک ہی دستہ نے کئی کئی مقام پر کام کیا۔ جنگ کا یہی ہنر ہے۔ ہمارا شاہنشاہ چالیس نہایت نامی جمی ہوئی لڑائیوں میں سپہ سالاری کرچکا ہے اور اب وہ فن حرب میں خام نہیں ہوسکتا۔ اور اگر آپ صلح نامہ پر کاربند نہوں تو وہ اس وقت آرچ ڈیوک چارلس کے مقابلہ میں کوچ کرنے کو آمادہ اور تیار رہے۔"

صفحہ ۲۳۵

اسکندر نے پوچھا "اچھا تمہارا شاہنشاہ کیا ضمانت چاہتا ہے۔ اور تم خود اس بات کی کیا ضمانت دیتے ہو کہ تمہاری فوج آگے نہ بڑھے گی۔"

سیویرے نے جواب دیا "آپ قول واثق دیدیجئے۔ اور شاہنشاہ نے مجھے ہدایت کردی ہے کہ جس وقت جہاں پناہ واثق قول و قرار کرلیں۔ میں فوراً تعاقب سے دست بردار ہوجاؤنگا۔"

اسکندر نے جواب دیا میں بخوشی قول دیتا ہوں اور اگر تمہارا کبھی میرے دارالسلطنت سینٹ پیٹرزبرگ میں آنا ہوا تو تم کو معلوم ہوگا کہ میں کس دوستانہ محبت سے تمہارے ساتھ

پیش آؤنگا۔"

چنانچہ فوراً جنگ موقوف کردی گئی اور دونوں ہزیمت خوردہ فوجوں کے باقی ماندہ حصے بلا مزاحمت اپنے ملک کو واپس چلے۔

جب نپولین وائنا کو واپس آرہا تھا تو راستہ میں آسٹریا کی فوج کے مجروح سپاہیوں کی اُس کو ایک جماعت ملی جو وائنا کے ہسپتال کو جارہی تھی نپولین فوراً گاڑی سے نیچے اُتر پڑا اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہ آواز بلند نعرہ مارا "حبذا اے مردان دلاور۔ شاباش اے شیران نام آور" نپولین کے ہمراہیوں نے بھی یہی کہا اور پھر نپولین اُسی طرح ٹوپی ہاتھ میں لئے ہوئے خاموش کھڑا رہا اور یہ جماعت اُس کے سامنے سے گذرتی رہی۔ ممکن نہیں کہ ایسی ہمدردی اور قدردانی پر جو اس وقت نپولین سے ظاہر ہوئی انسان کے قلب پر اثر نہ ہو یہ مجروح سپاہی وہی سپاہی تھے جو نپولین کے مقابلہ میں سر بکف ہو کر اپنے خون بہاچکے تھے۔ لیکن آخر تھے تو انسان ہی۔ نپولین کے اس برتاؤ سے اُن کے قلوب کا دوسرا حال ہوگیا۔ یا تو وہ پہلے نپولین کے جانی دشمن تھے یا اب نپولین کی محبت نے اُن کے دلوں میں اپنا گھر کرلیا۔

فرانس پر متحدہ بادشاہوں نے بڑی ناانصافی سے حملہ کیا تھا جس کے دفع کرنے میں کروڑوں روپیہ صرف ہوا تھا اور سات ہزار فرانسیسیوں کی جانیں تلف ہوئی تھیں اور مخالفین نے صلح کی ہر ایک تجویز اور ہر ایک درخواست کو رد کردیا تھا۔ پس نپولین نے بڑی دوراندیشی سے یہ عزم کیا کہ اپنی حالت کو ایسا مستحکم کرے کہ پھر محض اُس کی کمزوری کی وجہ سے مخالف اُس پر حملہ کرنے کی جرات نہ کرسکیں۔ لیکن بڑی عالی حوصلگی کی یہ بات دیکھنے کے قابل ہے کہ اس موقع پر اُس نے ملک فرانس میں ایک انچہ زمین کا بھی اضافہ نہ کیا صرف اُس نے آسٹریا کو خرچہ جنگ ادا کرنے میں مجبور کیا۔ اور بویریا اور ورٹم برگ کے رئیسوں کو بادشاہ کے معزز عہدہ اور درجہ پر پہونچادیا

اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی حدود فرماں روائی میں آبادی کا اس طرح اضافہ کیا کہ ہویریا میں تو دس لاکھ آدمیوں کی مردم شماری کے بقدر ملک کا اضافہ کر دیا اور ورٹمبرگ میں ایک لاکھ تراسی ہزار کا اضافہ کیا۔ ان کے علاوہ بیڈن کی چھوٹی ریاست میں بھی ایک لاکھ تیرہ ہزار باشندوں کے بقدر ملک کا اضافہ کیا گیا اور اس طرح نپولین نے اپنے رفیقوں کو قوی کر کے فرانس اور تین مخالف سلطنتوں یعنی آسٹریا۔ پروشیا اور روس کی درمیانی سرحد کو مستحکم کر لیا۔ اور اپنی مشرقی سرحد سے آسٹریا کو دور ہٹا دینے کا اُس نے یہ انتظام کیا کہ وینس کی ریاست کو اُس نے اٹلی کی بادشاہت میں شامل کر دیا اور اس کے معاوضہ میں آسٹریا کو سالسبرگ پر قابض کر دیا۔

یہ تبدیلیاں فرانس کی حفاظت کے لیے سخت ضروری تھیں اور اگر نپولین اپنے مخالفوں سے چھین کر اپنے رفیقوں کو اتنا ملک نہ دیتا تو اُس پر الزام عاید ہو سکتا تھا کہ ملکی دوراندیشی اُس میں قطعی نہ تھی۔ اگر نپولین اس سے بھی زیادہ لیتا تو اُس پر ناانصافی یا دست درازی کا الزام نہیں آسکتا۔ اُس نے صرف یہ تجویز کی تھی کہ فرانس اور اُس کی مخالف سلطنتوں کے بیچ میں ماتحت ریاستیں حائل کر دے اور فرانس کو مفتوح دشمنوں کے حملوں سے جواب بھی مخالفت پر آمادہ تھے محفوظ کرنا ہر طرح قرین مصلحت تھا۔

جب صلح نامہ پر دستخط ہو چکے تو نپولین نے اپنے سپاہیوں کو حسب ذیل اعلان دیا۔

"آسٹریا کے بادشاہ سے صلح نامہ ہو گیا۔ گذشتہ موسم خزاں میں تم نے دو مہمات سر کیں۔ تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تمھاری مصائب اور تکالیف میں تمھارا شاہنشاہ ہر طرح تمھارا شریک رہا۔ اب تمھارا شاہنشاہ یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے شاہنشاہ کو جو دنیا کی سب سے اول درجہ کی قوم کا فرماں روا ہے پورے تزک و احتشام سے بھی جس کا وہ سزاوار ہے دیکھ لو۔ اور ایسے موقع پر تم ضرور موجود ہو گے۔ اور ہم اُن سب دلیروں

کا نام جوان مہمات کے میدان عزت وشہرت میں کام آئے ہیں دنیا میں مشہور کرینگے دنیا دیکھ لیگی کہ ہم ہمیشہ ایسے ہی مردوں کی پیروی کرتے رہینگے۔ اور اگر ہم کو اپنی قومی عزت کا انتقام لینے یا یورپ کی صلح اور امن وچین کے دائمی دشمنوں کے حملوں کے روکنے کی ضرورت ہوئی تو ہم ان مردوں سے بھی جو فرانس کی خاطر اپنی جانیں قربان کر چکے بڑھکر کارہائے نمایاں کرینگے۔ فرانس پہونچنے میں تم کو تین ماہ درکار ہیں لیکن اس مراجعت کے دوران میں تم وہ مثال دکھادو کہ دنیا کی افواج کے لئے نیک چلنی کا نمونہ ہوجائے۔ تم کو اب اظہار شجاعت کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب تم کو صرف یہ دکھانا ہے کہ فرانس کے بہادر قواعد کے کیسے سخت پابند ہیں اور کیسے نیک چلن ہیں۔ ان غیر ریاستوں میں جہاں سے اب تمھارا گذر ہونیوالا ہے تمھارے اطوار ایسے سلیم ہوں کہ یہ غیر لوگ تم کو اپنا عزیز سمجھیں اور تم اُن کے خاندانوں میں اُن کے بچوں کی طرح نظر آؤ "

اس کے بعد نپولین نے وہ ہدایتیں لکھوائیں جن کے مطابق فرانسیسی فوج کو فرانس لوٹنا چاہئے تھا۔ اس سفر میں نپولین نے بہت چھوٹے کوچ مقرر کئے تھے کہ سپاہ بآرام واپس جاسکے۔ پھر وہ خود پیرس کو بڑی تیزی کے ساتھ روانہ ہوگیا اور راہ میں ہرگز اسقدر نہ ٹھہرا کہ لوگوں کو خیر مقدم یا اظہار مسرت کا موقع ملجاتا۔ پیرس میں اُس کے واپس آنے کے متعلق بڑے بڑے سامان اور دھوم دھام کے انتظام ہوئے تھے لیکن اُس نے ان سب خوشی کے اظہار کرنے والوں کو محروم کردیا اور رات کے وقت شہر میں اس طرح داخل ہوا کہ کوئی اُس کے ہمراہ بھی نہ تھا۔ پیرس کا افسر اعلیٰ دوسری صبح کو اُس کے حضور میں داخل ہوا اور مبارکباد دینے کے بعد شکایت کرنے لگا کہ پیرس کے حکام اور جمہور کو اظہار مسرت کا کوئی موقع نہ دیا گیا۔

اس پر نپولین نے حسب ذیل جواب دیا جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے :-

" اگر مجھکو شکست ہوئی ہوتی تو میں واقعی بڑے تزک واحتشام سے پیرس میں داخل

ہوتا کہ مخالفین کو معلوم ہو جاتا کہ فرانسیسیوں کو مجھ سے سچی اور قلبی محبت ہے اور میرے اقبال و نصرت ہی تک، وہ محبت محدود نہیں ہے۔ اور باوجود میری ہزیمت کے جب پیرس والے میرا دھوم دھام سے استقبال کرتے تو مخالفین کو معلوم ہو جاتا کہ فرانس کے جمہور اپنے اور میرے معاملہ کو واحد جانتے ہیں۔ اب چونکہ میں فاتح و فیروز لوٹا ہوں تو میں ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ اظہار نمائش کیا جاوے اور میری قوم والوں پر خوشامد کا الزام لگے۔"

یہ زبردست جتھہ جو فرانس کے خلاف قایم ہوا تھا اور جس کو نپولین نے ایک ضرب سے پاش پاش کر دیا **ولیم پٹ** نے قایم کیا تھا۔ چنانچہ اس جتھہ کا فنا ہو جانا اُس کے بانی کے لئے صدمۂ مرگ ثابت ہوا۔ اور جب یہ مہلک خبر پہونچی کہ متحدہ افواج کا **آسٹرلٹز** کے میدان میں کام تمام ہو گیا تو یورپ کے نقشہ کو وہ نہایت حسرت سے بہت دیر تک دیکھتا رہا اور پھر منہ پھیر کر کہنے لگا "اچھا لو۔ اب اس نقشہ کو لپیٹ دو۔ کیونکہ اب پچاس برس تک اس کے کھلوانے کی حاجت نہ ہو گی" ولیم پٹ کی حالت اب ساعت بہ ساعت خراب ہونے لگی اور ۲۳ جنوری ۱۸۰۶ء کو جب کہ اُس کی صرف ۴۷ ہی سال کی عمر تھی اُس کا انتقال ہو گیا۔ اُس کی آخری لفظیں یہ تھیں "افسوس **میرے ملک**" الیسن صاحب لکھتے ہیں " جس وقت فرانس میں انقلاب شروع ہوا۔ ولیم پٹ اسی وقت سے تمام جتھہ بندیوں کا بانی اور اُن کی روح ہو گیا۔ یہ جتھے صرف اس لئے قایم کئے جاتے تھے کہ انقلابی اصول دوسرے ممالک میں اپنا رنگ نہ جمانے پائیں۔ آزادی کا تو وہ بڑا مستقل حامی تھا لیکن جمہوری حکومت کا وہ سخت مخالف تھا۔ اُس کو فرانس سے عداوت نہ تھی۔ اُس کو صرف جمہوری فرانس سے مخالفت تھی۔"

صفحہ ۲۳۶

آسٹرلٹز کی فتح کی یادگار میں بہت سے تمغے تجویز ہوئے تھے۔ ایک دن صبح کو **ڈینون** نپولین کے پاس سینٹ کلاوڈ میں آیا۔ اُس کے پاس بہت سے تمغے تھے۔ منجملہ اُن کے ایک تمغہ میں ایک طرف **نپولین** کا سر تھا اور دوسری طرف ایک عقاب تھا جس کے

چنگل میں ایک تیندوا تھا۔

نپولین نے پوچھا اُس سے کیا مراد ہے" ؟

ہانیشیورڈ وے نن نے جواب دیا "جہاں پناہ یہ فرانس کا عقاب ہی جس نے انگلستان کے تیندوے کو اپنے چنگل میں گرفتار کر لیا ہے"

نپولین نے یہ تمغہ بڑی حقارت سے زمین پر پھینک دیا اور کہا :-

"تم کو یہ کہنے کی کیسے جرات ہوئی کہ فرانس کے عقاب نے انگلستان کے تندوے کو اپنے چنگل میں گرفتار کر لیا ہے ۔ لیکن حالت یہ ہے کہ میں چھوٹی سے چھوٹی کشتی سمندر میں ایسی نہیں بھیج سکتا ہوں جس کو انگلستان گرفتار نہ کرے ۔ اور واقعی بات تو یہ ہے کہ انگلستان کے تیندوے نے فرانس کے عقاب کو زیر کیا ہے ۔ جاؤ اس تمغے کو ابھی توڑ دو اور خبردار ایسا تمغہ پھر کبھی میرے سامنے پیش نہو"

جس دھوم دھام کی نپولین نے فتح پائی تھی اُسی شان وشکوہ کے ساتھ اس نے اپنی افواج کے ساتھ فیاضی کا بھی برتاؤ کیا۔ یعنی اُس نے اُن تمامی افسروں اور سپاہیوں کے لڑکوں کو جو اس مہم میں کام آگئے تھے اپنا متبنیٰ بیٹا کر لیا اور اُن کی پرورش اور تعلیم سرکاری خزانہ سے ہونے لگی۔ اور یہ بات ثابت کر دینے کو کہ وہ شاہنشاہ کے بیٹے تھے اُن کو اجازت دے دی گئی تھی کہ اپنے نام کے ساتھ نپولین کا لفظ اور لگالیں۔ جنرلوں کی بیواؤں کو اس نے چھ ہزار فرانک سالانہ کی پنشن دی۔ کرنلوں کی بیواؤں کو دو ہزار پانسو کپتانوں کی بیواؤں کو ایک ہزار دو سو پچاس اور جملہ مقتول سپاہیوں کی عورتوں کو دو سو فرانک سالانہ کی پنشن عطا کی۔

اس مہم کے دوران میں نپولین جوزیفائن کو روزانہ خطوط بھیجا کرتا تھا ان میں سے بعض خطوط ایسے بھی ہوتے تھے کہ الاؤ کی روشنی میں ڈھول پر رکھکر لکھے جاتے تھے یا وہ گھوڑے پر سوار کاٹھی کے اگلے اونچے حصہ پر رکھکر اُن کو گھسیٹ دیا کرتا تھا۔

اور یہ وہ وقت ہوتا تھا کہ فریقین میں معرکۂ کارزار گرم ہوتا تھا اور گولے چلتے ہوتے تھے۔ یہ خطوط نپولین کی قلبی محبت کے نوٹو ہیں۔ یہ نہایت مختصر خطوط ہیں لیکن ایسی جلدی کے لکھے ہوئے ہیں کہ بعض وقت جوزیفائن کو ان کے پڑھنے میں اپنی تمامی لیاقت اور عملی استعداد صرف کر دینا پڑتی تھی۔ چند خطوط ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عالی شان عظمت و جاہت نے اس کے سینہ کے شعلہ محبت کو بجھا نہ دیا تھا۔

(۱)　۲۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء　۱۰ بجے دن۔

"میں ابھی تک بالکل تندرست ہوں۔ میں سٹٹ گارڈ کو جا رہا ہوں۔ آج کی شب وہاں مقیم ہونگا۔ فوج کا اصلی کوچ شروع ہو گیا۔ بیڈن اور ورٹم برگ کی افواج مجھ سے ملیں۔ میں بہت موقع سے ہوں۔

نپولین

(۲)　۱۲۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء۔ ۱۱ بجے شب۔

"پیاری جوزیفائن۔ میری فوج میونخ میں داخل ہو گئی۔ دشمن کو ہزیمت ہو گئی ہر بات سے معلوم ہوتا ہے کہ میری تمامی مہمات سے یہ مہم مختصر ہو گی اور بڑی کامیابی سے انجام پائیگی۔ میں بالکل بخیریت ہوں۔ لیکن موسم نہایت سخت ہے۔ ایسا لگا تار مینہ برس رہا ہے کہ دن میں دو دو بار کپڑے بدلتا ہوں۔ تمہاری محبت کا شعلہ میرے سینہ میں بھڑک رہا ہے اور میرے آغوش محبت میں تمہاری جگہ موجود ہے۔

نپولین

(۳) ۱۹- اکتوبر

میری پیاری - میں بہت تھک گیا ہوں - اس ہفتہ شب و روز مجھے بھیگتے ہوگیا ہے سردی سے میرے پیر بیکار ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے ذرا میری طبیعت ناساز ہو گئی ہے آج مجھے تھوڑی سی مہلت ملی ہے - میری تجویز حسب مراد پوری ہو گئی - سادے سادے کوچ کر کے میں نے آسٹریا کی فوج کا خاتمہ کر دیا - میں نے ساٹھ ہزار فوج قید کر لی ہے اور ایک سو بیس توپیں - نوّے جھنڈے - اور تیس سے زیادہ جنرل میرے قبضہ میں ہیں - اب میں روسی فوج کے تعاقب میں جاتا ہوں - روسیوں کی بھی خیر نہیں ہے مجھے اپنی فوج پر پورا بھروسہ ہے - میری طرف صرف پندرہ سو آدمیوں کو گزند پہونچا ہے جن میں سے ایک ہزار خفیف مجروح ہیں - جوزیفائن - خدا حافظ - ہزاران ہزار اشتیاق -

نپولین

---

(۴) ۳- نومبر - دس بجے شب -

میں خیزاخیز دھاوے کر رہا ہوں - نہایت ہی سخت سردی ہے - زمین پر ایک ایک فٹ برف جم رہی ہے اور اس سے ذرا تکلیف ہے مگر خوش قسمتی سے ہم جنگل میں کوچ کر رہے ہیں - میری تندرستی ٹھیک ہے معاملات کی حالت بھی عمدہ ہے - میرے مخالف مجھ سے زیادہ متفکر ہیں - خط بھیجو کہ تمھاری خیریت معلوم ہونے سے میرا اطمینان ہو - اچھا - خدا حافظ - اب میں ذرا لیٹتا ہوں -

خیر طلب نپولین

(۵) - ۱۵- نومبر ۹ بجے شب -

پیاری جوزیفاین - دو دن ہوئے کہ میں وائنا سے روانہ ہو گیا - میں ذرا تھک گیا

ہوں۔ شہر کو میں نے دن میں نہیں دیکھا۔ رات کو میں شہر سے گذرا تھا۔ میری تمامی فوج ڈینوب کے پار روسیوں کے تعاقب میں ہے۔ جس وقت ممکن ہوا میں تم کو بلا لونگا۔ الوداع۔ ہزاران اشتیاق۔

نپولین

---

(۶)　۱۶۔ نومبر

جوزیفائن۔ میں نے تم کو لکھ دیا ہے کہ تم فوراً بیڈن کو چلی آؤ۔ اور وہاں سے اسٹٹگارڈ ہوتی ہوئی میونچ کو آجاؤ۔ اپنے ہمراہ ایسے سامان لیتی آنا کہ یہاں کی لیڈیوں اور افسروں کو تحائف دے سکو۔ دیکھو اظہار تمکنت نہ کرنا۔ ہر شخص تمھارے سامنے اظہار اطاعت کریگا۔ تم ہر بات کی مستحق ہو تم کو صرف اظہار اخلاق کی ضرورت ہے۔ ورٹم برگ کے فرماں روا کی بیوی انگلستان کے بادشاہ کی بیٹی ہے۔ بڑی دلربا اور صاحب سلیقہ خاتون ہے اس سے تم بہت محبت اور پیار سے ملیو۔ لیکن اس محبت میں تصنع کا دخل نہ ہو مجھے جس وقت مہلت ہوئی میں بڑی خوشی سے تمھارے پاس آجاؤنگا۔ اب میں اپنی فوج کے ہراول میں شریک ہونے کو جارہا ہوں۔ موسم نہایت سخت ہے۔ برف متواتر گرے جاتی ہے باقی جملہ معاملات رو بہ کامیابی ہیں۔ میری پیاری جوزیفائن۔ الوداع۔

نپولین

---

(۷)　۳۔ دسمبر ۱۸۰۵ء

جوزیفائن۔ میدان جنگ سے میں لبرن کو تمھارے پاس بھیجتا ہوں روس اور آسٹریا کی فوج کو میں نے شکست فاش دیدی۔ یہ وہ فوجیں تھیں جن کے سپہ سالار دو شاہنشاہ تھے۔ آٹھ دن ہو گئے ہیں کہ کھلے آسمان کے نیچے میں شب باش ہوں۔ یہ راتیں نہایت ہی سرد ہیں۔ آج رات کو میں ایک گڑھی میں جو پرنس کانٹز کی ہے صرف

صفحہ ۱۳۷

دو یا تین گھنٹے استراحت کرونگا۔ روسی فوج کو صرف شکست ہی نہیں ہوئی ہے بلکہ وہ برباد ہوگئی۔

مشتاق دیدار **نپولین**

---

(۸) ۵- دسمبر ۱۸۰۵ء

میں نے بارے چندے صلح کرلی ہے جس کی روسیوں نے مجھ سے التجا کی تھی۔ آسٹرلٹز کی فتح میری سب فتوحات سے نامور ہے میں نے ۴۵ جھنڈے۔ ایک سو پچاس توپیں چھین لیں اور بیس جنرلوں کو قید کرلیا ہے۔ غنیم کی طرف بیس ہزار فوج ماری گئی۔ واقعی بڑا ہیبت ناک منظر تھا۔ شاہنشاہ اسکندر کو مایوسی نے گھیر لیا ہے۔ کل شاہنشاہ آسٹریا سے میری ملاقات ہوئی۔ اس وقت میں الاؤ کے پاس کھڑا تاپ رہا تھا۔ دو گھنٹے گفتگو رہی۔ اور ہم دونوں صلح کر لینے پر متفق ہو گئے۔ موسم نہایت خوفناک ہے۔ لو اس صلح سے پھر تمام یورپ میں ٹھنڈک پڑ گئی امید ہے کہ اب تمام دنیا میں صلح ہو جائیگی۔ اب انگریز ہمارے مقابلہ میں سر اٹھانے کے قابل نہ رہینگے۔ تمہاری ملاقات کا مجھے بہت اشتیاق ہے۔ میں بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں۔ الوداع

نپولین

---

(۹) ۱۰- دسمبر ۱۸۰۵ء

جوزفائن۔ تمہارا خط بہت دنوں سے میرے پاس نہیں آیا۔ بیڈن۔ اسٹٹ گارڈ اور میونخ کی تفریحوں اور تماشوں نے ہمارے سپاہیوں کو قطعی فراموش کرا دیا ہے کہ وہ کبھی مینہ میں بھیگے تھے۔ یا کیچڑ اور خون میں لتھڑے تھے۔ اب میں وائنا جارہا ہوں روسی فوج اپنے ملک کو ہزیمت خوردہ اور ذلیل واپس جارہی ہے۔ میں بڑی اشتیاق

کے ساتھ تمھارے پاس واپس آ

---

(۱۰) ۱۹۔ دسمبر ۱۸۰۵ء

اے ملکۂ فلک بارگاہ مرحبا۔ اور شاباش۔ جب سے آپ
ے گئیں اس بندہ کے نام ایک گرامی نامہ بھی تحریر نہ فرمایا۔ آپ بیڈن ـ
ڈن تشریف فرما ہوئیں اور اس خاک نشین کو دو حرفوں سے بھی یاد نہ کیا۔ یہ آئین ـ
نوازی تو نہ آپ کے شایان ہی ہے اور نہ آپ کی ذات سے بھلا ہی معلوم ہوتا ہے
یہ حقیر اب تک برن میں ہے۔ روسی افواج چلی گئیں اور برائے چندے صلح ہے۔ آ
خاتونِ عرش مکان ایک نگاہِ التفات اپنے زرخریدوں پر بھی لازم ہے۔

بندۂ بارگاہ نپولین

باب سی و دوم

الحاق و اتحاد

آسٹرلٹز سے شاہنشاہ کی مراجعت - وزیر خزانہ کے نام خط - فرانس کی ترقی میں نپولین کی کوشش - شاہنشاہ کا مذہبی طریق اور خیال - جینوا سے ڈیپوٹیشن کا آنا - جینوا کا الحاق - نیپلس کا طرز عمل - یورپ کے بادشاہوں کی گستاخی - اعلان - پریشانی - ہالینڈ - سس آلپین ریپبلک - یوجین کی فرماں روائی - پیڈمانٹ - نپولین کی بلند نظری - فرانس کے لئے دوسرے ممالک سے اتحاد کی ضرورت - اپنی غیر یقینی حالت پر شاہنشاہ کی واقفیت - پوپ کی بدعہدی - سپین کے جہازوں پر حملہ - ٹرافالگر کی جنگ - فاکس - انگلستان سے صلح کرنے میں دشواری - فاکس کا انتقال -

آدھی رات کو نپولین جوزفائن کے ہمراہ پیرس کی اندھیری سڑکوں پر وارد ہوا - اور سیدھا ٹوئی لریز کو گیا اور جلد جلد زینے پر چڑھ کر اپنے اجلاس کے کمرہ میں داخل ہوا اور اپنی پوشاک اتارے یا ذرا سی آرام کئے بغیر اس نے اسی وقت وزیر خزانہ کو طلب کیا اور تمام رات نہایت محنت اور احتیاط کے ساتھ بنک کا حساب جانچتا رہا - اس نے فوراً مالی دقتوں کو معلوم کر لیا - اس سے پہلے بھی بولون سے جبکہ وہ الم کی مہم پر جانے کی تیاریاں کر رہا تھا اور چاروں طرف سے افکار سے گھرا ہوا تھا اس نے وزیر خزانہ کو حسب ذیل

انتظام کر دئے تھے اور اُن کی خبر گیری اور انتظام کے لئے افسر مامور کر دئے تھے اور اس امر کے متعلق تمامی مورخ ہم زبان ہیں۔

ایسے ایسے مختلف النوع کارہائے عظیمہ اور رسل و رسائل اور فوجی افکار کو درمیان جیسی دوسرے انسان پر کبھی نہیں پڑیں۔ نپولین انسانوں کی رفاہ اور بہبودی کے عظیم الشان کاموں میں بھی ہمہ تن مصروف رہا۔ اُن ذرا ذرا سی مہلتوں میں جو محض اتفاق سے اُس کو اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے دوران میں مل جاتی تھیں اُس نے تمامی فرانس کے دُوسرے کے جہاں جانا ذہنی اور اخلاقی ترقی کا کچھ نہ کچھ سامان کر دیتا۔ پیرس میں نپولین کے نشانات اب بھی باقی ہیں اور فرانس کے کسی دور و بعید حصے میں چلے جائے اور وہاں نپولین کی ہمدردی۔ دور اندیشی اور فراست اور ان تھک عزم و ہمت کے نشان نظر آئینگے اُس نے فرانس کے قدیم بادشاہوں کے مقبرہ سینٹ ڈینس کو نہایت خراب اور شکستہ حالت میں دیکھا۔ فوراً اُس نے اُس کی مرمت کرا لی اور پہلے سے زیادہ بارونق بنا دیا اسی طرح سینٹ جینی دیو St. Genevieve کے گرجا کو جو خراب خستہ ہو گیا تھا درست و آراستہ کر دیا۔

اُس نے وینڈوم کے عالی شان ایوان کو بطور یادگار کے بنا کیا اور اس کا دھات کا بلند چار پہل کا مینار جس پر پیتل کے اُبھرے ہوئے حروف میں الم اور آسٹرلٹز کی مہمات کے حالات درج ہیں۔ سیاح کو حیرت میں ڈال دیتا ہے اور یہ یادگار۔ فوج عظیمہ کے نام سے منسوب کر دی گئی ہے۔ یہ مینار اُن توپوں کے لوہے سے بنا ہے جو الم اور آسٹرلٹز کی مہمات میں دشمن سے چھینی گئی تھیں۔ نپولین جنگ میں صرف اسی مدعا سے مصروف رہا تھا کہ فرانس پر یورشیں نہوں اور اُس کی دوسری اقوام سے صلح رہے اور اُس نے اسی پچھلی مہم سے جو بڑی اہم اور بالآخر خیز تھی تمامی براعظم یوروپ میں ٹھنڈک ڈال دی۔ نپولین کی خواہش تھی کہ اس مینار پر صلح کی مورت ڈھال کر قایم کی جاوے

لیکن شکر گذار فرانسیسی قوم نے اس بات پر بہت زور دیا کہ مینار کی چوٹی پر صلح کے بانی سورما یعنی خود نپولین کا بت قایم کیا جاوے ۔ جب پچیس سال متواتر یوروپ کو برباد کر کے متحدہ بادشاہوں کی مخالف فوجیں پیرس میں درآئیں اور نپولین کو جلا وطن کردیا اور قدیم خاندان بوربون کو بحال کیا تو اس شاندار مینار سے نپولین کے بت کو اتار ڈالا ۔ یہ تو کیا ۔ لیکن نپولین کے اس بت کو جو فرانسیسیوں کے گوشۂ جگر میں جگہ پا چکا تھا ۔ یہ دشمن جدا نہ کرسکے یعنی ۔ بوربون خاندان کو قوم نے پھر فرانس بدر کردیا اور نپولین کا بت پھر اسی مقام پر نصب کردیا گیا اور اب کسی کی مجال نہیں کہ قوم کے محبوب کے اس بت کو کوئی پلید ہاتھ لگا سکے ۔

ٹوئی لریز کو لووری سے ملا کر نپولین نے اس کو اعلیٰ ترین ایوان کردیا ۔ یہ ایوان اس درجہ پر اس غرض سے نہ پہونچایا گیا تھا کہ شاہنشاہ اس میں رہ کر عیاشی اور نفس پرستی کرے بلکہ یہ قوم کا ایوان تھا جس کو اس ایوان کے ساکن بادشاہ سے طرح طرح کے فوائد پہونچ رہے تھے ۔ کیروزیل میں فتوحات کی یادگاریں نہایت ہی عظیم الشان محراب تعمیر کی گئی ۔ اور اس سے بھی عالی شان محراب کی اسی سال الیسین فیلڈ کے میدان میں بنیاد رکھی گئی ۔ اس کے علاوہ پندرہ اور دوسری رفیع الشان عمارتوں کی پیرس میں بنیاد رکھی گئی ۔ بڑی زبردست کلیں دریائے سین کے کنارے اس غرض سے لگائی گئیں کہ دریا کا پانی بلند کر کے اٹھارہ فواروں میں پہونچایا جاوے جو رات دن برابر چھوٹتے رہتے تھے ۔ دریا کے کنارہ نہایت عمدہ گھاٹ تعمیر کیے گئے اور ایک نہایت عالی شان پل جو پہلے سے چھڑا ہوا تھا تکمیل کو پہونچایا گیا ۔ اور اس کا نام آسٹرلٹز برج رکھا گیا ۔ اس کے بعد ایک اور جدید پل کی بنیاد ڈالی گئی اور اس کا نام جینا برج رکھا گیا ۔ یہ سب عمارتیں ان بڑی عمارتوں کا صرف ایک جزو تھیں جو پیرس میں شروع کی گئی تھیں ۔ فرانس کے دور دور بعید صوبوں میں بھی نپولین نے رفاہ عام

کے کاموں کی طرف پوری توجہ کی۔ بڑی بڑی نہریں نکال کر اُس نے تمام فرانس کو سیراب کر دیا۔ بڑی بڑی سڑکیں جنھیں دیکھکر سیاح دنگ ہو جاتا ہے اُسی کے زمانہ کی یادگار ہیں۔ نپولین نے سڑکوں کا کام چھیڑ کر سخت تاکید کی کہ بہت جلد ختم ہوں سپلن کا درہ جس کا نام دنیا میں مشہور ہے نپولین ہی کا درست کرایا ہوا ہے۔ موسیل کی گھاٹی کی سڑک رونیں سے لیکر لیانس تک عظیم الشان سڑک نیس Nice سے لیکر جینوا Genoa تک کی بڑی سڑک۔ کوہستان سینس اور جنیور۔ اور دریائے رین کے کنارے کی طولانی سڑک اور اینٹورپ کی رفیع الشان عمارتیں۔ اس بات کی کبھی نہ مٹنے والی شہادت ہیں کہ نپولین کی یہی آرزو تھی کہ اس ملک کو خوش حال اور مالا مال کر دے جس کے جمہور نے اُس کے سر پر تاج شاہی رکھا تھا۔

انھیں کاموں سے نپولین کو روحانی مسرت ہوتی تھی اور یہی وہ شہرت تھی جس کی اُس کو آرزو تھی اور یہی وہ لازوال ناموری تھی جس کا وہ دلدادہ تھا۔ اپنے بعد وہ یورپ میں ایسے ایسے نشان چھوڑ گیا ہے کہ اب کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتے۔ لیکن صد افسوس یورپ اُس کے مقابلہ پر آمادہ اور تیغ بکف رہا اور مخالفوں کے حملے روکنے کو اسے ہمیشہ اس کی ضرورت رہی کہ باوجود ان رفاہ عام کے کاموں کے چار لاکھ استمراری فوج کی بھی تنخواہ دیا کرے اور آئے دن کی لڑائیوں کے صرف بھی برداشت کیا کرے۔

نپولین ایک بڑا سنجیدہ شخص تھا۔ اور مذہبی خیالات کی طرف اس کا پورا رجحان تھا سن شعور سے وہ ہمیشہ لہو و لعب اور دوسری قسم کے رواجی شوقوں سے محترز رہا اور جب جوان ہو کر پختہ کار سپاہی اور تجربہ کار جنرل ہو گیا تو سپاہیوں نے اُس کو فادر تھاٹ فل (خیال میں ڈوبا ہوا پادری) خطاب دیا۔ اگرچہ وہ مسیحی مذہب کو منجانب اللہ اور منزل من اللہ عقیدتاً نہیں سمجھتا تھا تاہم بائبل کے مذہب کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ ملحد یورپ کی طرف سے اُس پر طعنے ہوتے تھے تاہم وہ بڑے استقلال سے اپنی رائے کا

پابند رہا کہ جماعت کی بہبودی کے لئے مذہب ایک لازمی شے ہے اور اس سے بھی زیادہ ضروری ہے انسان اور بلکہ خود روح کو مذہب کی حاجت ہے۔ نپولین کی صرف ۲۴ ہی سال کی عمر تھی کہ اس نے اپنے بھائی لوئی کو جس کی اُس وقت پندرہ برس کی عمر تھی اور نیک چلن ایماندار لڑکا تھا رومن کیتھولک فرقہ میں داخل ہوجانے پر آمادہ کیا۔ لوئی کہتا ہے "میں اُس وقت ایک کم سن لڑکا تھا اور میں اپنے بھائی بوناپارٹ ہی کے مشورے اور تاکید سے رومن کیتھولک فرقہ میں داخل ہوا اُس نے میری تعلیم کے لئے ایک لائق اور نیک نہاد پادری کو مامور کیا۔ میڈیم کیم پین کے مدرسہ نسواں کا نصاب نپولین کے سامنے پیش ہوا خواندگی کی دیگر دفعات کے متعلق ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ لڑکیاں ہفتہ میں دوبار نماز میں شریک ہوا کریں۔ نپولین نے اس دفعہ میں فوراً ترمیم کردی اور ہفتہ میں دو بار کی بجائے کاٹ کر بنا دیا "ہرروز" نماز میں شریک ہوا کریں۔

ایک روز جنرل برٹ رینڈ نے نپولین سے پوچھا "آپ کو بھی خدا پر یقین ہے اور مجھے بھی ہے۔ یہ تو سب درست ہے۔ مگر آخر خدا ہے کیا چیز؟ اور اُس کی بابت ہمیں کیا علم ہے؟ کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے"؟۔

نپولین نے جواب دیا "ہاں! خدا کیا ہے؟ کیا میں اُس بات کو جانتا ہوں جس پر میرا عقیدہ ہے؟۔ لیکن نہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ بھلا یہ بات تو مجھے بتائیے کہ ذکاوت کیا شے ہے؟ اور یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ آپ میں ذکاوت موجود ہے۔ کیا آپ نے ذکاوت کو دیکھا ہے؟ اور وہ کوئی چیز ہے؟ کیا ذکاوت آنکھوں سے دکھائی دیتی ہے؟ پھر آپکو اُس پر کیوں یقین ہے؟ یقین کی یہی وجہ ہے کہ ہم معلول کو دیکھتے ہیں اور علت پر یقین کرتے ہیں۔ اور اسی لئے ہم اُس کی تصدیق کرتے ہیں۔ آپ بتائیے کیا یہی بات نہیں ہے جو میں کہتا ہوں۔ یہی حال میدان جنگ کا ہے اور جب جنگ شروع ہوتی ہے تو اگرچہ ہم نقشہ اور تجویز جنگ سے آگاہ نہیں ہوتے

تاہم فوری نقل و حرکت اور اُس کے اثر پر متحیر ہو کر تعریف کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں فلاں شخص بڑا ذکی ہے۔ اور جس وقت ہنگامۂ قتال گرم ہوتا ہے اور فتح کی مشتبہ حالت ہوتی ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ تم سب سے پہلے میرا مُنہ تکنے لگتے ہو۔ ہاں بیشک تم بیساختہ مجھے پکارنے لگتے ہو اور یہ آوازیں میں نے ہمیشہ سنی ہیں کہ تم سب کہتے ہو " ارے شاہنشاہ! اس وقت وہ کہاں ہے؟ اُسی کے احکام کی حاجت ہے" اس صدا کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہ اضطراری صدا نہیں ہے؟ اور اُسی واثق عقیدہ کی وجہ سے نہیں ہے جو تم کو میری ذات پر ہے؟ یعنی میری **ذکاوت** پر۔

" پس مجھ میں بھی ایک قدرتی جوش ہے۔ ایک علم ہے۔ ایک عقیدہ ہے۔ اور تمھاری طرح میں بھی پکار اٹھتا ہوں۔ اور میرے منہ سے بھی یہ صدا بے اختیار نکل جاتی ہے۔ میں غور کرتا ہوں اور اُس کی رنگا رنگ قدرت اور صنعت کو دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں۔ " **اے خدا** " مجھے حیرت ہوتی ہے اور میں بیساختہ کہتا ہوں " **خدا موجود ہے**"۔

" اب چونکہ آپ کو ذکاوت پر یقین ہے تو ذرا مہربانی کر کے فرما دیجئے کہ وہ کون ہے جس نے انسان کو ایسی مخصوص ذکاوت۔ ادراک اور قوت ایجاد عطا کی ہے۔ جواب دیجئے۔ یہ سب صفات کہاں سے آتی ہیں۔ آپ نہیں بتا سکتے۔ کیوں نہیں بتا سکتے ہیں نا۔؟ اسی طرح نہ میں بتا سکتا ہوں نہ کوئی دوسرا بتا سکتا ہے۔ اس کے سوا بعض آدمی زیادہ ذکی ہوتے ہیں اور بعض کم اور یہ بات ضرور ہوتی ہے اور محتاج ثبوت نہیں۔ اور جب ذکاوتوں میں فرق ہے تو اس فرق کا پیدا کرنے والا کون ہے۔ یہ فرق نہ آپ نے پیدا کیا ہے اور نہ میں نے اور ذکاوت محض ایک لفظ ہے اور اپنی علت کا پتہ نہیں بتا سکتی۔ اگر کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ یہ ایک حس ہے تو ایسا مغالطہ ایک طبیب صاحب کو دیجئے جو تشخیص امراض کیا کرتے ہیں اور جن کا علم محض ظنی ہے۔ لونا پارٹ یہ فریب

نہ کھائیگا۔ کیوں؟ اب سمجھے ؟۔ یا اب بھی خدا کے وجود میں کچھ شک باقی ہے"؟۔

رومن کیتھولک فرقہ مذہب کے متعلق نپولین نے تعلیم میں بہت خامیاں دیکھیں اور بچوں کی تعلیم کا اُن کے ہاتھ میں دینا اُس نے مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ یہ لوگ پرانی لکیر کے فقیر تھے اور زمانہ کی جدت اور ترقی کے سخت مخالف تھے۔ اسی وجہ سے نپولین نے اُن کو اس قابل نہ سمجھا کہ وہ لڑکوں کو تعلیم دیں۔ اس زمانہ میں نپولین کو جمہور کی اولاد کی تعلیم کی طرف خاص توجہ تھی اور اُس نے ایک دارالعلوم اس غرض سے قایم کیا کہ اُس سے لایق ترین شخص پیدا ہو کر بچوں کو تعلیم دیں اور وہ سلطنت میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز کئے جائیں اور مذہبی تعلیم پادریوں کے سپرد کی گئی۔

جنوری ۱۸۰۳ء سے لیکر جولائی تک نپولین انھیں شاقہ محنتوں میں مصروف رہا اور اسی اثنا میں وہ انگلستان کے حملوں کو جو فرانس پر برابر ہو رہے تھے روکتا رہا اور یوروپ کے تمامی فرماں رواؤں سے نہایت ہی اہم معاملات پر خط و کتابت بھی کرتا رہا۔

کوہستان ایپ نائنس کے جنوبی ڈھال پر جنیوآ کی ریاست واقع تھی وسعت میں وہ جزیرہ روڈس کے مساوی تھی اور اُس میں پانچ لاکھ آدمی آباد تھے۔ سب آدمیوں کے خیالات جمہوری حکومت کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اب چونکہ یوروپ میں نہایت ہی شدید جنگ وجدل واقع تھا۔ لہذا جب تک جنیوآ کو کوئی زبردست حامی مدد نہ دیتا وہ اپنی حفاظت آپ نہ کر سکتا تھا اور چونکہ وہ فرانس سے بالکل ملا ہوا تھا اُس کے جمہور نے چاہا کہ فرانس سے اُس کا الحاق ہو جائے۔ چنانچہ جنیوآ کے اراکین نے ایک ڈیپوٹیشن نپولین کے پاس روانہ کیا جس نے آکر نپولین سے استدعا کی کہ جنیوآ کا فرانس سے الحاق کر لیا جائے۔ ڈیپوٹیشن نے کہا:۔

"اس سے پیشتر بھی جنیوآ کو محفوظ و مامون رکھکر جہاں پناہ نے جنیوآ کے جمہور پر

احسان کیا ہے لیکن اُس کی خوش حالی اور سرسبزی اوج کمال کو اُسی وقت پہونچیگی جب کہ جہاں پناہ اُس کو براہ راست اپنے سایۂ حفاظت وحمایت میں لینگے اور اس پر خود فرمانروائی کرینگے جملہ حالات پر نظر ڈالنے اور غور کرنے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری نہایت خطرناک حالت ہوگئی ہے اور سخت ضرورت واقع ہے کہ اُس کا فرانس سے الحاق کر لیا جاے اس لئے کہ فرانس جہاں پناہ کے دور حکومت میں لازوال شہرتوں کا مرکز اور گھر بن گیا ہے اور یہی تمنا ہم کو جہاں پناہ کی خدمت میں لائی ہے اس اظہار آرزو کی کوئی خارجی وجہ نہیں ہے بلکہ صرف یہی وجہ ہے کہ ہماری حالت نہایت نازک اور مخدوش ہے"

جب نپولین جینوآ کے الحاق کی غرض سے جینوآ میں داخل ہوا تو جس مسرت سے اُس کا استقبال کیا گیا وہ بیان سے خارج اور باہر ہے۔ ایسے ایسے دھوم دھام کے جلسوں کا انتظام کیا گیا کہ اٹلی میں اس سے پیشتر کبھی نہ ہوئے تھے اور شہر کے مجسٹریٹوں نے شہر کے پھاٹک پر آکر جینوآ کی کُنجیاں نپولین کے سپرد کیں اور حسب ذیل تقریر کی:-

"جینوآ جس موقع سے واقع ہے وہ بے نظیر موقع ہے۔ اب وہ بہت زیادہ نامور ہو جائیگا اس لئے کہ اب اُس کی حفاظت جہاں پناہ کے ہاتھ میں سے جینوآ آج ایک سورما کی گود میں دیدیا گیا اور اسی وجہ سے اُس کی کنجیاں اس سورما کے سپرد کی جاتی ہیں۔ یہ سورما اپنا جواب نہیں رکھتا اور یقینی اس کی بدولت جینوآ خوش حال ہوگا اور جینوآ سرسبز اور مالامال ہو جائیگا"

شہر میں اس کثرت سے روشنی کی گئی تھی کہ دن کا عالم ہو گیا تھا۔ توپوں کی سلامیوں سے دامان کوہ اور سمندر گونج رہے تھے۔ آتشبازی کے گل بوٹوں نے چمنستان اور پرستان کا عالم کر دیا تھا اور جینوآ فرانس سے متعلق ہونے پر ایسا

اظہار مسرت کر رہا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا۔

نیپلس کی ریاست میں اسی لاکھ کی مردم شماری تھی اور اُس کی لامحدود خود سر حکومت تھی۔ اس ریاست پر بوربون خاندان کا ایک بادشاہ حکمران تھا۔ نپولین کو یہ دغا شعار بادشاہ بار بار فریب دے چکا تھا اور نپولین پر حملہ کرنے کو برابر فوجیں بھیجا کرتا تھا اور جب دشمنوں کے مقابلہ میں نپولین مظفر و منصور ہوتا تو یہ بادشاہ خوشامد اور التجائیں کیا کرتا تھا اور نپولین بڑی عالی حوصلگی سے اُس کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ جس وقت نپولین پیرس سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر آسٹرلٹز کے میدان میں متحدہ دشمنوں سے مقابلہ کر رہا تھا تو نیپلس کے بادشاہ نے عادت کے موافق نپولین پر حملہ کرنے کے اس موقع کو غنیمت خیال کیا اور بلاوجہ انگلستان کے جنگی جہازوں کو اپنے بندر میں بلا کر اپنی پوری پچاس ہزار فوج کو۔ انگلستان۔ روس اور آسٹریا کی افواج کے ساتھ شامل کر کے فرانس پر حملہ کر دیا۔ آسٹرلٹز کی فتح کی دوسری صبح کو نپولین نے اس خبر کو سنا اور غصہ سے اُس کا بُرا حال ہو گیا۔

یورپ کے بادشاہ تو نپولین کو ایک غارتگر سمجھتے تھے جو اُن کے خیال میں حفاظت قانونی سے بھی خارج تھا اور اُس کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ کرنا جس پر قائم رہیں معیوب خیال کرتے تھے۔ بڑے بڑے صلح ناموں کو جو انھوں نے نپولین سے کئے بے حقیقت اور بے وقعت خیال کیا۔ اُن سے جہاں تک ہو سکتا تھا وہ اُس کے دربار میں نکحرام داخل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ فرانس میں خانہ جنگی کی آگ کو بھڑکاتے تھے لیکن جب میدان جنگ میں اُس سے مقابلہ ہوتا تو ہمیشہ اُس کے سامنے سے فرار ہوتے تھے اور پتلا حال ہو جاتا تھا۔ اور جب معاملات ملکی اور اُس کے متعلق توڑ جوڑ کا کام پڑتا تھا تو ہمیشہ کان ٹیک جاتے تھے۔ لیکن جہاں نپولین نے پشت پھیری اور یہ سب اُس کی بے خبری میں خنجر بھونک دینے کو آستینیں چڑھانے لگتے۔ چار کرور متکبر

فرانسیسیوں نے یک زبان اور یک دل ہوکر اُس کو تاج شاہی پہنایا اور اپنا بادشاہ بنایا تھا۔ لیکن یورپ کے خودسر تاجدار اب تک یہی گائے جاتے تھے کہ وہ تخت و تاج کا مستحق ہی نہیں ہے۔ اُس کے لقب شاہنشاہی کو تسلیم نہ کرتے تھے اور حقارت سے اُس کو مسٹر[1] لونا پارٹ کہا کرتے تھے اور اپنی ملکی کارروائیوں میں ہمیشہ اسی کی جستجو میں رہتے تھے کہ اُس کے شاہنشاہی دبدبہ کو تسلیم نہ کریں۔ نپولین کو ہر صورت سے بدنام کرنے میں انھوں نے کبھی پس وپیش نہ کیا وہ کہتے تھے کہ نپولین دائم الخمر ہے۔ عیاش ہے۔ قاتل ہے۔ خون کا پیاسا ہے۔ اور اُن رشتہ دار عورتوں سے زنا کرتا ہے جو مذہب کی رو سے اُس پر حرام ہیں۔ یہ بادشاہ اُن لوگوں کی پرورش کرتے تھے جو نپولین کے لئے مہلک آتشیں کلیں ایجاد کرتے تھے اُس کے کھانے میں زہر آمیز کرتے تھے اور اُس کے ذبح کرنے کو اپنی چھریوں پر باڑھیں رکھتے تھے۔ لیکن حسب اخلاق عالی حوصلگی سے نپولین نے ان باتوں کو برداشت کیا اور اپنے کام سے کام رکھا دنیا کی حیرت کا باعث ہے۔ اب چونکہ نپولین نیپلس کے بادشاہ کی تین مرتبہ متواتر خطا معاف کرچکا تھا لہٰذا اُس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ چوتھی مرتبہ ایسے دغاباز کے فریب میں نہ آئے گا۔ اور اُس نے بڑے شدومد کے ساتھ اپنی افواج میں حسب ذیل اعلان مشتہر کیا۔

"اے فرانسیسی سپاہیو۔ گذشتہ دس سال سے جہاں تک میرے امکان میں ہوا

---

[1] سوئڈن کے بادشاہ گسٹیوس نے ایک سرکاری مراسلہ میں جو اُس نے فرانس کے وکیل کو خود اپنے دارالحکومت اسٹاک ہالم میں دیا تھا لکھا اخبار مانی ٹیور کے ایک گستاخانہ مضمون پر جس کی مسٹر لونا پارٹ نے اجازت دیدی کہ شائع کیا جائے۔ سخت حیرت ہوئی" روس کا بادشاہ اسکندر ہمیشہ اپنی مراسلت میں نپولین کو فرانس کی حکومت کا سردار لکھتا تھا۔ برطانیہ کی گورمنٹ کی تاکید تھی کہ سنیٹ ہلینا کے قیام میں نپولین کو ہمیشہ جنرل لونا پارٹ لکھا جائے"۔ گسٹیوس تو بڑے وثوق سے نپولین کو وہ درندہ جانور یقین کرتا تھا جس کا کتب آسمانی میں تذکرہ آیا ہے۔ ۱۲ مصنف

نیپلس کے بادشاہ کو میں بچاتا رہا ہوں لیکن میں کیا کروں۔ وہ تو بار بار وہی حرکات کئے جاتا ہے جو اُس کی بربادی اور تباہی کا باعث ہیں۔ ڈیگو۔ مانڈ ووی اور لودی کی لڑائیوں کے بعد ظاہر ہے کہ وہ میرا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اور میں نے اس بادشاہ کے معاہدہ پر اعتبار کر کے اُس کو معاف کر دیا۔ پھر جب میرنگو کی جنگ میں تم نے دوسری مرتبہ جتھہ کو فنا کیا تو میں نے دوبارہ اس بادشاہ کو معاف کر دیا۔ اگرچہ پہلی پیشقدمی اور جنگ کی چھیڑ اسی نے کی تھی۔ اُس وقت متحدہ بادشاہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور یہ تنہا اور بہتّا رہگیا تھا اور میرے قدموں پر گرا اور میں نے اس سے درگذر کیا۔ اب تیسری مرتبہ کا ذکر ہے کہ تم اس کے دارالحکومتہ کے پھاٹک پر جا پہونچے تھے۔ اور میرے پاس قوی قراین اور شبہات موجود تھے کہ یہ میرے خلاف خیالات میں غرق تھا اور خفیہ سازباز ہو رہا تھا۔ لیکن میں نے بڑی عالی حوصلگی سے کام کیا اور اس کے عذر کو کہ وہ اس جنگ میں خاموش رہے گا اور کسی کا شریک نہوگا مان لیا اور میں نے تم کو حکم دیدیا کہ نیپلس کو خالی کر دو۔ اور دیکھو یہ تیسری بار میں نے نیپلس کے بادشاہ کو معاف کیا۔ اور اُس کو اُس کے تخت پر قایم رکھا۔ لیکن کیا ہم ایسے بادشاہ کو چوتھی مرتبہ بھی معاف کر دینگے اور چوتھی مرتبہ اُس کی بات کا اعتبار کرینگے۔ کیونکہ اُس میں نہ ایمان ہے۔ نہ غیرت ہے اور نہ سمجھ ہے۔ نہیں نہیں۔ ہم ہرگز ہرگز اس کو معاف نہ کرینگے۔

نیپلس کے بادشاہ کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ یوروپ کی آبرو اور میری سلطنت کے امن کے لئے اب یہ بات ضروری ہے کہ یہ بادشاہت معدوم کر دیجائے"

مانا کہ نپولین کے خلاف اس کارروائی پر لوگوں نے نکتہ چینی کی۔ لیکن اُن کی تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ قابل توجہ نہیں۔ لیکن نپولین کے اس فعل کو کہ وہ خود سر بادشاہوں کی دغا اور قاتلوں کے خنجر سے اپنی جان کو محفوظ کرے متحدہ بادشاہوں نے ہمیشہ ایک قبیح اور مذموم فعل سمجھا۔ ایلیسن صاحب اس معاملہ پر حسب ذیل لکھتے ہیں

"ایک فرماں رواکے خلاف جو یوروپ کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے خلاف ہنوز مخالفت کے منصوبے ہی کر رہا تھا اور اس بادشاہ نے نپولین کو یوروپ کے دوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں بہت کم گزند پہونچایا تھا۔ یہ بے رحم فاتح نپولین کی ظالمانہ اور انوکھی سختی تھی۔ اور اس میں وہی احتیاط اور دوراندیشی مخلوط تھی جس سے وہ اپنی بلند نظر تجویزوں کی ہمیشہ رہنمائی کیا کرتا تھا۔ آؤ۔ اس معاملہ کو اسی طرح دیکھیں جس طرح خود فرانسیسیوں نے بیان کیا ہے۔

"نیپلس کے بادشاہ اور اس کے وزرا نے جن کے گلوں پر خنجر رکھے ہوئے تھے اور جن کو فوراً حملہ کی دھمکی دی جارہی تھی ۲۱۔ ستمبر کو یہ عہد وپیمان کرلیا کہ وہ جنگ میں فریقین کے شریک نہ ہونگے اور انھیں دھمکیوں کی حالت میں ۸۔ اکتوبر کو عہدنامہ پر دستخط بھی ہوگئے۔ اس کے چھ ہفتے کے بعد نیپلس کے بندرگاہ میں روس اور انگلستان کے جہاز آئے اور نیپلس کے بادشاہ نے اپنے وزیروں کے مشورہ سے اس عہدنامہ سے انحراف کردیا۔ اور جنگ میں شریک ہوکر فرانس کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا۔ اور بیشک ایسی معاہدہ شکنی ایک قوم کے بادشاہ کی عزت اور غیرت کے اعتبار سے نہایت مذموم تھی۔ اور اسی وجہ سے نپولین نے اس بادشاہ کو تخت سے اتار دیا اور اگر وہ اس سے زیادہ بھی سزا دیتا تو کچھ بیجا نہ تھا۔" لیکن باوجود اس کے ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ وجہ بادشاہ کو تخت سے اتار دینے کے لیے کافی بھی تھی یا نہیں۔ اور یہی بات بحث طلب ہے۔ اگر یہ وجہ کافی ہو تو یوروپ کی کوئی قوم ایسی نہیں معلوم ہوتی جس نے پچاس مرتبہ ایسے معاہدوں سے انحراف نہ کیا ہو اور ان قوموں کے بادشاہوں کو بھی تخت سے اتار دیا جانا چاہیے تھا اور ان کی ممالک کا الحاق ہونا چاہیے تھا۔"

نپولین نے فوراً اپنے بھائی جوزیف کو لکھا "میری خواہش ہے کہ فروری کی شروع تاریخوں میں تم نیپلس میں در آؤ اور اسی فروری میں میرے پاس خبر پہونچ جائے کہ

دارالحکومۃ پر میرا پھریرا اُڑ رہا ہے تم نہ جنگ موقوف کرنے کے مجاز ہو اور نہ تم کو یہ اختیار ہے کہ کسی کی اطاعت قبول کر لو۔ میرا عزم بالجزم ہے کہ اب بوربون نیپلس پر فرمانروائی نہ کریں اور خود میرے خاندان کا ایک شخص اُس پر حکمراں ہو۔ اول تو میں تم کو منتخب کرتا ہوں اور اگر تم پسند نہ کرو تو میں کسی دوسرے کا انتخاب کر لونگا۔"

چنانچہ جوزف اپنے ہمراہ ایک فوج لے کر نیپلس کو روانہ ہوا اُس کے پہونچتے ہی شاہی خاندان کو ہمراہ لے کر انگریز بدحواسی سے فرار ہو گئے۔ اب چونکہ نپولین نے ایک فرماں روا کو نکال دیا تھا اور اُس کے بجائے اپنے بھائی کو تخت نشین کیا تھا لہذا اُس کی طرف سے تمام یوروپ میں سخت ہی ناراضی پھیلی اور نپولین کی افکار میں اور بہت سی فکروں کا اضافہ ہو گیا۔ لیکن اگر بار بار کی دغاؤں کے باوجود نپولین نیپلس کے بوربون بادشاہ کو تخت پر برقرار رکھتا تو اس کے سوا اور کیا نتیجہ ہوتا کہ جب نپولین یوروپ کے دوسرے بادشاہوں سے مقابلہ میں مصروف ہوتا تو یہ بادشاہ نپولین پر پیچھے سے حملہ آور ہوتا اور نہایت ہی شدید نقصان پہونچاتا۔ پس نپولین نے بڑی دانائی سے آسان تر مصیبت کو منتخب کیا اور اب یہ بات بھی نپولین کے دل میں اچھی طرح جاگزین ہو گئی کہ یوروپ کے تمامی چھوٹے چھوٹے فرمانروا دل میں اُس کی طرف سے سخت مخالفت رکھتے تھے اور ہمیشہ اس بات کے منتظر تھے کہ اُس پر حملہ کرنے کا موقع ہاتھ آئے۔ اور اس لئے اب نپولین نے اس بات کی بڑی ضرورت سمجھی کہ ان ریاستوں پر اُس کے رفیق فرماں روا ہوں۔ اور اس حکمت عملی پر فرانس کی بقا ہی منحصر نہ تھی بلکہ اب فرانس کے دبدبہ اور شان و شکوہ کے لئے بھی اس بات کی حاجت تھی۔

ہالینڈ ایک مرطوب ملک ہے اُس کی زمین ایسی نشیب میں واقع ہوئی ہے کہ سمندر کو بندوں اور پشتوں سے روک کر زراعت کیجاتی ہے اُس کی آبادی پچیس لاکھ

ہے۔ فرانس کو دیکھ کر ہالینڈ کے باشندوں نے بھی انقلاب برپا کر کے خودسر بادشاہ کے ظلم سے رہا ہونے کی کوشش کی۔ اس پر انگلستان نے دوسرے بادشاہوں سے ایکا کر کے اُس پر حملہ کر دیا جس طرح فرانس پر کیا تھا اور فوراً اُس کی نوآبادیاں چھین لیں سمندر سے اُس کی تجارت کو میٹ دیا اور اُس کے بندرگاہوں میں جہازوں کا آنا قطعی بند کر دیا۔ اُدھر خشکی سے دوسرے بادشاہوں نے یورش کی اور ہالینڈ میں گھس پڑے۔ اور جنگ شروع کر دی۔ اتنے بہت سے دشمنوں کے مقابلہ میں ہالینڈ اکیلا کیا کر سکتا تھا۔ اور مجبور ہو کر اُس نے فرانس سے مدد مانگی۔ چنانچہ فرانس کی ایک جرار فوج نے آکر سب دشمنوں کو ہالینڈ سے باہر نکال دیا اس کے بعد فرانس نے نپولین کو اپنا شاہنشاہ مقرر کیا اور طرز حکومت کا نام تبدیل کر دیا۔ ہالینڈ نے بھی فرانس کی تقلید کی اور لوئی بونا پارٹ کو اپنا بادشاہ بنایا۔ فرانس اور ہالینڈ میں باہمی ہمدردی کی سخت ضرورت تھی اور ان کے خیالات پہلے سے ایک تھے۔ اور دونوں کی بقائے حیات کے لئے باہمی اتحاد شرط تھا۔ لوئی بونا پارٹ نہایت جفاکش اور ایماندار شخص تھا۔ دشمنوں نے بھی اُس کو کبھی بُری زبان یا لفظوں سے مخاطب نہیں کیا۔ اُس کی رعایا اُس کی فدائی تھی۔

سس الپین ریپلک کا نام نپولین نے اٹلی کی بادشاہت رکھا تھا۔ اس ریاست میں پینتیس لاکھ کی مردم شماری تھی اور نپولین ہی کی وجہ سے اس کا وجود باقی تھا۔ اگر نپولین اُس کی مدد نہ کرتا تو آسٹریا کی دست درازی سے وہ ایک لمحہ محفوظ نہیں رہ سکتی تھی۔ وسط موسم سرما میں اس ریاست کے چار سو پچاس وکلا کوہستان الپس کو عبور کر کے نپولین کے پاس حاضر ہوئے اور اُس سے امداد چاہی۔ کہ متحدہ بادشاہوں کے حملوں سے وہ ریاست کو بچائے۔ ان وکلاء نے حسب ذیل تقریر کی:-

"سس الپین ریپلک کو ایک ایسے مددگار کی حاجت ہے جس کے نام عظمت اور

اُس کی قوت کی ہیبت کو یوُرپ کے بادشاہ مانتے ہوں۔ اس مددگار کی حمایت میں ہماری
ریپلک بھی ایسا وقار حاصل کریگی کہ دوسری طاقتیں جو ہماری ریپلک کو تسلیم نہیں کرتیں
تسلیم کرینگی۔ ہماری ریپلک کو کسی اور طریقہ سے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس جنرل
بوناپارٹ سے ہم التجا کرتے ہیں کہ وہ اس ریاست کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لے اور
فرانس کے نظم و نسق کے ساتھ اس کا بھی انتظام کرے اور اس کو فرانس سے ملا لے
دول یوُرپ اس کو اُسی وقت تسلیم کر لینگے"۔

ان وکلا کے سخت اصرار پر نپولین نے اُن کی درخواست کو منظور کر لیا۔ یوجین
کو اپنا وارث نامزد کیا اور فرانس کے سینیٹ سے حسب ذیل خطاب کیا:۔

" فرانس کی سلطنت بڑی زبردست ہے۔ لیکن اُس کی نرمی اُس سے بھی فوقی
ہے۔ اگر سچ پوچھئے تو ہالینڈ۔ سوئزرلینڈ۔ اٹلی اور جرمنی کو ہم نے فتح کر لیا ہے
لیکن ایسی فتوحات کے باوجود ہم نے بڑی نرمی سے کارروائیاں کیں۔ یعنی اُن
مفتوحہ ممالک میں سے سوائے ایک کے ہم نے کسی کو اپنے قبضہ میں نہ رکھا لیکن
اس ایک کو بھی محض اسی غرض سے اپنے قبضہ میں رکھا کہ ہم کو فرانس کی عظمت و
شان قایم رکھنے کے لئے اُس کی سخت ضرورت تھی۔ چونکہ پولینڈ کو مخالفوں نے باہم
تقسیم کر لیا۔ ٹرکی کے بہت سے صوبے نکال کر اپنے تصرف میں کر لئے۔ ہندوستان
کے بہت سے ممالک اپنے قبضہ میں لے آئے۔ کثرت سے نوآبادیاں قایم کر لیں لہذا
مخالفوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ پس کسی قدر ہم وزنی قایم کرنے کے لئے ہم کو بھی کچھ اپنے
پاس رکھنے کی بڑی ضرورت تھی۔ اور اگر ہم اٹلی کے ریپلک کو فرانس میں ملحق کر لیں تو
ہماری طاقت بہت بڑھ جائیگی۔ لیکن ہم اُس کو لیانس کے مقام پر بیٹھکر آزادی دے چکے
ہیں۔ اور آج ہم اُس سے بھی زیادہ آگے ایک قدم بڑھاتے ہیں یعنی فرانس
کی سلطنت سے اُس کی حکومت کو قطعی جدا کر کے اُس کو علحدہ بادشاہت بنائے

دیتے ہیں لیکن یہ کارروائی اتنے عرصہ تک اور ملتوی ہونا چاہیئے کہ ہم یہ کارروائی کریں اور اُس کی خودمختاری میں دوسرے مخالف بادشاہ خلل انداز نہ ہوسکیں۔"

اٹلی میں یوجین نے بڑی نیک نامی کے ساتھ فرمانروائی کی یعنی اٹلی کے باشندے اپنی پچھلی تاریخ میں یوجین کے دورحکومت کو سب سے اچھا دَور حکومت یقین کرتے ہیں۔ اور انتظامِ حکومت جو خود نپولین کے ہاتھوں سے ہوا سب پر فائق خیال کرتے ہیں یوجین نے بھی نپولین کے قدم پر قدم رکھا تھا۔ اور ہر بات میں نپولین کی دوراندیشی اور عقلمندی کی پیروی کرتا تھا۔ ایلیسن صاحب کہتے ہیں" برخلاف دوسرے صوبوں کے جن کو یورپ کے خودسر بادشاہوں نے اپنے تحت و تصرف میں کیا تھا۔ اٹلی کے باشندوں نے یوجین کے عہدِ حکومت میں جو ایک غیر شخص تھا بڑی سرسبزی اور خوش حالی حاصل کی۔ اٹلی میں صنعت وحرفت اور محنت کا جوش پیدا ہوگیا تھا۔ تمامی اعزاز اور عہدے اور ترقیاں اٹلی والوں کے لئے مخصوص تھیں اور اُن میں کسی غیر کا دخل نہ تھا کوئی باہر کا مجسٹریٹ یا افسر نہ تھا۔ بڑی بڑی ترقیوں کی تجویزوں کی بنیادیں پڑیں اور عالی شان عمارتوں سے شہر کو چہار چند رونق ہوگئی۔ مفید نہروں سے ملک سیراب کیا گیا اور مالامال ہوگیا۔"

پیڈمانٹ کی ریاست میں پندرہ لاکھ کی مردم شماری تھی۔ اور آسٹریا کے ظالم پنجہ سے رہا ہوجانے پر اُسے بے انداز مسرت تھی۔ ملکی معاملات اور خیالات میں وہ فرانس کی مقلد تھی۔ اور بڑی خوشی سے اُس کے جمہور فرانس کے شریک ہوئے۔ پیڈمانٹ سے بھی الحاق کی آوازیں آرہی تھیں۔ نپولین کے والدین اٹلی کے رہنے والے تھے۔ اُسے اپنے آبائی ملک سے بڑی محبت تھی۔ اٹلی کی زبان اُس کی مادری زبان تھی۔ اور اٹلی کی بہبودی اور خوش حالی اور ترقی اُس کے مقاصد میں بڑے مقاصد تھے۔

اٹلی کا جزیرہ نما بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم تھا۔ ان ریاستوں میں سے کوئی ریاست ایسی قوی نہ تھی کہ خودمختار رہ سکتی اور اُن کی بقا کی وہی صورتیں تھیں

یعنی یا تو وہ آسٹریا کی حفاظت میں رہتیں یا فرانس اُن کی مدد کرتا۔ نپولین کی تمامی بلند نظری میں یہ خیال سب سے ارفع اور اعلیٰ تھا کہ ان ریاستوں کو آزاد کر کے اُن کی پرانی شان و شوکت پر پہونچا دیتا۔ اُس کو اُمید تھی کہ اپنے دباؤ سے ان سب کو ایک اور متفق کر کے ایک بڑی سلطنت بناویگا جس کی دو کروڑ کی مردم شماری ہوگی۔ اور اس کا دارالسلطنت وہی شہر روم قایم کردیا جاویگا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اس قدیم عظیم الشان اٹلی کے پایہ تخت کو جو قدیم رومیوں کا دارالحکومتہ رہ چکا تھا اُن ویرانوں اور کھنڈروں سے جن سے وہ بھر گیا تھا نجات دیدے۔ اور اُس کی بڑی اور قدیم یادگاروں کو آیندہ کی بربادی سے بچا دے اور جہاں تک ہو سکے شہر کو اُسی پرانے درجہ کی عظمت و شہرت کو پہونچا دے جو صدیوں پیشتر رہ چکی تھی اٹلی کے باشندوں پر نپولین کا اسقدر اثر تھا کہ وہ اپنی تجویز کو بلا کسی قسم کی دقت کے انجام کو پہونچا سکتا تھا۔ لیکن بعض ملکی موانع ایسے پیش آئے کہ نپولین اپنی تجویز کو پورا نہ کرسکا۔ اُس کی تمنا تھی کہ یورپ کے بادشاہوں سے اُس کی صلح رہے اور قرب و جوار کے فرماں روا اُس کو دوستانہ نگاہ سے دیکھیں لیکن یہ بات میسر نہوئی۔

آسٹریا کی تسلی اور دلدہی کی غرض سے نپولین نے تسلیم کرلیا تھا کہ وہ وینس کی ریاست پر دریاے ایڈیج تک حکمراں رہے اور اسپین کو اس طریقہ سے دوست بنایا تھا کہ اس کے دو شہزادوں کو اٹروریا کا فرماں روا بنا دیا تھا۔ پوپ کو بدستور اُس کے کلیسائی مقبوضات پر حاکم رکھا تھا اور اس پر یورپ کے تاجدار خوش ہوئے تھے۔ بوربون خاندان کو بھی وہ چاہتا تھا کہ نیپلس پر بے کھٹکہ حکومت کرتا رہے اور اگرچہ چند مرتبہ اُس نے معاہدہ شکنی کی بھی اور فرانس پر حملہ کیا تھا لیکن نپولین نے درگذر کیا تھا۔ ان جملہ کارروائیوں اور نرمیوں سے نپولین کو امید تھی کہ یورپ کے تاجداروں کو یقین ہو جائیگا کہ اُس کو بلند نظری اور دست درازی سے کوئی واسطہ نہ تھا اور ان بادشاہوں کو اپنی سلطنت میں جمہوری

حکومت کے اصول اور خیال پھیلنے کا ڈر نہ رہیگا۔ نپولین کے بازو میں طاقت تھی اور وہ چاہتا تو ان سب زمیوں کے خیالات کو بالائے طاق رکھ دیتا اور پھر اُس پر طرہ یہ اور تھا کہ تمام اٹلی کے جمہور جمہوری حکومت کے خیالات اور نشہ سے سرخوش تھے اور نپولین سے التجائیں کرتے تھے اور اُس کے اشارہ کے منتظر تھے کہ اپنے اپنے فرمانرواؤں کو حکومت سے جدا کر دیں اور جمہوری حکومت قایم کریں۔ فرانس کی افواج اٹلی میں جہاں جاتی تھیں بڑی خوشی سے خیر مقدم کیا جاتا تھا اور جمہور کا تمام گروہ اُن کو اپنا حامی یقین کرتا تھا۔ لیکن نپولین نے ہرگز اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ تمامی یورپ میں شعلۂ انقلاب کو مشتعل کرے۔ لیکن اسی کے ساتھ وہ یہ بھی نہ چاہتا تھا کہ یورپ کے دوسرے تاجدار فرانس کو اس بات پر مجبور کر دیں کہ وہ مکروہ اور ملعون بوربون خاندان کو پھر اپنا بادشاہ تسلیم کرے اور تخت پر بٹھال دے۔ یہ الحاق اور دوسری ریاستوں سے اتحاد مختلف اوقات میں ۱۷۹۸ء سے لے کر ۱۸۰۴ء تک عمل میں آئے۔

فرانس کی اس وقت یہ حالت تھی جو اوپر بیان ہوئی۔ ایلیسن صاحب کہتے ہیں "انگلستان نصف کرۂ شرقی اور نصف کرۂ غربی میں برابر اپنی طاقت اور مقبوضات کو بڑھاتا چلا جا رہا تھا۔ اور فرانس۔ یوروپ کے بعض زرخیز صوبوں پر اپنا قبضہ جما رہا تھا۔ اور ان دونوں طاقتوں کے درمیان جانی دشمنی ہونا لازمی بات تھی۔ لیکن دونوں میں صرف فرق اسی قدر تھا کہ انگلستان اپنے وسیع مقبوضات اور سلطنتوں میں بر اعظم۔ جزائر اور ممالک اضافہ کر رہا تھا یعنی جزائر مشرقی ہند میں۔ جزائر مغربی ہند میں شمالی امریکہ میں۔ جنوبی امریکہ میں۔ یوروپ میں۔ ایشیا میں۔ افریقہ میں۔ بحر اٹلانٹک میں۔ بحر پاسفک میں۔ بحر ہند میں۔ بحر روم میں۔ بحر احمر میں۔ بحر اخضر میں اور انگلستان فخریہ کہتا تھا کہ اُس کے مقبوضات پر کبھی آفتاب نہیں ڈوبتا[1]۔ اور باوجود

[1] ہندوستان کو اُس رقبہ کی مردم شماری کا جس پر انگلستان نے اپنا قبضہ کر لیا تھا اٹھارہ کروڑ تخمینہ کیا گیا ہے۔ مصنف ۱۲

اس کے اُس نے فرانس کے مقابلہ کے لئے۔ روس۔ آسٹریا۔ ٹرکی۔ پروشیا۔ نیپلس۔ سویڈن۔ اسپین۔ پرتگال۔ اور ان کے علاوہ بیشمار چھوٹی ریاستوں سے جتھہ بندی اور ایکا کیا تھا۔ اور اس پر بھی قناعت نہ کرکے انگلستان جو سمندر کا قطعی مالک تھا اور خشکی میں جس کی طاقت رومیوں کی قدیم سلطنت کی طاقت سے بڑھی ہوئی تھی تمام دنیا میں شور مچا رہا تھا کہ نپولین بلند نظر اور دست دراز ہے۔ لیکن اصلیت کل اتنی تھی کہ نپولین نے پیڈ مانٹ کی وادی۔ جینوا۔ اور دریائے رین کی چند فرسنگ زمین جو اُس کے کنارہ پر واقع تھی حملہ آور افواج کے حملے روکنے کی غرض سے فرانس میں شامل کرلی تھی اور بیشمار مخالفوں سے مقابلہ کرنے کو اُس نے اٹلی۔ بیویریا۔ سوئزرلینڈ ہالینڈ۔ اور چند دوسری ریاستوں سے رابطۂ دوستی پیدا کرلیا تھا۔ پس اگر اس کو دست درازی کے معنی سے تعبیر کیجئے تو زبان کا بیجا اور غلط استعمال نہیں ہے تو کیا ہے فرانسوں کے مقابلہ میں نپولین کا یہ فعل بالکل ایسا ہی فعل تھا جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازہ میں مضبوط قفل ڈالا کرتا ہے"۔

انگلستان اور فرانس کی ملک گیری کا مقابلہ

نپولین کے دَورِ زندگی میں ایک شئے اُس کے ہمیشہ خلاف رہی جس کو وہ خود جانتا تھا اور بار بار اُس کا ظہور ہوا اور خود جس کا اُس نے ہمیشہ ذکر کیا۔ نپولین کو اُس سے کبھی رہائی نہوئی اور وہ شئے یہ تھی کہ خودسر بادشاہ ہمیشہ جتھہ بندیاں کرکے جمہوری فرانس کی مخالفت پر آمادہ رہے۔ پس اگر نپولین فرانس کی حدود وسیع کرنے اور دوسرے فرماں رواؤں سے اتحاد قایم کرنے میں غفلت کرتا۔ تو یوروپ کے تمامی خودسر مخالف بادشاہ اُس پر ہنستے اور اُس کے سر سے تاج شاہی زبردستی اُتار لیتے لیکن اب چونکہ اُس نے اپنی سرحد کو مضبوط کیا اور دوسری ریاستوں سے رابطۂ اتحاد قایم کیا لہذا یہ کارروائی مخالفوں کو سخت ناپسند اور ناگوار ہوئی اور اُس کی بربادی پر اور بھی زیادہ مستعدی سے آمادہ ہوسے۔ انگلستان کی حکومت خودسر حکومت نہیں

کہی جاسکتی اس سلئے کہ ممالک متحدہ امریکہ کے بعد دنیا میں وہی سب سے زیادہ آزاد حکومت ہے لیکن اس کا کیا علاج ہوسکتا ہے کہ انگلستان کے امرا جمہوری خیالات کے غلبہ سے جس نے فرانس میں جڑ پکڑلی تھی کانپ رہے تھے۔ کیونکہ انگلستان میں ہزاروں اشخاص اور پارلیمنٹ کے بہت سے فصیح و بلیغ ممبر جمہوری اصلاح کے لئے غل مچا رہے تھے۔ آئرلینڈ کی خصوصاً نہایت نازک حالت تھی اور قریب تھا کہ بغاوت ہوجاے۔ انگلستان کی بحری حکومت کو بھی صدمہ پہونچ جانا کچھ دور نہ تھا۔ اسلئے کہ اگر نپولین کو پوری فرصت ملجاتی اور وہ اپنی مخصوص ہمت سے کام کرنے کا موقع پاجاتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کیا کرتا۔ پس انگلستان کے باشندوں نے خوف زدہ ہوکر انگلستان کی گورنمنٹ کو اجازت دیدی تھی کہ وہ یورپ کے تمامی خودسر بادشاہوں میں جتھہ بندیاں کرے اور آپ ان کی رہنمائی کرے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ تمام یوروپ ایک طرف ہوگیا تھا اور سب بادشاہوں نے متفق ہوکر نپولین پر غلبہ پایا لیکن اب تو دیکھا جاے کہ یوروپ کا کیا حال ہے۔ اُس میں دوہی قسم کے لوگ رہتے ہیں یعنی ظالم اور مظلوم۔ نپولین نے تو صاف صاف لفظوں میں کہدیا تھا ”وہ دن قریب ہے کہ انگلستان واٹرلو کی فتح پر خون کے آنسوؤں سے روئیگا“ وہ ایسا دن آنے والا ہے کہ جس کی ماجرا خیزی کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ صد افسوس کیسے کیسے مہلک اتفاقات ایک دم آکر جمع ہوگئے تھے۔ واٹرلو کی شکست بھی عجب شکست تھی کہ باوجود ایسے بڑے واقعہ کے ہزیمت اٹھانے والے فرانسیسیوں کی کچھ بھی کسرشان نہ ہوئی۔ اور اسی کے ساتھ فاتح کی کچھ آبرو نہ بڑھی۔ یعنی فرانس کی بربادی کے بعد فرانس کا نام ہمیشہ یاد رہیگا اور انگلستان کی شہرت شاید اُس کے شادیانوں کے شور ہی میں گم ہوجائیگی“

رابرٹ ہال صاحب کہتے ہیں کہ ”جس وقت میں نے واٹرلو کی جنگ کے نتیجہ کو سنا تو مجھ کو بے ساختہ یہ بات محسوس ہوئی کہ زمانہ کی ترقی کی دھرم گھڑی کا وقت دفعتاً چھ جگ

پیچھے لوٹ گیا۔"

اسی مضمون کے متعلق نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا "انگریز تو ہر شے کی تجارت کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آزادی کو فروخت نہیں کرتے۔ مجھے تو امید ہے کہ ایسا کرنے سے ان کو بڑی پوری قیمت ہاتھ لگے گی اور گرہ سے کچھ بھی خرچ نہ ہوگا۔ مثلاً وہ کونسی ایسی قیمت ہے جو اسپین اپنی آزادی کے عوض میں نہ دیدے گا وہ شخص تو میں ہوں جس نے آزادی کا خیال دلوں میں پیدا کر کے بڑی بھاری غلطی کی اور نقصان اٹھایا۔ لیکن وہ ملک انگلستان ہے جو میری غلطی سے بڑا بھاری نفع اٹھا سکتا ہے یعنی آزادی کو فروخت کرسکتا ہے۔ اٹلی کے جمہور کے دلوں میں میں نے آزادی کے اصول ایسے قایم نہیں کئے ہیں کہ اب وہ کسی کے مٹائے مٹ سکیں۔ انگلستان اب اس سے بڑھکر کوئی بھلائی نہیں کرسکتا کہ آزادی کے شریف اور عالی حوصلہ اصول او خیال کو ترقی دے اور قوموں کی مدد کرے۔ اسلئے کہ یہ آزادی تو اب قایم ہی ہوکر رہیگی۔ خود سر بادشاہ اس کے روکنے میں ہزار سر ہلاریں لیکن بیفائدہ ہے۔ وہ ایک امر محال کے ممکن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک وقت آئیگا کہ یہ سب طاقتیں زایل ہو جائینگی اور یہ طاقتیں خاک میں ملجائینگی پس جب یہ نتیجہ ہونے والا ہی ہے تو کونسی عقلمندی کی بات ہے کہ نیک نیتی اور خوشی سے یہ کام نہیں کیا جاتا جس کے پورا کرنے کا میرا ارادہ تھا اور انگلستان یہ نیک نامی کا موقع اپنے ہاتھ سے کیوں کھو رہا ہے جو اس کو اس وقت حاصل ہے۔"

صفحہ ۲۴۴

چونکہ نپولین کو اپنی نازک حالت پر واقفیت تھی لہذا اس نے اپنے بھائی جوزیف کو لکھا "تم نیپلس میں لب سمندر نہایت ہی مستحکم قلعہ کی بنیاد ڈالو اور برابر دس برس تک اس کی تکمیل میں پچاس ساٹھ لاکھ فرانک صرف کرتے رہو اور ہر سال کچھ نہ کچھ اس قلعہ میں ایسا اضافہ کرتے رہو کہ چار پانچ سال کے اندر تم اس قلعہ میں پوری پناہ حاصل کرسکو اسلئے کہ مجھ کو اور تم کو دونوں کو معلوم نہیں کہ تین یا چار برس میں ہمارے

سامنے کیا حادثات پیش ہونے والے ہیں۔ ہم کو سو دو سو برس کی مہلت نہیں ہے۔ اگر تم محنت سے کام کروگے تو مصائب کے ایام میں اُتنے زمانہ تک اس قلعہ میں پناہ حاصل کر سکوگے کہ زمانہ پھر تمھارے موافق ہو جائے"۔ نپولین نے ایک اور موقعہ پر ٹولی لریز کے ایوان میں اپنے خاص دوستوں کے سامنے کہا: "صاحبو۔ کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔ یہ قطعی ممکن ہے کہ خود میرا بیٹا تھوڑے عرصہ میں چھ ہزار فرانک سالانہ کی آمدنی کو بڑی نعمت تصور کرے"۔ نپولین کا یہ مقولہ اُس زمانہ کا ہے کہ اُس کے اقبال کا ستارہ اوجِ کمال پر تھا۔

نپولین کو خوب معلوم تھا کہ انگلستان کے جمہور کا بڑا گروہ ہرگز نہ چاہتا تھا کہ فرانس سے جنگ کی جائے۔ اور یہ جنگ محض امراء کی بدولت جاری تھی۔

سینٹ ہلینا میں نپولین نے اومیرا سے کہا: "انگلستان کو فتح کر کے میں فرانس کا ہرگز ماتحت نہ بناتا اسلئے کہ ایسے مختلف مزاج کی دو قومیں ہرگز متحد نہیں ہو سکتیں۔ اگر میں اپنی تجاویز میں کامیاب ہو جاتا تو پارلیمنٹ کو توڑ کر بڑی بڑی اصلاحیں کر دیتا۔ اور اُن امراء کی حکومت باقی نہ رہتی جو تم پر اب حکومت کر رہے ہیں۔ آئرلینڈ کو میں انگلستان سے قطعی علیحدہ کر کے جمہوری حکومت کا خیال دلوں میں نقش کر دیتا۔ اور اُس کی حکومت خود اُس کے باشندوں کے سپرد کر دیتا۔ میں ہوس آف کامنس کو باقی نہ چھوڑتا اور اُس کی دوسری طرح اصلاح کرتا"۔ ایلیسن صاحب کہتے ہیں: "اگر ایسے لالچ جیسے نپولین نے بیان کئے ہیں انگلستانیوں کے سامنے پیش ہوتے تو کیا انگلستان کے باشندوں کا نمک حلال اور اپنے بادشاہ کے ساتھ وفادار بنا رہنا ممکن ہو سکتا تھا۔ کوئی شبہ نہیں کہ اُن کے قدم ڈگمگا جاتے۔ الاچند سال سے اب حالت ضرور بدل گئی ہے لیکن اُس زمانہ میں ثابت قدم رہنا بہت دشوار تھا۔ ۱۸۳۰ء سے دیکھا جاتا ہے کہ انگلستان کے باشندے ذرا ذرا سی تحریک پر جوش سے بھر جاتے ہیں اور فرانس کے ساتھ متفق

ہونے کا رجحان ظاہر کرتے ہیں اور جمہوری اصولوں نے دلوں میں مضبوط جڑ پکڑلی ہے پس تجربہ سے اب صاف ثابت ہوگیا ہے کہ اپنے زمانہ میں نپولین نے انگلستان کے باشندوں کے مزاج کو ایسا اچھا اور صحیح پہچانا تھا کہ خود انگلستانیوں نے بھی ویسا اچھا اور صحیح نہ پہچانا تھا اور اگر واقعی ویسا ہی لالچ اُن کے سامنے آجاتا جیسا نپولین نے بیان کیا تو جمہور کبھی امراء اور بادشاہ کا ساتھ نہ دیتے۔ اگرچہ برطانیہ میں اس خیال سے بہت جوش پھیل گیا تھا کہ فرانس اس پرورش کرنے کو تھا اور فرانس کے مقابلہ میں برطانیہ کے باشندے متفق اور متحد ہو گئے تھے لیکن باوجود اس اتفاق واتحاد کے ضرور مشتبہ حالت تھی کہ برطانیہ کے بہت سے جمہور جو بادشاہ اور امراء سے ناخوش تھے انقلاب اور بغاوت میں شریک ہوجاتے اگر آزادی اور حقوق میں برابری کی دل خوش امیدیں اُن کے سامنے پیش کی جاتیں اور بفرض محال انگلستان کے سب ہی باشندے بادشاہ اور اُمراء کا ساتھ دیتے اور وفادار رہتے لیکن اس میں کس کو شبہہ ہے کہ آئرلینڈ باغی نہ ہوجاتا۔"

دریاے رین کے کنارے بہت سے چھوٹے چھوٹے رئیسوں کی ریاستیں تھیں ان سب نے ملکر اتفاق کرلیا اور ایک جتھہ قایم کیا۔ اس جتھہ کا بانی نپولین تھا۔ اس اتفاق کی وجہ سے ایک بڑی فرمانروائی بنگئی۔ اس کا بالکل وہی ترکیبی حال تھا جو امریکہ شمالی کے صوبجات متحدہ کا ہے۔ اس کی ایک کروڑ چالیس لاکھ کی مردم شماری تھی اور اس کا مشترکہ نام دریاے رین کا جتھہ رکھا گیا۔ نپولین اس کا سربراہ کار اور محافظ تھا۔ ان تمام ریاستوں میں مذہبی آزادی تھی اور سب فرانس کی شریک تھیں۔ یہ معاہدہ تھا کہ دشمن سے جنگ ہو تو دو لاکھ فوج فرانس سے دیجائیگی اور ترسٹھ ہزار فوج یہ جتھہ فراہم کریگا۔ اور معاملات متنازعہ باہمی کو دو مجلسیں چیدہ اراکین کی طے کرینگی۔ جب یہ جتھہ قایم ہوگیا کہ ہر طرح داخلی اور خارجی امن ہوجاے تو نپولین نے پروشیا کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ جرمنی کے شمال میں بھی اسی قسم کی بہت سی ریاستیں ہیں اُس کو چاہئے کہ اسی قسم کا اتفاق ان میں قایم

کر کے ان کا مددگار ہو جائے۔ اگر یہ جتھہ قایم ہو جائیگا تو بجائے رشک و حسد کے اُس کو بڑی مسرت ہو گی۔

ان واقعات سے پہلے بارہ سال کا عرصہ ہوا تھا کہ اسپین اور فرانس کے باہم ایک عہد نامہ ہوا تھا کہ جنگ کی حالت میں دونوں ایک دوسرے کی مدد کرینگے اور اسپین ایک خاص تعداد کی فوج فرانس کو دیگا۔ اس کے بعد بجائے فوجی امداد کے سات کروڑ پچاس لاکھ فرانک سالانہ کی امداد زر کا اسپین نے وعدہ کر لیا تھا۔ اور اس پر عملدرآمد تھا۔ انگلستان کو یہ دیکھکر کہ ایک مخالف ملک کو ایسی بڑی رقم امداد میں دیجاتی تھی نہایت شاق ہوا اور اسکو بُرا معلوم ہونا حق بجانب تھا۔ کیونکہ اسپین کو انگلستان اور فرانس کے باہمی جھگڑوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ انگلستان کی برہمی پر اسپین کو سخت پریشانی ہوئی۔ اگر نقض معاہدہ کیا جاتا تھا تو فرانس کے ہاتھوں سے تکلیف پہونچنے کا یقین تھا اور اگر معاہدہ پر قایم رہا جاتا تھا تو انگلستان کے ہاتھ سے خیر نہ تھی۔ انگلستان کی طرف سے دھمکیاں شروع ہوئیں اور اُن کے جواب میں اسپین نے معذرت اور عذر خواہی پیش کی لیکن کیا ہو سکتا تھا۔ انگلستان نے بدون اعلان جنگ کے خفیہ احکام جاری کر دئے کہ اسپین کے تجارتی جہاز جہاں ہاتھ آئیں پکڑ لئے جائیں۔ چنانچہ اسپین کے چار جہاز جن میں سونا چاندی اور قیمتی اشیاء بار تھیں اور ان کو کسی قسم کا خطرہ کی طرف سے شبہہ بھی نہ تھا کیڈز (قادسیہ) کو آتے ہوئے دیکھے گئے۔ انگریزی جہازوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ایک جہاز تو قطعی اُڑ گیا اور ڈھائی سو آدمی جو اُس جہاز پر تھے سب کے سب غرق ہو گئے۔ باقی تین جہازوں پر سخت خونریزی ہوئی اور گرفتار کر لئے گئے۔ ان جہازوں پر پانچ کروڑ کی مالیت تھی۔

یہ دیکھ کر انگلستان کے تمامی جمہور غصہ سے لال ہو گئے اور انگلستان کے وزرا کو جمہور کا غصہ فرو کرنے اور لیس پوت سے اس فعل کو ضروری اور قرین انصاف ثابت کرنے میں سخت دشواری ہوئی۔ مسٹر فاکس اور لارڈ گرین وایل اور بہت سے لایق

آدمیوں نے صاف کہا کہ یہ فعل ایسا ناجائز اور نازیبا تھا کہ انگلستان کے دامن عزت و آبرو پہ دھبہ لگ گیا۔ اسپین کے غصہ کی بھی کوئی حد باقی نہ رہی اور اُس نے انگلستان کے مقابلہ میں جنگ کا اعلان دیدیا اور انگریزی جہازوں کے بیڑہ کے مقابلہ میں فرانس اور اسپین کے تین جنگی جہاز آموجود ہوے۔ ٹریفالگر کے سامنے مقابلہ شروع ہوا۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء کا یہ واقعہ ہے۔ اس وقت نپولین الم میں موجود تھا اور ایک روز قبل آسٹریا کی عظیم الشان فوج کے ہتھیار اور توپیں چھین چکا تھا اور فوج کو اسیر کر لیا تھا۔ بڑی شدید جنگ کے بعد انگلستان کے بیڑہ کو کامل فتح ہوئی اور مخالف بیڑہ کے ۱۹ جہاز گرفتار کر لیے گئے۔ کیڈز کو بھاگ گئے لیکن وہ بھی ایسے پاش پاش ہو گئے تھے کہ بیکار ہو گئے تھے۔ چار جہاز ابنائے کو فرار ہوے لیکن بعد کو وہ بھی گرفتار کر لیے گئے اور اسپین اور فرانس کا بیڑہ قطعی غارت ہو گیا۔

نپولین کو اب انگلستان پر حملہ کرنے کی کوئی امید باقی نہ رہی اور اب وہ انگلستان کے حملوں کو جو فرانس پر ہوتے تھے روک نہ سکا۔ انگلستان سمندروں کا پھر قطعی مالک ہو گیا۔ نپولین کو اب اور بھی اس بات کی ضرورت ہوئی کہ بر اعظم میں اپنی حالت کو پورا قوی اور مستحکم کرے اسلیے کہ بحری ناپیدا کنار دنیا تو اُس کے مخالف انگلستان کے قبضہ میں تھی۔[۱]

الم میں آسٹریا کی عظیم الشان فوج کے ہتھیار رکھ دینے اور اسٹرلٹز میں روس اور آسٹریا کی فاش ہزیمت نے ٹریفالگر کی فتح کو فراموش کرا دیا۔ ٹریفالگر کی بحری جنگ کا شور و غوغا تو سمندر ہی کے شور میں فنا ہو گیا۔ لیکن خوفناک نپولین کے قدموں کی آواز

[۱] انگلستان کا مشہور امیر البحر اور بحری افواج کا سپہ سالار لارڈ نیلسن اسی ٹریفالگر کی جنگ میں مارا گیا۔ انگلستان کی جو ہتک طاقت میں تھا اُس کا اعزاز کیا۔ اُس کے بھائی کو ارل کا خطاب دیا اور چھ ہزار پونڈ پنشن مقرر کی اُس کی ہر ایک بہن کو دس دس ہزار پونڈ عطا کیے گئے اور ایک لاکھ پونڈ ریاست خریدنے کو دیے گئے۔ سرکاری اعزاز سے تجہیز و تکفین ہوئی سینٹ پال کے گرجا میں یادگار قائم کی گئی۔ ایلیسن صاحب کہتے ہیں کہ واٹرلو میں فتح کی خاطر اور ٹریفالگر میں بقا و حیات کی خاطر انگلستان نے جنگ کی تھی (مصنف ۱۲)

سے یوروپ کے دارالسلطنت لرزنے لگے ولیم پٹ کا توے۴ ہی برس کی عمر میں ان جانگداز واقعات کے بعد انتقال ہوگیا اور اب سب نے متفق ہوکر وزارت کا قلمدان مسٹر فاکس کے سپرد کیا اور بادشاہ انگلستان بھی اُس کو وزیر اعظم بنانے پر مجبور رہا۔ نپولین اور مسٹر فاکس باہم بڑے دوست اور ایک دوسرے کے مداح تھے۔ انگلستان کے جمہور صلح کے حامی تھے اور امرا جنگ کے طرفدار تھے۔ نپولین کو اس تبدیلی پر بڑی خوشی ہوئی اور اُس کو واثق یقین ہوگیا کہ اب صلح بہت جلد ہو جائیگی۔

مسٹر فاکس کو وزیر اعظم ہوئے کچھ بہت دن نہوئے تھے کہ ایک بدمعاش سفاک اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "میں نپولین کو قتل کردونگا" فاکس نے نہایت غصہ سے حکم دیا کہ اُس کو فوراً گرفتار کرکے حوالات کردیں اور فرانس کے وزیر کو ایک مراسلہ لکھکر اس واقعہ سے آگاہ کیا اور لکھا کہ یہ بدمعاش فرانس کی گورنمنٹ کے حوالہ کیا جاتا ہے کہ وہ خود اُس کو اپنی حسب مرضی سزا دے۔ یہ کارروائی واقعی انوکھی تھی اسلئے کہ نپولین کے ساتھ انگلستان کی طرف سے کبھی ایسا برتاؤ نہوا تھا۔ نپولین کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا اور وہ کہنے لگا "دیکھو شریفوں کے یہ عادات وصفات ہوتے ہیں جو فاکس میں موجود ہیں۔ اور میری طرف سے اُس کو خط لکھو اور شکریہ ادا کرو اور لکھو کہ اب چاہیے انگلستان اس جنگ کو طوالت دے یا صلح کرے لیکن میں اس بات سے بہت مسرور ہوں کہ مسٹر فاکس جیسا لایق شخص وزیر اعظم ہے۔ مسٹر فاکس وہ شخص ہے کہ ہر بات کے نیک پہلو کو اختیار کرتا ہے" مانسیور ٹیلرانڈ نے یہ خیالات نپولین کی جانب سے مسٹر فاکس کو لکھ بھیجے جس کے جواب میں فاکس نے بڑے دوستانہ طریقے سے ایک مراسلہ بھیجا جس میں صلح کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ نپولین بڑے خلوص سے چاہتا تھا کہ برطانیہ سے فرانس کا اتحاد اور میل ہو جائے اور اس تجویز کو پڑھکر نپولین بہت خوش ہوا۔ اور اُس نے اس کو بخوشی منظور کرلیا۔ یہ تو سب کچھ تھا لیکن شرائط

صلح کا ایسے وقت میں طے ہونا بہت دشوار امر تھا۔ اسلئے کہ نپولین تو فرانس میں اسقدر باا ثر اور قوی تھا کہ فرانس ان تمامی شرائط کو جو نپولین مناسب خیال کرتا منظور کر لیتا لیکن مسٹر فاکس کا یہ حال نہ تھا پارلیمنٹ میں اُس کے نہایت سخت مخالف موجود تھے۔ ٹوری فریق جنگ کا حامی تھا۔ اور انگلستان فرانس اور اُس کے رفقا کی نئی آبادیوں اور مقبوضات کو بہت کچھ فتح کر کے اپنے قبضہ میں لا چکا تھا اور فرانس خاص یورپ میں اپنے نئے مقبوضات قایم کر چکا تھا۔ انگلستان کی طرف سے اصرار تھا کہ فرانس ان سب کو چھوڑ دے۔ انگلستان کی دستکاری اور تجارت بڑی ترقی پر تھی اور وہ چاہتا تھا کہ تمام دنیا کی تجارت اُسی کے ہاتھ میں آجائے اور تمامی ممالک کی تجارت پہ اُس کے جہاز محیط تھے۔ اگرچہ نپولین کو صلح کی بڑی آرزو تھی لیکن یہ بات اُس کو ہرگز گوارا نہ تھی کہ فرانس انگلستان کا باج گذار مطیع اور دست نگر ہو جائے۔ اُس کا پہلا اور بڑا مقصد یہ تھا کہ فرانس کی صنعت و حرفت کو ترقی ہو اور اُس کی تجارت محفوظ ہو۔ اور اب باہمی معاملات کی یہ حالت تھی کہ نپولین کی طرف سے ٹیلرانڈ نے مسٹر فاکس کو لکھا۔

"فرانس کو اُن فتوحات سے کوئی واسطہ نہیں جو انگلستان نے کی ہیں اور نہ خود فرانس کو اب اُس سے زیادہ کی ضرورت ہے جسقدر اُس کے قبضہ میں ہے۔ پس شرائط صلح کی بنیادی کارروائی آغاز کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے لیکن انگلستان کو فرانس کی تجارت سے کوئی سروکار نہو گا شاہنشاہ نپولین کو یقین ہے کہ امینس کے صلحنامہ کی شکست کی یہ بڑی وجہ ہوئی کہ تجارت کے بارہ میں کوئی فیصلہ نہوا یقین کیجئے کہ بعض تجارتی نقصانات تک تو مضائقہ نہیں لیکن ایسی حالت کہ فرانس کی تجارت کو سراسر نقصان پہونچے شاہنشاہ کو ہرگز گوارا نہیں۔ اور فرانس کی تجارت میں کسی قسم کا مخل ہونا اُس کو پسند نہیں۔ اپنی صنعت و

حرفت کو ترقی دینے میں اُس کا یہ بھی منشا ہے کہ فرانس میں زیادہ تر فرانس ہی کی بنی ہوئی چیزیں استعمال ہوں۔ باہر کی اشیاء پر ضرور محصول لگایا جاویگا۔ اُس کی خواہش ہے کہ فرانس کے اندر دستکاری کو ہر طرح سے ترقی دینے کے لئے اُس کو آزادی دے اور کسی مخالف قوم کو اس میں نکتہ چینی یا مداخلت کا موقع نہ دیگا"

فاکس اور نپولین کے درمیان بڑی پُر لطف خط و کتابت تھی۔ ہر ایک سرکاری مراسلہ کے ساتھ فاکس کا ایک اپنا ذاتی خط بھی آتا تھا اور اس کے جواب میں نپولین ٹیلرانڈ کی معرفت برابر خط بھیجتا رہتا تھا۔ یاد ہو گا کہ آغاز جنگ کے وقت انگریزوں نے سمندر میں سب فرانسیسیوں کو پکڑ کر قید کر لیا تھا اور اس کے انتقام میں نپولین نے اُن سب انگریزوں کو گرفتار کر لیا تھا جو فرانس اور اُس کے رفقاء کے ممالک میں ہاتھ آچکے تھے۔ بڑے بڑے خاندانی انگریز فرانس میں قید تھے اور مسٹر فاکس نے ان میں سے بعض کی رہائی کے بارہ میں نپولین کو لکھا۔ نپولین نے تمام قیدیوں کو جو مندرجہ فہرست تھے جو فاکس نے بھیجی تھی رہا کر دیا۔ فاکس نے اس کے معاوضہ میں اُن بڑے بڑے لوگوں کو جو ٹرفالگر کی جنگ میں اسیر ہوئے تھے رہا کر دیا۔

علاوہ اس کے صلح کے راستہ میں ایک وقت اور پیش آگئی وہ یہ تھی کہ انگلستان کا بادشاہ صوبۂ ہینوور کا بھی بادشاہ تھا اور یہ بادشاہت ملک جرمنی کے شمال واقع تھی اور ممالک متحدہ امریکہ کے صوبہ میسے سے چسٹس سے دوگنی تھی اور اُس کی مردم شماری پندرہ لاکھ تھی۔ آخری جتھہ بندی کا آغاز تھا کہ نپولین نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اور جب آسٹرلٹز کی جنگ کے بعد پریس برگ میں صلحنامہ ہوا تو نپولین نے ہینوور پرشیا کے بادشاہ کو دیدیا۔ پس انگلستان کی غیرت اس بات کی متقاضی تھی کہ ہینوور اُس کو واپس ملنا چاہئے اور صلح کے لئے یہ بات ضروری تھی۔ مگر پروشیا نے اُس پر ایسا قبضہ کیا کہ قطعی نہ چھوڑا نپولین نے ہرچند کوشش کی کہ پروشیا اس صوبہ کو چھوڑ دے اور اُس کے معاوضہ

میں پروشیا کو کوئی اور صوبہ دے دیا جائے - اب معاملات کی یہ حالت تھی کہ مسٹر فاکس یکایک ایسا بیمار ہوا کہ جانبری نہ ہوئی اور دنیا سے چل بسا اور اُسی کے تابوت کے ساتھ دنیا کی صلح بھی اُس کی قبر میں دفن ہو گئی۔ انگلستان کے دربار میں نئے 'نئے وزرا نے اختیارات پائے اور صلح کی تمامی امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ انگلستان کے وزرا نے صلح کی راہ میں بڑے بڑے موانع حائل کئے اور انگلستان کے وکلا نے جو پیرس میں مقیم تھے اور صلح کی گفتگو کر رہے تھے راہداری کے پروانے حاصل کر انگلستان کا راستہ لیا - ایچ۔ بی۔ آئرلینڈ صاحب کہتے ہیں "چونکہ وزرائے انگلستان کے سر دن میں پہلے ہی سے جنگ کا سودا سمایا ہوا تھا اس لئے اُنہوں نے صلح کی راہ میں موانع حائل کئے اور جب دونوں قوموں میں آستینیں چڑھ گئیں اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ پہونچ گئے تو لنڈن اسٹاک ایکسچینج میں مجنونانہ جوش مسرت کا اظہار کیا گیا"

فاکس کی موت نپولین کی تجاویز کے راستہ میں ایک مہلک روک ثابت ہوئی - نپولین نے اس موت کو بڑی بھاری بلائے آسمانی خیال کیا - اُس نے سینٹ ہلینا میں کہا " فاکس اور کارنوالس جیسے چھ شخص ایک قوم کا اخلاقی چال چلن قایم کر دینے کے لئے کافی تھے میں ایسے شخصوں سے ہمیشہ اتفاق رہے کرتا - ہم اپنے باہمی جھگڑے جلد طے کر لیتے اور فرانس کی ایسی قوم سے صلح ہی نہ ہو جاتی جو قابل عزت ہے بلکہ ہم مل کر بڑے بڑے کام انجام دیتے " نپولین نے پھر کہا " فاکس کی شہرت نے اُس کی لیاقتوں سے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور اب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ بڑے عالی صلح دانع کا شخص تھا - وہ نیک نہاد - آزاد خیال - اور فیاض شخص تھا - میں اُس کو بنی نوع الانسان کا زیور خیال کرتا تھا اور مجھے اُس سے بڑی الفت تھی " اور اُس نے پھر کہا - " فاکس کا مرجانا میرے دَور زندگی کے مقاصد کے لئے زہر ہلاہل ہو گیا - اگر فاکس جیتا رہتا تو معاملات کی صورت ہی کچھ اور ہو جاتی - جمہوری مقاصد کو نصرت حاصل ہوتی اور یورپ کا رنگ

اور ہو جاتا۔"

صفحہ ۲۴۵

باب سی و سوم

جینا اور ارسٹڈ

فرانس کے خلاف ایک نئے جتھے کا قایم ہونا۔ مانیٹور اخبار میں ایک مضمون۔ یورپ میں دو مخالف طاقتوں کا زور۔ شاہ پروشیا کے نام مراسلہ۔ لینڈ گریفین برگ کی چڑھائی۔ اسپین کی طرف سے دغا۔ گرفتار شدہ مراسلات۔ جینا اور ارسٹڈ کی لڑائیاں۔ پروشیا کے بادشاہ کی خطرناک حالت۔ نپولین کی حیرت انگیز فتح۔ سیکسن لوگوں سے نپولین کا خطاب۔ ویمر کی ڈچز۔ عورات کی راے۔ فریڈرک اعظم کی تلوار۔ جوزیفائن کے نام خطوط۔

اب روس انگلستان اور پروشیا نے پھر فرانس کے خلاف ایک جتھہ قایم کیا۔ کوئی معقول وجہ جنگ کو طوالت دینے کی موجود نہ تھی۔ نپولین اپنے تمام عزم و ہمت کو فرانس کی ترقی میں صرف کر رہا تھا۔ اور اپنی اس قابل قدر تجویز کو پورا کرنے کے لئے اُسے اس بات کی حاجت تھی کہ فرانس میں امن چین ہو اور اُس کو کام کرنے کی مہلت ملے اپنی عدیم النظیر اور عظیم الشان فتوحات میں اُس نے حیرت انگیز نرمی کا اظہار کیا تھا اور یہ نرمی ایسی نرمی تھی کہ روس اور پروشیا کو گریبان میں مُنہ ڈالنا چاہئے تھا

مانیٹیور اخبار کے حسب ذیل مضمون پر جو غالباً نپولین کے زبردست قلم سے لکھا گیا تھا۔
یوروپ سے کچھ اور جواب سوائے اس کے نہ بن پڑا کہ بحری اور بری جنگ کے لئے
پھر سے کمریں باندھ لیں :۔

" روس اور فرانس میں مخالفت اور جنگ کی آخر کوئی علت بھی ہے؟ ان کو تو ایک
دوسرے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے نہ یہ ایک دوسرے کو گزند پہونچا سکتے ہیں۔ لیکن
ہاں اگر چاہیں تو ملکر ملک کو فائدے بہت پہونچا سکتے ہیں اگر یہی کہا جائے کہ فرانس کے
شاہنشاہ کا اٹلی پر بڑا دباؤ ہے۔ تو اس کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ روس کا ٹرکی
اور فارس میں یہی حال ہے۔ اگر روس کے شاہنشاہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ فرانس
کی حد بندی کردے کہ پھر اُن حدود سے فرانس کا قدم آگے نہ بڑھے تو اس کی کیا وجہ
ہے کہ فرانس کے شاہنشاہ کو یہ اختیار حاصل نہو کہ وہ روس کی سرحد متعین نہ کردے
کہ پھر اُس سے آگے روس تجاوز نکرے۔ روس نے پولینڈ کو تقسیم کرلیا۔ اب ایسی
حالت میں کیا اُسے شکایت ہو سکتی ہے کہ فرانس کا بلجیم اور دریائے رین پر کیوں قبضہ
ہے۔ روس نے کریمیا۔ صوبجات کوہ قاف اور فارس کے شمالی حصہ پر قبضہ کرلیا تو ایسی
حالت میں کیا اب روس کا یہ کہنا قرین انصاف ہو سکتا ہے کہ فرانس کو اپنی حفاظت
کے واسطے یورپ میں کچھ مقبوضات اضافہ نہ کرنا چاہیے تھے۔ اچھا یوں ہی مان لیجئے
یوروپ کی کل طاقتوں کو اپنے پچاس برس کے اندر کے حاصل کئے ہوئے مقبوضات
چھوڑ دینا چاہیے۔ فرانس اُن کی اس کارروائی میں بدل وجان شریک ہوتی ہے چلو
شروع کرو۔ پولینڈ کی حکومت پر اُس کے قدیم فرمانروا کو بحال کرو۔ وینس۔ وینس کے
اصلی حکمرانوں کو دیدو۔ جزیرہ ٹرینڈاڈ Trinidad اسپین کے حوالہ کرو۔ جزیرہ سیلون
ہالینڈ کو دو۔ کریمیا سلطان ٹرکی کو واپس کرو۔ کوہ قاف کے صوبے اور گرجستان شاہ
فارس کو دیدو ملک میسور سلطان ٹیپو صاحب کے بیٹوں کو واپس دو۔ اور مرہٹوں کی

تمامی ریاستیں اُن کے جائز مالکوں کو دیدو۔ جب یہ ہو جائیگا تو فرانس کو بھی اپنی قدیمی حدود کے اندر لوٹ جانے میں کیا عذر ہوگا۔ یورپ میں تو اب یہ کہدینا ایک رواج سا ہو گیا ہے کہ فرانس بڑا بلند نظر ہے۔ لیکن یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اگر فرانس اُن تمامی ممالک پر جو اُس نے فتح کر لئے تھے اپنا قبضہ رکھتا تو آج آدھا آسٹریا۔ وینس۔ ہالینڈ۔ سوئزرلینڈ اور نیپلس یہ سب فرانس کے قبضہ میں نظر آتے۔ فرانس کی واقعی حدود دریاے ایڈج سے لیکر دریاے رین تک ہیں اور کیا فرانس نے ان حدود سے آگے تجاوز کیا۔ کیا فرانس آگے بڑھکر دریاے سولزا۔ اور ڈریو تک گیا اور اگر ان دریاؤں تک وہ منصرف اور قابض ہوتا تو کیا بیجا ہوتا۔ کیا اُس نے یہ سب ملک فتح نہ کر لیا تھا۔ لیکن فرانس نے تو ایسا نہ کیا۔"

جس زمانہ میں نپولین نے جنرل میک کو الم میں گھیر لیا تھا تو اُس کی کامیابی کے لئے یہ بات بہت ضروری تھی کہ اُس کی تھوڑی سی فوج اینسپک کی ریاست کے پار بھیجدی جاے جو پروشیا کے بادشاہ کی حدود سلطنت میں واقع تھی اور نپولین نے جنرل برناڈوٹ کو جس کے ماتحت یہ فوج تھی حسب ذیل لکھا:-

"تم اینسپک کی ریاست کے پار چلے جاؤ۔ لیکن خبردار ریاست کے اندر قیام نہو ریاست کے باشندوں کو ہر طرح راضی رکھنا پروشیا کے مقاصد کا پورا خیال رہے بہت تیزی سے گذرتے ہوے نکلے چلے جاؤ۔ ریاست والوں کے سامنے یہی یہی عذر پیش کرنا کہ تمھارا اس طرح جلد جلد کوچ کرنا اور ریاست کے پار جانا بڑا ضروری ہے اور یہ واقعی سچا عذر ہے۔"

نپولین نے لیکن ان معقول ہدایات ہی پر قناعت نہ کی بلکہ اُس نے گرانڈ مارشل ڈیوراک کو اس غرض سے برلن روانہ کیا کہ پروشیا کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کرے کہ فرانس پر سخت یورش ہوئی ہے اور اُس کی حالت

بہت نازک ہو گئی ہے کیونکہ ایسی اچانک یورش کے متعلق کوئی اعلان جنگ بھی شائع
نہیں ہوا اور معذرت کرے کہ فرانسیسی فوج کا ایک چھوٹا سا جزو اُس کی بلاحصول
اجازت انیسپک کی ریاست کے پار بھیجدیا گیا ہے۔ چونکہ بہت اشد ضرورت تھی اور
بہت جلدی تھی اجازت حاصل نہ کی جاسکی اور ایسی معقول وجوہ کی حالت میں فرانس
کے شاہنشاہ کی معذرت قابل پذیرائی ہے۔" پروشیا کے بادشاہ نے تیوری پر بل ڈالکر
خیر اس کو قبول کر لیا لیکن اُس کی ملکہ اور بہت سے جنگجو افسروں نے بڑا اشور برپا کیا
اور کہا کہ پروشیا کی اس فعل سے بڑی توہین ہوئی اور اس کا انتقام صرف تلوار ہی
سے لیا جائیگا۔

اس زمانہ کی طرح اُس زمانہ میں بھی یورپ میں دو ہی قسم کے لوگ رہتے تھے یعنی
فرماں روائی کرنے والے حاکم اور فرماں بردار محکوم اور انھیں دو فریقوں کا زور تھا۔
اگر نپولین کو فتح ہوتی تو ظاہر تھا کہ محکوم جمہور کی نصرت تھی۔ روس کا بادشاہ اسکندر نوجوان
بلند نظر اور بیشمار افواج کا مالک تھا۔ اور اُس کو آرزو تھی کہ اسٹرلٹز کی ہزیمت کے داغ
کو اپنی ناموری کے دامن سے دھوے۔ پروشیا کے بادشاہ کو بھی اپنے اجداد کی شہرت
و شجاعت پر غرور تھا اور اُس کی نرالی ملکہ نے بلا کا جوش پھیلا رکھا تھا اور اس بادشاہ
کو نامور فاتح نپولین سے تیغ آزمائی کی تمنا تھی اور انگلستان جو شرقی اور غربی نصف کرہ
کی بادشاہتوں کے بوجھ سے لدا ہوا تھا برابر یہی راگنی گائے جاتا تھا کہ نپولین کو ملک گیری
کی سیر نہ ہونے والی ہوس ہے۔

پروشیا کی دو لاکھ ہزار فوج نے فرانس پر حملہ کرنے کو کوچ کیا۔ اور سکسینی
کے صوبے میں یہ فوج درآئی۔ فریڈرک ولیم۔ بادشاہ پروشیا نے اس فوج کی سپہ سالاری
خود اختیار کی تھی۔ اُس نے سکسینی کے بادشاہ کو اس بات پر مجبور کیا کہ جنگ میں
شریک ہو کر فرانس پر یورش کرے۔ اور کہا کہ تمامی یوروپ کے بادشاہوں کا پنولین

کے مقابلہ میں معاملہ واحد تھا۔ روس کے بادشاہ اسکندر نے بھی اپنی خونخوار افواج کو آراستہ کیا اور دھاوے کرتا ہوا پولینڈ کے ویرانوں کی طرف روانہ ہوا اُس کے ہمراہ بھی دو لاکھ فوج تھی۔ اور یہ فوج اُن بے عدد افواج کی کمک کو جو فرانس پر یورش کر رہی تھیں آرہی تھی۔ اُدھر انگلستان اپنے جنگی جہازوں کے بیڑے بحر روم اور انگلش چینل میں روانہ کر چکا تھا اور ہر ایک غیر محفوظ ساحل کے مقام پر گولے برسائے جارہے تھے اور دوسری قوموں پر دباؤ ڈالا جا رہا تھا اور لالچ دیا جا رہا تھا کہ فرانس کی مخالفت پر وہ بھی آمادہ ہو جائیں اور نئی جمہوری حکومت کو برباد کردیں۔

اس کالی گھٹا کو جو از سرِ نو اُٹھ رہی تھی نپولین نے بڑی غمزدہ نگاہ سے دیکھا ابھی کچھ بہت زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ وہ ایک نہایت ہی سخت مہم کو سر کرکے واپس آیا تھا اور اپنے دشمنوں کو ایسا پسپا کیا تھا کہ یورپ کو حیرت ہو گئی تھی مگر افسوس۔ ایک جتھہ اچھی طرح فنا ہونے پاتا تھا کہ دوسرا اور قایم ہو جاتا تھا۔ لیکن نپولین کو پروردگار نے وہ روح نہ دی تھی کہ مایوسی سے مضمحل ہو جاتی۔ ایک لمحہ اداس رہنے کے بعد اُس نے اس نئے جتھے کے مقابلہ میں بڑی دلیری سے آستینیں چڑھائیں۔ اور اپنے بھائیوں کو نیپلس اور ہالینڈ میں حسب ذیل مراسلے روانہ کئے :-

"وزارت پریشان ہونا۔ یہ جتھہ بھی بہت جلد گرداب فنا کا لقمہ ہوا جاتا ہے اور پروشیا اور اُس کے رفقار کوئی کیوں نہوں کیا طاقت رکھتے ہیں کہ فرانس سے آنکھ ملاسکیں اور اس مرتبہ میں یورپ سے اس طرح تصفیہ کردونگا کہ ہمیشہ کو فرصت ہو جائے اور ان دشمنوں کو اس بُری گت کو پہونچا دونگا کہ دس برس تک ان میں کروٹ لینے کی طاقت نہ رہیگی۔"

اس کے بعد نپولین متواتر اڑتالیس گھنٹے اپنے دفتر کے کمرے سے باہر نہ نکلا اور اس نئی مہم کی تیاریوں میں برابر کارروائی اور تجویزیں کرتا رہا اور پھر دو شبانہ روز مفصل

دو سو خطوط اور مراسلات تحریر کرائے۔

یہ تمامی خطوط ہنوز محفوظ ہیں اور جب تک انتظام دنیا اور سلطنت کے نظم و نسق کی بقا ہے یہ خطوط حیرت آمیز تعریف کی نگاہ سے دیکھے جائینگے۔ پھر اس کے بعد شاہنشاہ نے افواج خاصہ کو چھہ دن کے اندر پیرس سے دریائے رین کے کنارہ پہونچا دیا یعنی ڈاک کے ذریعہ سے اس فوج نے ۰ ۱۳میل یومیہ مسافت طے کی ۲۴ ستمبر ۱۸۰۶ء کو نپولین جوزیفائن کو ہمراہ لے کر آدھی رات کو اپنی افواج میں جا ملنے کو گاڑی میں سوار ہوگیا۔

اس وقت بھی پہلی مہم کی طرح نپولین کو معلوم نہ تھا کہ آخر یہ جنگ کیوں اور کس غرض سے ہونے والی تھی ۔ اور یورپ کے تاجدار کس بات کے خواہشمند تھے۔ پھر اس نے سینیٹ کے اراکین کو خدا حافظ کہا اور ذیل کے نفظوں میں اُن سے مخاطب ہو کر رخصت ہوا۔

دیکھئے فرانس حق پر ہے جس جنگ میں مبتلا ہونے کو فرانس مجبور کیا گیا ہے اُس کا باعث فرانس نہیں ہے فرانس کو برابر فریب دیے جاتے ہیں اور اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ پس اس جنگ میں شریک ہونا فرانس کا محض اپنی حفاظت کی خاطر ہے۔ اسلئے ہم کو اپنے قوانین اور جمہور کی مدد پر اعتماد ہے اور یقینی ہمارے جمہور ایسی حق بجانب جنگ میں جس میں دشمنوں کی سراسر زیادتی ہے اپنی جاں نثاری کے پورے ثبوت دینگے،،

فوج میں پہونچ جانے کے بعد نپولین نے پہلے سرکاری مراسلہ میں لکھا ،، پروشیا کی ملکہ افواج کے ہمراہ سواروں کی مردانہ وردی پہنے اور اسلحہ سے آراستہ موجود ہے اور یومیہ بیس خطوط اس غرض سے لکھ رہی ہے کہ آتش جنگ کو ہر چہار سو مشتعل کر دے وہ بعینہ مجنوں آرمیڈا کی طرح خود اپنے ایوان کو آگ لگا رہی ہے۔ اُس کے پیچھے بادشاہ لوئی جو پروشیا کا دلیر اور مستعد فرمانروا ہے اور جتھہ بندی کے خیال نے اُس کو ترغیب دی ہے بڑھا چلا آرہا ہے اور اُس کو جنگ کی مصائب سے بڑی ناموری

حاصل ہونے کی اُمید ہے۔ ملکہ۔ بادشاہ۔ اور تمامی وزرا جنگ جنگ پکار رہے ہیں لیکن جب اپنے تمامی خطرات اور مصائب کے ساتھ جنگ اُن کے درمیان جا پہونچے گی تو اُس وقت یہ سب یہی کہتے ہونگے کہ "یوروپ کے شمالی میدانوں میں ہول و آفت کے ہم بانی نہ تھے فرانس بانی تھا"

مینس میں نپولین جوزیفائن سے رخصت ہوا۔ جوزیفائن اس وقت ایسا رو رہی تھی کہ نپولین کو اپنے دل پر قابو نہ رہا مگر جلد اپنے تئیں سنبھال کر اُس نے جوزیفائن کو گلے لگایا اور خدا حافظ کہکر اس غرض سے روانہ ہوگیا کہ فرانس کی افواج کی خود سپہ سالاری کرے اُس کی فوج کی نقل و حرکت سے پروشیا کی فوج حیران رہ گئی اور چند ہی روز میں نپولین نے اپنی تمامی فوج پروشیا کی فوج کے عقب میں اس طرح پہونچا دی کہ اب نہ تو اُس کو رسد ہی بہم پہونچ سکتی تھی اور نہ وہ اپنے ملک ہی کو واپس جا سکتی تھی نپولین کو اپنی فتح کا یقین ہوگیا اور اس امید سے کہ شاید خونریزی نہو اُس نے فوراً پروشیا کے بادشاہ کو حسب ذیل لکھا:-

"میں اب سیکسنی کے وسط میں آپہونچا ہوں یقین کیجیے کہ فرانس کی افواج ایسی زبردست اور جرار ہیں کہ پروشیا کی فوجیں اُن کے مقابل ٹھہر نہیں سکتیں لیکن خونریزی کیوں کیجائے۔ آخر۔ اس خونریزی سے مقصد اور منشا کیا ہے؟ ہم اپنے جمہور کو اس بات پر کیوں آمادہ کریں کہ وہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ ڈالیں۔ اب میں فتح کو کوئی نعمت نہیں سمجھتا ہوں۔ اسلئے کہ وہ بڑی خونریزی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میرے سپاہی مجھکو میرے بچوں کی طرح عزیز ہیں۔ اگر میرا حربی کارنامہ ابتک شروع ہوا ہوتا یا مجھکو جنگ سے کوئی خطرہ ہوتا تو میرا ایسا کہنا بیجا تھا۔ جہاں پناہ کو شکست ہوجائیگی اور افسوس ہے کہ محض بے وجہ آپ اپنی رعایا کی جانوں کو معرض خطر میں ڈال رہے ہیں۔ ابھی جہاں پناہ کو کوئی گزند نہیں پہونچا ہے اور ابھی اس طریقہ سے

ص ۲۴۰

صلح ہو سکتی ہے کہ کسی طرح پروشیا کی کسرشان نہ ہوگی۔ لیکن ایک ماہ کے بعد یہ موقع ہاتھ سے نکل جائیگا اور آپ کو دوسری وضع سے صلح کرنے پر مجبوری ہوگی اور پروشیا کی ناموری پر حرف آجائیگا۔ مجھے خوف ہے کہ یہ میری تحریر جہاں پناہ کو اسی طرح ناگوار ہوگی جس طرح ایک فرمانروا کو ہونا چاہئے لیکن کیا کروں حالات کچھ ایسے واقع ہوئے ہیں کہ پردہ میں نہاں نہیں کئے جاسکتے۔ مجھے یقین ہے کہ اس خط کا ایک ایک حرف جہاں پناہ کو یقین دلادیگا کہ میری سچے جی سے یہی آرزو ہے کہ خونریزی نہو اب آخر میں خدا سے میں دعا کرتا ہوں کہ جہاں پناہ حفظ حافظ حقیقی میں رہیں۔"

آپکا بھائی "نپولین"

اس خط کا کوئی جواب موصول نہوا۔ یہ خط پروشیا کے ایک افسر کو دیدیا گیا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ یہ خط بادشاہ کو اس وقت پہونچا جبکہ جینیا کی جنگ شروع ہوچکی تھی۔

دو دن میں نپولین کے ہراول کا پروشیا کی جرار فوج سے مقابلہ ہوگیا۔ یہ فوجیں بڑے موقع سے مورچے ڈالے ہوئے تھیں۔ آسمان ابر وغبار سے صاف تھا اور ایک لاکھ فوج کے اسلحہ آفتاب کی شعاعوں میں جگمگا رہے تھے۔ اکتوبر ۱۸۰۶ء کی ۱۳ تاریخ تھی۔ اٹھارہ ہزار بہادر سوار بادپا سمندروں پر زرق برق وردیاں پہنے میدان میں صف بستہ کھڑے تھے۔ صدہا توپیں دمدموں پر ایسی جمی ہوئی تھیں کہ اُن کی برباد کردینے والی طاقت کے تصور سے خیال بھی سہما جاتا ہے۔ پروشیا کی فوج کا ہراول لینڈگرفین برگ نامی پہاڑی پر مورچہ بند تھا۔ یہ پہاڑی نہایت بلند تھی اور اس کی چڑھائی بہت ڈھلوان اور دشوار تھی لیکن نپولین نے پہلا کام یہی کیا کہ اس فوج کو پہاڑی سے بھگاکر آپ اسپر قابض ہوگیا۔ یہاں سے صاف معلوم ہورہا تھا کہ پروشیا کی فوج فرسنگوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

ارسٹنڈ کا میدان جو یہاں سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر تھا نظر نہ آتا تھا اور نپولین کو خبر نہ تھی کہ پروشیا کی فوج کا ایک بہت بڑا حصہ اُس میدان میں بھی مورچہ بند تھا۔ رات میں پروشیا کی فوج نے اس کثرت سے آگ روشن کی کہ تمام افق میں اٹھارہ میل تک روشنی ہی روشنی نظر آتی تھی۔ یہ دیکھکر نپولین نے نہایت ہی تیز رفتار سوار اپنی فوج کو جو پیچھے تھی بلانے کے لئے اُسی وقت روانہ کئے اور لینڈ گرفین برگ کی پہاڑی پر بھاری توپیں چڑھانے میں خود بڑے لایق انجنیر کی طرح کام کرنا شروع کر دیا۔ لالٹین ہاتھ میں لیکر جا بجا موانع دُور کراتا پھرتا تھا۔ کوئی خیال نہ کرسکتا تھا کہ اس بلند پہاڑ پر توپیں چڑھائی جا سکتی تھیں لیکن نپولین کی ہمت۔ محنت اور تدبیر کے سامنے سب ممکن تھا۔ فرانسیسی فوج کے اب پیچھے سے نئے دستے بھی آنا شروع ہو گئے اور نیز اہل جوانوں نے ملکر راستہ ٹھیک اور صاف کر دیا اور ابھی آدھی رات نہ ہوئی تھی کہ اس پہاڑ پر بڑی زبردست توپوں کے دمدمے تیار ہو گئے اور ہیبت ناک باڑیاں قایم ہو گئیں۔

فرانسیسی فوج کا جو نیا حصہ آتا جاتا تھا اپنے اپنے موقع سے جو نپولین نے مقرر کر دیا تھا قایم ہوتا جاتا تھا۔ اور آرام کرنے کو لیٹتا جاتا تھا۔ جنرل سولٹ اور جنرل نے کو نپولین نے یہ حکم دیا کہ تمام شب برابر دھاوا کئے ہوئے پروشیا کی فوج کے عقب میں چلے جائیں کہ یہ فوج بھاگ کر بچ نہ سکے۔ جب صبح کو واقع ہونے والی فوج کا نپولین ان محنتوں اور دور اندیشیوں سے اہتمام کر چکا اور اب آدھی رات گذر چکی تھی کہ وہ نہایت اطمینان اور بے فکری سے اپنے خیمہ میں گیا لیکن بجائے اس کے کہ

اب ذرا لیٹتا اور تکان دور کرتا وہ میڈیم کیمپن کے مدرسہ نسوان کے نصاب تعلیم کو تیار کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔[۱]

---

[۱] کونٹ پلٹ صاحب کہتے ہیں کہ نپولین نے یہ نصاب آسٹرلٹز کی جنگ سے قبل رات میں تیار کیا تھا۔ بہرحال کسی جنگ کی شب میں تیار کیا ہو۔ مدعا حاصل ہے۔ یہ مخصوص دماغ اور عادات و صفات نپولین ہی تک محدود ہیں۔ ہم کو ایسی مثالیں کہیں اور نہیں ملتیں۔ ۱۲ مصنف

یہی باتیں ہیں جن کو دیکھکر تمام دنیا حیران ہوگئی ہے۔ نپولین کے نزدیک یہ کوئی بات ہی نہ تھی کہ ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے میں ایسی محویت سے مصروف ہوجائے کہ پہلے خیال سے دوسرے کو علاقہ ہی باقی نہ رہے۔ یہ حال اصلی تھا اور اس میں کسی تصنع یا بناوٹ کا دخل نہیں۔ اُس کے خیالات کبھی مخلوط ہوتے ہی نہ تھے جس کام کو کر رہا ہوتا تھا اُس وقت اُسی سے واسطہ ہوتا تھا۔ نپولین نے فرانس کی بہبودی اور رفاہ کے متعلق جو کچھ کیا وہ اُنھیں لمحوں اور ساعتوں میں کیا جو جنگ وجدل کے دوران اور افکار و پریشانی کے زمانوں میں اُس کے ہاتھ آگئی تھیں۔ متحدہ یورپ نے کبھی اُس کو اتنی مہلت ہی نہ دی کہ تلوار ہاتھ سے جدا کرتا اور اطمینان سے اپنے ملک کی بہبودی میں مصروف ہوتا۔

نپولین نے کہا ہے "فرانس کو اپنے نئے جنم کے لئے جسقدر اچھی ماؤں کی ضرورت ہے اتنی کسی اور شئے کی حاجت نہیں ہے"۔

فرانس کی بہبودی اور خوش حالی نپولین کی دلی خوشی کا باعث تھی۔ جینا اور اسٹرلٹز کے میدانوں میں جہاں کثرت سے خونریزی ہوئی نپولین اپنی خوشی سے نہ گیا تھا۔ بلکہ وہ واقعی ایسا کرنے کو سخت مجبور کیا گیا تھا۔ دشمن اُس پر حملہ کر رہے اور کہہ رہے تھے کہ وہ غاصب ہے۔ اور تخت شاہی سے اُس کو زبردستی ڈھکیل دینے کی بڑی بڑی تدبیریں کر رہے تھے۔

آدھی رات گذر چکی تھی اور پروشیا کی فوج میں آگ اس کثرت کہ تمام افق روشن نظر آتا تھا اور اُس کا اتنا بڑا دور تھا کہ فرانسیسی افواج اُس سے محصور نظر آتی تھیں۔ لینڈ گریفن برگ کی چوٹی پر بڑی سرد ہوا چل رہی تھی اور اب اپنا لبادہ اوڑھ کر نپولین بھی اپنے سپاہیوں کی طرح ذرا آرام کرنے کو لیٹ گیا۔

فرانس کا دار السلطنت پیرس اس مقام سے بہت دور تھا۔ اور شاید فرانس کی قسمت کا فیصلہ آج صبح کو واقع ہونے والی جنگ کے نتیجہ پر منحصر تھا۔ انگلستان۔ روس

اور پروشیا کے زبردست فرمانروا نپولین کے خلاف دشمنی پر آمادہ ہوئے تھے پس اگر نپولین کو شکست ہوجاتی تو آسٹریا اور سویڈن اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرمانروا سب ہی نو ریپبلک کے فرمانروا نپولین پر ٹوٹ پڑتے اور اُس کی تباہی میں کوئی شک باقی نہ تھا۔

رات تو اتنی آچکی تھی اور موسم کی شدت کا یہ حال تھا کہ اور نئی بات یہ پیش آئی کہ گرفتار شدہ مراسلات نپولین کے ہاتھ میں دیئے گئے اور وہ اُسی وقت اُٹھ بیٹھا۔ اور الاؤ کی روشنی میں اُن کو پڑھنے لگا کیا دیکھتا ہے کہ اسپین کے بوربون بادشاہ نے جس کو ٹریفالگر کی جنگ سے نصیحت ہوگئی تھی یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ انگلستان کی رفاقت اختیار کرے اور فرانس سے تعلق قطع کرلے لیکن ظاہر میں نپولین سے دوستی کا اظہار کیا جارہا تھا اور خفیہ انگلستان سے سازباز ہورہا تھا۔ ان مراسلات سے یہ سب معاملہ نپولین پر اچھی طرح آشکارا ہوگیا۔ اسپین کے بادشاہ کو یقین تھا کہ نپولین پیرس سے ہزارہا میل کے فاصلہ پر تھا اور اُس کو وہاں ہزیمت ضرور ہوگی اور اسی یقین پر یہ بادشاہ کوہ پری نیز کو جو فرانس اور اسپین کے درمیان حد فاصل ہے خفیہ عبور کرنے اور فرانس پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کررہا تھا۔ مگر اب ہم کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ باوجود اپنی عالی ہوصلگی اور فیاضی کے نپولین کوئی اتنا حلیم المزاج اور نہ بھی ... ... نہ تھا کہ ایسے مواقع پر ضبط کرسکتا۔ چنانچہ جب وہ ان خطوط کو پڑھ چکا تو اُس کو واثق یقین ہوگیا کہ اسپین کے تخت پر جب تک بوربون خاندان کی حکومت تھی فرانس کسی طرح محفوظ حالت میں نہ تھا۔ اور یہ دشمن بادشاہ جب ممکن ہوگا فرانس کو گزند پہونچائے بغیر نہ رہیں گے۔ پھر یہ خطوط جو اسپین کے بادشاہ کی مخالفت کے تحریری ثبوت تھے نپولین نے بند کئے اور آہستہ سے کہا "اچھا۔ اب بوربون خاندان کے بجائے اسپین پر میرے خاندان کا لڑکا بادشاہی کریگا" اور اسی ساعت

۲۸ ص

سے اسپین کے بادشاہ کی حکومت کا واقعی خاتمہ سمجھنا چاہیے۔

اس کے بعد نپولین نے پھر اپنا لبادہ اوڑھ لیا اور الاؤ کی طرف پاؤں کر کے لیٹ رہا۔ اور اسی آرام و اطمینان سے سو رہا جیسے اپنے سینٹ کلاوڈ کے ایوان میں سویا کرتا تھا۔

چار بجے صبح اٹھکر وہ گھوڑے پر سوار ہوا غنیم کی افواج جو ہنوز اٹھی نہ تھیں گھنے کُہر سے پوشیدہ تھیں اور اسی تاریکی اور اسی کُہر کی حالت میں فرانس کی فوجیں صف بستہ ہو گئیں اور "شاہم زندہ ماناد" کے نعروں سے جدھر نپولین نکل جاتا تھا ہوا گونج رہی تھی۔ سپاہی سردی سے ٹھٹھرے ہوئے دو گھنٹے تک برابر کھڑے کانپتے رہے اور ٹھیک چھ بجے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اور کچھ بہت دیر نہ ہونے پائی کہ فرانس کی جرار فوج پروشیا کی فوج میں جا بجا گھس گئی اور دست بدست جنگ شروع ہوئی۔

اب وہ معرکہ جدال و قتال اور ہنگامہ رستخیز برپا ہوا کہ قلم اس کی ہولناک تصویر نہیں کھینچ سکتا اور خیال اس کا تصور نہیں باندھ سکتا۔ آٹھ گھنٹے پیہم تلوار پر تلوار رہی۔ انسان انسانوں میں یہ جنگ نہ تھی یہ جنگ عفریتوں میں تھی۔ ایک رستم کا دوسرے رستم سے مقابلہ تھا۔ زمین پر کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ حملہ کے بگل اور توپخانہ کی گرج پر مجروحوں کی ہائے وائے اور چیخیں جو پڑے گھوڑوں کے سموں سے پامال ہو رہے تھے بلند سنائی دیتی تھیں۔ فتح ڈانوا ڈول پھر رہی تھی اور پیچھے آفتاب کے ڈھل جانے پر پروشیا کے سپہ سالار کو اپنی فتح کا یقین ہو گیا اور اس نے اپنے ایک جنرل کو لکھا:۔

"فوراً اس مقام پر جہاں ہم نے بڑا زور دے رکھا ہے اُسقدر فوج لیکر جتنی تم سے ممکن ہو جا پہنچو اس وقت ہم دشمن پر ہر جگہ غالب ہیں۔ اور ہمارے رسالوں نے دشمن کی کئی توپیں بھی چھین لی ہیں"۔

لیکن کچھ دیر نہ ہونے پائی تھی کہ اس نے پھر اپنی فوج کے پچھلے حصہ کو حسب ذیل

پرشیان تحریر بھیجی :-

"خبردار! ایک لمحہ کی دیر نہ ہو۔ تم اپنی فوج کو جس کی صفیں ہنوز نہیں ٹوٹی ہیں آگے بڑھا لاؤ لیکن اپنی صفوں کے درمیان ایسے راستے رکھنا کہ ہماری ہزیمت خوردہ فوج کے پیچھے ہٹنے والے سپاہی اُن راستوں میں ہو کر گذر جائیں۔ غنیم کے رسالے حملہ کرنے کو ہیں اس کے لئے پورے تیار رہنا۔ ان رسالوں کا حملہ شروع ہو چکا ہے۔ ہماری سپاہ قتل ہو رہی ہے۔ یہ حملہ رُک نہ سکا۔ اور ہمارے رسالے توپخانے اور پیدل درہم برہم اور تہ و بالا ہو رہے ہیں۔"

اس جنگ کے ذرا ذرا سے تفصیلی حالات موجود ہیں اور لکھا ہے کہ اپنے سپہ سالار کا حکم پاتے ہی جس کا ہم سطور بالا میں حوالہ دے چکے ہیں۔ پروشیا کی فوج کا پچھلا حصہ فوراً اس غرض سے آگے بڑھا کہ جنگ کے مدوجزر کو پلٹ دے اور پروشیا کی فراری جب اس فوج کے راستوں میں سے جو اُن کے نکل جانے کو سپہ سالار کے حکم سے قصداً بنا دئے گئے تھے نکل گئے تو یہ پروشیا کی تازہ دم فوج بڑی شان سے فرانسیسی فوج کے مقابلہ میں نمودار ہوئی اور واقعی تھوڑی دیر تک تو یہی معلوم ہوا کہ لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ نپولین لینز گریفن برگ کی چوٹی پر بے خوف نڈر اور مستقل کھڑا ہوا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اور اس جنگ کی جو بربادی کا گویا ایک آتشیں طوفان تھی رہنمائی کر رہا تھا۔ خاصہ کے رسالے ہنوز بیکار کھڑے ہوئے اس جنگ میں شریک ہونے کے جوش میں پھُکے جا رہے تھے لیکن نپولین کی بے اجازت جگہ سے ہل نہ سکتے تھے اور آخر کار ایک من چلے نوجوان سوار سے نہ رہا گیا اور صف سے آگے نکل کر یہ آواز پکارا "اے یارو کیا کھڑے دیکھ رہے ہو۔ آگے بڑھو"

یہ آواز نپولین نے بھی سنی اور بڑی سختی سے ڈانٹ بتلائی "ہیں! ابھی کیسے؟" پھر غضبناک چتون بنا کر بولا "ارے یہ بے ریشہ۔ لونڈا۔ اور بوناپارٹ کو سبق دینے

چلا ہے ؟ اس سے کہدو کہ پہلے بوناپارٹ کی طرح تیس ہولناک اور دنیا کی مشہور لڑائیوں میں سپہ سالاری کر لے پھر آکر ایسی نصیحت کرے "

اب شام کے چار بج چکے تھے۔ اور قطعی فیصلہ کی ساعت کو نپولین نے پہچان لیا۔ اور اُس نے جنرل مراٹ کو اشارہ کیا کہ اپنے رسالے لے جائے اور پروشیا کی بدحواس سپاہ کو ایک دم میں خاک سیاہ کر دے اور نصرت کو مکمل کر دے۔ اس اشارہ کی دیر تھی اور مراٹ اپنے سیلاب فنا کو لیکر دشمن کی طرف متوجہ ہوا معلوم ہوتا تھا کہ قیامت آگئی کوئی شے ان خاصہ کے شاہی رسالوں کے سامنے نہ ٹھر سکی اور نہ محفوظ رہی اور دم کے دم میں سب کام ختم ہوگیا اور پروشیا کی فوج برباد ہوگئی مروت ورحمدلی نے اپنے منھہ پر نقاب ڈال لئے تھے اور اس ہنگامہ نفسی نفسی کو جو معرکہ حشر سے کسی طرح کم نہ تھا خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ اب جنگ نہ تھی کہ قاعدہ کی پابندی سے کام ہوتا۔ اب تو قتل عام تھا اور موت کے فرشتہ نے پروشیا کی ہزیمت خوردہ فوج پر قابو پالیا تھا۔ مفرورین امواج سیلاب کی طرح پھیل گئے۔ کوئی انتظام و ترتیب باقی نہ رہی بندوقوں کی باڑھوں نے اُن کی صفوں اور پردوں کو چھلنی کر ڈالا۔ افواج خاصہ سے پورے بارہ ہزار سوار حملہ کر رہے تھے اور بھاگنے والوں کو پامال کر کے خاک میں ملا دیا تھا تلواروں سے خون ٹپک رہا تھا۔ مفرورین کو کوئی جائے امن باقی نہ تھی۔ نپولین کی افواج نے اُن کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا تھا۔ وہ ہر طرف بھاگ کر جاتے تھے اور ہر طرف سے خون میں نہائے ہوئے واپس آتے تھے۔

جس وقت جینا کے میدان میں یہ واقعات پیش آرہے تھے۔ پروشیا کی ایک اور فوج کو آرسٹڈ کے میدان میں اسی قسم کے حادثات اور مصائب کا سامنا پیش آرہا تھا۔ آرسٹڈ جینا سے بارہ میل تھا ادھر سے جینا کے اور اُدھر سے آرسٹاڈ کے مفرورین آکر بیچ میں گڑبڑ ہوگئے۔ دونوں پر پیچھے سے سیل اور گراب اور گولیاں

برس رہی تھیں - اب پریشانی کی کوئی انتہا باقی نہ تھی - سب کے جی چھوٹ گئے - اور ایسے سراسیمہ ہوئے کہ اپنے اسلحہ اتار کر پھینک دئے - سامان وغیرہ کی گاڑیاں جو اب بھی تھوڑی بہت ساتھ تھیں میدان میں چھوڑ کر جدھر جس کا منہ اٹھا گیا بھاگ نکلا نہ کسی سمت کا خیال تھا اور نہ جمع ہونے کا کوئی مقام مقرر کیا گیا تھا مرات اپنے رسالوں سے اب بھی اسی طرح حملہ کر رہا تھا اور میدان کی زمین مقتولوں کی لاشوں سے چھپ گئی تھی -

۹۴۴ھ

رات ہو گئی لیکن ہزیمت خوردہ فوج کو کوئی پناہ میسر نہ آئی اسی خونریزی اور بے رحمی سے تعاقب ہو رہا جیسا دن میں کیا گیا تھا - مفرورین کو اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ کسی مقام پر جمع ہو جاتے یا دم لے لیتے - جدھر جاتے فرانسیسی فوج کو اپنے سامنے پاتے - پروشیا کا بادشاہ خود گرفتار ہو جانے سے بال بال بچ گیا - اس لئے کہ اس کی فوج میں قطعی پریشانی پھیلی تھی اور عجب بے ترتیبی سے بھاگڑ پڑی تھی - آرسٹڈ کے میدان سے چند رفیقوں کے ہمراہ وہ فرار ہوا اور اندھیری رات میں خندق اور باڑے پھاندتا ہوا جنگل میں جا گھسا اور تمام رات اسی طرح بھاگنے کے بعد صبح کو ایک محفوظ مقام پر پہونچا -

اس ہولناک جنگ میں پروشیا کی جانب بیس ہزار فوج مقتول اور مجروح ہوئی اور بیس ہزار قید کر لئے گئے - اپنی عادت کے موافق نپولین نے اپنی فوج کو ہر چہار سو تعاقب میں روانہ کر دیا تھا - اور خود تمام رات مجروحوں کی خبر گیری میں مصروف رہا - اپنے ہاتھوں سے اُن کو پانی پلاتا رہا اور تشفی کرتا رہا - کچھ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو خالق نے اُس کو بڑا بیباکانہ اور نڈر دل عطا فرمایا تھا لیکن اُسی کے ساتھ وہ حد درجہ رحم دل اور رقیق القلب بھی بنایا گیا تھا - ان مجروحوں کی نگہداشت میں کوئی دقیقہ احتیاط کا فروگذاشت نہ کیا گیا - صبح ہوتے ہی اُس نے جنرل ڈیوراک کو جینا کو

اسپتالوں کو یہ ہدایت کر کے روانہ کیا کہ مجروحوں کی فرداً فرداً اُس کی طرف سے جا کر تسلی کریں
اور اُن کو روپیہ دے اور ہر ایک شئے کا جس کی اُن کو ضرورت ہو پورا انتظام کرے۔
اور بڑے بڑے انعاموں کا وعدہ کرے۔ ڈیوراک نے مجروحوں کے سامنے شاہنشاہ
کی تحریر پڑھی اور وہ اپنی تکلیف بھولکر "شاہم زندہ باناد" کے نعرے مارنے لگے۔ اور
اگرچہ وہ بہت مجروح اور خستہ تھے لیکن اسی شوق کا اظہار کر رہے تھے کہ اپنے شاہنشاہ
کے لئے جاں نثاری کا اُن کو اور موقع ملتا۔

چونکہ کارگذار افسروں اور سپاہیوں پر نپولین بہت مہربانی اور عنایت کیا کرتا تھا لہٰذا
اس موقع پر بھی اُس نے جنرل ڈیوسٹ کو جس نے ارسٹڈ کا معرکہ سر کیا تھا بڑی عزت
بخشی اور سرکاری مراسلہ میں لکھا:-

"ہمارے داہنے بازو پر جنرل ڈیوسٹ کی فوج تھی جس سے حیرت انگیز بہادری کا ظہور
ہوا۔ اس فوج نے غنیم کو صرف روکا ہی نہیں بلکہ برابر نو میل تک اُس کا تعاقب بھی کیا۔
ڈیوسٹ نے بڑی لاجواب شجاعت اور استقلال کا اظہار کیا ہے۔ جو سب سے اچھے
سپاہی کے اوصاف ہیں"

اسی کارگذاری کے صلہ میں نپولین نے جنرل ڈیوسٹ کو ڈیوک آف آرسٹڈ کا خطاب
دیا اور مزید عزت افزائی کی غرض سے اُس نے حکم دیا کہ سب سے پہلے پروشیا کے دارالحکومت
برلن میں جنرل ڈیوسٹ ہی اپنا قدم رکھے۔ اس سے تمام فوج میں اُس کی وقعت دوبالا
ہوگئی۔ پھر اس کے دو ہفتے بعد نپولین نے تمامی افسروں کے سامنے جنرل ڈیوسٹ
کی بڑی آب و تاب کے لفظوں میں تعریف کی اور جب نپولین تعریف کر چکا تو جنرل ڈیوسٹ
افسروں کی صف سے آگے بڑھا اور کہا " اے جہانگیر۔ تیسری ڈیویژن کے سپاہی جہاں پناہ
کے اسی طرح جاں نثار ہیں جس طرح دسواں دستہ افواج قیصر روم کا جاں نثار تھا"

اب اپنی فتح کے بعد نپولین نے دور اندیشی اور دانائی کا وہ کام کیا جو کسی دوسرے

سپہ سالار کو سوجھنا قریب ناممکن ہے یعنی اُس نے چودہ روز کے اندر پروشیا کے تمامی قلعوں پر قبضہ کر لیا اور مفرور بادشاہ کو مجبور ہو کر روس کی سرحد میں پناہ لینی پڑی اور یہاں اسکندر۔ شاہنشاہِ روس کی امداد کی توقع میں دن گننے لگا۔ تمام پروشیا کی ایک دم یہ وہ حالت ہو گئی تھی کہ گویا آسمان سے اُس پر اچانک ایک بلا نازل ہو گئی تھی۔ اسلئے کہ ایک ماہ کے اندر پروشیا جیسی بڑی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اور پروشیا کی فوج قتل۔ اسیر۔ یا منتشر ہو چکی تھی۔ اور ایسے ایسے زبردست عسیر الفتح قلعے جن پر صدیوں سے زرخطیر صرف ہو رہا تھا نپولین نے فتح کر لئے تھے۔ اور اب نپولین پروشیا کے فرماں روا کے ایوان میں مقیم تھا۔ یہ خبریں سنکر یورپ کے تاجداروں کے اوسان خطا ہو گئے اور ایسا ہونا کچھ بیجا نہ تھا اسلئے کہ یہ واقعات تو افسانہ نظر آرہے ہیں اور ایسا یقین ہوتا ہے کہ سچی تاریخ سے اُن کو کوئی واسطہ نہیں ہے اور روس کے شاہنشاہ نے کہا ہے "اس آدمی سے ہمارا لڑنا ویسا ہی ہے جیسے کسی طفل شیر خوار کا کسی دیو سے مقابلہ کرنا ہے"

پروشیا کے بادشاہ نے سیکسنی کے فرمانروا کو نپولین کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور کر دیا تھا اس زمانہ کی خونریز لڑائیوں کے دوران میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی بڑی کمبختی تھی۔ اسلئے کہ اُن کو کسی نہ کسی کا شریک ہونا پڑتا تھا۔ اس جنگ میں سیکسنی کے بہت سے افسر اور سپاہی اسیر کئے گئے تھے۔ جب نپولین جینا کے میدان میں پروشیا کی افواج کو فاش شکست دے چکا تو اُس نے جینا کے دار العلوم کے بڑے کمرے میں سیکسنی کے افسروں کو جمع کیا اور بڑی خندہ پیشانی سے کہنے لگا۔

"اے شرفا مجھے نہیں معلوم ہے کہ آپ کے بادشاہ سے میری کس وجہ سے جنگ ہو رہی ہے۔ آپ کا بادشاہ تو بڑا دور اندیش اور دانا ہے اور اُس کا مزاج نہایت حلیم ہے۔ آپ کا بادشاہ واجب التعظیم ہے بس میں چاہتا ہوں کہ پروشیا

کے ظالم پنجہ سے آپ کو رہا کردوں۔ اور جب فرانس اور سیکسنی کے باہم کوئی اپنا جھگڑا نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ یہ آپس میں جنگ کریں۔ میں آپ کا ہمیشہ خیر خواہ رہونگا اور اب آپ سے میری صرف اسیقدر درخواست ہے کہ آپ آیندہ فرانس سے جنگ نہ کریں۔"

یہ تقریر سُن کر سیکسنی کے افسر حیرت زدہ ہوگئے۔ اس لئے کہ ایک فاتح اس سے زیادہ فیاضی اور عالی حوصلگی کا اظہار نہ کرسکتا تھا۔ نپولین حیرت انگیز فاتح تھا۔ اور اس تقریر سے اُس نے سیکسنی کے افسروں کے قلوب کو مسخر کرلیا ان افسروں نے بڑی خوشی سے عہد کیا کہ فرانس کے خلاف کبھی جنگ نہ کرینگے۔ اور اپنے دارالحکومت ڈریسڈن کو یہ کہکر روانہ ہوئے کہ ہم تین روز میں اپنے بادشاہ کو راضی کرکے واپس آتے ہیں۔"

ہیسی کا فرمانروا نہایت ہی کمینہ خصلت۔ خودسر اور ظالم فرمانروا تھا اُس کے پاس سینتیس ہزار فوج تھی۔ اس فرمانروا نے جنگ برپا کرنے میں بیحد کوشش کی تھی۔ وہ انگریزوں کی دوستی پر دم دیتا تھا لیکن لطف یہ تھا کہ انگریز اُس سے سخت نفرت کرتے تھے۔ زار روس یعنی شاہنشاہ اسکندر دو لاکھ فوج لئے ہوئے پولینڈ کے میدانوں میں اس غرض سے بڑھا چلا آرہا تھا کہ نپولین سے مقابلہ کرے۔ لیکن ادھر نپولین نے یہ قصد کیا تھا کہ اسکندر کی نصف ہی راستہ میں فوج روک کر جنگ کرے۔ پس چونکہ نپولین خود آگے بڑھنا چاہتا تھا لہذا ہیسی کے فرماں روا کو جو اُس کا جانی دشمن تھا اپنے پیچھے چھوڑنا اور اُس کا کچھ انتظام نہ کردینا بڑی کوتاہ اندیشی کا کام تھا۔ لہذا نپولین نے جنرل مورٹیر کو مامور کیا کہ ہیسی میں جاکر اعلان کردے کہ موجودہ فرماں روائی کا خاتمہ ہوگیا اور اس اعلان کے بعد فرانس کی جانب سے ملک پر قابض ہوجاے اور سب فوج کو برخاست کردے۔

گرانڈ ڈیوک آف برگ اور پرشیا کی افواج میں سے ایک بازو کا جنرل تھا اور اس کی

بیوی زار روس کی بہن تھی۔ اس بیگم نے بھی جنگ برپا کرنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ نپولین اب ویمر میں داخل ہوا۔ یہ شہر نہایت ہی نفیس اور نامور مقام تھا اور گوئٹہ شلر۔ اور۔ ویلینڈ جیسے نامور شخص اس میں رہتے تھے۔ مگر اس شہر کی بھی وہی گت ہوئی جو دوران جنگ میں جنگ کے ہاتھوں سے ہونا چاہئے۔ فراری اس میں سے بھی ہوکر بھاگے تھے اور تعاقب کرنے والے بھی اس میں ہوکر گذرے تھے۔ عمدہ عمدہ عمارتیں سیل کے گولوں سے مسمار اور خستہ وخراب ہوگئی تھیں۔ خون کے دریا بہ گئے تھے اور فرش پھسلنے ہوگئے تھے۔ اور اب ڈیوک آف ویمر کی بیگم نپولین کی خدمت میں حاضر ہوکر رحم کی التجائیں کرنے لگی۔

لیکن نپولین نے اس کو صرف یہی جواب دیا کہ "کیوں بیگم صاحبہ آپ نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جنگ کیا شے ہے اور اس کے نتایج کو بھی ملاحظہ فرمالیا"۔

نپولین نے بس اسی قدر انتقام پر اکتفا کیا اور اس بیگم کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور اس بات کا کچھ بھی خیال نہ کیا کہ یہ بیگم اس کی نہایت شدید دشمن تھی۔ اس کے بعد وہ بیگم سے اس کے شوہر کی بدکرداری کا شکایت کے لہجہ میں ذکر کرتا رہا۔ پھر اس نے تاکیدی حکم جاری کیا کہ پروشیا کے مجروحوں کی سخت محنت سے نگہداشت اور دوا دوش کی جاوے اور ان کی ضروریات کا لحاظ رکھا جاوے اور اسی کے ساتھ اس نے ایک پادری کو جس نے مجروحوں کی خبرگیری کی تھی بہت سا انعام دیا۔

۲۸۔ اکتوبر ۱۸۰۶ء کو نپولین بڑی شان وتزک سے برلن میں داخل ہوا۔ اور بادشاہ کے ایوان میں مقیم ہوا۔ یہ برلن اسی ملک پروشیا کا دارالسلطنت تھا جس کے فرمانروا نے جنگ کے شعلہ کو بھڑکایا تھا اور آئین ملک گیری کے لحاظ سے اب پروشیا کا تمام ملک نپولین کا ہوچکا تھا۔ لیکن نپولین نے استقدر اعتدال اور سیاسی خوبی سے کام کیا کہ تعریف نہیں ہوسکتی۔ پہلا حکم اس نے یہ دیا کہ شاہی حرم سرا میں

جامعہ عثمانیہ

نپولین اعظم

کوئی شخص نہ جاسے اور اُس کی حفاظت کے لئے سخت تاکید کی۔ لیکن ملکہ حرم سرا سے بڑی پریشانی اور بدحواسی سے فرار ہو چکی تھی اور اپنے مراسلات اور راز کی تحریریں سب میز پر چھوڑ گئی تھی۔ سرکاری مراسلات میں نپولین نے اس ملکہ کی کارروائیوں پر بڑی حرف گیری کی ہے۔ کیونکہ صرف اس ملکہ کی کوششوں کا یہ نتیجہ تھا کہ تمامی فوج اور پروشیا کے افسر غصہ سے مشتعل اور جنگ پر آمادہ ہوئے تھے اور یہ ملکہ خود گھوڑے پر چڑھکر فوج کی سردار بنی تھی اور ہر طرح سے شعلہ جنگ کے بھڑکانے میں کوشش کی تھی۔ نپولین کی ہمیشہ سے رائے تھی کہ عورتوں کو معاملات ملکی سے کوئی واسطہ ہونا چاہیئے چنانچہ اس ملکہ کی جملہ کارروائیوں کو اُس نے ناپسند کیا اور تحریر کے ذریعہ سے اپنی ناپسندیدگی اور ناراضی کا اظہار کیا چونکہ اس ملکہ نے اپنی جہالت اور نادانی سے دوسری جاہل اور نادان عورتوں کی طرح جو معاملات ملکی میں دخل دیا کرتی ہیں پروشیا کے بادشاہ اور رعایا اور ملک کو مصیبت میں مبتلا کیا تھا لہذا نپولین کی ناراضی کا اظہار کسی طرح بیجا نہ تھا مگر نکتہ چینوں نے اس بنا پر کہ یہ ملکہ اب نہایت عاجز حالت میں تھی نپولین کی لفظی سختی پر حرف گیری کی ہے۔ چونکہ محض اس ملکہ کی وجہ سے شدید خونریزی ہوئی نپولین نے ایک سرکاری مراسلہ میں بھی ملکہ اور عموماً ایسے ہی چال چلن کی عورتوں کا ذکر کیا۔ اس پر جوزیفائن نے نپولین کو ایک شکایتی خط لکھا اور اس شکایتی خط کے جواب میں نپولین نے جوزیفائن کو حسب ذیل خط لکھا:-

۶۔ نومبر ۱۸۰۶ء ۹ بجے شب

جوزیفائن -

تمہارا خط موصول ہوا۔ تم مجھے ملامت آمیز اور شکایت آمیز الفاظ اسلئے لکھتی ہو کہ میں نے اپنے مراسلہ میں عورتوں کی مذمت کی ہے لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ عورتوں کا سازشوں میں شریک ہونا اور معاملات ملکی میں درخور ہونا مجھے پسند نہیں۔ لیکن اگر غور سے

ہی اپنی کرتوت سے میری رائے کو اپنی طرف سے خراب کردیں تو اس میں خطا انہیں عورتوں کی ہے میری تقصیر نہیں ہے۔ مثلاً مجھے اسوقت ایک نیک نہاد خاتون کا تذکرہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور تم انصاف کرو کہ میں نیک خاتونوں کے ساتھ کیسی ہمدردی سے پیش آتا ہوں۔ میرا اشارہ اسوقت میڈیم ہیزفیلڈ کی طرف ہے یعنی جسوقت مینے اسکو اُس کے شوہر کا خط دکھایا اور پوچھا کہ میڈیم پہچانو یہ باغیانہ خط کس کا ہے" تو بڑی بیگناہی سے وہ ایسی روئی کہ اُس کی ہچکی لگ گئی اور نہایت راستی سے کہنے لگی کہ بیشک یہ میرے شوہر ہی کی تحریر ہے" جوزیفائن۔ بس میرے لئے تو یہی اقرار کافی تھا۔ میڈیم ہیزفیلڈ کی گریہ وزاری مجھ سے کس طرح دیکھی جاتی اور میں نے اُس سے کہا۔ میڈیم۔ لو۔ یہ خط تم آگ میں ڈال دو اور پھر تمھارے شوہر کے خلاف ہمارے پاس کوئی ثبوت باقی نہ رہیگا۔ اور پھر یہ خط میں نے خود ہی جلادیا اور میڈیم ہیزفیلڈ کی تمنا کو پورا کردیا اُس کا شوہر اب محفوظ ہوگیا ورنہ دو گھنٹے کے اندر گولی سے ماردیا جاتا۔ پس دیکھ لو کہ اُن عورتوں سے جن کے عادات وصفات عورتوں کی طرح محبت۔ رحمدلی اور فیاضی کا اظہار کیا کرتے ہیں مجھے کیسی ہمدردی ہے جوزیفائن اسی قسم کی عورتیں صرف تمھارے مشابہ ہیں۔ میں بہت اچھی طرح ہوں خدا تمکو اپنے حفظ امان میں رکھے۔"

نپولین

جس واقعہ کی طرف نپولین نے اس خط میں اشارہ کیا ہے وہ واقعہ یہ ہے کہ پرنس ہیزفیلڈ برلن کا گورنر تھا اور اس نے شہر نپولین کے حوالہ کرکے قول وقسم کرلئے تھے کہ کسی طرح سے کوئی بیوفائی عمل میں نہ آئیگی اور فرانسیسی فوج کی عافیت کا ہر طرح خیال کیا جائیگا۔ یہ حلف تو کرلیا لیکن پروشیا کے بادشاہ سے سازباز قایم کیا اور تمامی ضروری واقعات جو پیش آرہے تھے اُس کو لکھ کر

بھیجنا شروع کردے۔ اتفاق سے اسی قسم کی ایک تحریر جو اُس کے خود قلم کی لکھی ہوئی تھی گرفتار کر لی گئی اور نپولین کے سامنے پیش کردی گئی چنانچہ پرنس ہیز فیلڈ کورٹ مارشل میں پیش ہوگیا اور دو گھنٹے کے اندر گولی سے مار دیا جاتا۔

یہ وحشت ناک خبر پاتے ہی میڈیم ہیز فیلڈ ایوان کے دروازہ پر جبکہ نپولین گھوڑے سے اتر رہا تھا اُس کے قدموں پر گر پڑی۔ نپولین واقعی رقیق القلب شخص تھا اور اور اُس کا مقولہ تھا کہ "عورت کا رونا مجھ سے کبھی دیکھا نہ گیا" نپولین فوراً ایک کمرہ میں چلا گیا جہاں آتشدان میں بڑی تیزی سے آگ روشن تھی اور وہ خط نکالکر میڈیم ہیز فیلڈ کے ہاتھ میں دیا اور کہا "میڈیم دیکھو تو یہ خط کس کا ہے" میڈیم ہیز فیلڈ اس خط کو دیکھکر اور بھی زار و قطار رونے لگی اور کہا کہ "جہاں پناہ۔ واقعی یہ تحریر تو پرنس ہیز فیلڈ ہی کی ہے"۔ نپولین نے کہا "اچھا اسے ابھی آگ میں ڈالدو اور پھر پرنس ہیز فیلڈ کے خلاف کوئی ثبوت باقی نہ رہیگا"۔ میڈیم ہیز فیلڈ تو پریشان حواس تھی ہی اس بات کو سنکر اور بھی پریشان ہوگئی اور واقعی ایسی انوکھی بات کو کون باور کرسکتا تھا۔ چنانچہ میڈیم ہیز فیلڈ اُس خط کو ویسی ہی پریشانی سے ہاتھ میں تھامے رہی اور آگ میں نہ ڈالا۔ یہ دیکھکر نپولین نے وہ خط اُس کے ہاتھ سے لیکر خود آگ میں ڈال دیا اور وہ فوراً جلکر راکھ ہوگیا۔ اب نپولین نے کہا لو میڈیم۔ پرنس ہیز فیلڈ بچ گیا۔ اور تم خوش ہوجاؤ" یہ بات دیکھنے کی ہے کہ نپولین اس وقت محض غیر اور دشمن ملک میں تھا اپنی فوج کی حفاظت کے لئے جو کچھ بھی کرتا تھوڑا تھا اور اس موقع پر عبرت کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ضرور تھا۔ لیکن اُس نے کچھ نہ کیا۔ خط آگ میں جلا دیا اور پرنس ہیز فیلڈ کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد نپولین۔ پوسٹڈیم کو فریڈرک اعظم کے مزار پر گیا یہ وہی مقام ہے جہاں ایک سال اس سے بیشتر روس اور پروشیا کے بادشاہوں نے باہم قول و

قسم کیے تھے اور جس کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ جس وقت نپولین اس قبر کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو اُس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے قلب پر بہت اثر تھا۔ تھوڑی دیر تک سناٹے کا عالم رہا اور کسی شخص نے ایک لفظ بھی مُنہ سے نہ نکالا فریڈرک اعظم کی تلوار اُس کی قبر کے پاس آویزاں تھی۔ نپولین نے اس تلوار کو اتار لیا اور بغور دیکھنے کے بعد جنرل ریپ کے ہاتھ میں دیکر بولا :-

"تمھیں معلوم ہے کہ اسپین کے ایلچی نے فرانسس اول کی تلوار میری نذر کی ہے۔ اور فارس کے سفیر نے چنگیز خاں کی تلوار میرے سامنے پیش کی ہے۔ اور اس تلوار کو جو فریڈرک اعظم کی کمر کی ہے میں دو کرور فرانک کے معاوضہ میں بھی جدا نہ کرونگا۔ میں اس تلوار کو پیرس بھیجونگا اور میرے پُرانے سپاہی اس کو متبرک خیال کرینگے اس لیے کہ یہ تلوار دنیا کے بڑے نامور سپہ سالار کی ہے"

۱۸۰۶ء

یہ سنکر جنرل ریپ نے ڈرتے ڈرتے کہا " اگر میں جہاں پناہ کی جگہ ہوتا تو اس تلوار کو اپنی کمر سے کبھی جدا نہ کرتا"

نپولین نے جنرل ریپ کو ایک نگاہ ملامت آمیز سے دیکھکر اور آہستہ سے اُس کے کان کی لو دبا کر ظریفانہ لہجہ سے کہا " اے ناصح مشفق - کیا میری کمر میں میری اپنی تلوار نہیں ہے" ؟

۱۷۵۷ء میں فرانس کی افواج کو پروشیا کی افواج نے روزبک کے میدان میں شکست فاش دی تھی اور اس فتح کی یادگار میں ایک مینار تعمیر کیا تھا۔ نپولین کا اس میدان سے گذر ہوا اور وہ اس مینار کو دیکھنے کے لیے متوجہ ہوا۔ جب مینار کے قریب پہونچا تو یہ دیکھکر کہ یہ مینار بہت حقیر اور فرانس کے میلوں کے پتھر سے اونچا نہ تھا اُسے بہت حیرت ہوئی اور اس کا پتھر ایسا نرم تھا کہ سب کتبے موسم کی شدائد سے مٹ گئے تھے۔ نپولین نے اس کو تھوڑی دیر تک بغور دیکھا اور

آہستہ آہستہ اُس کے گرد پھرا۔ اس وقت نپولین اپنے ہاتھ سینہ پر باندھے ہوئے تھا پھر بولا یہ مینار تو نہایت ہی نفرت خیز ہے" اسی اثناء میں اتفاق سے فرانسیسی فوج کا ایک دستہ بھی وہاں آپہونچا۔ نپولین نے سفر مینا کے جوانوں کو حکم دیا کہ اس مینار کو منہدم کر کے ایک گاڑی میں لادیں اور پیرس کو روانہ کر دیں۔ اور خود گھوڑے کو ایڑ دیکر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس تلوار اور مینار کے واقعات لکھتے ہوئے مورخوں نے نپولین پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔ لیکن یہ مورخ یہ نہیں دیکھتے کہ آئین جنگ کی روسے کیا یہ فیصلہ کہیں قطعی طور سے ہو چکا ہے کہ فلاں فلاں شئے جائز مال غنیمت ہے اور فلاں فلاں چیز ناجائز ہے۔ یہ مسئلہ واقعی لاحل ہے اور اس سوال کا قطعی فیصلہ کر دینا محال ہے۔ پھر نپولین پر نکتہ چینی بالکل بیجا ہے۔

ایسے ہی معاملات کے متعلق ہم نپولین کا ایک اور واقعہ حسب ذیل تحریر کرتے ہیں جس سے نپولین کے عادات وصفات کا ناظرین پورا اندازہ کر لینگے

جب نپولین آسٹرلٹز کی نامی جنگ میں کامل فتح حاصل کر چکا اور آسٹریا کے دارالسلطنت وائنا سے فرانس کو مراجعت کرنے لگا تو اُس نے وائنا کے شرفا کو اس طرح الوداعی تقریر میں مخاطب کیا۔" اے شرفا اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ میرے دل میں تمھاری بڑی عزت ہے اور اُس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ دیکھو میں نے تمھارے سلح خانہ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگایا ہے اور وہ بدستور اپنی اصلی حالت پر موجود ہے۔ جاؤ اور اُس کو اپنے تصرف میں لاؤ۔ دیکھو میں نے اس بات پر ہرگز توجہ نہ کی کہ قوانین جنگ کی روسے یہ سلح خانہ میرا ہو چکا تھا۔ اس جنگ کے دوران میں جو جو تکالیف اور مصائب تم پر پڑیں تم کو لازم ہے کہ اُن کو میری ذات سے منسوب نہ کرو بلکہ اُسی قاعدۂ کلیہ سے منسوب کرو جو جنگ سے بطور لازمی نتیجہ کے ہمیشہ پیدا ہوتا ہے۔ میری افواج نے چونکہ تمھارے ساتھ

بڑی عمدگی اور شرافت سے برتاؤ کیا ہے اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ میں تمھاری بڑی عزت کرتا ہوں۔"

نپولین نے ایک ماہ کے اندر پروشیا کی سلطنت کو تہ و بالا کر دیا۔ یعنی اس کی افواج کو غارت کر دیا۔ ملک کو فتح کر لیا اور دار السلطنت برلن پر قبضہ کر لیا۔ جس وقت یہ خبر یورپ کے بادشاہوں کو پہونچی تو اُن کے درباروں میں ہل چل پڑ گئی۔ نپولین **انقلاب** کا فرزند تھا۔ اور اس بات کا حامی تھا کہ بادشاہ اور رعایا کے حقوق برابر ہونا چاہیئے اور اسی لئے بڑے بڑے غیور بادشاہوں کو نیچا دکھا رہا تھا فرانس کے ادنیٰ سے ادنیٰ سپاہی کو یقین ہو گیا تھا کہ دولت و جاہ و عزت کے راستے اُس کے سامنے کھلے ہوئے تھے اور یہ ایسا خیال تھا کہ جس کے سبب سے خوشی کے مارے اُن کے دل دھڑکنے لگتے تھے فرانس کے ہر شخص کو یقین کامل ہو گیا تھا اور یہی خیال اب تک ہے کہ نپولین اُن کا سچا خیر خواہ تھا۔ اور اُن کے حقوق کا حامی اور محافظ تھا۔ جینا کی جنگ کے بعد نپولین نے ایک اعلان شائع کیا جس میں بڑے پُر آب و تاب لفظوں میں اپنے سپاہیوں کی بہادری جفاکشی اور استقلال کی تعریف کی اور آخری الفاظ اس اعلان کے یہ تھے: "اے مردو مجھے تم سے اُسی قدر محبت ہے جتنی تم کو مجھ سے ہے۔"

جنرل لاسن نے ایک مراسلہ میں نپولین کو لکھا "کل میں نے جہاں پناہ کا اعلان سپاہ کے سامنے پڑھا اُس کے آخری فقرہ سے سپاہیوں پر عجب طرح کا اثر ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لفظیں سپاہیوں کے جگر میں اُتر گئی تھیں۔ میرے امکان میں نہیں ہے کہ اُس محبت کے اندازہ کو حیطۂ تحریر میں لا سکوں جو فرانسیسی سپاہیوں کو جہاں پناہ سے ہے اور مختصر یہ ہے کہ کسی عاشق کو اپنے محبوب سے اُس سے زیادہ محبت نہیں ہو سکتی جتنی جہاں پناہ کے جاں نثاروں کو جہاں پناہ

سے ہے۔"

پروشیا والوں کو بھی معلوم ہوگیا تھا کہ حقوق کی برابری کے خیال میں بڑی بھاری طاقت تھی۔ اسی کے متعلق پروشیا کے ایک افسر نے اپنے مکان کو خط لکھا اور اتفاق سے یہ خط گرفتار کر لیا گیا۔ لکھا تھا "ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ فرانسیسی آدمی ہیں یا جن ہیں۔ اُن پر آگ برستی ہے اور وہ مطلق پروا نہیں کرتے اور ایسے جوش وخروش سے آگے بڑھے چلے آتے ہیں کہ ہمارے پروشیا کے سپاہیوں میں اُس جوش کا پتہ بھی نہیں۔ پس ایسے فرانسیسی سپاہیوں کے مقابلہ میں جو کسی شے سے روکے ہی نہیں جا سکتے۔ پروشیا کے کسانوں کی بھیڑ جو زبردستی پکڑ دھکڑ کر لڑنے کو سامنے کر دی جاتی ہے کیا حقیقت رکھتی ہے اور واقعی یہ کسان کر بھی کیا سکتے ہیں اور کس دل سے جانبازی کریں کیونکہ دولت وجاہ ومراتب تو سب امرا کے حصہ میں آ چکے ہیں اور ان بیچارے غریبوں کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔ پس فرانسیسی سپاہ کی بہادری عین حق ہے اسلئے کہ حقوق میں وہ سب کے ساتھ برابر کے حصہ دار ہیں۔"

پروشیا کا بادشاہ اب اسی پولینڈ کے ویرانوں میں پناہ گیر تھا جس کو روس اور آسٹریا کے ساتھ شریک ہو کر غاصبانہ طریقہ سے اُس نے حصہ بانٹ کر لیا تھا۔ اور اُس کو بھی اب یقین ہو گیا تھا کہ جب تک پروشیا کے جمہور کو بھی مساوی حقوق نہ عطا کیے جائینگے فرانسیسی فوج سے کسی طرح مقابلہ نہو سکے گا پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی افواج جہاں پہونچتی تھیں یہی خیال پیدا ہو جاتے تھے اور یورپ کے ہر ملک میں چاہے وہ جمہوری حکومت کا طرفدار ہو یا مخالف یہ پکّا یقین ہو گیا تھا کہ نپولین جمہور کا خیر خواہ تھا۔

انھیں پر آشوب ایام میں جبکہ نپولین پروشیا میں تھا اُس نے میڈلین کے عظیم الشان مندر کی تعمیر کی تجویز کی اس کی تعمیر سے نپولین کو اپنی شکر گذاری کے

اظہار سے مقصود تھا اور یہ عمارت فوج خاصہ کے نام سے منسوب کی جانے کو تھی۔ یہ تجویز ہوا کہ سنگ مرمر کی لوحوں پر تمامی اُن افسروں اور سپاہیوں کے نام کندہ کیئے جاویں جو الم۔ آسٹرلٹز۔ اور جینیا کی لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے اور اُن افسروں اور سپاہیوں کے نام جو ان لڑائیوں میں کام آئے تھے سونے کی لوحوں پر کندہ کیئے جائیں۔

نپولین نے فرانس کے وزیر داخلہ کو پوزن سے ۱۹ دسمبر ۱۸۰۶ء کو تحریر کیا کہ علم ادب کو ترقی دینے کی سخت ضرورت ہے اور علم معانی کے متعلق جلد تجویزیں لکھکر میرے پاس غور کے واسطے روانہ کرو۔ اس علم سے ہر قوم کی زینت و رونق ہوا کرتی ہے"

اس دشوار اور انوکھی مہم کے دوران میں نپولین جوزیفائن کو برابر خطوط بھیجتا رہا۔ چند خطوط حسب ذیل ہیں :-

۱- بام برگ - ۷- اکتوبر ۱۸۰۶ء

جوزیفاین۔ میں آج کرونچ کو روانہ ہوا۔ میری فوج دھاوے کرتی چلی جاتی ہے سب معاملات رو بہ راہ ہیں۔ میری تندرستی اچھی حالت میں ہے۔ تمھارا صرف ایک ہی خط میرے پاس آیا ہے۔ ہورٹینس اور یوجین کا بھی ایک ہی خط موصول ہوا ہے۔ الوداع۔

طالب خیر - نپولین

---

۲۵۲ صفحہ

۲- گیرا - ۱۳- اکتوبر ۱۸۰۶ء ۲ بجے شب

پیاری جوزیفائن - میں گیرا میں ہوں۔ سب معاملات کامیابی کے ساتھ ہو رہے ہیں اور جملہ باتیں میری حسب مراد پیش آرہی ہیں۔ اور خدا نے چاہا تو چند ہی روز میں بیچارے پروشیا کے بادشاہ کے خلاف معالات نہایت ہی خوفناک

صورت اختیار کرینگے۔ مجھے اس بادشاہ پر رحم آتا ہے کیونکہ اپنی ذات سے یہ بہت بڑا نیکو صفات شخص ہے۔ اس وقت پروشیا کی ملکہ۔ بادشاہ کے ساتھ ارفرٹ میں ہے۔ اور اگر اس ملکہ کا یہی جی چاہا ہے کہ جنگ کا تماشا دیکھے تو وہ اس ہولناک تماشہ کو دیکھیگی میں بخیریت ہوں۔ جب سے میں پیرس سے آیا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ میرے بدن پر گوشت آگیا ہے لیکن اسی کے ساتھ گھوڑے پر یا گاڑی میں مجھے ساٹھ میل سے لیکر چھتر میل تک روز چلنا بھی پڑتا ہے۔ آٹھ بجے شب کو میں سو رہتا ہوں اور بارہ بجے اٹھ بیٹھتا ہوں اور پھر کام شروع کردیتا ہوں۔ مجھے رات میں اکثر تمھارا خیال آتا ہے کہ تم ابھی نہ لیٹی ہوگی۔

نپولین

۴۔ جینا۔ ۱۵ اکتوبر۔ ۳ بجے صبح

پیاری جوزفائن۔ پروشیا کی افواج کے مقابلہ میں میری سپاہ نے بڑی کامیابی سے کام کیا۔ کل مجھکو بڑی نامور فتح نصیب ہوئی۔ میرا ڈیڑھ لاکھ فوج سے مقابلہ تھا۔ بیس ہزار فوج کو میں نے اسیر کرلیا۔ سو توپیں اور بہت سے جھنڈے چھین لئے میں پروشیا کے بادشاہ کے بہت قریب تھا اور بادشاہ اور ملکہ دونوں گرفتار ہوجانے سے بال بال بچگئے۔ میدان جنگ میں مجھے دو رات اور دو دن ہوگئے ہیں۔ لیکن میری تندرستی ایسی اچھی ہے کہ مجھے حیرت ہوتی ہے۔ دیکھو ذرا فکر مت کرنا ہورٹنس تمھارے پاس موجود ہے۔ چھوٹے نپولین اور ہورٹنس کو بہت بہت دعائیں

نپولین

۴۔ ویمر۔ ۱۶۔ اکتوبر۔ ۵ بجے شام

پیاری جوزفائن۔ مانسیو ٹیلیرانڈ تم کو سرکاری مراسلہ دکھائیگا اور تم کو میری

کامیابی کا حال معلوم ہو جائیگا وہی ہوا جو مینے قیاس کیا تھا۔ پروشیا کی فوج ایسی برباد ہوئی کہ کبھی کوئی فوج اس طرح برباد نہوئی ہوگی اس وقت مجھے صرف اسی قدر مہلت ہے کہ تم کو اپنی خیریت لکھ بھیجوں - یہ تماشہ تو دیکھو کہ جتنی محنت کرنا پڑتی ہے اور تھکائی ہوتی ہے اور کھلے آسمان کے نیچے شب باش ہونا پڑتا ہے اُسیقدر میں موٹا ہوتا جاتا ہوں۔ ہورٹنس اور نپولین کو پیار۔ خدا تمھارا نگہبان رہے۔

نپولین

۵۔ یکم نومبر۔ ۲ بجے صبح۔

ٹیلرانڈ آیا۔ اور اُس سے معلوم ہوا کہ سوائے آٹھ پہر رونے کے تم کو کوئی کام ہی نہیں ہے۔ جوزیفائن میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ اچھا تم چاہتی کیا ہو؟ دیکھو تمھاری بیٹی ہورٹنس اور اُس کا بچہ نپولین تمھارا نواسہ یہ دونوں تمھارے پاس موجود ہیں۔ اس کے علاوہ میری کامیابیوں کی تم ہر روز خوش خبریاں بھی سنتی رہتی ہو پس میری رائے میں یہ باتیں تم کو خوش رکھنے کے لئے پوری کافی ہیں۔ اس مہم کے دوران میں موسم نہایت عمدہ رہا۔ کبھی بارش نہ ہوئی۔ میں بخیریت ہوں۔ مانشیور نپولین کی طرف سے ایک خط مجھے پہونچا ہے اور یقیناً یہ خط اُس کی ماں ہورٹنس نے لکھا ہے اچھا خدا حافظ

نپولین

خوردسال نپولین جس کا اوپر خطوط میں چند مقام پر اشارہ ہے۔ لوئی اور ہورٹنس کا بچہ اور موجودہ شاہنشاہ فرانس کا بھائی تھا۔ یہ بچہ بڑا ہونہار تھا۔ اور نپولین بونا پارٹ کو جان کی برابر عزیز تھا۔ نپولین نے اُس کو اپنا جانشین بنانے کا عزم بالجزم کرلیا تھا۔ اور جوزیفائن کو طلاق دینے کا خیال دل سے دور ہو گیا تھا۔

باب سی وچہارم

ایلا کا میدان جنگ

نپولین کی التجا لیکن اُس کا بے اثر ثابت ہونا۔ بندرگاہوں کی آمد و شد کا رستہ کا غذی احکام کے ذریعہ سے بند کردیا جانا۔ وزیر فرانس کی رپورٹ۔ برلن سے نپولین کا ایک حکم عام جاری کرنا جس کو تاریخ میں برلن ڈگری کہا گیا ہے۔ انگلستان اور فرانس کی مفاہمانہ تجاویز۔ المیبین صاحب کی شہادت۔ مایوس سپاہ کو اعلان دیا جانا۔ نپولین کا سینیٹ کو پیغام بھیجنا۔ پولینڈ کے جمہور کی عرضداشت۔ نپولین کی پریشان حالت۔ دریائے وسیچولا پر نپولین کا لشکرزن ہونا۔ سپاہ کی سرگرمی۔ آیلا کی جنگ۔ بوڑھا کارآزمودہ گرانڈیل سوار۔ دل پر اثر کرنے والے واقعات جوزیفائن کے نام خطوط۔

جینا اور آرسٹڈ کی جنگ نے پروشیا کی بادشاہت کا خاتمہ کردیا اور فرڈیرک ولیم کے قبضہ میں صرف اپنی سلطنت کا ایک بعید صوبہ باقی رہ گیا۔ اور اب وہ اُس صوبہ میں ایک فراری کی حیثیت سے گیا۔ اُس کی برباد فوج کا ایک چھوٹا سا حصہ اُس کے پاس باقی تھا۔ نپولین کا ہرگز جی نہ چاہتا تھا کہ پیرس کی خوش آیند اور معتدل آب وہوا کو چھوڑ کر ان سرد ممالک کو جاتا اور حملہ آوروں کو روکتا لیکن اگر وہ پیرس میں اتنی دیر کردیتا کہ روس

پروشیا اور انگلستان کی افواج متحد ہوجاتیں تو بیشک وشبہ خود اس کا خاتمہ ہوجاتا۔
پس اُس نے اپنے معمولی عزم وثبات اور چالاکی سے قبل اس کے کہ روس کا بادشاہ
سینٹ پیٹرز برگ اور برلن کے مابین وسیع میدان کو اپنی ایک لاکھ فوج کے ساتھ
طے کرے پروشیا پر حملہ کردیا۔ اور اپنی مخصوص نقل وحرکت اور ان تھک جفاکشی سے
اُس نے اپنی تمامی فوج کو پروشیا کی فوج کے عقب میں پہونچا دیا۔ اور پروشیا کی
فوج کا اُس کے دارالحکومۃ برلن اور رسد کے ذخائر سے تعلق قطع کردیا۔ اور اپنی فتح
پر یقین کرکے پھر اُس نے اس غرض سے کہ خونریزی نہو پروشیا کے بادشاہ کو ایک
خط بھیجا۔ جس کی نقل اوپر ہوچکی اور صلح کے لئے التجائیں کیں۔ لیکن کچھ سودمند نہوا
اورانجام کار پھر جنگ شروع ہوئی اور پروشیا کی فوج مغلوب ہوئی۔ اور تباہ کردی
گئی۔ اور جب یہ ہولناک تماشے ہوچکے تو نپولین نے بڑی خاموشی سے پروشیا کے
بادشاہ کے ایوان میں قیام کیا۔ پروشیا کی تمام سلطنت اُس کے اختیار میں تھی
لیکن اُس نے کسی کو نہ ستایا اور اپنے مارشل ڈیوراک کو پروشیا کے بادشاہ فریڈرک ولیم
کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ جنگ ختم کیجادے۔

یہ بدبخت بادشاہ اپنے دارالحکومۃ برلن سے پانسو میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر
ملا۔ دریاے وسیچولا سے بھی بہت دور پولینڈ کے اُس صوبہ میں تھا جو پروشیا میں
شامل کرلیا گیا تھا۔ اُس کے پاس اس وقت پچیس ہزار فوج تھی اور یہ اُس لقیۃ السیف
سپاہ سے باقی تھی جو فریڈرک اعظم کی تربیت دادہ تھی اور جس کی بہادری اور جفاکشی
کا اندازہ نہیں ہوسکتا روسی فوج نے حیرت زدہ ہوکر کہ پروشیا کی فوج پر ایسے
اچانک اور غیر متوقع حادثات پیش آگئے تھے پروشیا کے بادشاہ کا بڑی گرمجوشی
سے استقبال کیا۔ روسی افواج گراں کو دیکھکر فریڈرک کا جی بڑھ گیا اور اُس کو یقین
تھا کہ حسب قرارداد یہ روسی فوجیں اُس کی امداد کرینگی۔ اور اس کو اسی وجہ سے

امید باقی تھی کہ نپولین سے پورا انتقام لیا جائیگا۔ پس نپولین کے پیغام صلح کو اُس نے منظور نہ کیا اور صاف کہا کہ جملہ امور کا فیصلہ تلوار سے ہوگا۔

پس نپولین نے بر سر رسیدہ خطرہ کو دفع کرنے کی کوشش کے سوا اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اس بعید مقام پر بیٹھا ہوا ادھر تو فریڈرک افواج کو فراہم کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور ادھر روس کا پرجوش بادشاہ بڑی بڑی تیاریاں کر رہا تھا۔ اور اُسکو امید تھی کہ اپنی بڑی افواج سے نپولین کو ضرور فاش ہزیمت دیگا۔ انگلستان بھی جس کے جہاز سمندروں میں گشت لگا رہے تھے اپنی افواج ڈین زگ اور کانگز برگ میں جہازوں سے اُتار رہا تھا۔ اور روپیہ اور سامان برابر بھیج رہا تھا۔ اب طوفانی موسم سرما کا آغاز ہو چلا تھا۔ اور نپولین اس وقت حدود فرانس سے ایک ہزار میل سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ اور دشمن کی فوجیں کئی سو میل شمال پولینڈ کی برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں اور جنگل میں مقیم تھیں اور سامان رسد و حرب اس غرض سے جمع کر رہی تھیں کہ موسم بہار آتے ہی نپولین پر پوری شدت سے ٹوٹ پڑیں۔

نپولین کی اس حیرت انگیز فتح پر انگلستان کو ایسی سخت پریشانی ہوئی اور ایسا سخت غصہ آیا کہ اُس نے اب اس قسم کی تدبیر سے چارہ جوئی کی کہ شائستہ دنیا نے بلا استثنا اس پر لفرین کی اور کہدیا کہ قوموں کے حقوق میں انگلستان نے بڑی حق تلفی کی یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب دو قوموں میں جنگ ہوتی ہے تو دوسری اقوام جن کو اس جنگ سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بڑی آزادی سے بلا مزاحمت اپنے جہاز سمندر میں بھیجتی رہتی ہیں اور جہاز بے روک ٹوک ایک بندرگاہ سے دوسرے بندرگاہ کو جایا کرتے ہیں۔ اور سوائے گولے بارود یا دیگر اقسام سامان حرب کے دوسری اشیائ کی تجارت آزادی کے ساتھ جاری رہتی ہے اور صرف انھیں دو قوموں کو جن کے باہم جنگ ہوتی ہے یہ اختیار ہوا کرتا ہے کہ اپنی کافی بحری فوج سے ایک دوسرے

کے بندرگاہوں کا راستہ بند کردیں لیکن بحری طاقت کے اعتبار سے انگلستان سب سے زبردست تھا۔ پس اُس نے کاغذ کے گھوڑے دوڑا دئے "کہ کوئی قوم فرانس یا اُس کے شرکا سے تجارتی تعلق نہ رکھے" اور اپنے بحری قانون میں یہ دفعہ بھی قایم کردی کہ فرانس کے متعلق سمندر میں جس قسم کا مال ہاتھ آئے خواہ وہ سرکاری ہو یا رعایا کی ملکیت سے ہو سب گرفتار کرلیا جائے۔ اور ایسے فرانسیسی سیاح بھی جو فوج سے کوئی تعلق نہ رکھتے ہوں قید کرلئے جاویں اور جنگی قیدی سمجھے جائیں۔ فرانس کے وزیر صیغہ خارجہ نے جب یہ خبر سنی تو بڑی لیاقت سے اپنی گورنمنٹ میں حسب ذیل رپورٹ روانہ کی اور اُس کے آخری فقرے نیچے لکھے جاتے ہیں:۔

"یہ قدرتی ہے کہ اپنی ذاتی حفاظت کے مدعا سے ہم بھی خاص اُنھیں ہتھیاروں کو استعمال کریں جو ہمارے گزند پہونچانے کی نیت سے ہمارے دشمن استعمال کرتے ہیں۔ اور اُس کے غصہ اور اُس کی حماقت کو روک کے اُنھیں دشمنوں کو غصہ اور حماقت کا نشانہ بنا دیں۔ چونکہ انگلستان کو اب یہ جرات ہوگئی ہے کہ اُس نے فرانس کے سب بندرگاہوں کے راستے بند کرنے کا اعلان شائع کیا ہے۔ پس اس کا جواب یہی ہے کہ ہماری طرف سے بھی اعلان دیا جاتا ہے کہ انگلستان کے تمامی بندرگاہوں کا راستہ مسدود کردیا گیا۔ چونکہ انگلستان ہر ایک فرانسیسی کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ پس اُن تمامی ممالک میں جہاں فرانس کا فوجی دخل ہے فرانس کی جانب سے اعلان کیا جاتا ہے کہ تمامی انگریزوں کو گرفتار کرلیا جاوے۔ اور چونکہ فرانس کے تاجروں کا مال انگلستان نے گرفتار کیا ہے اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تمامی انگریزوں کا مال بھی چھین لیا جاوے۔ چونکہ انگلستان تجارت کو روک دینا چاہتا ہے پس ہماری طرف سے بھی سخت ممانعت کی جاتی ہے کہ کوئی

انگریزی جہاز فرانس کے بندرگاہوں میں نہ آنے پائے۔ اور جب انگلستان اُن قوانین پرکاربند ہو جائے جن پر تمام شائستہ دنیا عمل کر رہی ہے اور وہ تسلیم کرلے کہ جنگ کے متعلق بری و بحری آئین ایک ہی ہیں۔ اور یہ ماننے پر مجبور ہو جائے کہ جنگ کے مال غنیمت سے رعایا کا مال مستثنیٰ ہے۔ اور یہ بھی مان لے کہ صرف انھیں بندرگاہوں کا راستہ روکا جا سکتا ہے جہاں بحری جہاز رہا کرتے ہیں اور جہاں سے حربی معاملات کے تعلقات ہوتے ہیں۔ اور جب انگلستان اس طرح راہ راست پر آجائے تو جہاں پناہ بھی اس فرانسیسی اعلان کو جو ہرگز نا انصافانہ اعلان نہیں ہے منسوخ فرما دیں۔ کیونکہ قوموں کے باہم حقوق میں مساوات کی ضرورت ہے۔

پس انھیں اصولوں پر نپولین نے شہر برلن سے ایک اعلان عام شائع کر دیا اور چونکہ یہ اعلان برلن سے شائع ہوا اس اعلان کا نام تاریخ میں برلن ڈکری ہے:-

اس مشہور اعلان کی نقل حسب ذیل ہے۔

فرودگاہ شاہنشاہی مقام برلن

۲۶- نومبر ۱۸۰۶ء

نپولین۔ شاہنشاہ فرانس و بادشاہ اٹلی کی طرف سے بوجوہ ذیل اعلان دیا جاتا ہے کہ چونکہ

۱- انگلستان اُن قومی قوانین پر عمل نہیں کرتا جن کو سب شائستہ سلطنتوں نے تسلیم کر لیا ہے۔

۲- اپنے مخالف ملک کے ہر متنفس کو اپنا دشمن جانتا ہے اور صرف مسلح جنگی جہاز و رہی

گرفتار نہیں کرتا بلکہ تجارتی جہازوں کے سپاہیوں کو بھی پکڑ کر قید کر لیتا ہے اور اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ سوداگروں کو بھی قید کر لیتا ہے۔

۳۔ انگلستان تجارت کے اسباب اور رعایا کے اسباب کو بھی جائز مال غنیمت شمار کرتا ہے جبکہ ضابطہ سے مال غنیمت وہی اسباب اور مال ہو سکتا ہے جو سرکار سے تعلق رکھتا ہو۔

۴۔ انگلستان نے غیر محفوظ شہروں۔ بندرگاہوں اور اُن مقامات کے راستوں کو بند کرنے کا اعلان شائع کر دیا ہے جو دریاؤں کے دہانوں پر واقع ہیں جبکہ شائستہ اقوام کے مجریہ قوانین کی رو سے راستہ انھیں مقامات کا بند کیا جا سکتا ہے جہاں افواج رہتی ہوں اور حفاظت کے لئے جنگی جہاز متعین ہوں اور قلعے اور باڑیاں بنی ہوں۔

۵۔ انگلستان نے اُن مقامات کا راستہ روکا ہے جہاں فرانس کا ایک بھی جنگی جہاز نہیں ہے اور حسب قاعدہ دشمن کے اُسی بندرگاہ کا راستہ بند ہونا چاہئے جہاں سے خطرہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

۶۔ انگلستان نے اپنے اعلان کے ذریعہ سے اُن کثیر التعداد مقامات کے راستے مسدود کرنے کا حکم نافذ کیا ہے کہ اگر انگلستان اپنی تمامی افواج کو بھی جمع کر لے تو اُن مقامات کا راستہ بند نہیں کر سکتا۔ یعنی ایک پوری سلطنت فرانس کے ساحل کے تمامی مقامات کا راستہ بند کرنیکا اعلان کیا ہے۔

۷۔ انگلستان نے مداخلت بیجا کی ہے اور انگلستان کا اس فعل سے سوائے اس کے اور کوئی منشا نہیں ہے کہ تمامی ممالک میں آمد و رفت کے راستے مسدود ہو جاویں اور تمامی بر اعظم کی تجارت۔ صنعت و حرفت برباد ہو جائے اور صرف انگلستان کی تجارت اور صنعت و حرفت کو فروغ ہو جائے۔

۸۔ چونکہ انگلستان کی نیت اور منشا تو صاف معلوم ہے پس وہ اشخاص اور وہ اقوام جو انگلستان کی اشیاء کی تجارت کرتے ہیں بے شبہ انگلستان کے معین و معاون ہیں اور انگلستان کے شریک ہیں۔

۹۔ انگلستان کا یہ چال چلن اور طریقۂ عمل پرانے زمانہ کے وحشیوں سے مشابہ ہے اور صرف انگلستان ہی کے مفید مطلب اور دوسری قوموں کے سخت مضر ہے۔

۱۰۔ یہ قدرتی ہے کہ دشمن کا انھیں ہتھیاروں سے مقابلہ کرنا چاہئے جو ہتھیار دشمن استعمال کرتا ہے اور دشمن کو ترکی بہ ترکی جواب دینا لازمی ہے اور جب دشمن انصاف کو بالائے طاق رکھدے اور صرف اپنے ہی فائدہ کو مدنظر رکھے اور دنیا نہ خیالات کو جو شائستہ اقوام کا شیوہ ہے چھوڑ دے تو دشمن سے کسی طرح درگذر نہ کرنا چاہئے

پس بوجوہ بالا ماید ولت نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ انگلستان کے مقابلہ میں بھی وہی تدابیر اختیار کیجائینگی جو اُس نے اپنے تحریری اعلان میں شائع کی ہیں۔

لہذا اس شاہی فرمان کے احکام اُس وقت تک نافذ رہینگے اور فرانس کی فرماں روائی کے اصول شمار کئے جائینگے جب تک انگلستان یہ بات نہ تسلیم کریگا کہ جنگ کے برّی و بحری آئین ایک ہیں اور جب تک انگلستان یہ اقرار نہ کرلے گا کہ رعایا کا مال و اسباب جائز مال غنیمت نہیں ہے اور جب تک یہ بات نہ مان لیگا کہ سوائے مسلح سپاہیوں کے دوسرے لوگ جو جنگ سے تعلق نہیں رکھتے جنگی قیدی نہیں بنائے جا سکتے۔ اور یہ قبول نہ کرے گا کہ صرف انھیں مقامات کی آمد و رفت کا راستہ مسدود کیا جا سکتا ہے جہاں جنگی جہاز موجود ہوں۔ افواج رہتی ہوں اور قلعے بنے ہوں۔

پس ماید ولت کی جانب سے اطلاع عام کے لئے اعلان شائع کیا جاتا ہے

۱۔ جزائر برطانیہ کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا گیا۔

۲- جزائر برطانیہ کے ساتھ ہر قسم کی تجارت کرنے یا تعلقات قایم رکھنے کی ممانعت کیجاتی ہے اور اسی وجہ سے وہ مراسلات اور پارسل جو انگلستان کو جاتے ہونگے یا کسی انگریز کے نام ہونگے یا انگریزی زبان میں لکھے ہوئے ہونگے اب بذریعہ ڈاک کے نہ جاینگے بلکہ گرفتار کر لئے جائنگے۔

۳- انگلستان کا ہر ایک باشندہ خواہ وہ کسی رتبہ اور درجہ کا ہو اور وہ اُن ممالک میں موجود ہو جہاں فرانس کا فوجی قبضہ ہے یا جہاں فرانس کے رفقا کا قبضہ ہے پکڑ لیا جائیگا اور قید کر لیا جائیگا۔

۴- انگریزی گودام۔ انگریزی مال تجارت۔ اور ہر قسم کی اشیاء جو انگلستان کی رعایا سے متعلق ہوں۔ یا وہ اشیا جو انگلستان اور اُس کی نوآبادیوں کی ساخت ہونگی اس اعلان کی رو سے جائز مال غنیمت شمار کیجاوینگی۔

۵- انگریزی اشیا کی تجارت کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اور وہ تمامی مال تجارت جو انگلستان کی فرمانروائی یا اس کی نوآبادیوں کی دستکاری کا ہو جائز مال غنیمت شمار ہوگا۔

۶- دفعات متذکرہ بالا کی رو سے جسقدر مال گرفتار کیا جاویگا اُس کا نصف فرانسیسی تجار کو اُس نقصان کے معاوضہ میں دیا جاویگا جو انگلستان کے ہاتھ سے اُنکو پہونچ چکا ہے۔

۷- انگلستان یا اُس کی نوآبادیوں کے جہاز۔ یا وہ جہاز جو اس اعلان کے بعد انگلستان اور اس کی نوآبادیوں میں جائینگے کسی بندرگاہ میں داخل نہونے پائنگے۔

۸- ہر ایک جہاز جو ازراہ فریب دفعات بالا کی تعمیل سے انکار کریگا گرفتار کر لیا جائیگا اور جہاز اور اُس کا سب مال ضبط کر لیا جائیگا۔ اور یہ سب گویا انگلستان کا مال سمجھا جائیگا۔

۹۔ جملہ معاملات متنازعہ کا انفصال جن کا تعلق اس اعلان سے ہے پیرس کی عدالت غنیمت سے ہوگا اور اٹلی سے تعلق رکھنے والے معاملات کا فیصلہ ملان کی عدالت سے ہوگا۔

۱۰۔ وزیر صیغۂ خارجہ کو تاکید کی جاتی ہے کہ اسپین نیپلس۔ ہالینڈ۔ اور اٹروریا اور ہمارے دوسرے رفقا کو جن کی رعایا نے انگلستان کے ہاتھوں سے ایذا اُٹھائی ہے اس اعلان سے آگاہ کردے۔

۱۱۔ وزراے صیغہ خارجہ۔ اور حرب۔ خزائن۔ بحر۔ و پولیس کے وزیر حسب تعلقات خود اس اعلان سے آگاہ ہوں اور کاربند ہوں۔

(دستخط) نپولین

اس انتقامی کارروائی کی بعض مورخوں نے بڑی تعریف کی ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ نپولین کا یہ قابل نفرت فعل ویسا ہی تھا جیسا خودسر بادشاہوں کا ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہ فعل ہرگز خودسری کا نہیں ہے۔ بلکہ نپولین کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب ہے۔ نپولین کو امید تھی کہ انگلستان کی تجارت کو یورپ سے بند کرکے یورپ کے تمامی ممالک کو انگلستان کی ساخت کی اشیا سے بے نیاز کردیگا۔ چنانچہ ایسا ہوا اور چقندر سے فرانس میں شکر نکالنے کی ایجاد اسی برلن ڈکری کی بدولت سمجھنا چاہئے۔

نپولین نے کہا ”میں تنہا تھا۔ پس مجھے اس بات کی ضرورت تھی کہ ہر چہار سو زور سے کام لوں۔ اور آخرکار یورپ کے فرمانروا میرے مدعا کو سمجھنے لگے اور میرے شجر محنت میں ثمر آنا شروع ہوگئے۔ اور اگر زمانہ مساعدت کرتا تو میں صنعت وحرفت اور تجارت کی رو کا بدل دیتا۔ شکر اور نیل فرانس میں پیدا ہونا شروع ہوگئے تھے اور روئی اور دوسری اشیا بھی اسی طرح پیدا ہونے لگتیں“

برلن ڈگری کے مشتہر ہونے کے بعد نپولین نے جوزفین کو لکھا:-
" خبردار تمھارے محکموں کے افسروں کی لیڈیاں خاص سوئٹڈن کی چائے استعمال کریں۔ چین کی چائے کی طرح سوئٹڈن کی چائے بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور چیکری کی قہوہ عرب کی قہوہ سے کسی طرح عمدگی میں کم نہیں ہے۔ لیڈیوں سے انھیں کو استعمال کراؤ۔ میڈیم ڈی اسٹیل کی طرح ان لیڈیوں کا یہ کام نہیں ہے کہ معاملات ملکی میں درخور ہوں۔ اور یہ بھی احتیاط رکھنا کہ انگلستان کی پارچہ کو یہ لیڈیاں اپنی پوشاکوں میں استعمال نکریں میرے افسروں کی لیڈیوں کو پہلے نظیر قایم کرنا چاہیئے۔ اور اگر انھیں لیڈیوں نے یہ نظیر نہ دکھائی تو پھر مجھے اس کی پیروی کی اور کسی سے کیا توقع ہوسکتی ہے جاننا چاہیئے کہ انگلستان اور فرانس میں ایسا جھگڑا واقع ہے کہ جس پر دونوں کی زیست و موت کا انحصار ہے اور مجھے اپنے سب دوستوں سے مدد کی حاجت ہے"
چونکہ نپولین ہمیشہ دشمنوں کے نرغہ میں گھرا رہا اور اسے کبھی مہلت نہ ملی۔ وہ کہتا ہے " افسوس مجھے کبھی اتنی مہلت نہ ہوئی کہ میں وہ کام کرتا جس کے کرنے کو میرا جی چاہتا تھا پس میں وہی کام کرسکا جس کا مجھے موقع ملگیا۔ ان انگریزوں نے تو مجھ سے ہر روز ایک نئی قسم کی زندگی بسر کرائی"
۱۸ جنوری ۱۷۹۸ء کو فرانس کے ڈائرکٹروں نے بڑی ناانصافی سے یہ اعلان کردیا تھا کہ ایسے تمامی جہازوں پر جن پر انگلستان کا تجارتی مال ہو گرفتار کرلئے جائیں اور سب ملاح قید کرلئے جائیں۔ اس زمانہ کی طوائف الملوکی کے جہاں اور بہت سے سخت اور ظالمانہ احکام تھے منجملہ ان کے یہ بھی ایک حکم تھا۔ اور یہی وہ طوائف الملوکی تھی جس کا نپولین نے استیصال کیا تھا۔
ایلی سن صاحب لکھتے ہیں کہ نپولین نے کانسل ہوتے ہی پہلا کام یہی کیا کہ اس حکم کو منسوخ کیا۔ اور پرانے قاعدہ کو جاری کردیا"

اگر بغور دیکھا جائے تو نپولین کا یہ اعلانِ دوستی اور میل جول پیدا کرنے کا اعلان تھا۔

۱۶ مئی ۱۸۰۶ء کو گورمنٹ برطانیہ نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ دریائے ایلب سے لیکر برسٹ تک تمامی ساحل کے بندرگاہوں اور دریاؤں کے دہانوں کا راستہ بند کر دیا جائے اور اسی اعلان کے جواب میں ۲۶ نومبر ۱۸۰۶ء کو نپولین نے **برلن ڈکری** کا اعلان کیا۔

اس کے بعد یکم جنوری ۱۸۰۷ء کو گورمنٹ برطانیہ کی طرف سے ایک اور اعلان شایع ہوا۔ جو اول الذکر اعلان سے بھی اشد تھا اور برطانیہ کے غرور کا پورا ثبوت تھا۔ یعنی اس کا یہ منشا تھا کہ فرانس یا اس کے رفقاد کے بندرگاہوں میں ان کے جہاز باہم تجارت کی کارروائی کو قطعی بند کر دیں اور جس طرح انگریزی جہازوں کو ان بندرگاہوں میں تجارت کرنے کا حق نہیں دیا گیا ہے اسی طرح انگلستان کی طرف سے بھی ان بندروں میں باہمی تجارت کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اور انگریزی جہازوں کے کپتانوں کو اطلاع دی گئی کہ دوسری اقوام کو جنھیں فرانس اور انگلستان کی باہمی جنگ سے کوئی واسطہ نہیں ان بندرگاہوں میں تجارت کی غرض سے جہاز بھیجنے کی ممانعت کر دیں۔ ایسی ممانعت سن لینے کے بعد یا اس میعاد کے گذر جانے کے بعد جو اس ممانعت کے اعلان کے لئے کافی خیال کی جائیگی اگر کوئی جہاز اس حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا تو جائز مالِ غنیمت تصور کیا جائیگا۔ نپولین نے اس اعلان کا کوئی جواب نہ دیا۔

اس کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد یعنی نومبر ۱۸۰۷ء میں انگلستان نے محض اس غرض سے کہ فرانس کے زخم پر توہین کا نمک چھڑکے ایک اور اعلان شایع کیا۔ جو سب اعلانوں سے سخت تھا۔ یعنی اعلان کیا گیا کہ فرانس اور اس کے

صفحہ ۲۵۵

تمامی رفقاء کے بندرگاہ اور دوسرے مقامات جہاں سے برطانیہ کے جہازوں کی آمد و رفت مسدود کی گئی تھی گو اُن کی بادشاہ انگلستان سے جنگ نہو قطعی آمد و رفت بند کردیں اور ان مقاموں اور فرانس کی نو آبادیوں کی بنی ہوئی اشیاء اور اُن کی پیداوار کی تجارت قطعی ناجائز ہے اور یہ سب چیزیں جائز مال غنیمت ہیں۔

اس کا جواب نپولین نے ۱۷ دسمبر ۱۸۰۷ء کو اپنے ملان کے اعلان کے ذریعہ سے دیا۔

نپولین کے ان اعلانوں پر انگلستان کی پارلیمنٹ میں بڑی انوکھی بحثیں ہوئیں اور ان بحثوں کے درمیان پارلیمنٹ کے ہر دو فریق میں سے کسی رکن نے اس بات کا اشارہ تک نہ کیا کہ اس معاملہ میں سبقت اور پیش دستی انگلستان کی کی طرف سے ہوئی تھی۔

ایلی سن صاحب کہتے ہیں "اب جبکہ تیس برس کے بعد اس اہم معاملہ پر غیر طرفدارانہ رائے قایم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ تو نہایت ہی سرسری طور سے مشاہدہ کرنے والے کے دل میں بھی یکایک یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انگلستان کے پارلیمنٹ میں جن وجوہ کے ساتھ اس معاملہ پر بحثیں ہوئیں وہ اس معاملہ کی ہرگز وجوہ نہ تھیں۔ اور نہ ان وجوہ پر اس معاملہ کی روداد کا انحصار تھا۔ یا جن وجوہ پر نپولین نے اس معاملہ کو قایم کیا تھا۔ یا جس روئداد پر یورپ کے مورخین نے اس وقت سے اس وقت تک اس معاملہ پر بحث کی ہے۔ انگلستان کے پارلیمنٹ اور انگلستان کے مورخین نے یہی یقین کرلیا تھا کہ برلن ڈکری کا اعلان کرکے فرانس ہی نے زیادتی کی اور اس ڈکری کے جواب میں انگلستان کی کونسل کی طرف سے جو اعلان اور احکام جاری ہوئے آیا وہ برلن ڈکری کے انتقام میں کافی تھے یا نہ تھے یا اُن سے انگلستان کو زیادہ نفع ہوا یا زیادہ نقصان ہوا۔

" لیکن یہ تو دیکھنا چاہیئے کہ اس تجارتی جنگ میں آیا ابتدا برلن ڈگری سے کی گئی ہے یا بقول نپولین اور فرانسیسی مورخوں کے یہ برلن ڈگری انگلستان کے اعلان کے مقابلہ میں صرف ایک انتقامی تجویز تھی اور اُس وقت فرانس کے شاہنشاہ کے اختیار میں انتقام لینے کی صرف یہی ایک صورت باقی تھی۔ جو اُس نے انگلستان کے ناجائز اور اس نئی قسم کے جنگ کے جواب میں اختیار کی۔ کیونکہ اس ناجائز اور نئی قسم کی جنگ کو انگلستان نے صرف اس وجہ سے اختیار کیا تھا کہ اُس کو اپنی سب سے قوی بحری طاقت پر گھمنڈ تھا۔ پس یہی سوال ہے جس پر تمامی معاملہ کے انفصال کا انحصار ہے۔ لیکن لطف یہ ہے کہ باوجودیکہ نپولین نے اس معاملہ کی وجوہ کا بڑی وضاحت سے اعلان کر دیا تھا مگر پھر بھی برطانیہ کی پارلیمنٹ کے دونوں فریقوں میں سے ایک فریق نے بھی اپنی بحثوں میں ان وجوہ کے ساتھ اس سوال کو پیش نہ کیا۔ اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وِگ فریق تو اسلئے گریز کرتا تھا کہ برطانیہ کی جس زیادتی کی تجویز کی نپولین کو شکایت تھی اور جس کے جواب میں فرانس کی گورنمنٹ نے اپنی برلن ڈگری کو حق بجانب سمجھا وہ تجویز مسٹر فاکس کی اختیار کی ہوئی تھی اور لارڈ ہاوک نے اُس کی تائید کی تھی اور ٹوری فریق کو اسلئے گریز تھا کہ اس کو یہ امر گوارا تھا کہ برطانیہ کی بحری طاقت کی برتری میں کسی کو کلام ہو۔ اور اس فریق کی رائے میں برطانیہ کے لئے یہ بات حد درجہ مفید اور کارآمد تھی۔ اور اس سے ٹوری فریق کو یہ بھی نفع تھا کہ وگ فریق جو پارلیمنٹ میں اُس کا ایک مخالف گروہ تھا بصورت اُس اصول کی تائید پر مجبور تھا جس اصول پر معاملہ زیر بحث کی تجاویز کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

" لیکن تاریخ نگار کو ان فوری جذبات اور خیالات سے کوئی سروکار نہیں ہے اور اُس کو بڑی نیک نیتی سے یہ غور کرنا چاہیئے کہ اس اہم معاملہ میں انگلستان

اور فرانس میں سے زیادتی کس کی تھی۔ اور اس معاملہ میں دوسرے بشری معاملات کی طرح جہاں غصہ کا جذبہ طبیعتوں پر غالب ہو پایا کرتا ہے غالباً یہی بات ثابت ہوگی کہ فرانس اور انگلستان دونوں کی اس معاملہ میں خطا تھی۔

"لیکن بااینہمہ انگلستان کے مورخ کے لیئے رونے کا مقام ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے مئی ۱۸۰۳ء میں انگلش چینل کے کنارہ کنارہ فرانسیسی ساحل کا راستہ مسدود کرنے کا اعلان کیا اور اپنی اس تجویز کو انتقامی تجویز ظاہر کیا۔ واقعی کیا معقول اور قابل تحسین عذر ہے"۔

نپولین کی تمامی دَوْرِ زندگی میں کوئی ایسا فعل نہیں ہے جس کی بابت اُس پر ایسی بے رحمی سے نکتہ چینیاں ہوئی ہوں جیسی ان برلن اور ملان کے اعلانوں کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ فرانس نے اپنی عاجز اور حلیم ہمسایہ بہن سلطنت انگلینڈ کے خلاف بے وجہ زیادتی کی اور برلن اور ملان کے اعلان نہایت قبیح اور مذموم ظالمانہ فعل تھے۔

اب ہم برلن ڈگری سے قطع نظر کر کے اصل واقعات کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنی اب نپولین کو یہ خبر ملی کہ چونکہ اُس کی سپاہ قصبات و دیہات کے مکانوں میں آرام و آسایش کے ساتھ سکونت پذیر تھی لہذا دریائے ویسچولا کے کنارہ نہایت سرد میدانوں میں جانے کو اُس کا جی نہ چاہتا تھا۔

یہ سنکر نپولین نے کہنے والے سے پوچھا "کیا دشمن کے سامنے جانے اور مقابلہ کرنے سے میری سپاہ جی چراتی ہے"؟

جواب دیا گیا کہ "نہیں جی تو ہرگز نہیں چراتی ہے"۔

نپولین نے کہا "مجھے بھی یہی یقین ہے۔ میری سپاہ کی ایک حالت رہی ہے۔ اچھا میں اب اپنی سپاہ کو جگاتا ہوں"۔

پھر اُٹھکر تھوڑی دیر تک نپولین جلد جلد قدموں سے ٹہلنے لگا۔ اور اس وقت غور میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور فوراً ہی اُس نے حسب ذیل اعلان تحریر کرایا۔

" اے میرے شیر مرد سپاہیو۔ آج پورا ایک سال ہوا کہ تم آسٹرلٹز کے میدان میں صف آرا تھے اور روسی افواج تمھارے سامنے سے بھاگ رہی تھیں اور تم نے اُن کو گھیر لیا تھا اور پھر اُنھوں نے اپنے اسلحہ تمھارے سامنے رکھ دیئے تھے اور دوسرے ہی روز صلح کی درخواست پیش کی تھی۔ لیکن ہم کو دھوکا ہو گیا اور فیاضی کی بدولت جس کا ہم پر الزام عائد ہو سکتا ہے غنیم کی جان بچی اور تیسرے جتھے کا خاتمہ ہوا تھا کہ چوتھا جتھہ اور قایم کر لیا گیا۔ لیکن اپنے جس شریک پر دشمن نے بھروسہ کیا ہے اُس کا خاتمہ ہو چکا۔ کیونکہ اُس کا دارالحکومتہ۔ قلعجات۔ میگزین۔ سلح خانے دو سو اسی جھنڈے۔ سات سو توپیں اور پانچ مستحکم شہر ہمارے قبضہ میں ہیں۔ دریاے اوڈر۔ وارتا۔ اور پولینڈ کے ویرانے اور سرما کے طوفان تم کو ایک لمحہ نہ روک سکے۔ تم نے سب موانع کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور سب پر غالب آئے۔ اور تمھارے سامنے کوئی دشمن نہ ٹھہرا۔

" پولینڈ کے نامی اور قدیم دارالسلطنت کو روسیوں نے بچانے کی کوشش کی لیکن نہ بچا سکے اور دیکھو فرانسیسی جھنڈہ دریاے وسچولا پر اُڑ رہا ہے۔ پولینڈ کے بہادر لیکن بد قسمت باشندے تمھیں دیکھکر یہی خیال کرتے ہیں کہ سوبیسکی کی جری فوج اپنی مہمات سے واپس آرہی ہے۔ اے دلاورو ہم اپنی شمشیر خونفشاں کو اُسی وقت غلاف کرینگے جبکہ عالمگیر صلح ہو جائے گی ہم اپنے رفقا کے حقوق کو محفوظ کر چکے ہیں۔ اور ہم نے اپنی تجارت اور اس تجارت کے لئے اپنی نوآبادیوں کو آزاد کر لیا دریاے اوڈر اور ایلب کے کنارے ہم نے پانڈیچری کا بدلہ لے لیا اور ہندوستان اور راس امید اور اسپین کی نوآبادیوں کو گویا پھر سے چھین لیا۔ روسیوں کو یہ حق

۲۰۵ ص

کس نے عطا کیا ہے کہ تقدیر کی میزان اپنے ہاتھ میں لیں اور ہماری منصفانہ تجویزوں میں مداخلت کریں۔ کیا وہ وہی روسی اور کیا ہم وہی ہم نہیں ہیں جن کا آسٹرلٹز کی جنگ میں دنیا نے تماشا دیکھ لیا ؟"

بیورین کہتا ہے "جس وقت نپولین اعلان لکھوایا کرتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو الہام ہو رہا ہے اور وہ باطنی جوش سے بھر جایا کرتا تھا۔ وہ اسقدر جلد مضمون لکھوایا کرتا تھا کہ لکھنے والوں کو اس کی پیروی کرنے میں بڑی سرعت سے کام لینا پڑتا تھا اور اکثر جب یہ اعلان اس کو دوبارہ پڑھکر سنائے جاتے تھے تو میں نے دیکھا ہے کہ بعض بعض موقعوں پر وہ فرط مسرت سے مسکرانے لگتا تھا کیونکہ اس کو معلوم ہو جاتا تھا کہ خاص خاص فقرے کیسا اثر ڈالنے والے ہوتے تھے"۔

اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ فرانسیسی فوج جوش سے بھر گئی اور سپاہیوں کے دل پر کہربائی اثر ہو گیا۔ پھر کسی نے شکایت نہ کی اور فوج کے پچھلے حصے بڑی تیزی سے کوچ کر کے ہراول سے جا ملنے کو بڑھے۔ وہ لوگ جو شاہنشاہ کے ہمراہ تھے اپنی مصائب اور ماندگی کو بھول گئے۔ اور دشمن سے جنگ کرنے کی آرزوئیں کرنے لگے۔ سپاہیوں کو اپنے سردار سے ایسی محبت تھی اور ان کو اس پر ایسا اعتماد تھا کہ اگرچہ وہ گرسنہ۔ برہنہ پا۔ اور ماندہ تھے تاہم ان کے دل کے دل برابر بڑھے چلے جا رہے تھے۔ موسم سرما کا طوفان اب قریب آپہونچا تھا اور فرانسیسی توپوں کی گاڑیوں کے پہیئے دھری تک کیچڑ میں دھس جاتے تھے لیکن باوجود اس کے وہ بارش۔ کیچڑ۔ اور برف میں اپنے بے خوف سردار کے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ اور ان مصائب کا جن کو وہ طے کر چکے تھے بڑی خوشی سے ذکر کرتے تھے اور بڑے بڑے کاموں کے انجام دینے کی جو اب پیش آنے والے تھے امیدیں کر رہے تھے۔

برلن چھوڑنے سے قبل نپولین نے اپنے وزیر صیغہ جنگ کو لکھا " وہ مہم جو میرے پیش نظر اب ہے اُن سب مہمات سے بڑی اور اہم ہے جو اب تک میں نے انجام دی ہیں۔ پس مجھے ہر بات کے لئے قطعی تیار رہنا چاہئیے " اور اُسی طرح اُس نے سینیٹ کو بھی ایسی مختصر اور جامع بلیغ عبارت میں تحریر کیا کہ تاریخ بلاغت میں بلاغت کی ایسی شاذ مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن اس سے بلیغ تر عبارت کسی نے نہیں لکھی ہے۔

اُس نے لکھا " یورپ کے تاجداروں نے فرانس کی عالی ظرفی اور فیاضی کا خوب مذاق اڑایا۔ عجب لطف ہے کہ ایک جتھہ فنا ہوتے ہی دوسرا جتھہ قایم ہوجاتا ہے ۱۸۰۵ء کا جتھہ فنا ہوا ہی تھا کہ ہم کو ۱۸۰۶ء کے جتھہ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اب فرانس کو یہی زیبا ہے کہ آیندہ نرمی کا اظہار نہ کرے۔ اور فرانس کو مفتوحہ صوبجات پر اُس وقت تک قابض رہنا چاہئیے جب تک کہ عالمگیر صلح نہو جاے۔ انگلستان کو قومی حقوق کا کچھ لحاظ نہیں ہے اور اُس نے دنیا کے ایک چہارم حصہ کی تجارت کو مسدود کردیا ہے۔ اس کا بدلہ یہی ہے کہ انگلستان کی تجارت بھی بند کردی جاے اور جہانتک حالات اجازت دیں یہ انسداد نہایت ہی سخت ہونا چاہئیے۔ چونکہ ہماری قسمت میں یہی لکھ گیا ہے کہ جنگ ہی کرتے رہیں پس ہم کو خوب جی کھولکر حوصلہ نکال لینا چاہئیے۔ اور کام کو ادھورا کیوں چھوڑیں۔ ہم کو یقین ہے کہ اس جنگ کا نتیجہ ایک مستقل صلح ہوگی "

نپولین کی شاقہ محنتوں کی کوئی حد نہ تھی۔ کیونکہ یہ مہم موسم سرما میں واقع ہوئی تھی۔ برلن سے وارسا تک ۴۰۰ میل کا فاصلہ ہے۔ اور نہایت شدید موسم سرما میں اُس وقت تک جبکہ سردی کی شدت سے پانی منجمد ہوکر تخ ہوگیا تھا اور برف و باران کے طوفان آرہے تھے ایسی طولانی چارسو میل کی مسافت کا طے کرنا نہایت ہی دشوار کام تھا۔ دریاے وسچولا پر روس اور پروشیا کے بادشاہ ایک لاکھ بیس ہزار

فوج جمع کر کے مقابلہ کر سکتے تھے۔

روس۔ پروشیا اور آسٹریا کا باہم پولینڈ کو بانٹ لینا نہایت مذموم فعل تھا اور اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے اور زمانۂ حال کے اعتبار سے اس قبیح فعل نے یورپ پر بدنامی کا دھبہ لگا دیا ہے۔ جب نپولین پولینڈ کے اُس حصہ میں پہونچا جس پر پروشیا نے قبضہ کیا تھا تو پولینڈ کے باشندے بڑی سرگرمی سے نپولین کے گرد جمع ہوے اور تقسیم شدہ پولینڈ کے عائدین نپولین کے صدر مقام پر بڑی کثرت سے آنا شروع ہوے اور نپولین کا بڑی دھوم سے خیر مقدم کیا۔ نپولین کو وہ اپنا رہائی دینے والا سمجھتے تھے۔ اور اُنھوں نے نپولین سے عرض کیا" اگر جہاں پناہ پولینڈ کو اُس کے دشمنوں سے بچا دینگے تو ہم ہر طرح جان و مال سے حاضر ہیں" یہ بڑا فاتح جہاں جانا نعروں سے ہوا گو بجنے لگتی اور پولینڈ کے باشندے التجائیں کرتے کہ ہمیں ہتھیار دے جائیں اور ہم اپنی آزادی کے لئے اپنے دشمنوں سے جنگ کرینگے۔ نپولین کو اس بات سے سخت تردد ہوا۔

نپولین کے پاس وارسا سے ایک ڈپوٹیشن آیا اور کہا کہ" جہاں پناہ پولینڈ کی خودمختاری کا اعلان کردیں اور پولینڈ کے تخت پر اپنے خاندان کا ایک شخص مقرر کردیں اور ہم جہاں پناہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم سب ایک شخص واحد کی طرح متحد ہو کر بڑی شکر گذاری سے حق وفاداری بجا لائینگے۔ نپولین نے اس کے جواب میں کہا"

" فرانس نے پولینڈ کی تقسیم کو ہرگز تسلیم نہیں کیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں تمھاری خودمختاری کا اعلان نہیں دے سکتا۔ لیکن ہاں میں اسوقت ایسا کر سکتا ہوں کہ تم مسلح ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت میں ہر شئے کو قربان کردو حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی دریغ نہ کرو۔ کیا تم اس وجہ سے قابل الزام نہیں ہو کہ تمھارے باہمی اور اندرونی

نزاعات نے تمھاری آنکھوں پر ایسا پردہ ڈالا کہ تم کو اپنے ملک کے اصلی مقاصد بھی نظر نہ آئے اب چونکہ کھو کر تم سیکھ چکے ہو لہذا تم متحد اور یکدل ہو جاؤ۔ اور دنیا پر ثابت کردو کہ بیشک پولینڈ کے مردان دلاور ایک ہیں اور اُن کا باہمی اتفاق لاثانی ہے۔"

جب یہ ڈیپوٹیشن رخصت ہوگیا تو نپولین نے کہا:"پولینڈ کے باشندے مجھے بہت بھلے معلوم ہوے اور اُن کے اظہار جوش سے میں خوش ہوا۔ اور میرا جی چاہتا ہے کہ اُن کو خودمختار بنادوں۔ لیکن یہ کام آسان نہیں ہے۔ یہ گائے بہت سے قصائیوں میں مردار ہوچکی ہے۔ روس۔ آسٹریا۔ اور پروشیا ایک ایک حصہ کے مالک ہوچکے ہیں اور اس کے علاوہ جب آگ لگ گئی تو معلوم نہیں کہاں بجھے۔ میرا پہلا فرض یہ ہے کہ فرانس کے مقاصد کی حفاظت کروں اور مجھے یہ بات ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتی کہ پولینڈ پر فرانس کے مقاصد قربان کئے جائیں پس پولینڈ کا معاملہ وقت کے حوالہ کرنا چاہیے اور وقت ہم کو ہدایت کرےگا کہ کیا ہونا چاہیے۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ نپولین کی حالت بہت نازک تھی۔ فرانس کی حدود سے وہ صدہا فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔ سرما کی شدت ناقابل برداشت تھی۔ چاروں طرف برف ہی برف نظر آرہی تھی۔ اور روسی فوج جس کے سامان کا حال معلوم نہ تھا شمال میں گھٹا کی طرح اُمڈی چلی آرہی تھی۔ پروشیا کا بادشاہ اگرچہ ہزیمت اُٹھا چکا تھا۔ تاہم منتظر بیٹھا تھا کہ اپنی ذلت و بربادی کا بدلہ لے۔ آسٹریا نے بھی اسی ہزار فوج جمع کی تھی اور پیچھے سے دھمکا رہا تھا۔ اگرچہ آسٹریا کی فوج ظاہر میں دیکھ بھال اور محافظت کے لئے رکھی جاتی تھی لیکن نپولین کو خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ ذرا بھی معاملہ دگرگوں ہونے پر یہ فوج بڑی خوشی سے پروشیا

کی شریک ہو جائیگی۔ اس کے علاوہ انگلستان جس کی بحری طاقت لاثانی تھی فرانس کے متحدہ دشمنوں کے ساتھ بڑی کامیابی سے کارروائیاں کر رہا تھا۔

اگر نپولین پولینڈ کی خود مختاری کا اعلان کر دیتا تو اس میں شک نہیں کہ اُسکو ایک بڑا جاں نثار رفیق ہاتھ آجاتا جس کی دس کروڑ کی تعداد تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی روس۔ آسٹریا۔ اور پروشیا۔ فرانس کے اور بھی سخت دشمن ہو جاتے اور پھر رہا سہا صلح کا خیال بھی جاتا رہتا۔ پس اُس نے پولینڈ والوں سے صاف کہدیا۔ "میں فرانس کو نئے جھگڑوں میں نہیں ڈال سکتا اور میں یہاں اسلئے نہیں آیا ہوں کہ اپنے خاندان کے لئے ایک تخت کی التجا کروں مجھے تختوں کی کوئی حاجت نہیں ہے"

دسمبر کے سخت طوفان۔ اور ایسے ویران اور سرد ملک میں جہاں کی ویرانی اور سردی قیاس میں نہیں آسکتی اور جہاں گھنے تاریک جنگل کھڑے ہیں اور گہری دلدلیں اور برہنہ میدانوں کی کوئی انتہا نہیں ہے نپولین اپنی فوج کو دریائے ویسچولا کے کنارہ لے گیا۔ اور اثنائے راہ میں جہاں دشمنوں سے مقابلہ ہوا اُس نے طوفانی طاقت کے ساتھ اُن کو منتشر کر دیا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ کچھ میل کے عرض میں فرانسیسی فوجیں دشمنوں سے مقابلہ کرتی ہوتی تھیں اور دشمنوں کے دمدموں اور مورچوں سے اُن پر گولے گولیوں کا طوفان برپا ہوتا تھا لیکن اُن کے آگے بڑھنے کو کوئی نہ روک سکا۔ ایسے سرد موسم میں کوچ کی دشواریاں قیاس سے خارج ہیں لیکن آخرکار شروع جنوری میں نپولین کی فوجیں دریائے ویسچولا کے کنارے گھنے جنگلوں میں جا پہونچیں۔

دریائے ویسچولا کے بائیں کنارہ ڈیڑھ سو میل تک فرانسیسی فوج نے اپنا کمپو قایم کیا۔ اور دریا کے تمامی دروں پر ایسی زبردست فرانسیسی افواج

متعین کی گئیں کہ دشمن کا آکر اچانک حملہ کرنا غیر ممکن ہو گیا۔ سپاہیوں نے جنگل کے درخت کاٹ کر آرام دہ مکان بنا لئے کہ شدید سردی سے کوئی گزند نہ پہونچے۔ کمپوں میں قابل دید صفائی کا انتظام تھا اور بڑی خوبی سے سیدھی سڑکیں قایم کی گئی تھیں۔ سپاہی ورزشی کھیلوں اور دیہاتی محنتوں سے اپنا جی بہلاتے تھے۔ مختلف دستوں کے برابر معائنے ہوتے تھے۔ فوجیں قلعوں کی حفاظت کر رہی تھیں جو پیچھے چھوڑ گئے تھے دریائے رین سے رسد کثرت سے چلی آرہی تھی۔ اور سپاہیوں کو اپنے کمپوں میں جہاں اُن کے گھر سامان سے بھرے ہوے تھے ہر قسم کی راحت مل رہی تھی۔ نپولین کو اپنے آرام کی کچھ پروا نہ تھی۔ صرف اپنی فوج کی راحت کا خیال تھا وہ ہر جگہ موجود تھا اور اپنی پیش بینی سے ہر قسم کی ضرورت کے لئے کافی انتظام کر دیا تھا۔ سپاہی اُس کی شاقہ محنتوں کو جو وہ صرف اُن کی آسایش کی خاطر کر رہا تھا۔ شکر گذاری کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے کہ نپولین شبانہ روز گھوڑے پر سوار ایک بکٹ سے دوسرے بکٹ تک دوڑتا پھرتا تھا اور اُس کا بدن مینہہ میں شرابور اور کیچڑ میں لتھڑا ہوا برف سے ڈھکا ہوتا تھا نہ اُسے کھانے کا ہوش تھا اور نہ خواب بستر راحت کا کچھ خیال تھا۔ نہ تاریکی یا طوفان سے اُسے کوئی خطرہ تھا۔ نپولین کا قول تھا۔ میرے سپاہی میرے بچے ہیں" اور جس شخص نے اُس کی محنت ماندگی اور ہوشیاری کو دیکھا ہے اُس کو نپولین کے قول کی صداقت میں کوئی شبہہ نہیں ہو سکتا۔ فوج میں ایک متنفس کو بھی نپولین کی پدرانہ شفقت میں کلام نہ تھا اور اسی کے بدل میں اس شہنشاہ سے سپاہ کو بھی ایسی محبت تھی کہ کسی بشر سے کسی کو ایسی محبت نہ ہوئی ہو گی۔

سپاہ کو یہ دیکھنے سے بڑی مسرت ہوئی کہ نپولین نے فیاضی سے اقسام و انواع کی شراب کی کئی لاکھ بوتلیں مہیا کر دی تھیں۔ بڑی بڑی رسدگاہیں قایم کر دی

گئی تھیں کہ سپاہیوں کو اچھی خوراک اور گرم پوشاک دیجاسکے۔ مریضوں اور مجروحوں کی خاص طور سے فکر کی گئی تھی۔ وارسا میں چھ ہزار پلنگ تیار کرائے گئے تھے اور اسی طرح چھ چھ ہزار تھورن۔ پوزن۔ دریائے وسیچولا اور دریائے اوڈر کے کنارے دوسرے مقامات پر بنائے گئے تھے۔ تیس ہزار خیمے جو پروشیا کی سپاہ سے چھینے گئے تھے کاٹ ڈالے گئے تھے۔ اور ان سے بستر اور زخم باندھنے کی پٹیاں تیار کی گئیں۔ ہر اسپتال پر نپولین نے ایک نگران افسر مقرر کیا تھا جس کے پاس کثرت سے زر نقد موجود رہتا تھا کہ بیماروں کی آسایش کے لئے ہر قسم کا سامان مہیا رکھا جائے اور اسی طرح ہر اسپتال پر ایک ایک پادری متعین تھا کہ بیماروں کی مذہبی طور سے اعانت کرتا رہے۔ ہر اسپتال پر ایسا پادری مامور تھا جس کو بیماروں کے ساتھ خاص دوستی اور الفت تھی اور نپولین نے ان پادریوں کو خاص طور سے تاکید کردی تھی کہ اگر بیماروں کے ساتھ ذرا بھی غفلت کیجائے تو فوراً رپورٹ کردیں۔ پس اپنے سپاہیوں کی آسایش کا نپولین نے ایسا انتظام کیا تھا جو بہت اختصار کے ساتھ اوپر بیان کیا گیا۔ وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ ہر ایک مصیبت میں شریک رہتا تھا اس زمانہ میں وہ خرمن کے مکان میں مقیم تھا اور یہی اُس کا گویا شاہی ایوان تھا جس کے ایک ہی کمرہ میں وہ کھاتا۔ سوتا۔ اور افسروں سے ملاقات کرتا تھا۔ اُس کا قاعدہ تھا کہ جب کبھی کوئی حکم جاری کرتا تو یہ بات ضرور دیکھ لیتا کہ حکم کی تعمیل ہوئی یا نہیں۔ چنانچہ اس وسیع کیمپ میں بھی ہر ایک دمدمہ اور مورچہ اُس نے اپنی خود نگرانی میں تیار کرایا تھا۔

سرمائی شدتوں اور طوفانوں کے ساتھ اب جنوری کا مہینہ آہستہ آہستہ ختم ہوگیا۔ پولینڈ کے میدانوں میں ایسی شدت سے سردی تھی کہ تمام عالم سطح برف

نظر آرہا تھا۔ تمام یورپ نظر حیرت و استعجاب سے دیکھ رہا تھا کہ دو لاکھ فرانسیسی فوج ایسے شدید سرما کے موسم میں دریائے ویسچولا کے کنارہ مقیم تھی۔ روس کا شاہنشاہ اسکندر جس کی فوجیں ان شمالی ممالک کی سردی اور سرما کی عادی تھیں یہ تدبیریں کر رہا تھا کہ نپولین کی فوج پر اچانک حملہ آور ہو۔ چنانچہ نہایت ہی مخفی طور سے اُس نے اپنی جرّار افواج کو متحرک کیا۔ نپولین بھی غافل نہ تھا اور اُس نے بھی مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور اپنے کیمپ سے برآمد ہو کر لیجئے اُس نے روسی فوج پر جو خود چھاپہ مارنے کو آرہی تھی جا کر چھاپہ مار دیا۔

اب جنگ کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ روسی بڑی جانبازی سے مقابل ہوئے لیکن فرانسیسی فوج کے جوش و خروش کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ ہر ایک بن اور ہر ایک پہاڑ کے درہ میں اور ہر ایک سیلابی دریا کے کنارے جہاں برف کے انبار لگے ہوئے تھے روسی اپنی توپیں قایم کرتے تھے اور تعاقب کرنے والے فرانسیسیوں کے سینوں پر گولوں اور گولیوں کا مینہ برساتے تھے۔ مگر فرانسیسی فوج کے دل کو تو نپولین جیسے سردار نے جوش و سرگرمی سے بھر دیا تھا پھر وہ کس طرح قدم پیچھے ہٹا سکتے تھے اور موت سے بے پروا برابر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ برف خون سے گلنار ہو گیا تھا۔ مجروحوں کی چیخیں سُنی جاتی تھیں اور وہ برف میں منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ مُردوں کی لاشیں برف کے ساتھ ٹھنڈے دریاؤں کی دھار میں بھی چلی جاتی تھیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ اُن کو دفن ہونے کا ٹھکانا کہاں ملا ہوگا۔ جنگ ختم نہ ہوتی تھی اور رات ہو جاتی تھی۔ اور برف سے ڈھکی ہوئی گھاٹیوں اور پہاڑیوں پر فوج کی دُھندلی آگ کا ٹمٹمانا ایک عجیب ہولناک منظر ہوتا تھا طرفین کے سپاہی قطعی سر بکف تھے اور برف پر اسی طرح سونے کو لیٹ جایا کرتے تھے جس طرح اپنے پلنگوں پر لیٹا کرتے تھے

اور سر پر سوائے کھلے ہوئے آسمان کے کوئی دوسرا شامیانہ ہوتا تھا۔

ایک شب نپولین کا ایک نہایت ذلیل جھونپڑے میں قیام تھا جس کے بیچ میں اُس کا سفری پلنگ بچھا ہوا تھا پانچ منٹ میں اُس نے کھانے سے فرصت کرلی۔ کھانے میں اس وقت صرف ایک ہی رکابی تھی اور پھر گُٹھی کو گول گول گیند کی طرح لپیٹ کر خالسناماں کے سر میں پھینک مارا اور کہا۔ ”لیجئے سفرہ بڑھائیے۔“

پھر اُسی وقت پروشیا کے نقشہ کو کھول کر زمین پر بچھا دیا اور کالن کورٹ سے کہا۔ ”ذرا ادھر تشریف لائیے اور ملاحظہ کیجئے کہ میں کیا کیا مقام دیکھتا ہوں“ اور اُس نے اپنی آگے بڑھتی فوج کے راستہ کو آلپینوں سے نشان کرکے کہا۔ ”میں روسیوں کو یہاں۔ یہاں۔ یہاں شکست دونگا۔ تین مہینے میں یہ جنگ ختم ہو جائیگی۔ اچھا ہے۔ ذرا روسیوں کی بھی آنکھیں کھُل جائیں۔ اور پروشیا کی حسین ملکہ کو بھی معلوم ہوجائے کہ بعض اوقات مشورہ دینے والوں کو بھی پوری پاداش ملتی ہے۔ مجھے ایسی عورتیں ہرگز پسند نہیں جو اپنا کام چھوڑ کر سلطنت کے معاملات میں دخل دیتی ہیں۔ کیسے تعجب کا مقام ہے کہ عورت ذات ہوکر اور جنگ، وجدال کا اشتعال دیوے۔ اور لوگوں سے ایک دوسرے کے گلے کٹوائے۔ بڑی شرم کا مقام ہے۔ اور ایسا ہولناک کھیل کھیل کر ایک عورت اپنی سلطنت کو معرض خطر میں ڈالے واقعی بڑی حیرت کی بات ہے۔“

اسی وقت شاہنشاہ کے پاس چند مراسلات آئے اور اُن پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر اُس نے تیوری چڑھالی اور کہا:۔

”بیشک ان مراسلات کو راہ میں بہت دیر لگائی گئی ہے۔ اچھا اُس اردلی کے سوار کو جو یہ مراسلات لایا ہے میرے سامنے لاؤ۔“

جس وقت یہ سوار سامنے حاضر ہوا تو نپولین نے غصہ سے کہا ”کیوں صاحب

یہ مراسلات آپ کے ہاتھ میں کس وقت دیئے گئے تھے۔؟"

سوار نے جواب دیا کہ آٹھ بجے شام کو یہ مراسلات مجھے دیئے گئے تھے۔"

نپولین نے کہا "اچھا یہ تو بتلائیے کہ آپ کو کتنے میل یہ کاغذات لانا پڑے ہیں"؟

سوار نے عرض کیا "جہاں پناہ یہ تو مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہے"

نپولین نے کہا "لیکن حضرت یہ بات جاننا تو آپ کا فرض تھا۔ لیجئے مجھ سے سنیئے کہ آپ کو یہ کاغذات کے میل لانا ہوئے آپ کو ستائیس میل لانا ہوئے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ آٹھ بجے آپ کو یہ کاغذات دئے گئے تھے۔ اب ذرا اپنی گھڑی تو دیکھئے کہ کے بج چکے ہیں۔

سوار نے گھڑی دیکھ کر کہا "جہاں پناہ ساڑھے بارہ بجے ہیں۔ لیکن راستہ کی حالت بہت خراب تھی اور بہت سے مقامات پر برف نے راستہ روک دیا تھا"

نپولین نے کہا بس جی بس۔ یہ سب لچر اور پوچ عذر ہیں۔ جائیے تشریف لیجائیے اور میرے حکم کا انتظار کیجئے" جب یہ خستہ و پریشان سوار کمرے سے باہر گیا اور اپنے پیچھے کواڑ بند کر گئے تو نپولین نے کہا اُس بے فکر اور غافل سوار کو ذرا سی تحریک کی حاجت ہے۔ اب چونکہ مینے اسے ذرا تنبیہ کر دی ہے آیندہ یہ کبھی دیر نہ لگائیگا۔ اور دیکھو ابھی تماشا دکھاتا ہوں کہ انھیں مراسلات کا جواب یہی سوار دو گھنٹے میں پہونچا ئیگا۔ دیر کا موقع نہیں ہے"

اس کے بعد ہی وہ سوار پھر طلب کیا گیا۔

نپولین نے کہا "اچھا لیجئے ان مراسلات کا جواب لیجئے اور بہت جلد لیجائیے۔ اور دیکھو خبردار جنرل لسلی کو یہ کاغذات تین بجے پہونچ جائیں۔ سن لیا۔ تین بجے پہونچیں جناب سمجھ گئے کہ ابھی نہیں سمجھے"

سوار نے جواب دیا "جہاں پناہ یہ کاغذات جنرل لسلی کو ڈھائی بجے پہونچینگے"

نپولین نے کہا "اچھا جاؤ گھوڑے پر سوار ہو" یہ کہکر پھر بولا "ذرا ٹھہرنا" اور سوار کو قریب بلا کر اُسی مہربانی کے لہجے میں جس سے وہ ہمیشہ دلوں کو مسخر کیا کرتا تھا اُس نے کہا۔ "دیکھو جنرل لسلی سے ذرا اتنا اور زبانی میری طرف سے کہدینا کہ اُن معاملات کے متعلق جن کا ان کاغذات سے تعلق ہے اگر تمھاری ہی کارگذاری سے کامیابی کی خبر میرے کانوں تک پہونچیگی تو میری بڑی مسرت کا باعث ہوگا"

اب دیکھیے کہ نپولین نے کس خوبی سے اس سوار کو فہمایش کی اور پھر کس خوش اسلوبی سے اُس کا دل بھی خوش کر دیا۔

اس عرصہ میں نپولین حملہ آوروں کو دریاے ولیچولا کے کنارہ سے دو سو چالیس میل پیچھے ہٹا چکا تھا مگر پولینڈ کے سرما کے طوفانوں کا کچھ بے رنگ حال تھا۔ اور انجامکار روسی افواج نے بڑے عزم و استقلال سے ایلا کے میدان میں مورچے باندھے۔ یہ واقعہ ۷ فروری ۱۸۰۷ء کا ہے۔ رات کی سردی اور تاریکی کا حال قیاس سے خارج ہے۔ اور روسیوں نے دن بھر کے کوچ کے بعد تھک کر شب بھر اس مقام پر قیام کیا اور صبح ہوتے ہی جنگ کرنے کا عزم تھا۔ جس مقام پر روسی فوج مورچہ بند ہوئی وہ تین میل تک ایک خفیف بلند ڈھال تھا جس کے محاذ نہایت ہی وسیع میدان پڑا ہوا تھا۔ آج نہایت شدت سے ہوا چل رہی تھی اور برف گر رہا تھا۔ اور کالے بادل آسمان پر دوڑ رہے تھے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ سخت طوفان کی آمد تھی۔ اسی بلند زمین پر روسی افواج نے دوہری صفت قایم کی اور پانسو مہلک توپیں دمدموں پر چڑھا دیں کہ آنے والے فرانسیسیوں پر حشر برپا کر دیں۔ یہ انتظام کر کے یہ فوج یخ بستہ زمین پر سونے کو لیٹ رہی۔ اس سوتی ہوئی فوج پر آدھی رات کا ہیبت ناک طوفان بڑے شدومد سے چل رہا تھا اور برف کی بارش ہو رہی تھی۔

اسی طوفانی شب میں نپولین بھی اپنی دلیر افواج کے ہمراہ اس موقع پر آ پہونچا۔ لیکن تاریکی کا وہ حال تھا کہ ہاتھ سے ہاتھ نہ سوجھتا تھا اُس نے اپنی فوج کو اُس خوفناک جنگ کے واسطے جو صبح کو ہونے والی تھی اُسی وقت ترتیب دیا اور موقعہ سے دو سو توپیں ایسے مقاموں پر جاویں کہ آگے بڑھتے ہوئے روسیوں کے دھوئیں اُڑا دیں۔ سامنے بلند زمین پر اسّی ہزار روسی فوج پڑی ہوئی تھی اور اُس کے سامنے میدان میں ساٹھ ہزار فرانسیسی فوج تھی۔ دونوں فوجوں میں آدھے گولے کا ٹپہ تھا۔ تمامی افسروں کے دل نہایت ہی جوش و خروش سے بھرے ہوئے تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ یہ شب نہایت ہی ہولناک تھی اور اس کے ختم ہونے پر آنے والا دن اس سے بھی زیادہ ہیبت ناک تھا۔

یخ بستہ زمین بے رحم آسمان۔ بادلوں کے دَل۔ برف کی بارش۔ طوفانِ باد کا شور اندھیری رات میں فوجوں کی دُھندلی آگ کا ٹمٹمانا۔ بھوتوں کی طرح طلایہ کا پھرنا۔ اس شدید معرکۂ قتال کے لئے پیدلوں کا صف آرا ہونا۔ اور سمجھ میں نہ آنے والا شور و غوغا۔ اور زبردست افواج کی نقل و حرکت جو سمندر کے تموج سے مشابہ تھی۔ اور ان سب کے ساتھ آدھی رات کے طوفان نے ملکر ایسا ہولناک منظر پیدا کیا تھا کہ دیکھنے والے کا کلیجہ کانپا جاتا تھا۔ دونوں فوجوں کے سنتری اپنی سنگینوں سے ایک دوسرے کو چھو سکتے تھے۔ لیکن سردی۔ گرسنگی اور ماندگی کی وجہ سے انسانیت و مروت جنگ کے ہولناک خیال پر اس وقت غالب تھی اور مخالف فوجوں کے سپاہی جو صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تھے اس وقت بڑی محبت اور گرم جوشی سے ایک دوسرے کی مزاج پرسی کر رہے تھے۔ جب آدھی رات گذر چکی تو نپولین بھی اپنی آرام چوکی پر ایک گھنٹہ کے لئے سو جانے کو لیٹ گیا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد فوراً اُٹھکر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور جنگ کے واسطے فوج کو صف آرا کرنے لگا

صفحہ ۲۵۹

اور اس منحوس صبح کا ابھی آغاز نہ ہوا تھا کہ توپوں کی باڑھیں شروع ہو گئیں کچھ کلام نہیں کہ یہ ہنگامہ نہایت ہی خوفناک تھا۔ اسلئے کہ سات سو گولنداز سات سو توپوں پر طرفین سے کام کر رہے تھے۔ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ دونوں فوجوں کے بہادروں نے گولوں اور گراب کے سامنے اپنے غیر محفوظ سینے کر دیئے تھے اور بیدرد توپوں کی باڑھوں نے پرے کے پرے صاف کرنا شروع کر دیئے تھے۔ اُدھر برف کی بارش کا وہ عالم تھا کہ دُم رُک گئے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ دوست و دشمن میں تمیز دشوار ہو گئی تھی۔ فاتح اور مغلوب گروہ میدان میں رواں دواں تھے پھر اس کے علاوہ ہوا میں توپوں کا دھواں اس شدت وکثرت سے آمیز ہو گیا تھا کہ اُجلا دن اندھیری رات سے بدل گیا تھا۔ اور اسی کالے بادل کے شامیانے کے نیچے فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے تھے اس دھواں دھار عالم میں توپوں کی چمک تک دکھائی نہ دیتی تھی۔ رسالے حملہ کرتے تھے لیکن دوست و دشمن کی تمیز نہ تھی۔ جنگ کا یہی حال رہا۔ اور ایک لاکھ چالیس ہزار جنگ جو صبح سے دوپہر تک تیغ زنی کرتے رہے اور اپنے سینوں کو گولوں۔ گولیوں اور گراب کا نشانہ بنا دیا تھا۔ سہ پہر ہو گیا اور انجام کار آفتاب نے بھی مغرب میں مُنھ چھپا لیا اور رات ہو گئی۔ نپولین نے اپنی جان کے خطرہ سے بے پروا میدان قتال میں گھوڑے پر دوڑا دوڑا پھر رہا تھا۔ اور اُنھیں مقامات پر جا موجود ہوتا تھا جہاں روسی افواج نے سب سے زیادہ داب ڈال رکھی تھی۔

اسی اثنا میں نپولین کو یہ خبر ملی کہ ایک گرجا کو جو نہایت ہی کار آمد مقام تھا غنیم نے چھین لیا یہ سُنتے ہی اُس نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور باد صرصر کے مانند اپنے فوجی دستوں میں جا پہونچا جو نہایت ہی کثیر التعداد دشمن کے سامنے سے پیچھے ہٹتے چلے آ رہے تھے۔

پنولین نے للکار کر کہا۔ ہیں یہ کیا حرکت ہے مٹھی بھر روسی فوج عظیمہ کے رستموں کو پیچھے ہٹائے دیتے ہیں۔ بہادرو کیا کر رہے ہو۔ آگے بڑھو اور جاؤ اس گرجا کو ابھی چھین لو۔ اس کو چھین لو اور جانیں دیدو۔"

یہ سنکر۔ شاہم زندہ مانا د کے پیہم نعروں کا وہ شور بلند ہوا کہ توپوں کی گرج کی بھی حقیقت نہ رہی اور گھنی صفیں باندھکر فرانسیسی گھوم پڑے۔ گولوں اور گراب کا طوفان برپا تھا لیکن کیا کر سکتا تھا۔ فرانسیسی جوان روسیوں کی صفیں چیر کر اندر گھس گئے۔ پنولین نے اسی ہنگامہ میں دیکھا کہ ایک تجربہ کار گرانڈیل اُس سے چند قدم کے فاصلہ پر پیچھے تھا اور اُس کا سارا چہرہ بارود کے دھوئیں سے کالا تھا اور وردی لہو میں لال تھی۔ اور ایک ہاتھ مونڈھے سے گولہ نے صاف اُڑا دیا تھا اور اس مہیب زخم سے خون کے فوارے جاری تھے۔ لیکن ایسی مجروح حالت میں وہ اپنی صفوں کی طرف بڑی تیزی سے جا رہا تھا۔

پنولین نے باواز بلند لکار کر کہا" کہاں جا رہا ہے۔ لوٹ۔ اور ابھی ہسپتال جا" گرانڈیل نے جواب دیا" جہاں پناہ ضرور جاؤنگا۔ لیکن ذرا توقف فرمائیے اور اتنی مہلت دیدیجئے کہ ہم اس گرجا کو فتح کرلیں" پھر اُس نے شاہنشاہ کی کوئی بات نہ سنی اور آن واحد میں اپنے گھوڑے سمیت دھوئیں میں غائب ہوگیا۔

پنولین کے ہمراہ ڈیوک آف ولینسزا موجود تھا اور اُس نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھا وہ کہتا ہے میں نے اچھی طرح دیکھا کہ اُدھر تو وہ گرانڈیل دھوئیں میں غائب ہوا اور اِدھر اُس کی جاں نثاری اور شجاعت کا خیال کر کے شاہنشاہ رونے لگا اور اپنے آنسو ہم لوگوں سے نہ چھپا سکا۔"

اب اٹھارہ گھنٹے متواتر جنگ ہو چکی تھی۔ برف خون سے سرخ ہوگیا تھا اور مقتولوں اور مجروحوں سے میدان کی زمین چھپ گئی تھی۔ اس یخ بستہ ٹھنڈی

زمین پر جنگ کے مظلوم پڑے کراہ رہے تھے اور اسی حال میں تمام دن ختم ہو چکا تھا رسالے آتے تھے اور اُن کو پامال کرتے ہوئے باد تند کے جھونکے کے مانند نکل جاتے تھے اُن کی چیخوں کے سامنے توپخانوں کی گرج بھی مات ہو گئی تھی۔ ایلا میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اور قرب و جوار کے دوسرے دیہات بھی جل رہے تھے جنگ اور عناصر کے طوفان کی شدت پر اس آتش زدگی نے اور ایک تازیانہ کر دیا تھا میدان میں عورتیں اور بچے ہلاک ہو رہے تھے سیل کے گولوں سے یہ سب اپنی جانیں بچانے کو بھاگے تھے۔ اور اپنے شکستہ اور منہدم مکانات کو بدحواسی سے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن کہیں جان کی امان نہ تھی۔ جنگ اب بھی ویسی ہی ہو رہی تھی۔

جب شام کی سرخی زائل ہوئی اور رات کی اندھیری جھکی تو نپولین اُسی گرجا کے قریب کھڑا تھا جس کو فرانسیسیوں نے روسیوں سے چھینا تھا۔ اُس کے حواس اور استقلال میں سرموفرق نہ تھا اور اُس کے چاروں طرف گولے برس رہے تھے شاہی اسٹاف میں ہر ایک کے چہرہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ اور سب التجائیں کر رہے تھے کہ شاہنشاہ کسی محفوظ مقام پر کھڑا ہو۔ لیکن نپولین کو ان التجاؤں پر کچھ توجہ نہ تھی اور کوئی ایسا سب سے خطرناک مقام نہ تھا جہاں وہ نہ گیا اُس نے اپنی دلیری سے سب کو رستم بنا دیا تھا۔ اور اب بھی وہ اپنے خستہ اور مجروح دستوں کو برابر آگے بڑھائے جاتا تھا۔ اب اس ہولناک رزمگاہ میں فرانسیسیوں کی تلواروں اور توپوں نے تیس ہزار روسیوں کی لاشیں بچھا دی تھیں۔ اور دس ہزار فرانسیسی بھی شربت اجل کا مزہ لے چکے تھے اور تلوار کے گھاٹ اُتر گئے تھے۔ بعض تو گولوں سے ایسے اُڑ گئے تھے کہ کہیں نشان باقی نہ تھا اور بعض کاری زخم کھا کر مرغ بسمل کی طرح پڑے پھڑک رہے تھے اور گھوڑوں کے سموں سے پامال ہو رہے تھے۔

اب رات کے دس بجگئے تھے اور روسی فوج آدھی سے زیادہ کٹ چکی تھی کہ اتنے میں فرانسیسی فوج کا ایک تازہ دم حصہ میدان جنگ میں نمودار ہوا۔ اس فوج نے توپوں کی گرج سُنی تھی اور اسی آواز پر برابر مارا مار تمام دن چلی تھی اور اب عین موقع پر آپہونچی۔ روسی فوج اب تاب مقاومت نہ لاسکی۔ لیکن اُس کو اسی کا فخر کیا تھوڑا تھا کہ وہ تمام دن بڑے استقلال اور جوانمردی سے نپولین اعظم کا مقابلہ کرچکی تھی اور اب اُس نے فتح کا نعرہ مارا اور میدان سے فرار ہولی۔ کھیت نپولین کے ہاتھ رہا۔

اب چونکہ نپولین کی فوج کی ماندگی کی بھی کوئی انتہا باقی نہ رہی تھی۔ جس طرح ہوسکا اس یخ بستہ اور خونی میدان پر دم لینے کو ٹھہر گئی نپولین کو بڑا روحانی صدمہ تھا کہ اب اُس کے سامنے بڑے درد انگیز منظر پیش ہونے والے تھے۔

اپنی عادت کے موافق اُس نے میدان قتال میں گشت شروع کیا۔ اور مجروحوں اور جاں بلبوں کو اپنے ہاتھوں سے مدد دینے لگا۔ آدھی رات گذر چکی تھی سردی قیاس سے باہر تھی۔ اور ہوا کا طوفان برپا تھا۔ نپولین اپنے ہمراہیوں کو جان توڑ کر مدد کرنے کی ہمت بندھا رہا تھا۔ اُس نے صرف فرانسیسی مجروحوں کی ہی داشت نہ کی بلکہ روسی مجروح سپاہیوں کے ساتھ بھی بڑی عنایت وہمدردی سے پیش آیا۔

ایک فرانسیسی افسر کو اگرچہ اس وقت نپولین کے دل کا حال معلوم تھا تاہم اُس نے شاہنشاہ سے کہا۔" آج کی فتح سے جہاں پناہ کی بڑی ناموری ہوگی" نپولین نے جواب دیا۔ "باشد۔ لیکن ایسے باپ کو جس کے بچے مارے جائیں فتح سے کوئی خوشی نہیں ہوسکتی اور جب دل کا یہ حال ہو فتح ایک دھوکا ہے"

جس وقت نپولین اس طرح گشت کر رہا تھا اُس کا اسپتال کی گاڑی کے قریب سے گذر ہوا۔ یہ گاڑی کاٹے ہوئے ہاتھ پاؤں سے بھری ہوئی تھی جن کے دیکھنے سے روح تھرائی جاتی تھی۔ اسی کے بعد نپولین نے دیکھا کہ ڈاکٹر ایک مجروح سپاہی

کی ٹانگ کو قطع کرنا چاہتا تھا لیکن سپاہی کاٹنے نہ دیتا تھا۔ گولے سے یہ ٹانگ پاش پاش ہو گئی تھی۔

نپولین نے کہا "یہ تو منہ پر بڑی بڑی موچھیں اور ٹانگ کاٹے جانے سے ڈرا جاتا ہے"!

مجروح نے عرض کیا "نہیں جہاں پناہ یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ صرف یہ خیال ہے کہ ایسے جراحی عمل سے آدمی مرجاتا ہے۔ اور اگر میں مر گیا تو میرے چھوٹے بچوں اور اُن کی بیچاری ماں"..... اتنا کہکر سپاہی کا جی کچھ ایسا بھر آیا کہ وہ آگے کچھ نہ کہہ سکا بلکہ اُس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔

نپولین نے یہ سُن کر فوراً جواب دیا "ہیں۔ اگر تم مرجاؤ گے تو کیا ہے۔ کیا تمہارا شاہنشاہ۔ ذرا ادھر دیکھو۔ موجود نہیں ہے۔ وہ تو ہنوز زندہ ہے۔ پھر بچوں اور اُن کی ماں کیتھرائن کا تم کو کیا غم ہے"

سپاہی حیرت اور مسرت سے نپولین کا منہ دیکھنے لگا اور بولا "واقعی میں بھی بڑا ہی احمق ہوں۔ جہاں پناہ کا فرمانا بجا ہے"۔ پھر ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر بولا "اچھا جلدی کرو۔ میں تیار ہوں۔ اپنا کام کرو"

اسی طرح دوسرے موقع پر ایک سوار بالکل کچلا ہوا برف اور لاشوں میں دبا پڑا تھا۔ جیسے ہی نپولین قریب سے ہو کر گذرا اُس نے اپنا سر اٹھا کر نہایت ہی کمزور آواز سے کہا۔ جہاں پناہ۔ ذرا ادھر متوجہ ہوجئے۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس زخم سے نہ بچونگا۔ اب میں عدم کو راہی ہوتا ہوں۔ لیکن کچھ پروا کی بات نہیں ہے۔ شاہم زندہ ماناد"۔ نپولین یہ سنتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑا اور سوار کا سر اپنے ہاتھوں سے اُٹھا لیا اور فوراً اُس کو اسپتال لیجائے جانے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ ڈاکٹر ڈسا کو سخت ہدایت کیجائے کہ اس بہادر کی خاص طور سے واشت کریں۔ سوار نگاہ

حسرت آلود سے نپولین کے چہرہ کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ "میری ہزار جانیں شاہنشاہ پر قربان ہے"

کالن کورٹ کا بیان ہے کہ ایک باڑی کے قریب جس کو روسی چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ہم نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ لفظوں میں اُس کی تصویر کھینچنا محال ہے اس مقام پر ڈیڑھ سو یا دو سو فرانسیسی روسیوں کی چوہری قطاروں میں گھرے ہوئے تھے اور دونوں فریق بے مبالغہ دریائے خون میں نہائے ہوئے تھے اور توپوں۔ بندوقوں اور تلواروں کے انبار لگے ہوئے اور اس حالت سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ فریقین شیروں کے مثل لڑے تھے اور ایک نے دوسرے کے سامنے سے مُنہ نہ موڑا تھا اور اُسی مقام پر سب کٹ کر ڈھیر ہو گئے تھے۔ ان کے جسم زخموں سے چور چور تھے۔ لیکن کشتوں کے اسی انبار میں سے "شاہم زندہ باد" کی ایک ضعیف آواز آئی غور سے دیکھا تو اس انبار میں لاشوں سے دبا ہوا ایک نوجوان افسر نظر آیا جس کے سینہ پر افسری کا تمغہ آویزاں تھا۔ اگرچہ اس کے چند کاری زخم آئے تھے تاہم اپنی کہنی ٹیک کر اس نے اپنے سر کو اونچا کر لیا تھا۔ اس کے خوشنما چہرہ پر آتی ہوئی موت کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے شاہنشاہ کو پہچان لیا تھا۔ اور لغزش کرتی ہوئی آواز سے اس طرح کہا۔

"جہاں پناہ۔ آپ کو خدا اپنے حفظ و امن میں رکھے۔ اور میں اب رخصت ہوتا ہوں" یہ کہکر ذرا خاموش ہوا اور پھر کہنے لگا "ہے۔ ہے۔ اے میری عزیز ماں" اور شاہنشاہ کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھکر بولا "اے پیاری فرانس تجھ پر میری جان نثار دیکھ یہ میری آخری سانس بھی تیرے ہی خیال میں صرف ہوتی ہے" بس جسقدر کہا تھا کہ اس کے طائر روح نے قفس تن سے پرواز کی اور بدن سرد ہو گیا۔ اس افسر کا نام ارنسٹ آزولی تھا۔ اور یہ نہایت ہی بہادر شخص تھا۔ اور

ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ نپولین اس کی تعریف کرچکا تھا۔ افسوس آرزونی کی بیوقت موت سے اُس کی حسین اور لایق بیوی کے دل پر کیسا کوہِ غم ٹوٹ پڑا ہوگا۔ میں خود اس نوجوان خاتون سے واقف تھا اور وہ مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے۔"

نپولین اُسی مقام پر ٹھر گیا۔ یہ جگہ بڑے بڑے بہادروں کے خون سے تر تھی۔ نپولین آہ سرد بھر کر بولا" اے بہادر آرزونی۔ صد ہزار افسوس کہ تو مارا گیا اور میری آنکھوں نے تیرا مرنا دیکھا۔ خیر۔ دیکھا جائیگا تیری ماں کی خبر گیری میرے ذمہ ہے۔" اور پھر فوراً احکام جاری کرنے کا حکم دیا اور دستخطوں کے واسطے کاغذات جلد طلب کئے۔ اور پھر ڈاکٹر آیون سے کہنے لگا" دیکھو آرزونی کی کچھ بھی تدبیر ہوسکتی ہے۔" لیکن شاہنشاہ کا کہنا بیکار تھا اسلئے کہ آرزونی کا کام تمام ہوچکا تھا۔ اس کے بعد اُنھیں اُداس خیالوں میں ڈوبا ہوا نپولین میدان قتال میں پھر گشت کرنے لگا۔

اس خونریزی کے میدان میں جہاں موت کا ہنگامہ ایسا گرم تھا کہ ملک الموت کو بھی فرصت نہ تھی اور ایسے حالات میں کہ لاکھوں فکروں سے نپولین محصور تھا۔ اور رات نہایت تاریک اور سرد تھی اُس نے جوزیفائن کو فراموش نہ کیا جوزیفائن اس زمانہ میں پیرس میں تھی۔ نپولین نے قلم لیکر نہایت ہی تیزی سے حسب ذیل سطور گھسیٹ دیں اور ایک سوار کو بلاکر یہ خط دیا اور حکم دیا کہ بے حد تیزی سے روانہ ہو۔

ایلا۔ ۳ بجے شب۔ ۹ فروری ۱۸۰۷ء

پیاری جوزیفائن۔ نہایت ہی سنگین جنگ واقع ہوئی۔ میں نے فتح پائی لیکن بڑا رنج اس بات کا ہے کہ میری طرف بہت نقصان ہوا۔ اگرچہ دشمن کا مجھ سے بہت زیادہ نقصان ہوا لیکن اس سے مجھے تسلی نہیں ہے۔ یہ دو سطریں میں خود اپنے

ہاتھ سے لکھتا ہوں۔ میں بہت تھک گیا ہوں۔ اور تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بخیریت ہوں۔

خیر طلب نپولین

جب صبح ہوئی تو وہ خوفناک منظر آنکھوں کے سامنے موجود تھا کہ شاید اس زمین پر کبھی پیشتر دیکھا نہ گیا ہوگا۔ چالیس ہزار مقتولوں سے زمین چھپ گئی تھی۔ اور انھیں کشتوں کے انباروں سے مجروحوں کی ایسی دردناک کراہیں سنی جارہی تھیں کہ سننے والوں کا کلیجہ منہ کو آیا جاتا تھا۔ چھوٹی بڑی توپیں۔ بندوقیں۔ تلواریں۔ مقتول و مجروح گھوڑے جن میں بعض جانکنی کے عالم میں تڑپ رہے تھے اور تکلیف سے چیخ رہے تھے ایسا ایک پرہول منظر تھا کہ دیکھا نہ جاتا تھا۔ نپولین کے دل پر نہایت گہرا اثر تھا۔ اور سرکاری رپورٹ میں اُس نے اس کا اس طرح اظہار کیا۔" آج میری آنکھوں کے سامنے وہ قیامت کا منظر موجود ہے کہ بادشاہوں کو لازم ہے کہ جنگ سے اجتناب کریں اور باہم صلح کریں"۔ نپولین نے اب کچھ فوج روسیوں کے تعاقب میں روانہ کی اور آپ مظلوموں کی داشت میں مصروف ہوا۔

اُسی دن جوزیفائن کے نام اُس نے حسب ذیل ایک خط اور لکھا:۔

ایلا۔ ۶ بجے شام۔ ۹ فروری ۱۸۰۷ء

"پیاری جوزیفائن۔ آج پھر تم کو یہ مختصر تحریر بھیجی جاتی ہے۔ دیکھو ہرگز تردد کو پاس نہ آنے دینا۔ دشمن کو میرے مقابلہ میں شکست ہوگئی۔ چالیس توپیں۔ دس جھنڈے تو میں نے چھین لئے ہیں اور ان کے علاوہ بارہ ہزار روسی میرے پاس قید ہیں دشمن کا نہایت ہی سخت نقصان ہوا لیکن میرا بھی بہت زیادہ نقصان ہوا ہے یعنی سولہ ہزار فرانسیسی بہادر سپاہ اس ہولناک جنگ میں کام آئی اس تعداد

کے علاوہ تین چار ہزار مجروح اسپتالوں میں پڑے ہیں۔ کاربینو ایک بم کے گولہ سے مارا گیا اس افسر سے مجھے بہت محبت تھی۔ یہ بڑی صفات کا شخص تھا۔ اس کا مجھے سخت صدمہ ہے۔ میرے سواروں کے گارڈ نے وہ وہ نمایاں کام کئے کہ تعریف نہیں ہوسکتی۔ ایلی ہیں کے کاری زخم آئے ہیں۔"

جنہر طلب نپولین

۱۷۶ص

پھر دوسرے روز نپولین کے جی نے نہ مانا اور اس نے جوزیفائن کو اور خط لکھا:

ایلا۔ ۳ بجے صبح۔ ۱۱۔ فروری ۱۸۰۷ء

پیاری جوزیفائن۔ ایک مختصر محبت نامہ اور لکھتا ہوں۔ تم کو ضرور بڑا تردد رہا ہوگا۔ میں نے دشمن کو بڑی نامور جنگ میں فاش ہزیمت دی۔ لیکن اس جنگ میں بڑے بڑے بہادر فرانسیسی کام آگئے۔ موسم ایسا طوفانی اور خوفناک ہے کہ میں اپنے لشکر گاہ کو لوٹ نہیں سکتا۔ دیکھو کسی قسم کی فکر مت کرنا۔ یہ معاملات سب ختم ہوئے جاتے ہیں اور میں بہت جلد پیرس واپس آتا ہوں۔ اور یہ سب تکلیفیں بھول جاؤں گا۔ میں ایسی اچھی حالت میں ہوں کہ ایسا کبھی نہ تھا۔ نوجوان ٹیکر نے بڑی عمدگی سے کام کو انجام دیا۔ بڑے بڑے کڑے کام اس پر پڑے۔ اب میں نے اس کو اپنے پاس لے لیا ہے۔ اور توپ خانہ کا افسر بنا دیا ہے اور اب اس پر کوئی سخت محنت نہیں ہے۔ اس کے معاملات میں مجھے بہت دلچسپی ہے۔"

نپولین

۱۴۔ فروری کو نپولین نے پھر ایک اور خط لکھا:۔

پیاری جوزیفائن۔ میں ابھی تک ایلا میں ہوں۔ چاروں طرف مقتول ہی

مقتول نظر آرہے ہیں۔ اگر جنگ کے متعلق کچھ ناگوار بات ہے تو بس ایسے ہی دردناک منظر ہیں۔ مقتولوں اور مجروحوں کے دیکھنے سے جی کانپا جاتا ہے۔ میں بخیریت ہوں روسیوں کو اچھی ہزیمت ہوئی اب وہ مورچے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ تم کو میری طرف سے یقینی تردد رہتا ہو گا۔ اس بات سے مجھے بھی بڑی فکر ہے لیکن تم کو چاہئے کہ مطمئن رہو۔

طالب خیر نپولین

۶۸۶

صفحہ ۳۶۱

باب سی و پنجم

فریڈلینڈ پر نپولین کا دھاوا

نپولین کا صلح کی درخواست کرنا۔ پیرس کی قانون ساز مجلس کے نام مراسلہ۔ اعلان۔ آسٹریا کے بادشاہ کی درخواست۔ نپولین کا جواب۔ آسٹروڈا میں شاق محنت کرنا۔ میڈیم ڈی اسٹیل۔ میڈلین کا مندر۔ شاہنشاہ کی دور اندیشی۔ خطوط قسطنطنیہ میں انگریزوں کا توڑ جوڑ۔ ڈینزگ Danzig متحدہ افواج کا نقشہ۔ فریڈلینڈ کا معرکہ۔ روس کا درخواست صلح کرنا۔ نپولین کا فوج سے خطاب کرنا۔

ایلا میں نپولین آٹھ دن رہا اور اپنی مجروح سپاہ کی تیمار داری میں مصروف رہا۔ اور فوج کے لیے حفاظت و آرام کے سامان مہیا کرتا رہا اور اب اُس کو یوماً فیوماً امید ہوتی جاتی تھی کہ روس اور پروشیا کے بادشاہ مزید خونریزی نہ چاہینگے اور صلح کی شرائط پیش کرینگے۔ تمامی مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ اس وقت تک جتنی لڑائیاں نپولین نے لڑیں وہ محض فرانس کی حفاظت کی غرض سے تھیں۔ اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ نپولین مجبور ہو کر سب سے آخر جنگ پر آمادہ ہوتا تھا۔ اور سب سے پہلے صلح کی تجویز پیش کرتا تھا۔ خود اسی مہم میں دیکھ لیجیے کہ جینا کی جنگ سے قبل نپولین

نے پروشیا کے بادشاہ فریڈرک کو خود تحریر کر کے التجا کی کہ اب خونریزی نہ کی جاوے۔
لیکن یہ درخواست نامنظور کی گئی۔ آخر جینیا کی جنگ واقع ہوئی لیکن ہنوز توپوں
کی گرج موقوف نہ ہوئی تھی کہ نپولین نے پھر قلم ہاتھ میں اُٹھائی اور تحریر کیا کہ خونریزی
سے اجتناب لازم ہے اور صلح کر لیجائے لیکن یہ درخواست بھی بڑی سختی اور درشتی
کے ساتھ نامنظور کی گئی۔ اور روس اور پروشیا نے خفیہ فوجیں جمع کر کے نپولین کی
افواج پر خود اُس کے کیمپ میں حملہ کر دیا۔ اس پر نپولین نے اُن کا ۲۴۰ میل تک
پیچھا کیا۔ اور اُن کی آدھی سے زیادہ فوج برباد کر دی۔ اور ایسی عظیم الشان فتح کے
بعد پانچ روز تک برابر انتظار کرتا رہا کہ یہ ہزیمت خوردہ دشمن صلح پر آمادہ ہوں۔
لیکن اُن کی طرف سے قطعی سکوت رہا۔ مگر نپولین وہ شخص تھا کہ اُس نے اپنی
خودداری اور شہرت پر گویا خاک ڈالدی اور اس فیروزمندی کی حالت میں اس
نے پھر صلح کے متعلق حسب ذیل مراسلہ لکھا جس میں صرف یہ منشا تھا کہ خونریزی نہو
" میری دلی خواہش ہے کہ آپ کے خاندان کی مصائب کا خاتمہ ہو اور پروشیا
کی سلطنت کا نظم و نسق جلد قایم ہو جائے یورپ کی امن چین کے لیئے پروشیا
کی وساطت ضروری ہے۔ میری یہ بھی خواہش ہے کہ روس سے بھی صلح کر لو
لیکن اس میں صرف اتنی شرط ہے کہ وہ سلطنت ٹرکی سے بدنیتی نہ کرے۔ اور
ایسی حالت میں پھر صلح ہو جانا کوئی دشوار امر نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی
دوسری اقوام کی طرح انگلستان سے صلح ہو جانا بھی ایک ضروری امر ہے۔ پس
اپنے ایک وزیر کے بھیجد ینے میں کہ وہ میمر میں جا کر فرانس۔ سویڈن۔ انگلستان
روس۔ پروشیا۔ اور ٹرکی کی کانگریس میں شریک ہو مجھے کوئی عذر نہیں ہے
لیکن چونکہ یہ کانگریس کئی برس قایم رہے گی۔ پس یہ بات پروشیا کے موجودہ حالات
و معاملات کے مضر ہے۔ میں نے پروشیا کی بہبودی اور خوشحالی کے متعلق نہایت

سادہ تجویزیں سوچی ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جہاں پناہ میری نیک نیتی پر اعتماد فرمائینگے۔ مجھے بڑی تمنا ہے کہ پروشیا جیسی حکومت سے جس کے فرانس کے ساتھ قدیمی دوستانہ تعلق چلے آئے ہیں فرانس کے پھر وہی دوستانہ تعلقات قایم ہو جائیں۔ اور انگلستان اور روس کے ساتھ بھی میری اسی قسم کی خواہش ہے۔"

عجب لطف ہے کہ نپولین کی اس دوستانہ تجویز کو متحدہ بادشاہوں نے بزدلی اور کمزوری پر محمول کیا اور انھوں نے بڑے زور شور سے اُس کے خلاف تیاریاں شروع کر دیں۔ اب ان بادشاہوں نے شمال سے کاساک قوم کے جری اور وحشی سپاہی بکثرت افواج میں بھرتی کیئے اور بڑے عزم و ثبات کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا۔ نپولین نے سوئڈن سے بھی صلح کا پیغام کیا تھا لیکن وہاں سے بھی یہ پیغام رد کر دیا گیا تھا اور سوئیڈن کے بادشاہ نے پروشیا کے بادشاہ کو لکھا "میری رائے ہے کہ بوربون خاندان کے حق کی جواز کا اعلان عام کے ذریعہ سے اشتہار دیدیا جائے اور اُس کی طرفداری کا خاص طور سے اعلان کر دیا جائے۔ اس میں ہم سب کا فائدہ متصور ہے اور اس معاملہ میں میری یہی قطعی رائے ہے۔"

لیکن جب فرانس کے خلاف متحدہ یورپ کے بادشاہوں کا یہ ارادہ ہو گیا کہ فرانس کو خود اپنے فرماں روا کے انتخاب کرنے کا حق نہ دیا جائے۔ تو نپولین کی صلح کی کوشش محض بیکار تھی۔ پس اگر نپولین بھی بینی ڈکٹ آرنلڈ کی طرح نمک حرام ہو کر فرانس کو دوبارہ بوربون کے حوالہ کر دیتا تو سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہوتا کہ فرانس میں دوبارہ خون کے دریا بہ جاتے اور پھر خانہ جنگیوں کا طوفان برپا ہو جاتا۔ لہذا کیونکر ممکن تھا کہ فرانس جیسی یورپ کی متکبر سلطنت دوسرے بادشاہوں کے اس ذلیل و خوار کرنے والے حکم کو مان لیتی۔ اور نپولین کا یہ مقولہ قطعی صحیح تھا کہ بوربون اب فرانس واپس آکر

سلطنت نہیں کرسکتے اور اگر آئینگے تو ایک لاکھ فرانسیسیوں کے خون کا دریا بہ جائیگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہی ہوا یعنی یورپ کے متحدہ بادشاہوں نے بوربون کی حمایت کی اور اُن کے پیچھے پیچھے بوربون آئے اور فرانس پر پھر سلطنت شروع کی لیکن اس اثناء میں دس لاکھ فرانسیسیوں کے خون سے یورپ کی زمین لالہ زار ہوچکی تھی۔ لیکن پھر بھی کیا نتیجہ ہوا؟ یعنی بوربون خاندان اب کدھر گیا اور فرانس کے تخت پر اب کون بیٹھا ہوا ہے؟ اور بے شبہ اس واقعہ سے یورپ کے تاجداروں کو عبرت ہونا چاہئے۔

جینا کی مہم سے چند روز قبل نپولین نے پیرس کی قانون ساز مجلس کو لکھا:-

"اے شاہزادو۔ اے مجسٹریٹو۔ اے سپاہیو۔ اے شہریو۔ تمہارے متعلق مختلف محکموں کا کام ہے۔ لیکن ہم سب کا مقصد ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ مقصد ہے کہ فرانس کو ترقی ہو۔ سرکاری معاملات میں کمزور ہاتھ سے کام کرنا ایسی مصیبت ہے کہ کسی پر اس سے بڑھکر مصیبت نازل نہیں ہوسکتی۔ اب چاہے مجھے ایک سپاہی کی حیثیت سے دیکھئے یا فرسٹ کانسل کی حالت سے دیکھئے میرا خیال ایک ہی رہا ہے اور شاہنشاہی کی حالت میں بھی میرا وہی خیال ہے۔ یعنی میں چاہتا ہوں کہ فرانس خوشحال اور سرسبز ہوجائے میرا یہ منشا نہیں ہے کہ فرانس میں ممالک کا اضافہ ہوجائے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ فرانسیسیوں کے عزم و ثبات میں فرق نہ آئے میں یہ نہیں چاہتا کہ سارے اثر میں جو اس وقت یورپ میں موجود ہے کوئی زیادتی ہو لیکن اسی کے ساتھ میں یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اُس اثر میں کسی قسم کا ضعف واقع ہو۔ میں فرانس کی سلطنت میں کوئی ریاست اضافہ نہ کرونگا۔ لیکن مجھ سے یہ بھی نہ ہوگا کہ فرانس کے حقوق کو قربان کردوں میں اُس رشتہ اتحاد میں بھی فرق نہ آنے دونگا جو یورپ کی ریاستوں کے ساتھ فرانس کا اس وقت موجود ہے"

۶۴۲ صفحہ

اب یہ دیکھ کر کہ صلح کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی اور دشمن دریائے نیمن کے کنارے بھگا دئیے گئے تھے نپولین نے اپنی کیمپ کو جو دریائے ویسچولا پر موسم سرما گذارنے کے لئے قایم کیا گیا تھا مراجعت کی تیاری کی اور فوج سے حسب ذیل خطاب کیا:۔

"اے سپاہیو۔ ہم اپنے سرمائی قیام گاہ میں آرام و آسایش سے بیٹھے ہوئے تھے کہ دلیسچولا کی وادی زیر یں میں دشمن نے ہمارے پہلے دستہ پر حملہ کر دیا۔ اور ہم دشمن کے مقابلہ کو فوراً روانہ ہوئے۔ اور ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے ہم نے اسی (۸۰) فرسنگ تک دشمن کا تعاقب کیا۔ اور مجبور ہو کر اس نے اپنے قلعوں کی توپوں کی حفاظت میں دریائے پریگل کے پار جا کر پناہ لی۔ ہم نے دشمن سے ساٹھ توپیں اور سولہ جھنڈے چھین لئے۔ اور چالیس ہزار روسیوں سے زیادہ قتل۔ مجروح اور مقید کئے۔ ہماری طرف جو بہادر کام آئے بڑی دلیری سے جنگ کر کے سپاہیوں کی ناموری موت مرے۔ اب اُن کے اہل و عیال کے ہم خود کفیل اور ذمہ دار ہیں۔ ہم نے دشمن کی تمامی تجویزوں کو خاک سیاہ کر دیا اور اب ہم اپنے کیمپ کو لوٹتے ہیں جہاں سرما آرام سے گذارینگے۔ اور دشمن نے اگر اب ہمارے آرام میں خلل ڈالا تو وہ اپنا کیا پائے گا۔ ہم چاہے دریائے ویسچولا کے پار ہوں یا دریائے ڈینوب کے پار ہوں ہم وہی فوج عظیمہ کے سپاہی ہیں۔"

نپولین نے ایلا میں خود اسوقت تک قیام کیا جب تک کہ ہر شخص اور ہر شے وہاں سے روانہ ہو گئی۔ اُس نے خود اپنی نگرانی میں فوج اور زخمیوں۔ اور مجروحوں اور قیدیوں کو اور توپوں کو جو دشمن سے چھینی تھیں روانہ کیا۔ اُس نے نہایت کثرت سے برف پر چلنے والی گاڑیاں تیار کرائی تھیں۔ اور بیماروں اور مجروحوں کی آسایش کا حتی المقدور اہتمام کیا تھا۔ اس قسم کے چھ ہزار سے زیادہ اشخاص دو سو میل سے زیادہ بڑی آسایش کے ساتھ سفر کر کے دریائے ویسچولا کے کنارہ پہونچ گئے۔

اب آسٹریا نے متحدہ بادشاہوں کی شرکت کے لئے عذر ڈھونڈھنا شروع کئے لیکن وہ بڑے واثق عہد و پیمان کے ساتھ شرط کر چکا تھا کہ فرانس کے مقابلہ میں آیندہ صف آرا نہوگا۔ نپولین نے بڑی احتیاط کی تھی اور اُسکو کوئی موقعہ نہ دیا تھا کہ شکایت کا عذر ہاتھ آتا۔ لیکن الم اور اسٹرلٹز کی ہزیمت کی ذلت کو آسٹریا بھول نہ سکتا تھا۔ اور آخر کار اُس نے چھیڑ اور جھگڑہ کی یہ صورت نکالی کہ اپنی طرف سے یہ پیغام دیا کہ فرانس روس اور پروشیا کے باہمی نزاع کو خود پنچ بنکر فیصل کر دے نپولین اُس کے ارادہ سے اچھی طرح واقف تھا۔ تاہم اُس نے اس درخواست کا فوراً جواب دیا :-

" مجھے آسٹریا کے بادشاہ فرانسس دویم کی پنچایت منظور ہے کہ فرانس اور مخالفوں میں باہم صلح اور آشتی ہوجائے کیونکہ یوروپ کی قوموں کو باہم میل جول کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن مجھے صرف اتنا خوف ہے کہ وہ " فرمانروائی " جس نے یورپ کی دوسری قوموں میں نفاق کا بیج بوکر خود حصول منفعت کا ایک ذریعہ پیدا کیا ہے اس پنچایت میں بھی فساد کی نئی نئی باتیں پیدا کر دیگی۔ لیکن چونکہ بظاہر صلح کی ایک تجویز ہورہی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ فرانس اُس سے انکار کرے اور نفع نہ اٹھائے دنیا خوب جانتی ہے کہ اس تمامی خونریزی کا جواب تک ہوئی خود فرانس باعث نہیں ہے بلکہ ایسا کرنے پر وہ مجبور کیا گیا ہے "

اس کے ساتھ ہی فرانس سے نپولین نے اسی ہزار فوج طلب کی اور اس سے پانچ مہینے قبل اسی قدر فوج وہ فرانس سے طلب بھی کر چکا تھا اور اس سے نپولین کا صرف یہ منشاء تھا کہ متحدہ بادشاہوں کو معلوم ہوجائے کہ فرانس کو شکست دینا محال ہے۔ اور پھر آیندہ خونریزی سے اجتناب کرکے صلح کرلیں۔ چنانچہ اس کی تصدیق ایک تحریر سے ہوتی ہے جو نپولین نے کمبے سرریز کو بھیجی تھی :-

"کیمپے مرینہ۔ اس بات کی نہایت سخت ضرورت ہے کہ میری تجاویز کی فوراً تعمیل کی جاوے۔ اگر سینیٹ۔ یا مجلس شاہی میں میری تجویزوں پر ذرا بھی اعتراض کیا گیا تو یاد رکھو کہ یورپ میں فرانس کی نہایت نازک حالت ہوجائیگی اور آسٹریا کا بادشاہ فوراً حملہ کردیگا اور پھر ہم کو صرف وہی مرتبہ نئی افواج بھرتی کرنا نہوگی بلکہ بہ مجبوری ہم تین چار مرتبہ نئی فوجیں بھرتی کرینگے اور اس بھرتی سے کوئی نتیجہ نہوگا اور یہ فوجیں ہزیمت اٹھائینگی

"پس اگر نئی فوج کی بھرتی کا ایک دم بلا تردد اعلان کردیا جائیگا اور ہماری مجالس کی طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا تو شاید میں اس نئی بھرتی کی فوج کو اپنے پاس بلانے کی بھی حاجت نہ سمجھوں۔ اور یہ تو یقینی ہے کہ اس فوج کو میں معرکۂ جنگ میں ہرگز نہ بھیجونگا۔ کیونکہ ان لونڈوں کی فوج لیکر میں فرانس کے زبردست دشمنوں سے ہرگز لڑنے نہ جاؤنگا۔ مگر ہاں نئی فوج بھرتی کرنے کا ایک بڑا نتیجہ یہ ضرور پیدا ہوگا کہ آسٹریا کا بادشاہ یہ خبر سنکر دھمک جائیگا اور ہم سے جنگ کرنے کی جرارت نہ کریگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اگر فوج کے بھرتی کرنے میں ذرا بھی تامل ہوا تو یہی آسٹریا ہمارے مقابلہ پر آمادہ ہو جائیگا اور جنگ شروع کردیگا۔ پس میں مکرر تاکید کرتا ہوں کہ نئی فوج کی بھرتی پر کسی قسم کا اعتراض نہ کیا جاویگا اور بہت جلد مقررہ وقت پر یہ کام کرلیا جائے۔ بس اب یہ تحریر ختم کیجاتی ہے۔ صلح حاصل کرنے کی یہی عمدہ تدبیر ہے اور دیکھ لینا کہ اگر میرے کہنے پر عمل کیا گیا تو بڑی نامور صلح میسر آئیگی۔"

نپولین نے اس تحریر کی ایک نقل تو پیرس بھیجی اور ایک نقل ٹیلرانڈ کو بھیجکر تحریر کیا کہ "آسٹریا کی گورنمنٹ کو فوراً اطلاع کردو کہ شاہنشاہ نپولین نے آسٹریا کی پنچایت کی درخواست کے مدعا کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور اس مدعا کو اچھی طرح سمجھکر شاہنشاہ اس پنچایت کو منظور کرتا ہے۔ کسی معاملہ کی پنچایت کردینا ضرور اچھی بات ہے لیکن یہ پنچایت نیک نیتی سے ہونا چاہئے۔ اسلئے کہ آسٹریا کی افواج کی خصوصاً ایسے

ہنگام میں تیاریاں ایک مشتبہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اور اس غرض سے کہ پھر مصائب
کا سامنا نہو اور ان مصائب سے آسٹریا محفوظ رہے میں کسی بات کو مخفی کرنا نہیں چاہتا
اور اگر آسٹریا کو میری طاقت کا انداز ہ کرنا منظور ہے تو میں بتلائے دیتا ہوں کہ
میری محفوظ فوج کی تعداد کیا ہے۔ اور فرانس سے نئی فوج کسقدر آرہی ہے یعنی
ایک لاکھ فرانسیسی فوج تو اس وقت جرمنی میں موجود ہے اور ایک لاکھ فوج
اب دریائے رین کو عبور کر رہی ہے کہ آسٹریا مخالفت میں ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے۔
چنانچہ نپولین کی ایسی دانشمندانہ تجاویز سے متحدہ بادشاہوں کے ساتھ شریک
ہونے کی آسٹریا کی ہمت نہ پڑی۔ اور اُس وقت جنگ کی ہولناکی میں کوئی زیادتی
نہو سکی۔

یہ تو لکھا جا چکا ہے کہ اسپین کے تخت پر بھی بوربون خاندان کے بادشاہ کی حکومت
تھی۔ پس اُس کو موقع کا انتظار تھا کہ نپولین پر حملہ آور ہو۔ چنانچہ اب وہ موقع آیا اور
اس کو یقین کامل ہوگیا کہ پولینڈ سے نپولین سلامت نہ لوٹے گا۔ کیونکہ واقعی نپولین
میں وہ ایسا ہی بُری طرح گھرا ہوا تھا۔ پس اسی یقین کے بھروسہ پر اسپین کے
بادشاہ نے اپنی افواج کو تیار کر کے جنگ پر آمادہ کر دیا۔ نپولین اس وقت دریائے
رین سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور اب انگلستان نے اسپین کے
بادشاہ کو پورا ابھار دیا کہ نپولین پر عقب سے حملہ آور ہو۔ چنانچہ جینا کی جنگ سے کچھ
دن قبل جنگ کا اعلان مشتہر کر دیا گیا۔ مگر جب اسپین کے بادشاہ فرڈیننڈ
نے جینا کی عظیم الشان فتح کا حال سنا تو وسان خطا ہو گئے اور نہایت ہی ذلیل
نفرت و ندامت سے فرڈیننڈ نے نپولین کو ایک مراسلہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ "
میں نے یہ فوج محض آپ کی کمک کے لئے تیار کی تھی کہ شاید اس کی ضرورت
پڑے"۔ نپولین نے یہ مراسلہ پڑھا اور بالکل بھولا بن گیا۔ اور تبسم کیا۔ اور اس کے

جواب میں لکھا "آپ کی نیک نیتی کا میں بہت شکرگذار ہوں۔ اس فوج میں سے پندرہ ہزار فوج فوراً فرانس روانہ فرما دیجیے" سنگ آمد سخت آمد۔ چارہ انکار نہ تھا اور یہ فوج بھیجنا پڑی۔

نپولین نے فرانس کو لکھ بھیجا کہ اس فوج کی پوری مدارات کیجائیں۔ سامان خورونوش اور وردی وغیرہ کا بہت کافی سامان کیا جائے اور فرانس کے فلاں فلاں قلعوں میں یہ فوج متعین کی جائے اور ان قلعوں کی فرانسیسی فوج پولینڈ کو بھیجدی جائے" اسپین کے بادشاہ کی صرف یہ ایک ہی فریب کی کارروائی نہ تھی۔ بلکہ بار بار ایسی ہی پُرفریب حرکات کرتا رہا اور انھیں کی وجہ سے آخر معزول کیا گیا یہ معزولی نپولین کے خود زوال کا بھی باعث ہوئی۔ گو نہیں۔ اگر یہ خاندان اسپین میں حکمران بھی رہتا تو بھی نپولین کے لیے وہی ہوتا جو ہوا۔ یہ تو مشیت ایزدی ہو چکی تھی کہ نپولین کو عروج بھی ہو اور زوال بھی ہو۔ اور مشیت ایزدی کا بدل دینا بشر کے امکان سے خارج ہے۔ اور دوسرے یہ دوپہلے کے تاجداروں کی تقلید میں نپولین امراء کا حامی و طرفدار ہو جاتا اور غرباء و رعایا کے حقوق کا دشمن بنجاتا تو ممکن تھا کہ فرانس کے تخت پر اور چند سے حکومت کرلیتا اور شاید دوسرے تاجدار اس کی مخالفت پر شدت سے کمربستہ ہوتے۔ لیکن یہ نتیجہ بھی ضرور ہوتا کہ فرانسیسی قوم کے دل بھی اس کی طرف سے پھر جاتے۔ نپولین کو زوال تو ہوا لیکن بڑا عظیم الشان زوال ہوا اور اس کی یاد فرانسیسیوں کی قوم کے دلوں پر ایسی گہری منقوش ہو گئی ہے کہ اب کسی طرح مٹ نہیں سکتی۔ نپولین کا خود قول ہے "سینٹ ہیلنا تو لوح محفوظ ہی میں لکھا ہوا تھا"

فریقین جنگ کی تیاریوں میں مصروف رہے اور سرما جلد جلد گذر گیا۔ نپولین اپنی فوج کے کیمپ میں مقیم تھا اور خود طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر اپنی فوج کو صبر

پابند رہا کہ جماعت کی بہبودی کے لئے مذہب ایک لازمی شے ہے اور اُس سے بھی زیادہ ضروری ہے انسان اور بلکہ خود روح کو مذہب کی حاجت ہے۔ نپولین کی صرف ۲۴ ہی سال کی عمر تھی کہ اُس نے اپنے بھائی لوئی کو جس کی اُس وقت پندرہ برس کی عمر تھی اور نیک چلن ایماندار لڑکا تھا رومن کیتھولک فرقہ میں داخل ہو جانے پر آمادہ کیا۔ لوئی کہتا ہے "میں اُس وقت ایک کم سن لڑکا تھا اور میں اپنے بھائی بوناپارٹ ہی کے مشورے اور تاکید سے رومن کیتھولک فرقہ میں داخل ہوا اُس نے میری تعلیم کے لئے ایک لائق اور نیک نہاد پادری کو مامور کیا۔ میڈم کیم پین کے مدرسہ نسواں کا نصاب نپولین کے سامنے پیش ہوا خواندگی کی دیگر دفعات کے متعلق ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ لڑکیاں ہفتہ میں دو بار نماز میں شریک ہوا کریں۔ نپولین نے اس دفعہ میں فوراً ترمیم کر دی اور ہفتہ میں دو بار کی بجائے کاٹ کر بنا دیا "ہر روز" نماز میں شریک ہوا کریں۔

ایک روز جنرل برٹ رینڈ نے نپولین سے پوچھا "آپ کو بھی خدا پر یقین ہے اور مجھے بھی ہے۔ یہ تو سب درست ہے۔ مگر آخر خدا ہے کیا چیز؟ اور اُس کی بابت ہمیں کیا علم ہے؟ کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے"؟۔

نپولین نے جواب دیا "**ہاں! خدا کیا ہے؟ کیا میں اُس بات کو جانتا ہوں جس پر میرا عقیدہ ہے؟** لیکن نہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ بھلا یہ بات تو مجھے بتائیے کہ ذکاوت کیا شے ہے؟ اور یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ آپ میں ذکاوت موجود ہے۔ کیا آپ نے ذکاوت کو دیکھا ہے؟ اور وہ کوئی چیز ہے؟ کیا ذکاوت آنکھوں سے دکھائی دیتی ہے؟ پھر آپکو اُس پر کیوں یقین ہے؟ یقین کی یہی وجہ ہے کہ ہم معلول کو دیکھتے ہیں اور علت پر یقین کرتے ہیں۔ اور اسی لئے ہم اُس کی تصدیق کرتے ہیں اب بناؤ کیا یہی بات نہیں ہے جو میں کہتا ہوں۔ یہی حال میدان جنگ کا ہے اور جب جنگ شروع ہوتی ہے تو اگرچہ ہم نقشہ اور تجویز جنگ سے آگاہ نہیں ہوتے

اور لکھ بھیجا کہ ان نظموں کی بجائے دوسری نظمیں تصنیف کی جائیں۔ جن میں میری تعریف نہو لیکن اُن میں اچھے خیالات ظاہر کئے جائیں۔"

اُس نے لکھا:"میری سب سے زیادہ تعریف کے وہی اشعار ہوسکتے ہیں جن کے ذریعہ سے قوم میں اچھے خیالات پیدا ہوں۔"

فرانس کی مجلس علما کی طرف نپولین کی بہت توجہ تھی۔ اس مجلس کی ایک میٹنگ میں میرابو کی یادگار پر نہایت سخت حملہ کیا گیا اس پر نپولین نے فوشتے کو لکھا:"تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آیندہ پھر ایسی حرکت نہ ہونے پائے۔ میرابو کا جب تذکرہ ہو تعریف کے ساتھ ہو۔ اس مجلس میں بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جن سے مجھکو خوشی نہیں ہوتی۔ ہم کو کب عقل آئیگی۔ اخلاق مسیحی ہم میں کب پیدا ہوگا کہ پھر ہم کسی کی مذمت نہ کریں۔ ہم میں یہ نیکی کب پیدا ہوگی کہ کسی کا برائی کے ساتھ تذکرہ کرکے اس کا جی نہ دکھائیں۔"

تعلیم کی ترقی پر بھی نپولین کو بہت توجہ تھی۔ اور تعلیم نسواں کے بارہ میں لڑکیوں کے متعلق نپولین نے لیس پیڈ کو لکھا:"میں تجویز کرتا ہوں کہ لڑکیوں کو ایسی تعلیم دیجائے کہ وہ لایق عورتیں۔ بیبیاں۔ اور بچوں کی مائیں بنیں۔ پس لوگوں میں یہ بات پیدا کردیجائے کہ وہ اس پر یقین کرلیں۔ اور بحث وحجت نکریں۔ عورتوں کے دماغ مردوں سے زیادہ زود اثر پذیر ہیں اور اُن کے خیالات میں جلد تبدیلی واقع ہوجاتی ہے۔ جماعت میں اُن کی ایک خاص جگہ مقرر ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی قسمت پر قانع ہوں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ جب یہ لڑکیاں ان تعلیمی افادہ گاہوں سے جدا ہوں تو صرف اپنے سنگھار اور آرایش کی تعلیم حاصل کرکے علحدہ نہوں۔ بلکہ نیکوکار عورتیں بنکر جدا ہوں اور اُن کے دل رحم وہمدردی سے ایسے بھرے ہوں کہ سب کو اپنی طرف کھینچ لیں۔"

نپولین نے اس بات پر زور دیا کہ ان لڑکیوں کی تعلیم میں۔ تاریخ۔ ادب۔ اور فلسفہ اسقدر شامل ہو کہ اُس جہالت کو جس سے عورتیں عموماً گھری ہوئی ہیں دور کردے کچھ علم طب۔ علم نباتات۔ اور کسی قدر ناچنا بھی سکھایا جائے۔ لیکن ایسی ایسی رقاصی ہرگز نہ سکھائی جائے کہ وہ تھیٹروں میں ناچیں۔ حساب بھی سکھایا جائے اور ہر قسم کی سوزن کاری سے اُن کا ماہر ہونا نہایت ضروری ہے۔"

نپولین نے اس کے بعد لکھا یہ زنانے کمروں میں جملہ سامان عورتوں کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا ہونا چاہیئے۔ اپنے دستانے۔ موزے۔ کپڑے۔ ٹوپیاں۔ اور بچوں کی پوشاکیں اپنے ہاتھ سے عورتیں تیار کریں۔ مختصر یہ ہے کہ میرا یہ منشا ہے کہ یہ لڑکیاں جوان ہو کر مفید عورتیں ثابت ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب اُن میں یہ سب لیاقتیں ہوجائینگی تو بیشک وہ قابل قدر عورتیں ہونگی۔"

نپولین کو یہ خبر ملی کہ میڈیم ڈی اسٹیل پیرس میں واپس آگئی تھی۔ اور اُس کی حکومت کے خلاف لوگوں کو بہکا کر فساد پر آمادہ کر رہی تھی۔ نپولین نے حکم بھیجدیا کہ وہ پیرس سے خارج کردی جائے۔ اس پر نپولین کے بعض دوستوں نے اصرار کیا کہ وہ پیرس سے بدر نہ کی جائے۔ نپولین نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر وہ پیرس سے نہ نکالی جائیگی تو بڑے بڑے اشرافوں کو مصیبت میں مبتلا کردیگی اور پھر مجبور ہوکر ان شرفا سے مجھے سختی کا برتاؤ کرنا پڑیگا۔"

سینٹ ہلینا میں نپولین نے میڈیم ڈی اسٹیل کے بارہ میں کہا" یہ بڑی لیاقت کی عورت تھی اور بڑی بلند نظر تھی۔ لیکن یہ ایسی سازشی عورت تھی کہ اپنی نمود و نمایش کی خاطر وہ اپنے دوستوں کو سمندر میں ڈالدیتی کہ اُن کے غرق ہونے کے وقت اس کو اُن کے بچانے کا موقع ملے۔ میں نے مجبور ہو کر اُس کو دربار سے نکالا تھا وہ بڑے جذبات سے بھری ہوئی تھی اور نہایت لفاظ تھی۔ جب میں اٹلی کا جنرل

تھا تو اُس نے مجھ پر جادو ڈالنے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ باوجودیکہ میری اُس سے کوئی شناسائی نہ تھی لیکن اُس نے مجھے خطوط لکھے۔ اور جب میں اُس کے سامنے موجود ہوا تو اُس نے مجھے عذاب میں ڈال دیا۔ اگر میں اُس کے دام فریب میں آجاتا تو بڑا ہی غضب ہوجاتا پس میں نے ہمیشہ اُس سے بے اعتنائی کی۔ اور بے اعتنائی وہ شے ہے کہ عورتیں ایسی ناراض ہوجاتی ہیں کہ پھر معاف نہیں کرتیں" اور پھر مسکرا کر کہنے لگا" واقعی مردوں کی بے اعتنائی ضرور اس قابل ہے کہ عورتیں کبھی نہ معاف کریں"

اُس نے پھر کہا" جب میں اٹلی کی فتوحات کرکے واپس آیا تو مانسیور ٹیلرانڈ کے یہاں دعوت کا ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا اس جلسہ میں میں بھی شریک تھا۔ میڈیم ڈی اسٹیل میری طرف مخاطب ہوکر بھری جماعت میں مجھ سے پوچھنے لگی" جنرل بتلاؤ تو آج دنیا میں کون سب سے اول درجہ کی خاتون ہے؟" میں نے اُس کے چہرہ کی طرف بغور دیکھکر سرد مہری۔ اور رکھائی سے جواب دیا" میڈیم۔ آج دنیا میں سب سے اول درجہ کی وہ خاتون ہے جس کے سب سے زیادہ اولاد ہوئی ہے" میرا یہ کہنا تھا کہ بس وہ پانی پانی ہوگئی۔ مگر سنبل کر فوراً کہنے لگی" آپ اگر آپ نہ کہینگے تو کون کہے گا۔ اسلئے کہ یہ بات تو مشہور ہے کہ آپ کو عورتوں کی طرف سے نفرت ہے" میں نے جواب دیا" میڈیم معاف کیجیے گا مجھے تو اپنی بیوی سے بہت محبت ہے" میں میڈیم ڈی اسٹیل کو آوارہ اور بدچلن عورت نہیں کہتا لیکن وہ منتفنی اور سازش کرنے والی عورت ضرور تھی۔ لیکن اسی کے ساتھ وہ بڑی لیاقت اور دباؤ والی تھی"

پھر میڈیم ڈی اسٹیل کے متعلق نپولین نے کہا" اُس کا مکان میری خلاف ایک سلح خانہ ہوگیا تھا اور میرے مخالف اُس کے مکان پر جمع ہوا کرتے تھے۔

اُس نے میرے مقابلہ میں دشمن پیدا کئے اور میرے مقابل خود لڑی۔ غرض وہ عجیب و غریب عورت تھی لیکن باوجود ان سب باتوں کے وہ نہایت ہی لایق اور خوش طبع تھی اُس کا نام فراموش نہوگا۔ اور اس غرض سے کہ میری رائے اُس کی طرف سے نرم ہوجائے لوگوں نے مجھ سے بار بار کہا کہ میڈیم ڈی اسٹیل سے ڈرنا چاہئے اور اگر اُس سے دوستی کرلی جائے گی تو فائدہ سے خالی نہیں۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اگر میری مخالفت کے بجائے وہ میری موافقت کرتی تو مجھے ضرور نفع ہوتا۔ کیونکہ اُس کا بڑا دباؤ تھا۔ پیرس میں اُس کا اثر مشہور ہے۔ اور باوجود اُن تمامی بُری باتوں کے جو اُس نے اب تک میرے خلاف مشہور کی ہیں۔ یا آیندہ مشہور کریگی میں ہرگز یہ بات نہ کہونگا۔ کہ وہ بُرے جی کی عورت ہے۔ اور مختصر یہ ہے کہ میرے اور اُس کے باہم ایک ذرا سی جنگ ہوگئی تھی اور یہی جنگ ان سب باتوں کا باعث ہوئی "

اس کے بعد نپولین نے تمامی تاریخ نگاروں اور مضامین نویسوں کی طرف اشارہ کرکے کہا " یہ لوگ مجھے بدنام کرنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں۔ میں ان کا ہرگز شکار نہیں ہوسکتا۔ مجھے بدنام کرنا گویا سنگ خارا کو دانتوں سے کاٹنا ہے۔ میرا کارنامہ تو تاریخی واقعات سے بنا ہوا ہے لفظوں سے یہ ایوان منہدم نہیں ہوسکتا۔ اگر انکا جی چاہتا ہے کہ میرے مقابلہ میں آئیں اور کامیاب ہوں تو اُن کو پہلے یہ چاہئے کہ خود بھی واقعات سے مسلح ہولیں اور جب میں دیکھ لونگا کہ یہ واقعات کی شمشیر و سپر سے مسلح ہو گئے تو اُس وقت لب کشائی کرنا یا قلم ہاتھ میں اُٹھانا مناسب سمجھوں گا۔ اس کے علاوہ یہ مضامین نگار چاہے جسقدر سر پٹکیں اور زور قلم دکھائیں میرا کچھ بھی نہیں کرسکتے میری شہرت ہمیشہ باقی رہیگی اگر یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے مضامین کی داد لیں اور دنیا اُن کی ستایش کرے تو اُن کو چاہئے کہ پہلے میری تعریف کریں"

جس زمانہ میں نپولین اسٹرڈ میں مقیم تھا تو اُس کے عزم و ہمت اور محنت کو

دیکھتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی کام اُس کی طاقت سے خارج نہ تھا۔

اسی زمانہ میں وزیر داخلہ کو اُس نے لکھا ہے " اگر یہ منظور ہے کہ علم ادب کو ترقی ہو تو ایک رسالہ جاری کرنا چاہیئے۔ جس کے مضامین پر بڑی متانت اور نیک نیتی سے نکتہ چینی کی جایا کرے اور یہ نکتہ چینی اُس حماقت اور بدنیتی سے قطعی بری ہونا چاہیئے جو آجکل کے اخباروں میں وبا کے طور پر عام پھیلی ہوئی ہے جس سے فائدہ تو درکنار قوم کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ آجکل اخباروں کے مضامین پر اس نیت سے نکتہ چینی نہیں ہو رہی ہے کہ نقص دفع ہوں۔ اور ناتجربہ کاری دور ہو اور قوم کی ترقی کرتی ہوئی لیاقت کو نفع ہو۔ بلکہ اس نکتہ چینی کا یہ منشا رہتا ہے کہ جھلسائے اور برباد کرے۔ پس اخبار رسالہ کے لئے ایسے مضامین منتخب ہونا چاہئیے جن میں معقول اور فصیح دلائل کے ساتھ بحث کی جائے۔ اور مضمون کی اصل خوبی کی تعریف کی جائے اور نقصوں پر نکتہ چینی ہو اور ہر ایک عمدہ مضمون پر انعام دیئے جائیں "

اس کے بعد نپولین نے پھر لکھا " آپ کو ایک دارالعلوم کی تجویز قایم کرنا چاہیئے جس سے محض علم ادب کی ترقی مقصود ہو۔ اس سے میرا یہ منشا نہیں ہے کہ صرف صنائع و بدائع کا لحاظ کیا جائے۔ نہیں بلکہ تاریخ جغرافیہ کا بڑا جز شامل کیا جائے۔ اس میں کم سے کم درس دینے والے تیس لایق فاضل ہوں۔ اور یہ ایک دوسرے سے ایسے متعلق ہوں کہ تعلیم و تربیت کی تصویر کا ایک زندہ سلسلہ نظر آئیں۔ یہ دارالعلوم کم سے کم ایسا مالامال ہو کہ جو شخص جس زمانہ کی تاریخی معلومات حاصل کرنا چاہے پھر کسی دوسری کا محتاج نہ رہے اور جغرافیہ کے اعتبار سے ہر سیاح ممالک غیر کے تمدن۔ پیداوار تجارت حرفت وغیرہ سے اس دارالعلوم میں بیٹھکر پورا آگاہ ہو سکے۔ کیسے افسوس کا مقام ہے کہ فرانس جیسے بڑے ملک میں طالب علم کو جو کسی شعبۂ علمی میں کمال حاصل کرنا چاہتا ہے سامان مہیا نہیں ملتا اور وہ اندھوں کی طرح ٹٹولتا پھرتا ہے

پس ایک نہایت ہی معمور افادہ گاہِ علمی کی نہایت ہی سخت حاجت ہے کہ یہ سب نقص دور ہو جائیں۔ مجھے خود اپنی مشغول زندگی میں ان امور کی ذاتی دقتوں کا خود تجربہ ہو چکا ہے۔

اسی زمانہ میں میڈلین کے معبد کے نپولین کے سامنے بہت سے نقشے پیش کئے گئے۔ ان کے ملاحظہ کے بعد اُس نے لکھا۔ میں نے سب نقشوں کو بغور ملاحظہ کیا۔ لیکن ان میں صرف ایک نقشہ ایسا ہے جو میری پسند ہے یہ نقشہ مالسٹیو رو گنن کا بنایا ہوا ہے اور میں نے طے کر لیا کہ یہ نقشہ ہر طرح سے اچھا ہے۔ میں مندر کا نقشہ چاہتا تھا۔ گرجا کا نقشہ میں نے نہیں مانگا تھا۔ اسلئے کہ ہم کتنا ہی عمدہ گرجا تعمیر کریں لیکن بھلا ممکن ہے کہ نوٹری ڈیم یا روم کے سینٹ پیٹر کے گرجوں سے وہ اچھا اور فایق ہو سکے۔ میں ایسا مندر تعمیر کرنا چاہتا ہوں جو سادہ پُر شوکت اور دیکھنے والوں پر اثر ڈالنے والا ہو۔ اور ایسا مستحکم اور مضبوط ہو کہ ہر موسم میں اُس کے اندر ضروری رسوم ادا کئے جا سکیں۔ شہ نشین سنگ مرمر سے بنائی جائے اور اسی طرح دوسری نشست گاہیں بھی اسی پتھر کی ہوں۔ اور ادائے رسوم کا حصار بھی اسی پتھر کا ہو۔ اس میں کسی اور سامان آرائش کی ضرورت نہیں۔ پتھر اور لوہے سے کام لیا جائے۔ لہٰذا سنگ مرمر کی فرانس کے اندر تلاش کی جائے یہ پتھر صرف اسی عمارت کے کار آمد نہ ہوگا بلکہ دوسری عمارتوں میں بھی کام دیگا۔ جن کی تعمیر کا مجھے خیال ہے اور جن کی تکمیل کو چالیس یا پچاس برس درکار ہیں۔ میڈلین کی عمارت کو تیس لاکھ فرانک کافی ہیں۔ ایتھنس[1] کے مندر میں پندرہ لاکھ فرانک بھی صرف نہ ہوئے تھے۔ لیکن ہمارے یہاں پینتھین میں پندرہ لاکھ فرانک جھونک دئے گئے۔ اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اتنی بڑی رقم کس مفاد اور کس غرض سے صرف کر دی گئی لیکن ایک ایسی عمارت میں

---

[1] ایتھنس　یونان کا دار الحکومت ہے۔ (مترجم)

جو پیرس جیسے عالی شان شہر کی شان کے شایاں ہو پندرہ لاکھ فرانک کے صرفہ پر مجھے کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔"

پس نپولین کے حسب مراد میڈلین کا مندر تعمیر ہوگیا۔ یہ عمارت فوج عظیمہ کی یادگار میں تعمیر کی گئی۔ لیکن فی نفسہ نپولین کا منشا اس تعمیر سے دوسرا ہی تھا۔ یعنی اُس کی اصل غرض یہ تھی کہ یہ عمارت لوئی شانزدہم بادشاہ فرانس۔ میری انٹوانیٹ اور دوسرے مظلوموں کی یادگار قایم ہو جو ایام انقلاب میں تیغ ستم کے گھاٹ اُتارے گئے تھے۔ اور وہ چاہتا تھا کہ جوں ہی لوگوں کے دماغوں سے انقلابی خیالات کی بو منتشر ہو وہ فوراً اس تعمیر کی بنا کے منشا کا اعلان کردے۔

نپولین کو معلوم ہوا کہ مانسیئور ہمبولٹ کو جس کی علمی فضیلت کی وجہ سے نپولین بڑی عزت کرتا تھا کچھ روپیہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اُس نے فوراً فاضل موصوف کو ایک خط لکھا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو ڈیڑھ لاکھ فرانک کی حاجت ہے۔ پس میں نے اس کے متعلق پیرس کو حکم بھیجدیا ہے اور یہ رقم آپ کی خدمت میں پہونچیگی۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ جیسے فاضل کی خدمت کا مجھے موقع ملا۔ اور میں اس بات کا ثبوت دے سکا کہ میں آپ کی بڑی عزت کرتا ہوں۔"

نپولین کی سرکار سے پرچہ نویسوں کو اچھی اچھی رقمیں ملتی رہتی تھیں اور اُس کو اطلاع دی گئی کہ تماشہ میں کچھ جھگڑا ہوگیا ہے اور اُس نے وزیر صیغہ پولیس کو لکھا "میں کبھی گوارا نہیں کرسکتا کہ ملک میں کہیں بدامنی یا فساد ہو۔ یا کسی شخص پر بیجا حملے ہوں میری دلی خواہش ہے کہ مظلوموں کی دادرسی کیجائے۔ میں اس کی کچھ پروا نہیں کرتا کہ تماشہ ہو یا نہ ہو۔ لیکن یہ کیونکر ممکن ہے کہ فساد ہو اور میں اُس کو خاموشی سے دیکھوں۔"

اسی طرح دو اخباروں میں فلسفی گروہ پر حملے شروع ہوئے۔ نپولین نے فوراً لکھا کہ اخباروں کے اڈیٹر سمجھدار آدمی ہونا چاہیئے۔ ان دو اخباروں کی بدولت

مذہبی تعصب ثابت ہو رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ کسی خاص فلسفی کی رائے سے بحث کریں۔ یہ اخبار تو خود فلسفہ جیسے علم پر حملہ کر رہے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ ایجادِ زمانہ کو یہ اخبار ایک محدود حد کے اندر گھٹکر نکتہ چینی کریں یہ تو خود ایجاد کی ہمت پست کئے دیتے ہیں۔ اُن کو ملعون بتاتے ہیں اور ذلیل کرتے ہیں۔"

نپولین کی پیش بینی اور فراست ایسی زبردست تھی کہ اُس نے اپنی فوج کے لئے راحت و ارام کے ایسے سامان مہیا کر لئے تھے کہ وکسیچولا جیسے کوڑ قیامگاہ میں اُن سے بہتر مہیا ہونا محال تھا۔ لیکن افسوس روسی فوج کا یہ حال نہ تھا وہ فاقوں سے مر رہی تھی اور راہزنوں اور غارتگروں کی طرح جتھے باندہ باندہ کر لوٹتی اور غارت کرتی پھرتی تھی۔ اور اُس کے ہاتھوں سے دیہات پر بڑے ظلم ہو رہے تھے۔ بعض سپاہیوں کا تو بھوک سے ایسا تنگ حال ہو جاتا تھا کہ وہ خود فرانسیسی کیمپ میں آکر دستِ سوال پھیلاتے تھے۔ اور اشاروں سے بتلاتے تھے کہ کئی روز سے اُن کو کچھ بھی کھانا میسر نہیں آیا ہے ان مصیبت زدوں کو فرانسیسی سپاہی بڑی مہربانی سے اپنے پاس ٹھہرا لیتے اور خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے۔

صرف اس مدعا سے کہ پیرس میں حرفت کو ترقی ہو نپولین نے حکم بھیجا کہ نہایت کثرت سے بوٹ۔ بوٹ۔ گھوڑوں کے ساز اور توپوں کی گاڑیاں تیار کیجائیں۔ اور چونکہ یہ سامان نہایت بعید فاصلہ پر پولینڈ میں مطلوب تھا اور مخالفین کے ہاتھ سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ تھا لہذا اس کی حفاظت کا نپولین نے ایک نہایت سادہ اور آسان طریقہ پیدا کر دیا۔ اُس کو معلوم تھا کہ گاڑیبان اس سامان کی محافظت کا اپنے تئیں ذمہ دار خیال نہ کر کے اُس کے بچانے میں ذرا بھی مدد نہ کرتے تھے جس طرح اس سے قبل توپوں کی گاڑیوں کے گاڑیبان نہ کیا کرتے تھے چنانچہ نپولین نے ان ذلیل گاڑیبانوں کو معزز سپاہی بنا دیا اور جب ان گاڑیبانوں نے دیکھا کہ وہ

بھی سپاہ کے زمرہ میں آگئے اور اُن کو "محافظ سامان" کا معزز نام عطا ہوا تو اُن کی مسرت اور فخر کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا اُن کو معقول وردیاں عطا ہوئیں۔ اور فخر کی لہریں اُن کے دلوں میں موجیں مارنے لگیں۔ پیرس سے ویسچولانک پوری دو ماہ کی مسافت تھی اور اس انوکھی فوج نے اپنی گاڑیوں کو جن میں خزانہ اور جملہ قسم کا سامان بھرا ہوا تھا رستمانہ دلیری سے دشمنوں کی لوٹ مار سے بچایا اور حفاظت سے مقام مقصود پر پہونچادیا آیندہ یہ گاڑیبانوں کی نئی فوج ہمیشہ بڑی نمایاں بہادری کے جوہر دکھاتی رہی۔ اور نپولین کی ذکاوت نے ایک نئی فوج کھڑی کردی۔

نپولین اس زمانہ میں اسی قسم کے مختلف کام کرتا رہا جن کا اوپر نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ اس فوجی کیمپ میں جہاں فرانسیسی فوج نہایت نڈری کے ساتھ مقیم تھی اور جس قیامگاہ کو نپولین نے برفستان میں قایم کیا تھا یہ فرانسیسی قیام گاہ نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا۔ اور نپولین کے عزم و ثبات اور فتوحات سے دشمن ڈر گئے تھے اور اسی کے ساتھ سلطنت کے کاروبار کی نگرانی نپولین اتنی دور سے بیٹھا ہوا اُسی خوبی سے کر رہا تھا کہ گویا وہ پیرس کے اندر اپنے دیوان خاص میں بیٹھا ہوا تھا۔ اگرچہ نپولین کو اس زمانہ میں ایسی شدید محنت کا سامنا تھا کہ اس سے پیشتر کسی اکیلے انسان پر اتنی محنت کا ہجوم نہ ہوا ہوگا۔ تاہم کوئی ایسا منحوس دن جاتا ہوگا کہ وہ اپنی پیاری ملکہ جوزیفائن کو خط نہ لکھتا ہو۔ کبھی دو دو خطوط کی بھی ایک دن میں نوبت آجاتی تھی۔ ان میں سے چند خطوط حسب ذیل نقل کئے جاتے ہیں

پوزن - ۲ - دسمبر ۱۸۰۶ء

آج آسٹرلٹز کی جنگ کی فتح کے سالانہ جلسہ کا دن ہے۔ میں شہر کے ایک جلسہ میں شریک ہوا۔ پولینڈ کی لیڈیاں تو بالکل پیرس کی لیڈیاں معلوم ہوتی ہیں لیکن ان سب میں میرے حسب منشاء و مراد صرف ایک ہی لیڈی ہے۔ کیا تم بھی اس کا نام سننا

چاہتی ہو۔ اچھا لو۔ میں تم کو اس کی تصویر ہی بھیجے دیتا ہوں۔ لیکن اتنا کہے دیتا ہوں
کہ اس کو اپنے خط و خال سے سر مو متفاوت نہ پاکر کہیں یہ نہ کہدینا کہ" واہ یہ تو خود میری
اپنی (جوزیفاین کی) تصویر ہے" پیاری جوزیفائن راتیں بڑی طولانی اور سرد ہیں
اور ہم تنہا ہیں۔ کیا تم کو اس خیال سے افسوس نہ ہوتا ہوگا۔؟

نپولین

پوزن۔ ۳۔ دسمبر ۱۸۰۶ء

پیاری سرد مہر جوزیفاین ۶۔ نومبر کا لکھا ہوا تمھارا خط مجھے آج ملا۔ تم لکھتی ہو کہ "میں
تمھارے خطوط نہیں پڑھتا۔ دیکھو بس تمھارا یہی خیال تو میرے جی کو رنج دیتا ہے۔ تمھاری
رائے میری طرف سے بڑی غلطی پر ہے۔ اور لو۔ جاؤ۔ میں بھی تمھارا شکریہ ادا نہیں کرتا
پھر تم یہ بھی لکھتی ہو کہ میرا تغافل تمھاری جانب سے صرف بایں وجہ ہے کہ اب مجھے کسی
اور کی زلف کا سودا ہو گیا ہے۔ پھر اسی کے ساتھ آپ کیا مزہ کی بات تحریر فرما رہی ہیں
لیکن مجھے اس سے کچھ رشک نہیں ہے" واہ۔ آپ کے کیا کہنے ہیں۔ مجھے اس
کا پورا تجربہ ہو چکا ہے کہ غصہ ناک شخص ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ انھیں مطلق غصہ نہیں ہے
اور بزدل کہا کرتے ہیں کہ ہم قطعی نہیں ڈرتے۔ تم بھی لہذا اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں
ہوسکتیں۔ اور لو تم نے خود ثابت کر دیا کہ تم کو رشک ہے۔ تمھارے اس فقرہ پر مجھے
کیا ہی مزہ آیا ہے۔ لیکن۔ نہیں۔ پیاری جوزیفائن۔ یہ بات محض غلط ہے۔ تمھاری یہ
سب خام خیالی ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھ سے دنیا کی اور تمامی باتیں سرزد
ہوسکتی ہیں۔ لیکن بس ایک یہی بات مجھ سے غیر ممکن ہے کہ تمھارے ہوتے میں
کسی اور کی طرف نگاہ اٹھاؤں۔ جوزیفاین تم کو کیا خبر ہے کہ پولینڈ کیسا مقام ہے
یہ ملک قطعی ویران ہے اور یہاں میں ایسی محنتوں میں پھنسا ہوا ہوں کہ مجھے کسی اور

طرف توجہ کرنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔ کل صوبے کے عمایدین کو میں نے ایک دعوت میں بلایا تھا۔ اس جلسہ میں بہت سی اعلیٰ درجہ کی خواتین بھی شریک تھیں بعض کے لباس نہایت سجیلے تھے اور بعض کی پوشاکیں گنوار و تھیں۔ سب کا طرز پیرس کا سا تھا۔ میں خیریت سے ہوں۔ اچھا خدا تمھارا نگہبان۔

نپولین

پوزن۔ ۲ دسمبر ۱۸۰۶ء

تمھارا خط مورخہ ۲۷۔ نومبر موصول ہوا۔ اس خط کے مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمھارا دماغ چل گیا ہے اور یہ مصرع بار بار میری زبان پر آتا ہے کہ عورت آتش است از وے بہ پرہیز۔ خدا کے لئے تسلی رکھو میں تم کو لکھ چکا ہوں کہ میں پولینڈ جیسے ویران ملک میں ہوں۔ اور جس وقت موسم سرما کے یہ تکلیف دہ مہینے ختم ہوئے میں تم کو فوراً اپنے پاس بلا لونگا۔ چند روز اور ٹھر جاؤ۔ یاد رکھو جتنا بلند مرتبہ پر انسان پہونچتا ہے اسی قدر پابند ہوجاتا ہے اور اپنے حسب مراد و منشا کام نہیں کر سکتا اور اُس کی خواہشیں پوری نہیں ہوتیں تمھارے گرم گرم فقروں سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی خوبصورت عورتیں کسی روک اور موانع کی قایل نہیں ہیں۔ اور جس کام کو انکا جی چاہے بس فوراً ہی اُس کی تعمیل ہونا ضروری ہے رہا میں تو میں اقرار کرچکا ہوں کہ تمھارا غلام ہوں۔ میرا ایک آقا اور ہے اور وہ معاملات کی حالت ہے۔ اور اس آقا کو مجھ پر ذرا رحم نہیں ہے۔ اچھا اب ختم کرتا ہوں اس لئے کہ اس وقت نہایت ہی عدیم الفرصت ہوں۔ جوزیفائن تم ذرا متردد ہونا۔ میں تم سے ایک خاتون کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ میڈیم ایل ہے۔ ہر شخص اُس سے نفرت کرتا ہے اور لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ اپنی عادات وصفات کے اعتبار سے

وہ فرانس کی عورت نہیں ہے بلکہ پروشیا کی ہے۔ لیکن مجھے اس بات پر یقین نہیں ہے کیونکہ میں تو اُسی عورت کو احمق کہونگا جو احمقی کی باتیں کرے۔

نپولین

گولیمن۔ ۳۰۔ دسمبر ۱۸۰۶ء۔ ۵ بجے صبح

پیاری جوزیفائن۔ میں تم کو اس وقت نہایت ہی مختصر خط لکھتا ہوں۔ میں نہایت ہی خراب خرمن گاہ میں مقیم ہوں۔ روسیوں کو میں نے شکست دیدی۔ اور ۳۰ ضرب توپیں اور سامان چھین لیا۔ اور چھ ہزار روسی سپاہی قید کرلئے۔ موسم کی شدت اور خرابی کا حال بس کچھ نہ پوچھو۔ موسلا دھار مینہ برس رہا ہے اور گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ ہے۔ دو دن میں اب ہم وارسا پہونچینگے۔ اور اب دوسرا خط میں تم کو وہیں سے لکھونگا۔

نپولین

۲۳۔ جنوری ۱۸۰۷ء

تمھارا خط مورخہ ۱۵ جنوری موصول ہوا۔ یہ غیر ممکن ہے کہ ایسے سنگین سفر کی میں عورتوں کو اجازت دوں۔ اسلئے کہ سڑکیں نہایت خراب اور خطرناک ہورہی ہیں۔ لہٰذا تم فوراً پیرس کو واپس چلی جاؤ۔ اور وہاں چین کے ساتھ اپنی قسمت پر قانع رہو۔ تمھارے اس فقرہ پر میں بے اختیار ہنس پڑا کہ اپنا جی بہلانے کو تم نے شوہر کرلیا ہے۔ میں نادانی سے خیال کیا کرتا تھا کہ عورت مرد کے واسطے خلق کی گئی ہے۔ اور مرد اپنے ملک اہل وعیال اور ناموری کے لئے بنایا گیا ہے۔ پس آپ میری نادانی کو معاف فرمایئں۔ ان حسین عورتوں سے ہمیں ہر روز نئے سبق ملتے ہیں۔ الوداع۔ تم یقین جانو کہ محض مجبوری کی وجہ سے میں تمھیں اپنے پاس نہیں

بلا سکتا ہوں - اور دیکھو اس سے مجھے بڑا روحانی صدمہ ہے - پس اب تو کہدو کہ "میں (جوزیفائن) " اس کو (نپولین کو) کسقدر پیاری ہوں "

نپولین

بلا تاریخ -

میری پیاری جوزیفائن - آخر اس وہم کا کیا علاج ہے ۔ ۳ جنوری کے خط نے مجھے بڑی تکلیف دی - اس کی لفظیں حد سے زیادہ غمناک ہیں - آخر تم کو یہ کیا ہو گیا ہے - جوزفائن تم تو بڑی پاک طینت بیوی ہو - اپنی لفظوں سے میرے جی کو دکھانا تمھاری سمجھ سے بعید ہے - ذرا تسلی کرو - تمھارے خطوط سے اب حماقت کی بو آتی ہے - دیکھو - تھوڑے دنوں اور تنہا رہو اور تم کو میرے حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے - اپنی جان کیوں مفت گھلاتی ہو - نہیں ایسا مت کرو - میں بالکل خیریت سے ہوں اب میں اپنی فوج کے ہراول کو دیکھنے کو جا رہا ہوں - آج کی تمام رات مجھے ڈاک گاڑی اور گھوڑے پر نہایت سرعت کے ساتھ چلنا ہوگا - اچھا - اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں -

نپولین

آسٹرو ڈ کے قیام گاہ سے ایک خط میں نپولین نے ۲۷ مارچ جلدی میں لکھدی - اور اس خط میں وہ لکھتا ہے :-

جوزیفائن - مجھ سے ملنے کا تم کو اتنا شوق نہیں ہے جتنا تمھارے ملنے کا میرے دل کو شوق ہے - میں یہی دعا کرتا رہتا ہوں کہ تمھارا دل ٹھکانے رہے اور تم پریشان نہو - علاوہ جنگ کے میرے جی کو اور چیزیں بھی بھلا رہی ہیں اور سب سے

زیادہ میرا جی بہلا رہی ہے وہ ادائے فرض کا خیال ہے۔ اور میری تمام عمر ہو گئی کہ اسی خیال پر میں نے اپنے آرام و راحت اور تمامی لطفوں کو قربان کر دیا ہے۔"

نپولین

خورد سال نپولین سے شاہنشاہ کو بڑی الفت تھی۔ یہ وہی خورد سال نپولین تھا جس کا بار بار شاہنشاہ نے اپنے خطوط میں حوالہ دیا ہے۔ یہ ہورٹنس اور شاہنشاہ کے بھائی لوئی کا بچہ تھا جب پانچ برس کا ہوا تو ہر طرح سے ذکی اور ہونہار معلوم ہوتا تھا۔ شاہنشاہ کو بڑا اطمینان تھا اور اُس نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ اسی بچہ کو اپنا جانشین کرے گا اور طلاق کے خیال کی تکلیفیں جوزیفائن کے دل سے دور ہو گئی تھیں۔ لیکن افسوس اسی سال آغاز موسم بہار میں یہ بچہ یکایک بیمار ہو کر موت کا لقمہ ہو گیا اور نپولین کو یہ غمناک خبر آسٹروڈہی میں پہونچی۔ نپولین کی امیدوں کا اس خبر نے خاتمہ کر دیا جس وقت نپولین نے اس خبر کو پڑھا۔ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ چپ ہو گیا۔ اور نگاہ زمین پر گڑ گئی اور بہت دیر تک اسی سکوت کے عالم میں بیٹھا رہا۔ اس وقت جب کہ شاہنشاہ کے رنج و غم کی کوئی انتہا نہ تھی کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ تھی اور نہ اُس سے کسی قسم کی کوئی بات کر سکتا تھا۔

نپولین کے اقتدار کا ستارہ اس وقت معراج کمال کو پہونچا ہوا تھا۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ آنکھ اُٹھا کر دیکھتا تھا تو کوئی وارث تاج و تخت نظر نہ آتا تھا۔ اور اُس کو خیال ہوتا تھا کہ میرے مرتے ہی فرانس میں خانہ جنگیوں کا طوفان برپا ہو جاویگا اور ہر ایک بڑا جنرل اپنے رفقار کی امداد سے یہی کوشش کریگا کہ فرانس کا تاج اپنے سر پر رکھ لے۔ پس نپولین جی ہی جی میں گھل رہا تھا کہ اُس کی اتنی جانفشانی اور محنت کا آخر مآل کیا ہوگا۔ نپولین بلند نظر شاہنشاہ تھا اور اُس کو بڑی آرزو تھی کہ اپنی سلطنت

اپنی اولاد کو پہونچاتا۔ چنانچہ اس مدعا کے پورا کرنے میں اُسے کسی طرح کسی بات میں دریغ نہ تھا حتی کہ وہ اپنی جان جیسی عزیز چیز سے بھی دریغ نہ کرسکتا تھا۔ دنیا کی سب سے زیادہ پیاری چیز نپولین کو جوزیفائن تھی۔ اور اُس کو اکثر خیال ہوتا تھا کہ فرانس کی خاطر اگر جوزیفائن جیسی محبوب بیوی سے بھی جدائی ہوجائے تو بھی مضائقہ نہیں۔ اُس کو معلوم ہوگیا کہ طلاق کا مسئلہ اب پھر پیش ہوگا۔ اور شاہنشاہ کے دل میں اسی کی اُدھیڑ بن رہنے لگی کہ آیا جوزیفائن قیمتی تھی یا فرانس کے تخت و تاج کا وارث قیمتی تھا۔ یہ خلش اور یہ فکر بڑی خطرناک تھی۔ نپولین کو اپنے دل پر بہت زیادہ اختیار تھا اور وہ بہت ضبط کا انسان تھا۔ مگر پھر اندرونی تکلیف رنگ لائے بغیر نہ رہی اور بقول شاعر ؎

مے تواں داشت نہاں عشق ز مردم لیکن
زردی رنگ و رخ و خشکی لب را چہ علاج

رنگ زرد ہوگیا۔ خاموشی آٹھ پہر رفیق ہوئی اور نیند اُچٹ کر راتوں میں اختر شماری ہونے لگی۔

مگر اس بچہ کا مرجانا تو جوزیفائن کے لئے ایک قیامت ہی ہوگیا اور اس حادثہ کی نتیجہ صحیح کو یہ زیرک بیوی فوراً سمجھ گئی۔ پس جوزیفائن کے غم کو حیطۂ بیان میں لانا محال ہے۔ شب و روز نالہ و بکا تھا۔ خواب و خور سے کوئی سروکار باقی نہ رہا تھا۔ دیکھنے والوں کا کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ اس بچہ کا ۵ مئی ۱۸۰۷ء کو ہیگ میں انتقال ہوا۔ اگر یہ جی جاتا تو فرانس کے موجودہ بادشاہ لوئی نپولین کا بڑا حقیقی بھائی ہوتا۔ اس حادثہ جانگزا کی خبر پڑھکر نپولین کے قلم سے جوزیفائن کو جو پہلا خط گیا وہ حسب ذیل ہے:-

۱۴ مئی ۱۸۰۷ء۔

میری پیاری جوزیفائن۔ میں کس طرح اور کس جی سے لکھوں کہ پیارا نپولین خورد سالی اور طفلی میں دنیا سے چل بسا۔ اس حادثہ سے تو زندہ درگور ہوگئی۔ تیرے جاں زار اور حق بجانب

غم اور رنج و الم کی تیرا پیارا شاہنشاہ نپولین قدر کرتا ہے۔ لیکن اے پیاری تو ذرا اُس اندوہ و غم کا بھی تو اندازہ کر جو اس ہونہار بچہ کی بے وقت موت سے مجھ بدنصیب کو پہونچا ہے۔ ہائے میرا جی کیسا تڑپ کر رہ گیا کہ میں تیرے پاس اس وقت موجود نہیں کہ تیرا غم بٹا لیتا یہ تقدیر کا لکھا تو دیکھ کہ تیرا خود کوئی بچہ اب تک ضائع نہیں ہوا ہے کہ تجھکو ایک غم کا تجربہ ہو جانے پر اس بچہ کے مرنے کا گونہ کم صدمہ ہوتا۔ لیکن دنیا تو دارالمحن ہے۔ جو اس میں رہے گا ضرور ایسے صدمات سہے گا۔ میں بڑے تردد سے تیرے دوسرے خط کا انتظار کر رہا ہوں۔ جس سے مجھے یہ معلوم ہونے کی توقع ہے کہ اب تیرے غم میں کمی ہے اور تیرے حواس درست ہیں۔ جوزیفائن صبر و شکر سے کام لے اور اپنی زیادہ بیقراری سے اپنے بونا پارٹی کو اب زیادہ تکلیف نہ دے۔ میں دوسرے خط کا بڑے تردد سے منتظر رہونگا۔

نپولین

اس کے بعد نپولین نے اس بچہ کی ماں ہورٹنس کو لکھا:۔

میری پیاری بیٹی ہورٹنس۔ مقام ہیگ سے جتنی چیزیں آئی ہیں اُن سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری عقل میں فتور آگیا ہے۔ اور تیرے حواس بجا نہیں۔ لیکن اے جانِ پدر ایک بات میری بھی سن لو۔ یعنی دنیا میں یہی دستور چلا آتا ہے کہ چاہے جسقدر واجبی اور حق بجانب غم کیوں نہو مگر آخر اُس کی ایک حد ضرور ہوتی ہے۔ اپنی جوانی پر رحم کرو۔ اور دیکھو۔ یہ انتہائے غم کہیں تمھاری جان نہ لے لے۔ صبر و شکیبائی سے کام لو۔ کیا تم کو نہیں معلوم ہے کہ یہ دنیا سراپا غم ہے اور اندوہ و محن سے پُر ہے اور اس مکارہ کے ہاتھوں سے وہ وہ ایذائیں آئے دن پہونچا کرتی ہیں کہ اُن کے مقابلہ میں موت ایک بہت حقیر اور چھوٹی مصیبت ہے۔

تمہارا طالب خیر۔ پدر۔ **نپولین**

از مقام فن کنس ٹن

۲۰۔ مئی ۱۸۰۷ء

چار دن بعد نپولین نے جوزیفائن کو پھر لکھا:۔

۲۴۔ مئی ۱۸۰۷ء

پیاری جوزیفائن۔ مجھے تمہارا وہ خط جو تم نے مقام لاکن سے تحریر کیا ہے موصول ہوا اور یہ بات معلوم ہونے سے کہ ہنوز تمہارے رنج و غم کا وہی حال ہے اور ابھی ہورٹنس تمہارے پاس نہیں آئی سخت صدمہ ہوا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہورٹنس کے ہوش و حواس اب تک بجا نہیں ہوئے۔ جوزیفائن ایسی بودی لڑکی سے بھلا کون محبت کریگا۔ وہ اس بات کی ہرگز مستحق نہیں کہ اُس سے اُلفت کیجائے اسلئے کہ۔ اُسکو اپنے بچوں کے سوا کسی سے محبت ہی نہیں ہی۔ جوزیفائن صبر کرو اور اب مجھے زیادہ نہ ستاؤ۔ سوچو۔ جس مصیبت کا کوئی علاج نہو ضرور اُس کی انتہا ہونی چاہیئے۔ خدا حافظ

نپولین

۲۔ جون کو نپولین نے ہورٹنس کو ایک خط اور لکھا:۔

نورچشمی۔ جسوقت سے تم پر یہ جانکاہ حادثہ گذرا ہے تم نے مجھے دو حرف کا بھی کوئی خط نہ لکھا۔ میری پیاری بیٹی ہورٹنس۔ تم تو دنیا و مافیہا کو ایسا فراموش کر بیٹھیں کہ گویا اب دنیا میں تمکو کوئی اور غم سہنا یا رنج برداشت کرنا باقی ہی نہیں ہے۔ مجھے دوسرے معتبر ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ اب تم کو کسی سے نہ کوئی سروکار ہے نہ دنیا میں کوئی اور شئے ایسی باقی رہی ہے کہ تمہارا جی بہلے اور غم گھٹے۔ اور تمہارے

سکوت سے مجھے اس بات کا یقین ہوتا ہے۔ نورچشمی۔ یہ کہاں کی عقل ہے۔ کیا تم نے ہم سے یہی وعدہ کیا تھا اور کیا میں اور تمھاری ماں غریب جوزیفائن تمھارے نزدیک کوئی شئے نہیں۔ تم بڑی ناسمجھ لڑکی ہو۔ کاش ہم دونوں بھی اس وقت مال مرسن میں ہوتے اور تمھارا غم بٹاتے۔ اب میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کر رہی ہو عقل کے خلاف ہے۔ اپنا جی بہلاؤ اور غم بھلاؤ۔ بیٹی میں تم کو خدا کے حفظ وامان میں دیتا ہوں۔ تقدیر پر شاکر رہو۔ اپنی صحت کو خراب کرنا کہاں کی دانائی ہے۔ اس صورت میں تم اپنے فرائض کس طرح ادا کر سکو گی۔ اس کے سوا تمھاری حالت میں ایسا انقلاب واقع ہونے سے تمھاری ماں کو نہایت ہی سخت صدمہ ہے۔ اور اب تم کو زیبا نہیں ہے کہ اس کے غم کو بڑھاؤ۔

داعی خیر نپولین

اس کے بعد نپولین نے ایک خط اور لکھا:

ہوئنس۔ آلنیس کا لکھا ہوا خط مجھے موصول ہوا۔ تمھارے غم نے میرے کلیجہ میں ناسور کر دیا ہے۔ لیکن میں پھر یہی مشورہ دونگا کہ ذرا ہمت سے کام لو۔ محبت غم کا سرچشمہ ہے۔ وہ بڑے بہادر ہیں جو اپنے اوپر غالب آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھے یہ بات ہرگز خوش نہیں آسکتی کہ اُدھر توجوز وسال نپولین کے حادثہ سے جگر چھلنی ہوا اور اُدھر تم اُس کے غم میں ایسی مبتلا ہو کہ ہمارے ساتھ ناانصافی کرو مجھکو اور تمھاری ماں کو تو یہ امید تھی کہ ہماری تمھارے دل میں بڑی گنجایش ہے اور ہم اب بھی یقین رکھتے ہیں کہ باوجود اپنے ایسے بڑے غم کے تم ہم کو فراموش نہ کرو گی اور ہماری نصیحت پر عمل کرکے اپنی حالت کو درست کرو گی۔ بس بہت غم کیا۔ اب صبر کرو اسلئے کہ نہ تمھارے نقصان کی کوئی تلافی ہے نہ اس درد کی کوئی دوا ہے۔

میں خیریت سے ہوں۔ ۱۴۔ جون کو میں نے دشمن پر بڑی عظیم الشان فتح پائی۔ اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور صبر و شکیبائی کی نصیحت کرتا ہوں۔

نپولین

پولینڈ کے برفستان میں بیٹھا ہوا نپولین موسم بہار کا انتظار کر رہا تھا اور بڑی توجہ اور عزم و ہمت سے دوسرے امور کی طرف متوجہ تھا۔ نوّے نوّے میل کے ایک دن میں دھاوے کرتا تھا اور شب و روز پشتِ رہوار پر سوار رہتا تھا۔ برف۔ طوفان اور کیچڑ وغیرہ کی اُس کو کچھ پروا نہ تھی۔ فوج بھرتی کرنے والے گماشتوں سے رات دن خط و کتابت جاری تھی۔ رسد فراہم کرنے والوں کے ساتھ بھی یہی حال تھا۔ کیونکہ فوج کے لئے بڑے بڑے سامانوں کی حاجت تھی۔ جو کچھ پیرس میں ہو رہا تھا نپولین کی سب پر نگاہ تھی گورنمنٹ کی جملہ کارروائیوں کا سرانجام اُسی کی ہدایتوں کے موافق ہو رہا تھا۔ جاڑوں کی طولانی راتیں اکثر انھیں خیالات میں گذر جاتی تھیں کہ وہ اپنے دشمنوں پر کن تدابیر سے غالب آئے۔ اور اپنے رفقا کو کیا صلۂ عنایت کرے اور یورپ کی دوسری حکومتوں سے سلسلۂ اتحاد کس طرح مضبوط کرے۔ اور آئندہ توہینوں سے فرانس کو کیسے بچائے۔

اب انگلستان نے ایک زور اور لگایا۔ وہ یہ تھا کہ سلطان ٹرکی کو فرانس کی مخالفت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی اور جب توڑ جوڑ سے کچھ کار برآری نہوئی تو انگلستان نے ایک ایسی تدبیر سے چارہ جوئی کی کہ جس کی جوابدہی کی کوئی قوم جرأت نہیں کر سکتی تھی۔ یعنی درہ دانیال میں انگریزی جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ داخل کر دیا گیا۔ اور ترکوں کی کمزور باڑیوں کی کوئی پروا نہ کی گئی۔ چنانچہ یہ بیڑہ شہر قسطنطنیہ کے محاذ سمندر میں لنگر انداز ہوا۔ اور گنجان عمارتوں کی طرف انگریزی توپوں کے

دہانے پہیر دئے گئے۔ اور نہایت ہی جامع الفاظ میں حکم صادر ہوا کہ ”فرانسیسی سفیر کو ابہی قسطنطنیہ سے نکال دو۔ اپنا بیڑہ ہمارے سپرد کر دو۔ اور فرانس کے مقابلہ میں ہمارے شریک ہو۔ نہیں تو آدہ گہنٹہ میں قسطنطنیہ کے مکانات اور عمارتیں زمین دوز کر دی جائنگی“
لیکن نپولین نے قسطنطنیہ میں سفیر بہی ایسا مقرر کر رکہا تہا کہ اُس کی لیاقت کے سامنے ایسا ہولناک موقع کوئی وقعت نہ رکہتا تہا۔ اس سفیر کا نام جنرل سی بیس شیانی تہا اور اُس نے گورنمنٹ ٹرکی کو فوراً آمادہ کر دیا کہ یہ وقت کسی طرح دب جانے کا نہیں تہا۔ ادہر تو اُس نے ترکوں کو آمادہ کیا اور اُدہر انگریزوں کو چال دے کر معاملات کے متعلق گفتگو کرنے میں وقت گزارنا شروع کر دیا۔ اسی میں کئی دن گذر گئے۔ اور قسطنطنیہ کے مرد وزن اور بچے۔ کیا ترک کیا یونانی اور کیا آرمینیا والے حفاظت کی تیاری میں شبانہ روز محنت کرنے لگے۔ اور فرانسیسی جنرل تمامی امور میں ہدایتیں دیتے رہے اور کام کی نگرانی کرتے رہے۔ چنانچہ ایک ہفتہ گذرنے نہ پایا تہا کہ ۹۱۷ بڑی اور دو سو چہوٹی توپیں قسطنطنیہ کے دمدموں پر چڑہا دی گئیں اور انگریزی بیڑہ پر مار شروع ہو گئی۔ اور وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر فرار ہوا اور بہ دقت آبنائے ڈارڈانیال سے باہر آیا۔ اس گستاخ کارروائی کی بدولت انگریزوں کی طرف ڈہائی سو جانوں کا اتلاف ہوا۔ اس کے بعد گورنمنٹ ٹرکی کا فرانس سے اتحاد اور زیادہ ہو گیا اور اس نتیجہ سے نپولین کو بڑا اطمینان ہوا۔
ڈینزگ میں مخالفین کی پچیس ہزار فوج قلعہ بند تہی اور اس شہر کا فتح کر لینا نپولین کے لئے نہایت ہی کارآمد تہا۔ اس کا محاصرہ مارشل لیفی ور کے سپرد ہوا۔ یہ جنرل نہایت شجاع تہا لیکن ساتہ ہی اس کے جاہل تہا۔ چنانچہ محاصرہ کی کارروائیوں میں تساہل واقع ہونے سے اس کو بڑی بے چینی تہی کیونکہ وہ فوراً ہی اپنے فوج کے ساتہ حملہ آور ہونا چاہتا تہا۔ اگرچہ ڈینزگ سے نپولین سئو میل سے زیادہ

دور مقیم تھا تاہم مارشل لیفی ور سے روزانہ خط و کتابت کر رہا تھا۔ اور محاصرہ کے متعلق تدبیریں ہو رہی تھیں۔ اس خط و کتابت میں بسا اوقات خود نپولین کو اُن جھگڑوں میں مداخلت کرنا پڑتی تھی جو مارشل لیفی اور اُس کے ماتحت افسروں میں واقعے ہوتے تھے۔ اس پُرجوش جنرل کے نام نپولین کا ایک مراسلہ ہم ذیل میں نقل کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کس قدر دور اندیش اور عاقل تھا:-

"تم سے اور کچھ تو ہوتا نہیں۔ صرف یہی ہوتا ہے کہ ہمارے رفقا کو بُرا بھلا کہو اور اُس کی کارروائیوں میں عیب نکالو اور ہر شخص کے کہنے پر جو تم سے پہلے اگر کچھ کہے اپنی رائے تبدیل کرو۔ تم کو فوج کی حاجت تھی اور دہ میں نے تم کو بھیجدی اور زیادہ فوج بھیجنے کا انتظام کر رہا ہوں۔ اور تم شکر گذاری تو درکنار اُلٹی شکایتیں کیے جاتے ہو۔ ہمارے رفقا و سے خصوصاً پولینڈ والوں اور بیڈن والوں سے تم ذرا بھی نرمی نہیں کرتے۔ یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو توپوں کے مُنہ میں گھس جائیں یا بندوقوں کی گولیوں کی بوچھار کو اپنے سینوں پر لینے کے عادی ہوں۔ لیکن ہاں رفتہ رفتہ عادی ہو جائینگے۔ کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ ۱۷۹۲ء میں ہم خود ایسے بہادر نہ تھے جیسے اب ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ متواتر پندرہ سال سے ہم جنگ میں مصروف ہیں۔ پس چونکہ تم معمر اور تجربہ کار سپاہی ہو ذرا نرمی سے کام لو۔ اسلئے کہ ہمارے نوجوان سپاہیوں کے عہد سپہ گری کا ابھی آغاز ہے اور وہ تمہاری طرح ابھی مستقل اور شجاع سپاہی نہیں ہیں۔ تم اس بات پر تو ذرا غور کرو کہ بیڈن کا فرمانروا اپنی تمامی درباری آسائشیں چھوڑ کر تمہارے پاس آیا ہے اور اپنی سپاہ کے ساتھ ہر قسم کا خطرہ برداشت کرنے کو مستعد ہے۔

"پس اُس کی عزت کرو اور اُس کی بہادری کی داد دو۔ یہ بہادری وہ ہے جس کی نظیر دوسرے فرمانرواؤں میں شاذ نظر آتی ہے۔ تمہارے نوجوانوں کے

سپنے جتنے تم ہر جگہ کام لینے کو آمادہ ہو قلعہ کی فصیلیں منہدم نہیں کر سکتے پس تم کو لازم ہے
کہ اپنے انجینیروں کو کام کرنے دو۔ اور جنرل جیپس لوپ کے مشوروں پر عمل کرو۔ یہ جنرل
بڑا سائنس کا عالم ہے اور اس پر اعتماد کرتے رہو اور اُس کے مقابلہ میں ایک ناتجربہ کار
خام سوار کے مشورہ پر عمل نہ کرو جس کو ایسی باتیں سمجھنے کی لیاقت ہی نہیں جو اُس کے
مُنہ سے نکلتی ہیں۔ اپنی جوانوں کی جانوں کو اُس موقع کے لئے بچا رکھو جبکہ تم کو
سائنس سے یہ معلوم ہو کہ ہاں ان کی بہادری سے مفید کام لینے کا یہ موقع ہے اور
اسی کے ساتھ صبر و تحمل کا سبق سیکھو۔ کیوں عجلت کرتے ہو اور ہزاروں سپاہیوں
کی جانیں کھوتے ہو جن کی جانیں چار روز اور توقف کرنے سے بچنا ممکن ہے۔
محاصرہ کی تدابیر کو پختہ ہونے دو۔ اور وہی صبر و تحمل و استقلال ظاہر کرو جو تم جیسے معمر
تجربہ کار جنرل سے ظہور میں آنا چاہئے۔ بس تمھاری ناموری تو اسی میں ہے کہ تم
ڈینزگ فتح کر لو۔ پس ڈینزگ کو فتح کرو اور میں تم سے راضی ہوں“

ایکیاون دن کی سخت جنگ کے بعد آخر ۲۶ مئی ۱۸۰۷ء کو ڈینزگ کا قلعہ فتح
ہو گیا۔ یہاں مخالفین نے رسد کا سامان نہایت کثرت سے جمع کر رکھا تھا۔ چنانچہ اسی
سامان میں سے نپولین نے دس لاکھ شراب کی بوتلیں فوراً اپنی فوج کو روانہ کرا دیں
اب برف پگھلنے کا وقت بھی آ گیا تھا۔ اور موسم سرما گذر کر موسم بہار کی آمد آمد ہو رہی
تھی۔ مگر ابھی موسم اس لایق نہ ہوا تھا کہ جنگ شروع کی جاتی۔ اگرچہ نپولین پیرس سے
پندرہ سو میل کے فاصلہ پر تھا اور یہ مخالفین کا ملک تھا اور اُس کے مقابلہ میں انگلستان
سویڈن۔ پروشیا اور روس وست بہ قبضہ تھے تاہم فوج کی آرام و آسایش کا کوئی
ایسا ضروری سامان نہ تھا جو نپولین نے کثرت سے نہ فراہم کر لیا ہو۔ لیکن اُدھر
مخالفین کی فوج کا یہ حال تھا کہ طرح طرح کی مصیبتیں جھیل رہی تھی اور فاقہ زدہ سپاہ نے
قرب و جوار اور اطراف کے دیہات کو لوٹ کر برباد کر دیا تھا۔

متحدہ مخالف افواج کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار تھی۔ اور اس میں سے ایک لاکھ فوج ہر وقت ایک مرکز پر آسانی سے جمع کی جا سکتی تھی۔ ادھر نپولین کے پاس چار لاکھ فوج اس طرح موجود تھی کہ کچھ تو راستہ میں تھی اور کمپو کو آرہی تھی اور کچھ لمبے چوڑے کمپو میں پھیلی ہوئی تھی اور اس میں سے جب نپولین چاہتا ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج دریائے نمین سے لیکر دریائے ویسچولا تک کسی موقع پر ایک اشارہ کے ساتھ فراہم کر لیتا۔ نپولین نے اپنی حیرت انگیز دور اندیشی سے پیش آنے والے واقعات کو اچھی طرح معلوم کر لیا تھا۔ اور اُس نے حکم دیدیا کہ شروع مئی میں اُس کی افواج میدان میں آکر روز قواعد کیا کریں۔

شروع جون میں دشمن کی فوج اپنے کمپو سے یکایک اس نیت سے برآمد ہوئی کہ مارشل نے کی فوج کو اچانک گھیر کر غارت کر دے۔ دشمن کی طرف سے اس کارروائی کا ہونا تھا کہ نپولین کی تمام فوج کو تیار رہنے کا حکم پہونچگیا۔ یہ فوج اس وقت ڈیڑھ سو میل کی لمبی قطار میں پھیلی ہوئی تھی۔ اب اس نے کوچ کر دیا اور ایک مرکز پر جمع ہو جانے کو بڑھی۔ غنیم کی فوج سے ہر موقع پر مقابلہ ہوتا تھا اور رات دن جنگ ہوتی تھی اور تلواروں کی جھنکار اور توپوں بندوقوں کی گرج سے ہوا گونج رہی تھی۔ مگر نپولین تو پہلے سے اچھی طرح تیار ہو چکا تھا اور بڑے عزم و ثبات سے کام کر رہا تھا اور نتیجہ کا منتظر تھا۔ اُس نے ہر موقع پر دشمن کو شکست دی کیونکہ ہر مقام پر اُس کی فوج غنیم کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی۔ اور پہاڑوں میں اور میدانوں میں وہ دشمن کا تعاقب کر رہا تھا۔

جس میدان میں مقابلہ ہوتا زمین خون سے لالہ زار ہو جاتی مائیں اپنے شیرخوار بچوں کو گود میں لئے ہوئے اپنے اُجڑے ہوئے گھروں سے بدحواسی کے ساتھ فرار ہوتیں۔ ہر قریہ میں روسی فوج مقابلہ کرتی اور ایک گھنٹہ نہ گذرنے پاتا کہ آگ کے

طوفان سے اُس گاؤں کا خاتمہ ہوجاتا اور زمیں لاشوں سے پٹ جاتی اور روسی بدحواس ہو کر فرار ہوتے۔ سوار نکا پیدلوں سے دست بہ دست مقابلہ ہوتا اور جدھر نظر جاتی آگ کے شعلے ہی شعلے نظر آتے ان لڑائیوں میں دس ہزار سے زیادہ گھر اُجڑ گئے۔ اور ہزاروں بے گناہ عورتیں اور بچے موت کا لقمہ ہو گئے۔ اناج کے کھیت پامال ہو کر کیچڑ میں مل گئے۔ لیکن جنگ کے طوفان میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ اور بڑے زور شور سے جاری رہی۔ آہ و فریاد کی کوئی شنوائی نہ تھی۔ روسی بھاگ رہے تھے اور خونخوار فرانسیسی اُن کا تعاقب کر رہے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا کے سب سے زیادہ بدمعاش اور بُرے آدمی فوجوں میں جمع ہوتے ہیں اور یہ سپاہی جن سے فوج کی صفیں بنی ہوئی ہوتی ہیں جب گرم پیکار ہوتے ہیں تو کسی کے روکے نہیں رُکتے اور ان غارتگروں برباد کرنے والوں اور قاتلوں کے ہاتھ سے کہیں پناہ کی جگہ نہیں ملتی۔ ان کے لئے کیا خرمن گاہیں کیا دیہات اور کیا بڑے شہر سب کا لوٹ لینا گویا مباح ہے۔ جس وقت ان کے جور وستم پر خیال کیا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ ان کے ہاتھوں سے انسانوں پر کیا کیا آفتیں نازل ہوئیں تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رہا میدان جنگ میں سپاہی کا سپاہی کو خاک وخون میں ملانا تو یہ جنگ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

نپولین کی کوششیں اَن تھک کوششیں تھیں۔ اس کے عزم وثبات انسانوں سے متجاوز تھے۔ نہ تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ کھاتا تھا نہ آرام ہی کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا اور نہ سوتا تھا۔ آندھی مینہ کیچڑ کی اُس کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی اور جب اپنے افسروں کو لے کر وہ دھاوے کرتا تھا اور اپنے ڈیڑھ سو میل کے طولانی کیمپ میں آندھی کی طرح دوڑا دوڑا پھرتا تھا کہ اپنی زبردست اور سہمگیں افواج کو ہوشیار اور آمادہ پیکار کرے تو اُس کے نیچے کئی کئی گھوڑے مر جاتے تھے۔

(۲۲۹)

۵ جون کو جنگ کا طوفان شروع ہوا اور شب و روز اسی شدت سے برپا رہا روسی جانیں توڑ توڑ کر مقابلے کرتے تھے لیکن آخر میں فرار ہی ہونا پڑتا تھا۔ انجام کار دریائے ایل کے کنارے سیلس برگ میں روسیوں کی پوری نوے ہزار فوج ۱۵ جون کو جمع ہو کر صف آرا ہوئی اور خندقیں اور دمدمے تیار کر کے مورچہ بند ہو گئی۔ اس فوج کے ہمراہ پانسو بڑی توپوں کا توپخانہ تھا اور دمدموں پر گراب سے بھری ہوئی اسلئے تیار تھیں کہ حملہ آور فرانسیسیوں کو ایک دم میں گھاس کی طرح کاٹ کر فنا کر دیں۔

لیکن فرانسیسی سپاہیوں کو اپنی جان کی کہاں پروا تھی۔ اور لیجئے صرف تیس ہزار فرانسیسی فوج نے اس روسی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ آور فرانسیسی فوج کے سردار مُرات اور نے تھے۔ مگر اس موقع پر نپولین موجود نہ تھا۔ کہ خونریزی کے ہولناک منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔ اس فوج کے برہنہ سینوں پر روسیوں نے پانسو توپوں کو ایک دم کھول دیا اور پرے کے پرے حملہ آور فرانسیسیوں کے آن کی آن میں ہوا میں اڑ گئے لیکن اس سے کیا ہو سکتا تھا۔ فرانسیسی تو باہم قول و قسم کر چکے تھے۔ اور دریائے خون میں تیرتے ہوئے اسی جوش و خروش سے بڑھے چلے گئے۔ اپنے ساتھیوں کی لاشیں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتے چلے جاتے تھے اور چند منٹ میں وہ روسی دمدموں پر جا پڑے اور گولنداز وں کو تہ تیغ کر کے فتح کا نعرہ بلند کیا

ادھر فرانسیسیوں کا یہ حال تھا کہ یکایک دوسری طرف سے بادرفتار سواروں کی ایک بڑی زبردست جماعت نمودار ہوئی اور حلہ کے بگل سے ہوا گونجنے لگی۔ یہ دس ہزار سوار آتے ہی فرانسیسیوں پر ٹوٹ پڑے۔ یا تو فرانسیسی فتح کے نعرے مار رہے تھے یا اب اُن کی صفوں میں موت کا بازار گرم ہو گیا۔ دمدموں سے وہ نیچے گرا دیئے گئے اور ہر طرف خاک و خون میں غلطاں نظر آنے لگے تمام دن اسی پر بھی فرانسیسیو

نے میدان نہ چھوڑا اور نہایت دلیری سے گرم پیکار رہے۔ نتیجہ ہنوز مشتبہ حالت میں تھا۔ بارود کے دھوئیں سے عالم سیاہ نظر آرہا تھا اور گندھک کی بو ہوا میں بھر گئی تھی۔ رات ہو گئی اور توپوں کی چمک سے معلوم ہوتا تھا کہ جنگجو افواج کے سمندر میں ہنوز تلاطم اور تموج برپا تھا اسی حال میں موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہو گیا گویا خود قدرت اس زبون اور دردناک منظر پر ایسی رو رہی تھی کہ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔ اب آدھی رات آچکی تھی۔ پس توپوں کی گرج میں ذرا کمی واقع ہوئی۔ بارہ گھنٹے متواتر جنگ کرنے سے سپاہی اب تھک کر نیم جان ہو گئے تھے۔ لہذا اسی خراب خستہ زمین پر جس پر خون کے دریا بہ چکے تھے مُردوں اور مجروحوں کے قریب ذرا دم لینے کو لیٹ گئے۔ اسی وقت نپولین بھی میدان جنگ میں گھوڑا مارے ہوئے آپہونچا اور یہ دیکھکر کہ جنرل مرآت اور جنرل نے۔ نے اپنے جوش جنگ کی بدولت بہت سی فرانسیسی فوج کا نقصان کرا دیا تھا اُسے سخت ملال ہوا۔

صبح ہو گئی۔ آندھی پانی کا وہی حال تھا۔ لیکن اب آنکھوں سے اچھی طرح نظر آرہا تھا کہ کل کی جنگ کا کیا نتیجہ ہوا اور کیسا اتلافِ جان ہوا۔ جدھر نظر جاتی تھی سوائے خون یا مقتولوں اور مجروحوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ مخالف فوجیں ایک دوسرے سے نہایت ہی قریب پڑی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان کا میدان اٹھارہ ہزار لاشوں سے چھپا ہوا تھا۔ اور مقتولوں اور بہت سے مجروحوں کے جسموں سے اُن مرد و عورت حرامزادوں نے کپڑے اُتار لئے تھے جو محض اسی نیت سے لشکر کے ہمراہ رہا کرتے ہیں یہ مقتول لہو میں لال تھے ان کے بدن ریزہ ریزہ ہو گئے تھے اور تلواروں کے ایسے ڈراونے زخم لگے ہوئے تھے کہ دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا اب مخالف فوجوں نے اپنی باہمی رضامندی سے تھوڑے عرصہ کے لئے جنگ ملتوی کر کے مجروحوں کو ٹھکانے سے بھیجا۔ اور مقتولوں کو دفن کیا اور یہ دیکھنے سے کیسا تعجب معلوم ہوتا ہے

کہ اس وقت وہی روسی اور فرانسیسی جو اس سے قبل ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے باہم ملے جلے نہایت دوستی کے ساتھ مجروحوں کی مدد کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے اس رحمدلی کے کام میں بازی لیجانے کی سعی کر رہے تھے۔

جب اس کام سے فرصت کر چکے تو فریقین کے سپاہی پھر صف آرا ہو کر آمادۂ پیکار ہوے۔ روسی اپنی خندقوں کے پیچھے مورچہ بند ہو گئے لیکن فرانسیسی کھلے میدان میں تھے۔ نپولین کو ہمیشہ یہی فکر رہتی تھی کہ بیکار خونریزی نہو۔ پس اُس نے اپنی فوج کو اس طرح تیزی سے حرکت دی کہ وہ روسیوں پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لایق ہو گئی اور چنانچہ روسی فوج تاب مقابلہ نہ لا کر کیونکہ اُسے ایک توپ سر کرنیکی بھی مہلت نہ ملی ہٹنے پر مجبور ہوئی۔ ۱۲ جون کو تمام روسی سراسیمہ بھاگ گئے تھے اور اگرچہ بہت تھک گئے تھے لیکن ۱۳ جون کو پھر مقابل ہوے اور تمام دن لڑتے رہے۔ اس کے بعد پھر پسپا ہو کر آخرکار فرِڈلینڈ کے میدان میں جا کر جمے لیکن قسمت کا لکھا تو ضرور ہی پورا ہوتا ہے۔ اس فوج کی قسمت کا بھی اب فیصلہ قریب تھا۔ نپولین نے اس فوج کو دبا کر دریا کے موڑ میں اس طرح بند کر دیا کہ دو طرف دریا موجزن تھا اور ایک طرف فرانسیسی فوج نے راستہ بند کر دیا تھا۔ پس بھاگ جانا غیر ممکن تھا۔

۱۴ جون کو علی الصباح فرِڈلینڈ کی جنگ شروع ہوئی۔ جنرل لانس کا دستہ فرانسیسی فوج کے آگے تھا۔ اور روسی فوج بڑے زور شور سے اسی پر لوٹ پڑی کیونکہ اُس کو یقین کلّی تھا کہ جب تک فرانسیسی فوج سے کمک آئیگی لانس کی فوج کا خاتمہ ہو جائیگا۔ نپولین دس میل تھا کہ اُس نے بھاری توپوں کی گرج کا شور سنا اور اُس نے فوراً فوج کو فراہم کر کے موقع پر پہونچنے کا حکم دیا۔ دوپہر کو نپولین اُن بلندیوں پر جا پہونچا جہاں سے میدان جنگ اچھی طرح نظر آتا تھا۔ اور

جس وقت اُس نے دیکھا کہ دو طرف سے دشمن کو دریا کے موڑ نے گھیر رکھا تھا اور ایک طرف سے فرانسیسی فوج حملہ آور تھی اور اُس کو دبا رہی تھی تو اُس کے چہرہ پر مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

نپولین بولا "دیکھو آج ۱۴ جون ہے۔ اسی تاریخ ہیرنگو میں ہم نے آسٹریا کو شکست دی تھی۔ یہ تاریخ ہمارے لئے بڑی سعید ہے۔"

نہایت ہی بڑی دشمن کی فوج کے مقابلہ میں فرانسیسی صبح سے جنگ کر رہے تھے لانس کی ۲۶ ہزار فوج پر اسی ہزار روسی فوج کا دباؤ پڑ رہا تھا۔ جس وقت نپولین پہاڑی پر نمودار ہوا جنرل اوڈی ناٹ اپنا گھوڑا اخیز کر کے اُس کے پاس پہونچا اور عرض کیا۔ "حضور والا جلدی کیجئے کیونکہ میرے سپاہیوں میں اب دم باقی نہیں ہے۔ بیحد تھک گئے ہیں" مجھکو تھوڑی سی کمک پہونچا دیجئے اور میں ان روسیوں کو ابھی پس پا کئے دیتا ہوں اور دریا میں ڈھکیلے دیتا ہوں" اس بہادر جنرل کی وردی گولیوں سے چھلنی ہو گئی تھی اور گھوڑا خون میں نہایا ہوا تھا۔ نپولین نے بڑی نگاہ فخر سے اپنے جنرل کی طرف دیکھا اور پھر بڑے غور و احتیاط سے میدان جنگ کو دیکھنے لگا۔ اُس کے جنرلوں میں سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اشارہ کیا کہ جنگ کو دو ایک گھنٹے ملتوی کر دینا اولی ہے کہ ہماری بقیہ فوج موقع پر آ جائے اور کچھ دم لے لے۔" نپولین نے بڑا زور دیکر کہا۔ نہیں نہیں۔ اسلئے کہ جس طرح روسی اس وقت جال میں پھنس گئے ہیں پھر بار دگر اس طرح پھنسنا محال ہے۔"

۱۸۰۷ء

اب نپولین نے اپنے افسروں کو اپنے پاس بلایا اور اپنی تجویز جنگ سے اُن کو آگاہ کیا۔ اور مارشل نے کا ہاتھ پکڑ کر فریڈلینڈ کے چھوٹے قصبہ کی طرف اشارہ کیا جہاں بڑی کثرت سے روسی فوج جمع تھی اور کہنے لگا۔

مارشل نے۔ بازی جیت لینے کا اصل مقام وہ ہے۔ پس جاؤ اور اس پر دھاوا کر دو۔

اور خبردار وز ا پس وپیش نہ کرو نہ ادھر اُدھر دیکھنا۔ روسیوں کے اس گھنے انبوہ میں گھس جاؤ
اور ہرگز مت پروا کرو کہ جانوں کا کسقدر نقصان ہوا اور فرڈبینڈ میں داخل ہوجاؤ۔ اور
پلُوں پر قبضہ کرلو۔ اس کی کچھ پروا نکرنا کہ تمھارے چپ و راست کیا ہوتا ہے یا تمھارے
پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ اس سب کو اپنی فوج لاکر میں خود دیکھ لونگا۔"

چونکہ جنرل نے" اپنے وقت کا رستم تھا اور یہ مہم نہایت سنگین تھی لہذا بڑی خوشی
سے اپنے سمند باد پا کو مہمیز کرکے اپنے رسالوں میں جا ملا۔ اس بہادروں کے سرتاج فوج
کو نپولین بغور دیکھ رہا تھا اور اُس کی پُرشکوہ وضع سے متاثر ہوکر مبیاختہ کہنے لگا" ہاں
یہ جنرل البتہ شیر بیشۂ شجاعت ہے" جنرل سنے کے چودہ ہزار جرار سوار جن کے قدموں
سے گاؤ زمیں کانپ رہی تھی دشمن پر جا پڑے۔ ادھر نپولین نے اشارہ کیا اور تمامی
فرانسیسی سپاہ نے قدم آگے بڑھایا۔ اس ہولناک منظر کی تصویر کھینچنا قلم کی طاقت سے
باہر ہے۔ اور جنگ کے قیامت زا شور نے زمین کو ہلا دیا تھا۔ نپولین نے فوج کا ایک حصہ
محفوظ کر لیا تھا اور وہ فوج کے مرکز میں کھڑا تھا۔ توپ کا ایک بڑا گولہ سنسناتا ہوا
سپاہیوں کی سنگینوں سے ذرا اونچا سروں پر ہوتا ہوا نکل گیا اور ایک نوجوان سپاہی
بے اختیار جھک کر دبک گیا۔ یہ دیکھکر نپولین نے کہا" لڑکے یہ گولا تیرے لئے نہیں آیا
تھا۔ اگر تیرے لئے آتا تو تحت الثریٰ میں بھی تجھے ڈھونڈھ لیتا اور تجھکو ہلاک کر ڈالتا۔"

فرڈبینڈ میں بہت جلد آگ لگ گئی اور اُس کی جلتی ہوئی عمارتوں اور خون بہتی
ہوئی گلیوں پر جنرل نے قابض ہوگیا۔ رات ہوگئی اور اس وقت کا ہیبتناک منظر
لا بیان تھا۔ روسیوں کے پچیس ہزار سپاہی مقتول و مجروح ہوچکے تھے اور اب
اُنھوں نے دریا کی سمت ہٹنا شروع کیا۔ تعاقب میں فاتح فرانسیسی تھے اور گولوں
اور گولیوں کی مار سے بُرا حال کر دیا تھا۔ پُل تو پہلے ہی توڑ دیئے گئے تھے اور اب وہ
ہنگامۂ بربادی و بدحواسی شروع ہوا کہ خدا دشمن کو نہ دکھائے۔ روسیوں کی بھاگتی

ہوئی فوج دریا میں پھاند پڑی۔ بعض کو تو گھاٹ مل گیا اور چھاتی چھاتی پانی میں ہو کر پرلی پار اُتر گئے اور توپچانے جما دئے لیکن ہزاروں غرقاب ہو گئے اور بہ گئے۔ بعد کو دیکھا گیا کہ میلوں تک غرق شدہ سپاہ کی لاشیں دریا کے کنارہ کنارہ پڑی ہوئی تھیں۔ دریا عبور کرتے ہوئے سپاہیوں پر بھی ایسی گراب کی مار پڑی تھی کہ دریا کا پانی سُرخ ہو گیا تھا۔

متحدہ فوج میں اب کیا باقی رہا تھا۔ سب ستیاناس ہو گئی اور نپولین کا اب زیادہ مقابلہ کرنا غیر ممکن تھا۔ فراریوں کے انبوہ کے انبوہ دریائے نیمن کے پار اُتر گئے اور روس میں جا کر پناہ گیر ہوئے اور روسی جنرلوں اور روسی سپاہ نے صلح کے لئے فریاد شروع کر دی۔ چنانچہ اسکندر نے نپولین کے پاس ایک وکیل بھیجا کہ برائے چندے جنگ ملتوی کر دیجائے نپولین نے بے تامل جواب دیا کہ بڑا اتلافِ جان ہو چکا۔ اور بڑی مصائب پیش آچکیں اور بہت تھک چکے پس میری بھی یہی دلی خواہش ہے کہ جنگ موقوف ہو۔ میں بڑی خوشی سے اس درخواست کو منظور کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس کا نتیجہ بہت اچھا ہو گا اور ہمارے باہم پوری صلح ہو جائیگی۔ لیجئے دس ہی دن کے اندر یہ مہم بھی نپولین کے حسب مراد ختم ہو گئی اور اب اُس نے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان بھیجا۔

"میرے بہادرو۔ ۵۔ جون کو روسی فوج نے ہم پر ہمارے کمپو میں حملہ کیا۔ یہ دیکھکر کہ ہم بظاہر غافل تھے دشمن نے سخت دھوکا کھایا۔ اور اُس نے بہت دیر میں جبکہ اُس کا کام بگڑ گیا یہ بات دیکھی کہ ہمارا آرام شیر کا سا آرام تھا اور ہم کو چھیڑنا گویا شیر کو چھیڑنا تھا۔ اب وہ ہم کو چھیڑ کر پچھتا رہا ہے۔ دس دن کی جنگ میں ہم نے ایک سو بیس توپیں اور سات جھنڈے چھین لئے اور ساٹھ ہزار کے قریب دشمن کے سپاہی ہمارے ہاتھ سے مجروح و مقتول ہوئے۔ دشمن کی فوج کے تمامی ذخائر۔ اسپتال۔ گاڑیاں۔ کانگزبرگ کا قلعہ اور تین سو کشتیاں جو اس بندرگاہ میں موجود تھیں جن میں ہر طرح کا سامانِ جنگ بھرا ہوا

تھا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار بندوقیں جو انگلستان نے ہمارے دشمنوں کو مسلح کرنے کے لئے بھیجی تھیں ہمارے قبضہ میں ہیں۔ ہم دریائے ویسچولا سے آئے اور شاہین کی تیزی کے ساتھ دریائے نیمن کے کنارہ پہونچے۔ میرے تاجپوشی کے سالانہ جلسہ کی خوشی تم نے آسٹرلٹز میں منائی تھی اور فریڈلینڈ میں میرنگو کی فتح کے سالانہ جلسہ کی تم نے خوشی کی اور دوسرے جتھہ کی جنگ کا تم نے خاتمہ کر دیا۔

" اے فرانسیسی شیر مردو۔ تم نے اپنی اور میری دونوں کی آبرو رکھ لی۔ تم بڑی عزت سے فرانس کو لوٹو گے۔ کیونکہ بڑی ناموری سے تم نے دشمنوں کو صلح کرنے پر آخرکار مجبور کر دیا ہے اور یہ صلح یقینی و دیرپا صلح ہو گی اب وہ وقت آپہونچا کہ فرانس بامن وچین ہو اور وہ انگلستان کے حاسدانہ دباؤ سے محفوظ رہے۔ میں تمھارے ساتھ ایسی فیاضیوں کا اظہار کرونگا کہ تم کو معلوم ہو جائیگا کہ تمھارا شاہنشاہ تمھارا شکرگذار ہے اور تم پر دل وجان سے فریفتہ ہے۔"

باب سی و ششم

ٹلسِٹ کا صلح نامہ

صلح کی تجویزیں ٹلسٹ کا کشتیوں کا بیڑہ۔ نپولین اور اسکندر کی گاڑھی دوستی۔ پروشیا کا بادشاہ ملکہ کی پریشانی ٹلسٹ کا صلح نامہ۔ انگلستان کے مورخوں کی غلط بیانی۔ نپولین کا پیرس کو واپس آنا۔ جشن عام۔

دریائے نیمن کے کنارہ جو یورپ اور سلطنتِ روس کے ویرانوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے نپولین نے اپنی فوج کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ بولون کے کیمپو کو چھوڑے ہوئے اسی ابھی صرف بیس مہینے ہوئے تھے اور اتنے زمانہ میں اُس نے تمامی براعظم یوروپ کو عبور کرکے متحدہ افواج کو فاش ہزیمتیں دیدیں۔ اب جاڑے کی زمستانیں ختم ہی ہوچکی تھیں۔ بہار کی آمد تھی شگوفے کھل رہے تھے۔ سپاہی اپنی نامور فتوحات کے نشۂ مسرت سے سرخوش اپنے سردار نپولین پر جاں نثاری کو آمادہ اور جہاں وہ لیجائے جانے کو تیار تھے۔ لیکن اُس کے دشمنوں میں اب یہ سکت باقی نہ تھی کہ اس کے مقابلہ میں آتے اور جنگ کرتے۔ شاہنشاہ روس اسکندر اور پروشیا کے بادشاہ فریڈرک ولیم کی مایوسی اور شکستوں نے کمریں توڑ دی تھیں اور اب اپنے پریشان اور دل شکستہ ستر ہزار سپاہیوں کے ساتھ دریائے نیمن کے شمالی کنارہ پر پڑے ہوئے

تھے۔ چونکہ ان افواج کے تمامی توپ خانے اور جمیع سامان حرب ہاتھوں سے نکل چکے تھے لہذا وہ نہایت ہی بے دل اور افسردہ خاطر تھیں۔ لیکن دریائے نیمن کے دوسرے کنارہ پر فرانس کا عقابدار پھریرا لہرا رہا تھا اور اس کے گرد ایک لاکھ ستر ہزار فرانسیسی ایسی فوج جو متواتر فتوحات حاصل کر چکی تھی خیمہ زن تھی۔

دریائے نیمن کے بائیں کنارہ پر ٹلسٹ ایک چھوٹی سی بستی ہے جس کی آبادی قریب دس ہزار کے ہے۔ نپولین کو ٹلسٹ آئے ہوئے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ اسکندر کا ایک خط اسے دیا گیا جس کا منشا یہ تھا کہ صلح کر لی جائے۔ نپولین اپنے دار السلطنت پیرس سے ایک سال سے غیر حاضر تھا۔ اور بڑی بڑی محنتیں کر چکا تھا۔ اور اس نے بڑے اظہار مسرت سے یہ پیغام منظور کر لیا۔ پروشیا کے بادشاہ کی طرف سے مارشل کال کروتھ وکیل ہو کر آیا اور نپولین سے صلح کر لینے کی استدعا کی۔ نپولین اس کے ساتھ بڑے اخلاق سے پیش آیا اور کہا "پروشیا کے تمامی افسروں میں سے صرف تم ایک ایسے جنرل ہو جس نے ہمارے فرانسیسی قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ میرے دل میں تمھاری بڑی عزت ہے اور میں تمھارا شکر گذار ہوں۔ اور بس تمھاری وجہ سے میں جنگ ملتوی کرتا ہوں اور ہرگز نہیں کہتا کہ پروشیا کے بقیہ قلعوں پر میرا قبضہ کرا دیا جائے"۔

دونوں فوجوں کے درمیان صرف دریائے نیمن حائل تھا اور نپولین نے ازراہ دور اندیشی اپنی فوجوں کو ایک موقعہ پر جمع کر کے خندقیں کھود لی تھیں۔ اور سامان حرب بڑی کثرت سے جمع کر لیا تھا اور فوجوں کو اس ترتیب سے قائم کیا تھا کہ گویا جنگ ہنوز موقوف نہیں ہوئی تھی۔ اب دونوں ہزیمت خوردہ بادشاہوں نے صلح کے نامہ و پیام میں بڑی عجلت کی۔ اور پہلی ملاقات کی تاریخ ۲۵ جون قرار پائی۔

یہ بات شاذ دیکھی گئی ہے کہ ایک ہی شخص بڑا شاعر بھی ہو اور ریاضی داں بھی ہو

لیکن یہ دونوں صفات نپولین میں عجب انوکھے پن سے جمع تھیں۔ قدرت کے عالیشان اور حسین منظروں کا نپولین سے زیادہ کوئی دلدادہ نہ تھا۔ اخلاقی فضیلت کے اثر کو وہ خوب جانتا تھا اور اسی طرح اچھی طرح واقف تھا کہ دوسروں پر اُس کا اثر کیسے ڈالا جائے۔ یہ موقع ایسا تھا کہ دنیا کے دو نامور تاجداروں میں ملاقات ہونے کو تھی اور ان میں باہم اس بات پر دوستانہ طریقے سے بحث ہونے کو تھی کہ آیا اب بھی ضروری تھا کہ جنگ کو جاری رکھکر یوروپ کا ستیاناس کیا جائے۔ ایک برس سے اُن کی افواج باہم ایسا سخت جدال و قتال کر رہی تھیں کہ دنیا میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور وہی دو فوجیں جن کی تخمینی تعداد دو لاکھ سے کم نہ تھی اب بھی ایک دوسرے کے مقابلہ میں موجود تھیں اور بیچ میں صرف ایک دریا حائل تھا۔ اور اس حیرت زا تماشہ پر تمام یوروپ تردد کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ نپولین کو خوب معلوم تھا کہ یہ نہایت ہی عظیم الشان موقع تھا۔ اور اسی وجہ سے اُس نے اس کے متعلق ایسی تیاریوں کا حکم دیا کہ جن کا اثر کبھی فراموش نہ ہو سکے۔

اُس نے حکم دیا کہ نہایت ہی شاندار وضع سے چند کشتیاں سجائی جائیں اور دریائے نیمن کی دھار کے وسط میں دونوں کناروں سے برابر فاصلہ پر کھڑی کی جائیں۔ چنانچہ بڑے تکلف سے کشتیاں سجائی اور آراستہ کی گئیں۔ ایک کشتی پر نہایت بیش بہا شامیانہ استادہ کیا گیا اور آراستگی کے صرفہ کا مطلق خیال نہ کیا گیا دونوں کناروں پر فوجیں صف بستہ ہو کر کھڑی ہوئیں اور اس انوکھے تماشے کی سیر کو ہزارہا مخلوق اطراف سے آ ٹوٹی۔ باہمی میل جول کا وہ خوشنما منظر تھا کہ خدا بھی جس سے راضی معلوم ہوتا تھا۔ آسمان ابر سے صاف تھا اور مشرق سے آفتاب عالم تاب نے بڑے جاہ و جلال سے طلوع کیا۔ موسم بہار کے تازہ شگفتہ شگوفوں سے نسیم صبح معطر تھی اور مشام جان کو تازگی اور فرحت بخش رہی تھی۔

ایک بجے ٹھیک دریا کے دونوں جانب سے توپوں کی سلامیاں اس زور شور سے دغیں کہ گویا بادل گرج رہے تھے اور اب دونوں طرف سے دونوں شاہنشاہ اپنی جلو میں چیدہ چیدہ افسر لئے ہوئے کشتیوں میں سوار ہوئے اور پھر دوسرے ہمراہی افسر زرق برق لباسوں سے جھلکتے ہوئے اپنے اپنے بادشاہوں کے پیچھے دوسری کشتیوں میں روانہ ہوئے اور خاص بجرا نپولین اور اسکندر کے واسطے آراستہ سامنے موجود تھا اور دو اور نفیس کشتیاں ذرا فاصلے سے شاہی امیروں کے واسطے تیار کھڑی تھیں۔ پہلے نپولین کشتی پر پہونچگیا اور اُس کو لے کر اسکندر کے استقبال کو آگے بڑھا اور دونوں بادشاہ بڑے تپاک سے بغلگیر ہوئے۔ دونوں فوجیں بڑے غور سے انھیں دیکھ رہی تھیں اور اسی وقت دونوں فوجوں سے جن میں دو لاکھ سپاہی تھے ایسا خوشی کا نعرہ بلند ہوا کہ ہوا گونج گئی اور توپوں کی سلامیوں کی آواز سے گرج ماند ہوگئی۔ دونوں شاہنشاہ شامیانہ میں ساتھ ساتھ داخل ہوئے اور اسکندر کی پہلی لفظیں یہ تھیں۔

"انگریزوں سے مجھے اتنی ہی نفرت ہے جتنی تم کو ہے۔ اور اُن کے خلاف جو کارروائیاں تم کرنا چاہو میں تمھارا شریک و معین ہوں"

نپولین نے جواب دیا "اگر ایسا ہے تو سب کام آسانی سے ہو جائینگے اور بس سمجھئے صلح ہوگئی"

یہ ملاقات دو گھنٹے رہی۔ نپولین کی مادرزاد لیاقت اور دلفریب طرز توجادو کا اثر رکھتے ہی تھے۔ اسکندر اُس پر اُسی وقت فریفتہ ہو گیا۔ اسکندر نے بعد کو کہا کہ "مجھے آجتک کسی شخص سے اتنی محبت نہ ہوئی جتنی نپولین سے"

نپولین نے کہا "اگر آپ اور میں براہ راست صلح نامہ کے متعلق گفتگو کریں گے تو معاملات نہایت صفائی کے ساتھ سمجھ میں آجائینگے اور دوسرے کو اس میں شریک

کرنا مناسب نہیں۔ اور ہم باہم چند لمحوں میں اتنے معاملات طے کر لینگے کہ ہمارے وکلاٗ سے کئی روز میں اُتنے معاملات طے نہونگے۔ پس میرے اور آپ کے درمیان میں تیسری شخص کی ضرورت نہیں ہے۔"

اسکندر کی عمر صرف ۴۰ سال کی تھی۔ اور وہ بے حد بلند نظر تھا۔ اور نپولین جیسے شاہنشاہ کا ایک مفتوح اور مغلوب بادشاہ سے ایسے الفاظ میں خطاب کرنا اسکندر کی بڑی مسرت اور دلجمعی کا باعث ہوا۔ کیونکہ نپولین ایسا بادشاہ تھا کہ چار دانگ عالم میں جس کی شہرت کا شور تھا۔ نپولین نے تجویز کیا کہ ٹلسٹ میں دونوں کا قیام ہونا چاہئے اور یہ مقام جنگ کے اثر سے مستثنیٰ کر دیا جائے اور اسکندر یہاں آکر صلح نامہ کی کارروائیاں کرتا رہے اور اسکندر نے اس تجویز کو بہ طیب خاطر منظور کر لیا یہ طے ہو گیا کہ اسکندر مع اپنے گارڈ کے ٹلسٹ میں ایک مقام پر مقیم ہو جائے۔ اور کسی دوسرے حصہ میں نپولین رہے۔ پس نپولین نے روس کے شاہنشاہ کے مدارات اور آرام و آسایش کے جملہ سامان مہیا کر دینے کا فوراً حکم دیدیا۔ اور آن کی آن میں اعلیٰ سے اعلیٰ فرش فروش اور سامان اسکندر کے قیام گاہ میں مہیا کر دیا گیا

دوسرے روز دونوں بادشاہ پھر کشتی پر ملاقی ہوئے اور پروشیا کا مصیبت زدہ بادشاہ بھی اسکندر کے ہمراہ آیا۔ لیکن فریڈرک ولیم ایک بھدا نا سمجھ اور موٹی عقل کا بادشاہ تھا۔ نہ تو وجاہت جسمانی ہی رکھتا تھا نہ اعلیٰ دماغی عطیات سے ممتاز تھا۔ بڑی ناانصافی سے اُس نے جنگ کو چھیڑا تھا اور اب اُس کی سلطنت نپولین کے قبضہ میں تھی۔ اُسے کچھ نہ مل سکتا تھا۔ ہاں نپولین محض اپنے رحم اور فیاضی سے جو کچھ اُسے دیدیتا وہی وہ پا سکتا تھا۔ اسکندر البتہ برابری سے صلح نامہ میں شریک ہو سکتا تھا۔ اسلئے کہ روس پر ہنوز نپولین نے یورش نہ کی تھی اور اسکندر کے

طاقت و اقتدار میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ یہ ملاقات مختصر ہوئی یعنی صرف آدھ گھنٹہ میں ختم ہو گئی۔ اس سے پروشیا کے بادشاہ کو بے حد پریشانی ہوئی۔ اُس نے چند عذرات پیش کرنے کی کوشش کی کہ نپولین کے مقابلہ میں وہ آمادہ پیکار کیوں ہوا تھا لیکن نپولین تو بڑا عالی حوصلہ اور فیاض شاہنشاہ تھا اور اُس نے کسی قسم کی ملامت وغیرہ سے اُس کے مجروح دل پر نمک پاشی کو گوارا نہ کیا۔ اُس نے صرف اسی قدر کہا کہ پروشیا کے بادشاہ کا انگلستان کے ورغلانے پر آمادۂ جنگ ہو کر تمام یورپ کو مبتلائے مصیبت کرنا واقعی افسوس کی بات ضرور ہوئی۔ یہ بات طے پائی کہ پروشیا کا بادشاہ بھی ٹلسٹ میں آجائے اور اسکندر کے ساتھ مقیم ہو اور پھر دونوں فریق اپنی اپنی جانب رخصت ہو گئے۔

اور اُسی دن پانچ بجے شام کو اسکندر دریائے نیمن عبور کرکے ٹلسٹ میں مقیم ہونے کو چلا آیا۔ نپولین کنارہ تک اُس کے استقبال کو گیا۔ دونوں پُرانے ملاقاتیوں کی طرح ارتباط سے ملے۔ نپولین نے نہایت محبت اور خوش اخلاقی کا اظہار کیا اور فرانسیسی فوج نے اسکندر کا بڑے اظہار مسرت سے خیر مقدم کیا فوجیں خوشی کے نعرے مار رہی تھیں اور توپخانوں سے سلامیوں کی شلک داغی جا رہی تھی اور اسی حالت سے اسکندر اپنے قیام گاہ کو پہونچایا گیا۔ نپولین اور اسکندر نے کھانا بھی ساتھ ساتھ کھایا۔ اسکندر کی بڑی عزت و احتشام کے ساتھ مدارات کی گئی اور یہ اُسی وقت طے ہو گیا کہ اسکندر اور نپولین ہمیشہ خاصہ ساتھ ساتھ تناول کیا کریں۔ اسکندر بڑا شائستہ اور خوش اطوار شاہنشاہ تھا اور پیرس کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے شرفاء سے اُس کی تہذیب کم نہ تھی۔ نپولین کی عظمت اور دلفریبی سے اسکندر حیرت میں ہو گیا اور نپولین کا جو دلوں کی ملکوں سے زیادہ آسانی کے ساتھ تسخیر کیا کرتا تھا فریفتہ ہو گیا۔

دونوں شاہنشاہ گھوڑوں پر سوار ہو کر دور تک روزمرہ سیر کو جایا کرتے اور دریائے نیمن کے کنارے سیر کرتے اور خوب باتیں ہوتیں۔ اب دونوں میں ایسی بے تکلفی ہو گئی کہ وہ صرف کھانا ہی ساتھ ساتھ نہ کھاتے تھے بلکہ ہر وقت ساتھ رہتے تھے اور صلحنامہ کی پیچیدہ شرائط پر جواب واقع ہونے والا تھا بحث کرتے۔ جب طرفین کے افسروں نے اپنے شاہنشاہوں کی باہمی محبت و الفت کو دیکھا تو انھوں نے بھی آپس میں رشتۂ محبت و ارتباط کو مضبوط کیا اور ایک دوسرے کے دوست ہو گئے روز کھیل تماشے ہونے لگے اور دونوں لشکرگاہوں میں بڑا اتحاد میل ہو گیا جب دونوں شاہنشاہ سوار ہو کر سیر کو نکلتے تو فوجیں بڑی خوشی سے مسرت کے نعرے مارتیں۔ اور اسکندر زندہ باد اور نپولین زندہ باد کے نعروں سے ہوا گونج لگتی۔ نپولین نے اسکندر سے کہا "میرے سپاہی ایسے بہادر ہیں کہ اب ان سے زیادہ بہادر ہونا محال ہے۔ لیکن جب اپنی صفوں میں ہوتے ہیں تو اگر مگر کرتے ہیں۔ اگر روسیوں کی طرح مضبوط اور تربیت پذیر ہوتے تو ہفت اقلیم اُن کی چھوٹی سی بازی گاہ تھی۔"

ایک دفعہ صبح کو نپولین اور اسکندر ساتھ ساتھ گھوڑوں پر چڑھے چلے جارہے تھے وہ ایک فرانسیسی سنتری کے قریب سے ہو کر نکلے۔ سنتری نے سلامی دی۔ اس سنتری کے چہرہ پر نہایت بڑا اور بدنما تلوار کے زخم کا ایک نشان تھا۔ نپولین نے ایک لمحہ اُس کے چہرہ کو بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھا اور پھر اسکندر سے کہا۔ "برادر من۔ کہئیے اس سپاہی کو آپ نے دیکھا۔ جو سپاہی ایسے مہیب زخم کھائیں اور بچ جائیں کیسے جری ہو سکتے ہیں بس اب تبلائیے کہ ایسے سورما سپاہیوں کی طرف سے آپ کی کیا رائے ہے۔"

اسکندر نے زخم کے نشان کو بغور دیکھا اور جواب دیا۔ "یہ سب سچ ہے کہ

ایسے زخم کھا کر اس طرح بچ جانے والے سپاہی ضرور بہادر ہیں لیکن میرے روسی سپاہی ان سے بھی بڑھ کر بہادر ہیں کہ ایسے کاری ہاتھ مارتے ہیں۔ اب فرمائیے آپ کی اُن کے بارہ میں کیا رائے ہے"؟

سکندر کا یہ کہنا تھا جس کا جواب نپولین کے پاس شاید کچھ نہ تھا کہ یہ فرانسیسی تیور بدل کر کچھ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا اور اتنا کہنا تو اُس کا صاف سمجھ میں آیا "جہاں پناہ۔ اطمینان رکھیں ایسے روسی سپاہی جن پر حضور کو ناز ہے۔ اب کدھر ہیں۔ ہماری تلواروں کے گھاٹ سب اُتر گئے۔ ہم نے ایک کو باقی نہیں رکھا"

اس برجستہ جواب پر اسکندر پہلے تو ذرا سٹپٹایا۔ لیکن پھر نپولین کی طرف مخاطب ہو کر بڑی بے تکلفی سے کہنے لگا" لیجیئے دوسرے مقامات کی طرح یہاں پر بھی جیت آپ ہی کی رہی"

نپولین نے ہنس کر کہا" اس موقع پر کیا اور دوسرے موقعوں پر کیا۔ فتوحات کے متعلق واقعی میں اپنے سپاہیوں کا ہی زیربار احسان ہوں"

اکثر یہ دونوں بادشاہ دنیا کا نقشہ سامنے پھیلا کر گھنٹوں مشورہ میں مصروف رہتے تھے نپولین اسکندر کے سامنے نئی نئی تجویزیں پیش کرتا تھا اور اسکندر روز بروز اُس پر فریفتہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ نپولین کا بڑا مدعا یہ تھا کہ اسکندر انگریزوں سے علیحدہ ہو جائے اور فرانس کا حامی بن جائے۔

ایک دن نپولین کہنے لگا۔ معلوم نہیں آخر انگلستان کے کیا مقاصد ہیں اور وہ چاہتا کیا ہے اُس کی خواہش یہ ہے کہ سمندروں پر حکومت کرے لیکن سمندر تو سب اقوام کی ملکیت ہیں۔ انگلستان چاہتا ہے کہ اُن اقوام پر ظلم کرے جو تمام قصوں سے علیحدہ ہیں اور کسی کی جانب دار نہیں۔ انگلستان چاہتا ہے کہ تمام تجارت کا اجارہ کر لے اور دوسری قوموں سے زبردستی اپنی نوآبادیوں

کی پیداوار کی منہ مانگی قیمت لے۔ اور یورپ میں جہاں جی چاہے اپنے قدم جماوے یعنی پرتگال میں۔ ڈنمارک میں۔ سویڈن میں۔ اور کرہ ارض کے نامی نامی اور کارآمد سے کارآمد مقاموں پر جیسے راس امید جبل الطارق اور مالٹا ہے اپنا قبضہ کرلے اسی طرح بحیرہ بالٹک کے دہانہ پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے کہ تمامی تجارتی دنیا کو اپنے قوانین کی پابندی پر مجبور کردے۔ اور اب اور لیجئے مصر کی فتح کا قصد ہے۔ اور ابھی حال میں جیسا اُس نے ارادہ کیا تھا اگر درہ دانیال پر اُس کا قبضہ ہو گیا ہوتا تو معلوم نہیں وہ کیا کر گذرتا؟"

"مجھ پر تو یہ الزام عائد کئے جاتے ہیں کہ جنگ کا دلدادہ ہوں۔ لیکن کیا یہ الزام صحیح ہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں ابھی ثابت کردینے کو تیار ہوں۔ اور انگلستان کے اور میرے درمیاں چاہیے آپ خود ثالث ہو جائیے۔ اور آپ واقعی سب سے زیادہ موزوں ثالث ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس سے قبل انگلستان کے شریک رہ چکے ہیں اور آیندہ فرانس کے شریک ہونے والے۔ لیجئے اب میں مالٹا بھی دیئے دیتا ہوں لیکن اس کے معاوضہ میں برطانیہ اعظم کو اس پر راضی ہو جانا پڑے گا کہ امئینس کے صلح نامہ کی شکست سے آجتک جو کچھ میں نے فتح کیا ہے فرانس کے قبضہ میں رہے اور انگلستان مالٹا پر شوق سے اپنا قبضہ رکھے۔ مگر انگلستان کو وہ نوآبادیاں جو اُس نے میرے رفقا یعنی اسپین اور ہالینڈ سے چھین لی ہیں واپس کردینا ہونگی اور پھر میں انگلستان کو ہینوور Hanover بھی واپس کردونگا۔ اب فرمایئے یہ شرائط قرین انصاف ہیں یا نہیں۔؟ یا ان کے علاوہ کوئی اور دوسری شرائط ایسی ہو سکتی ہیں جن کو میں منظور کرلوں۔ کیا میں اپنے رفقاء کا ساتھ چھوڑ سکتا ہوں۔؟ اور دیکھئے جب میں اپنی یورپ کی تمامی فتوحات سے دست برداری کرتا ہوں اور اُن کے معاوضہ میں اپنے رفقا کے اُن مقبوضات کو واپس

طلب کرتا ہوں جو انگلستان نے چھین لئے ہیں تو کیا کوئی انصاف والا مجھکو غیر منصف یا زبردستی کرنے والا کہہ سکتا ہے؟"

" اگر انگلستان ان شرائط کو نہ مانے تو اُسے ماننے پر مجبور کیا جائے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جنگ سے وہ تمام دنیا کو ہمیشہ مصیبت میں ڈالتا ہے۔ ہمارے پاس انگلستان کو صلح کر لینے پر مجبور کر دینے کے ذرائع موجود ہیں۔ یعنی اگر ان منصفانہ شرائط کو انگلستان نہ مانے تو آپ فوراً اعلان کر دیں کہ آپ فرانس کی شریک ہیں اور عام طور سے مشتہر کر دیجئے کہ بحری امن و چین قایم کرنے کی غرض سے آپ نے اپنی افواج فرانسیسی افواج سے متحد کر دیں۔ اور انگلستان کو معلوم ہو جائے کہ فرانس کے علاوہ اب ان کو تمامی بر اعظم یورپ سے جنگ کرنا ہوگی یعنی روس سے پروشیا سے۔ ڈنمارک سے سوئیڈن سے پرتگال سے اور جب ہم اپنے عزم کا اعلان کر دینگے تو متذکرہ بالا طاقتیں خواہ مخواہ ہماری شریک ہو جائینگی۔ آسٹریا بھی ہماری طرف ہو جائیگا۔ یعنی جب اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ یا تو اُسے ہم سے جنگ کرنا ہوگی یا انگلستان سے۔ اور جب انگلستان پر اس طرح چہار طرف سے داب پڑیگی۔ اور پھر بھی وہ قرین انصاف صلح سے انکار ہی کرتا رہیگا تو ممکن نہیں کہ اُس کو ہتھیار نہ رکھ دینا پڑیں"

" میری جانب سے انگلستان کے ساتھ آپ ثالثی کریں اور آپ کی طرف سے میں سلطان ٹرکی کے ساتھ ثالثی کرونگا اور اگر سلطان ٹرکی نے آپ کے ساتھ قرین انصاف شرائط پر عہد نامہ کرنے سے انکار کیا تو ترکوں کے مقابلہ میں میں آپکا شریک ہو جاؤنگا اور آپ اور میں سلطنت عثمانیہ کو ملکر باہم تقسیم کر لینگے"

ایسے ایسے خیالات سنکر اسکندر کا وہ حال ہوا کہ جوش مسرت سے نیم جاں ہو گیا۔ اور وہ نپولین کی رائے کے موافق کارروائی کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

نپولین کی برتری اور دماغی فضیلت نے اسکندر کو بالکل اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ نپولین کی تعریف اسکندر کی زبان سے آٹھ پہر سُنی جاتی تھی۔ اور ہر شخص سے جو اسکندر سے ملتا تھا وہ بے اختیار کہتا تھا نپولین کی کیا تعریف بیان کروں۔ عقل مجسم ہے دماغ ایسا پایا ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے بشر کو عطا ہوا ہو۔ سبحان اللہ کیسا بامذاق جری سپہ سالار ہے۔ خیالات کی وسعت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ بڑا بھاری مدبّر ہے۔ کاش میری پہلے سے اُس سے ملاقات ہوتی تو میں ایسی فاش غلطیاں کیوں کرتا۔ اور دیکھو ہم دونوں ملکر کیسے بڑے بڑے کام انجام دے چکے ہوتے۔“

پروشیا کا بادشاہ بیچارہ البتہ بڑے تردد کی حالت میں تھا۔ نہ اُس کے پاس اب ملک ہی باقی تھا نہ فوج ہی رہی تھی۔ بلکہ اب وہ نپولین کی عالی حوصلگی کا منتظر تھا جو کچھ نپولین دیدیتا وہی وہ پا سکتا تھا۔ نہ اُس کا کوئی رفیق تھا نہ اُس کو کوئی امید ہی باقی تھی۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اپنے ساتھی تاجداروں کے راستہ میں وہ ایک بار سا معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن صد آفرین ہے نپولین کی شرافت اور فیاضی پر کہ اُس نے پروشیا کے بادشاہ کے ساتھ بڑی عزت اور خاطر و مدارات کا برتاؤ کیا۔ نپولین نے ایک مرتبہ سینٹ ہلینا میں کہا:

”تلسٹ میں۔ میں اور اسکندر اور پروشیا کا بادشاہ قریباً روزانہ سیر کو گھوڑوں پر جایا کرتے تھے۔ میں بیچ میں ہوتا تھا۔ فریڈرک ولیم ہمارے برابر نہ چل سکتا تھا اور یہ خیال کر کے کہ ہم دونوں کی باتوں میں وہ مخل ہوتا ہے وہ قصداً پیچھے ہو جاتا تھا۔ مگر بعض وقت اسکندر اس کی وجہ سے بہت دق ہوتا تھا اور ہماری شگفتگی میں فرق آجاتا تھا۔ اکثر اس بہانہ سے کہ ہم کو مکان پر ضروری کام ہے ہم کھانے کے جلسہ کو جلد ختم کر دیتے تھے اور فریڈرک کے چلے جانے کے بعد چائے نوشی کے بہانہ سے میں اور اسکندر آدھی آدھی رات تک بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے۔“

ان دونوں جبکہ نپولین اور اسکندر میں یہ طولانی مشورے ہوا کرتے تھے سلطنت ٹرکی کا اکثر ذکر چھڑتا تھا۔ یہ اسلامی سلطنت پاش پاش ہو رہی تھی۔ اسکندر کی بڑی تمنا تھی کہ ترکوں کو یورپ سے نکال دے اور قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے لیکن نپولین اس تجویز کا قطعی مخالف تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ زار روس کو اتنی طاقت دیدینا سخت ہی نقصان دہ بات تھی۔ اس بات پر تو نپولین راضی تھا کہ اسکندر دریائے ڈینیوب کے صوبجات پر قبضہ کرلے۔ لیکن یہ بات وہ ہرگز روا نہ رکھ سکتا تھا کہ اسکندر سلسلہ کوہ بلقان کو پار کر کے قسطنطنیہ جیسے متکبر اور مغرور شہر پر قابض ہو جائے۔

ایک دن دونوں سیر سے واپس آکر دفتر کے کمرہ میں بند ہو گئے۔ یہاں بہت سے نقشہ پھیلے ہوئے تھے۔ نپولین نے اپنے سکرٹری مانشیور مینی ویل سے کہا۔ کہ "ٹرکی کا نقشہ لے آؤ" جب نقشہ سامنے آگیا تو وہ قسطنطنیہ پر انگلی رکھکر کہنے لگا۔ قسطنطنیہ! آف۔ یہ قسطنطنیہ۔ یہ تو تمام جہان کی سلطنت کا مول رکھتی ہے نہیں ہرگز نہیں۔ اسکندر کو میں اس پر قبضہ نہ کرنے دونگا۔ چاہے دنیا کیوں نہ ٹل جائے"

نپولین نے قسطنطنیہ اور سلطنت ٹرکی کے متعلق سینٹ ہلینا میں کہا "سکندر کو بس اب یہی خیال ہے کہ کسی طرح سلطنت ٹرکی پر قبضہ کرلے۔ اس کے بارہ میں مجھ سے اور اُس سے بڑی بڑی بحثیں رہیں۔ پہلے تو مجھے بھی اس خیال سے مسرت ہوئی کہ چلو اچھا ہے۔ خس کم جہاں پاک۔ یہ وحشی ترک یورپ سے نکال دئے جائیں لیکن جب میں نے اس کے نتیجوں پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس سے روس کی طاقت بے انتہا بڑھ جائیگی۔ اور یونانی روس کے فوراً شریک ہو جائینگے بس یہ خیال آنا تھا کہ میں نے قطعی انکار کر دیا۔ خاصکر اس وجہ سے کہ اسکندر قسطنطنیہ مانگتا تھا اور قسطنطنیہ میں اُس کو کسی حال میں دے نہ سکتا تھا۔ کیونکہ یوروپ کی طاقتوں کے موازنہ میں اس سے فرق آیا جاتا تھا"

ٹلسٹ میں نپولین نے اسکندر سے کہا کہ "ایک قدرتی اتفاق ایسا واقع ہو گیا ہے کہ میں سلطان ٹرکی کے متعلق آزادی سے کارروائی کروں یعنی میرا رفیق اور دوست سلطان سلیم قید کر دیا گیا اور تخت سے اتار دیا گیا ہے مجھے خیال تھا کہ ترکوں کی حالت سدھائی جائے اور اُن کے عزم و ہمت اُن کو واپس کرائے جائیں اور اُن کو تعلیم دی جائے کہ اپنے فطرتی استقلال اور بہادری سے وہ کس طرح کام لیں۔ لیکن یہ سب خام خیالی تھی اور اب وہ وقت آن پہونچا کہ ایسی سلطنت کا جو اپنے تئیں قایم نہیں رکھ سکتی خاتمہ کر دیا جائے اور اُس کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ انگلستان کی طاقت بڑھانے کا ذریعہ بنے"

پروشیا کے بادشاہ کی ملکہ بھی اپنے شوہر کے ہمراہ ٹلسٹ اس مدعا سے آئی تھی کہ اپنے بے نظیر حسن صورت اور دلفریبیوں کی وجہ سے نپولین کو زیادہ مفید شرائط پر صلح نامہ کرنے پر مائل کرے۔ اپنے زمانہ کی عورتوں میں یہ ملکہ ایسی حسین واقع ہوئی تھی کہ اس ۳۲ برس کے سن میں اپنے حسن و جمال سے اُس نے یورپ کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔

نپولین نے کہا "کوئی کلام نہیں ہے کہ پروشیا کی ملکہ بڑی لایق۔ با خبر۔ اور معاملات ملکی سے پوری آگاہ تھی اور پندرہ برس اُسی نے واقعی سلطنت رانی کی۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ باوجود میری تقریر اور کوشش کے گفتگو میں وہی غالب پڑتی تھی اور جب اُس کا جی چاہتا تھا گفتگو کو اپنے معاملات کے مفید مطلب پلٹ دیتی تھی اور جیسا جی چاہتا تھا تقریر کو پھیر دیتی تھی۔ اور باوجود ایسی لیاقت کے اور معاملات کو ہر پہلو پر پھیر دینے کے یہ موقع کسی کو نہ دیتی تھی کہ وہ ناراض ہو جاوے یا بُرا مان جائے۔

" اگر یہ ملکہ ہمارے جلسہ میں ذرا پہلے آجاتی تو ہمارے صلح نامہ کی تجویزوں پر

بڑا اثر پڑ جاتا۔ لیکن خوش نصیبی کی یہ بات ہوئی کہ وہ ایسے وقت پر آئی کہ جملہ معاملات طے ہو چکے تھے۔ اُس کے آتے ہی میں اُس کی ملاقات کو گیا۔ وہ بڑی حسین تھی لیکن پہلے شباب کی بہار سے وہ ذرا اُتری ہوئی تھی۔ لیکن باایں ہمہ ظاہر ہے کہ حسین عورتوں اور عشق بازی کی سلطنت کے معاملہ میں پیش نہیں جاتی"

نپولین نے جوزیفائن کو ایک خط میں لکھا" پروشیا کی ملکہ واقعی بڑی دلفریب عورت ہے۔ اور مجھ سے خوب عشوہ و ناز سے پیش آتی ہے۔ لیکن اس سے تم کہیں ڈاہ نہ کرنے لگنا۔ میں وہ پتھر نہیں ہوں جس میں جونک لگ سکے۔ میرے ساتھ ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے لیکن بے نتیجہ۔ کیونکہ اگر میں چاہت میں پھنس گیا تو خوب جانتا ہوں کہ کہیں کا نہ رہونگا"

اس بدقسمت ملکہ نے جب یہ دیکھا کہ اُس کی کوشش کا کچھ نتیجہ نہ ہوا اور سب معاملات طے ہو گئے تو بڑی کھسیانی ہوئی اور جب آخری دعوت ختم ہونے پر نپولین اُس کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُسے زینہ سے نیچے لایا تو اُس نے نگاہ حسرت سے نپولین کے چہرہ کی طرف دیکھکر اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبایا اور بولی:-

" چونکہ محض خوش قسمتی سے میں آپ جیسے مشہور آفاق شاہنشاہ اور سپہ سالار کے اتنے قریب آپہونچی ہوں پس آپ مجھے یہ یقین دلانے کا موقع دیکر تسلی بخشیں کہ میرا آپ سے رشتۂ الفت ہمیشہ کے لئے مضبوط ہو گیا"

نپولین نے جواب دیا" اے میڈیم مجھے نہایت سخت تاسف ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور اس کو میں اپنی شومی طالع سے منسوب کرتا ہوں"

جب ملکہ اپنی گاڑی کے پاس پہونچی تو اُس میں گر کر اپنا منہ ہاتھوں سے چھپا لیا اور زار و قطار روتی سسکیاں بھرتی رخصت ہوئی۔ اور در اصل اس ملکہ کو ایسا جانکاہ صدمہ پہونچا کہ چند ہی روز میں وہ آغوش لحد میں جا سوئی۔ یہ ہی وہ ملکہ تھی

جس نے پروشیا کی فوج کو اُبھار کر آمادہ پیکار کیا تھا اور یہ ایسی ملکہ تھی کہ اس کی ارفع ہمت سے یہ دیکھنا گوارا نہوا کہ اُس کے ملک اور گھر پر بربادی چھاجائے۔ اور جب یہ بربادی آئی تو اُسی وقت وہ بھی چل بسی۔

اس موقع پر جو صلحنامہ ہوا اُس کو تاریخ میں ٹلسٹ کا صلح نامہ کہتے ہیں۔ پروشیا کے بادشاہ کو اُس کی سلطنت کا آدھا حصہ واپس دیا گیا۔ اور اُس سے قبل پولینڈ کا جو حصہ بانٹ ہو چکا تھا اُس قدر حصہ کو علیحدہ کر کے پولینڈ سے پھر ملحق کیا گیا اور اُس کا نام "وارسا کی ریاست" رکھا گیا اور سیکسنی کے بادشاہ کی زیر حفاظت کر دیا گیا۔ نپولین نے سب ماتحتوں کو جو خدمتگاروں کی طرح ذلت سی کام کرتے تھے رہا کر دیا اور غلامی کا رواج قطعی میٹ دیا اور معاملات مذہبی میں سب کو اجازت دیدی کہ اُن کی قوت ایمانیہ جس طریقہ مذہب کو قبول کرے اسی پہ چلیں اور یہودیوں کو جبر و ظلم سے جو اُن پر ہمیشہ ہوتے رہتے تھے خلاصی بخشی جب اس صوبہ کی رعایا نے دیکھا کہ پروشیا کے جور و ستم سے اُن کو نجات ہوگئی تو گھر گھر جشن ہونے لگے اور اظہار مسرت کا کوئی اندازہ نہ رہا۔ اب وہ ایک معنی کر آزادانہ زندگی بسر کرنے لگے۔

نپولین کی بڑی خواہش تھی کہ پولینڈ کی فرمانروائی بدستور قایم کر دی جائے لیکن افسوس اسکندر اس تجویز پر کسی طرح راضی نہوا۔ پروشیا کے اُس صوبہ کا نام جو دریاے ایلب کے بائیں کنارہ پر واقع تھا ویسٹ فیلیا رکھا گیا اور اُس کی حکومت جیروم بونا پارٹ کو تفویض ہوئی۔ اور اُس کی بارہ کروڑ فرانک کی آمدنی محاصل کو گھٹا کر سات کروڑ فرانک کر دیا گیا۔ رین کے جتھہ کو اسکندر نے تسلیم کر لیا۔ اور ہالینڈ۔ نیپلس۔ اور ویسٹ فیلیا کے بادشاہوں کو جائز بادشاہ مان لیا۔ اسکندر نے انگلستان کے معاملہ میں ثالثی کو بھی منظور کر لیا۔ اور اس کے

معاوضہ میں نپولین نے سلطان ٹرکی کے متعلق پنچایت کرنے کا معاہدہ کرلیا۔ تاکہ دنیا سے شعلۂ جنگ دفع ہو اور عام صلح ہو جائے۔ اسکندر اور نپولین نے باہمی اتحاد کرلیا۔ اور جارحانہ اور مدافعانہ کارروائیوں میں ایک دوسرے کے شریک ہو گئے۔ اس مشہور عہدنامہ کی ضروری شرطیں یہی تھیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ نپولین نے اپنی حالت کو مستحکم کرلیا۔ اور اب شمالی سلطنتوں سے کوئی سلطنت اُس پر حملہ آور نہیں ہو سکتی تھی۔

بعض مورخ نپولین پر الزام دھرتے ہیں کہ بڑا بیوقوف احمق تھا اسلئے کہ جب پروشیا کا بادشاہ اُس کے پورے اختیار میں آچکا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ ایسے دشمن بادشاہ کو نپولین نے قوی رکھا۔ اور دوسرے مورخ کہتے ہیں کہ نپولین بڑا مغرور اور پرہوس تھا کہ پروشیا کی سلطنت کا ایک بڑا حصہ اُس نے نکال لیا۔ لیکن غیر طرفدار مورخ تو یہی کہے گا کہ اُن حالات کو دیکھتے ہوئے جو اس وقت موجود تھے نپولین نے جو کچھ کیا اُس سے اُس کی صرف بڑی دانشمندی ہی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا سخی اور عالی حوصلہ شاہنشاہ تھا۔ اور اُس نے بڑے تحمل کے ساتھ کارروائی کی۔ جسقدر اُس کے ساتھ زیادتیاں کی گئی تھیں جب اُن کا بدلہ اُس نے ہرگز نہیں لیا اُس نے آیندہ کے حملوں سے فرانس کو بچانے کی کوشش کی۔

اس عہدنامہ کے ہوتے ہی جس میں نپولین نے فرانس کو بڑھانے کا خیال و میلان ظاہر نہیں کیا تاکہ اُس کے مخالف سے مخالف تاریخ نگاروں کو حیرت ہوتی۔ اُس نے سیوبرے کو بلایا اور کہا "لو صلح ہو گئی۔ مجھ سے لوگ کہتے ہیں کہ میں نے غلطی کی ہے اور مجھے دھوکا دیا جائیگا۔ یہ سب کچھ سہی۔ لیکن ہم بہت جنگ کرچکے تھے اور اب ضرور اس بات کی حاجت تھی کہ ہم ذرا سستائیں۔ اب میری یہ خواہش ہے

کہ تم سینٹ پیٹرز برگ کو چلے جاؤ اور اتنا قیام کرو کہ میں کوئی دوسرا سفیر منتخب کرکے وہاں روانہ
کردوں۔ اسکندر کے نام میں ایک خط لکھے دیتا ہوں اور یہی سند کا کام دیگا۔ اور تم
میری طرف سے کام کرو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اب کسی سلطنت سے لڑنے کا میرا ارادہ نہیں
ہے۔ اور ایسے اصول سے کام کرنا کہ جنگ ہونے نہ پائے۔ اور اگر تمھاری کارگذاری
سے مجھے اب جھگڑوں میں مبتلا ہونا نہ پڑا تو میں تم سے بہت خوش ہونگا۔ کبھی ایسی گفتگو
نہ کرنا کہ اسکندر یا اُس کے وزرا کو ملال ہو مثلاً جنگ کا نام بھی زبان پر نہ لانا۔ نہ کسی
رسم و رواج پر اعتراض کرنا نہ کسی احمقانہ کارروائی پر ہنسنا۔ ہر قوم کے رسم و رواج جداگانہ
ہوا کرتے ہیں۔ فرانسیسیوں کی یہ بہت عادت ہے کہ اپنے رسم و رواج کو دوسرے
کے رسم و رواج سے مقابلہ کرنے کو بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی تعریف کیا کرتے ہیں۔ تم نے
دیکھ لیا ہے کہ آسٹریا اور پروشیا نے مجھے کیسا دھوکا دیا ہے۔ روس کے بادشاہ پر مجھے
اعتماد ہے"

فرانس سے نکلے ہوئے نپولین کو ایک سال سے زائد ہو چکا تھا۔ دریائے نیمن
کے کنارے اُس کے قیام گاہ سے پیرس کا پندرہ سو میل کا فاصلہ تھا۔ یورپ میں صلح ہو چکی
تھی۔ اور نپولین کے اوج اقبال کا ستارہ نصف النہار حقیقی تک پہونچا ہوا تھا۔ اُس کے
ذہن و ذکاوت کی ضو نے یورپ کی نگاہ کو خیرہ کردیا تھا اور اُس کی فوج ظفر موج نے
یورپ کے تاجداروں کو پست کردیا تھا۔ اور اب اُن کو سوائے اس کے کوئی چارہ
نہ تھا کہ اُس کو جائز شاہنشاہ تسلیم کریں۔ لیکن انگلستان کی یہ حالت نہ تھی اپنے
جہازوں کی سپر کی آڑ میں وہ محفوظ تھا۔ سمندروں میں برابر اُس کا راج تھا۔ لہٰذا اُس نے
جنگ سے دست برداری نہ کی اور شمشیر کو غلاف نہ کیا۔ اپنے جوڑ توڑ اور زر کی رو سے
اُس کی کوششیں برابر جاری تھیں کہ نپولین کے خلاف نئے جتھے اور قایم ہوں۔ اگرچہ
انگلستان اپنی پے در پے مساعی میں نپولین کے خلاف اب تک سرسبز نہ ہوا تھا

باوجودیکہ انگلستان کی سمندروں پر حکومت تھی پھر بھی نپولین نے اپنے تئیں ایسے بلند مرتبہ پر پہونچا دیا تھا کہ خواہ مخواہ حسد پیدا ہوتا تھا۔ انگلستان کی ننگی کارروائیوں نے اس کی گورنمنٹ کو نہایت بے دل عزیز کر دیا تھا۔ ہیزلٹ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"فرانسیسی گورنمنٹ کا انگلستان کی یہ شکایت کرنا کہ وہ دست دراز ہے گستاخ ہے اور لوٹ مار مچار کھی ہے کیونکہ بحری اعتبار سے وہ بہت طاقتور ہے تو یہ شکایت ایسی حق بجانب ہے کہ اس سے زیادہ کوئی اور بات حق بجانب نہیں ہے۔ یورپ اب اس بات پر متفق تھا کہ دوسری اقوام کے حقوق کو تسلیم کرنے پر انگلستان کو مجبور کر دے اور انگلستان جنگ کرنے سے روک دیا جائے۔ لیکن انگلستان تو ایسی محفوظ جگہ یعنی سمندر میں واقع ہوا ہے کہ وہاں تک کسی کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ پس اس نے اپنے جنگی جہازوں کو جمع کر کے متحدہ دنیا کے مقابلہ کا عزم کیا"

جب نپولین فرانس واپس آرہا تھا اور سکسنی کے دارالحکومت ڈریسڈن میں پہنچا تو اُس نے جوزیفائن کو خط لکھا:۔

"کل شام میں ڈریسڈن پہنچا۔ اس وقت پانچ بجے تھے۔ میں بخیریت ہوں لیکن سو گھنٹے سے میں گاڑی میں سوار تھا اور اس سے ذرا ابھی علیحدہ ہوا تھا۔ سکسنی کا بادشاہ میرے ساتھ ہے۔ مجھے وہ بہت پسند ہے اور میرے اور تمہارے درمیان جو فاصلہ تھا وہ آدھا ختم ہو چکا ہے۔ اور تم دیکھو گی کہ ان خوبصورت راتوں میں سے ایک رات کو پُر رشک شوہر کی طرح میں سینٹ کلاد میں گھس پڑونگا۔ دیکھو میں تم کو پہلے سے خبر کئے دیتا ہوں۔ تمہارے دیدار سے مجھے جیسی مسرت ہوگی میرا ہی جی جانتا ہے۔

مشتاق دیدار **نپولین**

۲۷- جولائی کو انویلڈس سے توپوں کی سلامیاں گرجنے لگیں اور پیرس کی مشتاق جمہور کو معلوم ہوگیا کہ اُن کا شاہنشاہ آ پہونچا۔ نپولین کی عادت تھی کہ نہ ٹھکائی کو مانتا تھا اور نہ ایسے موقعوں پر نمود و نمایش ہی کو پسند کرتا تھا۔ پس رات میں سفر کرکے وہ علی الصباح پیرس میں داخل ہوا اور اپنے آنے کی کوئی سرکاری طور سے اطلاع بھی نہ کی۔ برقی سُرعت سے اُس کے آنے کی خبر پیرس میں پھیل گئی۔ کچھ ایسی بے اختیار خوشی سے تمامی جمہور کے دل بھر گئے کہ جس کی انتہا نہیں اور سڑکوں پر ازدحام ہوگئے۔ نپولین نے فرانس کو طوائف الملوکی اور محتاجی کے قعر سے نکال کر خوشحالی اور شہرت کے بلند آسمان پر پہونچا دیا تھا۔ بوربون فریق اور جمہوری حکومت کے طرفدار دونوں اس بات کو مانتے تھے جب شام ہوئی تو دیکھا جارہا تھا کہ پیرس کے تمامی مکانوں کی کھڑکیاں روشن تھیں لیکن ان خوشیوں کو دیکھنے کے لیے نپولین پیرس میں کچھ بھی نہ ٹھیرا۔ اور فوراً ہی سینٹ کلاوڈ کو روانہ ہوگیا اور وہاں اپنے سامنے وزراء کو جمع کرکے معاً کام شروع کردیا۔ اور ایسا معلوم ہورہا تھا کہ ذراسی تفریح کرکے گویا وہ ابھی واپس آیا ہے۔

ص ۲۷۵

گورنمنٹ کی ساکھ سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کی ذات پر جمہور کو قطعی بھروسہ تھا اور اُس کی گورنمنٹ نہایت مستقل خیال کی جارہی تھی۔ اور جب وہ کانسل ہوا تو پانچ فیصدی گورنمنٹ اسٹاک پالسنو پر صرف ساڑھ فرانک قیمت رکھتا تھا لیکن جب وہ فریڈلینڈ سے واپس آیا تو وہی اسٹاک قیمت میں بڑھکر پانسو پر چارسو سینتیس فرانک ہوگیا تھا اور اس وقت معقول ضمانت پر چھ سات فیصدی سود حاصل ہوسکتا تھا۔

مذکورۂ بالا مہم پر جانے سے قبل نپولین نے جس کو طوعاً و کرہاً اس مہم پر جانا پڑا تھا اپنے وزرا کو بلایا اور اُن سے کہا:-

"اس جنگ کے متعلق میں بے گناہ ہوں۔ میری طرف سے جنگ چھیڑنے کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں نے حساب کتاب بھی نہیں کیا ہے۔ اگر میں نے خود یہ جنگ چھیڑی ہو تو مجھے شکست ہو جائے۔ و لیکن ابھی سے کہے دیتا ہوں کہ میرے دشمن برباد ہو جائینگے اسلئے کہ مجھے نظر آرہا ہے کہ خدا کا ہاتھ درمیان میں ہے۔ اور خدا چاہتا ہے کہ مجرموں کو سزا ملے پس اُس نے دشمنوں سے عقل چھین لی ہے اور اسی لئے جب حماقت سے اُنھوں نے مجھ پر حملہ کرنے کا عزم کیا تو ایسے وقت کو منتخب کیا کہ اُس وقت میں نہایت ہی قوی تھا اور ایسا زبردست تھا کہ ایسا کبھی نہ تھا"

جینا کی جنگ سے بھی قبل جبکہ نپولین کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ اُس کی ضرور فتح ہوگی تو اُس نے پروشیا کے بادشاہ کو حسب ذیل مراسلہ لکھا تھا:۔

"میری فتح میں کوئی کلام نہیں ہے۔ تمھاری افواج کو ضرور شکست ہوگی۔ لیکن میرے سپاہیوں کی جان کا بھی نقصان ہوگا اور یہ سپاہی میرے بچوں کی طرح مجھے عزیز ہیں۔ اگر کسی طرح یہ خونریزی نہ ہو اور میری آبرو پر بھی حرف نہ آئے میں سب کچھ منظور کرنے کو تیار ہوں۔ جہاں تک میرا اختیار ہے۔ اپنی آبرو کے بعد جو چیز سب سے زیادہ مجھے پیاری ہے وہ میرے سپاہیوں کی جان ہے"

جب آسٹریا کو جینا اور اسٹرلٹز میں بڑی زبردست ہزیمتیں ہو چکیں تو نپولین نے ایک سرکاری مراسلہ کے آخر میں لکھا تھا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو یہ پہلے سے منظور تھا کہ وہ لوگ جنھوں نے اس جنگ کو برپا کیا تھا پہلی ہی ضربوں کے سامنے فنا ہو جائیں"

اس وقت نپولین ایسی مسلسل فتوحات کے بعد پیرس کو واپس آیا تھا کہ تاریخ میں جن کی نظیر نہیں۔ جیسا مذکور ہو چکا ہے۔ وہ فوراً اسینٹ کلاوڈ کو گیا اور وزراء

کو جمع کیا۔ جیسا وہ اس وقت خوش حال تھا ایسا کبھی نہ تھا۔ اُس کے بشرہ سے خوشی ٹپکی پڑتی تھی۔

اُس نے کہا "یہ تو یقین ہے کہ یورپ میں بڑی صلح ہوگئی۔ رہی بحری صلح تو تمامی بادشاہ ملکہ اس کو جبریہ حاصل کرلینگے۔ آؤ اب اپنی عظمت سے فائدہ اٹھائیں اور تجارت کی طرف توجہ کریں۔ اور اب میں سپہ سالاری کا پیشہ اچھی طرح کرچکا۔ اور اب میں تمھارے ساتھ وزیر اعظم کی طرح کام کرونگا اور فوجی انتظاموں کے بجائے اب ملک کی اندرونی فلاح کی تدبیریں کرونگا" پھر اس کے بعد شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم معہ جملہ ارکین کے نوٹری ڈیم کی گرجا کو گئے اور تلسٹ کے صلح نامہ کی خوشی اور شکرگذاری میں خدا کی حمد کے راگ گائے گئے۔

(۲۸۵)

باب سی و ہفتم

ملکی منصوبے

لوئی بوناپارٹ کے نام خطوط۔ جیروم بوناپارٹ۔ ٹربیونیٹ Tribunate کی موقوفی۔ نپولین کا کونسل میں حال۔ مقتول افسروں اور سپاہیوں کے بچے۔ دور اندیشی سے بھری ہوئی حکمتِ عملی۔ وزیر داخلہ کی رپورٹ۔

نپولین نے جسمانی آرام اور اظہار مسرت کے متعلق دھوم دھام یا جشن میں ایک دن بھی ضایع نہ کیا بلکہ اپنے جانے مانے عزم و ثبات سے فرانس کی ترقی اور سرسبزی کی تجویزوں میں مصروف ہوگیا۔ نہایت احتیاط سے سفیروں کا انتخاب کیا گیا اور اور وہ یورپ کے بادشاہوں کے درباروں کو روانہ کئے گئے اور اُن کو مفصل طور سے اس بات کی ہدایت کردی گئی کہ جہاں تک ہوسکے ان بادشاہوں سے جملہ امور میں اتفاق کرکے وہی تجویز کریں کہ انگلستان سے صلح ہوجائے۔ کیونکہ جیسا روس کے بادشاہ نے تجویز کیا تھا کہ انگلستان سے صلح کا پیغام کیا جائیگا۔ اور ہنوز یہ ممکن تھا کہ انگلستان ایسے پیغام کو نہ سنے اور صلح نہ کرے۔ اس جنگ میں یہ ممکن تھا کہ کوئی طاقت شرکت سے اپنے تئیں علحدہ رکھ سکتی۔ وہ بادشاہ

جو انگلستان کے جہازوں کو اپنے بندروں میں آنے کی اب تک اجازت دے رہے تھے ضرور تھا کہ نہایت کافی طور سے وہ انگلستان کو مدد دے رہے تھے۔ اس کے خلاف جن بادشاہوں نے انگلستان کے جہازوں کا اپنے بندروں میں آنا اور مال اُتارنا موقوف کر دیا تھا وہ یوروپ کے اُن متفقہ بادشاہوں کے شریک تھے جو انگلستان کو صلح پر مجبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کیسے تعجب کا مقام ہے کہ یہ متحدہ بادشاہ وہی تھے جو کل تک نپولین کے مقابلہ میں شمشیر بہ کف تھے۔ اور لیجئے آج وہ دن ہے کہ نپولین نے اپنے عزم و ثبات اور خوش تدبیری سے ان سب کو انگلستان کا مخالف کر دیا ہے۔ اُن لوگوں کے حقوق کو دونوں فریقوں نے نظر انداز کر دیا جو ان فریقوں میں سے کسی فریق کے شریک ہونا چاہتے تھے سب سے پہلے انگلستان نے ان لوگوں کی خبر لی۔ یعنی ان کی تجارت کو کیا فرانس اور کیا فرانس کے رفقاء کے ممالک سے قطعی بند کر دینے کا حکم دیا۔ نپولین نے بھی سختی کا سختی سے مقابلہ کیا اور حکم دے دیا کہ انگلستانی مال قطعی نہ خرید کیا جائے۔ ہالینڈ کو سب جانتے ہیں کہ قطعی تجارتی ملک ہے۔ لوئی بوناپارٹ نہایت نیک مزاج اور صلح پسند طبیعت کا فرماں روا تھا اور اُسے صرف اپنی رعایا کی بہبودی کی فکر تھی اور اُن جھگڑوں سے جو یورپ میں ہو رہے تھے اُسے کوئی تعلق نہ تھا اور نہ وہ اُن قواعد ہی کے اجرا پر مائل تھا جو یوروپ میں جاری ہو رہے تھے۔ پس اُس کے تمامی ملک میں خفیہ طور سے بلا ادائے محصول بہت سا ممنوع مال داخل ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس پر نپولین نے ایک خط کے ذریعہ حسب ذیل تنبیہہ کی:-

صفحہ ۲۷۶

فرماں رواؤں کو لازم ہے کہ اپنے طرز عمل میں صرف موجودہ وقت کا ہی لحاظ نہ رکھیں بلکہ آیندہ کی بھی فکر کریں۔ ایک جانب تو انگلستان ہے جس نے اپنی کوشش سے

وہ اقتدار حاصل کیا ہے کہ تمام دنیا پر دباؤ ڈال رہا ہے اور دوسری طرف فرانس اور یوروپ کے دوسرے فرماں روا ہیں جنھوں نے اتحاد کے ذریعہ سے استحکام حاصل کیا ہے اور اب وہ انگلستان کی برتری کو گوارا نہیں کر سکتے۔ ان فرمانرواؤں کی بھی تجارت اور نوآبادیاں ہیں اور ساحل کے اعتبار سے انگلستان کے مقابلہ میں یورپ کا زیادہ ساحل ان فرماں رواؤں کے قبضہ میں ہے۔ لیکن ان میں اتحاد نہ تھا اور انگلستان نے ان پر جدا جدا حملے کئے اور انگلستان کو ہر ایک سمندر میں فتح ہوئی اور اُس نے تمامی بحری افواج کو غارت کر دیا۔ روس، سویڈن، فرانس اور اسپین کے پاس کافی ذریعے موجود ہیں کہ بحری طاقت قایم کریں لیکن اُن کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اپنے بندرگاہوں کے باہر وہ ایک جہاز بھی نہیں بھیج سکتے۔

"میں صلح کا خواہشمند ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ممکن ہو فرانس کی آبرو میں بھی فرق نہ آئے اور یہ صلح بھی ہو جائے۔ اور اس کے لئے فرانس ہر طرح سے مستعد ہے۔ ہر روز مجھے زیادہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ صلح ہونا چاہئے اور یورپ کے دوسرے فرماں رواؤں کا بھی میری ہی طرح حال ہے۔ مجھے انگلستان سے کوئی خواہ مخواہ کی عداوت نہیں ہے۔ نہ مجھے کوئی ایسی نفرت ہے کہ جس پر میں غالب نہیں آسکتا۔ لیکن انگلستان میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے۔ میں نے یوروپ میں بڑی لحاظ سے جو کچھ انگلستان کے خلاف کارروائیاں کی ہیں وہ ایسے حسد یا بلند نظری کی وجہ سے نہیں کی ہیں جیسا میرے دشمن خیال کر رہے ہیں۔ بلکہ صرف اس نیت سے کی ہیں کہ انگلستان ناچار ہو کر متنازعہ فیہ باتوں کو طے کر دے۔ مجھے اس سے کوئی رنج نہیں ہے کہ انگلستان امیر اور خوش حال بنے۔ اور اس سے میرا کوئی نقصان نہیں بشرطیکہ فرانس اور یورپ

کے دوسرے ممالک بھی انھیں حقوق سے فائدہ اُٹھائیں جن سے انگلستان اُٹھا رہا ہے۔

پس یوروپ کے فرماں رواؤں کا اتحاد کسی اور غرض پر مبنی نہیں ہے صرف اتنی ہی منشا ہے کہ وہ وقت جلد آجاے کہ فرانس اور یوروپ کے دوسرے ممالک کے حقوق صاف طور سے قایم ہوجائیں۔ شمالی فرماں روا دوسروں کی تجارت کو مسدود کرنے کے اصول پر سختی سے عمل کر رہے ہیں اور اس سے اُن کی تجارت بڑی ترقی پر ہوگئی ہے۔ اب پرشیا کی دستکاری اسی وجہ سے فرانس کی دستکاری کا مقابلہ کرنے لگی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ فرانس اپنے تمامی ساحل پر جو خلیج لیانس سے بحر ایڈریاٹک تک پھیلا ہوا ہے کسی غیر ملک کی ساخت کی اشیا آنے نہیں دیتی۔ اور یہی بات میں اسپین میں جاری کرنے والا ہوں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم پرتگال کو انگلستان کے ہاتھ سے چھین لینگے اور اسپین کے ساحل کو دونوں سمندروں یعنی اٹلانٹک اور بحر روم میں فرانس کی حکمت عملی کا پابند کر دینگے۔ پس یورپ کا کل ساحل انگلستان کی اشیا کا اپنے یہاں آنا موقوف کر دیگا۔ صرف ٹرکی میں انگریزی مال جاے گا اور اس سے کوئی ایسا نقصان نہیں ہے کیونکہ ترک یورپ کے ساتھ تجارت ہی نہیں کرتے ہیں۔

"اب تم کو دیکھنا چاہیئے کہ ہالینڈ میں انگلستان کا مال برابر آرہا ہے اور اُس کے پھر کیا نتیجے ہونے والے ہیں۔ اس سے انگلستان والوں کو بڑی منفعت ہوگی اور یہی رقم وہ ہمارے مقابلہ میں جنگ میں صرف کرینگے اور اسی روپیہ کو امداد میں دوسری فرماں روائیوں میں بھیجیں گے کہ وہ بھی ہمارے مقابلہ پر آمادہ ہوں۔ پس آپ کا اور ہمارا دونوں کا فرض ہے کہ انگلستان کی متنفی حکمت عملی کے خلاف حفاظت کا انتظام کریں۔ چند سال کی اور حاجت ہے کہ انگلستان بھی ہماری طرح صلح کی تمنا کرنے لگے گا۔ اب یہ بھی دیکھ لو کہ تمھارا ملک کس موقع سے واقع ہوا ہے اور جن باتوں کی

طرف میں اشارہ کر رہا ہوں وہ تمھارے ملک کے لئے جسقدر مفید ہیں اسقدر فرانس کے لئے نہیں ہیں کیونکہ ہالینڈ بحری اور تجارتی ملک ہے۔ اور اُس میں عمدہ عمدہ بندرگاہیں۔ جہاز ہیں۔ ملاح اور جہازراں ہیں۔ لایق سپہ سالار ہیں۔ اور ایسی نوآبادیاں ہیں جن پر ہالینڈ کی گرہ سے کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اور ہالینڈ کے باشندے فن تجارت سے انگلستان والوں کی طرح واقف ہیں۔ پس ہالینڈ کو اپنے اتنے بہت سے فوائد کو محفوظ رکھنے کی سعی کرنا چاہیئے۔ اور اگر صلح ہو گئی تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ پہلے کی طرح وہ سرسبز نہو جاے۔ فرض کرو کہ چند سال اُس کو تکلیف ہی پہونچیگی۔ لیکن پھر بھی یہ بات اس سے بہتر ہے کہ ہالینڈ کا بادشاہ انگلستان کا ایک گورنر بن کر رہے۔ اور ہالینڈ اور اُس کی نوآبادیاں برطانیہ اعظم کی باجگذار ہوں پس تمھارا انگریزی تجارت کو پناہ دینا وہی نتیجے پیدا کریگا جو میں ابھی بیان کرچکا اور سسلی اور پرتگال کی مثالیں تمھاری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔

"اچھا وقت گذرنے دو اور دیکھو لیل ونہار کا کیا رنگ ہوتا ہے۔ تم اپنی شراب کی نکاسی چاہتے ہو۔ انگلستان کو اس کی حاجت ہے۔ اب اُس مقام کو دریافت کرو جہاں انگریزی مال بلا ادائے محصول اُتارا جاتا ہے۔ اپنی شراب شوق سے فروخت کرو لیکن قیمت میں زر نقد لو۔ جنس تبادلہ میں مت لو۔ اور دیکھو خبردار قیمت نقد ہی لو اور تبادلہ میں جنس ہرگز ہرگز مت لو۔ آخر کار صلح ہو گی اور اُس وقت انگلستان سے تم تجارتی معاہدہ کر لینا شاید میں بھی انگلستان سے ایسا عہدنامہ کروں نگا۔ لیکن معاہدہ تو کرونگا مگر فریقین کے حقوق کی ذمہ داری پہلے کرا لونگا اور اگر انگلستان کی بحری فضیلت کو مان بھی لینگے جو اُس نے اپنے خزائن کو اور اپنی جان کو دے کر حاصل کی ہے اور جو فضیلت اُس کو قدرتی طریقہ سے ہونا بھی چاہیئے اسلئے کہ جغرافیہ کے اعتبار سے انگلستان واقع ہی ایسا ہوا ہے اور اُس کے

مقبوضات کو بھی تسلیم کرلیں جو بہرسہ اکناف عالم میں اُس کے پاس ہیں تو کم از کم اتنا تو
ضروری ہوگا کہ ہمارے جہاز سمندروں میں آزادی سے پھرینگے اور اُن کی توہین نہ
کی جائیگی اور ہماری تجارت برباد نہ ہوگی ۔ سردست تو ہم یہ انتظام کرتے ہیں کہ انگلستان
یوروپ کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرنے پائے"۔

یاد ہوگا کہ نپولین نے اٹروریا کی حکومت اسپین کے دو شاہزادوں کے سپرد
کی تھی ۔ یہ بادشاہ جو کاہل وجود آدمی تھا اور مزاج میں سخت عیاشی تھی جلد مرگیا ۔ پس
اس کی ملکہ جو بادشاہ اسپین کی بیٹی تھی اپنے خورد سال بیٹے کی طرف سے نائب السلطنت
تھی ۔ یہ بھی نہایت بودی اور بے پروا عورت تھی ۔ نہ تو وہ یوروپ کے اُس نئے انتظام
کی قدر ہی جانتی تھی اور نہ اُس کو سمجھ ہی سکتی تھی جو نپولین کے اب پیش نظر تھا اور وہ
اُس پر عمل درآمد کرنا چاہتا تھا ۔ اور انگریز لیگھارن میں اسی طرح آزادی سے تجارت کرتے تھے جس سے
یوروپ میں پھیل جاتا تھا ۔ پس نپولین نے حکم بھیجدیا کہ یوجین چار ہزار فوج لیجا کر لیگھارن
میں تمام انگریزی مال پر قبضہ کرلے اور اس کے بعد انگریزوں کے حملہ کے مقابلہ میں
لیگھارن کو مستحکم کرکے برلن ڈکری کے نفاذ پر زور دے ۔ یہ جو دوسری کا فعل تھا لیکن
اس کے جواب میں نپولین نے کہا کہ دنیا صلح کی خواہشمند تھی ۔ اور انگلستان کی تمام
سمندروں پر حکومت تھی اور انگلستان پر زور سے کوئی فتح حاصل نہ کرسکتا تھا اور
اُس کو صلح کرلینے پر مجبور کرنے کا اگر کوئی طریقہ تھا تو یہی تھا کہ اُس کی تجارت پر حملہ
کیا جائے اور اس بات پر تمام یوروپ آمادہ تھا ۔ پس نپولین کو معلوم ہوا کہ ایک
نالائق ملکہ کا جو اٹروریا پر برائے نام حکومت کررہی تھی اور ایک بڑی تجویز کے پورا
ہونے میں بارج تھی اب حاکم رہنا مناسب نہ تھا ۔

۷۷ ص

نپولین کا سب سے چھوٹا بھائی جیروم بوناپارٹ اس زمانہ میں اکیس برس کا
اوجڈ اور بے فکر رحم دل نوجوان تھا اور اُس کی اس حالت سے نپولین ناراض

رہا کرتا تھا۔ اُس کو نپولین نے ایک چھوٹے جنگی جہاز کا کپتان کر دیا تھا اور اُس کو چھوٹا ناز ند کہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جیروم نے کچھ مزید روپیہ طلب کیا اس پر نپولین نے لکھا:-

"مسٹر بحری کپتان صاحب۔ میں نے آپ کا خط پڑھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ فوراً اپنے جہاز پر تشریف لے جا کر وہ کام سیکھیں جو آیندہ آپ کی ناموری اور شہرت کا باعث ہونے والا ہے۔ میری رائے میں آپ کا جوان مرجانا بہتر ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ ساٹھ برس کی عمر تک جئے اور اپنے ملک کی خدمت نہ کی یا اپنے پیچھے نیک نام نہ چھوڑا تو اس سے تو یہی اولیٰ تھا کہ آپ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے۔"

اپنے بحری سفروں کے اثنا میں جیروم نیویارک کو بھی گیا اور وہاں بالٹی مور کے امیر سوداگر کی نوجوان حسین بیٹی مس ایلیزبتھ سے شادی کر لی۔ نپولین ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ فرانس کے قانون کے موافق فرانسیسی شاہزادہ کی ایسی شادی جس میں فرانسیسی گورنمنٹ کی منظوری نہ لی جائے ناجائز تھی کیونکہ اس شاہزادہ کی اولاد فرانس کے تاج و تخت کی وارث ہو سکتی تھی۔ فرانس کی بہبودی کے خیال سے یہ بات اشد ضروری تھی کہ اُن شاہزادوں کی شادیاں جو فرانس کے تخت کے وارث ہو سکتے تھے ایسے خاندانوں میں ہونا چاہئے تھیں جن سے فرانس کو تقویت ہو۔ پس نپولین نے اس شادی کو ناجائز قرار دیکر حکم دیدیا کہ یہ لڑکی فرانس نہ آنے پائے۔ پس یہ لڑکی اپنے خورد سال بچہ کو ہمراہ لے کر بڑے رنج و غم سے بالٹی مور کو واپس چلی گئی اور جیروم کی شادی ورٹم برگ کے بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ کر دی گئی۔ اور نپولین نے اُس کو ویسٹ فیلیا کا بادشاہ کر دیا۔ اُس کا بیٹا پرنس نپولین اب فرانس کی شاہنشاہی کا وارث ہے۔ اور وہی شاہنشاہ ہوگا اگر کوئی نپولین کا بیٹا زندہ نہ رہا۔

یاد ہو گا کہ فرانسیسی گورمنٹ میں تین مجلسیں تھیں۔ یعنی سینیٹ۔ ٹری بیونیٹ اور لیجسلیٹو باڈی۔ نپولین نے چاہا کہ ٹری بیونیٹ اور لیجسلیٹو باڈی۔ کے ارکین اور کارمنصبی کو ملا کر ایک کردے۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا کہ ٹری بیونیٹ کی مجلس قطعی فضول تھی اور اس پر پانچ لاکھ فرانک کا صرفہ پڑتا تھا۔ اسی واسطے میں نے اس کو توڑ دیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ میرے اس طرح قانون سے انحراف کرنے پر بڑا غوغا مچے گا۔ لیکن میں قوی تھا۔ جمہور پر مجھے پورا بھروسہ تھا اور میں اپنے تئیں مصلح خیال کرتا تھا۔ کم سے کم اتنا تو ضرور صحیح ہے کہ میں جو کچھ کرتا تھا بھلائی کے واسطے کرتا تھا۔ اور اگر میں ریاکار ہوتا یا میری نیت میں فرق ہوتا تو میں ٹری بیونیٹ قایم کر دیتا اور بہنگام ضرورت وہ میرے خیالات کی تائید اور ارادوں کی منظوری کرنے کو آمادہ رہتا۔ لیکن یہی وہ بات ہے جو تمام اپنے عہد حکومت میں میں نے نہ کی اور نہ اس کی جستجو کی اور میں نے وعدہ۔ روپیہ یا عہدہ کے معاوضہ میں نہ کبھی رائے کو مول لیا اور نہ کسی فیصلہ کو حاصل کیا۔"

اپنے دیوان کے مشیران خاص کو نپولین نے بڑی احتیاط سے انتخاب کیا تھا اور اس مجلس میں ہر ایک محکمہ کے لایق ترین اشخاص کو جہاں وہ دستیاب ہوئے انتخاب کر کے مقرر کیا تھا۔ کونسل میں علیحدہ علیحدہ گروہ تھے تاکہ ادب۔ سائنس قوانین۔ دیوانی۔ حربی۔ بحری اور مذہبی امور پر رپورٹ دیں۔ جسوقت فرانس کی سلطنت میں کوئی نیا صوبہ اضافہ ہوتا تھا۔ نپولین اُس صوبہ کے لایق ترین شخصوں کو تلاش کر کے اپنے مشیروں کے گروہ کو تقویت دیتا تھا

جنیوا۔ فلورینس۔ ٹیورن اور ہالینڈ سے ایسے ایسے ذکی اور لایق شخص اس کے ہاتھ آئے تھے کہ اُس کے زوال کے بعد بھی وہ اپنی جگہ پر قایم رہے

اور بعد کو جب وہ اپنے ممالک کو واپس گئے تو وہاں کے بادشاہوں نے اُن کو بہت بڑے بڑے عہدے عنایت کئے۔

مشیروں کا جلسہ عموماً ٹوئی لریز میں ہوا کرتا تھا۔ یا اگر نپولین سینٹ کلاوڈ میں ہوتا تو اراکین کو وہیں طلب کر لیتا اور خود عموماً میر مجلسی کیا کرتا۔ اُس کی کرسی مہاگینی لکڑی کی فرش سے ایک فٹ اونچی ہوتی تھی اور سامنے کئی لمبی میزیں بچھی ہوتی تھیں۔ جن کے قریب اراکین بیٹھے ہوئے تھے۔ کبھی نپولین سر جھکا کر خیال میں غرق ہو جاتا اور بظاہر معلوم ہوتا کہ مباحثہ کی طرف قطعی متوجہ نہیں ہے۔ اور بعض وقت اُس کی تیزی طبیعت برقی اثر سے اُس کے تمام جسم کو سرعت اور چابکی سے بھر دیتی بعض وقت وہ اپنے آنے کی اطلاع بھیجتا۔ کبھی وہ اچانک آموجود ہوتا۔ اور کبھی ٹوئی لریز کی سیڑھیوں پر طنبور کے بجنے سے معلوم ہوتا کہ وہ آرہا ہے۔ بادشاہ کی نشست کی کرسی اپنی جگہ پر قایم رہتی۔ اور جب وہ خود موجود ہوتا تو وزیر اعظم صدارت کی کرسی پر بیٹھتا۔ اُس کی کرسی شاہنشاہ کی خالی کرسی کے قریب بچھا دی جاتی۔ جب کام شروع ہوتا دروازے مقفل کر دئے جاتے اور پھر کوئی رکن جسے دیر ہو جاتی اندر آنے نہ پاتا۔

یہ نشست کتنی ہی دیر تک کیوں نہ ہوتی لیکن شاہنشاہ کی جبین سے تکان کے آثار ہرگز ظاہر نہ ہوتے۔ بسا اوقات سینٹ کلاوڈ میں نو بجے صبح سے شام کے پانچ بجے تک رہا کرتے تھے۔ اور پھر وہ غسل کر کے اُسی وقت کام میں ایسی مصروفیت سے مشغول ہو جاتا کہ گویا کسل یا ماندگی سے اُس کو کوئی علاقہ ہی نہ تھا۔ اُس کا قول تھا کہ ایک گھنٹہ کا نہانا میرے لئے چار گھنٹے سونے کی برابر ہے۔" دوسروں سے بھی اُس کو کسی قدر اپنی جیسی دماغی محنت کی توقع ہوا کرتی تھی۔ اگر رپورٹ لکھی جانے کو ہوتی تھی تو دوسری صبح کو اُس کی تحریر کا حکم دیا جاتا تھا اگر کونسل کے کسی ممبر کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ قانون سازی مجلس

میں قانون کا مسودہ پیش کرے تو اُس کو اپنی رپورٹ تیار کرنے کے واسطے دو گھنٹہ کی بھی مشکل سے مہلت دیجاتی تھی۔ اگر وہ خود اپنی زبان سے کچھ بول کر لکھنے کا حکم دیتا تو اسقدر تیز بول جاتا کہ وہ بول چکتا اور کئی صفحے لکھنے کو باقی رہ جاتے۔ تاہم اُس کے میر منشی ایسے قابل اور لایق تھے کہ جب وہ لکھ چکتے تو شاذ ہی کہیں پر تبدل او رتغیر کرنا پڑتا۔

فصاحت کی شان وشوکت دکھانے کا اُس کی مجالس میں قلت وقت کی وجہ سے مقرروں کو موقع نہ ملتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک نئے ممبر صاحب نے کچھ فصاحت و بلاغت جھاڑی اور اس پر ایسا قہقہہ لگا کہ بیچارے سٹ پٹا گئے۔ نپولین سادہ تقریر لیکن پر معنی چاہتا تھا۔ کونسل میں تمامی علوم کے ماہر ہی اراکین نہ تھے بلکہ مدبران زمانہ بھی رکن تھے۔ نپولین چاہتا تھا کہ سلطنت کے تمامی لایق اور علوم کے ماہر اُس کی مجالس میں اراکین ہوں۔

مجالس میں بڑی آزادی سے بحث ہوتی تھی۔ اور جن لوگوں کی راے شاہنشاہ معلوم کرنا چاہتا تھا اُن کو بڑے اصرار سے تقریر کرنے پر مجبور کرتا تھا ایک مرتبہ وہ مجلس میں ایسے موقع پر آیا کہ اراکین میں کسی امر پر نہایت ہی جوش کے ساتھ بحث ہو رہی تھی۔ اس بات کی خبر آئی تھی کہ جنرل ڈیو پانٹ کے ماتحت فرانسیسیوں کے ہمراہی اسپین والوں نے دشمن کی اطاعت قبول کر لی۔ اور فرانس کی شکست کا یہ پہلا موقع تھا۔ جس وقت نپولین نے اس موقع کی تفصیل شروع کی تو اُس کی آواز میں لغزش پیدا ہو گئی۔ جنرل ڈیو پانٹ سے وہ نہایت ناخوش تھا۔ اور جب اُس نے اُن ذریعوں کو بیان کرنا شروع کیا جنسے نہایت ہی نازک حالت میں جنرل ڈیو پانٹ چارہ جوئی کر سکتا تھا تو اُسنے بڑے جوش سے ہاں بیشک۔ کارنیل کے ڈراما میں ہارسیں نے نہایت ہی صحیح کہا ہے۔ یعنی جب اُس سے پوچھا گیا کہ آخر آپ کا فراری بیٹا کرتا کیا ؟ تو ہارسیں کے جواب میں

کہا کہ اُس کو مرجانا چاہئے تھا یا عالی حوصلہ بہادروں کی طرح وہ شجاعت دکھائی ہوتی جو مایوسی میں دکھائی جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جو کارنیل پر اس بات کا عیب لگاتے ہیں کہ اُس کی پہلی بات کا اثر بعد کو آنے والی بات سے پھینکا پڑ جاتا ہے۔ انسان کی فطرت سے ہرگز آگاہ نہیں ہیں۔"

ایک موقع پر توپ خانہ کے پُرانے افسر جنرل گسنڈی نے جو نپولین کا پُرانا رفیق تھا سیاست مُدن پر خیالی تجاویز کی حمایت کی جن پر ہرگز عمل نہ ہو سکتا تھا۔

نپولین نے طنز سے پوچھا "جنرل صاحب یہ سب واقفیت آپ کو کس ذریعہ بہم پہونچی ہے"

اس سوال پر اس ناتراشیدہ سپاہی کو قدرے بُرا معلوم ہوا اور جواب میں کہنے لگا "جہاں پناہ یہ سب اصول میں نے خود حضور سے سیکھے ہیں۔"

شاہنشاہ یہ جواب سن کر محبت سے بولا۔ جنرل کیا کہتے ہو۔ ایں مجھ سے؟۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ اگر سلطنت سنگ خارا کی بھی بنی ہوئی ہو تو ارباب تدبر اُس کو پیس کر سرمہ کر دینگے۔ نہیں جنرل تم۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنی جگہ پر سو گئے ہوگے اور یہ سب نیند میں دیکھا ہے۔"

اب موقع پا کر اس اکھڑ سپاہی نے جواب دیا "ہم سو گئے ہونگے۔ یا ہم سو جاتے ہیں؟ اور یہ جتنے حضرات اراکین موجود ہیں میں ان سے بازی بدتا ہوں کہ ایک صاحب تو ذرا سو کر مجھے مجلس میں دکھا دیں۔ جہاں پناہ ہجوم کار نے ہم کو ایسا عذاب میں نہیں ڈالتے کہ ہم کو ذرا بھی آرام کا موقع ملے۔"

اس حاضر جوابی پر تمام اراکین بے اختیار ہنس پڑے اور شاہنشاہ بھی خوب ہی ہنسا۔

ایک عورت قتل کے معاملہ میں تین مرتبہ ملزم ہوئی اور تینوں مرتبہ رہا ہوئی

لیکن کارروائی میں کچھ ایسی بے ضابطگی ہوئی کہ چوتھی مرتبہ اُس کا مقدمہ پھر پیش ہوا نپولین نے ازروے انصاف اس بیچاری عورت کی طرف سے رہائی کا دعوی کیا۔ اور تمامی مجلس کے مخالف ہوکر تنہا بحث کی اور آخر میں یہ طے پایا کہ شاہنشاہ کو معاف کردینے کا حق حاصل ہے لیکن قانون کی رو سے تو کوئی گنجایش نہیں ہے اور قانون کا نفاذ ضرور ہوگا۔ نپولین نے اس کے جواب میں کہا" اے شرفا۔ مجلس میں فیصلہ کثرت راے پر ہوتا ہے اور میں تنہا رہ گیا ہوں اور سواے مغلوب ہوجانے کے مجھے اور کیا چارہ ہے لیکن میں ایمان سے کہتا ہوں کہ صرف ضابطہ کی رو سے میں مغلوب ہوا جاتا ہوں۔ آپ نے مجھے خاموش کردیا ہے۔ لیکن مجھے قایل نہیں کردیا ہے۔"

ایک اور موقع پر ایسا جوش بڑھا ہوا تھا کہ راے دینے کی حالت میں شاہنشاہ کو تین مرتبہ روک دیا گیا اس پر اُس شخص کی طرف مخاطب ہوکر جس نے ایسی خلاف ورزی سے روکا تھا اُس نے سخت لہجہ سے کہا " جناب ابھی میری تقریر ختم نہیں ہوئی ہے۔ اور میں التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے تقریر جاری رکھنے کی اجازت دیں اور مجھے یقین ہے کہ اس مجلس میں ہر فرد کو اپنی راے ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے" اس پر بھی سب کے سب ہنس پڑے اور خود شاہنشاہ بھی بڑی خوش دلی سے ہنسنے لگا۔

اپنے مجروح سپاہیوں کی خبرگیری اور مقتول سپاہیوں کے بچوں کی پرورش کی طرف شاہنشاہ کو نہایت ہی توجہ تھی۔ اُس کے شکرگذار دل میں ہمیشہ یہی پیچ و تاب رہتا تھا کہ ایسے جاں نثاروں کی خدمت کا کس طرح سے پورا حق ادا کیا جائے جنھوں نے اُس کی خاطر وہ وہ مصائب برداشت کی تھیں کہ قیاس و یقین سے باہر ہیں۔ مجلس میں ایک مرتبہ اُس نے یہ تجویز کی کہ محکمہ گیرائی۔ اکاری اور تحصیل

مالگذاری میں جتنی اسامیاں خالی ہوں مجروح سپاہیوں یا ان سپاہیوں کو جو خدمات فوجی سے سبکدوش ہو گئے ہیں اور ہنوز دوسری خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ دی جایا کریں۔ اس پر بہت سختی سے اختلاف کیا گیا۔ اور نپولین نے کہا کہ سب آزادانہ رائے ظاہر کریں۔

مانشیور مالیوٹ نے کہا: "اگر اس تجویز پر عمل درآمد کیا گیا تو مجھے یہ خوف ہے کہ قوم کے دوسرے فرقوں کے جمہور اپنے تئیں ستایا ہوا سمجھیں گے کیونکہ ایسی حالت میں فوجی صیغہ کو ترجیح دی جاری ہے"

شاہنشاہ نے جواب دیا کہ "تم ایسی حالت میں کہ کوئی امتیاز والی بات موجود نہیں ہے۔ ایک امتیاز پیدا کر رہے ہو۔ فوج کے لوگ کوئی غیر ہیں۔ کیا وہ قوم میں داخل نہیں ہیں۔ اور جس نازک حالت میں ہم سب ہیں اس کو دیکھتے ہوئے سلطنت کا کوئی رکن سپاہی ہونے کی حالت سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اور سپاہی کا پیشہ اختیار کرنا اب پسند پر موقوف نہیں ہے بلکہ ضروری ہے۔ چونکہ فوج میں کثرت سے لوگوں کو داخل ہونا پڑا ہے لہذا ان کے قدیمی پیشے خواہ مخواہ ان سے چھوٹ گئے۔ پس ان لوگوں کی اگر رعایت کی جائے تو کون سی ناانصافی ہے۔

اس پر مانشیور مالیوٹ نے جواب دیا کہ: "اس سے کیا یہ نتیجہ نہ اخذ کیا جائیگا کہ جہاں پناہ کا یہ ارادہ ہے کہ آئندہ جس قدر عہدے خالی ہوں وہ سپاہیوں کو دئے جائیں۔"

شاہنشاہ نے جواب دیا: "ہاں واقعی میرا یہی ارادہ ہے۔ صرف سوال تو یہ باقی ہے کہ آیا مجھے ایسا کرنے کا حق بھی حاصل ہے یا نہیں۔ کانسٹیٹیوشن نے یہ اختیار تو مجھے دیا ہے کہ تمامی عہدوں پر لوگوں کو نامزد کر دیا کروں اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اصول عین انصاف پر مبنی ہے کہ جس کو سب سے زیادہ تکلیف

اور صدمہ پہنچا ہو اُس کو سب سے زیادہ معاوضہ دیا جائے" اور پھر آواز کو بلند کر کے اس طرح مخاطب ہوا" اے شرفا۔ جنگ راحت و آرام کا محکمہ نہیں ہے۔ تم تو آرام سے یہاں اپنی کرسیوں پر بیٹھے رہا کرتے ہو اور اطمینان سے ہماری جنگی رپورٹیں یا ہماری فتوحات کے حال پڑھ لیا کرتے ہو۔ تم کو کیا معلوم ہے کہ راتوں میں ہماری پلک سے پلک نہیں لگتی۔ ہم بڑی منزلیں طے کرتے ہیں۔ اور طرح طرح سے عسرت اور تنگی و تکلیف سے گذر کرتے ہیں۔ لیکن میرا حال تمہاری طرح نہیں ہے میں خود ان مہمات میں شریک رہتا ہوں اور ان آنکھوں سے سب کچھ خود دیکھتا ہوں اور بعض اوقات یہی مصائب خود برداشت کرتا ہوں" اگرچہ شاہنشاہ کی بڑی تمنا تھی کہ یہ قانون نافذ ہو جاتا۔ اور اُس نے اُس کی حمایت میں بڑی محنت سے تقریریں کیں لیکن ایسی سخت مخالفت ہوئی کہ آخرکار اُس کو یہ تجویز چھوڑ دینا پڑی۔

آسٹرلٹز میں جتنے سپاہی مقتول ہوئے تھے سب کے بچوں کو نپولین نے متبنیٰ بیٹا کر لیا تھا اور اسی وجہ سے اُن کو اختیار دیا گیا تھا کہ اپنے نام کے سامنے نپولین کا لفظ اضافہ کر لیں۔ ان نوجوانوں میں سے ایک دفعہ ایک نوجوان نے نپولین کو اپنی طرف عجب طرح سے مخاطب کر لیا۔ نپولین نے اُس سے پوچھا کہ تم کونسا پیشہ اختیار کرنا چاہتے ہو۔ اور اُس کے جواب کا انتظار نہ کر کے خود ایک پیشہ کا نام لے دیا۔ جوان نے جواب دیا" نہیں جہاں پناہ میرے باپ نے اتنی دولت نہیں چھوڑی ہے کہ میں اس پیشہ کو کامیابی سے کر سکونگا" نپولین نے جواب دیا" مجھے اس بات سے کیا ہے۔ کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں"؟ نپولین میں جوش ہمدردی بھی اُس کے عزم و ہمت ہی کے پایہ کا موجود تھا۔

شاہنشاہ کا ارادہ ہوا کہ قومی حفاظت کی غرض سے جمہور میں جنگی فریق بندی کر دی جائے۔ پہلا درجہ نوجوان بیٹوں کا تجویز ہوا اور اُن کے سپرد فقط اتنا

کام ہوا کہ شہروں کی فصیلوں تک جایا کریں۔ دوسرے درجہ میں ایسے شخص رکھے گئے جن کی شادی ہو گئی تھی اور ادھیڑ عمر کے تھے اُن کو حکم تھا کہ وہ اپنے پیشے کرتے رہیں اور اُن کو نہ چھوڑیں۔ تیسرے سن رسیدہ لوگ تھے اور یہ اُسی شہر کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے جس میں سے وہ بھرتی کئے گئے تھے۔ جس وقت یہ معاملہ زیر بحث تھا تو شاہنشاہ نے اُس کی ضرورت پر بڑی پر زور تقریر کی تھی۔ اُس کی تیز نگاہ سے معلوم ہو رہا تھا کہ آیندہ کی حالت کی تصویر اُس کی آنکھوں کے سامنے موجود تھی۔ اور آنے والی قوی مصیبت کو وہ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور لیجیے یہ مصیبت بہت جلد آ ہی گئی۔ اراکین میں سے ایک نے نہایت ہی چکر اور ہیر پھیر سے اپنی تقریر میں اس تجویز سے اختلاف ظاہر کیا۔ شاہنشاہ نے فوراً کہا ”جناب جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہیے۔ اپنے خیالات کو چھپانے سے کیا فائدہ۔ جو کچھ کہنا ہے آزادی سے کہو یہاں کوئی دوسرا نہیں ہے“

اس مقرر نے کہا۔ ”اگر یہ تجویز عمل میں لائی گئی تو عام پریشانی پھیل جائیگی اور ہر شخص کو خوف ہو جائیگا کہ قومی محافظوں میں میرا نام بھی درج ہو جائیگا۔ اور یہ خیال ہو گا کہ اندرونی حفاظت کے بہانہ سے یہ محافظ ملک سے باہر بھیجے جائینگے“

شاہنشاہ نے کہا۔ بہت اچھا۔ میں اب آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ اور پھر سب اراکین کی طرف مخاطب ہو کر بولا ”اے شرفا۔ تم صاحب اہل و عیال ہو۔ دولت والے ہو۔ اچھے عہدوں پر ممتاز ہو۔ ضرور تمھارے بہت سے خدمتگار اور چاکر اور تم سے علاقہ رکھنے والے لوگ ہونگے۔ پس یا تو تم بدنیت چالاک لوگ ہو یا قطعی بے پروا ہو کہ جمہور کے خیالات اور اسے پر اثر نہیں ڈالتے ہو۔ آپ مجھ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ پس یہ بتائیے کہ آپ نے یہ کس طرح جانا کہ دوسرے مجھ کو نہیں جانتے ہیں۔ تم نے کب دیکھا ہے کہ اپنی حکومت کے دوران میں

میں نے چالاکی یا دغا سے کوئی کارروائی کی۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ پس مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ پیچ دار تدبیروں پر کاربند ہو کر کارروائیاں کروں۔ شاید میرا قصور یہی ہے کہ میں ہر معاملہ کو صاف علانیہ اور اختصار کے ساتھ جامع الفاظ میں کہدیتا ہوں۔ میں تو صرف اپنے مُنھہ سے اتنا کہدیتا ہوں کہ "میں حکم دیتا ہوں" رہی اُس کی باضابطہ صورت اور تفصیل یہ اُن لوگوں کا کام ہے جو میرے ارادوں کو عملی صورت میں لاتے ہیں اور یہ خدا کو علم ہے کہ آیا مجھ کو اس بارہ میں اپنے تئیں مبارکباد دینے کی وجوہ موجود ہیں یا نہیں۔ پس اگر مجھے افواج کی حاجت ہوتی ہیں سینیٹ سے صاف لفظوں میں کہہ دیتا کہ مجھے فوج درکار ہے اور سینیٹ Senate یہ فوج بہم پہونچاتا۔ یا اگر سینیٹ کے ذریعہ سے بھی یہ فوج بہم نہ پہونچتی تو میں جمہور کو مخاطب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ کس خوشی سے آکر وہ فوج میں شریک ہو جاتے۔ چاہے کوئی کتنا ہی خلاف کہے مگر اصل واقعہ یہی ہے کہ فرانس کے جمہور کو مجھ سے محبت ہے اور وہ میری عزت کرتے ہیں۔ اور ان جمہور کے میری جانب سے نیک خیالات حاسدوں کی نکتہ چینی سے برتر ہیں۔ فرانس کے جمہور میرے سوا کسی دوسرے کو اپنا محسن نہیں جانتے۔ اور میرے ذریعہ سے وہ اُن سب باتوں کا جو اُن کو حاصل ہوئی ہیں لطف اُٹھا رہے ہیں۔ میری وجہ سے اُن کو یقین ہے کہ اُن کے بیٹے اور بھائی بلا امتیاز ترقیاں پا رہے ہیں اور عزت حاصل کر رہے ہیں اور امیر ہو گئے ہیں۔ میرے ہی ذریعہ سے وہ کام میں مصروف ہیں اور اُن کو اُن کی محنت کا صلہ مل رہا ہے اُن کو میری طرف سے ناانصافی کی شکایت کا موقع نہیں ملا ہے۔ اور جمہور یہ سب باتیں دیکھتے ہیں محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ پس یقین رکھو کہ فرانس کے جمہور ہمیشہ اُن تدبیروں سے اتفاق کرینگے جو ہم اُن کی بہبودی کے لئے عمل میں لائینگے۔

"پس اُس فرضی اختلاف سے جس کا اشارہ کیا جا رہا ہے دھوکا مت کھاؤ یہ اختلاف پیرس کے ایوانوں میں پایا جا رہا ہے جمہور کے گروہ میں اس کا وجود نہیں ہے۔ میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اس تجویز میں میرا کوئی پوشیدہ مقصد نہیں ہے کہ میں قومی محافظوں کو فرانس سے باہر بھیجوں۔ اس وقت میرے خیالات صرف یہیں تک محدود ہیں کہ ایسی تدبیر کروں جس سے فرانس کے قیام۔ امن چین اور حفاظت کے سامان درست ہو جائیں۔ پس فوراً قومی محافظین کا گروہ قایم کرنے کی تجاویز کیجیئے تاکہ ہر شہری کو خطرہ کے وقت پر معلوم رہے کہ اُس کا فرض کیا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ضرورت ہو تو یہ مانشیور کیسے سربز جو سامنے موجود ہیں اپنے کندھے پر بھی ایک بندوق رکھیں۔ پس جب یہ ہوگا تو ہماری قوم نہایت ہی مستحکم قوم بنجائیگی اور انسان اور زمانہ کے حملوں کا مقابلہ کر سکے گی۔"

رفاہ عام کے کام جن کی طرف نپولین نے اپنی توجہ مبذول کی اس قدر کثرت سے ہیں کہ یہاں پر اُن کے لکھنے کی گنجایش نہیں ہے۔ چالیس ہزار میل سے زیادہ پختہ سڑکوں کا ایسا جال بنایا گیا کہ تمام ملک فرانس کو گھیر لیا۔ سمپلن۔ کوہستان سنیس اور کوہستان جینیوز کی یادگار سڑکوں کی تکمیل کی اشد تاکید کی گئی۔ چودہ پُل تعمیر کیئے گئے جن میں سے بعض آج تک یورپ کی حیرت انگیز یادگاروں میں شمار ہوتے ہیں نہایت ہی عظیم الشان ایسی دو نہریں کھودی گئیں کہ تمام ملک فرانس سیراب ہو گیا اور کشتیاں چلنے لگیں۔ اینٹ ورپ میں ایسی حیرت انگیز عمارتیں تعمیر ہوئیں کہ تمام دنیا کی حیرت کا باعث ہیں۔ تمام فرانس کے قلعوں کا معائنہ کیا گیا اور مرمت ہوئی پیرس میں تیس فوارے قایم کیئے گئے جو شبانہ روز جاری رہتے تھے۔ اور کیروزیں اور اٹولی کے عظیم الشان محرابوں کو ہزاروں کاریگروں اور مزدوروں نے مل کر گویا بزور طلسم فوراً تعمیر کر دیا۔ ان کے علاوہ ڈینڈوم کا ایوان۔ میڈلین کا نفیس مندر

ایجلسٹو ہال کی رو کار۔ نیوا پسجنج کا محل یہ سب نپولین کے تعمیر کرائے ہوئے ہیں۔
اس سے پہلے فرانس میں نہ ایسی سرسبزی تھی نہ فرانس کے لوگ ایسے کام میں مصروف تھے۔ ملک میں نہایت ہی امن وامان تھی۔ نپولین کی ہردل عزیزی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ انگلستان نے سب بحری تجارت کو روک دیا تھا۔ لیکن نپولین ایسا دکی شاہنشاہ تھا کہ اُس نے نئی بری تجارت کا دروازہ کھول دیا تھا۔ سڑکوں پر کثرت سے گاڑیوں کی آمدورفت تھی اور نہروں میں قیمتی مال تجارت سے لدی ہوئی کشتیاں آتی اور جاتی تھیں۔

اب ہم ذیل میں سر آرچی بالڈ ایلی سن کی عبارت کو جو صاحب موصوف نے وزیر داخلہ کی رپورٹ سے اخذ کرکے تحریر فرمائی ہے درج کرتے ہیں اور اس سے ثابت ہو جائیگا کہ ہم نے جو کچھ اوپر تحریر کیا ہے مبالغہ نہیں ہے۔

" اور یہ کام جو شاہنشاہ نپولین کے عہد فرماں روائی میں اختیار کئے گئے تھے واقعی ایسے ہیں کہ سوائے فرانسیسی جمہور کے کہ وہ عظمتِ عامہ کے بڑے دل دادہ ہیں کسی دوسری قوم کے لئے بھی جو اُن کی طرح عظمت عامہ کی دلدادہ ہو نہایت کافی ہیں کہ وہ اپنے شاہنشاہ کی گرویدہ اور جاں نثار بن جائے۔ اور اگست ۱۸۰۷ء کی رپورٹ میں جب نپولین ٹلسٹ سے واپس آیا اور چیمبرس سے ملا تو وزیر داخلہ نے حسب ذیل لکھا تھا۔ اور سرکاری کاغذوں کے مبالغوں کو ہر طرح ملحوظ رکھنے کے بعد بھی اس قدر باقی رہتا ہے کہ آنے والی نسلیں حیرت سے دیکھیں گی اور اس سے بدیہی ثبوت ملتا ہے کہ شاہنشاہ نپولین کو اپنی بلند نظری کے ساتھ کیسی کیسی باتوں پر توجہ تھی۔

رپورٹ میں لکھا تھا۔ تیرہ ہزار فرسنگ سرکاری سڑک نہایت اچھی حالت میں موجود ہے اور مرمت ہوگئی ہے۔ دو بڑے کام جو صدیوں سے زیر تجویز تھے

یعنی کوہستان سمپلن اور سینس کی سڑکیں چھ سال کی شاقہ محنت کے بعد تکمیل کو پہونچ گئیں۔ اسپین سے اٹلی جانے والی سڑک زیر تعمیر ہے۔ ایپی نائنس کے کوہستانوں میں بڑے زور شور سے کام ہو رہا ہے اور پیڈ مانٹ کا بحر روم تک راستہ جلد تیار ہوا جاتا ہے اور لیگوریا کا فرانس سے تعلق ہو جائیگا۔ اٹھارہ دریاؤں کے ظرفوں کو اس طرح صاف کیا گیا ہے اور بندوں کے ذریعہ سے پانی ایسا بلند کر دیا گیا ہے کہ اب کشتیاں بہ آسانی آتی جاتی ہیں۔ ان دریاؤں کو ایسے موانع سے آگے بڑھا دیا گیا ہے جن کو یہ خود عبور نہ کر سکتے تھے۔ اور پچھلی مہم کے دوران میں چار پل تعمیر ہو گئے۔ دس پل اور بن رہے ہیں اور کام تیزی سے جاری ہے بندرگاہوں میں بھی اسی طرح ترقی ہوئی ہے۔ اینٹ ورپ جو اب تک ایک گمنام مقام تھا ہماری بحری تیاریوں کا بڑا مرکز بنگیا ہے۔ اور یہ پہلا موقع ہے کہ اُس کی بندرگاہ میں چوہتر اور اسی توپوں کے جہاز بنر رہے ہیں اور اُس کے پاس چودہ جنگی جہاز تیار ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے تیار ہو کر سمندر میں پہونچ گئے۔ اس بندرگاہ کے جہاز سازی کے کارخانہ کے قریب سمندر عمیق کر دیا گیا۔ اندر آنے کے دروازہ کو وسعت دے دی گئی اور اُس میں اب پورا بیڑہ جنگی جہازوں کا آسکتا ہے۔ ڈنکرک اور کیلے میں پل پائے تعمیر کئے گئے ہیں اور راچفرٹ اور مارسیلیس میں بھی اسی قسم کی بحری ترقیاں کی گئیں ہیں۔ ہمارے روئی کے کارخانے مستحکم بنیاد پر قایم ہو گئے اور فرانس میں اُن مقاموں کی تلاش ہو رہی ہے جہاں روئی اچھی پیدا ہو سکتی ہے۔ سن کے کپڑے بنانے کے متعلق بڑے تردد سے کوشش کی جا رہی ہے علاج مویشیاں کے مدرسے قایم ہو گئے اور ایسے مشاق ڈاکٹر فوجوں اور جنگ کے مقامات پر مامور کئے گئے۔ تجارت کے متعلق ایک مجموعہ قوانین تیار ہو رہا ہے۔ فنون ذہنی اور کلوں

کا مدرسہ کوم پین میں ترقی کر رہا ہے۔ اور چالونس کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری مدارس اسی وضع پر قایم کئے جا رہے ہیں۔ ہماری دستکاریوں کی اٹلی منڈی ہو گئی ہے۔ چونکہ جنگ کی صورت نے تجارتی نزاع کی وضع اختیار کر لی ہے اس لئے فرانس کی دستکاری کو بڑی زبردست تحریک ہو رہی ہے ہماری ہر فتح سے جیساکہ انگلستان کی دستکاری کا فرانس میں راستہ بند ہوتا جاتا ہے اُسی قدر فرانس میں اپنی دستکاری کے متعلق ہمت افزائی ہوتی ہے۔ اور اس بڑی سلطنت کے دارالحکومتہ پیرس پر بھی توجہ کی گئی ہے۔ شاہنشاہ کی خواہش ہے کہ پیرس ہفت اقلیم کے شہروں میں اول درجہ کا شہر ہو جائے اور اسی لئے اُس کی عظمت و شان بڑھائی جاوے۔ اُس کے ایک گوشہ پر ایک پل تیار ہو گیا اور آسٹرلٹز کی فتح کی یادگار میں اُس کا نام آسٹرلٹز برج رکھا گیا ہے۔ دوسری طرف ایک پل اور تعمیر ہو رہا ہے جسکا نام جینا برج نہایت موزوں نام ہوگا۔ لوُوری قریب تکمیل کے ہے۔ صدیوں سے جس کی تکمیل کا خیال کیا جا رہا تھا لیکن وہ فرانسس اول ہنری رابع۔ اور لوئی شانزدہم کی یادگار اب شاہنشاہ نپولین کے حکم سے قریب اختتام ہے۔ شہر کے تمام حصوں میں جا بجا فوارے جاری ہیں اور رات دن چھوٹتے رہتے ہیں۔ اور ان سے کافی شہادت ملتی ہے کہ شاہنشاہ کو فرانس کے ادنیٰ سے ادنیٰ طبقے اور درجے کے لوگوں کی تفریح کا بھی بڑا خیال ہے۔ فتوحات کی یادگاریں دو عظیم الشان محرابیں بن رہی ہیں۔ ایک تو خود شاہنشاہ کے دولت سرا کے وسط میں اور دوسری پیرس کی سب سے زیادہ خوبصورت سایہ دار سڑک کے سرے پر قایم کی گئی ہے۔ الپس پہاڑ کی چوٹی پر جنرل ڈیزے کا مقبرہ تعمیر ہو گیا۔ اس ہولناک پہاڑ کی چوٹی پر ایسا مقبرہ جس میں فرانس کے کاریگروں نے اپنی اُستادی کو ختم کر دیا ہے ان پہاڑوں پر ایسا ہی حیرت انگیز معلوم ہو رہا ہے جیسے شاہنشاہ کا اپنے توپ خانوں کو اس پر

سے کوہستان کی دوسری جانب کھنچوا کر لیجانا دنیا نے حیرت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ ہمارے صناع سنگ مرمر اور تصویر کشی کے کپڑوں پر ہماری فتوحات کے منظر بڑی خوبی سے کھینچے ہیں مصروف ہیں۔ اور چونکہ شاہنشاہ اپنے دل میں ہمیشہ نئی فیروزمندیوں کے منصوبے کرتا رہتا ہے۔ اپنے مقابلہ کے لئے جہالت کے شیطان کو انتخاب کیا ہے اور بارہ قانون آموزی کے کالج اور خاص خاص شہروں میں ڈاکٹری اور طبی مدارس قایم کر کے جہاں مفت تعلیم دیجائیگی شاہنشاہ نے نہایت ہی کارآمد علوم کو عام کر دیا ہے"

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "جب فرانسیسی جمہور نے اندرونی رفاہ کے ساتھ ٹلسٹ کے عہدنامہ کو جس سے بڑے بڑے ملکی فوائد برآمد ہوئے دیکھا اور یہ دیکھا کہ پروشیا مفتوح ہوگیا۔ وارسا کی ریاست اور ویسٹ فیلیا کی بادشاہت ازسرنو قایم ہوگئی تو اُن کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ اور انقلاب عظیم کے خوشنما دھوکے سے بہت مسرور ہوئے۔ یہ وہ انقلاب تھا جس کا ظلم و تعدی کے ساتھ آغاز ہوا اور سخت خونریزی سے جس نے نشو و نما پایا۔ اور اب گویا اُسی کی بدولت وہ شان و عظمت نصیب ہوئی جو عدیم النظیر ہے"

اب ہم کو ذرا کسی دوسرے شاہنشاہ کا بھی نام بتلا دیا جائے جس نے شاہنشاہ نپولین کی طرح اپنی ذاتی آرام و راحت کا قطعی خیال نہ کر کے ملکی بہبودی میں اُسی کی طرح اپنی جان کو کھپا دیا ہو۔ فرانسیسی نپولین کو خوب اچھی طرح جانتے تھے اور اسی وجہ سے اُس پر فریفتہ تھے۔ اور اب چونکہ لوگوں پر اُس کے سچے عادات و اطوار دن بدن ظاہر ہو رہے ہیں لہذا ہر ملک میں عالی حوصلہ اور فیاض دل کے لوگ اُس سے ایسی ہی محبت کرنے لگیں گے۔

باب سی و ششم

کونسل اور نپولین

نپولین کی شاقہ محنت - وزیر داخلہ کے نام مراسلات - سکرٹری انسٹیٹیوٹ کا جلسہ - شہر پیرس کی ترقی کا صرف - نپولین کا مجموعۂ قوانین - شاہنشاہ کی تحریریں - ڈیوڈ کی کھینچی ہوئی تصویر - جمہوری امرا کے قایم کرنے کی تجویزیں - نپولین پر اتہامات کا لگایا جانا اور اُس کا بدنام کیا جانا - شاہنشاہ کا کارنامہ مصنفہ گولڈ اسمتھ -

واقعی نپولین کی دماغی محنت بشر کی طاقت سے باہر معلوم ہوتی ہے - اور ایسی محنت کے اعتبار سے کوئی شخص اُس کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا ہے - پیرس کے دفتر میں اُس کی تحریریں محفوظ ہیں اور کئی سو جلدوں کی برابر ضخامت رکھتی ہیں جس مضمون پر وہ لکھنے بیٹھا ہے بس قلم توڑ دیے ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمامی بشری معلومات کا وہ ماہر تھا - یعنی حرب - نظام سلطنت - آئین سازی - تعلیم خزائن و محاصل - سیاست مُدن - مذہب - فلسفہ - فن تعمیر - اور ایسے دوسرے معاملات جن کو انسان نگاہِ لطف سے دیکھتا ہے سب ہی کا وہ بڑا جاننے والا تھا

اور باوجودیکہ اُس کے متعدد دشمنوں نے اُس کو ہمیشہ لڑائیوں میں مصروف رکھا اور اسی کے ساتھ تمامی افکار سلطنت جن کا تمام یورپ سے تعلق تھا اُس کے ذمہ تھیں تاہم بیس برس کی عہد حکومت میں جو کچھ اُس نے اپنے قلم سے لکھا یا دوسروں کو لکھوایا اُس کی ضخامت اسپین۔ فرانس اور انگلستان کے سب سے زیادہ ضخیم تصنیفوں والے لوپ ڈے ویگا۔ والٹیر اور سر والٹر اسکاٹ کی یکجائی تصانیف سے بہت زیادہ ہے اور فرانس کی ڈائرکٹری سے اُس کی دو برس یعنی ۱۷۹۶ء اور ۱۷۹۷ء کی مخفی خط و کتابت جو پیرس میں ۱۸۱۹ء میں چھپ کر شائع ہوئی گھنی چھپی ہوئی سات بڑی جلدوں میں ہے۔ ذیل میں ایک مراسلہ نقل کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ وزرا کے ساتھ کس قسم کی خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔ اور یہ بات لطف سے خالی نہیں ہے۔ اُس کی رفعت خیال۔ اُس کی عالی بلند نظری۔ اُس کے وسیع خیالات اُس کی عملی عقل اور بے تکلفی کے ساتھ اُس کے عالی درجہ لہجہ کی آمیزش جس سے وزرا مخاطب کئے جاتے تھے اس مراسلہ کو پڑھنے سے پڑھنے والے کو حیرت زدہ کر دیتی ہے۔

شان بیٹن بلو۔ ۱۴ نومبر ۱۸۰۷ء

" بالسیور کریٹیٹ۔ وزیر داخلہ۔

تم کو شاہی فرمان پہونچ گیا ہے جس میں میں نے تم کو اجازت دے دی ہے کہ اسی لاکھ فرانک شہر پیرس کے اخراجات کے لئے قرض دیدو میں خیال کرتا ہوں کہ تم اُن عمارتوں کو جن کی تعمیر شروع ہو گئی ہے جلد ختم کرنے میں دل و جان سے کوشش کر رہے ہو۔ اور اسی طرح شہر کے محاصل میں اضافہ کرنے کا بھی تم کو خیال ہے۔ ان عمارتوں میں سے بعض ایسی بھی ہیں جن سے بہت آمدنی نہ ہو گی۔ بلکہ یہ عمارتیں صرف شہر کی زینت کے لئے تعمیر کی گئی ہیں۔

لیکن بعض عمارتیں مثلاً بازار کی گیلریاں اور بنچ وغیرہ ایسی ہیں جن سے معقول آمدنی ہوگی لیکن اس غرض کے پورا کرنے کو ان سے آمدنی ہو بڑی حیثیت کی ضرورت ہے۔ وہ دکانیں جن کی تعمیر کے متعلق میں نے تم کو روپیہ دیا ہے ہنوز شروع نہیں ہوئیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے وہ رقم جو فواروں کے لئے منظور کی گئی ہے ماربلی کی کل میں شرطیہ لگا دی ہے۔ جملہ امور بڑی سرگرمی سے انجام کو پہونچانا چاہئے۔ اگر رقم متذکرۂ بالا پیرس کے واسطے قرض دیدی جائیگی تو اس کی آمدنی میں بڑی ترقی ہو جائیگی اور پیرس کی رونق بھی دوبالا ہو جائیگی۔ میرا قصد ہے کہ دوسرے صیغوں میں بھی روپیہ دینے کا رواج ڈال دوں۔

"مجھے بہت سی نہریں بنانا ہے۔ یعنی ڈیجن سے پیرس تک۔ رین سے سون تک اور رین سے شیلٹ تک۔ میری خواہش ہے کہ ان کا کام اسی تیزی کے ساتھ جاری ہو جائے جیسا میرا جی چاہتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ سرکاری روپیہ سے کوئی تعلق نہ رکھکر ان نہروں کے لئے دوسرے ذرایع سے رقم مہیا کروں۔ پس میں سینٹ کوئن ٹن کی نہر کو فروخت کئے ڈالتا ہوں۔ اور اس روپیہ کو برگنڈی کی نہر پر صرف کردونگا۔ اور پھر لینگی ڈاک کی نہر کو فروخت کردوں اور اس رقم سے رین سے لیکر سون تک جدید نہر تیار کرا دوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سینٹ کوئن ٹن کی نہر اسی لاکھ فرانک میں فروخت ہو جائیگی اور اسی قدر رقم میں لوئنگ کی نہر بھی فروخت ہوگی اور لینگی ڈاک کی نہر اس سے بھی زیادہ میں فروخت ہوگی۔ پس ان ذریعوں سے فوراً تین کروڑ فرانک میرے پاس آجائینگے اور پس میں ان تینوں بڑی نہروں کو بڑی تیزی سے شروع کردونگا۔ میرے پاس روپیہ ہے اور خزانہ عامرہ سے اب کچھ دینا نہ پڑیگا بلکہ خزانہ میں روپیہ بڑھے گا۔ یعنی اگر خزانہ میں بقدر لوئنگ۔ سینٹ کوئن ٹن کی آمدنی کی کمی واقع ہوگی تو اس سے زیادہ سلیٹ

نہر پولین اور برگنڈی کی نہروں کے ذریعہ سے آمدنی شروع ہو جائیگی۔

"اور جب یہ نہریں اگر زمانہ نے مساعدت کی ختم ہو جائینگی تو میں ان کو بھی فروخت کردونگا اور دوسری جدید نہریں تیار کردونگا پس میرا خاص مدعا یہ ہے کہ انگلستان کی روش کے خلاف کارروائی اختیار کروں۔ یعنی اگر کوئن ٹن کی نہر کو انگلستان بناتا تو یہ کرتا کہ پہلے بادشاہ کی سرکار سے منظوری کا ایک فرمان حاصل کیا جاتا اور پھر صاحب سرمایہ لوگوں کے ہاتھ میں یہ کام چھوڑا جاتا۔ لیکن میں نے اس کے خلاف یہ کیا ہے کہ کوئن ٹن کی نہر تیار کر کے یہ کام جاری کر دیا۔ اس نہر میں اسی لاکھ فرانک کے قریب صرف ہوئے ہیں اور یہ پانچ لاکھ فرانک سالانہ آمدنی کا ذریعہ ہے۔ پس اگر میں اس نہر کو کسی کمپنی کے ہاتھ فروخت کرڈالوں گا تو میری گرہ سے کیا خرچ ہوگا۔ کیونکہ اسی رقم سے دوسری نہر تیار کردونگا۔ پس میں التجا کرتا ہوں کہ اس معاملہ پر تم میرے پاس ایک رپورٹ بھیجدو۔ ورنہ دیکھو ہم اس سے قبل ہی مرجائینگے کہ ان نہروں میں کشتی رانی شروع ہو۔ دیکھو چھ سال ہوئے کہ کوئن ٹن کی نہر شروع کی گئی ہے لیکن ہنوز اتمام کو نہیں پہونچی۔ یہ نہریں بڑی ضروری ہیں۔ برگنڈی کی نہر کا تخمینہ تین کروڑ فرانک ہے اور جو رقم خزانہ سے صرف ہو گی اس کی مقدار سالانہ بارہ لاکھ فرانک سے زیادہ نہیں ہے۔ دوسرے صیغوں سے پانچ لاکھ فرانک سے زیادہ مہیا نہیں ہو سکتے پس اس حساب سے اس نہر کی تکمیل کو بیس برس درکار ہیں۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس مدت میں کیا کیا انقلاب پیش آنے والے ہیں۔ لڑائیاں شروع ہو جائینگی اور ناقابل آدمی با اختیار ہونگے اور نہریں غیر مکمل پڑی رہ جائینگی۔

"رین سے شسبلٹ تک نہر بنانے میں بھی بڑی رقم درکار ہوگی اور خزانہ میں اتنا روپیہ کہاں ہے کہ یہ کام ہمارے حسب خواہش جلدی سے تکمیل کو پہونچیں۔ نہر نپولین

کا بھی یہی حال ہے پس مجھے فوراً رپورٹ کے ذریعہ سے مطلع کرو کہ ان تینوں نہروں پر کسقدر روپیہ سالانہ خرچ کیا جا سکیگا میں خیال کرتا ہوں کہ دوسری عمارتوں کا ہرج کئے بغیر ان پر ڈیڑھ یا دو کروڑ فرانک سالانہ خرچ کئے جا سکینگے اور اس طرح پانچ برس کے اندر ہی ان میں کشتی رانی ہونے لگے گی۔ ذرا مجھے مطلع کرو کہ ان تین نہروں کے واسطے موجودہ محاصل میں سے کتنی رقم دی جا سکتی ہے۔ ۱۸۰۸ء کے واسطے میں نے کیا منظور کیا ہے۔؟ اور ۱۸۰۶ء کی رقم سے کسقدر روپیہ باقی ہے؟ تاکہ نہروں کا کام پوری سرعت کے ساتھ شروع کر دیا جاے۔ اُن تین نہروں کے فروخت کر ڈالنے کی تجویز میرے سامنے پیش کرو جو قطعی تیار ہو چکی ہیں اور یہ بھی لکھو کہ کتنی قیمت پر اُن کو فروخت کر ڈالنا مناسب ہے۔ اور خریداروں کا پیدا کر دینا میرا کام ہے۔ اس طریقہ سے ہمارے ہاتھ میں بہت بڑی رقم آجائیگی۔ اپنی رپورٹ میں مجھے یہ بھی لکھو کہ جن نہروں کو میں فوراً مکمل کر دینا چاہتا ہوں اُن میں ہمکین کسقدر روپیہ کی حاجت ہے اور اس قیمت کو اُس لاگت سے مقابلہ کرو جو اُن تین نہروں میں لگی ہے جن کو میں اب فروخت کرنا چاہتا ہوں۔

"میری خواہش اور مرضی کو اب تم سمجھ گئے میرا یہ قصد ہے کہ تمھاری رپورٹ سے بھی زیادہ کام کروں۔ شاید اس سے سرکاری عمارات اور انہار کے لئے ایک سرمایہ پیدا ہو جائیگا اور نہروں کی آمدنی بھی اُسی سرمایہ میں فوراً شامل کر دی جائیگی اور اسی سرمایہ میں تینوں کی وصول شدہ قیمت اور دوسری نہروں کی قیمت بھی اضافہ کر دی جائیگی بشرطیکہ دوسری نہریں فروخت کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اس طرح ہم فرانس کی رد کار تبدیل کر دینگے۔

"میری حکمرانی کی شان تو اسی میں معلوم ہوتی ہے کہ میں اپنے ممالک کی رد کار تبدیل کر دوں۔ اگر یہ بڑے کام تکمیل کو پہونچ گئے تو صرف جمہور ہی کا فائدہ

نہیں ہے بلکہ میرے خود اطمینان اور مسرت کا باعث ہوگا۔ گداگری کے موقوف کردینے کو بھی میں بڑا ضروری اور ناموری کا کام خیال کرتا ہوں۔ روپیہ کی کمی نہیں ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کام بڑی سستی سے ہو رہا ہے اور وقت گذرتا چلا جاتا ہے۔ اور دیکھو ہمیں اپنے بعد ایسی یادگاریں چھوڑ جانا ہے کہ ہماری اولاد ہمیں یاد رکھے۔

ایک مہینے کے لئے میں باہر جاتا ہوں۔ ۱۵۔ دسمبر تک ان سوالوں کے جواب تیار ہو چکیں۔ بڑی احتیاط سے تفصیلی معاملات کی جانچ کرلینا کہ ایک حکم عام جاری کرکے میں گداگری کا خاتمہ کردوں ۱۵ دسمبر تک تم سرمایہ کا ایسا انتظام کر رکھنا کہ ساٹھ یا سو محتاج خانوں کی مدد کو کافی ہوسکے کہ گداگری کا استیصال کر دیا جائے وہ مقام بھی تجویز کرلینا جہاں یہ مکان تعمیر کئے جائیں اور ان کے انتظام کے قواعد مرتب ہو جانا ضروری ہے۔ اب آیندہ ہدایات کے لئے تم مجھ سے تین چار مہینے کی مہلت اور مت مانگنا۔ تمھارے پاس نوجوان اور مستعد محاسب۔ زیرک۔ عالم اور لائق انجینیر موجود ہیں سب کو جگا دو اور دفتر کی معمولی محنت خیال کرکے ہمیشہ کی طرح سست ہو۔ اسی کے ساتھ سرکاری عمارات اور انہار کے متعلق جملہ امور انتظامی کا فیصلہ ہو چکنا بھی ایسا ہی ضروری ہے تاکہ موسم بہار کے آغاز تک فرانس میں ہم کو ایک گداگری کی بھی صورت نظر نہ آئے۔ اور سب اس مدعا سے کام میں مصروف ہوں کہ ان کے ملک کی زینت ترقی کرے اور آمدنی کے ذریعے پیدا ہوں۔

* اس کے سوا تم وہ ضروری سامان بھی مہیا کر رکھنا کہ کاٹن ٹن اور رود بج فرٹ کی دلدلوں کا پانی نکال دیا جانے سے روپیہ حاصل کرنے کی میں تجویز نکالوں اور یہ رقم سرکاری تعمیرات اور دوسری دلدلوں کا پانی نکالنے کے انتظام وغیرہ میں صرف کی جائے۔

"جاڑوں کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ اپنے مقوّوں کو کاغذات سے بھر لو کہ ان سرما کے تین ماہ کی راتوں میں بڑے بڑے نتائج کے متعلق بحث کرنے کا موقع ملے"

نپولین

پریوی کونسل کے ایک جلسہ میں نپولین اپنے ایک جنرل سے بہت ناراض معلوم ہوا اور اس نے جنرل پر بڑی سختی سے حملہ کیا اور کہا کہ اُس کی رائے اور اصول پہ عمل کرنے سے تمام سلطنت اُلٹ جائیگی یہ جنرل جلسہ میں موجود نہ تھا۔ لیکن اُس کا ایک مخلص دوست حاضر تھا اور اُس نے جنرل کی طرفداری میں کہا کہ وہ تو خاموشی سے اپنی ریاست میں رہتا ہے اور اپنی رائے کسی امر میں زبردستی داخل کرنا نہیں چاہتا پس ایسی حالت میں کیا نقصان متصور ہے؟ اس پر شاہنشاہ نے بہت زور کے ساتھ جواب دینا شروع کیا۔ لیکن اسی جواب کے اثنا میں ایک دم سے خاموش ہوگیا اور جنرل کے دوست کی طرف مخاطب ہوکر بولا" حضرت معاف کیجیگا مجھے یاد نہ رہا تھا کہ آپ اُس کے دوست ہیں۔ اور اُس کی طرفداری آپ حق بجانب کر رہے ہیں۔ اب اس بحث کو جانے دو۔ آؤ ہم اور دوسری بحث کو چھیڑیں"

مسٹر ڈارو ایک وقت میں وزیر سلطنت تھا۔ اور اپنی ان تھک محنت کے لئے مشہور تھا۔ نپولین نے اُس کی نسبت کہا کہ "وہ بیل کی طرح محنتی اور شیر کی مانند بہادر تھا ایک ہی موقع پر ایسا خیال کیا گیا ہے کہ اُس نے تھک جانے کا اظہار کیا۔ آدھی رات کو نپولین نے اُسے بلایا اور کہا" میں بولتا ہوں اور تم لکھو" مسٹر ڈارو ایسا تھکا ہوا تھا کہ انگلیوں میں قلم نہ پکڑی جاتی تھی اور آخرکار یہ ہوا کہ فطرت غالب آئی اور وہ کاغذ پر جھک کر سوگیا۔ اور ایک اچھی نیند لینے کے بعد جاگا اور یہ دیکھکر حیرت میں ہوگیا کہ شاہنشاہ اُس کے قریب خاموش بیٹھا ہے اور لکھ رہا ہے۔ ایک لمحہ تک تو وہ پریشان اور گھبرایا ہوا بیٹھا رہا لیکن آخرکار شاہنشاہ سے آنکھیں دوچار ہوئیں۔

شاہنشاہ نے تبسم کرکے کہا "دیکھئے ہم بیٹھے آپ کا کام کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ آپ خود اپنا کام کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن مجھے ایسا خیال ہوتا ہے کہ آپ نے خود سیر ہوکر کھانا کھایا ہے اور شام کو خوب لطف رہ چکے ہیں لیکن کام میں غفلت نہ ہونا چاہیئے"

مسٹر ڈارو نے جواب دیا "حضور والا میں نے اور سیر ہوکر کھانا کھایا ہے۔ نہیں بلکہ متواتر کئی راتوں سے برابر لکھ رہا ہوں اور ذرا بھی نہیں سویا ہوں اور یہ سب اسی کا نتیجہ تھا جو حضور والا نے ملاحظہ فرمایا۔ لیکن مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے"

نپولین نے کہا "تو پھر تم نے مجھے اس بات کی اطلاع کیوں نہ کروی میری یہ خواہش نہیں ہے کہ تم کو ہلاک کردوں۔ اچھا۔ سلام جاؤ اور آرام کرو"

نپولین خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ علما اور سائنس داں لوگوں کا کس قدر اثر جمہور اور ملک پر پڑا کرتا ہے۔ پس اسی لئے وہ انسٹیٹوٹ کو ہوشیار نگاہ سے دیکھتا رہتا تھا۔ یہ دستور تھا کہ جب کسی جدید رکن کا انتخاب ہوجاتا تھا تو وہ اپنے پیش رو کی تعریف میں اسپیچ دیا کرتا تھا۔ بوربون خاندان کے خیر خواہ اور حامی مانشیور جینٹو براند کا مانشیور جینیر کے بجائے انتخاب ہوا۔ مانشیور جینیر وہ شخص تھا جو لوئی شانزدہم کے قتل کا فتوے دینے والے ججوں میں سے ایک جج تھا۔ جینٹو براند نے خلاف قاعدہ دستور کے مانشیور جینیر کے کام پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ یہ اسلئے گشتنی ہے کہ اپنے بادشاہ کے قتل میں شریک تھا۔ یہ کہنا تھا کہ کونسل میں تلاطم برپا ہوگیا اور نہایت پرجوش اور غضب آلود بحث شروع ہوگئی اور انسٹیٹوٹ کی اس کونسل سے یہ بات نکل کر تمام پیرس میں مشتہر ہوگئی۔ اور اسی وقت پرانے جھگڑے تازہ ہوگئے اور عداوت و دشمنی کا شعلہ بھڑک اٹھا۔ نپولین نے حکم دیا کہ وہ اسپیچ اس کو ملاحظہ کرائی جاوے۔ اور ملاحظہ کے بعد حکم دے دیا کہ وہ بے حد لغو اور

بیہودہ بھی اور شائع نہ کی جاے۔ انسٹیٹیوٹ کے اراکین میں سے ایک شخص شاہنشاہ کے یہاں بھی بڑے عہدہ پر ممتاز تھا اور مباحثہ میں شریک ہوکر اُس نے مالسیئو رچیپٹو براں؁ کی خوب تائید کی تھی۔

دوسرے جلسہ میں جبکہ شاہنشاہ کے حضور میں فرانس کے بڑے ممتاز ممتاز آدمی موجود تھے یہ شخص بھی آیا شاہنشاہ نے اُس سے مخاطب ہوکر کہا :-

" کیوں۔ جناب ذرا یہ تو فرمایئے کہ یہ انسٹیٹیوٹ ملکی معاملات میں مداخلت کرنے والی جماعت کب سے بن گیا ہے۔ ؟

انسٹیٹیوٹ کی سلطنت کی حدود تو یہیں تک محدود ہیں کہ نظمیں لکھی جائیں اور زبان کی غلطیوں پر نکتہ چینی کی جاے۔ ذرا انسٹیٹیوٹ کو اپنی آنکھیں کھول لینا چاہیئے کہ اُس نے علمی فرماں روائی کو کیوں خیرباد کہدیا ہے۔ اور اگر آنکھیں کھول کر کام نکیا تو میں اس کو اُس کی حدود کے اندر لانے پر مجبور ہو جاؤنگا۔ اور یہ تو فرمایئے کہ آپ میں یہ حوصلہ کیسے پیدا ہوا کہ ایسی نا ملایم اور ناروا تقریر کی تائید کی جرات کی۔ اگر مالسیئو رچیپٹو براںڈ کے حواس معطل ہوگئے تھے یا فساد برپا کرنے کی نیت تھی تو حوالات اُس کو ہوش میں لانے کے لئے موجود ہے یا دوسری سزا سے اوسان ٹھیک ہو سکتے تھے۔ لیکن باوجود ان سب امور کے اس کی راے جہاں تک تھی ذاتی تھی اور وہ اس بات پر مجبور نہیں تھا کہ خواہ مخواہ میری حکمت عملی کا پابند بن جاتا۔ کیونکہ اُس کو میری حکمت عملی سے ہنوز واقفیت نہیں ہے۔ لیکن کیا آپ کی حالت بھی اُسی کی طرح ہے ؟ آپ کو میرا ہر وقت تقرب حاصل ہے۔ میرے ارادے آپ پر مخفی نہیں ہیں۔ مالسیئو چیپٹو براںڈ کو ایک طرح سے معاف بھی کیا جاسکتا ہی لیکن کہیئے تو آپ کے پاس کیا عذر ہے ؟

آپ قطعی مجرم ہیں۔ آپ کے چال چلن کو بھی میں اسی طرح مجرمانہ تصور کرتا ہوں۔

اس چال چلن کی یہ منشا ہے کہ پھر غدر ہو۔ طوائف الملوکی ہو۔ اور خونریزی ہو۔ کیا آپ ہم سب کو قزاق خیال کرتے ہیں؟ اور کیا میں غاصب ہوں؟ جناب کسی کو تخت سلطنت سے ڈھکیل کر میں اُس پر چڑھ بیٹھا ہوں۔ میں نے تو تاج پایا ہے۔ وہ گر پڑا تھا۔ میں نے اُس کو اُٹھالیا اور قوم نے وہ میرے سر پر رکھ دیا۔ قوم کے فعل کی عزت کیجئے۔ اس وقت جو معاملات پیش آئے اور جمہور میں اُن پر بحث شروع ہوئی اگر اُن کو نہ روکا جائے تو انقلاب واقع ہو جائیگا۔ ہنگامے برپا ہونگے اور امن خلایق میں خلل واقع ہو جائیگا۔ بوربون بادشاہ یا دوسری خودسر بادشاہت تو پردۂ راز میں نہاں ہو چکی اور اسی طرح نہاں رہے گی۔ پس کیا میں موجودہ اراکین سلطنت یا اُن لوگوں کو جو سابق بادشاہ کے قتل میں شریک تھے سزا کا مستوجب ٹھراؤں؟ پس کیا وجہ ہے کہ ایسے نازک نازک معاملات معرض بحث میں لائے جاتے ہیں؟ وہ معاملات جو انسان کے احاطۂ تجویز سے خارج ہیں خدا ہی کی مرضی اور حکم پر چھوڑنا چاہیئے۔ اور کیا جو محنتیں میں نے کی ہیں اُن کے ثمر خاک میں ملجائینگے؟ اور کیا میری کوششیں ایسی رائگان ہیں کہ اگر میری موجودگی تم کو نہ روکے تو تم ایک دوسرے کے خون میں نہانے لگو؟"

پھر ایک لمحہ کا توقف کرنے کے بعد اُس نے" تاسف سے کہا:" افسوس ہے اسے فرانس تیرے حال پر۔ ابھی تو بجھے بہت دنوں تک ایک محافظ کی محافظت کی ضرورت ہے۔" پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:" میں نے حتی المقدور اسی بات کی سعی کی کہ تمھارے باہمی جھگڑوں کو مٹاؤں۔ میں ہمیشہ ہی فکر میں کرتا رہا کہ تم سب باہم متفق ہو جاؤ۔ میں نے تم سب کو ایک ہی چھت کے نیچے جمع کر کے ملا یا اور ایک ہی مجلس میں بٹھایا اور ایک ہی جام میں شراب پلائی۔ پس میرا حق ہے کہ میں تم سے اس بات کی توقع کروں کہ تم میری مدد کرو۔ جب سے عنان حکومت

ہیں نے اپنے ہاتھ میں لی ہی کیا میں نے کسی شخص کی طرز معاشرت ۔ افعال راے۔
یا تحریر کے متعلق تحقیقاتیں کی ہیں؟ پس تم کو لازم ہے کہ میری طرح بردباری سیکھو۔
میرا صرف ایک مدعا رہا ہے ۔ اور میں نے اگر پوچھا ہے تو تم سے صرف ایک سوال
پوچھا ہے اور وہ یہ سوال ہے ۔ کیا تم فرانس کی خوش حالی اور ترقی میں میرے صدق
دل سے معاون و معین ہو گے؟ اور جن لوگوں نے جواب میں کہا ہے "کہ ہاں ہم مدد
دینگے" اُن کو میں نے ایک صراط مستقیم پر ڈال دیا اور اُن کو پہاڑ کی طرح مستحکم کر دیا
اور اُن کو دوسری راہ نہ چلنے دیا ۔ اور اسی راستہ پر چلا کر دوسرے سرے پر لے گیا
اور میں نے اُنگلی سے اشارہ کر کے بتلایا کہ دیکھو یہ عزت ہے اور فرانس کی شان
و شوکت ہے "

یہ ملامت آمیز تقریر سخت تھی اور جس شخص سے مخاطب ہو کر کی گئی تھی وہ بڑا نازک دماغ
اور غیرت والا تھا ۔ چنانچہ اُس نے اجازت چاہی کہ دوسرے روز مجھے اپنے حضور
میں شاہنشاہ حاضر ہونے کی پروانگی دے ۔ اور جی میں ٹھان لیا کہ استعفا دیدے
اُس کو اجازت دی گئی اور جب دوسرے دن وہ سامنے آیا تو شاہنشاہ نے فوراً
بلا انتظار اس کے کہ وہ کچھ کہے اُس سے خطاب کیا ۔

" مہربان من ۔ تم کل والی بات کے متعلق مجھ سے باتیں کرنے کو آئے ہو ۔
تم کو اس وقت صدمہ ہوا لیکن یاد رکھو کہ مجھے بھی اُسی قدر رنج ہوا ۔ مگر وہ نصیحت
تھی اور میں نے چاہا کہ ایک سے زیادہ آدمی اُسے سُن لیں ۔ اور اگر اُس سے
جمہور کے لئے کچھ نیک نتائج نکلے تو ہم کو ہرگز صدمہ نہ ہونا چاہئے ۔ اور اب تم اُس
کا ہرگز خیال نہ کرو "

اس سال نپولین نے صیغۂ محاصل کے حساب رکھنے میں نہایت سخت یہ
انتظام کیا کہ ہر رقم دو جگہ درج کی جائے اور یہی انتظام آج جاری ہے ۔ اس سے فرانس

کا حساب سب سے زیادہ صحیح حالت میں رہتا ہے اور یوروپ کی جملہ سلطنتوں کے حساب سے صاف رہتا ہے۔

نپولین نے تجویز کیا کہ بازاروں کی سڑکیں شیشہ کی چھتوں سے محفوظ کردی جائیں کہ پاپیادہ چلنے والوں کی جماعت کو خرید و فروخت میں بارش وغیرہ کی تکلیف نہ ہونے پاوے اور یہی آغاز تھا کہ آج پیرس میں عجیب وغریب راستے موجود ہیں جہاں پیرس کے جانے والے سیاح گھنٹوں آرام کرتے ہیں۔ چالیس مذبح ایسے واقع ہوئے تھے کہ پیرس بدنما ہوگئی تھی۔ سخت بدبو رہتی تھی اور قصابوں کی بازار سے آنکھوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ نپولین کے حکم سے وہ سب اٹھا دئے گئے اور شہر کے باہر چار مذبح مناسب موقع سے تعمیر کردیے گئے جو شہر کے چار پھاٹکوں سے متصل تھے۔

اُن جنرلوں اور سپاہیوں کی نپولین نے بڑی قدر دانی کی جنھوں نے فرانس کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائی تھیں اور سچی شجاعت کا اظہار کیا تھا۔ اُن کی باقاعدہ تنخواہوں کے علاوہ شاہنشاہ نے دو کروڑ فرانک اُن کو انعام میں دئے اور اپنی شکرگذاری کا اظہار کیا اور مجروح سپاہیوں کی معقول سالانہ رقموں کی صورت میں پنشن مقرر کی۔ اُن لوگوں پر گوناگوں عنایت و مرحمت کرنے میں نپولین نے بڑا مبالغہ کیا جنھوں نے فرانس کی آزادی مستقل کرنے میں میدانِ جنگ میں معرکہ آرائیاں کی تھیں۔

دوسروں کے ساتھ بھی وہ عنایت سے پیش آتا تھا۔ اپنی ذات سے جہاں تک تعلق تھا وہ جزرس۔ کفایت شعار اور اعلیٰ درجہ کا سادہ تھا۔ اور اس بات کو بڑی محتاط نگاہ سے دیکھتا رہتا تھا کہ سرکاری روپیہ کسی طرح بیجا صرف تو نہیں ہوتا تھا۔

ہارٹنیک میں جوزیفائن کی منھ بولی ماں کا انتقال ہوا۔ نپولین نے حکم دیا

کہ حبشہ کے مرد اور عورتیں جو اُس کی خدمت میں تھے سب آزاد کردیے جائیں اور اُن کی تمامی عمر آرام سے بسر کرنے کا انتظام کر دیا۔ اُس نے حکم دیا کہ مسیحی گرجوں کی تعداد بڑھا کر تین ہزار کردی جائے۔ تاکہ مذہبی برکات سے دیہات کے آدمی بھی فائدہ اٹھائیں۔ اُس نے مذہبی تعلیم کے لیئے بہت سے مدرسے قایم کیئے تاکہ تعلیم پا کر بہت سے لوگ پادری اور واعظ ہوسکیں

قوم نے اس بات پر زور دیا کہ جدید مجموعۂ قوانین کا نام بدلکر شاہنشاہ کے نام سے منسوب کیا جائے اور اُس کا نام مجموعۂ قوانین نپولین رکھا جائے۔

تھیرس صاحب لکھتے ہیں "اگر خطاب کسی موقع پر پورے استحقاق سے دیا گیا ہے تو وہ موقع یہی تھا۔ کیونکہ یہ مجموعۂ قوانین خاص نپولین کی دماغی محنت کا اُسی طرح نتیجہ صریح تھا جس طرح بلا شرکت غیرے۔ آسٹرلٹز اور جینیا کی فتوحات اُس کی اپنی لیاقت کا نتیجہ تھیں۔ یہ درست ہے کہ مقننانِ سلطنت نے اس معاملہ میں اُسے مدد دی تھی۔ لیکن یہ کام نپولین ہی کے عزم و استقلال کا تھا کہ اُس کو مکمل کردیا اور رائے صائب سے اس کی اصلاحیں عمل میں لایا"

یہ مجموعۂ قوانین وہ ہے جس کی شہرت لازوال ہے اور نپولین کی ذکاوت اور اُس کی بنی نوع سے محبت کی بین دلیل ہے۔ نپولین نے اپنی ماتحت ریاستوں پر زور دیا کہ اسی مجموعہ پر عملدرآمد کیا جائے۔ اور یورپ کے بڑے حصہ میں وہ رائج ہو گیا۔ اور جہاں اُس کا رواج ہوا جمہور کے حقوق مساوی ہو گئے اور امرا کے ظلم و ناجائز استحقاق کا خاتمہ ہو گیا۔

چونکہ فرانس کی شان و عظمت کی ترقی کا نپولین دل دادہ تھا پس سب بادشاہوں سے بڑھکر علوم لطیفہ کا شایق وہ قدر دان تھا جس صورت سے ممکن تھا اُس نے سائنس ادب اور فنون کو ترقی دی۔ دنیا کے سپہ سالاروں میں نپولین پہلا سپہ سالار ہے جس نے سپاہیوں کی فوج کے ہمراہ عالم اور سائنس داں لوگوں کی جماعتیں رکھیں۔ تاکہ انسانی معلومات میں

ترقی ہو۔ اُس کی سرپرستی کا یہ نتیجہ ہوا کہ زبان میں نامعلوم قیاسات کی طاقت بڑھی اور لاپلیس۔ سگے لی لیو۔ کیپلر۔ اور نیوٹن پر سبقت لے گیا۔ اور اجرام فلکی کی حرکات کا نہایت صحیح اندازہ کرکے اپنے نام کو لازوال کردیا۔ کیوویرؔ نے گذشتہ مخلوق کے مقبروں کی تحقیقات کرکے ہماری زمین کی عجیب وغریب تاریخ کو ظاہر کیا جبکہ اُس کی کوئی شکل نہ تھی اور وہ خالی تھی اور سمندر پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

پنولین کی تحریر اور اُس کے کاموں پر دنیا کو ایک سی حیرت ہے بوربون اور ارلینس[1] Orleans خاندان کے اراکین اُس کے ساتھ ہرگز انصاف نہیں کرسکتے اُس کے خطوط۔ اعلان جنگ کی سرکاری رپورٹیں اور وزرا کو ہدایتیں روز روشن کی طرح دنیا میں مشہور ہیں اور اب وہ اور بھی سب لوگوں کے سامنے آیا چاہتی ہیں اور اُن تمام طعنہ زنیوں اور بدیوں کے دُھند کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے جو اُس کے نام سے دشمنوں نے منسوب کر رکھی ہیں۔ جو شخص اس وسیع الخیال بادشاہ کے متعلق کاغذات کا مطالعہ کرتا ہے حیرت زدہ ہوجاتا ہے۔ صفائی۔ درستی۔ جوش۔ پرزور دلایل۔ اور اعلیٰ سادگی جو اُس کی تقریروں پائی جاتی ہے۔ سائنس۔ ادب۔ اور میدان فصاحت میں اُسکو سب سے عالی رتبہ دیتی ہے۔

تھیرس صاحب بڑے تعجب سے لکھتے ہیں ''کہ میں نے شاہنشاہ کے قلم کی لکھی ہوئی تحریریں پڑھیں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ وہ عجیب قسمت والا شخص تھا کہ وہ سب سے بڑا انشا پرداز تھا۔ اور اپنے زمانہ کا سب سے بڑا سپہ سالار تھا اور سب سے بڑا آئین ساز تھا اور سب سے بڑا مدبر تھا''

[1] آرلینس خاندان وہی ہے جس کے متعلق سنیٹ ہلینا کی اسیری کے دوران میں نپولین نے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ خاندان فرانس پر حکومت کریگا۔ چنانچہ اسی خاندان کا لوئی فلپی ۱۸۳۰ء میں فرانس کا فرماں روا تھا جبکہ نپولین کی نعش سینٹ ہلینا سے آئی۔ مترجم۔ ۱۲

ہر ایک پاکیزہ طبیعت شخص یونان اور روم کے علماء کی یونانی اور لاطینی تصانیف کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ بڑے ذوق سے نپولین نے بھی اپنی یونیورسٹی میں یونانی اور لاطینی کو داخل کیا۔ ہر ایک عالی خیال آدمی کے دل میں ایک اُداس عنصر پیوست ہوتا ہے گذشتہ سلطنتوں کے حالات پر وہ افسوس کے ساتھ غور کرتا ہے۔ نپولین کی مطلب پرستی میں بڑی خوبی سے عالی درجہ کا شاعرانہ ادراک بھی آمیز تھا۔ آفتاب پر غور کر لو کہ ورا (؟) حالیکہ وہ اناج کو پکاتا ہے اور رسیلے شاداب پودوں کو غذا پہونچاتا ہے مگر اسی کے ساتھ ناقربان اور گلاب میں مصوّر کی طرح خوبصورتی سے قلم کاری بھی کرتا ہے اس مدعا سے کہ لوگ محنت پر آمادہ ہوں۔ اور لایق لوگ بدگوئی کئے جانے سے محفوظ رہیں نپولین نے انسٹیٹیوٹ میں ایسے درجے قایم کر دیے کہ ادب۔ فنون اور سائنس پر بے رو و رعایت رپورٹ کیا کریں۔ اور شاہی کونسل کے درمیان یہ رپورٹیں شاہنشاہ کے سامنے پڑھی جاتی تھیں اور مستحقین کو بڑی فیاضی سے صلے دیئے جاتے تھے۔ جبکہ سب سے پہلی اس قسم کی رپورٹ شاہنشاہ کے سامنے پڑھی جا چکی تو اُس نے انسٹیٹیوٹ کے نایبوں سے کہا:

" اگر فرانسیسی زبان نے خاطر خواہ ترقی کر کے پورا رواج پا لیا تو یہ بات تم جیسے لایق لوگوں کی بدولت میسر آئیگی اور ہم تمھارے بڑے ممنون احسان ہیں تمھاری جانکاہیوں کی کامیابی کے متعلق میں نے ایک صلہ مقرر کیا ہے۔ ان جانکاہیوں سے قوم شائستہ ہو جائیگی۔ اور میری سلطنت کی شان و شوکت بڑھانے کو ان جانکاہیوں کی بڑی ضرورت ہے یہ رپورٹ میں نے بڑی مسرت سے سنی اور تم میری حمایت و حفاظت پر بھروسہ رکھو۔"

ذہین اور طباع لوگوں کی محنت کا سب سے بڑا صلہ یہی تھا کہ شاہنشاہ اُس کی محنتوں پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرے فن مصوری کو تحریک دینے کے لئے شاہنشاہ نے

جوزیفائن اور اپنے ارکین دربار کی شاندار جماعت کو ہمراہ لیا۔ اور داؤد مصور کی تصویر کشی کے مدرسہ کا معائنہ کرنے کو گیا یہ موقع وہ تھا کہ یہ نامور مصور تاج پوشی کے جلسہ کی تصویر کو ابھی ختم کر چکا تھا۔ مصور نے اس تصویر میں خاص حالت تصویر کی اس طرح قایم کی تھی کہ شاہنشاہ نپولین اپنے ہاتھ سے جوزیفائن کے سر پر تاج شاہی رکھ رہا ہے اس تصویر پر یہ اعتراض ہوا کہ یہ تو نپولین کی تاجپوشی کی تصویر نہوئی بلکہ جوزیفائن کی تاج پوشی کی تصویر ہوئی۔ تھوڑی دیر تو نپولین اس مصور کی تصویر کے پُر اثر منظر کو خاموشی اور حیرت سے دیکھتا رہا اور پھر مصور سے مخاطب ہو کر بولا :-

"مانسیور داؤد۔ ملکہ میری ماں۔ اور شاہنشاہ کس خوش اسلوبی سے اس تصویر میں قایم کئے گئے ہیں بس تمھارا حصہ ہوگیا کہ تم نے مجھکو ایک فرانسیسی نایٹ بنادیا ہے۔ اور مجھے بڑی مسرت ہے کہ تمھاری تصویر کی بدولت آنے والے لوگوں کو بھی ثابت ہو جائیگا کہ ملکہ کے ساتھ مجھے بڑی محبت تھی" پھر دو تین قدم چل کر شاہنشاہ ٹھہرا اور مصور سے مخاطب ہو کر بولا" مانسیور داؤد میں تسلیم بجالاتا ہوں" اس وقت شاہنشاہ نے ٹوپی اُتار کر ہاتھ میں لے لی تھی اور سر کو بہت جھکا دیا تھا۔

مصور نے بڑے سلیقہ سے جواب دیا۔ میں سلطنت کے تمام مصوروں کی جانب سے بادشاہ نپولین کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ صرف میری وجہ سے تمام فن مصوری کے ماہرین کی ایسی عزت ہوئی"

بعد کو یہ تصویر لوور کے عجائب خانہ میں آویزاں کی گئی۔ نپولین نے پھر ایک دن مقرر کیا اور مانسیور داؤد اور اُس کے شاگردوں سے ملاقات کی اور نامور شاگردوں کو لیجن آف آنر کا نشان عظمت عطا کیا اور اس گروہ کا افسر مانسیور داؤد کو بنایا۔

فرانس کے انقلاب نے بوربون خاندان کے امرائے تخت کو اُلٹ کر جمہوری تخت اُس سے بھی زیادہ شان و شکوہ کے ساتھ قایم کیا۔ بادشاہت کے لئے یہ

صفحہ ۲۸۵

ضروری بات ہے کہ تخت شاہی کے گرد امرا و اراکین دربار کا گروہ حاضر ہو۔ نپولین جمہور کا بادشاہ تھا۔ جمہوریت نے اُس کو منتخب کیا تھا پس جمہوریت کی بہتری کی وہ کوشش کرتا تھا اُس نے بڑے زبردست عزم و ہمت سے جمہوریت میں سے امرا قایم کرنے کی کوشش کی اگر نپولین خاندانی امرا کے گروہ کو نظرانداز کردیتا تو ایسا کرنا ممکن تھا۔ لیکن نہیں اُس نے اس گروہ میں سے بھی ایسے امرا انتخاب کئے جو جمہوری سلطنت کے اصولوں کے مخالف نہ تھے۔ لیکن ان خاندانی امرا کو اُس نے کسی قسم کا ایسا اعزاز نہ دیا جو اُنھیں تک محدود رہتا۔ اور کھول کر کہدیا کہ جو اپنی عمدہ خدمات کی وجہ سے مستحق ہوگا اعزاز پائیگا۔ جن لوگوں نے ایسی خدمات انجام دیں کہ جن کی شہرت لازوال تھی۔ نپولین نے خطابات بھی اُن کو ایسے ہی دئے کہ لازوال تھے۔ مگر ان نئے امرا کو جنھوں نے۔ راپولی کینس ٹگ لین۔ ناٹی بیلو آرسٹڈ اور ایلا کے میدان جنگ میں خطاب پائے تھے۔ قدیمی امرا جن کو اپنے آبائی اعزاز پر ناز تھا حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

سائیسوں کے لڑکے وزیری کے امیدوار۔ سوداگروں کے محرر صرف بوجہ اپنی بڑی لیاقتوں کے اپنے ادنی پیشے چھوڑ کر بڑے بڑے مرتبوں پر پہونچ گئے تھے اور بڑے خاندانی امرا کے لڑکے محض اس وجہ سے کہ نالایق اور بیچارہ تھے خوار و ذلیل تھے۔ لیکن ان خوبیوں سے جو اس انقلاب سے پیدا ہونے والی تھیں۔ نپولین اچھی طرح آگاہ تھا۔ اور سینٹ ہلینا میں اسی مضمون پر گفتگو کرتے ہوئے اُس نے کہا:-

"بادشاہت کے سہارے اور مدد کے لئے صرف اور واقعی جس کی ضرورت ہے وہ امرا کا گروہ ہے۔ اگر امرا نہوں سلطنت ایسی کشتی سے مشابہ ہے جس میں ڈانڈ نہ ہو۔ اور وہ ہوا کا غبارہ ہے۔ اصلی امرا وہی ہیں جو قدیمی ہوں اور واقعی ایسے اُمرا سے ایک طلسماتی طاقت قایم ہوتی ہے۔ اور یہی چیز تھی جس کو میں قایم نہ کرسکا۔ باشعور جمہور سوائے اتنی ترقی کے کہ سب کے حقوق مساوی کردئے جائیں اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور اُس

زمانہ میں حکمت عملی یہی تھی کہ قدیم امرا کو اُسی وقت تک قایم رکھا جاتا جب تک کہ اُن کے خیالات جمہوری اصول کے مطابق رہتے۔ اس سے علاوہ قدیمی تاریخی ناموں سے فائدہ اُٹھانے کی ضرورت تھی۔ یہی ایک طریقہ تھا کہ ہمارے جدید کونسلوں اور افادہ گاہوں کے طریقوں پر پرانے طریق کا ہالہ ڈالا جاتا

"میں نے ان سب باتوں کی تجویز کرلی تھی۔ لیکن مجھے مہلت نہ ملی کہ اُن پر عملدرآمد کرتا اور وہ تجویزیں یہ تھیں کہ ہر ایک پرانے سپہ سالار یا وزیر کے بیٹوں کو اختیار دے دیا جاتا کہ جب وہ ثابت کر دیتے کہ اُن کے پاس اتنی دولت موجود ہے جتنی درکار تھی تو گورنمنٹ سے وہ نواب کا خطاب حاصل کر لیتے۔ اور اسی طرح کافی دولت موجود ہونے پر ہر ایک جنرل یا صوبہ کے صوبہ دار کا بیٹا چھوٹے درجے کے نواب کا خطاب حاصل کر سکتا۔ اس طریقہ سے بعض کے مراتب بڑھ جاتے بعض کی حوصلہ افزائی ہوتی اور بعض کو ہمسری کا خیال پیدا ہوتا اور کسی کو نقصان نہ پہونچتا۔ دیکھنے میں تو یہ سب خوبصورت کھلونے معلوم ہوتے ہیں لیکن آدمیوں پر فرماں روائی کرنے کے لئے بڑے ضروری ہیں۔ بگڑی ہوئی قوموں پر اُنھیں اصولوں سے حکومت نہیں ہوسکتی جن سے سادی اور نیکو کار قومی جماعتوں پر حکومت ہوتی ہے۔ ان وقتوں میں اگر ایک شخص ایسا ہے کہ دوسروں کی بھلائی کے لئے سب چیزیں قربان کردے تو اُس کے مقابلہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں شخص ایسے موجود ہیں کہ حصولِ مدعا۔ خودبینی۔ اور لطف کی خاطر اپنے اوپر حکومت گوارا کرتے ہیں

"پس ایسے آدمیوں کے نئے جنم کی ایک دن میں کوشش کرنا مجنونانہ حرکت ہے۔ کاریگر کی اصل لیاقت تو اسی میں ظاہر ہوتی ہے کہ اپنے اوزاروں کو قاعدہ سے کام میں لائے۔ اور اُن مادوں سے جو بظاہر نکمے معلوم ہوتے ہوں نیک نتیجہ نکالے اور میرے خطابوں۔ فیتوں۔ اور امتیازی صلیبوں کا لوگوں کی عزت افزائی کے واسطے ایجاد کرنے کا اصل راز یہی تھا۔ اور ان کھلونوں کے ایجاد کرنے اور کام میں لانے میں

اگرچہ کچھ دشواریاں تھیں لیکن مفید نتیجے سے خالی نہ تھیں۔ اور اپنی حالت شائستگی کے اعتبار سے ان کھلونوں کی وجہ سے دوسروں نے ان کھلونوں کے رکھنے والے اشخاص کی عزت کی اور خود ان لوگوں میں غیرت اور حمیت کا مادہ پیدا ہو گیا۔ کمزور لوگوں کی خود بینی کو ان سے تشفی ہوئی اور زبردست لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہونچا"

دبدبۂ بادشاہی کو جمہوری ہمسری کے ساتھ جمع کرنا فعل عبث۔ لیکن نپولین واقعات کی ایسی بھول بھلیاں میں پھنسا ہوا تھا کہ انسان کا اُس سے باہر نکل آنا محال تھا۔ دس برس کی ہولناک طوائف الملوکی سے صاف ظاہر ہو چکا تھا کہ فرانس میں جمہوری حکومت قایم کرنے کی قابلیت و استعداد ہنوز پیدا نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب نپولین جمیع اختیارات کو سمیٹ کر قدیمی امرا کو جمع کر رہا تھا۔ اگرچہ اُس کا اصل رجحان یہی تھا کہ جمہور کو ہر طرح سے فائدہ پہونچے تاہم وہ ایک قطعی شاہنشاہی کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں کہ موروثی امرا کا قایم کرنا لوازمات میں سے تھا نپولین کو کچھ شک تھا۔

او میرا نے سینٹ ہلینا میں نپولین سے کہا۔ "اس بات سے سب کو تعجب ہوتا ہے کہ آپ نے فرانس میں ڈیوک کسی ایک شخص کو بھی نہ بنایا۔ اگرچہ اس کے خلاف دوسرے مقامات پر آپ نے بہتوں کو ڈیوک بنا دیا"

نپولین نے جواب دیا "اگر میں فرانس میں کسی شخص کو ڈیوک کا خطاب دے دیتا تو بڑی ناراضگی پیدا ہو جاتی۔ مثلاً اگر میں بورگون[1] میں اپنے کسی بڑے جنرل کو ڈیوک بناتا تو بورگون کے جمہور میں تلاطم برپا ہو جاتا۔ اور وہ خیال کرتے کہ اس خطاب کے ساتھ امرا کے حقوق اور موروثی جاگیر ضرور شامل ہوگی۔ قوم کو پرانے اُمرا سے ایسی نفرت ہو چکی تھی کہ ایسے خطابات سے جیسے ڈیوک وغیرہ میں اُن میں بلا کی ناراضگی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور اگرچہ میں بااختیار اور طاقت والا تھا لیکن میں بھی اس فعل کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ پرانی امرا

[1] مقام کا نام۔ ۱۲

کی جماعت کے استیصال کے لئے میں نے نئی امرا کی جماعت کی بنیاد ڈالی۔ اور اُن امرا میں سے جن کو میں نے قایم کیا بہت سے ایسے تھے جو جمہوریں سے قایم کئے گئے تھے معمولی سپاہی کو بھی ڈیوک بن جانے کی توقع ہو سکتی تھی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی میں مجھ سے غلطی ہوئی یعنی اس سے بھی یہ نتیجہ نکلا کہ ہمسری کے انتظام میں جس کے جمہور دل دادہ تھے کمی واقع ہو گئی لیکن آخر میں کرتا بھی کیا؟ یعنی اگر فرانسیسی خطاب کے ساتھ لوگوں کو ڈیوک بناتا تو بھی جمہور یہی خیال کرتے کہ پچھلے قدیمی امراؤں کی بنیاد پڑ چلی۔ جن کی بدولت قوم زمانہ دراز سے مصیبتیں جھیل چکی تھی۔ نپولین کو قطعی اختیارات حاصل تھے۔ اور یہ اختیارات اسی وجہ سے تھے کہ ایسے واقعات اکر حائل ہوئے کہ نپولین اُن کا کچھ انتظام نہ کر سکتا تھا۔ ضروری تھا کہ اُس کو قطعی اختیارات حاصل ہوں کہ متحدہ دشمنوں کو جو فرانس کی آزادی چھین لینے کی غرض سے بار بار یورشیں کرتے تھے روک دی جاوے۔ ہر ایک باسلیقہ اور باشعور فرانس کے شخص نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا تھا۔ اور اس بات سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اپنی تمامی طاقت اور اپنے تمامی اختیارات کو نپولین نے صرف فرانس کی سرسبزی اور خوش حالی کے لئے صرف کیا اور اپنی ذات کو خود غرضی سے کوئی نفع نہ پہونچایا۔ اپنی مشہور و معروف فصاحت سے نپولین نے ایک موقع پر کہا۔

"میں نے نہایت مستحکم سلطنت قایم کی تھی۔ جو بڑی سرعت سے کام کر رہی تھی اور بڑے نازک نازک کام انجام دینے کے لایق تھی۔ اور درحقیقت ایسی سلطنت کی ضرورت تھی تاکہ وہ تمامی دشواریاں جو ہر سمت جمع تھیں دفع ہو جائیں اور وہ حیرت انگیز کام سرانجام ہوں جیسے ہم نے سرانجام کئے۔ افسروں کو بھی اسی خوبی کے ساتھ مقرر کیا تھا اور اُن کی کارگذاریاں بھی حیرت خیز تھیں۔ اور چار کروڑ فرانک کے باشندوں

کو بھی یہی تحریک ہو گئی تھی۔ اندرون ملک کے افسر ایسی چابکی سے کام میں مصروف تھے کہ سلطنت کے سرحدی صوبوں میں بھی اُسی تیزی سے کام ہو رہا تھا۔ دوسرے ملک کے لوگ جب ہم کو ایسی مصروفیت کی حالت میں دیکھتے تھے تو حیرت میں ڈوب جاتے تھے۔ اور بڑے نتیجوں کو وہ اسی بات سے منسوب کرتے تھے کہ تمامی سلطنت میں بڑی یکجہتی سے کام ہو رہا تھا۔

ہر ایک بڑا افسر اپنے ماتحتوں اور اُس نظام کے جمہور کی مدد سے بجائے خود ایک چھوٹا سا شاہنشاہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اُس کے اختیارات مرکز کی طاقت سے آئے تھے۔ پس وہ یہی خیال کرتا تھا کہ اُس کی صاحبی جب ہی تک تھی جب تک وہ اپنے عہدہ پر مامور تھا اور کوئی موروثی خیال اُس مقام کی حکومت کے متعلق جس کا وہ حاکم تھا اُس کے دل میں جاگزین نہیں ہو سکتا تھا۔ پس امرائی انتظام تھا لیکن تکلیف کسی کو نہ تھی۔ لیکن ان عہدہ داروں کو اختیار دیا جانا ناگزیر امر تھا۔ رہے میرے اپنے قطعی اختیارات تو واقعات ہی ایسے زبردست آموجود ہوئے کہ خواہ مخواہ وہ اختیارات مجھے تفویض ہو گئے۔ اس لئے ضروری تھا کہ انتظام کی بڑی کل کے چھوٹے پُرزے ماتحت حالت میں رکھے جائیں۔ اور مرکزی حرکت دینے والی طاقت کے ساتھ اتحاد سے کام کریں۔"

اس قسم کا نظام سلطنت بہت مناسب اور کافی تھا اور کسی کو اس میں کلام نہیں ہو سکتا۔ چونکہ فرانس پر مخالفوں نے بار بار حملے کئے تھے مجبوراً فرانس میں اس قسم کا انتظام قایم کیا گیا اور اُس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے۔ کہ اسی انتظام کی وجہ سے بیس برس کامل نپولین اپنے ملک فرانس کے بدخواہوں کو برابر نیچا دکھاتا رہا جو تمامی یورپ سے جمع ہو ہو کر یورشیں کرتے تھے۔ پس جب خطروں نے ہر سو سے گھیر لیا اور فرانسیسی

گھبرا گئے تو انھوں نے اپنے تئیں نپولین کے سپرد کر دیا کیونکہ اس کی لیاقتوں پر ان کو اعتماد تھا اور اسی کے ساتھ اس کو تمامی اختیارات بھی دیدیئے۔ اور صد آفرین ہے نپولین پر کہ جیسا فرانس کی جمہور نے اس کو خیال کیا تھا اُس نے ویسا ہی اپنے تئیں ثابت کر دیا۔ فرانس کی خوش حالی اور بہبودی کی خاطر اس سے فوق العادت محنتوں اور لیاقتوں کا اظہار ہوا اور جہاں اس سے غلطی ہوئی وہ اسی راستہ میں ہوئی جبکہ فرانس کی خاطر وہ بلند بلند تخیلات سرگرم لگا ہوا۔

اُس کو اسکندر۔ شاہنشاہ روس کی طرح پورے اختیارات حاصل تھے لیکن یہ زار روس امیروں کا بادشاہ تھا۔ نپولین کو جمہور نے منتخب کیا تھا لیکن اتنے بڑے اختیار کا حاصل ہونا ہولناک شے تھی۔ بادشاہ کو شاہی کونسل۔ سینٹ۔ مجالس قانون ساز کے لئے اراکین انتخاب کرنے کا خود اختیار حاصل تھا۔ بری و بحری افواج میں جملہ افسروں کی تقرری وہ خود کیا کرتا تھا۔ فرانس کی تمامی پولیس جملہ مجسٹریٹ۔ عدالتوں کے جج۔ آبکاری۔ محاصل۔ محصولات کے افسر۔ تمامی پادری۔ درس گاہوں۔ مدرسوں۔ یونیورسیٹوں کے اُستاد۔ پوسٹ ماسٹر۔ سڑکوں۔ محکمہ تعمیرات۔ انہار۔ قلعہ جات کے افسران وغیرہ کی تقرری یا تو نپولین بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کیا کرتا تھا۔

سینٹ ہلینا میں نپولین ایک دن گولڈ اسمتھ کی لکھی ہوئی اپنی سوانح عمری پڑھ رہا تھا جس میں مصنف مذکور نے نپولین کو خوب ہی خوب بدنام کیا تھا اور اُس نے پڑھا کہ اس کی ذات سے وہ تمامی جرائم منسوب کئے گئے تھے جو شیطان کے امکان میں ہو سکتے ہیں کتاب کو خاموشی سے ایک طرف رکھ کر اُس نے کہا:

”جہاں تک ان مصنفوں کے اختیارات میں ہے میرے کارناموں کو مختصر کرنے دو پوشیدہ کرنے دو اور مذموم طور سے لکھنے دو لیکن یہ تو ممکن نہیں کہ وہ میرے کارناموں پر پردہ ڈال سکیں۔ یہ محال ہے کہ فرانس کا تاریخ نگار تاریخ لکھنے کو قلم اُٹھائے اور تمامی

سلطنت فرانس کا حال لکھنا سہواً چھوڑ جاے - اگر اس میں ذرا بھی انصاف ہے تو وہ میرے ساتھ ضرور انصاف کریگا - واقعات خود بول اُٹھینگے اور وہ آفتاب کے مثل روشن ہیں -

طوایف الملوکی کی خندق کو میں نے بند کر دیا - میں نے انقلاب کو آلایش سے پاک کیا - قوموں کو بلند رتبہ پر پہونچایا اور بادشاہوں کو تخت نشین کیا - لوگوں میں ہمسری کے خیال کو پیدا کیا اور ہر ایک صاحب جوہر کو صلہ دیا اور شان و عظمت کی حدود کو فراخ کیا یہ سب کام آخر کچھ تو وقعت رکھتے ہیں اور کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کے متعلق مجھ پر حملہ کیا جاے اور مورخ مجھ کو نہ بچاے - کیا مجھ پر میرے ارادوں کی وجہ سے حملہ کیا جائیگا؟ لیکن اس کے بھی کافی ثبوت موجود ہیں کہ اختیارات کامل کی ازحد ضرورت تھی کیا یہ کہا جائیگا کہ میں نے آزادی کو روک دیا؟ تو یہ جواب دیا جائیگا کہ آزادی کے آستانہ پر اب بھی بدکاری - طوائف الملوکی اور بے باکی کا ہجوم تھا - کیا مجھ پر یہ الزام لگایا جائیگا کہ میں جنگ کا حد سے زیادہ شایق تھا؟ تو یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ پہلا حملہ ہمیشہ مجھی پر ہوا ہے - کیا یہ اعتراض کیا جائیگا کہ میری نیت عالمگیر بادشاہت کی تھی؟ تو ثابت ہوسکتا ہے کہ یہ ناگہانی واقعات کا نتیجہ تھا اور میرے دشمنوں نے بتدریج اس عزم پر مجھے مائل کردیا تھا اور سب سے آخر میں کیا مجھ پر یہ الزام عاید کیا جاسکتا ہے کہ مجھ میں جاہ طلبی تھی؟ یہ صحیح ہوسکتا ہے - لیکن میری جاہ طلبی کی نوع پر غور کرنا چاہیے میں نے بڑی عالی حوصلگی اور فیاضی سے طلب جاہ کی اور ایسی جاہ طلبی کی مثال معدوم ہے - میں نے عقل کی بادشاہت کو قایم کیا اور بنی نوع انسان کے پوری خوشحالی اور اطمینان کے سامان مہیا کئے - اور اسی موقعہ پر مورخ کف افسوس ملکر کہے گا " ہاے - ایسے شخص کی جاہ طلبی کو دشمنوں نے پورا نہ ہونے دیا - اور میرا کارنامہ یہ تھا جو چند لفظوں میں میں نے اوپر بیان کیا"

باب سی و نہم

پیرس کے منظر

ٹولی لریز میں دربار۔ چھوٹا لڑکا۔ شاہی کونسل سے خطاب۔ پریسیڈنٹ کی تقریر۔ شاہنشاہ کا مدرسہ نسواں کا معائنہ کرنا۔ ایک لڑکی کی دلیری۔ جیروم بادشاہ ویسٹ فیلیا کو نصیحت سینٹ ہلینا میں نپولین کے الفاظ۔ لاک ہارٹ صاحب کی شہادت۔ مسٹر رچرڈ کا بدن

۱۷۔ اگست ۱۸۰۷ء کو نپولین کی عمر ۳۸ سال کی ہوئی۔ ٹولی لریز میں نہایت ہی نفیس مجمع تھا۔ اُس شام کے کیا کہنے ہیں۔ تمامی پیرس کے باشندے جوش سے مدہوش ایوان شاہی کے بیچ باغ میں جمع ہوئے۔ مسرت خیز نعروں سے وہ اپنے شاہنشاہ کا نام لے رہے تھے۔ شاہنشاہ ملکہ کا ہاتھ ہاتھ میں لئے سقف پر بار بار آتا تھا۔ اور اُس کے گرد بڑے بڑے ارکین کا گروہ تھا جس وقت وہ سامنے نظر آتا تھا لاکھوں آدمیوں کے نعروں کی آواز سے ہوا گونج اُٹھتی تھی۔ لیکن نپولین نے چپکے سے ڈیوراک کو اپنے ساتھ لیا اور بھیس بدلے ہوئے تماشائیوں کے انبوہ میں جا ملا۔ ہر مقام پر لوگ بڑے اظہار شکر گذاری سے اُس کا نام لے رہے تھے۔ انھیں میں ایک چھوٹا سا لڑکا بھی خوشی سے "شاہا زندہ مانو" کے نعرے مار رہا تھا۔ نپولین نے بچہ کو گود میں

اُٹھالیا اور پوچھا "تم سب لوگوں کی طرح کیوں شور کر رہے ہو؟" بچے نے کہا "میری ماں اور باپ نے مجھ سے کہا ہے کہ شاہنشاہ سے محبت کرو اور اُس کو دعائیں دو" وہیں پر ماں اور باپ بھی موجود تھے۔ نپولین نے اُن سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ برٹینی کے بلوہ سے پناہ لے کر وہ پیرس کو بھاگ آئے تھے اور یہاں بڑی خوشی اور اطمینان سے رہتے تھے اسی کے ساتھ اُنھوں نے نپولین کے انصاف وحسنِ انتظام کا بیان کرکے شکر گذاری کے بہت سے کلمات کہے۔ صبح کو نپولین نے اُن کو معقول تحفہ بھیجا اور یہ دیکھ کر کہ شب کو شاہنشاہ سے اُن کی باتیں ہوئی تھیں اُن کو سخت حیرت ہوگئی۔

دوسری صبح کو اپنے مارشلوں اور ایک بڑی جمعیت کو ہمراہ لے کر نپولین مجلس شاہی کو گیا اور حسب ذیل تقریر کی :-

" اے شرفا۔ آپ کے پچھلے جلسہ کے بعد نئی نئی لڑائیاں ہوئیں۔ نئی نئی فتوحات حاصل کی گئیں اور صلحناموں کے ذریعہ سے امن چین قائم ہوئے۔ معاملات ملکی کے اعتبار سے ان سے یورپ میں تبدیلی واقع ہوگئی۔ تمام قوموں کو یہ دیکھ کر کہ انگلستان کے دباؤ کا خاتمہ ہوگیا یکساں مسرت ہے۔ میں نے جو کچھ کیا صرف فرانس کے جمہور کی بہبودی کے لئے کیا کیونکہ یہ بہبودی مجھے اپنی شان وشوکت سے بھی بڑھکر عزیز ہے میری خواہش ہے کہ معاملات بحری کے متعلق بھی صلح ہو جائے۔ اس کے معاملہ میں چاہے کوئی قوم خفا ہو یا ناراض لیکن یہ خواہش تو میں پوری ہی کرکے چھوڑوں گا۔ اگر جنگ واقع ہوئی تو سب نتیجوں کا اختیار خدا کو ہے لیکن اپنے متعلق یقین دلاتا ہوں کہ میری قوم مجھ میں کوئی فرق نہ پائیگی اور مجھے یقین ہے کہ میری شرکت میں میری قوم پوری اعانت کرے گی۔ جب میں تم سے پندرہ سو میل کے بُعد پر تھا میں نے تمھاری جاں نثاریوں اور وفاداریوں کو دیکھا اور تمھاری عزت میرے جی میں بہت زیادہ ہوگئی اور بعض ثبوت اپنی الفت ومحبت کے تو تم نے ایسے دیئے کہ میرے دل پر نقش ہوگئے میرے

"میں نے اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ ہمارے انتظامی محکموں میں سادگی اور آسانی کو ترقی ہو۔ میں نے چند نہایت ہی معزز خطابات دیئے ہیں جن سے اور بھی شان و شوکت بڑھے گی۔ میں بڑی بڑی خدمات کے معاوضہ میں بڑے بڑے صلے عنایت کرنے والا ہوں اور موروثی امرائی استحقاقوں کو کم کرنے والا ہوں کیونکہ یہ بات ہمارے اصول کے خلاف ہے۔ میرا وزیر داخلہ آپ کو بتلائے گا کہ کون کون سی سرکاری عمارتیں تعمیر ہونا شروع ہوئیں اور کون کون سی ختم ہوگئیں۔ لیکن ہنوز ہم کو بڑے بڑے کام کرنا باقی ہیں میں نے ایسا انتظام سوچا ہے کہ قریہ قریہ میں زمینوں کی قدر بڑھ جائیگی اور ایسی ترقی ہوگی کہ دیہات کے باشندوں کو شہریوں کی طرح آسائش سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملیگا لیکن اس بڑے مقصد کے پورا کرنے کو اے شرفاء مجھے تمھاری امداد کی حاجت ہے اور مجھے حق حاصل ہے کہ تمھاری امداد پر بھروسہ کروں"

سب نے اس تقریر کو بڑی مسرت سے سنا اور دلوں پر بڑا اثر ہوا۔ جب نپولین رخصت ہو گیا تو آئین ساز مجلس کے صدر نے تمامی فرانس کی طرف سے حسب ذیل تقریر کی:۔

"آج کی تقریر شاہنشاہ نے ایسی کی ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ایسے بادشاہ کی تصویر کھنچ گئی کہ جو بڑے صلح اور امن کے ایام میں اپنے ملک کی بہبودی کے انتظام میں ہمہ تن مصروف ہو لیکن ذرا توجہ طلب یہ امر ہے کہ ہمارے شاہنشاہ نے اس ملک کی اندرونی رفاہ میں جو جو شاقہ محنتیں کیں اور جو جو عاقلانہ تجاویز نکالیں وہ ایسے وقت میں نکالیں جبکہ وہ میدان جنگ میں مشغول روز پروشیا کے دوسری سرحد پر ہم سے پانسو فرسنگ پر دشمن کے مقابل مصروف جنگ تھا۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ اتنے بعید فاصلہ سے اور ایسی حالت میں اس نے فرانس کے لئے یہ کچھ کیا تو خیال کیا جاسکتا ہے کہ صلح اور امن کے ایام میں جب وہ بے فکری سے فرانس کے اندر ہمارے درمیان بیٹھکر فرانس کا انتظام کریگا تو کیا کیا کرشمے دکھائیگا بس یہی خیال کرلو کہ جو کچھ وہ کرے

فرانس کی خوش حالی اور سرسبزی کے لئے کریگا اور اسی کام میں مصروف رہے گا اور پھر خود اس کی شان و شوکت کسقدر بڑھیگی۔

"آج وہ ایسا قوی ہے کہ سلطنتوں کو گھٹاتا ہے اور سلطنتوں کی حدود کو وسیع کرتا ہے اس کی دھاک سب پر بیٹھی ہوئی ہے پس جائے غور ہے کہ ایسے شاہنشاہ کو جب اور شان و عظمت حاصل ہوگی تو وہ کونسی ایسی شئے ہے جس کی ہم توقع نہیں کر سکتے جب صلح ہوجائیگی اور ہتھیار رکھ دیئے جائینگے تو یہی فرانس کی لا فتح فوج جو آج دھاوے کر رہی ہے اور تختوں کو الٹ رہی ہے ثابت کردیگی کہ میں وہ فوج ہوں جو آج اپنے عاقل شاہنشاہ کے اشارے سے سلطنتوں کو محفوظ کر رہی ہوں۔ اور ممالک کو زراعت اور حرفت سے مالا مال کر رہی ہوں اور ان ممالک کے ایوانوں کو اعلیٰ تصاویر سے زینت کر رہی ہوں اور اخلاق نیک اور قوانین کی پابندی سے دوہرا مضبوط کر رہی ہوں۔

زنانہ مدارس سے نپولین کو بڑی دلچسپی تھی۔ ایسا ایک مدرسہ اس نے ایکون میں قایم کیا تھا اور ممتاز لڑکیوں کو ہمیشہ انعام دیا کرتا تھا۔

ایک دفعہ اس مدرسہ کے معائنہ کو گیا تو دیکھا کہ سب لڑکیاں سوزن کاری میں مصروف ہیں سب درجوں میں کچھ پوچھتا اور اچھی اچھی باتیں کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ ایک خوبصورت لڑکی سے پوچھنے لگا۔

"بھلا یہ تو بتاؤ کہ ایک قمیص کے سینے میں کے مرتبہ سوئی میں ڈورا پڑتا ہے"؟ لڑکی نے بگڑ کر کہا" جہاں پناہ مجھے تو صرف ایک ہی دفعہ ڈورا ڈالنے کی ضرورت ہو۔ اگر کافی لمبا ڈورا پڑ سکے"

"اس حاضر جوابی پر نپولین ایسا خوش ہوا کہ اپنی سونے کی زنجیر فوراً اس لڑکی کو اتار دی کیا شک ہو سکتا کہ شاہنشاہ کی عطا کی ہوئی زنجیر اس لڑکی کے لئے

بڑی نعمت تھی بادشاہ کے اس انعام اور ایسی مہربانی کے برتاؤ سے تمامی لڑکیاں اُس کی گرویدہ ہوگئیں۔

جب نپولین کا دور سلطنت آخر ہوا اور بوربون بادشاہ از سرِ نو فرانس کے تخت پر بیٹھا تو ایک حکم یہ بھی صادر ہوا کہ اس مدرسہ سے وہ تمامی چیزیں دور کردی جائیں جن سے غاصب نپولین کی یاد باقی ہے۔ لڑکیوں سے سب چیزیں لے لی گئیں جو شاہنشاہ نے اُن کو انعام یا تحفہ میں دی تھیں لیکن مس برائٹ نے اپنی سونے کی زنجیر اپنے سینہ میں چھپالی اور کہا کہ یہ زنجیر اس وقت علیحدہ ہوگی جب سانس نکل جائیگی۔ ایک دن ایک نوکر نے یہ زنجیر دیکھ لی اور پرنسپل کو اطلاع کردی زنجیر طلب کی گئی لیکن لڑکی نے انکار کیا اور کہا کہ ہرگز نہ دونگی۔ اس پر دوسرے بڑے افسروں کو اطلاع دی گئی اور زنجیر پھر طلب کی گئی۔ لیکن لڑکی نے جواب دیا " یہ زنجیر شاہنشاہ نپولین کا عطیہ ہے اور میں یہ زنجیر ہرگز ہرگز نہ دونگی۔ چاہے جو کچھ کیوں نہ ہوجائے میں چاہے ہلاک ہی کیوں نہ کردی جاؤں "۔ چنانچہ وہ حوالات کردی گئی اور کئی دن حوالات رہی۔ لیکن اس پر بھی زنجیر نہ دی۔ اب یہ دیکھکر تمام اسکول کی لڑکیاں جمع کی گئیں اور مس برائٹ اسکول سے نکالدی گئی۔

کچھ عرصے کے بعد بوربون خاندان کی معزز خاتون ڈچیز انگولیم مدرسہ میں آئی سب لڑکیوں کو حکم دیا گیا تھا کہ بوربون بادشاہ کی عمر دراز ہونے کا دعائیہ نعرہ بلند کریں۔ لیکن جب ڈچیز انگولیم عمارت میں داخل ہوئی تو خلاف نصیحت سب لڑکیوں نے "نپولین زندہ باد" کا نعرہ اس زور سے مارا کہ ڈچیز کے اوسان خطا ہوگئے۔

کونٹ ڈی لاٹن نے جو بعد کو لوئی ہیجدہم کے لقب سے فرانس کا بادشاہ ہوا ایک نئی سازش کی تجویز کی تاکہ نپولین ہلاک کردیا جائے۔ اسکندر روس کا بادشاہ اُس زمانہ میں نپولین کا بڑا دوست تھا۔ چنانچہ جب اُس نے اس سازش کی اطلاع پائی تو مزید اظہار دوستی کی نیت سے اُس نے فوراً نپولین کو لکھ بھیجا۔ اس کے جواب میں نپولین نے اپنے سفیر جنرل سیوبرے متعینہ دربار روس کو لکھا کہ شاہنشاہ روس

کا اُس اطلاع سازش کے متعلق جو تمہارے ذریعہ سے مجھے کی گئی ہیں شکرگذار ہوں لیکن یہ سمجھ لینا کہ کونٹ ڈی لائل کی حرکات کی میری رائے میں کچھ وقعت سے غلطی ہے۔ اگر کونٹ روس میں رہنے سے برداشتہ خاطر ہے تو اُس کو اطلاع کردو کہ وہ سیدھا پیرس چلا آئے اور اُس کے جملہ اخراجات کا میں متکفل ہونگا"

سینٹ پیٹرز برگ کے دربار کی ذرا ذرا سی خبریں نپولین کو پہونچتی تھیں۔ اسکندر عیش پرست شاہنشاہ تھا۔ چنانچہ ایک حسین عورت پر ایسا فریفتہ ہوا کہ اپنے وقت کے بڑے حصہ کو اُس کی صحبت میں ضائع کرنے لگا۔ نپولین نے معاملات ملکی کے متعلق ایک خط اپنے وزیر کو لکھ کر اُس کے آخر میں لکھا:-

"ایک شاہنشاہ کے اوباش چال چلن کو میں نظرانداز نہیں کرسکتا۔ ایک عورت نے روس کے شاہنشاہ کے دماغ کو مختل کردیا۔ کیسے تعجب کا مقام ہے۔ لیکن اگر تمام دنیا کی عورتیں جمع ہوجائیں تو میرا ایک گھنٹہ بھی ضائع نہیں کرسکتیں۔ تمام معاملات سے مجھے اطلاع دیتے رہو۔ آدمی کی خانگی زندگی اُس کے عادات واطوار کا آئینہ ہے جس سے ہم بہت سی نصیحتوں کو حاصل کرسکتے ہیں"

ورٹم برگ کے بادشاہ کی بیٹی سے جب جیروم کی شادی ہوچکی اور جیروم اور اُس کی بیوی پیرس سے اپنی بادشاہت ویسٹ فیلیا کو چلنے لگے تو نپولین نے جیروم کو حسب ذیل نصیحت کی:-

"برادر من میرا خیال ہے کہ تم اسٹٹ گارٹ کو بھی جاؤگے کیونکہ تم کو ورٹم برگ کے بادشاہ نے بلایا ہے۔ وہاں سے تم کیسل کو جاؤگے اور ایسے شان وشکوہ سے جاؤگے جیسی تمہاری رعایا کو اُمید ہے۔ شہر کے ڈپٹی اور بڑے بڑے پادری اور موجودہ ریاستوں کے نائب تمہارے پاس آئینگے دیکھو نصف ان میں سے امرا ہونگے اور نصف جمہور میں سے ہونگے۔ پس ایسی جماعت کے سامنے تم کو اس

بات کی باضابطہ قسم کھانا پڑیگی کہ تم جمہوری حکومت قایم رکھو گے۔

"پہلے مشیرانِ سلطنت میں سے بقدر نصف کے مامور کیجیو اور کام شروع کرنے کو یہ تعداد کافی ہوگی لیکن خبردار ان میں سے بڑی تعداد ایسے اشخاص کی ہو کہ وہ جمہور میں سے ہوں امرا میں سے نہوں۔ لیکن یہ کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم جمہور ہی میں سے بڑی تعداد ہمیشہ انتخاب کیا کرو گے۔ دربار کے ارکین کے متعلق بھی یہی لحاظ رکھنا لیکن ان میں امرا بھی شامل ہوں۔ لیکن وزرا۔ مشیرانِ سلطنت حکام اپیل میں امرا کی بڑی تعداد شامل نہ ہونے پائے۔ اس کارروائی کا اثر ممکن ہے کہ جرمنی میں محسوس ہو اور امرا کو کچھ ناراضگی پیدا ہو۔ یہی کافی ہے کہ اس کارروائی میں کوئی بناوٹ نہو اور نہ کبھی اس معاملہ پر بحث کیجیو نہ کسی پر ظاہر کیجیو کہ تم جمہور کو اعلیٰ ترقیاں دینا چاہتے ہو۔ اصلی اصول یہی رہے کہ جس طبقہ میں اعلیٰ لیاقتوں کے لوگ ہاتھ آئیں بڑے عہدوں پر مامور کئے جائیں۔

"جس بات پر میں زیادہ زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجموعہ قوانین نپولین (کوڈ آف نپولین) فوراً جاری کر دینا۔ تمھاری رعایا کی خوش حالی میرا اصل مقصد ہے اس سے صرف یہی نہوگا کہ تمھاری ناموری ہوگی بلکہ یورپ کے نظم و نسق پر بھی اثر ہوگا۔ ایسے لوگوں کی بات پر کان نہ لگانا جو تم سے کہیں گے کہ "رعایا تو ہمیشہ سے غلامی کی خوگر ہو رہی تمھاری سلطنت کے دَور میں جو کچھ فائدے اُس کو پہونچینگے ہرگز اظہار شکرگذاری نہ کرے گی"۔ یاد رکھو کہ ولیسٹ فیلیا کی رعایا اُس سے بہت زیادہ مہذب ہے جتنی تمھارے سامنے بیان کی جائے گی۔ جب تک رعایا کو تم سے دلی محبت نہوگی تمھارا تخت مضبوطی سے قایم نہ ہوگا۔ جرمنی کے لوگوں کی صرف یہ تمنا ہے کہ جو لوگ صاحب لیاقت و جوہر ہیں تم اُن کا لحاظ کرو اور عہدے دو۔ ہر قسم کی چاپلوسی اور بادشاہ و رعایا کے درمیانی موانع فوراً دور ہو جانا چاہئے۔

"مجموعہ قوانین نپولین سے رعایا کو فائدہ پہونچانا قانونی کارروائی کی سادگی۔ججوں کی جماعت کا مقرر کرنا ایسی کارروائیاں ہونگی کہ تمھارا دَور حکومت ممتاز ہوجائیگا اور اگر سچ پوچھو تو میں بڑی بڑی فتوحات کی اتنی وقعت نہیں کرتا جتنی متذکرۂ بالا امور کی وقعت کرتا ہوں کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جن سے تمھاری حکومت مستحکم ہوجائیگی۔ تمھاری رعایا کو ایسی آزادی۔ ہمسری اور خوشحالی میسر ہونا چاہیئے کہ دوسرے جرمنی کے لوگوں نے کبھی دیکھی بھی نہو۔ آزادانہ گورنمنٹ سے کسی نہ کسی طرح سے ایسی تبدیلیاں پیدا ہونگی کہ جنجھ کی طرز کارروائی کے لئے مبارک ہونگی اور تمھاری بادشاہت کو قوت حاصل ہوگی اس طریقہ انتظام سے تمھارے اور آسٹریا کے مابین ایسی حدفاصل پیدا ہوجائیگی کہ دریاے ایلب سے بھی بڑھ کر زبردست ہوگی اور قلعوں سے ایسی حفاظت ہوگی نہ فرانس کے دامن حمایت سے وہ نکلے گا۔ اور اگر تمھاری خوبی انتظام سے رعایا کو خاطر خواہ فائدہ پہنچا تو پھر وہ ہسٹ وھرم پروشیا کے زیر حکومت جانا کبھی پسند نہ کریگی جرمنی۔ فرانس۔ اٹلی۔ اور اسپین کے لوگ حقوق میں برابری چاہتے ہیں اور خیالات کی آزادی کی تمنا کرتے ہیں اب کئی سال ہوچکے ہیں کہ یورپ کے معاملات کی میں رہبری کر رہا ہوں۔ اور مجھکو خوب تجربہ ہوگیا ہے کہ موروثی امراء کی فریاد کے جمہور خلاف ہیں۔پس جمہوری بادشاہت اور اگر تمھارے وقت میں لوگوں میں کافی عقل اور ادراک نہیں ہے تو عاقلانہ حکمت عملی سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔"

سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا کہ "مجھے ہمیشہ ہوتا رہا کہ پیرس تمام یوروپ کی دارالحکومتہ بنجاے۔ مثلاً بعض اوقات مجھے یہ خیال ہوا کہ اُس کی آبادی ۲۰ لاکھ یا ۴۰ لاکھ کی ہوجاے۔ مختصر آنکہ اُس کی حالت مثل افسانہ کے زبردست اور عجیب نظر آنے لگے اور اس میں اسی آبادی کے لایق سرکاری محکمجات قایم ہوجائیں۔ "اگر خدا مجھے تین سال کی مہلت اور فرصت دے دیتا تو پیرس کی صورت

ایسی بدل جاتی کہ پُرانی پیرس ڈھونڈے نہ ملتی۔ اُس کی پُرانی حالت کا ایک نشان بھی باقی نہ رہتا۔ میں فرانس کی کایا پلٹ کر دیتا۔ ارکی میدس[1] تو ہر شئے کا اس شرط پر وعدہ کرتا تھا کہ اُس کے ڈنڈے کو ٹیک کی جگہ ملجاتی۔ لیکن میں یہ سب چیزیں کر دکھاتا اگر میرے عزم و ثبات۔ استقلال اور میرے بجٹ کو سہارہ کا مقام ملجاتا۔ جمہوری بادشاہ اور فرانس کے شاہنشاہ کے درمیان میں فرق دکھلا دیتا۔ فرانس کے بادشاہوں کے پاس انتظامی اور میونسپل افادہ گاہ کبھی نہ ہوئے۔ اُنھوں نے صرف یہی دکھلایا کہ وہ بڑے بادشاہ ہیں اور اپنے کام کے آدمیوں کو ہمیشہ برباد کیا۔

"قوم کے عادات و اطوار میں کچھ بھی سوائے اُن باتوں کے جو ایک لمحہ باقی رہتی ہیں یا فوراً معدوم ہو جاتی ہیں موجود نہیں ہے۔ ہر کام اسی لئے کیا جا رہا ہے کہ ذرا دیر کو جی خوش ہو جائے یا وہ کام موجودہ ترنگ کے موافق ہو لیکن کوئی کام اس نیت سے نہیں کیا جاتا کہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے۔ یہی بس ہمارا اصول ہے اور اسی کے موافق کام ہوتا ہے۔ ہر شخص کام تو کرتا ہے لیکن نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ گویا کچھ بھی نہ کیا۔ کوئی اثر بعد کو باقی نہیں رہتا۔ کیا یہ بات ناریبا نہیں ہے کہ پیرس میں ایسے تھیٹر اور تماشے گھر موجود ہیں جو اُس کی شان کے شایاں نہیں ہیں۔؟

"اکثر لوگوں نے میری خاطر جلسے اور دھوم دھام کرنا چاہے لیکن میں نے کبھی منظور نہ کیا۔ ان میں دعوتیں دی جاتیں جلسے ہوتے اور آتش بازیاں چھوٹتیں اور دس دس گیارہ گیارہ لاکھ فرانک صرف ہوتے اور ان کی تیاریوں میں لوگوں کے بہت دن بیکار رائیگاں ہوتے اور پھر ان کے سامانوں کو علحدہ کرنے اور اکھاڑنے میں بہت کثیر رقم صرف ہوتی۔ مگر میں نے ثابت کر کے دکھا دیا کہ انھیں رقموں سے وہ کام ہو سکتے

[1] ارکی میدس۔ یونان کا سب سے بڑا ریاضی داں ۲۱۲ قبل حضرت مسیح قتل کیا گیا اسی حکیم ریاضی داں کو ارشمیدس کہتے ہیں۔ ۱۲۔ مترجم

بھے کہ ہمیشہ قایم رہ سکتے تھے۔

"پس جن جن دشواریوں سے میں نے نیک کام کئے دوسروں کو اُن کے سمجھنے میں اسی قدر دشواریاں اور محنت درکار ہے۔ اگر شاہی ایوان کے آتش دانوں۔ پردہ کی دیواروں اور اسباب ہی تک معاملہ محدود ہوتا تو یہ ذرا دیر کا کام تھا۔ لیکن جب میں نے ٹوئی لریز کے باغ کو وسیع کیا اور شہر کے محلوں کی صفائی نالوں کا صاف کرانا۔ یا دوسرا رفاہِ عام کا کام اختیار کیا جس سے کسی خاص ایک شخص کا تعلق نہ تھا تو مجھے بڑی محنت کرنا پڑی۔ چھہ چھہ اور دس دس تحریریں روزانہ لکھنا پڑیں اور بڑے عزم سے کام کرنا پڑا صرف نالیوں اور نالوں کی درستی اور صفائی میں مجھے تین کروڑ فرانک صرف کرنا پڑے اور کوئی میرا شکر گذار نہوا۔ قریب قریب تین ہی کروڑ فرانک کی لاگت کے مکانات مجھے منہدم کرنا پڑے جو ٹوئی لریز کے سامنے واقع تھے اور کیروزیل کو بنایا اور لوورہی کو کھولا۔ میں نے جو کچھ کر دکھایا وہ بے حد ہے اور جن کاموں کا میرا ارادہ تھا اور جو میری تجویز میں تھے وہ اس سے بھی زیادہ بے حد تھے"

بعض لوگ خیال کرینگے کہ اس تذکرہ میں نپولین کی شاقہ محنتوں کو بڑی تفصیل سے لکھنا اور کچھ نہیں ہے صرف ایک دوست کی جانب سے مدحت طرازیاں ہیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ اب میں انگریزی مورخ کا بیان لکھتا ہوں۔ اُس کو ناظرین ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ یہ مورخ کیا لکھتا ہے۔ لاک ہارٹ صاحب کی تاریخ کے ہر صفحہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے زبردست شاہنشاہ نپولین کا حال لکھنے میں جس کے خلاف انگلستان بیرحمی سے جنگ کرتا رہا خوب جی کے پھپولے پھوڑے ہیں لیکن دیکھئے یہی لاک ہارٹ صاحب لکھتے ہیں:-

"شاہنشاہ کیسی ہی مصروف رکھنے والی مہم میں کیوں نہ ہوتا۔ وہ فرانس کے انتظام کے متعلق تفصیلی معاملات کو جانچتا اور ایسے غور سے جانچتا کہ فرانس سے

آدھی سلطنت کے بادشاہ کے لئے نہایت اطمینان اور امن کے زمانہ میں بھی اتنے غور سے جانچنا غیر ممکن تھا۔ اگر نپولین کو کوئی اور شغل ہوتا تو اُس کا سب سے زیادہ مرغوب مشغلہ یہ تھا کہ اقلیدس کے اختلاف اور جبر و مقابلہ کے سوالات حل کرنا۔ اور اس مشغلہ میں وہ ہمیشہ دیکھا گیا ہے۔ اپنے آغاز حکومت ہی کے زمانہ میں اُس نے سرکاری حساب کتاب میں خود غلطیاں نکالیں اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ خزانہ وغیرہ کے حساب اس صحت و صفائی سے رکھے جانے لگے کہ کسی خانگی سیٹھ ساہوکار کے بہی کھاتے اس صحت اور صفائی سے نہیں رکھے جا سکتے۔ اُس کی نگاہ سے کوئی بات پوشیدہ نہ تھی اور ہر کام کے لئے اُس کے پاس وقت موجود تھا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ ملازم کو یہی خیال رہتا تھا کہ میرے کام کا نگراں خود شاہنشاہ ہے اور جن معاملات کو تدبیر سلطنت سے کوئی تعلق ہوتا اُن کے انتظام کے واسطے بجائے آزاد اخباروں۔ آزادی سے بحث کرنے والی مجالس اور عام رائے کے شاہنشاہ کی پولیس ہر جگہ موجود رہتی تھی اور سوائے اُن مقدمات کے جو ملکی معاملات سے تعلق رکھتے تھے جمہور کو اختیار تھا کہ اپنے مقدمات کی سماعت چند ججوں کی ایک جماعت سے کرائیں۔

"نپولین کا مجموعہ قوانین بھی جس میں اُس نے خود محنت کی ہے آئین کا نہایت ہی مفصل اور مشرح مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ کی تدوین میں اُس نے اپنے زمانہ کے بڑے لایق لایق لوگوں کی بھی مدد لی اور فرانس کے لئے وہ ایک بے بہا نعمت و برکت ہے اور نپولین کا یہ قول نہایت حق بہ جانب ہے کہ یہ مجموعہ قوانین اپنے ہاتھ میں لیکر میں آنے والی نسلوں کو فائدہ پہونچاؤنگا۔" اور یہ مجموعہ قوانین پہلا سلسلہ وار اور باقاعدہ قانون ہے جو فرانس کو حاصل ہوا ہے۔ اور یہ بڑی صائب رائے اور کامل عقل کا نتیجہ ہے۔ اور آج یہ قانون صرف فرانس ہی میں رائج نہیں ہے بلکہ یورپ کے بڑے حصہ میں استعمال ہو رہا ہے۔ اور آدمی آدمی کے درمیان نہایت عاقلانہ اور مقررہ

اصول کے ساتھ اس میں انصاف کیا گیا ہے۔

"نپولین کی عظیم الشان فتوحات۔ اُس کی نفیس سڑکوں۔ پلوں نہروں اور دوسری یادگاروں اور فرانس کے باشندوں کی برتری اور سرسبزی سے جو اُن کو اپنے مشہور سردار کی بدولت نصیب ہوئی اُس تمامی صرفہ کی تلافی ہوگئی جو فرانس نے برداشت کیا۔ خانگی مصائب کی طرف سے جمہور کو بے فکری ہوگئی اور حقوق میں وہ ہمسری حاصل ہوئی جس کے نام سے اس "ظالم" نے اپنی پہلی کامیابی حاصل کی تھی لیکن یہ بھی نظر انداز کرنے کے لائق نہیں ہے کہ اپنی گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں اُس نے لایق سے لایق لوگ جمع کئے تھے اور لیاقت اور محنت کے اعتبار سے نہایت معقول صلے دیتا تھا۔

پیرس کو آراستہ کرکے اُس نے فرانسیسی قوم کا جی خوش کر دیا اور ٹولی لریز کا دربار ایسا ہی عالی شان بنا دیا جیسا کہ لوئی چہار دہم[1] کے زمانہ میں تھا۔ امرا جلاوطنی سے لوٹ آئے تھے اور دربار میں انقلاب کے سورماؤں کے ساتھ برابر شریک ہوتے تھے اور تمامی جشنوں میں جوزیفائن ایک مادرزاد ملکہ کی طرح لیاقت سے سربراہی کیا کرتی تھی۔ دربار کی شان و عظمت تو ایسی عالی ہوتی تھی کہ لاثانی تھی اور بغلی کمروں میں بہت سے فرمانروا بکثرت بھرے ہوتے تھے لیکن نپولین کو دیکھئے تو وہی حسب عادت سیدھا سادا لباس پہنے ہوتا تھا اور یہ بڑا شاہنشاہ معمولی رتبہ کے افسر سے بھی زیادہ جفاکشی اور محنت کرتا تھا۔ اور نپولین کو ایک شاہنشاہ کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اُس کو جلسہ داریوں کا ذرا سا بھی وقت میسر نہ تھا۔ اُس کے ذاتی دوست نہایت ہی تھوڑے تھے۔ دن محنت میں صرف ہوتا تھا اور رات مطالعہ میں گذر جاتی تھی اگر اپنی فوج کے ساتھ وہ میدان جنگ میں نہ ہوتا تو صوبجات کے دورے کرتا پھرتا اور وزرا سے کام کو

---

[1] لوئی چہار دہم فرانس کا نہایت زبردست فرمانروا تھا۔ ولادت ۱۶ ستمبر ۱۶۳۸ء وفات ۱۷۱۵ء

مترجم ۱۲

خود اپنی آنکھ سے دیکھتا اور اپنے لشکر سے جہاں مقیم ہوتا تھا اپنے مشاہدات کے موافق برابر فرمان جاری کرتا رہتا اور تاکیدیں کرتا کہ ہر قریہ شہر اور ضلع کی حالت میں ترقی ہو کیونکہ یہی اُس کا بڑا مقصد تھا۔"

پس نپولین ایسا نپولین تھا جس کی تصویر جو اُس کے دشمن نے کھینچی ہے ناظرین نے دیکھ لی۔ نپولین نے انگلستان سے صلح کر لینے کی کوشش میں اپنی جانب سے سعی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ اُس نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں ملکی توڑ جوڑ یا آشتی سے حتی المقدور کام لیا۔ اور اُن طولانی لڑائیوں کے متعلق جو انقلاب کے بعد پیش آئیں نپولین کو جواب دہ ٹھہرانا سب سے بڑی تاریخی غلطی ہے مسٹر رچرڈ کاب ڈن بڑا منصف مزاج مورخ تھا اور وہ نہایت راستی اور صداقت سے حسب ذیل ریمارک دیتا ہے:۔

"ہم لوگوں میں یہ عام اور کھُلا ہوا عقیدہ پایا جاتا ہے کہ ہماری جانب سے کسی مستم کا اشتعال نہیں دلایا گیا۔ اور ہم پر ناانصافی سے حملہ کیا گیا۔ اور ہم تو صلح کے آرزومند تھے لیکن ہم کو جنگ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اور ہم تو چپ خاموش تھے لیکن ہمارے جزیرہ پر یورش کی دھمکی دی گئی۔

"لیکن مجھے سخت ہی تاسف ہے کہ یہ خیال قطعی غلط ہے بلکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ میں اس بات کی تصدیق میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتا کہ پچھلی جنگ میں پیش قدمی انگلستان ہی طرف سے ہوئی کیونکہ تاریخی کاغذات اور سرکاری تحریروں سے یہ معاملہ ایسا صاف ثابت ہے کہ کسی جج کی عدالت میں بھی شہادت کے وثوق پر کوئی مقدمہ ایسا صاف ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ کہنا کافی نہیں ہو سکتا کہ فرانس نے جنگ کا اشتعال نہیں دیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے (اگر کسی قوم کی شان میں یہ کلمات کہنا مناسب ہوں) کہ انگلستان سے جنگ کرنے سے بچنے کو فرانس نے

قدموں پر اپنا سر رکھ دیا تھا۔

"مگر اصل تو یہ ہے کہ ان جنگ کے بانیوں کی چھوٹوں بھی یہ نیت نہ تھی کہ قوم کی آزادی کے لئے جنگ کی جائے اُنھوں نے تو صرف اسی مدعا سے لڑائی چھیڑی تھی کہ یوُرپ کی پُرانی وضع کی بادشاہتیں قایم رہیں۔ انگلستان میں بھی جنگ کے حامی جمہور کی آزادی کے خواہاں نہ تھے آزاد خیال فریق تو صلح کرنے پر جا ہوا تھا اور لینڈ ڈون۔ بِڈفرڈ۔ لاڈر ڈیل۔ ہوس آف لارڈس میں اور فاکس۔ شریڈین۔ اور گرے۔ ہاؤس آف کامنس میں جنگ کے سخت مخالف تھے۔ اور صرف چند سمجھدار آدمی اُن کے طرفدار تھے۔ لیکن کیسے افسوس کا مقام ہے کہ ان صلح کے حامیوں کی بات کسی نے نہ سنی۔ اور اُن کے جان و مال غیر محفوظ حالت میں کردیے گئے اور یہاں تک تو ہوا کہ اُن کی مستورات کی جمہور نے بے حرمتی کی۔ مگر ہم کو پوست کندہ حالات صرف اس وجہ سے لکھنے کی ضرورت ہے کہ مبادا ایسی تماشہ پھر نہ ہونے لگے۔ جمہور کا بڑا گروہ اُس وقت قطعی جاہل تھا اور اُن کو فرانس کے خلاف جنگ کرنے کے لیے چیخیں مارنے کو بہکا لیا گیا تھا اور یہ بھی بالکل صحیح ہے اور ضرور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب یہ جنگ دو برس جاری رہ چکی یعنی ہنوز اُس کو دو ہی سال کا زمانہ ہوا تھا کہ اُس کا یہ اثر شروع ہوا کہ غلّہ گراں ہوگیا۔ محنت مزدوری گھٹ گئی اور محنت کرنے والی جماعت پر مصیبت اور ایسی آفت آپڑی کہ جس وقت بادشاہ انگلستان پارلیمنٹ کو جارہا تھا اُس بادشاہ کی گاڑی کو گھیر کر فریاد کی گئی کہ ہم فاقوں مرے جاتے ہیں ہمیں روٹی دیجئیے۔

"لیکن اب فرانس کی آخری جنگ کے سوال کی روداد پر غور کرنا چاہیئے۔ انگلستان کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تو محض اپنی حفاظت کی خاطر فرانس سے لڑے تھے تاریخی اعتبار سے غلط ہے۔ اور اگر کاغذات سرکاری کو دیکھا جائے جو بلا تغیر و تبدّل موجود ہیں تو اس بات کا یقین ہو جائیگا۔ اور ہمیں یہ بات نہ بھولنا چاہیئے کہ انگلستان کی تاریخ

انجام کار ایسے ہاتھوں میں جانے والی ہے جہاں اُس کے ساتھ اُسی قدر ہمدردی اور طرفداری کا اظہار کیا جائے گا جہانتک حق اُس کی طرف ہے اور وہ آنے والی نسلیں ہیں اور اُن کے فیصلہ کا مرافعہ کہیں نہیں ہے معاملہ موجودہ میں جو ہمارے سامنے زیر بحث ہے ہم صرف شہادت ہی سے مجبور نہیں ہو گئے ہیں کہ اس بات کا اقبال دعوی داخل کریں کہ ہم انگلستانی جارحانہ جنگ کر رہے تھے بلکہ خود جنگ کے بانیوں اور اس جنگ کے شرکاء کے اقرار اس کثرت سے موجود ہیں کہ ہم اس اقبال دعوے کے داخل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہم نے محض زور کے ذریعہ سے ایک قوم کی راے کو جو اپنا بادشاہ خود مقرر کر چکی تھی اور اپنے طرز حکومت کو بدلا تھا مغلوب کرنا چاہا۔ اور یہ بدترین وجہ ہے جس سے کوئی قوم دوسری قوم سے جنگ کیا کرتی ہے"۔

باب چہلم

اسکندر سے خط و کتابت کرنا

انگلستان کا صلح سے ہنوز انکار۔ انگلستان کا کوپن ہیگن پر گولہ باری کرنا۔ صلح کی قطعی امید باقی نہ رہنا۔ اسکندر کی خواہشیں۔ کالن کورٹ سے خط و کتابت۔ مجوزہ کانفرنس۔ ٹرکی کے معاملہ میں نپولین کا فیصلہ۔ آسٹریا کی پریشانی۔

ٹلسٹ کے عہدنامہ کی بعض مخفی دفعات کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ نپولین اور اسکندر نے خفیہ تجویز کی تھی کہ انگلستان پر حملہ کیا جائے اگر وہ روس کی پنچایت قبول کرنے سے انکار کرے یا یورپ میں اسی طرح شعلۂ جنگ مشتعل کرنے پر اڑا رہے جس طرح برسوں سے جنگ برپا کرتا رہا تھا۔ اسی طرح نپولین اور اسکندر نے یہ بھی معاہدہ کرلیا تھا کہ اگر سلطان ٹرکی فرانس کی ثالثی ماننے سے انکار کرے تو اس کے مقابلہ میں بھی روس اور فرانس ایک ہوجائیں۔ یہ بھی باہمی اقرار ہولیا تھا کہ اگر انگلستان صلح کرنے پر راضی نہ ہو تو سویڈن۔ ڈنمارک۔ پرتگال۔ اور آسٹریا سے کہا جائے کہ اپنے بندرگاہوں میں انگریزی تجارت کا ہونا قطعی بند کردیں۔ ٹلسٹ کے مخفی صلحنامہ کی یہ اصلی شرائط تھیں۔

نپولین فرانس کی ترقی کا دلدادہ تھا اور صبر سے اُس خط و کتابت کے نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا جو روس اور انگلستان میں ہو رہی تھی۔ اور خود اپنا سفیر دربار ٹرکی میں کوشش کرنے کو روانہ کیا تھا کہ روس اور ٹرکی میں صلح ہو جاوے۔ نپولین کو کامیابی ہوئی۔ ٹرکی نے اس کی پنچایت کو منظور کر لیا اور تلواریں غلاف کر دی گئیں اور جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ انگلستان نے اب دیکھا کہ اُس کے رفقا نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا پس اُس نے ٹرکی سے اتحاد کی کوشش کی اور فرانس کے خلاف جوڑ چلا۔ اور نہایت انصاف سے ٹرکی کو مطلع کیا۔ کہ روس اُس کے صوبجات سلطنت چھیننے کو مُنہ پھیلائے ہوئے تیار بیٹھا ہے اور اس طرح ترکوں کو بہت جلد آمادۂ جنگ کر دیا۔ روس کی پنچایت کا جو انگلستان کے معاملہ میں اُس نے کرنا چاہی تھی کچھ نتیجہ ہوا یعنی پہلے تو دربار لندن سے درخواست لینے پر حیلے حوالے ہوتے رہے۔ اور پھر آخر کار کسی قسم کی خط و کتابت یا صلح کی گفتگو سے قطعی انکار کر دیا گیا جس سے دنیا کو حیرت ہو گئی۔

اب یہاں پر ہم نہایت اختصار سے انگلستان کی ایک نئی دست درازی کا حال لکھتے ہیں جس سے تمام یورپ کو سخت غصہ آگیا۔ یعنی ڈنمارک نے نہایت استقلال سے اس وقت تک اپنی قطعی بے تعلقی کی حکمت عملی پر کاربندی کی تھی اور چونکہ اُس نے فرانس کی بڑھتی ہوئی طاقت کو نگاہ رشک سے دیکھا تھا لہذا اُس نے ہالینڈ والوں کی ایک فوج اپنی سرحد پر متعین کر دی تھی۔ اور چونکہ اُس کو انگلستان کی جانب سے کچھ خدشہ نہ تھا اُس کے جہاز غیر محفوظ حالت میں تھے۔

نپولین نے احتیاط کے ساتھ لیکن تاکید سے ڈنمارک کو بھی لکھ بھیجا تھا کہ اگر انگلستان صلح سے انکار کریگا تو یورپ کی تمامی فرمانروایوں کو فریقین میں سے ایک فریق کا صاف طور سے شریک ہونا ضروری ہو گا۔ کیونکہ نہایت خوفناک جنگ پیش آئیگی انگلستان اور ڈنمارک میں اُس وقت نہایت ہی پوری دوستی تھی لیکن انگلستان کو خوف پیدا

۱۹۱ صفحہ

ہوا کہ مبادا نپولین ڈنمارک کو اپنی جانب کرلے پس اُس نے ڈنمارک کے جہازوں پر چوری سی قبضہ کرلینے کا عزم کرلیا۔ ڈنمارک کا بڑا نہایت غیر محفوظ حالت میں کوپن ہیگن[1] کی بندرگاہ میں لنگر انداز تھا اور اُس کو کسی قسم کے خطرہ کا گمان بھی نہ تھا۔ اور چونکہ اُس کی کسی سے لڑائی نہ تھی صرف پانچ ہزار سپاہ اُس کی دارالحکومتہ کے گرد قلعوں میں تھی۔

انگریزی گورنمنٹ نے مخفی طور سے ایک جنگی بڑہ تیار کیا۔ جس میں پچیس بڑے اور چالیس چھوٹے جہاز تھے اور ان کے ساتھ تین سو ستر سامان وغیرہ کے غراب تھے اور جہازوں پر تیس ہزار سپاہ تھی۔ یہ زبردست بڑہ سونڈ[2] Sound میں ورآیا اور بیس ہزار سپاہ بہ سرکردگی ڈیوک آف ویلنگٹن کے جو اُس وقت صرف سر آرتھر ویلزلی مشہور تھا ساحل پر اُتار دی گئی اور کوپن ہیگن کا خشکی اور تری دونوں طرف سے محاصرہ کرلیا گیا۔ اور فوراً نائب السلطنت کے پاس وکیل بھیجا گیا کہ بڑہ جہازات اور قلعجات انگلستان کے حوالہ کردے جائیں۔ مسٹر جیکسن جو گستاخ اطوار اور زہریلی طبیعت کا شخص تھا اس خدمت پر جو واقعی اُس کے شایان تھی مامور ہوا اور اُس نے نائب السلطنت سے کہا کہ انگلستان کا دربار سمندر کو محفوظ کرنا اور ڈنمارک کی جہازوں کو اپنے قبضہ میں کرلینا صرف اس غرض سے چاہتا ہے کہ مبادا سمندر اور جہاز دونوں فرانس کے ہاتھ لگ جائیں۔ پس قلعجات۔ کوپن ہیگن کا بندر اور سب جہاز انگلستان کی فوج کے قبضہ میں فوراً دیدیجئے نہیں تو سارا شہر گولوں سے اُڑا دیا جائیگا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب خطرہ دور ہو جائیگا تو یہ سب چیزیں بدستور واپس دیدی جائینگی اور اس اثنا میں انگلستان ڈنمارک سے نہایت دوستانہ برتاؤ کریگا۔ اور جس قدر انگلستان کی فوج کا خرچ ہوگا وہ سب انگلستان خود دیگا۔

---

[1] کوپن ہیگن ڈنمارک کا دارالحکومتہ ہے۔ مترجم۔ ۱۲

[2] سُونڈ۔ ڈنمارک کے شمال میں ایک آبنائے ہے جو بحر شمال او بحر بالٹک کو ملاتا ہے۔ مترجم ۱۲

نائب السلطنت شاہزادہ کا غصہ سے بُرا حال ہوگیا اور اُس نے کہا:" اگر ہم تمھاری اس ذلیل تجویز کو منظور کرلیں تو اس ذلت کا معاوضہ کس طرح دیا جائیگا؟"

اس کے جواب میں مسٹر جیکسن نے کہا:" جنگ تو جنگ ہے۔ اور ہر شخص کو اُس کی ضروریات سے مجبور ہونے میں چارہ نہیں۔ کمزور کو زبردست سے دبنا چاہئیے۔"

یہ تلخ گفتگو فوراً ختم ہوگئی۔ اور دونوں جدا ہو گئے۔ لیکن چونکہ شاہزادہ مقابلہ نہ کرسکتا تھا عجب مایوسی سے اُس کا سامنا تھا۔ انگریزی وکیل مسٹر جیکسن واپس آیا اور انگریزی توپخانوں کے کھولے جانے کا حکم ہوگیا۔ انگریز بہت بڑی بڑی توپیں ہمراہ لائے تھے اور ان کے ساتھ کرنل کانگریو بھی تھا جو ان بڑی توپوں کی پہلی آزمایش کرنے کو آیا تھا۔ لیکن چونکہ شہر کی فصیلوں کے اندر کچھ سپاہ بھی تھی لہذا یہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ شہر پر حملہ کرکے فتح کرلیا جائے۔

چنانچہ انگریزوں نے ایسے مقامات پر جہاں اُن کو خود کسی قسم کا گزند نہ پہونچے دمدمے تیار کرکے انگارہ سے سرخ گولوں کے واسطے بھٹیاں تیار کیں یعنی اپنی توپیں قایم کیں۔ اور بڑے اطمینان۔ استقلال۔ اور بے رحمی سے سب تیاریاں کرکے اُس وقت تک کوئی توپ کام میں نہ لائی گئی جب تک کہ سب توپخانے اس طرح تیار اور آراستہ نہ ہوگئے کہ کوپن ہیگن پر ایک دم سے بربادی اور آتش باری کا طوفان برپا نہ کیا جاسکے۔

کسی معمور اور آباد شہر پر گولے برسانے سے اور کونسی آفت زیادہ خطرناک ہوسکتی ہے۔ بم اور سیل کے گولوں میں رحم کا احساس نہیں ہوسکتا۔ اُن کو ماں اور بچوں کی چیخوں کی پروا نہیں ہوتی۔ مریضوں کے بستر رنج اور شیرخوار اطفال کے گہواروں سے وہ بچکر نہیں نکلتے۔ کوپن ہیگن میں ایک لاکھ کی مردم شماری تھی۔ وہ بڑا خوش حال اور آباد شہر تھا۔ ۲۔ تاریخ ستمبر ۱۸۰۷ء کی شام سے

اُس پر یہ ناگہانی قیامت زا حادثہ شروع ہوا۔ شہر پر گولوں کا ہولناک مینہ برس رہا تھا۔ توپوں کی گرج سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے اور زمین لرز رہی تھی۔ تمام رات اور دوسرے دن سہ پہر تک اسی طرح گولے برستے رہے اور قتل عام جاری رہا۔ جہیں جا بجا آگ لگی ہوئی تھی صدہا مکانات کے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور عورتوں اور بچوں کے لہو سے سڑکیں اور کوچے لال ہو گئے تھے۔ اور اس جلتے دار السلطنت سے دھوئیں کے بادل اُٹھ رہے تھے سہ پہر کو صرف اس خیال سے کہ کافی سزا ہو چکی اور اطاعت قبول کر لی جائیگی چند گھنٹوں کے لئے توپیں روک دی گئیں۔ شہر کی حفاظت جنرل پے مین کے سپرد تھی اور وہ اس ہولناک بربادی کے تماشہ کو دیکھ رہا تھا اور غم و غصہ سے اُس کا کلیجہ پھٹا جاتا تھا لیکن بڑے استقلال اور افسوس سے اب تک چپ تھا۔ ادھر تو وہ خیال کر رہا تھا کہ ہزاروں جانیں بے گناہ تلف ہوئی جاتی ہیں اور اُدھر پاس عزت اور غیرت مجبور کر رہا تھا کہ ایسی ذلت سی کسطرح اطاعت قبول کیجا سکتی تھی۔

شام تک انتظار کرنے کے بعد انگریزی توپخانوں سے پھر طوفان کا آغاز ہوا۔ تمام رات۔ تمام دن۔ اور دوسری رات یہی طوفانِ اجل تیز جھونکوں سے چلتا رہا۔ اب دو ہزار شہری طعمۂ آتش ہو چکے تھے اور تین سو مکانات منہدم ہو کر زمین کے برابر ہو گئے تھے۔ اور ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ آدھا شہر جل رہا تھا۔ چند خوبصورت گرجے غارت ہو چکے تھے۔ سلح خانہ میں آگ لگی ہوئی تھی تین شبانہ روز شیطانی بربادی کی کلیں اپنے پھٹنے والے سیل کے گولوں سے آباد سڑکوں۔ گرجوں۔ سکونت کے مکانوں اور باغوں۔ دایہ خانوں میں خونریزی کا ایسا طوفان برپا کرتی رہیں کہ قیاس سے باہر ہے۔ بچوں اور معذور بوڑھوں کی پناہ کا کوئی مقام باقی نہ رہا تھا چھتوں پر گولے پھٹتے تھے اور اُنھیں توڑ کر نیچے کمروں میں پہونچتے تھے اور تمامی کُنبے کے مردوں عورتوں اور بچوں کو خاک میں ملا دیتے تھے۔ وہ خوش نصیب تھے جن کا فوراً ہی کام تمام ہو گیا تھا۔ اسلئے کہ مجروح افتادہ مکانوں کی پناہ تلاش کرتے تھے اور وہاں زندہ جل کر مرتے

۱۳ص

تھے۔

سیل کے گولوں سے جو گراب نکل کر چاروں طرف منتشر ہوتا تھا عجب مصیبت کی خونریزی برپا کرتا تھا۔ ماں جب دیکھتی تھی کہ اُس کے بچے کا ہاتھ یا پیر اُڑ گیا تو رنج و غم سے بدحواس ہو جاتی تھی۔ فرط محبت سے باپ اپنی حسین دختر کو اپنی گود میں چھپاتا تھا اور اُسی گود میں دیکھتا تھا کہ گراب لگا اور جسم پاش پاش ہو گیا۔ یہ دیکھنے سے محبت بھرے باپ کے اندوہ و غم کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ توپوں کی گرج۔ بم کے گولوں کا پھٹنا۔ عمارتوں کا شور کے ساتھ منہدم ہونا۔ تمام شہر میں آگ کا لگ جانا۔ دم روک دینے والے دھوئیں کے بادل۔ عورتوں اور بچوں کا چیخنا۔ چبوتروں اور کمروں کے فرش پر تازہ سرخ خون کا بہنا۔ مقتولوں اور مجروحوں کے پاش پاش جسم۔ بس یہ سب ایسا ہولناک منظر تھا کہ احاطہ تصور سے باہر ہے۔ جنرل پے مین سے بچوں اور عورتوں کا اس طرح قتل ہونا زیادہ نہ دیکھا گیا اور کوپن ہیگن انگریزوں کے حوالہ کر دیا گیا۔

اب کیا تھا۔ فاتح شہر میں گھس پڑے۔ کوئی مکان ایسا نہ تھا جس کو تھوڑا بہت گزند نہ پہنچا ہو۔ اور شہر کا آٹھواں حصہ جلکر خاکستر ہو گیا تھا۔ دوست اور دشمن نے ملکر آگ کو بجھایا۔ چھوٹے بڑے پچاس جہازوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ دو بڑے جہاز جل گئے تھے اور تین چھوٹے جہازوں کو نقصان پہونچا تھا۔ جہازوں کے کارخانہ کے تمامی شہتیر۔ ہتیار۔ اوزار اور بحری فوج کے کثیر ذخائر انگلستانی جہازوں میں پہونچا دئے گئے اور دمدموں اور جہازوں کی توپیں جنکی تعداد تین ہزار پانسو تھی انگریزوں نے اپنے قبضے میں کر لیں۔ اور لوٹ کی نقد رقم جو جہازیوں نے باہم تقسیم کر لی امیر البحر لارڈ گیمبیر کے تخمینہ کے اعتبار سے دس لاکھ پونڈ تھی اس کے بعد انگریزی جہازوں کے نصف ملاح ہالینڈ کے جہازوں پر متعین کر دئے گئے اور پھر کوپن ہیگن کو خاکستر کے ڈھیر اور خون سے رنگی ہوئی حالت میں چھوڑ کر یہ انگریزی جہاز اپنے وطن

انگلستان کو روانہ ہوگئے۔ یہ بیڑہ فتح کی سلامیاں داغتا اور نصرت کے پھریرے اڑاتا اور اپنی فرازانہ مہم کے مال غنیمت سے لدا ہوا دریائے ٹیمس Thames کے دہانے میں آخرکار جا داخل ہوا۔ اور نپولین کی عاجزانہ صلح کی درخواست کا جو زارِ روس کی وساطت سے پیش کی گئی تھی لندن کے دربار نے یہ جواب دیا جو اوپر بیان ہوا۔

ڈیوک آف ولنگٹن ہندوستان میں عظیم الشان فتوحات حاصل کر کے ابھی حال میں واپس آیا تھا۔ اور اپنا حربی دور اس نے کوپن ہیگن سے شروع کیا جو واٹرلو میں بڑی ناموری سے ختم ہوا۔ اس روئیں تن ڈیوک کا پارلیمنٹ نے شکریہ ادا کیا کیونکہ کوپن ہیگن کی مہم کو اس نے بڑی خوبی اور لیاقت سے انجام کو پہونچایا تھا۔ اور شہر کو توپوں کے گولوں سے اڑایا تھا۔ افسوس! کوپن ہیگن اور واٹرلو! وہ دن دور نہیں ہے کہ ان دونوں کو انگلستان بہ رغبت تمام بھول جائیگا۔

کوپن ہیگن کے واقعہ کو تمام یوروپین اقوام نے متفقہ رائے اور نگاہ سے دیکھا۔ لیکن کسی اور ملک میں اس پر اتنی نکتہ چینی نہیں ہوئی جتنی انگلستان میں ہوئی۔ ہاؤس آف لارڈس اور کامنس کے ممتاز اراکین اور تمامی جمہور نے بڑے زور شور سے غصہ کی آواز بلند کی۔ لارڈ گرین وایل۔ ایڈنگ ٹن۔ شریڈن۔ اور گرے صاحب نے معہ بہت سے اراکین کے نہایت ہی سخت نفرت کا اظہار کیا۔ اب صلح کا خیال قطعی باقی نہ رہا۔ اور ایک جانب انگلستان اور دوسری طرف نپولین نہایت شدید جنگ کے واسطے آمادہ اور تیار ہوئے۔

روس کے شاہنشاہ کو ٹرکی کے صوبہ مال ڈیویا اور ویلے شیا جو دریائے ڈینوب کے کنارہ واقع تھے چھین لینے کی بڑی آرزو تھی اور اُن کو فتح کر کے وہ قسطنطنیہ کے قریب پہونچنا چاہتا تھا۔ اگر یوروپ کی کوئی دوسری طاقت ترکوں

کی مدد نہ کرتی تو وہ روس کی اس ملک گیری کو روک نہ سکتے تھے۔ نپولین یہ بات ہرگز نہ چاہتا تھا کہ روس کا شاہنشاہ ان صوبوں پر قابض ہوکر مشرقی فرماں روائی کی طرف قدم بڑھائے۔ لیکن جب روس کے بادشاہ کے ساتھ اپنی دوستی قائم رکھنے کی ضرورت کو دیکھتا تھا تو اُس کی اس دست درازی پر طوعاً و کرہاً نیم راضی ہوتا تھا برطانیہ کے دربار سے فوراً ایک سفیر متعین کیا گیا کہ روس کے شاہنشاہ کے پاس جائے اور کہے کہ انگلستان سے روس کو اتحاد کرلینا چاہئے اور ٹرکی کے صوبجات مذکورہ فتح کرلینے میں انگلستان کی طرف سے مدد دیجائیگی۔ اور ایک اور سفیر اس کوشش کے لئے آسٹریا کے دربار میں بھی بھیجا گیا کہ آسٹریا خاموش رہے اور ٹرکی کے دونوں صوبوں کو فتح ہو جانے دے۔ چنانچہ انگریزی سفیر نے سینٹ پیٹرز برگ میں پہونچکر روس کے شاہنشاہ سے کوپن ہیگن کے معاملہ کے متعلق معذرت کی اور کہا کہ یہ کارروائی صرف اس غرض سے کی گئی ہے کہ تمامی یوروپ کے دشمن نپولین کو نقصان رسانی کا موقع نہ ملے۔ اور روس کو بجائے رنج کے اس معاملہ میں خوش ہونا چاہئے۔ اور انگلستان کو روس پر بھروسہ ہے کہ وہ ڈنمارک کو اس واقع کے حق ہونے اور حق تسلیم کرنے کے متعلق سمجھائیگا اور تمامی جہاز ڈنمارک کو واپس کردئے جائینگے بہ شرطیکہ وہ نپولین کے خلاف انگلستان کا شریک ہو لیکن اسکندر نے نہایت سخت جواب دیا اور بہت خفا ہوا اور انگلستان اور روس کے باہم بات چیت کا سلسلہ جلد بند ہوگیا۔

اسکندر نے نپولین کے سفیر جنرل سیوورے کو فوراً بلایا اور کہا "دیکھو صلح کی کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ پھر شروع ہوئی۔ اس کی تو مجھے پہلے سے بھی توقع تھی لیکن کوپن ہیگن اور انگلستان کے دربار کے تکبر کا مجھے خیال نہ تھا۔ میں اپنا ارادہ مستقل کرچکا اور اپنے وعدہ کو پورا کرونگا اور میں وہی راستہ اختیار کرونگا جو تمہارے

شاہنشاہ کی رائے میں سب سے زیادہ موزوں ہوگا۔ میں نے نپولین کو دیکھا ہے اور مجھے فخر ہے کہ ہم نے اپنے خیالات کا ایک دوسرے سے اظہار کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی بات کا سچا ہے کاش میں اُس سے پھر اسی طرح ملا ہوتا جیسا ٹلسٹ میں ملنے کا اتفاق ہوا یعنی ہر روز اور ہر وقت۔ کیا ہی سلیقہ گفتگو ہے عجیب و غریب سمجھ ہے کیسی انوکھی ذہانت ہے۔ اُس کے پاس رہنے سے مجھے کسقدر نفع ہے چند ہی روز میں اُس نے کتنی بہت سی باتیں مجھے سکھادیں۔ لیکن ہمارے مابین بڑی دوری واقع ہوئی ہے۔ مجھے اُس سے جلد ملنے کی آرزو ہے۔"

اسکندر نے نپولین سے فرانس کی بنی ہوئی بندوقیں خریدنے کی اجازت چاہی اور اُس نے لکھا "چونکہ ہم ایک دعا کے حاصل کرنے کو دشمن سے جنگ کرینگے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے اسلحہ بھی ایک ہی سے ہوں۔ اُس نے امراء کے لڑکوں کو جو بحری خدمات انجام دینے کے لئے تعلیم دئیے جانے کو تھے فرانس میں جانے اور تعلیم پانے کی بھی اجازت مانگی۔ اور اس کے ساتھ نپولین کو نہایت ہی نادر اقسام کے سموری پوستین وغیرہ بھی بھیجے اور کہا "میں نپولین کا پوستین گر ہونا چاہتا ہوں۔"

لیکن نپولین سخت ہی پریشان تھا۔ اسکندر کی دوستی سے تو اُس کو بڑا اطمینان ہوا۔ لیکن اُس کو اسکندر جیسے جاہ طلب بادشاہ کی نیت کا بھی اچھی طرح خیال تھا کہ قسطنطنیہ فتح کرنے اور مشرقی زبردست سلطنت قبضہ میں لانے کا اس کا عزم تھا۔ روس کا اتنی بڑی طاقت حاصل کرنا اور ایسے اقتدار کو پہونچنا یورپ اور دنیا کے لئے خطرناک تھا یعنی اُس کے ایک ہاتھ میں تو قطب شمالی ہوتا اور دوسرے میں درۂ دانیال ہوتا اور پھر وہ تمام عالم کی فرمانروائی کا مدعی بن جاتا۔ اگر نپولین اسکندر کو مشرق کی طرف قدم بڑھانے کی اجازت دیدیتا تو اس سے زیادہ اسکندر کو کوئی

شئے خوش نہ کر سکتی تھی - نپولین کی بڑی آرزو تھی کہ روس کے شاہنشاہ سے اتحاد قایم رہے لیکن اسی کے ساتھ وہ یہ بھی نہ چاہتا تھا کہ یورپ کی امن میں فرق آئے۔

پس نپولین نے اپنے سفیر کالن کورٹ سے تمامی راز بیان کر کے اسے سینٹ پیٹرز برگ کو اس لئے بھیجا کہ حتی المقدور اتحاد قایم رہنے کی سعی بھی کیجائے۔ اور ایسی تدبیر ہو کہ اسکندر ٹرکی پر یورش کرنے سے باز بھی رہے - اور اپنے سفیر کو باوقعت بنانے کی غرض سے اس نے آٹھ لاکھ فرانک سالانہ اس کی تنخواہ مقرر کی اور فرانس کے نہایت لایق اور ممتاز نوجوان اس کے ہمراہ کئے۔ نپولین نے اسکندر کو بھی ایک خط لکھکر اس میں اس کے تحائف کا شکریہ ادا کیا اور اپنی طرف سے چینی کے نہایت عمدہ ظروف کا تحفہ بھیجا۔ ڈنمارک نے فوراً اپنے تئیں نپولین کی حفاظت میں دیدیا اور اس کی درخواست کے موافق نہایت قوی فرانسیسی فوج اس کی حفاظت کے لئے وہاں متعین کردی گئی۔

ٹلسٹ کے قیام کے بعد سے اسکندر نپولین کی لیاقتوں کا فریفتہ ہو گیا تھا اور نپولین کی بڑے جوش سے تعریف کیا کرتا تھا۔ لیکن روس کے امرا نے نپولین جیسے ساحر کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ پس جیسی جمہوری اثر کی ترقی ہوتی جاتی تھی انکا خوف بڑھتا جاتا تھا۔ فرانس کی جمہوری حکومت کا پہلا نتیجہ یہ تھا کہ عوام کو ترقی ہوتی تھی اور امرا کو تنزل ہوتا تھا۔ اسکندر بھی خواہاں تھا کہ مغرور امرا کا کچھ زور گھٹ جائے اور جمہور کی قدرے ترقی ہو - پس روس میں دو فریق پیدا ہو گئے - ایک گروہ میں تو اسکندر کی ماں اور بڑے بڑے امرا تھے اور فرانس سے جنگ کے خواہاں ہوئے اور دوسرے گروہ کا سرگروہ خود اسکندر اور کم دباؤ والے سردار تھے جو فرانس سے صلح رکھنا چاہتے تھے -

کالن کورٹ کو معلوم ہو گیا کہ روس کے امرا کے دل میں نپولین کی طرف سے

غبار ہے۔ لہذا اُس نے اپنا ایک معتمد ماسکو کو روانہ کیا کہ جا کر دیکھے کہ وہاں کے امرا کی کیا رائے ہے۔ ماسکو کے امرا علانیہ شکایت کر رہے کہ ٹلسٹ کے عہدنامہ سے عجب تبدیلی واقع ہوگئی۔ اور نوجوان زار روس فرانس کا شریک ہوگیا ہے اور کہتے تھے کہ انگلستان سے مخالفت پیدا ہوتے ہی ہماری تجارت کا ستیاناس لگ گیا اور ان جملہ امور کی تلافی یہی ہے کہ ٹرکی کے صوبے مال ڈیویا اور ویلیشیا ہمارے قبضہ میں آئیں۔ لیکن بھلا نپولین اس بات کو کیوں گوارا کریگا۔

کالن کورٹ نے یہ سب حالات نپولین کو لکھکر یقین دلایا کہ زار روس کے صادق ہونے میں تو کوئی شبہہ نہیں ہے لیکن روس کے امرا پر کسی طرح اعتماد نہیں ہو سکتا ہے نپولین نے اس معاملہ پر بڑی دیر تک غور کیا۔ اُس سے اتحاد قایم رکھنا اشد ضروری تھا۔ لیکن روس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے بھی بڑا خطرہ تھا۔ روسیوں نے تمامی یورپ پر سکہ بٹھا لینے کا قصد کیا تھا۔ ترکوں نے نپولین کے دوست سلطان سلیم کو تخت سے اُتار کر پہلے تو قید کیا پھر اُس کو قتل کیا تھا۔ اور اب ترک اُن لوگوں کے سر قلم کر رہے تھے جو فرانس سے اتحاد قایم رکھنے کے حامی تھے۔ انگلستان کے گماشتے ترکوں کو برابر برانگیختہ کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنے تئیں اُن باتوں کا ذمہ وار نہ خیال کیا جو بعد کو واقع ہوئیں۔

نپولین نے بھی اب اس بارہ میں کوئی اعتراض مناسب نہ سمجھا کہ ترکوں کے دونوں صوبے نکل کر روس کے قبضہ میں چلے جائیں۔ ترکوں نے بھی ان صوبوں کو بلا استحقاق صرف بہ زور شمشیر اپنے قبضہ میں کیا تھا اور ایسے ایسے ظلم کیے تھے کہ جن کے اعادہ سے کلیجہ کانپا جاتا ہے۔ متکبر خود سر بادشاہوں کا حق جس سے وہ آزاد قوموں کو اپنا غلام بناتے ہیں واجب الاحترام حق نہیں ہے۔ اگر روس کی حکومت بُری تھی تو ترکوں کی اُس سے بدتر تھی پس نپولین نے ان ترکی

صوبوں کو روس کی قلمرو میں منتقل ہو جانے کے بارہ میں کوئی اعتراض پیش نہ کیا نہ اس وجہ سے کہ اس کو وہ ظلم سمجھا بلکہ صرف اس وجہ سے کہ اس کو خلافِ مصالح ملکی سمجھا ترکی گورنمنٹ اب نپولین کے خلاف وحشیانہ جنگ پر آمادہ تھی اور انگلستان سے اتحاد کر لیا تھا جو نپولین کا سخت دشمن تھا پس نپولین کی طرف سے امداد کی اس کو کوئی توقع نہ ہونا چاہیئے تھی مگر نپولین سے یہ بھی ممکن نہ ہو سکا کہ خود علیحدہ ہو جاتا اور روس اور ٹرکی کو باہم نپٹ لینے دیتا۔ ٹرکی اور انگلستان ملکر ایک قوم کی طرح نپولین کے مقابلہ پر آمادہ ہوئے تھے۔ اور ترکوں نے نپولین کی پنچایت نامنظور کر کے روس سے جنگ کا عزم کیا تھا۔ پس ٹلسٹ کے عہدنامہ کے موافق نپولین پابند تھا کہ روس کا ساتھ دے۔

پس نپولین نے اسکندر سے مشورہ کی تجویز پیش کی اور آسٹریا کے بادشاہ فرانسس کو بھی اس میں شریک کرنا چاہا کہ ٹرکی کے متعلق جملہ امور کا فیصلہ کر لیا جاوے۔ اُس نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ فرانس روس اور آسٹریا تینوں متحد ہو کر ایشیا کے برِ اعظم کو عبور کریں اور انگلستان کے ہندوستانی مقبوضات پر حملہ آور ہوں۔ آسٹریا کو اس معاملہ میں سخت خلجان تھا۔ روس سے وہ پہلے ہی سے خائف ہو رہا تھا۔ دریائے ڈینیوب کے مخارج کا ترکوں کے قبضہ میں ہونا تو بری بات تھی ہی لیکن ان مقامات کا ترکوں کے ہاتھ سے نکلنا اور روس کے ہاتھ میں جانا اور بھی بری اور خطرناک بات تھی۔ اسلئے بہت ضروری تھا کہ حتی الامکان اُس کے روکنے کی کوشش کی جاتی۔ جس وقت اسکندر کو کانفرنس کے متعلق اطلاع ہوئی تو نہایت ہی خوش ہوا۔ اسلئے کہ ٹرکی کے دونوں صوبے روس میں شامل ہو جانا اُس کے عہد حکومت کے لئے بڑے فخر کا مقام تھا اور اسی کے ساتھ روس کی سلطنت کا اقتدار بھی بہت کچھ بڑھ جاتا۔ اور روس کے امراء کو ایسی حالت میں فرانس سے

اتحاد رکھنے میں کوئی اعتراض بھی باقی نہ رہتا۔ اسکندر کو ایسا جوش ہوگیا تھا کہ نپولین کا مراسلہ پڑھتے وقت اُس کی آواز میں لغزش پیدا ہوگئی تھی۔ اس وقت کالن کورٹ موجود تھا۔

اسکندر مراسلہ کو بار بار پڑھتا تھا اور کہتا تھا۔ نپولین بہت بڑا شخص ہے بہت بڑا شخص ہے۔ اُس سے کہدو کہ میں تمام عمر اُس کا رفیق رہونگا۔ میری سلطنت اور افواج سب اُس کے اختیار میں ہیں۔ اور جب میں روسی اعزاز بڑھانے کی غرض سے اُس سے کوئی چیز عطا کرنے کو کہتا ہوں تو جاہ طلبی کی نیت سے نہیں کہتا میں چاہتا ہوں کہ تمامی قوم روس اُس کے اختیار میں دیدوں۔ اور وہ بھی اُس کی ایسی ہی جاں نثار ہوجائے جیسا میں ہوں۔ ٹرکی کے معاملہ میں وہ آسٹریا کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے واقعی صحیح راے ہے اور بڑی عاقلانہ تجویز ہے۔ اور میں قطعی اس راے سے متفق ہوں۔

نپولین کی تجویز ہے کہ ہندوستان پر یورش کی جاے۔ میں اس پر بھی راضی ہوں۔ ایپی ٹلسٹ کی ملاقات میں میں نے اس مہم کی تمامی دشواریوں سے اُس کو آگاہ کردیا ہے۔ لیکن اُس کی تو عادت ہے کہ کسی دشواری یا موانع کی وہ کوئی وقعت نہیں کرتا۔ لیکن اتنا بعید فاصلہ ہے اور موسم اس قسم کے شدید ہیں کہ اُس کے خیال سے بدرجہا زیادہ ہیں لیکن کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ دشواریوں کے مقابلہ میں انتظام بھی میں ویسے ہی زبردست کرونگا۔ ہم کو پہلے ٹرکی کے صوبوں کے متعلق راے متفق کرلینا چاہیئے اور اس معاملہ میں ٹھیک ٹھیک مشورہ جب ہی ہوگا۔ جب ہمارے باہم ملاقات ہو۔ جس وقت معاملہ کی صورت پختگی کو پہونچیگی میں سینٹ پیٹرزبرگ سے فوراً روانہ ہوجاؤنگا۔ اور جہاں وہ تجویز کریگا اُس سے ملوں گا۔ یہانتک کہ خاص پیرس تک جانے کو میں موجود ہوں۔ لیکن یہ مجھ سے ہو نسکیگا

اسلئے کہ یہ ملاقات تو ایک اہم معاملہ میں مشورہ کرنے کی غرض سے ہوگی۔ اظہار شان وشوکت کی غرض سے نہو گی۔ میری رائے میں دلمیر مناسب ہو گا کہ وہاں ہمارا خاندان موجود ہے۔ لیکن وہاں بھی ہزاروں باتوں کے متعلق ہم کو پریشانیاں ہونگی۔ ارفرٹ میں ہم کو نہایت ہی آزادی سے کام کرنے کو ملے گا۔ کالن کورٹ اسی مقام کے بارہ میں تم اپنے شاہنشاہ کو لکھ بھیجو میں فوراً روانہ ہو جاؤنگا۔ اور ایک تیز ڈاک کے سوار کی طرح جا پہونچونگا۔"

اب ارفرٹ کی کانفرنس کا معاملہ چھڑا۔ روسی اور فرانسیسی سفیروں کی بہت سی ملاقاتوں اور مشوروں کے بعد نپولین کے پاس دو تجویزیں لکھکر بھیجی گیئں۔ ایک میں تو ٹرکی کے جزوی بٹوارے کا ذکر تھا۔ یعنی ترکوں کے قبضہ میں درۂ دانیال اور باسفرس اور ایشیا کے تمامی مقبوضات باقی چھوڑ دیئے جاتے۔ اور روس کو مالڈیویا۔ اور۔ وے لیشیا دریاے ڈینیوب کے بائیں کنارے۔ اور بلگیریا دریاے ڈینیوب کے داہنے کنارے دیا جاتا اور آسٹریا کے آلنو پوچھنے کو سرویا اور بوسینا دیئے جاتے اور یونان کو ترکوں کے پنجۂ ظلم سے رہائی دیکر فرانس کی حفاظت میں دیا جاتا۔ دوسری تجویز نہایت ہی خوفناک اور عظیم الشان تھی۔ اور وہ تجویز یہ تھی کہ ترکوں سے یورپ اور ایشیا کے تمامی مقامات جو اُن کی سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں چھین لئے جائیں۔

روس کو قسطنطنیہ جس پر اُس کا مدت سے دانت تھا اور باسفرس سے ملحق صوبے دے دیئے جائیں اور آسٹریا کو اس تقسیم میں معقول حصہ دیا جاوے اور فرانس کو تمامی یونان۔ مجمع الجزائر۔ آبنائے دانیال۔ سیپرس۔ شام اور مصر دیئے جائیں۔ پس روس کے دربار نے نپولین کے سامنے یہ تجویزیں پیش کیں۔ لیکن یہ مناسب نہ خیال کیا گیا کہ ایسے وحشت خیز معاملات کے کاغذ پر دستخط کئے جائیں

اور جب نپولین کے پاس بھیجنے کو یہ کاغذ فرانسیسی سفیر کے ہاتھ میں دیا گیا تو اسکندر نے جس کا جوشِ ہوس حد درجہ پر پہونچا ہوا تھا اُس سے کہا۔ نپولین سے کہدینا کہ میں اس تجویز سے بالکل متفق ہوں اور روس کے دربار کی یہ واقعی اور سچی رائے ہے"

چونکہ اُس زمانہ کے حسب حال یہ کاغذ نہایت ہی انوکھا تھا اور اُس وقت کے نہایت بڑے دو شخصوں کے متعلق ہے جو اپنے عزم و ثبات اور جبروت سے تمامی یورپ پر اپنا اثر ڈالے ہوئے تھے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر ہم اُس کو بجنسہ نقل کردیں :-

"چونکہ فرانس کا شاہنشاہ اور اٹلی کا بادشاہ وغیرہ وغیرہ نپولین یورپ میں امن چین قایم کرنے کی غرض سے یہ تجویز کرتا ہے کہ دولت عثمانیہ کو اُس کے صوبے علیحدہ کرکے کمزور کردیا جاے۔ پس شاہنشاہ اسکندر جو اپنے عہد و پیمان پر واثق ہے اس تجویز سے اتفاق کرتا ہے۔

سب سے پہلا خیال جو روس کے شاہنشاہ کے دل میں۔ جو ٹلسٹ کے واقعات بڑے شوق سے یاد کیا کرتا ہے جہاں یہ تجویز اُس کے سامنے پیش ہوئی تھی۔ ناشی ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ شاہنشاہ نپولین اس تجویز کی تکمیل پر حسب قرارداد معاہدہ صلح فوراً آمادہ ہوگا۔ اور اسی تجویز میں اُس نے ہندوستان پر یورش کرنے کی تجویز کو بھی اضافہ کیا تھا۔

"ٹلسٹ میں یہ بھی تجویز ہوا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کو ایشیا میں ہٹا دیا جائے اور یورپ میں اُس کے متعلق صرف قسطنطینیہ اور رومیلیا کے شہر باقی رکھے جائیں

"اُسی وقت یہ نتیجہ بھی نکالا گیا تھا کہ فرانس کے قبضہ میں البانیا۔ موریا۔ اور جزیرہ کینڈیا (اقریطش) دیدیا جائے۔

"وے لیبشیا اور مالڈیویا روس کے لئے تجویز ہوئے تھے اور روس کی

سلطنت کی حد دریائے ڈینوب قایم کی گئی تھی اور اس میں بیسارابیا بھی جو ساحلی حصہ زمین ہے شامل سمجھی گئی تھی۔ اگر اس حصہ میں بلگیریا بھی اور شامل کر دیا جائے تو شاہنشاہ روس ہندوستان پر یورش کرنے کی تجویز سے اتفاق کرتا ہے اور یہ معاملہ اُس وقت زیر بحث نہ تھا لیکن یہ شرط ہے کہ افواج ایشیائے کوچک میں ہو کر جائیں جیسا کہ شاہنشاہ نپولین نے راستہ کی تجویز خود کر لی ہے۔

"آسٹریا کی فوج کو ہندوستان کی مہم میں ساتھ لینے کی تجویز سے اتفاق کیا جاتا ہے اور اس کے معاوضہ میں آسٹریا کو ٹرکی سے کروشیا اور بوسینیا بشرطیکہ شاہنشاہ نپولین خود ان کا کوئی جزو لینا نہ چاہے تو دیدیا جائے۔ اور سرویا کی آیندہ حالت کا انفصال حسب ذیل طریقہ میں کرکے کیونکہ تمامی ٹرکی میں اس صوبے سے بڑھکر جنگجو مخلوق کسی اور جگہ نہیں ہے آسٹریا کو اس معاملہ میں بہت زیادہ دلچسپی لینے پر آمادہ کیا جائے۔

"سرویا کے باشندے نہایت جنگجو ہیں اور اسی وجہ سے اُن کی زیادہ وقعت کرنا چاہئے اور اُن کے معاملات کا انفصال خوب سوچ سمجھکر کیا جانا مناسب ہے۔ سرویا کے باشندوں کا عزم تھا کہ ترکوں سے انتقام لیں اور اسی وجہ سے انھوں نے ترکی جوے کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دیا اور عزم بالجزم کر لیا کہ اب ترکوں کی رعایا نہ بنیں گے۔ پس صلح اور امن کو مستحکم کرنے کے واسطے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ خود مختار کر دیئے جائیں۔

دو ٹلسٹ کے صلحنامہ میں سرویا کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ انھوں نے چند مرتبہ شاہنشاہ اسکندر سے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ اُن کو وہ اپنی رعایا میں شامل کر لے۔ چونکہ ان سرویا والوں کو شاہنشاہ اسکندر سے ایک محبت ہے اسلئے شاہنشاہ چاہتا ہے کہ ان لوگوں کو آرام و اطمینان حاصل ہو جائے لیکن ساتھ

۲۹۵ ص

ہی اس کے شاہنشاہ کی یہ نسبت نہیں ہے کہ وہ روس کی قلمرو میں شامل کر لئے جائیں اسلئے کہ شاہنشاہ ایسے مقبوضات جدید نہیں چاہتا جن سے صلح کے راستہ میں کسی قسم کے موانع واقع ہوں وہ بڑی خوشی سے سرویا سے دست بردار ہوتا ہے اور ان دوسری باتوں سے بھی دست کش ہوتا ہے جو صلح میں حایل ہوں۔ پس شاہنشاہ کی تجویز یہ ہے کہ سرویا کی ایک جدا حکومت قایم کر دی جائے اور کوئی ایسا آرچ ڈیوک اس کا فرماں روا کر دیا جائے جو کسی شاہی خاندان کا سردار ہو اور آسٹریا کا تاج وراثتاً اُس کو نہ پہونچتا ہو۔ اور اسی کے ساتھ یہ شرط بھی لگادی جائے کہ سرویا کبھی آسٹریا کی سلطنت میں شامل نہ کیا جا دیگا۔

"صرف بحث تو سلطنت عثمانیہ کے توڑ دینے سے ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور یہ سبب ٹلسٹ کے عہدنامہ کے موافق ہے۔ پس اس بحث نے روس اور فرانس کے سفیروں کے روبرو کوئی دشوار امر پیش نہیں کیا۔ اور یہ سفیر دو شاہنشاہوں کی جانب سے معاملہ پر غور و بحث کے لئے مامور ہوے ہیں۔

"پس اُس عہدنامہ میں جو نپین فرماں رواؤں کے درمیان ہونے والا ہے روس کے شاہنشاہ کو کوئی عذر نہیں ہے تاکہ معاملہ متذکرہ بالا کے متعلق شرائط قایم ہو جائیں۔ لیکن اس بات کا خیال کرنے سے کہ اب جو مراسلہ شاہنشاہ نپولین کا آیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے بہت زیادہ پاش پاش کر دینے کا عزم ہے۔ اور ٹلسٹ میں ایسی تجویز نہیں ہوئی تھی۔ پس شاہنشاہ روس اس غرض سے کہ تینوں سلطنتوں یعنی فرانس۔ آسٹریا اور روس کے مقاصد کا لحاظ رکھا جاے اور خاصکر اس مدعا سے کہ فرانس کے شاہنشاہ کے ساتھ اپنی دوستی کا ثبوت دیا جاے تجویز مذکور سے اتفاق کرتا ہے۔

"شاہنشاہ روس نے اپنے مقاصد کے متعلق یہ اصول بھی ملحوظ رکھا ہے

کہ اس تقسیم میں اُس کا حصہ بہ اعتبار وسعت ملک کے اوسط درجہ کا ہو اور اسی کے ساتھ فرانس کو خاص طور سے بڑا حصہ دیا جائے۔ اس اصول کے علاوہ اُس نے یہ عاقلانہ اصول اور زیر نظر رکھا ہے کہ تجارتی تعلقات اور حدود ملک کے اعتبار سے جیسی اب موجودہ حالت خراب ہے اس نئی تقسیم کی تجویز میں وہ بہت سے تغیرات کا بھی خواہاں نہیں ہے اور انھیں دونوں اصولوں کو ملحوظ رکھکر شاہنشاہ روس کو کسی قسم کا رشک وحسد نہ ہوگا بلکہ بڑی خوشی ہوگی اگر شاہنشاہ نپولین اُن مقامات کے علاوہ جن کا اوپر تذکرہ ہوچکا ہے مجمع الجزائر کے تمامی جزیرے۔ قبرس روڈس اور لیوانٹ۔ شام ومصر کے باقیماندہ بنادر اپنی سلطنت سے ملحق کرلے۔

اگر اس بڑے پیمانہ پر تقسیم قرار پایا جائے تو سرویا کی ریاست کے متعلق شاہنشاہ اسکندر اپنی پہلی رائے کو تبدیل کردینے کو موجود ہے۔ پس اس نیت سے کہ آسٹریا کو بھی معقول ومعزز حصہ ملجائے۔ سرویا کو آسٹریا سے ملحق کردیا جائیگا اور اس میں مقدونیا اور اضافہ کرنا مناسب ہوگا لیکن مقدونیہ کا وہ حصہ اضافہ نہ کیا جائیگا جس کو فرانس اپنی البانیا کی حدود مستحکم کرنے کے لئے لینا چاہے گی اور اس غرض سے سالونیکی فرانس کو دیدیا جانا ضروری ہے۔ آسٹریا کی سرحد کا خط اسکوپیا سے آرفین تک ہوگا اور اُس کی حکومت سمندر تک وسیع ہوجائیگی۔ رہا کروشیا تو چاہے اس کے اوپر فرانس متصرف ہو یا آسٹریا اور یہ بات شاہنشاہ نپولین کی مرضی پر منحصر رہیگی۔

شاہنشاہ اسکندر کو ٹلسٹ کی گفتگو سے خاص اطمینان ہوگیا ہے لہذا وہ ان آسٹریا کے مقبوضات کو جن سے روس اور آسٹریا میں ہمیشہ شکر رنجی پیدا ہوجایا کرتی ہے کیونکہ وہ دونوں کی سرحد پر واقع ہیں اپنے دوست شاہنشاہ نپولین ہی کی مرضی پر چھوڑتا ہے اور یہ بات شاہنشاہ اسکندر اپنے دوست شاہنشاہ

نپولین سے مخفی نہیں کرسکتا

"اس بڑی تقسیم کی رو سے علاوہ اُن مقامات کے جو روس کو پہلی تجویز کے اعتبار سے دیئے جانا تجویز ہوئے ہیں روس کو شہر قسطنطنیہ اور چند فرسنگ زمین ایشیائی حدود میں اور دیئے جائینگے اور یورپ میں ایک حصہ رومیلیا کا اضافہ کیا جائیگا تاکہ آسٹریا کے نئے مقبوضات کی سرحد کی جانب روس کی سرحد بلگیریا سے لیکر سرویا اور تھوڑا سولس بِک کے پار تک اور سلسلہ کوہستان ما بین سولس بِک وٹرین پول تک اور پھر دریائے موزرا سے سمندر تک قایم ہو جائے۔

"اس دوسری تقسیم کی تجویز کے متعلق جو گفتگو ہوئی ہے اُس میں صرف اسی قدر رائے کا اختلاف ہے کہ فریقین میں سے ایک فریق نے یہ خیال کیا کہ اگر روس کو قسطنطنیہ پر قبضہ دیا جائے تو فرانس کو درہ دانیال پر قابض ہونا چاہیئے۔ یا کم سے کم ایشیائی سمت پر دخیل ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس دعوے پر دوسرا فریق معترض ہوا اور بنائے اعتراض یہ قایم کی کہ جدید تجویز میں حصص فریقین کے درمیان کوئی تناسب نہیں ہے۔ فرانس کے لئے بہت بڑا حصہ تجویز ہوا ہے اور ایسی حالت میں قسطنطنیہ کے قریب فرانس کو اگر ایک قلعہ پر بھی قبضہ دیا گیا تو شاہنشاہ روس کے اصول کا خون ہو جائیگا کیونکہ جغرافیہ اور تجارت پر نظر کرنے سے اُس کی حالت جیسی پہلے بے موقع اور خراب تھی ویسی ہی اب بھی رہیگی۔

"پس اس خیال سے کہ شاہنشاہ نپولین روس کے شاہنشاہ کا بہت بڑا دوست ہے اسی لئے شاہنشاہ نے موانع دور کرنے کی غرض سے حسب ذیل تجویز کی ہے۔

"اول۔ روس کا شاہنشاہ۔ آسٹریا اور روس کی جدید مقبوضات کے درمیان ہو کر فرانسیسی افواج کے لئے راستہ کھول دیگا تاکہ شام کے بندرگاہوں تک

فرانس کی حربی سٹرک قایم ہو جائے۔

"دویم۔ اگر شاہنشاہ نپولین سمرنا پر قابض ہونا چاہے گا یا کسی اور بندرگاہ کو لینا چاہیگا جو ناٹولیا کے ساحل پر واقع ہوگا اور اپنی افواج اُدھر بھیجے گا تو اس کی مدد کو شاہنشاہ روس اپنی افواج بھیجے گا۔

"سویم۔ اگر سمرنا یا کسی دوسرے ساحلی مقام پر جس پر فرانس کا قبضہ ہوگا بعد کو ترک یا انگریز حملہ آور ہونگے تو جہاں پر ضرورت ہوگی روسی افواج برابر مدد کو بھیجی جائینگی۔

"چہارم۔ شاہنشاہ روس کو یہ بھی خیال ہے کہ آسٹریا کا شاہنشاہ بھی اسی طرح سالونیکی کے فتح کرنے میں فرانس کو مدد دے اور جہاں کہیں بندرگاہ میں مدد کی حاجت ہوگی دریغ نہ کریگا۔

"پنجم۔ شاہنشاہ روس جنوبی بحر اسود کے ساحل پر قابض ہونا نہیں چاہتا اگرچہ پہلی گفتگو میں اس حصہ ساحل پر اس کا قابض ہونا مفید ظاہر کیا گیا تھا۔

"ششم۔ ہندوستان میں روسی افواج کو چاہئے جسقدر کامیابی ہو لیکن روس کا شاہنشاہ وہاں مقبوضات حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ اور فرانس چاہے جسقدر صوبجات اپنے قبضہ میں لائے روس کا شاہنشاہ بڑی خوشی کا اظہار کریگا اور فرانس کے شاہنشاہ کے جوجی میں آئے وہ صوبہ ہندوستان کا روس کو دے کوئی عذر و اعتراض نہوگا۔

"اگر ہر دو تجاویز میں سے ایک منظور کر لی جائے اور پھر رد و بدل عمل میں نہ آئے تو شاہنشاہِ روس بڑی خوشی سے ارفرٹ کے مقام پر جا کر شاہنشاہ نپولین سے ملاقات کریگا اور یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جملہ امور جیسے تجویز ہوئے ہیں پہلے سے منظور کر لئے جائیں تاکہ دونوں شاہنشاہ فوراً دستخط کر دیں اور کچھ مزید باتیں اضافہ کرنیکی حاجت باقی نہ رہے۔ اور زیر بحث حصہ کرہ ارض کی قسمت کا فیصلہ

ہو جائے اور انگلستان کو اُس صلح کے کر لینے پر مجبور کر دیا جائے جس سے جان بوجھ کر وہ گریز کر رہا ہے اور تکبر کا اظہار کرتا ہے۔"

اس مراسلہ کو پاتے ہی نپولین نے پچھلی تجویز سے یک قلم انکار کر دیا۔ کسی طرح وہ اس بات پر راضی نہ ہو سکا کہ قسطنطنیہ پر روس کا قبضہ ہو وہ اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ روس جیسے ملک کے زبردست شاہنشاہ سے قطع دوستی ہو جائے اور باہم تیغیں میان سے کھینچی جائیں مگر وہ اس پر ہرگز راضی نہ ہوا کہ تمامی یورپ کو معرض خطر میں ڈالا جائے۔

اسکندر کا نو قول تھا کہ قسطنطنیہ میرے گھر کی کلید ہے۔

لیکن نپولین کا مقولہ تھا کہ قسطنطنیہ ہفت اقلیم کی سلطنت ہے۔

آسٹریا سخت پریشان تھا کہ وہ اس سے خائف تھا کہ فرانس جابجا آزادی کی اشاعت کرتا جاتا تھا۔ اپنے قبضہ سے اٹلی نکل جانے سے اُسے بہت صدمہ تھا اور الم اور آسٹرلٹز کی ہزیمتوں سے شکستہ دل ہو رہا تھا اور اپنے بڑے رقیب اسکندر کی دست درازی سے ہراساں تھا۔ اس کے سوا باوجود روس کی امداد کے وہ فرانس سے مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔ پس روس و فرانس کے متحد ہو جانے کی حالت میں آسٹریا کس طرح پیش لے جا سکتا تھا۔ صرف انگلستان کی مدد سے آسٹریا کو اٹلی حاصل کرنے کی توقع ہو سکتی تھی۔ نپولین دربار آسٹریا سے خط و کتابت کرنے میں نہایت صفائی اور بے تکلفی سے کام کرتا تھا وہ صدق دل سے چاہتا تھا کہ فرانس کے ساتھ آسٹریا اور روس کا اتحاد ہو جائے۔ سازش کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ نہایت منصفانہ شرائط کے ساتھ وہ انگلستان سے صلح کرنا چاہتا تھا۔ اُس کو سوائے مہلت اور فرصت کے کسی چیز کی زیادہ تمنا نہ تھی کیونکہ وہ فرانس کی خوش حالی میں اپنا وقت صرف کرنا چاہ رہا تھا اور اُس کی آرزو تھی کہ اس کی بڑی پر عظمت سلطنت دنیا کا چمن بن جائے چونکہ تمامی یورپ سے مقابلہ کرتے کرتے وہ تھک گیا تھا پس صلح کو مقدم سمجھتا تھا اور

ہر قسم کی رعایت اور درگذر کو موجود تھا۔

اُس نے کہا "انگلستان صلح کا بڑا دشمن ہے۔ تمامی دنیا آرام آرام لکار رہی ہے پس اگر تمام یورپ ایک ہو جائے تو انگلستان مقابلہ کی تاب نہ لا سکیگا"

آسٹریا کے دربار نے نہ کبھی صاف بات کہی اور نہ عہد و پیمان ہی پر ثابت قدم رہا بڑے جبر و اکراہ سے وہ یورپ کی طاقتوں کا شریک ہوا اور اب اُس نے لندن کے دربار کو دو پیغام دیکر ایک سفیر روانہ کیا ایک پیغام تو علانیہ تمام یورپ کے سننے کے لئے تھا اور اُس کا منشا یہ تھا کہ فرانس نے روس کی وساطت سے نہایت منصفانہ شرائط کے ساتھ صلح کی تجویز پیش کی ہے اور اب اگر انگلستان نے صلح کرنے سے انکار کیا تو ضرور تمامی یورپ کی طاقتیں اس کے مقابلہ کو اُٹھ کھڑی ہونگی۔ دوسرا پیغام پُرفریب اور مخفی تھا اُس کا مطلب یہ تھا کہ براعظم یورپ میں آسٹریا تنہا رہ گیا ہے اور فرانس کا اور روس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور اس فقرہ سے ذراسی عالی حوصلگی کا اظہار کیا تھا کہ انگلستان کو صلح کا خیال کرنا چاہیئے۔ اور اگر اب بھی وہ جنگ پر اڑا رہا تو اُس کے بہترین دوست اُس سے علیحدگی پر مجبور ہو جائیں گے۔ آسٹریا کے اس سفیر کے سپرد یہ خدمت بھی کی گئی تھی کہ وہ علانیہ اس بات کا اظہار کردے کہ انگلستان کی اُس کارروائی پر جو کوپن ہیگن کے خلاف کی گئی ہے اور جو سراسر انحراف قانونی ہے تمامی بے تعلق بادشاہتوں کو سخت رنج ہے"

باب چہل و یکم

اٹلی اور اسپین

اٹلی میں شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم کا دورہ۔ وینس میں مدارات۔ لیوشین سے ملاقات ملان ٹورن۔ عالی شان تجاویز۔ برک صاحب کی شہادت پرتگال کے معاملات۔ پرتگال کی بادشاہ بیگم۔ اور خاندان شاہی اور درباریوں کی فراری۔ اسپین کے بوربون۔ فرڈی نینڈ کی گرفتاری۔ چارلس اور فرڈی نینڈ کی نپولین سے اپیل۔ سیوریے سے گفتگو۔ بادشاہ ہالینڈ کے نام مراسلہ۔ مرات کے نام مراسلہ۔ فرڈی نینڈ کو جواب اسپین کے بوربون سے ملاقات۔ اسپین کے باشندوں کے نام اعلان۔ اسپین میں جوزیف بوناپارٹ کا داخل ہونا۔ ضروری تحقیقات ادیرا سے نپولین کی گفتگو +

---

(۱)

اسی زمانہ میں اٹلی کا دورہ کرنے کو نپولین پیرس سے روانہ ہوا اور حسب عادت بڑی سرعت سے ایک شہر سے دوسرے شہر کو ہوتا ہوا نکلتا چلا گیا اور کہیں آرام و قیام نہ کیا۔ ایک نگاہ میں وہ بڑی دانائی سے سرکاری تعمیرات کے متعلق فیصلہ کردیتا تھا۔ ۱۶ نومبر ۱۸۰۶ء کو وہ پیرس سے روانہ ہوا تھا۔ جوزیفائن ہمراہ تھی ۱۵ نومبر کی آدھی رات کو جب نپولین آرام کرنے کو چلا تو ٹولی لرزیں نہایت خوشنما جماعت موجود

۲۹۷

تھی اور اس نے ایک ملازم سے کہا "اٹلی جانے کو صبح چھ بجے گاڑی حاضر ہو" بس صرف اس فقرہ سے معلوم ہوا کہ شاہنشاہ اٹلی جائیگا۔ حتیٰ کہ جوزیفائن تک کو پہلے سے کوئی اطلاع نہ تھی۔ ۲۱۔ نومبر کی صبح کو شہر میلان کی سڑکوں پر نپولین کی گاڑی دوڑ رہی تھی یوجین کے پاس قطعی اچانک پہونچا اسلئے کہ یوجین کو شاہنشاہ کے تشریف لانے کی مطلق خبر نہ تھی۔ اسی صبح کو نپولین میلان کے بڑے گرجا میں گیا اور ترانہ حمد گایا گیا۔ گھنٹوں کے بجنے اور حمد کے راگ اور ارگن باجہ کی گونج سے اس کی وجد کی حالت ہوگئی تھی اور چہرہ پر عجیب سنجیدگی کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ اس کی متین اور سنجیدہ طبیعت بشاشی سے مانوس نہ تھی راتوں کو مے نوشی اور بدمستی کرتے اسے کبھی کسی نے نہ دیکھا۔ اس نے تبسم بھی شاذ و نادر ہی کیا۔ ایک نرم اداسی بشرہ پر چھائی رہتی تھی۔ وہ مجسم سنجیدگی اور متانت کی تصویر تھا۔ سہ پہر کو اس نے یوجین کی ملکہ سے ملاقات کی۔ شام کو تھئیٹر میں اس غرض سے گیا کہ اٹلی کے لوگ اسے دیکھیں۔ ایسے تھیٹر کے تماشوں کا اسے شوق نہ تھا جن کا انجام خوشی پر ہوتا ہے اس کو تو ایسے تماشوں کا ذوق تھا کہ غم اور رنج کے ساتھ ان کا خاتمہ ہو۔ اس کے بعد قانون و آئین بنانے والے ارکان دولت جمع کئے گئے اور نپولین نے ان سے حسب ذیل خطاب کیا۔

"اے شرفا، اپنے تخت کے گرد آپ کو جمع دیکھنے سے مجھے خوشی ہے۔ تین سال باہر رہنے کے بعد آج جب میں دیکھتا ہوں کہ میرے تمہو نے بڑی بڑی ترقیاں کی ہیں تو مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے۔ لیکن اپنے آبا و اجداد کی غلطیوں کے نشان محو کرنے کو ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اور اسی وقت اٹلی اس رفعت کو پہونچیگی جو خلاق عالم نے اس کی قسمت میں لکھ رکھی ہے۔ ہمارے آبا باہمی نفاق اور انانیت کے کچھ ایسے دلدادہ تھے کہ رفتہ رفتہ تمامی حقوق سے محروم

ہو گئے اور ملک اُس عظیم الشان ترکہ سے بے نصیب ہو گیا جو ہمارے بزرگوں نے اپنے جلیل القدر حربی کارناموں کے بعد ہمارے لئے اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ بس میرے عہد حکومت کا اصلی منشاء اور حقیقی مدعا یہی ہے کہ پہلی جیسی عظمت اور نیکوکاری پھر قائم ہو جائے۔"

اٹلی والوں نے ایسے عالی حوصلہ الفاظ صدیوں سے نہ سنے تھے۔

اس کے بعد تین دن نپولین ہمہ تن کام میں مصروف رہا اور بے شمار احکام جاری کئے گئے۔ نپولین نے کوہستان سنس کو اُس جدید سڑک کے ذریعہ سے عبور کیا جو اُس نے خود بنوائی تھی اور یہ دیکھکر کہ ان سخت ٹھنڈے مقامات پر مسافروں کی رہائش و آرام کے مکانات نہایت ناکافی ہیں اُس پر بڑا اثر ہوا۔ اُس نے حکم دیا کہ تین بنگلے تعمیر کئے جائیں یعنی ایک تو پہاڑ کی چوٹی پر اور ایک ایک دونوں جانب چڑھائی کے آغاز پر۔ اُس نے یہ بھی حکم دیا کہ چوٹی پر ایک گرجا تعمیر کیا جائے ایک مسافرخانہ ہو ایک اسپتال ہو اور ایک کوٹھی ہو۔ اور حکم دیا کہ ان مزرعوں میں جو دہقان آباد ہوں اُن سے کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا جائے۔ ان مزرعوں کو اُس نے آباد کرنا اس طرح شروع کیا کہ پہلے سپاہیوں کو ان میں رہنے کا حکم دیا اور اُن کے یہ خدمت سپرد کی کہ سڑک کی مرمت میں اعانت کرتے رہیں اور اگر کوئی حادثہ واقع ہو تو اُس موقع پر سب جمع ہو جائیں اور چند روز میں اتنا بہت سا کام انجام دیکر جس کے پورا کرنے میں دوسروں کو مہینے لگ جاتے وہ ۱۰ دسمبر کو وینس روانہ ہو گیا۔ برسکیا۔ ویرونا اور پیڈوا کی سڑک سے چلا اور جہاں جاتا بڑی خوشی سے اُس کا خیر مقدم کیا جاتا۔

راستہ میں اُسے بویریا کا بادشاہ اور بادشاہ بیگم ملے جن کی بیٹی کی یوجین سے شادی ہوئی تھی اور جوزیف اور ایلیزا بھی ملے جن سے نپولین کو بڑی محبت تھی۔

اب تینوں شاہی گروہ ایک دوسرے کے ہمراہ ہو گئے اور اٹلی کے کوہستانوں اور وادیوں سے گذرنا شروع ہوئے جو خورسند اور شاداں باشندوں کے نعروں سے گونج رہے تھے جب یہ گروہ وینس پہنچا تو شہر کے حکام وعمائدین آراستہ کشتیوں اور بجروں میں استقبال کو منتظر کھڑے تھے۔ جب شاہنشاہ شہر کی نہروں میں ایک کشتی کے ذریعہ سے داخل ہوا تو دھوم دھام اور بینڈ باجوں کی سہانی خیر مقدم کی سُریلی آوازیں اور شہریوں کا جوشِ مسرت قابل دید تھا۔ تمامی بجروں اور کشتیوں کی آراستگی میں بڑے بڑے تکلفات ظاہر کئے گئے تھے اور وہ لوگ جو ان میں سوار تھے زرق برق پوشاکوں سے جگمگا رہے تھے شاہنشاہ کے ہمراہ اُس کی عزیز ملکہ جوزیفائن تھی اور اٹلی کا گورنر۔ بویریا کے بادشاہ اور بادشاہ بیگم۔ نیپلس کا بادشاہ۔ ایلزا۔ لکا کی شاہزادی۔ مُرات۔ گرانڈ ڈیوک آف برگ۔ اور برتھیر گرانڈ ڈیوک نیوفشیل تھے۔ وینس کو اس بات سے بڑی مسرت تھی کہ وہ جابر بادشاہ کے ظالمانہ آئین سے بچ گئی تھی اور اُس کے باشندوں کو بڑی آرزو تھی کہ نپولین اب اس کو اٹلی کی سلطنت سے جو خوش حالی سے مالا مال ہو رہی تھی شامل کر لیگا۔

اگرچہ بڑے تزک و احتشام سے اس وقت جشن ہو رہا تھا لیکن نپولین رفاہ عام کے کاموں کی تدابیر میں ہمہ تن مصروف تھا۔ اور لایق لایق انجنیروں کو ہمراہ لئے ہوئے جہاز سازی کے کارخانوں۔ نہروں۔ اور سلحہ خانہ کا معاینہ کر رہا تھا۔ اور اسی وقت یہ تجویز پیش کر دی گئی کہ وینس کے بندر گاہ کو ایسا عمیق کر دیا جائے کہ بڑے سے بڑا جہاز اُس میں لنگر انداز ہو سکے اسی کے ساتھ نہروں کو عمدہ حالت میں رکھنے اور جھیلوں کو گہرا کرنے کا انتظام کیا گیا۔ نپولین نے حکم جاری کر دیا کہ اتنا وسیع بندر قایم کیا جائے کہ توپوں کے جوبتہ جہاز اُس میں آسکیں۔ ایک بہت بڑی نہر بنائی جائے اور یہ کام نپولین کے وقت آب کے متعلق بہت بڑے مشہور کام ہیں۔ اس نے

ایسا ایک آزاد بندرگاہ بھی قایم کیا جہاں محصول دینے سے قبل تجارتی مال آیا کرے پھر اس نے حفظان صحت کا یہ انتظام کیا کہ گرجا کے احاطوں میں مردے دفن نہوں اور ایک چھوٹے سے جزیرے میں قبرستان قایم کردیا۔ لوگوں کی تفریح کی جانب سے بھی اُس نے غفلت نہ کی سینٹ مارک کو جو تاریخی واقعات سے مملو تھا از سرنو مرمت کرکے آراستہ اور ایسا روشن کیا گیا کہ بقعۂ نور نظر آنے لگا۔ اسپتال تعمیر کئے گئے۔

نپولین نے وینس میں پہونچکر مندرجہ بالا کام کئے۔ یعنی اس روا روی کے چند روزہ قیام میں اُتنا کام کیا جو آسٹریا کی عہد حکومت کے بدنظم صد ہا سال میں نہو سکا تھا۔ پس ایسے ہی عظیم الشان کارنامے تھے جن کے انجام کو پہونچانے کے لئے شاہنشاہ کی روح خواہش کررہی تھی۔ اس کے معاوضہ میں جمہوریتہ دل سے شکر گذاری کا اظہار کرتے ہوئے جوش مسرت سے نعرے مارتے تھے۔ لیکن وینس اور اٹلی کے بڑے بڑے جزو آسٹریا کی قلمرو سے نکال لئے گئے تھے پس آسٹریا تیز نگاہ سے موقع کا منتظر تھا کہ وقت آتے ہی جمہور کے شاہنشاہ پر حملہ کرے اور ان مقامات پر پھر قابض ہوجاوے۔

اب وینس سے رخصت ہوکر شاہنشاہ نے اٹلی کے خاص خاص قلعوں کا معاینہ کیا۔ اُس نے اپنے بھائی لیوشین کو لکھدیا کہ "میں تم سے مانٹوا میں ملوں گا" کچھ عرصہ سے ان دونوں میں شکررنجی ہوگئی تھی نپولین چاہتا تھا کہ میل ہوجاوے۔ لیوشین نے پیرس کے ایک ساہوکار کی بیوہ سے خفیہ دوسری شادی کرلی تھی۔ اور وہ نہایت غصہ ناک۔ لایق اور صاف وقطعی چال چلن کا شخص تھا اور ہرگز نہ چاہتا تھا کہ نپولین کا تابعدار بن کر رہے۔ نپولین کو اپنے اقتدار کا علم تھا اور اپنی ذکاوت و دانائی پر پورا اعتماد تھا پس اپنی تجاویز کو اُس نے دوسروں کے ذریعہ سے شاذونادر ہی پورا کرانے کی خواہش کی۔ لیوشین اور نپولین کی تخلیہ میں بہت دیر ملاقات رہی یہاں تک کہ آدھی رات سے زیادہ متجاوز ہوگئی۔ جب لیوشین رخصت ہوا تو آنکھوں

صفحہ ۲۹۸

میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ دونوں بھائیوں میں رائے کا اتفاق نہ ہو سکا۔ اگرچہ ایک دوسرے کی بڑی وقعت کرتے تھے مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ اس تخلیہ کی ملاقات میں کیا باتیں ہوئیں۔ نپولین کے سکرٹری بیرن مین ایول نے صرف اتنا لکھا ہے:۔

"جب شاہنشاہ کا حکم مجھے پہونچا تو نو بجے شب کو میں اُس سرائے کو گیا جہاں لیوشین بوناپارٹ فروکش ہوا تھا۔ میں اُس کو شاہنشاہ کے کمرہ میں لے گیا آدھی رات کے بعد تک ملاقات رہی۔ جب لیوشین رخصت ہوا تو سخت ہی پریشان و مضطر تھا۔ آنکھوں میں کثرت سے آنسو تھے۔ میں اُسے پھر سرائے کو پہونچانے گیا اور وہاں مجھے معلوم ہوا کہ شاہنشاہ نے بڑی منت سے اصرار کیا کہ لیوشین فرانس واپس چلے اور بادشاہ بننا منظور کرے۔ لیکن اس کے ساتھ جو شرائط لگائی جاتی تھیں وہ اُس کے امور خانگی اور آزادی ملکی کے بالکل خلاف تھیں۔ اُس لیے مجھ سے کہا کہ شاہنشاہ سے میرا سلام کہدیجیو اور شاید اس سے اُس کی دائمی مفارقت مراد تھی"۔ جب شاہنشاہ نے دیکھ لیا کہ لیوشین کسی طرح اپنی بات سے نہیں ہٹتا ہے تو اُس نے اُسے مہلت دی کہ معاملہ پر غور کرے۔ اس کے بعد شاہنشاہ نے اپنے دوسرے بھائیوں۔ اور اپنے وزراء ٹیلیرانڈ اور فوشے سے کوشش کرائی کہ لیوشین کسی طرح کہا مان لے لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ اس سے نپولین کو بڑا صدمہ ہوا کیونکہ ایک لائق بھائی جس کے عادات و اطوار اور ذکاوت کی وہ بڑی قدر کرتا تھا اُس سے چھوٹ گیا۔ لیکن ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ جس سے لیوشین کی عالی حوصلگی کا بڑا پورا ثبوت مل گیا اور جس سے اُس کی بڑی تعریف ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شاہنشاہ کا زوال ہوا تو لیوشین ہی وہ پہلا شخص تھا جو بڑی بے چینی سے آکر شاہنشاہ کا طرفدار اور شریک حال ہو گیا"۔

دونوں بھائیوں کی باہمی جاں نثاری کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے

اور اس سے زیادہ اور کیا تعریف ہو سکتی ہے کہ جب نپولین قید کر کے سینٹ ہلینا بھیج دیا گیا تو لیوشین نے گورنمنٹ برطانیہ کو ایک درخواست اس مضمون کی بھیجی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں سینٹ ہلینا جاؤں اور اپنے بھائی کے ساتھ قید میں رہوں۔ اسی کے ساتھ اُس نے یہ بھی لکھا تھا کہ چاہے میری بیوی اور میرے بچوں کو میرے ہمراہ جانے دیا جائے یا نہ جانے دیا جائے لیکن میں جاؤنگا میں کسی قسم کا خرچ کا بار بھی ڈالنا نہیں چاہتا۔ اور دو برس تک وہاں رہونگا۔ اور جانے سے قبل اور واپسی کے بعد جو جو شرائط اور قیود لگائی جائیں مجھے سب قبول و منظور ہیں۔

اب نپولین مانٹوا سے میلان کو روانہ ہوا۔ جب وہاں پہونچا تو بیشمار خطوط اس کو ایسے ملے جن میں لکھا تھا کہ یورپ کے بہت سے مقامات پر اُس کی تشریف آوری کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ برلن ڈکری کے احکام پر اب سخت عمل درآمد ہو رہا تھا اور اس سے گورنمنٹ برطانیہ کا بڑا نقصان ہونے لگا تھا۔ یعنی برطانیہ کا مال فروخت نہ ہو سکتا تھا۔ بڑے ساہوکاروں کا دوالہ نکلا جاتا تھا۔ کارخانے تباہ ہوئے جاتے تھے۔ کاریگر فاقوں سے مر رہے تھے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں یورپ کے دوسرے ممالک کا اتنا نقصان نہ تھا کیونکہ نپولین نے تجارت کے دوسرے راستے کھول دیئے تھے صنعت و حرفت کو عموماً ترقی ہو رہی تھی۔

جب مایوسی کی بہت نازک حالت ہو گئی تو برطانیہ کی کونسل سے کچھ جدید احکام جاری ہوئے۔ اور یہ پہلے احکام سے بھی زیادہ سخت تھے ان احکام کے ذریعہ سے فرانس کے بندرگاہوں اور نیز یورپ کے دوسرے ممالک کے بندرگاہوں کا راستہ پھر سے بند کیا گیا جن کا فرانس سے اتحاد تھا۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ تمامی دنیا کی اقوام کے جہاز جائز مال غنیمت شمار کئے جائینگے جب تک کہ وہ کسی برطانیہ کے بندرگاہ میں اپنا مال نہ اُتاریں یا وہاں نہ ٹھہریں جب کہ وہ فرانس یا اُس کے کسی رفیق

ملک کو جا رہے ہوں۔ اور اس تمام مال پر پچیس فیصدی محصول باندھ دیا۔ اس طرح انگلستان نے محصول کے ذریعہ سے روپیہ وصول کرنے کی سعی کی اور یہ معاوضہ صرف اتنی بات کا قرار دیا گیا کہ برطانیہ کا مال خریدنے سے انکار کیا گیا تھا۔

نپولین نے میلان میں جب برطانیہ کے یہ جدید احکام پائے تو انتقام لینے کی غرض سے مشہور میلان ڈکری جاری کر دی۔ برلن ڈکری تو نپولین نے فرانس یا اُس کے رفقاء کے بندرگاہوں میں آنے سے صرف اُنھیں جہازوں کو روک دیا تھا جو خاص برطانیہ کے ہوں یا کسی برطانیہ کے بندرگاہ میں مقیم ہوئے ہوں کیونکہ ایسی حالت میں اُن پر انگریزی مال ہونے کا احتمال تھا اور یہ پابندی اسی زمانہ تک محدود کی تھی جب تک برطانیہ کے برتاؤ میں نرمی اور صلح کے آثار نہ نمودار ہوں۔ اور چونکہ سمندروں میں برطانیہ نے تمام مال کو ضبط کرنا شروع کر دیا تھا اسلئے نپولین نے بھی حکم دے دیا تھا کہ براعظم یورپ میں جو مال ہاتھ آئے ضبط کر لیا جائے۔ لیکن میلان ڈکری میں انگلستان کے ظلم کی تقلید کرتے ہوئے شاہنشاہ نپولین نے یہ حکم جاری کیا کہ چونکہ فرانس کے زبردست دشمن انگلستان نے بے تعلق ریاستوں کے حقوق کا کچھ لحاظ نہیں کیا ہے پس جو جہاز برطانیہ کے احکام کی تعمیل کرے گا اور محصول ادا کریگا وہ کسی قوم کا جہاز متصور نہوگا اور بے دریغ ضبط کر لیا جائیگا۔ اور اُس نے اعلان کر دیا کہ یہ سخت احکام اُس قوم کے متعلق فوراً منسوخ کر دیئے جائینگے جو برطانیہ کو اپنے جہازوں کی عزت کرنے پر مجبور کریگی۔ لیکن دوسری اقوام کے خلاف یہ احکام بدستور اُس وقت تک جاری رہینگے جب تک کہ برطانیہ راہ راست پر آکر دیگر اقوام کے قوانین کی پابندی نہ کریگی اور انصاف وغیرت کے آئین پر کاربند نہوگی۔ پس ادھر تو برطانیہ نے تمامی جہازوں کے جو اس کی بندرگاہوں میں نہ جائیں اور محصول نہ ادا کریں ضبط کر لینے کا حکم جاری کر دیا اور ادھر نپولین نے

تمامی جہازوں کو جائز مال غنیمت قرار دیا جو انگلستان کے بندروں میں جائیں اور محصول دیں۔ اور اب کمزور ریاستوں کی وہ حالت ہوگئی کہ ان دو زبردست مخالفوں کی باہمی مخالفت کی وجہ سے پامال ہو کر خاک میں مل گئیں۔

میلان ڈکری میں نپولین نے لکھا کہ یورپ کا ہر ایک فرماں روا اپنی فرمانروائی اور اپنے جھنڈے کی آزادی کا امین ہے۔ اور اگر غیر قابل معافی بودے پن سے برطانیہ کا ظلم جائز رکھا گیا اور وہ اصول بنگیا اور اس کا رواج پڑگیا تو انگریز اس سے فائدہ اٹھا کر اسی کو اپنا حق قایم کرینگے جیسے کہ انھوں نے مختلف فرمانروائیوں کی نرمی کی بدولت یہ انوکھا مذموم اصول قایم کرلیا ہے کہ قومی جھنڈا مال کا محافظ نہیں ہے اور اپنے بندرگاہوں کا راستہ مسدود کرنے کے حق میں یہ ہٹ دھرمی کا اضافہ کرلیا ہے کہ تمامی فرمانروائیوں کے خلاف قوانین کا انحراف کیا جا رہا ہے مگر نپولین نے امریکہ کی گورمنٹ کو فوراً اطلاع کردی کہ یہ احکام اس سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے ہیں۔ اور اپنی قانون ساز کونسل سے نپولین نے خطاب کیا کہ امریکہ کی جمہوری حکومت ایسی حکومت ہے کہ اس نے سمندر اور تجارت سے دست برداری کرلی لیکن انگلستان کا غلام بننا گوارا نہ کیا۔

میلان میں نپولین کو یہ اطلاع بھی ملی کہ انگلستان نے اس فوج کو جو کوپن ہیگن سے کامیاب لوٹی ہے پرتگال جانے کا حکم دیا ہے۔ پرتگال کی کمزور بندرگاہوں میں اور جبرالٹر (جبل الطارق) کے عسیر الفتح قلعہ میں جس کو انگلستان نے اسپین سے جبراً چھین لیا تھا انگلستان نہایت زبردست افواج جمع کر رہا تھا۔ پرتگال حقیقت میں انگلستان کی ایک نوآبادی تصور کرنا چاہیئے۔ نپولین نے اپنے غیر قابل اطمینان رفیق اسپین کو اس خطرہ سے آگاہ کیا اور اس کی مدد کو فوج روانہ کی۔ جب نپولین میلان سے رخصت ہوا تو شکر گذار اٹلی کے باشندوں نے اُن

صفحہ

فوائد کے معاوضہ میں جو فیض رساں شاہنشاہ نپولین کی بدولت اُن کو حاصل ہوے تھے ایک یادگار قایم کرنے کا تہیہ کیا۔

اب نپولین پیڈ ماؤنٹ کو الیسینڈریا کا عالی شان قلعہ ملاحظہ کرنے کو جسے وہ تعمیر کرا رہا تھا روانہ ہوا پھر یہاں سے ٹیولس کو گیا۔ جہاں جاتا لوگوں کو عزم و ہمت سے کام کرنے پر آمادہ کرتا اور بڑے فیاض ہاتھ سے لوگوں کی بھلائی کے انتظام کرتا۔ اُس نے دریاے پو کے ظرف کو عمیق کرنے کا حکم دیا تاکہ الیسینڈریا تک برابر جہازرانی ہو سکے اور خود اپنے ذاتی فنِ انجینری سے کام لیکر ایسا ایک راستہ قایم کیا کہ دریاے پو سے نہر نکالی جاے اور بحرِ روم میں ملادی جاے۔ کوہ جینیور پر اُس نے ایک بڑی سڑک قایم کردی اور فرانس اور پیڈ ماؤنٹ کے مابین ایک جدید راستہ تیار ہو گیا۔ اور سات دریاؤں پر اُس کے شاہنشاہی حکم کے موافق سات عالی شان پل تعمیر ہو گئے۔ ان کاموں میں بڑا زرِ خطیر مطلوب تھا لیکن بڑی دانائی سے اُس نے سب کے لئے روپیہ فراہم کردیا پس کوئی تعجب کا مقام نہیں کہ عیش کے بندے نفس پرست دوسرے بادشاہ اس عالی حوصلہ فیض رساں شاہنشاہ کے عالی شان کارناموں کے اثر سے خائف ہو گئے ہوں۔ کیونکہ اُسے خود غرضی آرام و آسایش۔ تن پروری وغیرہ سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ جو کچھ محنت کر رہا تھا صرف بنی نوع انسان کی رفاہ اور بھلائی کی نیت سے کر رہا تھا۔ اور نپولین کے ساتھ بڑا انصاف ہو اگر اٹلی اور دوسرے ممالک کے فوائد کو جہاں نپولین نے حکومت کی ہے انگریزوں کے کثیر المقدار ہندوستانی مقبوضات کے فوائد اور رفاہ کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کیا جاے۔

برک صاحب لکھتے ہیں "انگلستان نے کوئی گرجے۔ اسپتال۔ ایوان یا مدارس تعمیر نہیں کئے۔ انگلستان نے کوئی ۔ پل ۔ نہریں ۔ سڑکیں ۔ پانی کے

تالاب نہیں بنائے۔ اگر آج ہم ہندوستان سے نکال دیئے جائیں تو ہماری کوئی یادگار ہند میں باقی نہ ہوگی۔ اور ہماری بے رونق حکومت بن مانس یا شیر کی حکومت سے بہتر خیال نہ کی جائیگی۔"

نپولین ٹیورن سے بڑا شادماں واپس ہوا۔ جمہور نعرہائے تحسین وآفرین سے آسمان اُٹھائے لیتے تھے۔ نپولین ان سب تعریفوں کا مستحق تھا۔ جوزیفائن اُس کے پہلو میں بیٹھی تھی اور کون کہہ سکتا ہے کہ اُسے خوشی زیادہ تھی یا غم زیادہ تھا۔ اگرچہ نپولین اُس سے بے انداز محبت کرتا تھا اور شاید ہی اُس سے بڑھکر کسی شوہر نے اپنی زوجہ سے الفت کی ہو اور اس کے بدلہ میں جوزیفائن بھی اُس پر جان فدا کرنے کو آمادہ تھی۔ لیکن باوجود اس کے وہ خوب جانتی تھی کہ یہ عیر اور دلفریب شخص ضرور اس مادہ کا بنا ہوا شخص تھا کہ اگر اُس کی تدابیر اور مقاصد کی تکمیل کے لئے ضرورت پڑیگی تو محبت والفت کے ہر ایک رشتہ کو اپنے دل سے نوچ کر پھینک بھی دیگا۔

یکم جنوری ۱۸۰۸ء کو شام کے وقت نپولین پیرس پہونچگیا تمام درباری اور شہر کے حکام ٹوئی لریز میں آکر حاضر ہوئے اور مسرور پیرس کے جمہور سے باغ بھر گیا۔ گرجوں میں گھنٹے بجنے لگے اور شہر میں روشنی ہونے لگی۔ اور لاکھوں آدمیوں کے نعروں سے اس بات کا صاف ثبوت ملنے لگا کہ نپولین سے ان لوگوں کو دلی محبت تھی۔

جزیرہ نما اسپین کے مغربی حاشیہ پر پرتگال ایک تنگ دہجیر کے مثل واقع ہے۔ تیس لاکھ آدمیوں کی آبادی ہے۔ صدہا سال کی ظالمانہ حکومت نے اُن کو کاہل اور غلاموں سے بدتر حالت کو پہونچا دیا تھا۔ اور اُس میں برطانیہ کا ایسا اثر تھا کہ وہ برطانیہ کی ایک نوآبادی سے بہتر حالت میں نہ تھا۔ انگریزی جہاز اُس کی بندرگاہوں میں کثرت سے موجود تھے اور اُس کے بازاروں میں انگریزی تجاروں کی بے شمار

کوٹھیاں تھیں۔

نپولین نے پرتگال کی گورنمنٹ کو ایک مراسلہ اس مضمون کا لکھا کہ چونکہ اب فساد زیادہ طول پکڑ گیا ہے لہذا پرتگال کو کھلی ہوئی کارروائی کرنا لازم ہے اور اس کو اعلان کے ساتھ یا تو فرانس کا شریک ہونا چاہئے یا انگلستان کا۔ صاف ایک بات کہہ دینا لازم ہے پس اگر یورپ کے تاجداروں کی شرکت منظور ہے تو انھیں کی طرح کارروائی کرنا چاہئے اور اپنے بندرگاہوں کو انگلستان کے جہازوں کے خلاف بند کرنا اور تمام انگریزی مال کو جو پرتگال میں موجود ہے ضبط کر لینا چاہئے۔ اس پر خط و کتابت شروع ہوئی۔ اور پرتگال کی گورنمنٹ نے جملہ مراسلات نپولین کے گورنمنٹ برطانیہ کو بھیجنا شروع کر دیئے پارلیمنٹ میں مسٹر کیننگ صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ نپولین کے مراسلات کے جواب پرتگال کی طرف سے لندن ہی کے دربار نے خود لکھوائے تھے جوابوں میں حیلہ حوالہ سے چارہ جوئی کی گئی۔ اور نپولین اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا۔ اور اس نے اسپین کی فوج کے ساتھ فرانسیسی سپاہ پرتگال کو اس غرض سے روانہ کر دی کہ وہاں جاکر انگریزوں کو نکال دے۔ اور پرتگال کو خلاصی دے۔ مقابلہ بالکل فضول تھا۔ نہ مقابلہ کیا گیا۔ ایک بندوق یا توپ بھی فیر نہ ہوئی۔ خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ جنرل جونو کی سرکردگی میں ایک چھوٹی سی فوج نے پیری نیز کے کوہستان کو عبور کیا۔ اور پرتگال کے دارالحکومۃ لسبن کی طرف قدم اٹھائے۔ پرتگال کے جمہور تو ذلیل و خوار ہو کر غلامی کی نوبت کو پہونچ ہی چکے تھے بڑی بے پروائی سے فرانسیسی فوج کو آتے ہوئے دیکھتے رہے اور کچھ نہ بولے۔ اُن پر ایسے تشدد ہو چکے تھے کہ اپنے بادشاہ سے اُن کو ذرا بھی الفت نہ رہی تھی۔ اور ایسے ذلت و خواری کے قعر میں گر چکے تھے کہ آزادی کا خیال بھی ان میں باقی نہ رہا تھا۔

یہ حالت دیکھکر لسبن کے ارکین دربار میں رائے کا اختلاف شروع ہوا بعض

کہتے تھے کہ انگلستان سے رفاقت نہ چھوڑی جاے اور اُس کی بڑی وبحری فوج کی مدد سے نپولین کا مقابلہ کیا جاے۔ دوسرے یہ راے دیتے تھے کہ یورپ کے دوسرے بادشاہوں کی شرکت کیجیے اور انگلستان کا ساتھ چھوڑیے۔ تیسرا گروہ کہتا تھا کہ یہ کچھ نہ کرنا چاہیے بلکہ نقد وجنس ہمراہ لے کر بحر اعظم اٹلانٹک کے پار اپنے مقبوضات برزیل کو امریکہ جنوبی میں بھاگ چلیے۔ پرتگال کے اس وسیع ملک کا ساحل جنوبی امریکہ میں چار ہزار میل طولانی ہے اور تمامی برزیل کا رقبہ پرتگال سے پچاس گنا بڑا ہے۔

جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ جنرل جونو لسبن سے دو منزل ہے تو اسی پچھلی تجویز پر سب کی راے قایم ہو گئی۔

پرتگال کی ملکہ مخبوط الحواس تھی اور اُس کی جگہ پر شہزادہ مدار المہامی کر رہا تھا۔ شاہی خاندان اور امرا کے لیجانے کو اس وقت لسبن کے بندرگاہ میں ۳۶ جنگی وتجارتی جہازوں کا بیڑہ موجود تھا۔ نومبر ۱۸۰۷ء کی ۲۷ تاریخ تھی اور اگرچہ باد وباراں کا سخت ٹھنڈا طوفان برپا تھا تاہم ایک ساعت کی دیر کرنے کا موقع نہ تھا۔ جنونی حالت میں ملکہ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور شاہزادے۔ شاہزادیاں اور امرا کا گروہ سیلابی سڑکوں پر گذرتا ہوا جہازوں پر پہونچا راستوں میں ہزارہا گاڑیوں کا تانتا بندھا ہوا تھا اور ان پر شاہی ایوانوں کے ظروف طلائی ونقرئی اور قیمتی اسباب اور انمول تصاویر لدی ہوئی تھیں۔

گورنمنٹ اور ارکین کی کوشش سے جسقدر زرنقد جمع کرنا ممکن تھا صندوقوں میں بھر کر جہازوں پر بھیجدیا گیا۔ گھاٹوں پر انواع واقسام کے بیش بہا اسباب مینہ میں بھیگے اور کیچڑ میں لتھڑے پڑے تھے۔ ہر طرف گاڑیاں مختلف خاندانوں کے لوگوں کو جہازوں میں سوار کرنے کو لاتی ہوئی کھڑکھڑاتی پھرتی تھیں۔ آٹھ ہزار کے قریب مرد۔ عورتیں بچے اور ملازم بڑی گھبراہٹ اور اضطراب کے ساتھ

سنہ ۳۰۰

جہازوں میں سوار ہو جانے کو دوڑ پڑے۔ یہ سب کے سب ایسے سراسیمہ اور حواس باختہ تھے کہ کھانے کی بہت سی ضروری چیزیں لانا بھول گئے۔ جہازوں پر سوار ہونے کی پریشانی میں میاں بیوی سے ماں باپ بچوں سے جدا ہو گئے تھے کیونکہ یہ سب پریشانی میں مختلف راستوں سے گھاٹ کو بھاگ کر گئے تھے اور جب تک یہ سفر ختم ہوا اور جہاز بریزیل کو نہ پہونچ گئے ایک کو دوسرے کی امن و عافیت کے متعلق پڑا نزدور ہا۔ اس ذلیل فراری دربار کی محافظت کے لئے ایک انگریزی بیڑا برابر بندرگاہ کے سامنے گشت کرتا رہا۔ ہوا کے جھوکے کے ساتھ فراریوں کے جہاز بندرگاہ سے باہر نکلے۔ انگریزی جہازوں نے سلامی داغی۔ سرسڈنے اسمتھ نے جو بیڑہ کا کمانڈر تھا فراری جہازوں کے ہمراہ زبردست ہمراہی جہاز متعین کئے کہ پرتگال والوں کو بہ حفاظت تمام بریزیل پہونچا دیں اور جوں ہیں یہ بیڑہ اُفق میں نظر سے اوجھل ہوا جونو لسبن میں داخل ہوا اُس کے ہمراہ صرف پندرہ سو سپاہی تھے اور لسبن کے تین لاکھ آدمیوں نے ذرا بھی مقابلہ نہ کیا اور ایک خواب طلسم کی طرح پرتگال انگلستان کے ہاتھ سے نکل کر نپولین کے قبضہ میں پہونچ گیا۔

بوربون خاندان کی ایک شاخ اسپین پر حکمراں تھی۔ چارلس رابع بادشاہ تھا یہ نہایت معمر۔ ضعیف دماغ۔ کاہل اور عیاش تھا۔ اسپین کے جمہور اس سے سخت متنفر تھے۔ اس کی بیوی میریا لوئیا نیپلس کی شاہزادی تھی۔ لیکن چال چلن کے اعتبار سے ایسی آوارہ تھی کہ اسپین کے بدنام سے بدنام گھر میں بھی ویسی عورت ملنا دشوار امر تھا۔ مینویل گوڈوی ایک دراز قد خوش قطع سپاہی بادشاہ کے باڈی گارڈ کا ایک جوان تھا نہ تو اُس میں کوئی اخلاقی خوبیاں تھیں نہ وہ کوئی روشن دماغ ہی شخص تھا۔ تاہم اُس میں بہت سی دل فریب جسمانی اور ذہنی خوبیاں تھیں۔ وہ خوب گاتا تھا۔ بانسری خوب بجاتا تھا اور ایک انوکھے مذاق کا

جوان تھا۔ شب ماہ کا وہ دل دادہ تھا۔ اندھیرے برجوں کے سایہ میں پھرنے کا شائق تھا۔ اور بڑے شوق کے ساتھ اسپین کے پرجوش لوچ دار راگ گایا کرتا تھا۔ ملکہ اٹلی کے نورانی میدانوں کی پرورش یافتہ تھی اور نیپلس کے عیش پسند دربار میں نشو ونما پایا تھا اور اسی کے ساتھ اخلاق کو سنجیدہ اور پختہ کردینے والی تعلیم سے بے نصیب رہی تھی۔ گوڈوی کے دلکش راگ سنتے سنتے آخر یہ نتیجہ ہوا کہ ملکہ نے اس کو محل میں بلا بھیجا اور دولت و عزت سے اُس کو لاد دیا اور پھر اپنے شوہر۔ سلطنت۔ اور خود اپنے ننگ و ناموس کو اُس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نالایق بادشاہ کو بھی بڑا اطمینان ہوگیا کہ افکارِ سلطنت سے سبکدوش ہوگیا۔ اور اُس نے ملکہ کی کارروائی میں کوئی چون وچرا نہ کیا۔ اور ایک بادشاہ کی نالایقی اور ذلت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ یہ بادشاہ گوڈوی سے محبت کرنے لگا اور اُس کی مدد پر بھروسہ کرکے کہا کرتا تھا کہ یہ میرا محافظ و مددگار ہے۔ اس کے بعد گوڈوی نے بالی کے مقام پر ایک عہد نامہ تحریر کرایا اور شاہ صلح پسند کا خطاب لیا۔

اسپین کے معاملات انتظام کی وضاحت کے لئے یہاں پر ایک مختصر تقریر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو چارلس رابع اور نپولین کے باہم بعد کو ہوئی اور جس سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ چارلس کی کیا حالت تھی۔ اُس نے نپولین سے کہا " میری تو خوب لطف سے زندگی بسر ہوتی ہے۔ یعنی صبح ہوتے ہی۔ چاہے جاڑے کا موسم ہو یا گرمی کا۔ میں شکار کھیلنے کو نکل جاتا ہوں اور دوپہر تک شکار کھیلتا رہتا ہوں اور پھر کھانا کھاتا ہوں اور فوراً شکار کو چل دیتا ہوں اور شام تک شکار کھیلتا رہتا ہوں۔ رات میں میتویل گوڈوی آکر مختصر طور سے معاملات کی رپوٹ کردیتا ہے اور میں سو رہتا ہوں اور صبح ہوتے ہی پھر شکار کو چلا جاتا ہوں " پس غور کرنے کا مقام ہے کہ ایسے زمانہ میں جبکہ زلزلہ کی حالت سے تمام یورپ۔ میں گو

اسٹرلز۔ جینا۔ آرسٹڈ۔ ایلا اور فرڈلینڈ کے توپ خانوں کی گرج سے متزلزل ہو رہا تھا۔ اسپین کے بادشاہ اور اُس کے انتظام کا یہ حال تھا۔

چارلس رابع کے تین بیٹے تھے۔ فرڈی نینڈ۔ کارلو۔ اور فرانسسکو۔ فرڈی نینڈ ولی عہد تھا اور اس کی پچیس برس کی عمر تھی۔ اور وہ بھی اپنے باپ کی طرح آرام طلب اور ماں کی طرح آوارہ مزاج تھا۔ اُس کی ماں اُس کی نسبت کہا کرتی کہ ہمارے بیٹے فرڈی نینڈ کا دماغ خچر کے دماغ کی طرح ہے اور دل شیر کی مانند ظالم ہے۔" اس نوجوان شاہزادہ کو تخت نشین ہونے کی فکر تھی۔ اور جمہور کی بڑی فریق غالب اُس کی طرفدار تھی۔ اور چونکہ موجودہ دربار کی بدچلنی سے رعایا عاجز آ گئی تھی وہ کھلی آوازوں سے کہہ رہی تھی کہ گورنمنٹ میں کسی قسم کی تبدیلی کیوں نہو بہر حال موجودہ گورنمنٹ سے تو ضرور بہتر ہو گی وہ عظیم الشان سلطنت جو چارلس پنجم کے دور حکومت میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی اب طوائف الملوکی اور بربادی کے قعر میں گر رہی تھی اور برباد ہوئی جاتی تھی۔ گوڈوی پر چونکہ حال میں عنایات خسروانہ ہوئی تھیں اُس سے رعایا سخت متنفر تھی۔ ملک میں جابجا سازشوں کا بازار گرم تھا۔ اسپین کی وہ ذلیل حالت ہو رہی تھی کہ یورپ کو اُس کے نام سے ذلت کا دھبہ لگ گیا تھا بادشاہ اور ملکہ میں اتنی ملکی دوراندیشی نہ تھی کہ نپولین کی ترقیوں پر نگاہ کرتے اور اُن کو سمجھتے۔ گوڈوی کو زبردست دماغ والے ذہین نپولین سے نفرت تھی اور بہت خوف تھا کیونکہ وہ امرائی سلطنت کا استیصال کر رہا تھا اور جمہور کے حقوق کا اعلان کر رہا تھا اور اُن کو برابر حقوق دیتا چلا جاتا تھا۔

اب گوڈوی نے شاہزادہ فرڈی نینڈ پر یہ الزام لگایا کہ وہ باپ ماں اور وزیر کو زہر دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ الزام صحیح ہو۔ چنانچہ شاہزادہ ولی عہد گرفتار کر لیا گیا اور مقید کر دیا گیا۔ جمہور کو گوڈونی سے نفرت تو تھی ہی انھوں نے جھٹ مقید شاہزادہ کی شرکت کی اور ادھر خود مقید شاہزادہ

(۴۱)

نے بھی اُن کو خوب اُبھار دیا اور ہزار ہا مخلوق نے خنجروں اور لاٹھیوں سے مسلح ہوکر شاہی محل کو گھیر لیا۔ اس محل میں گوڈوی رہتا تھا۔ بادشاہ کے سپاہیوں کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس انبوہ کا مقابلہ کریں۔ گوڈوی خوف زدہ ہوکر پُرانے بوریوں میں جو مکڑی کے جالوں سے میلے ہورہے اور آتشدان کے قریب پڑے ہوئے تھے جا لپٹا غصہ ناک جمہور کواڑ توڑ کر محل میں سیلاب کی مثل گھس پڑے اور کمروں اور بالاخانوں پر جستجو کرنے لگے اور مسہریوں۔ آئینوں۔ تصویروں وغیرہ کو اوپر سے نیچے فرش پر ایسا پھینکا کہ سب چیزیں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ یہاں گوڈوی کی آشنا دو حسین عورتیں بھی تھیں لیکن اُن کی بے حرمتی نہ کی اور اُن کو گاڑی پر سوار کرکے وہاں سے روانہ کردیا۔ گوڈوی چٹائیوں میں لپٹا ہوا یہ سب شور پکار سُن رہا تھا اور اُسے یقین ہوگیا تھا کہ نہایت بے رحمی سے قتل کیا جائیگا۔ لیکن میلی اور گرد آلود چٹائیوں نے اس کو چھپا لیا تھا۔

رات ہوگئی اور یہ رات گذر گئی۔ دن نکلا اور وہ بھی ختم ہوگیا۔ لیکن بیچارا مصیبت کا مارا گوڈوی بھوکا پیاسا چٹائیوں سے باہر نکلنے کی جُرأت نہ کرسکا۔ اس پرفساد شہر میں اب پھر رات ہوئی۔ بلوائیوں کے شور وغل سے کیونکہ اب تک اُن کو ہر طرح کامیابی ہوئی تھی سب کے دل خوف سے کانپ رہے تھے۔ اور خوفزدہ گوڈوی وزیر کے خطرہ اور تکلیف کا اندازہ تو بیان ہی نہیں ہوسکتا چھتیس ۳۶ گھنٹہ سے وہ چٹائیوں میں لپٹا ہوا تھا اور حرکت کرنے کی مجال نہ تھی تیسری صبح کو آخرکار وہ پیاس کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور چٹائیوں سے باہر نکلا۔ لیکن جبکہ وہ زینہ سے چپکے چپکے نیچے اُتر رہا تھا ایک ہوشیار شخص نے اُسے دیکھ لیا اور چلانے لگا۔ تمام سڑکوں پر شور مچ گیا اور بلوائی ایوان کی طرف دوڑ پڑے۔ بیچارے گوڈوی کے کپڑے گرد میں اٹے ہوئے تھے۔ بال اُلجھے ہوئے

تھے۔ سر پر ٹوپی تک نہ تھی اور کئی دن کی تکلیف سے چہرہ ہولناک ہوگیا تھا۔ اسی حالت زار و خراب میں بلوائیوں نے اُسے گرفتار کیا اور سڑک پر کھینچ لے گئے۔ لیکن عین اس حالت میں خاصہ کے چند سوار برہنہ شمشیریں ہاتھوں میں لئے آپہونچے اور بزور تیغ گوڈوی تک پہونچے اور بلوائیوں سے خلاصی دلاکر اُس کا بازو پکڑے ہوئے گھوڑوں کو بھگا لیچلے۔ سڑک ناہموار تھی اور گوڈوی کا بھٹے کے ایک طرف لٹکا ہوا چلا جارہا تھا اور بلوائیوں کا گروہ بھیڑیوں کی طرح چیختا ہوا پیچھے دوڑا چلا جاتا تھا۔ گوڈوی خوف اور چوٹ سے نیم جان ہوگیا اور آخر کار اُس کی جان بلوائیوں کے ہاتھ سے بچانے کو سواروں نے ایک قیدخانہ میں جو قریب ہی موجود تھا اُس کو ڈال کر باہر سے مقفل کردیا۔

اس کے بعد کوستے اور گالیاں دیتے ہوئے یہ بلوائی ملکہ اور بادشاہ کے مُنہ چڑھے گوڈوی کے خود مکانات کی طرف متوجہ ہوئے اور سب مکانات کو لوٹ لیا۔ اور اس کے بعد سب سے زیادہ خوفناک آواز بلند ہوئی کہ آؤ اب ایوانِ شاہی کی بھی خبر لے لو۔ آج میڈرڈ میں خاصہ فرانسیسی انقلاب نظر آرہا تھا۔

بادشاہ چارلس اور ملکہ لوئیا کا خوف وہراس سے بُرا حال تھا۔ اور اُن کو یہی خیال ہورہا تھا کہ عنقریب مارے جائینگے۔ اسی اضطراب کی حالت میں جمہور کا غصہ فرو کرنے کو بادشاہ نے ایک عام اعلان مشتہر کیا کہ "گوڈوی کو عہدۂ وزارت سے معزول کردیا اور بادشاہ نے سلطنت سے خود دست بردار ہوکر محبوب شہزادہ فرڈی نینڈ کو تخت نشین کیا"۔ لیکن یہ دست برداری قطعی مکاری تھی کیونکہ بادشاہ نے سخت مجبور ہوکر ایسا ارادہ ظاہر کیا تھا ورنہ حقیقت میں تخت چھوڑنے کا اُس کا ہرگز منشا نہ تھا۔ چنانچہ اُس نے نپولین سے استغاثہ کرتے ہوئے حسب ذیل خوشامد

الفاظ لکھے :-

" میں نے تختِ سلطنت سے دست برداری کی اور اپنے بیٹے کو جانشین کیا۔ اسلئے کہ میری باغی رعایا نے میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رکھا تھا کہ یا تو تخت سے دست بردار ہو جاؤں یا مارا جاؤں۔ جبریہ مجھ سے دست برداری کرائی گئی ہے اور اب مجھے کسی ذریعہ سے مدد کی توقع باقی نہیں ہے اگر ہے تو صرف اپنے عالی حوصلہ رفیق شاہنشاہ نپولین سے ہے۔"

اسی کے ساتھ فرڈی نینڈ نے بھی نپولین سے مدد اور حمایت کی درخواست کی۔ اس تحریر میں حتی المقدور ثنا خوانی اور خوشامد سے چارہ جوئی کی گئی تھی۔ یعنی فرڈی نینڈ نے لکھا :-

روز بروز و نیا نپولین کی مدحت طرازی میں رطب اللسان ہوتی جاتی ہے۔ شاہنشاہ کو مطمئن رہنا چاہئے کہ فرڈی نینڈ ہمیشہ ایسا فرماں بردار اور جاں نثار رہے گا جس طرح سعادت مند بیٹے رہا کرتے ہیں۔ پس فرڈی نینڈ شاہنشاہ سے پدرانہ شفقت و حفاظت کا متمنی ہے۔ اور شاہنشاہ کے خاندان کے ساتھ رشتہ یگانگت کا خواستگار ہے"

یاد ہوگا کہ جب نپولین کو یہ اطلاع ملی تھی کہ اُس کا برائے نام رفیق اسپین کا بادشاہ اُس کے خلاف مسلح ہو رہا ہے اور انگلستان سے سازش کر رہا ہے تو اُس وقت نپولین جینا کی جنگ سے ایک شام قبل لینڈ گریفن برگ کی برفستانی سرو چوٹی پر مقیم تھا۔ یعنی نپولین فرانس سے بہت دور وسط پروشیا میں تھا اور اُس کا روس۔ پروشیا اور انگلستان کی متحدہ فوجوں سے مقابلہ تھا اور ایسے وقت اس بوربون خاندان کے اسپین کے بادشاہ نے یہ عزم محض دغا شعاری سے کیا تھا کہ اپنے دوست شاہنشاہ نپولین پر خنجروں سے حملہ کرنے کو

تمامی جزیرہ نمائے اسپین و پرتگال کو باوجودیکہ شاہنشاہ نے ان بوربون بادشاہوں کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچایا تھا آمادہ کر لئے[ا] اور اگر نپولین کو جینا کی جنگ میں ہزیمت ہوجاتی تو کسی قسم کا شبہہ نہیں ہوسکتا کہ اسپین کے پرجوش دہقان بسر کردگی انگریزی افواج وافسران کے کوہستان پری نیز کو عبور کرتے اور سیلاب کی طرح غیر محفوظ فرانس پر آ ٹوٹتے اور سارا قصہ ختم ہوجاتا۔ اور ایک لمحہ میں نپولین تخت سے علیحدہ کردیا جاتا اور مرفوع بوربون فرانس کے تخت پر بیٹھال دیئے جاتے۔

اندھیری آدھی رات کے وقت پڑاو پر آگ کے سامنے نپولین بیٹھا ہوا تھا کہ اسپین کے بادشاہ کی دغا کے متعلق یہ مراسلہ اُس کو موصول ہوا تھا۔ لیکن وہ ایسا گرا اور عالی ظرف تھا کہ اُس نے ذرا بھی غصہ کا اظہار نہ کیا اور مراسلہ کو لپیٹ کر اُس نے تبسم کیا اور کہا تھا "بہت اچھی بات ہے۔ ان بوربون بادشاہوں کے جانشین میرے خاندان کے شخص ہونگے" دوسرے ہی دن جینا اور آرسٹڈ میں اسے ایسی نامی فتح نصیب ہوئی کہ پروشیا کی سلطنت پس کر سُرمہ ہوگئی اور اس غیر متوقع نتیجہ کو سنتے ہی اسپین کے بوربون نے اس تلوار کو جسے میان سے کھینچا تھا غلاف کردیا اور پھر خوشامد سے شاہنشاہ کے قدموں پر سر رکھدیا۔ لیکن باوجود اس خوشامد کے نپولین کو بھی اچھی طرح معلوم تھا اور یورپ کو بھی خوب معلوم تھا کہ یہ اسپین کے بوربوں صرف موقعہ کے منتظر تھے کہ کاری ہاتھ ماریں۔ پس نپولین کے ساتھ تو یہ حالات تھے جو اوپر مذکور ہوئے اور

[ا]۔ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "کہ میڈرڈ میں روس اور اسپین کی گورنمنٹ کے باہم ایک کمیٹی ہوئی تھی جس میں سبن کا دربار بھی شریک تھا اور یہ طے ہوگیا تھا کہ موقع ہاتھ آجائے یعنی فرانسیسی افواج برلن کی سڑک پر بہت دور نکل جائیں تو اسپین کی گورنمنٹ کوہستان پری نیز میں جنگ شروع کردے اور انگریزی افواج کو اپنی مدد کے لئے بلالے" پس اگر نپولین نے ایسی تجاویز اختیار کیں کہ اُس کے مقابلہ میں پھر دوبارہ ایسا ہی فریب نہ کیا جاسکے تو نپولین کے خلاف ہمارے دلوں میں غصہ پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔ ۱۲ مصنف

خاندانی خرابیوں کی وہ نوبت تھی جن کا ذکر ہوچکا ہے کہ اسپین کے بادشاہ نے نپولین سے استغاثہ پیش کیا۔ نپولین کو اس وقت سخت پریشانی تھی۔ تمام عمر میں کبھی اُس کی حالت مذبذب نہیں دیکھی گئی۔ لیکن یہاں پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قطعی فیصلہ کے ساتھ وہ کوئی کارروائی نہ کرسکتا تھا۔ صرف دو پہلو وہ اختیار کرسکتا تھا اور دونوں خطرات سے پُر تھے۔ ایک پہلو تو یہ تھا کہ اپنے اعجازی اقتدار و زور سے وہ بوربون کا خاتمہ کر دیتا اور اسپین کے تخت پر ایسا شخص بٹھال دیتا کہ اسپین کی کایا پلٹ کرکے فرانس کا سا جمہوری جوش اُس میں پیوست کر دیتا۔ اور اس طرح سے اُس کا رفیق حکمراں ہو جاتا اور عقب سے فرانس محفوظ ہو جاتی۔ اور کوئی فکر باقی نہ رہتی اگر شمالی یوروپ جو دل میں اب بھی اُس کا مخالف تھا کسی وقت پھر مخالفت پر کمر بستہ ہوتا۔ لیکن ایسی صورت میں ایک حالت خلاف دیانت تھی جس سے اُس کو سخت ہی لیس و پیش تھا اس سے تمام یوروپ اُس سے برہم بھی ہو جاتا اور یوروپ کے تاجدار اس فعل کو جائز حق وراثت کے مقابلہ میں جمہوری حق کی ایک فتح خیال کرتے اور انقلابی فرانس کی جانب سے سخت خوفناک دست درازی تصور کرتے اور اُس تلخی میں جس سے یہ تاجدار فرانس کی جمہوری حکومت کو دیکھ کر تھے ایک اور زہر مل جاتا۔

دوسری تجویز یہ ہوسکتی تھی کہ نپولین فرڈی نینڈ کو تخت سلطنت پر قائم رکھتا کیونکہ چارلس اور گوڈوی کا معاملہ تو اب بحث سے خارج ہوچکا تھا اور فرڈی نینڈ کو ایسی لائق و فایق بیوی سے بیاہ دینے کی کوشش کرتا کہ وہ نپولین کے خیالات سے رنگی ہوئی ہوتی اور فرڈی نینڈ کے ضعیف دماغ پر اپنا پورا اثر ڈال کر اُس کو وفاداری اور سچائی کے راستہ پر لے آتی۔

بڑے غور و فکر کے بعد جس میں کبھی تو نپولین ایک رائے پر مائل ہوتا تھا اور کبھی دوسری پر آخر کار اُس نے پچھلی تجویز کا عزم کرلیا۔ اور فرڈی نینڈ کو جواب میں لکھا کہ تمہاری خلاف

جو الزام لگائے گئے ہیں میں اُن کی تحقیقات کرونگا اور تحقیقات کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شاہزادہ سے جس کی بے عزتی ہو چکی ہو میں رشتہ یگانگت قایم نہیں کر سکتا۔
اس کے ساتھ ہی اُس نے نگاہ دوڑانا شروع کی کہ فرڈی نینڈ کی شادی کس سے کی جائے۔ لیکن اعلیٰ ذہن و ذکاوت اور ارفع عادات و صفات کی لیڈیاں جو عالی حوصلہ کاموں کی قرار واقعی قدر جانتی ہوں شاذ و نادر ہوا کرتی ہیں یہ سچ ہے کہ سینٹ کلاوڈ اور ٹولی لریز کے ایوانوں میں حسین و خوش قطع لیڈیاں کثرت سے موجود تھیں لیکن جیسی لڑکی کی نپولین کو تلاش تھی ویسی ایک بھی نہ تھی۔
نپولین کے بھائی لیوسئین بانٹی جو اٹلی میں اپنی خوشی سے اُداس اور مغموم شخص کی طرح جلا وطنی کی حالت میں رہتا تھا پہلی بیوی سے ایک بیٹی تھی اور جیسا چاہیے تھا لیوسئین ویسی اُس کی خبر گیری اور پرداخت نہ کرتا تھا۔ نپولین نے اُسی کو منتخب کیا اور پیرس میں بلایا۔ لیکن اسپین کی ملکہ بنانے سے قبل نپولین نے اُس کے عادات و صفات کا امتحان کرنا ضروری سمجھا پس اُس نے حکم دیا کہ یہ لڑکی جسقدر خط و کتابت کرے ڈاک خانہ میں اُس کی سخت نگرانی رہے۔ مگر بڑی بدقسمتی کی یہ بات تھی کہ چونکہ اس لڑکی نے اپنے باپ لیوسئین کے ساتھ جلا وطنی میں پرورش پائی تھی اُس کو اپنے دوسرے چچاؤں سے جو یورپ میں بادشاہی کر رہے تھے بغض و حسد پیدا ہو گیا تھا اور میل و محبت کرنے پر اُس کا عالی خیال مائل نہ تھا۔ اور محض تکبر سے اُس نے اپنے دشمنوں کو رام کرنے کی کوشش نہ کی۔ اور خود نپولین اور دوسرے خاندانی لوگوں کے خلاف نکتہ چینی کے خطوط لکھنا شروع کر دیئے۔ یہ تمامی خطوط لاکر شاہنشاہ کے ہاتھ میں دیئے گئے وہ اُن پڑھتا اور مسکراتا جاتا تھا۔ اور شاید غصہ سے اُس نے اپنی ماں بھائیوں اور دوسرے خاندانی شخصوں کو بلا کر ٹولی لریز میں ایک کمیٹی جمع کی اور یہ ظریفانہ خطوط ساری جماعت کے روبرو پڑھے گئے۔ نپولین کی

تو عادت ہو گئی تھی کہ اُس پر ہر قسم کے حملے ہوتے تھے چنانچہ وہ اپنے رشتہ داروں کے غصہ سے جو اُس کے خلاف ظاہر ہوا کرتا بہت خوش ہوا اور اسی حالت میں اُس نے یہ یہ اعلان کر دیا کہ اُس کی کھنچی شار لوٹ میں وہ صفات نہیں ہیں جن سے وہ اُس کے اصول اسپین میں پیوست کر سکے اور دوسرے دن اُس نے اس لڑکی کو اٹلی واپس کر دیا مگر درحقیقت یہ لڑکی خوش قسمت تھی کہ فرڈی نینڈ سے اُس کی شادی نہ ہوئی۔ اسلئے کہ فرڈی نینڈ ایسا جابر اور نا اہل ثابت ہوا کہ تاریخ میں اُس کی دوسری مثال ملنا محال محال ہے۔ مگر یہ ممکن تھا کہ فرڈی نینڈ سے اُس کی شادی ہو جانے پر دنیا کی تقدیر پلٹ جاتی۔

اس معاملہ میں کامیاب نہ ہونے سے نپولین کو بہت صدمہ ہوا اور اسپین کے بوربون بادشاہ کو تخت سے اتار دینے کے متعلق اب بھی وہ پس وپیش میں تھا لیکن ایسا معاملہ آپڑا اور ایسے اسباب جمع ہوتے گئے کہ اس معزولی کے معاملہ میں اُسے مدد معین ہوتے گئے۔ ایک فرانسیسی فوج بہ سرکردگی جنرل مُرات کے اسپین میں داخل ہو چکی تھی اور اس کے بھیجے جانے کا کچھ منشاء تو یہ تھا کہ پرتگال میں بلوہ ہونے پاوے اور کچھ وجہ یہ تھی کہ انگلستان کے حملہ سے اسپین محفوظ رہے۔ جس کا خطرہ ہو رہا تھا۔ میڈرڈ دار السلطنت اسپین میں فرانسیسی افواج نے دخل کر لیا تھا اور بادشاہ بالکل نپولین کے اختیار میں تھا۔ تاہم نپولین کو بڑی پریشانی تھی۔ اور کسی کو نہیں معلوم ہے کہ اُس کے دل میں کیا کیا خیال پیدا ہوتے تھے۔ اُس نے ان خیال پر کسی کو مطلع نہ کیا۔ وہ لوگ بھی جو اُس کے بڑے رازدار تھے اور جن کی مدد پر اُس کو پورا بھروسہ تھا اُس کا منشا دریافت نہ کر سکے اور گمان ہوتا ہے کہ اب تک اُس نے کسی امر کا قطعی فیصلہ اپنے دل میں نہ کیا تھا۔

چارلس رابع کی تخت سے کنارہ کشی کی خبر نپولین کو سینٹ کلاوڈ میں ملی۔ شنبہ کی شام

تھی۔ دوسرے دن وہ گرجا کو گیا۔ سب دیکھ رہے تھے کہ وہ فکر میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب نماز ہو چکی تو اُس نے جنرل سیویرے کو فوراً طلب کیا یہی سیویرے ڈیوک آف رووی گو تھا۔ اور اُس کو رمنہ میں درختوں کے نیچے لے گیا۔ دو گھنٹہ کامل گفتگو ہوئی اور اس کے بعد شاہنشاہ نے کہا:-

"چارلس رابع نے تخت سے دست برداری کرلی۔ اُس کا بیٹا اُس کا جانشین ہوا ہے۔ یہ تبدیلی اُس انقلاب کا نتیجہ ہے جو شاہ صلح پسند (گوڈوی) کے خلاف واقع ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دست برداری بہ طیب خاطر نہیں ہوئی ہے۔ میں اسپین میں تبدیلی کرنے پر آمادہ تھا۔ لیکن تبدیلیاں ایسی صورت میں واقع ہوئیں کہ میرے منصوبے کے خلاف ہیں میں چاہتا ہوں کہ تم میڈرڈ کو چلے جاؤ۔ اور ہمارے سفیر سے ملاقات کرو اور پوچھو کہ اس انقلاب کو اُس نے کیوں نہ روکا جس میں اب مجھے دخل دینا پڑیگا اور میں نشانۂ سہام مطاعن ہونگا۔ قبل اس کے کہ میں بیٹے کو جائز بادشاہ تسلیم کروں مجھے اُس کے باپ کے خیالات سے آگاہ ہونا ضرور ہے۔ وہ میرا رفیق ہے اور وہی شخص ہے جس سے میرے عہدنامے ہوئے ہیں۔ اگر وہ مجھسے استغاثہ کرے گا تو میں اُس کی امداد کرونگا۔ فرڈی نینڈ کو میں جائز بادشاہ اُس وقت تک تسلیم نہیں کرسکتا جب تک کہ یہ دست برداری جائز ثابت نہو جائے اور نہیں تو ایک دن یہی نتیجہ ہوگا کہ نمک حراموں کا ایک غول میرے محل میں بھی گھس پڑیگا اور مجھے تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کریگا اور تمامی سلطنت کو درہم برہم کرڈالے گا۔ جب دریائے نیمن پر میں نے عہدنامہ مکمل کیا تو میں نے شرط کرلی تھی کہ اگر انگلستان روس کی ثالثی کو منظور نہ کرے تو روس کو میرا شریک ہونا ہوگا اور انگلستان کو صلح کر لینے پر مجبور کیا جائیگا۔ فی الحقیقت میں کمزور ہو جاؤنگا اگر اُن لوگوں سے جن کو میں نے ہزیمت دی ہے صرف ایک فائدہ اٹھانے

کے بعد اسپین کے باشندوں کو اس بات کا موقع دیدوں کہ وہ مجھے تازہ مصائب میں پھنسا دیں اگر میں اسپین والوں کو انگلستان سے ایکا کر لینے کی اجازت دے دونگا تو انگلستان کو اس نقصان کے مقابلہ میں جو روس سے بگاڑ لینے پر اسے پہونچا ہے بہت زیادہ نفع ہوگا۔ مجھے ایسے انقلاب سے درحقیقت بہت خطرہ ہے کہ جس کی نہ علت مجھے معلوم ہے نہ جس کا مقصد میں جانتا ہوں۔

"مزید ان باتوں سے میں اسپین کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا چاہتا ہوں ایسی جنگ کرنا ایک گونہ قانون سے منحرف ہوجانا ہے۔ لیکن مجھے اس جنگ کے خطرات سے بھی اُس حالت میں کوئی اندیشہ نہ ہوگا اگر اسپین کا بادشاہ ایسی حکمت عملی اختیار کریگا اگر چارلس حکمراں ہوتا اور شاہ صلح پسند (گوڈوی) عہدہ سے معزول نہ کیا گیا ہوتا تو اسپین سے ہماری صلح رہتی۔ لیکن اب تو تمامی معاملات دگرگوں ہو گئے ہیں۔ اور چونکہ اب اسپین پر ایسا جنگ جو بادشاہ حکمراں ہو گیا ہے جو اپنی رعایا کے تمامی ذریعوں کو ہمارے خلاف کام میں لانے پر آمادہ ہے تو ایک دن وہ آئیگا کہ میرے خاندان کو فرانس کے تخت سے علیحدہ کر کے وہ اپنے خاندان کو فرانس کا بادشاہ کردینے میں کامیاب ہوجائیگا۔ تم دیکھتے ہو کہ اگر میں نے ابھی سے روک تھام نہ کی تو کیا نتیجہ پیش آنے والا ہے۔ خطرہ کو پہلے سے دیکھ لینا میرا فرض ہے۔ اور دشمن کو ان ذریعوں سے محروم کردینا چاہئے جو خطرہ عائد ہوجانے کی حالت میں اُس کو فائدہ بخش ہوں۔ اگر باپ یا بیٹے سے میرا حسب مراد معاملہ طے ہو گیا تو میں دونوں کو صاف تخت سے اتار دونگا۔ اور میں بھی وہی کرونگا جو کورٹیز اور لوئی چہاردہم نے کیا تھا۔ اور میری حالت بھی لوئی چہاردہم کے مشابہ ہوجائیگی جس نے اپنے پوتے کو مدد دینے کی غرض سے جنگ وراثت میں اپنے تئیں ایک فریق بنا لیا تھا۔ دونوں حالتوں میں ملکی ضروریات ایک ہی قسم کی لاحق حال ہو رہی ہیں۔ اور میں ان سب باتوں کے لئے تیار رہوں۔ اور اب عنقریب

میں سبے آن کو روانہ ہوتا ہوں۔ میں اُس حالت میں میڈرڈ کو بھی چلا جاؤنگا اگر بغیر جاے کام نہو سکا"

ڈیوک آف روری گو اسی دن حسب ذیل ہدایت لیکر میڈرڈ کو روانہ ہوگیا۔ دوسرے دن نپولین نے اپنے بھائی لوئی بادشاہ ہالینڈ کو لکھا۔

" اسپین کے بادشاہ نے تخت سے دست برداری کر لی۔ شاہ صلح پسند قید کر دیا گیا میڈرڈ میں بلوہ ہو رہا ہے۔ اسپین کے باشندے مجھ سے فریاد کر رہے ہیں کہ اُن کا انتظام کر دوں۔ مجھے یقین ہے کہ جب تک براعظم یورپ کے اندر ایک زبردست حرکت پیدا نہ کر دونگا۔ انگلستان سے مستقل صلح نہو گی۔ پس میں نے عزم کر لیا ہے کہ اسپین کے تخت پر ایک فرانسیسی نسل کا بادشاہ بٹھال دوں۔ اس غرض سے اسپین کی بادشاہت کے لئے میں تم کو منتخب کرتا ہوں۔ فوراً لکھو کہ اس معاملہ میں تمھاری کیا راے ہے لیکن تمھیں یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ابھی میری یہ تجویز خام ہے اگرچہ میری ایک لاکھ سپاہ اسپین میں موجود ہے تاہم حالات ایسے ہیں کہ یا تو مجھے براہ راست کارروائی کرنا ہو گی جس سے دو ہفتہ کے اندر کام ہو جاے یا زیادہ دیکھ بھال کر کام کرنا ہو گا جس میں چند ماہ صرف ہونگے"

اس تجویز کے دو دن بعد نپولین پھر پس وپیش کرتا ہوا معلوم ہونے لگا۔ اور اس نے مراٹ کو جو اُس وقت میڈرڈ میں موجود تھا حسب ذیل مراسلہ لکھا:-

" مانشیور گرانڈ ڈیوک آف برگ۔ اسپین کی حالت کے متعلق مجھے خوف ہے کہ شاید تم مجھے بھی دھوکا دوگے اور خود بھی دھوکا کھاؤ گے۔ ۲۰ مارچ کے واقعہ سے حالات نہایت پیچیدہ ہو گئے ہیں۔ میں بڑا پریشان ہوں۔ ہرگز یہ بات مت خیال کرنا کہ تم ایک نہتی قوم پر حملہ کرنے کو ہو یا صرف اپنی فوج کو دکھلا کر تم اسپین کو فتح کر لو گے۔

۲۰ مارچ کے بلوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپین کے باشندوں میں عزم و ہمت ہنوز موجود

ہیں تمھیں ایک نئی قوم سے کام پڑنے والا ہے۔ وہ بڑی جری ہے اور تمامی جوش و خروش کا اظہار کریگی جو ایسی قوم سے ظہور پذیر ہوا کرتا ہے جو معاملاتِ ملکی کے جذبات سے تھکی ہوئی نہیں ہوتی۔ امرا اور پادری لوگ اسپین کے مالک ہیں اور اگر اُن کو اپنے حقوق اور اپنی بقا کے متعلق خدشہ ہوگیا تو ایسی ایسی ٹڈی دَل افواج وہ ہمارے مقابلہ میں لائینگے کہ جنگ کبھی ختم نہ ہوگی۔ میرے بھی شرکا موجود ہیں۔ اگر فاتح کی حیثیت سے میں اپنے تئیں ظاہر کرونگا تو یہ لوگ میرے شریک نہ رہینگے۔ شاہ صلح پسند سے اس وجہ سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے کہ اُس پر یہ الزام ہے کہ اسپین کو اُس نے فرانس کے حوالہ کردیا۔ اور یہی شکایت اس بات کی علت واقع ہوئی کہ جمہور نے فرڈی ننینڈ سے ہمدردی کی۔ جمہوری فریق سب سے کمزور ہے۔ اور الیسیٹوریا کے شاہزادے میں ایک صفت بھی ایسی موجود نہیں ہے جو قوم کے سردار میں ہونا ضروری ہے لیکن اگر وہ ہمارے خلاف آمادہ ہوا تو اس سے کہ وہ سرداری کی صفات سے معرا ہے اُس کا کچھ نقصان نہوگا اس خاندان کے لوگوں پر میں کسی قسم کا تشدد روا نہ رکھونگا۔

" میں تم کو اُن تمامی موانع سے آگاہ کرتا ہوں جو پیش آنے والے ہیں۔ دوسرے اور بھی موانع ہیں جن کو تم خود جانتے ہو۔ اس موقع کو ہماری پریشانیاں بڑھانے کے لئے انگلستان کبھی اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیگا۔ وہ اپنی افواج کو جو پرتگال کے ساحل پر اور بحر روم میں موجود ہیں روز ہدایتیں بھیجتا ہے اور جزیرہ سسلی اور پرتگال کے باشندوں کو فوجوں میں بھرتی کررہا ہے اور چونکہ شاہی خاندان نے ابھی اسپین نہیں چھوڑی ہے اور امریکا کے جزائر کو نہیں گیا ہے لہذا ایک انقلاب واقع ہوتے ہی یہ ہی خاندان پھر تخت کا مالک ہوسکتا ہے یا اس کا استیصال ہوسکتا ہے۔ لیکن تمامی یورپ میں اسپین ایسا ملک ہے جو بادشاہ کے استیصال کے متعلق انقلاب

برپا کرنے کو سب سے کم تیار ہے۔ ایسے لوگ جو گورنمنٹ کے ظلم اور اُس کی مذموم عیاشیوں اور بدکاریوں کو سمجھیں اور اُس طوائف الملوکی سے پیدا ہونے والے نقصانات کو دیکھیں جو جائز بادشاہ کو معزول کرنے کے بعد پیدا ہو جایا کرتے ہیں اسپین میں بہت تھوڑے ہیں بڑی تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے جو بدنظمیوں اور غدر سے فائدہ اٹھاتی ہیں اپنی سلطنت کی بہبودی کی غرض سے میں اسپین کو بہت فائدہ پہونچا سکتا ہوں۔ پس وہ ذریعے جو سب سے بہتر ہیں اور اختیار کئے جانا چاہیئں کون سے ہیں۔ کیا میں خود میڈرڈ کو جاؤں۔ کیا باپ اور بیٹے کے باہمی نزاع کو فیصل کرکے میں خود اسپین کا محافظ اعظم بن جاؤں۔ چارلس رابع کو اب تخت پر قایم رکھنے میں مجھے دشواری نظر آتی ہے۔ اسلئے کہ وہ خود اور اُس کے منظور نظر لوگ ایسے غیر ہر دلعزیز ہو گئے ہیں کہ وہ اب تین مہینے بھی اپنی جگہ پر قایم نہیں رہ سکتے۔

فرڈی نینڈ فرانس کا دشمن ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسپین کا بادشاہ بنایا گیا ہے۔ اور اُس کو اسپین پر فرماں روا رکھنا گویا اس گروہ کو مدد دینا ہے جو بیس برس سے فرانس کو برباد کرنے کے درپے ہے۔ فرڈی نینڈ سے رشتہ کر لینا بھی ایک بودا التعلق ہے۔ پس میری رائے ہے کہ کسی معاملہ میں جلدی نہ کرنا چاہئے اور انتظار کرنا چاہئے کہ واقعات کیا صورت اختیار کرتے ہیں یہ ضروری ہے کہ اُن افواج کو جو پرتگال کی سرحد پر ہیں قوی کر دیا جائے اور انتظار کیا جائے میں اُس جلدی کی کارروائی کو پسند نہیں کرتا جو تم نے میڈرڈ پر ایک دم سے قبضہ کر لینے میں اختیار کی ہے۔ میڈرڈ سے ہماری افواج دس فرسنگ پر رہنا چاہئے تھیں۔

" اس کے بعد میں وہ رائے قایم کرونگا جو ضروری معلوم ہوگی اور سردست میں تمھارے لئے حسب ذیل ہدایات لکھتا ہوں :-

فرڈی نینڈ سے میری ملاقات اُس وقت تک اسپین کے اندر مت طے کر لینا جب تک

تم کو یہ قطعی معلوم نہ ہو جائے کہ اسپین کے تخت پر وہی قایم رکھا جائیگا۔ چارلس اور اُس کی ملکہ اور گوڈوی کے ساتھ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آنا۔ تم خود بھی اُن کی ویسی ہی عزت کرنا اور دوسروں سے بھی ویسی ہی عزت کرانا جیسی اُن کی پہلی ہوتی تھی تم وہ طریقہ اختیار کرنا کہ اسپین والوں کو معلوم نہو کہ میرا کیا قصد ہے تمھیں اس کے کرنے میں بہت آسانی ہو گی۔ امراء اور پادری لوگوں کو سمجھا دینا کہ اگر اسپین کے معاملات میں بہ مجبوری فرانس کو مداخلت ہی کرنا ہوئی تو تمھارے حقوق کا پورا احترام کیا جاویگا۔ اور اُن کو یقین دلا دینا کہ شاہنشاہ کا صرف اسی قدر منشا ہو سکتا ہے کہ اسپین کی ملکی حالت کو سُدھار کر اُس کو یوروپ کے دوسرے شایستہ ملکوں کا ہمپایہ بنا دے۔ اور بادشاہ کے منظورِ نظر لوگوں کے جور و ستم سے اُس کو رہا کر دے۔ مجسٹریٹوں اور باخبر لوگوں سے تم کہدینا کہ اسپین کے انتظام کی کل کو اس بات کی حاجت ہے کہ اُس کے پُرزے از سرِ نو ترتیب دیئے جائیں اور جمہور کو امراء کے ظلم سے بچایا جائے اور ایسے افادہ گاہ قایم کر دیئے جائیں جن سے صنعت و حرفت و زراعت میں جان پڑ جائے۔ فرانس کی امن اور خوش حالی کا اُن سے حال بیان کرنا۔ اور جتلا دینا کہ یہ امن و خوش حالی باوجود ان جنگوں کے فرانس کو میسر ہے جن میں وہ ہمیشہ مصروف رکھی گئی ہے۔ مذہبی جاہ و جلال سے اُن کو آگاہ کرنا کہ یہ سب اُس بڑے مذہبی معاہدہ کی بدولت میسر آیا ہے جو شاہنشاہ نے پوپ کے ساتھ کیا ہے اور کہنا کہ اگر اسپین میں انتظام از سرِ نو کر دیا گیا تو وہ فائدے ہونگے امن چین توگھر پر ہوگا اور باہر کے ممالک میں عزت ہو گی۔ پس اپنی تقریر و تحریر میں ان سب باتوں کا لحاظ رکھنا۔ جلدی کر کے کسی کام کو معرضِ خطر میں مت ڈالنا۔ بے آن میں میں انتظار کر سکتا ہوں۔ میں پرینیز کو عبور کر سکتا ہوں اور پرتگال کی سرحد کو مضبوط کر سکتا ہوں۔ وہاں میں آسکتا ہوں اور جنگ کر سکتا ہوں۔

”دیکھو میں یہ بھی تاکید کرتا ہوں کہ افواج میں سخت قواعد کی پابندی سے کام کیا جائے

اگر کوئی ذرا سا بھی قصور کرے تو بے سزا دئے مت چھوڑنا۔ باشندوں کا بڑا لحاظ و پاس کیا جائے۔ ان سب سے بڑھکر خانقاہوں اور گرجوں کا احترام رکھا جائے۔ ہماری فوج اور اسپین کی فوج میں کسی قسم کی بدمزگی نہ پیدا ہونے پائے۔ ایک بندوق کا بھی فیر نہو۔ اپنی فوج کے رستہ اور قیام گاہ کو خود اپنی آنکھ سے دیکھ کر ایسا قایم کرنا کہ اسپین کی افواج اور ہماری افواج میں کئی فرسنگوں کا فصل رہے۔ اگر لڑائی چھڑگئی تو سب کیا کرایا خاک میں ملجائیگا۔"

اس تحریر کے چار دن بعد یعنی ۲ اپریل کو نپولین سرحد کی طرف روانہ ہوا یہ سفر اُس نے صرف اس غرض اور وجہ سے اختیار کیا کہ اسپین سے برابر اُس کے پاس مختلف و متضاد خبریں پہونچ رہی تھیں۔ بورڈو میں ایک ہفتہ قیام کر کے جہاں قومی ترقیات کی تدابیر میں وہ ہمہ تن مصروف رہا وہ بے اُن جو کوہستان پری نیز کے دامن میں ایک غیر مشہور بستی ہے گیا۔ جوزیفائن ہمراہ تھی ۱۵ اپریل کو وہ بے ان میں پہونچا اور دوسرے روز فرڈی ننینڈ کو لکھا:-

"حالات موجودہ پر نظر کر کے تم مجھے بے تکلفی سے سچی بات لکھنے کی اجازت دو۔ شاہ صلح پسند کی کارروائی پر میں کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔ لیکن یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اپنی رعایا کو خونریزی کا عادی کرنا بادشاہوں کے حق میں بُرا ثابت ہوا کرتا ہے۔ رعایا بڑی خوشی سے اُس اطاعت کا انتقام لیتی ہے جو بادشاہوں کی وہ کرتی ہے شاہ صلح پسند کے خلاف اُس وقت تک کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی جب تک ملکہ اور بادشاہ کو جو تمھارا باپ ہے ماخوذ نہ کیا جائے۔ تاج پر تمھارا کوئی اور حق سوائے اُس کے جو تم کو اپنی ماں سے پہونچتا ہے نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسی کارروائی عمل میں لائی گئی جس سے تمھاری ماں کی ذلت ہو تو پہلے تمھارے حق کی ذلت ہی گوڈوی کا ظلم اور جرم اگر اُس کے خلاف ثابت ہوسکتا ہے تو تمھارے حق سلطنت

کا خون ہو جائیگا اور میں تم سے اور اسپین کے باشندوں اور تمام دنیا سے بہ آواز بلند کہتا ہوں کہ اگر چارلس رابع نے بہ طیب خاطر تخت سے دست برداری کی ہے تو تم کو اُن کا جانشین تسلیم کر لینے میں مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔"

فرڈی نینڈ اپنی ماں کو دنیا میں بدنام کرنا اور گوڈوی کو اس کا آشنا قرار دیکر مجرم ثابت کرنا چاہتا تھا۔ نپولین نے بڑی خوبی سے اشارہ کر دیا کہ اگر وہ ماں کو بے عزت اور بدنام کریگا تو اُس کے حق وراثت کے جواز میں بھی خامی پڑ جائیگی۔ کیونکہ ایسی صورت میں اُس کا ولد الحلال ثابت ہونا مشکوک حالت میں ہو جائیگا۔ لیکن فرڈی نینڈ تو ایسا بہائم سیرت تھا کہ اس بے عزتی کو محسوس نہ کر سکا۔ اور اُس سے بھی زیادہ شیطان خصلت ماں نے ایسا انتقام لیا کہ کسی ماں نے ویسا نہ لیا ہوگا۔ یعنی ملکہ نے فرڈی نینڈ کے منہ پر بہت سے اشخاص کے سامنے کہدیا کہ "یہ حرامی ہے اور میرا شوہر اس کا باپ نہیں ہے۔"

فرڈی نینڈ کو توقع تھی کہ نپولین سے خود ملنے میں مدعا حاصل ہو جائیگا۔ چنانچہ وہ میڈرڈ سے روانہ ہوا اور کوہستان پری نیز کو عبور کر کے نپولین کے پاس بے اُن میں پہونچا۔ اُس کی جلو میں بڑے زرق برق ہمراہی تھے۔ اُس نے اپنے ہمراہ اپنے دوست اور مشیر اسکولی کوبز کو بھی لیا تھا جو اُس کا معلم رہ چکا تھا جس وقت چارلس اور ملکہ اور گوڈوی نے سنا کہ فرڈی نینڈ نپولین کے پاس گیا تو اُن کو سخت پریشانی ہوئی۔ اور اُنھوں نے خیال کیا کہ فرڈی نینڈ کے یکطرفہ بیان سے معاملہ اُس کے حق میں فیصل ہو جائیگا۔ پس وہ بھی بہ سرعت تمام بے اُن کو روانہ ہوئے کہ نپولین سے تمامی داستان بیان کریں جس کے قبضۂ قدرت میں اس وقت اُن کی قسمتوں کا فیصلہ تھا۔

فرڈی نینڈ کے پہونچتے ہی نپولین نے اُس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی اور بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ اور بہت خاطر کی۔ لیکن یہ اخلاق و مدارات کی ایسی

طلائی زنجیر تھی کہ فرڈی نینڈ اب نکلکر کہیں جا نہ سکتا تھا۔ بڑی بڑی شاہانہ دعوتیں ہونے لگیں اور بڑے بڑے عالی مرتبت مصاحب اُس کے گرد جمع کردیئے گئے۔ اب ذلیل و خوار والدین اور مجرم منظور نظر گوڈوی بھی نپولین کے پاس پہونچے۔ ان کے ہمراہ فرڈی نینڈ کے دونوں چھوٹے بھائی بھی تھے۔ نپولین نے ان کے ساتھ بھی نہایت اچھا برتاو کیا لیکن اُس نے فریقین میں کسی کو بادشاہ تسلیم کرنے سے اعراض کیا۔ یہ شاہی خاندان اچانک اُس کے قبضہ میں آگیا تھا۔

۳۰۵ھ

پہلے تو اُسے قطعی کارروائی کرنے میں چاہے جو کچھ پس و پیش ہوا ہو۔ لیکن اب پس و پیش کا خاتمہ ہوگیا۔ نپولین نے اب چارلس سے ملاقات کی۔ یہ ضعیف بادشاہ خوب جانتا تھا کہ خود تو تخت کو قائم نہ رکھ سکتا تھا لہذا اُس نے اسپین کی فرمانروائی کو نپولین کے ہاتھ میں دے دینے کو اس بات پر ترجیح دی کہ تخت فرڈی نینڈ جیسے نفرت کئے گئے اور نااہل بیٹے کو دیا جائے۔ چنانچہ اُس نے صاف کہدیا کہ میں تخت سے بخوشی دست بردار ہوں اور نپولین جس بادشاہ کو چاہے مقرر کردے۔ نپولین نے اُسی وقت اسکوئی کویز کو بلا بھیجا اور اُس سے کہا:۔

"قابل رحم بادشاہ چارلس نے اپنے تئیں مجھے سپرد کردیا ہے اور میں اُس کے معاملہ میں ضرور اُس کی مدد کو آمادہ ہوں وہ جبریہ تخت سے معزول کیا گیا ہے۔ میری فوج اُس وقت اسپین میں موجود تھی۔ اور اُس کا ایک حصہ دربار کے قریب تھا اور لوگوں کو اسی وجہ سے کچھ کچھ یہ یقین تھا کہ اس معاملہ میں میری بھی شرکت تھی اور میری غیرت مقتضی ہے کہ لوگوں کے دلوں سے اس شبہہ کو دور کردوں"

"اس کے علاوہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میری سلطنت کی حفاظت و امن کے لئے یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بوربون خاندان کو جو میرے قطعی دشمنوں میں سے ایک دشمن ہے اسپین کی فرماں روائی سے علیحدہ ہوجانا چاہئے۔

تمھاری قوم کی خیر بھی اسی میں ہے کہ یہ تبدیلی عمل میں آے ۔ نیا خاندان جو میں آسپین کے تخت پر بٹھاؤنگا اچھے قوانین کی پابندی کریگا اور فرانس سے دوستی قایم رکھکر اسپین کو اُس طاقت کے خطرہ سے جو اسپین کی آزادی میں خلل انداز ہو سکتی ہے بچالیگا

چارلس رابع اپنی خوشی سے مجھے اپنے اور اپنے خاندان کے حقوق دے رہا ہے اور اُس کو اس بات کی ترغیب اس وجہ سے ہوئی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اُس کے بیٹے ایسے پُراشوب زمانہ میں جو قریب آرہا ہے سلطنت پر حکومت کرنے کے لایق نہیں ہیں۔

"پس یہی وجوہ ہیں کہ میں نے عزم کرلیا ہے کہ بوربون خاندان کا بادشاہ آیندہ اسپین پر حکومت نہ کرے۔ لیکن میرے دل میں فرڈی نینڈ کی عزت ہے۔ اور اُن نقصانات کے معاوضہ میں جو اُسکو اٹھانا ہونگے میں اُسے عوض دینا چاہتا ہوں۔ پس تم اُس سے یہ بات جاکر ظاہر کردو کہ وہ تاج اور اپنی اولاد کی حق فرمانروائی سے دست برداری کرلے اور اسکے معاوضہ میں اُسے آٹروریا دیکر بادشاہ کا خطاب دیدونگا اور اپنی بھتیجی سے اُسکی شادی کردونگا۔ اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو میں اُس کے باپ سے معاملہ کرلونگا اور اُسکو اور اسکے بھائیوں کو پھر کچھہ معاوضہ نہ ملیگا اور اگر وہ میری مرضی کے مواقف کاربند ہوگا تو اسپین کو آزادی حاصل ہو جائیگی۔ اُسکے اپنے قانون جدا مرتب ہو جائینگے اُسکے رسم و رواج قایم رہینگے اور مذہب بحال رہیگا۔ اسپین کا مجھے ایک قریہ بھی اپنے لئے درکار نہیں ہے۔"

چارلس رابع ملکہ لوئیا اور گوڈوی چونکہ سالہا سال سے عیش پرستی کی زندگی بسر کرچکے تھے لہذا ان کو بادشاہت صرف عیش و عشرت ہی کی غرض سے درکار تھی۔ پس نپولین نے اُن کو ایک عمدہ گڑھ اور سیر و تفریح اور شکار کی غرض سے کافی علاقہ اور عیش و آرام سے بسر کرنے کو کافی روپیہ دے دیا اور اس کو انھوں نے بڑی خوشی سے لیکر بلا تکلیف وہ تاج سے دست برداری کرلی۔ لیکن فرڈی نینڈ اور اُس کے بھائی کو اپنے حقوق چھوڑنے میں بہت عذر تھا۔ نپولین نے جیسا پہلے

بجویز کر دیا تھا تمام خاندان سے ایک جلسہ میں ملاقات کی۔ چونکہ بادشاہ اور ملکہ کو اپنے بیٹے سے بلا کی نفرت تھی لہذا دونوں اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ اُس کو ضرور تخت سے دست بردار کر دیا جائے۔ یہ ملاقات انوکھی ملاقات تھی۔ ناقابل بوڑھا بادشاہ ایک لمبے سُنہرے گلے کا بید جس پر بعض وقت وہ ٹیک بھی لگا لیتا تھا فرڈی نینڈ کے سر پر ہلاتا تھا اور اُس کو نہایت سخت وسُست کہتا تھا اور کوستا جاتا تھا۔ اب ملکہ کی باری آئی اور اُس کی زبان قینچی کی طرح بیٹے پر چلنا شروع ہوئی اور اُس نے سینکڑوں صلواتیں بیچارے فرڈی نینڈ کو سنانا شروع کر دیں۔ یہ انوکھا تماشا دیکھ کر نپولین حیران و پریشان ہو گیا۔ اور چند لمحوں تک تو وہ ایسا دریائے حیرت میں ڈوب گیا کہ گویا زبان گنگ ہو گئی۔ پھر نپولین وہاں سے رخصت ہوا لیکن پہلے ترشی سے فرڈی نینڈ کے کان کھولتا گیا کہ اگر شام کو تخت سے دست برداری نہ کر لی اور بادشاہ کو جائز مالک تاج و تخت تسلیم نہ کر لیا تو اُسی طرح گرفتار کر لیا جاویگا جس طرح باغی بیٹے گرفتار کئے جاتے ہیں اور ایک سازش کا بانی گرفتار کیا جاتا ہے جو والدین کی جان اور سلطنت کے خلاف سازش کرتا ہے۔ اور کمرہ چھوڑتے وقت اُس نے تمام لوگوں سے جو وہاں موجود تھے اس طرح خطاب کیا۔

"عجب ماں ہے اور عجیب بیٹا ہے۔ شاہ صلح پسند ضرور ہے کہ کم رتبہ شخص ہے لیکن ان دونوں سے ہر طرح جب بھی لایق ہے" اور اُس نے پھر کہا "میں جو کچھ اس وقت کر رہا ہوں ایک معنی سے اچھا نہیں ہے لیکن حکمت عملی کا یہی تقاضا ہے کہ اپنے عقب میں اور پیرس سے اتنا قریب ایسے خاندانکو باقی نہ رکھوں جو میرے خاندان کا دشمن ہو"

فرڈی نینڈ کو اپنے جرم کا علم تھا اور وہ نپولین کے انصاف پر کہ باغی کی طرح اُس کا بھی مقدمہ کیا جاتا کانپنے لگا۔ پس اس خطرہ سے بچنے کو کیونکہ یہ تو اُسے

خوب معلوم تھا کہ ماں باپ دونوں ذرا بھی رحم کرنے والے نہ تھے اُس نے اُسی کثیر المقدار معاوضہ کو جو نپولین دیتا تھا لینا منظور کر لیا مگر اُس نے اٹروریا کی فرمانروائی اختیار کرنے سے انکار کیا نویر کا قلعہ پسند کیا اور اپنے مصارف کے لئے دس لاکھ فرانک اور بھائیوں میں سے ہر ایک کے واسطے چار چار لاکھ فرانک سالانہ کی منظوری کرالی۔ چارلس۔ لوئیا۔ اور گوڈوہی کے دل کو تسلی ہو گئی اسلئے کہ فرڈی نینڈ تخت سے اتار دیا گیا تھا اور اپنے تکلیف وہ تاج و تخت سے دست بردار ہو کر اُنھوں نے نفیس محل اور شکار گاہ اور معقول آمدنی پر جس سے عیش کے ساتھ بسر کر سکتے تھے اپنا اطمینان خاطر ظاہر کر دیا۔ اور بقیہ عمر چین چان سے اور عیش و خورمی کے ساتھ بسر کی۔

نپولین نے فرڈی نینڈ کے چھوٹے بھائیوں کو ڈسے لینکے کا گڈھ دیا اور فرڈی نینڈ کو بھی اتنے زمانہ تک وہیں مقیم رکھا جب تک کہ لوبر کا قلعہ درست و آراستہ ہوا اور پھر اُس نے پرنس ڈی ٹیلرانڈ کو جو نہایت شریف النسل۔ درباری اور اس قلعہ کا عیش پسند مالک تھا لکھا کہ تینوں شاہزادے آتے ہیں ان سے نہایت اخلاق۔ مروت اور شفقت سے پیش آئے۔

نپولین نے لکھا۔ میری یہ خواہش ہے کہ شاہزادوں کا استقبال کیا جائے لیکن ظاہرا دھوم دھام اور نمایش سے کام لیا جائے۔ لیکن اُن کی بڑی دلدہی اور خاطر کی جائے اور جہاں تک تمھارے امکان میں ہو ان کا دل بہلاؤ۔ اگر ڈسے لینکے میں تھیٹر ہو اور خوشی کا تماشہ کرنے والے اچھے ایکٹر موجود ہوں تو یہ تماشہ بھی شاہزادوں کو دکھاؤ۔ بہتر ہو کہ تم میڈیم ڈی ٹیلرانڈ کو بھی وہاں لیجاؤ اور اُس کے ہمراہ چار پانچ اور لیڈیاں بھی ہوں اگر فرڈی نینڈ کسی لیڈی پر فریفتہ ہو جائے تو کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے بشرطیکہ یہ لیڈی اطمینان کے قابل ہو۔ یہ بات بڑی ضروری ہے کہ شاہزادہ کوئی ہمارے مضر کارروائی نہ کرنے پائے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اُس کی دل بستگی ہے

اور وہ مصروف ہے سخت حکمت عملی تو اس کی مقتضی ہے کہ میں اس کو کسی قلعہ میں بند
کردوں لیکن چونکہ اب اس نے مجھ پر بھروسہ کرلیا ہی اور وعدہ کرلیا ہی کہ میری مرضی کے خلاف نکریگا
اور ملک اسپین میں میری راے کے موافق کام ہوتا رہیگا پس میں نے یہی تجویز کیا ہی
کہ اسے وہی قلعہ میں بھیجدوں اور اسے خوشیوں اور دلفریبیوں سے محصور کردوں
اور غالباً یہ کام مئی اور جون کے مہینوں تک رہیگا اور اس اثنا میں اسپین کے
معاملات ایسی صورت پکڑ لینگے کہ میں قطعی کارروائی کرنے کے لایق ہوجاؤنگا۔ رہے
تم تو تمھاری رسالت نہایت موقر ہے۔ تمھارے گھر میں تین نامور شاہزادے آتے ہے
ہیں اور تمھاری سپرد یہ خدمت ہے کہ اُن کا جی بہلاؤ۔ اور یہ کام قوم کی حالت اور تمھارے
رتبہ کے شایان ہے؛

فرڈی نینڈ اور اُس کے بھائی اپنی ذلیل لیکن پرازعیش و نشاط قسمت پر
قانع ہوگئے۔ یہ بات قیاس میں آنے کی نہیں ہے کہ باوجودیکہ نپولین نے اُن کو
فرماں روائی سے معزول کیا تھا تاہم اُن کے دلوں پر ایسا قابو کرلیا تھا کہ وہ اس کی
نہایت مداح اور دوست ہوگئے تھے یعنی جب نپولین کو فتح ہوا کرتی تو بڑی خوشیاں
مناتے۔ قلعہ میں چراغاں اور آتشبازی کے ذریعہ سے اپنی مسرت کا اظہار کیا کرتے
تھے اس معاملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین حیرت انگیز قوا کا شاہنشاہ تھا۔ جھوٹی
کہانیوں میں بھی تو اس سے عجیب تر واقعہ نہیں پایا جاتا۔ کیسے تعجب کا مقام ہے کہ
توپ یا بندوق کا ایک فیر بھی نہوا اور اسپین کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور بڑا منکبر اور
زبردست فریق اپنی آبائی ملک کی حکومت سے علیحدہ کردیا گیا اس نے اُن کو اسپین
سے جلاوطن کردیا اور باوجود اس جلاوطنی کے یہ لوگ اُس کے شکرگذار رہے اور
ہمیشہ تعریفیں کرتے رہے۔

اب نپولین نے اسپین کے باشندوں کو حسب ذیل اعلان دیا:۔

" اے سپین کے باشندو۔ بڑی بڑی مصائب جھیلنے کے بعد آخر دہ نوبت آ پہونچی تھی کہ تمھاری قوم کا نشان صفحہ ہستی سے مٹ جاتا۔ لیکن میں نے اس خطرہ کو دیکھا اور تمھارے علاج کو جلدی سے آیا۔ تمھاری شان و عظمت تمھاری طاقت و قوت میری قوت کا ایک زبردست جزو ہے تمھارے بادشاہوں نے اپنا حق فرمانروائی مجھے دے دیا۔ میری خواہش نہیں ہے کہ تمھارے ملک پر فرماں روائی کروں لیکن میں یہ بات ضرور چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ سے تم کو ایسے منافع پہونچیں کہ تمھاری اولاد میرا نام شکر گذاری سے لے۔ تمھاری بادشاہت قدیم ہے اور بوڑھی ہو گئی۔ میرا یہ کام ہے کہ اُس میں خون جوانی بھر دوں۔ میں تمھارے نظم ونسق میں اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور اگر تم میری استعانت کرو تو ان اصلاح کے کاموں سے تمھیں فائدے اُٹھاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تمھارے افادہ گاہوں کو برباد کروں یا اُن کو بگاڑوں میں نے چاہا ہے کہ تمھارے ملک کے صوبوں اور شہروں سے وکلا آئیں اور میرے سامنے مشورہ کریں۔ کہ میں خود اُن سے مل کر تمھاری حوائج و ضروریات کا تیقن کروں۔ پھر میں اُن سب خطابوں سے جو مجھ سے منسوب کئے جائیں دست بردار ہو جاؤں اور ایک قانون و آئین بنا کر جس سے تمھاری حفاظت ہو اور تمھارے جمہور کو مساوی حقوق کا دعویٰ ہو جائے ایک دوسرے اپنے جیسے شخص کو تمھارے تخت پر بٹھال دوں۔ اسپین والو ذرا سوچو کہ تمھارے آبا و اجداد کیسے تھے اور تم کیسے ہو۔ یہ تمھارا قصور نہیں ہے۔ یہ تقصیر تو اُس طرز حکومت کی ہے جس کے ذریعہ سے تم پر فرماں روائی کی گئی ہے اپنی موجودہ حالت کے نتیجوں سے پوری امید میں اور اعتماد رکھو۔ میں اس بات کی تمنا رکھتا ہوں کہ تمھاری اولاد کا فرد فرد مجھے یاد رکھے اور یہی کہے کہ نپولین نے ہمارے ملک کو نیا جنم دیا تھا۔"

لوئی بوناپارٹ ہالینڈ کا بادشاہ بیماری اور مصائب خانگی سے ایسا مضمحل ہو گیا تھا

کہ اُس نے اسپین کی فرماں روائی سے جہاں اُس کو بہت محنت کرنا پڑتی انکار کر دیا لہذا نپولین نے اپنے بھائی جوزیف کو جو اس وقت نیپلس میں حکمراں تھا لکھا:-

"چارلس رابع بادشاہ اسپین نے اپنے حقوق فرماں روائی سے دست برداری کر کے یہ حکومت مجھے دے دی ہے نیپلس کی حکومت کو اسپین کی فرماں روائی سے کوئی نسبت نہیں ہے جہاں ایک کروڑ دس لاکھ کی مردم شماری ہے اور علاوہ امریکہ کی نوآبادیوں کے پندرہ کروڑ فرانک سالانہ کا محاصل ہے۔ یہاں کی حکومت ایسی ہے کہ میدرڈ کا فرانس سے صرف تین دن کی مسافت کا بعد ہے۔ تمہارا میڈرڈ میں ہونا گویا فرانس کے اندر ہونا ہے اور نیپلس تو دنیا کے دوسرے چھور پر واقعہ ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اس تحریر کے دیکھتے ہی تم مدارالمہامی تو اُس شخص کے سپرد کر دو جسے تم مناسب سمجھو اور فوجیں مارشل جورڈن کے حوالہ کر دو اور سب سے نزدیک راستہ سے میرے پاس بے اُن کو چلے آؤ اور یہ راز سربستہ کسی پر مت ظاہر کرو چونکہ یہ واقعی راز ہے بڑی جلد ہی لوگ شبہ کرنے لگیں گے"

اسپین میں کوئی جمہوری حکومت کی وضع نہ تھی۔ خودسر بادشاہ کی حکومت تھی۔ پادری لوگ کسی ملکی یا مذہبی تحقیقات کو نہ ہونے دیتے تھے اور جمہور نہایت ذلت اور غلامی کی حالت کو پہونچ چکے تھے۔ اور بادشاہ ایسا بدکار اور نالایق تھا کہ شاید ہی ملک میں کہیں ایسا بادشاہ نہ تھا۔ پس اسپین جیسے ملک کو ایسے بادشاہ سے رہائی دینے کی کوشش کرنا اور عالی مناصب پر پہونچانے والی ہمسری کے قانون کا نفاذ کرنا ہرگز بُری نظر سے نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ اگر نپولین اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاتا تو اسپین کو ایسے ایسے فائدے پہونچتے ہوتے کہ تمام ملک میں بڑی شکرگذاری سے اُس کا نام لیا جاتا اور اسپین کے باشندے اُسے کبھی نہ بھولتے۔ غلامی کی آفتوں میں ایک بہت بڑی آفت یہ ہوا کرتی ہے کہ غلام آزادی کی قدر

نہیں جانتے اور مذہبی تشیبوں کے اسیروں کا تو کچھ اس سے بھی زیادہ حال ہے یعنی ان بیڑیوں سے یہ لوگ تو خلاصی چاہتے ہی نہیں۔

سب کو تسلیم ہے کہ جوزیف بوناپارٹ بڑی بڑی ذہنی خوبیوں سے آراستہ تھا یعنی وہ ذکی۔ عالی حوصلہ۔ اور ایماندار شخص تھا۔ اور اخلاقی خوبیوں کے اعتبار سے تو اس کا دامن اخلاق تمامی عیوب سے پاک تھا۔ وہ ایسا بنی نوع انسان کا دوست تھا کہ کسی کو کلام ہی نہیں ہو سکتا۔ نیپلس پر اُس نے ایسے عدل و انصاف۔ دانائی۔ اور جفاکشی سے حکومت کی تھی کہ حکومت کے ساتھ ریاست کا رنگ ہی کچھ اور ہو گیا تھا۔

جوزیف کے آنے سے پیشتر ہی نپولین نے اسپین میں ایسے اشخاص بھیج دیے تھے کہ بری و بحری فوج۔ خزائن اور سرکاری عمارات کا حال دیکھیں اور رپورٹ کریں۔ نپولین نے کہہ دیا تھا کہ پہلے مجھے انھیں کاغذات کی ضرورت ہے کہ ضروری احکام جاری کروں اور انھیں کاغذات کی مجھے بعد کو ضرورت ہوگی کہ دیکھوں اسپین کو میں نے کس حال میں پایا تھا۔ اسپین کی بہبودی کے لئے اُس نے بڑی بڑی تدبیریں سوچی تھیں۔ اور ان تدابیر میں سے بعض پر عمل بھی ہو چلا تھا اور جن کے متعلق اُس کے سخت سے سخت دشمن اُس کی تعریف کرتے ہیں۔ بے اَن میں بڑی کانگریس ہوئی جس میں اسپین کے ڈیڑھ سو نہایت نامور شخص جمع ہوئے۔ یہ روشن دماغ شخص اُن تدبیروں سے واقف ہو کر بڑے خوش ہوئے جو اسپین کے متعلق پیش ہوئیں۔ اسپین کے حالات کے مناسب آزادانہ کانسٹی ٹیوشن قایم کیا گیا کہ زمانہ کی روش کے موافق شائستگی اور آزادی کو ترقی دیجائے۔

۷۔ جون ۱۸۰۸ء کو جوزیف بے اَن پہونچا۔ اور کانگریس کے وکلا اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے نئے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے پھر سب ملکر نپولین کے پاس گئے۔ اور اس بات پر اپنے بڑے فیض رساں کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا کہ وہ

آیندہ حالت سنبھالنے کے سامان کر رہا تھا ۹ جولائی کو تجربہ کار سپاہ کے انبوہ کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے جبکہ کانگریس کے اراکین کی سوگاڑیاں آگے آگے اور اس سے بھی زیادہ پیچھے پیچھے تھیں جوزیف میڈرڈ کو روانہ ہوا کہ جاکر تخت نشین ہو جوزیف کی تخت نشینی کی خبر اقوام غیر کو بھیجی گئی اور قریب تمامی طاقتوں نے اُسے بادشاہ تسلیم کرلیا اور شاہنشاہ روس نے اپنے مراسلہ میں اُس کو بادشاہ تسلیم کرنے کے بعد بہت سے الفاظ اپنے اظہار اطمینان کے لکھے تھے کیونکہ وہ جوزیف کے شریفانہ عادات وخصائل سے خوب آگاہ تھا۔ فرڈی نینڈ نے بھی ولے لینکے کے قلعہ سے جوزیف کو مبارک باد کے خطوط لکھے اور لکھا کہ آپ کوشش کریں کہ نپولین اپنی ایک بھتیجی کی مجھ سے شادی کردے۔

یہ سب کارروائی تو ہوئی لیکن اس میں ایک بات ایسی تھی کہ جب کسی شخص کو اُس کا خیال آتا ہے تو قلب بے چین اور مضطرب ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اور جب تک اس کارروائی پر سختی سے نکتہ چینی نہ کی جائے دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ نپولین کی ذات سے اسقدر کثرت سے خوبیاں منسوب ہیں کہ اُس کے عیب اُن کے سامنے ہیچ معلوم ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سنجیدہ فہم شخص اُس کو متہم کرنے میں پس وپیش کرتا ہے۔ جن جن دقتوں اور دشوار حالتوں سے نپولین کو سابقہ رہا ہے کسی کے حیطہ خیال میں نہیں آسکتیں۔ پس اُس کو نگاہ نرم سے دیکھنا ناگزیر امر ہے۔

ہم سوال کرتے ہیں کہ اُس وقت اسپین کے تخت پر کس کو حق حاصل تھا۔؟ چارلس رابع برائے نام بادشاہ تھا اور ملکہ کا آشنا گوڈوی درحصل فرماں روا تھا پھر چارلس نے اپنے بیٹے کے حق میں خود تخت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور اُس نے حلفیہ تمام قوم کے سامنے یہ اعلان کردیا کہ جیسا خوشی و رغبت سے

میں نے یہ کام کیا ہے تمام عمر میں ایسی رغبت اور خوشی سے میں نے دوسرا کام نہیں کیا ہے اور اُسی دن جس دن یہ حلفیہ اعلان دیا گیا اُس نے مخفی انکار نامہ میں اعلان کیا کہ میں اب اعلان کرتا ہوں کہ وہ اعلان جس کے ذریعہ سے میں نے تخت سے دست برداری کی اور اپنے بیٹے کو بادشاہ مقرر کیا ایسا فعل تھا جس کے اختیار کرنے پر میں اسلئے مجبور ہوا کہ خونریزی نہو لہذا پہلا اعلان ناجائز ناجائز قرار دینا چاہئے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ تخت چارلس کا تھا یا گوڈوی کا۔ فرڈی نینڈ نے زبردستی تخت پر قبضہ کرلیا تھا۔ اُس نے مخفی طور سے بلوہ کرایا اور بادشاہ کو تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا تو کیا فرڈی نینڈ کا تخت پر حق تھا؟ نپولین نے تو چارلس۔ گوڈوی۔ اور فرڈی نینڈ کو یقین دلادیا تھا کہ مے نشاط افزا پینا اور سیر وشکار میں مصروف رہنا اُن کے حق میں حکومت اور افکار جہاں بانی سے بہت زیادہ خوشگوار تھا اور اُنھوں نے اُس کے حق میں تخت سے دست برداری کرلی۔ اب بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا نپولین کا اس فرماں روائی پر حق تھا؟

اگر نپولین کو دنیا دیکھتی کہ اُس نے فرڈی نینڈ کو تخت پر بٹھادیا جس نے محض ظلم و دغا سے باپ کو تخت سے علیحدہ کیا تھا تو نپولین کو اور بھی ہدف سہام مطاعن بناتی۔ پھر اس میں ایک حماقت یہ بھی ہوتی کہ نپولین کے فریق مخالف کے قالب عناد وفساد میں اور جان پڑجاتی۔ اور اُس کے اصولوں کو نہایت ہی مہلک صدمہ پہونچ جاتا کیونکہ فرڈی نینڈ کو تخت پر قایم رکھنے کے لئے اُسے فوجی امدادیں دینا پڑتیں اور دنیا کی سب سے زیادہ بے رحم اور آزادی کی جڑ کاٹنے والی حکومت کو اپنے ہاتھوں سے پرورش کرنا پڑتا۔ اور فرانس میں آزادی اور اسپین میں غلامی کا حامی ثابت ہونے سے اُس کی شہرت و ناموری کے چہرہ پر ایسا کلنک کا ٹیکا لگ جاتا کہ پھر کسی طرح مٹائے نہ مٹتا۔

اُدھر بادشاہان یورپ سازشوں۔ دغابازوں اور حاسدانہ انحراف قوانین سے

متحد ہو ہو کر نپولین کو معزول کر دینے کی سعی میں مصروف تھے۔ دنیا میں ایسی زبردست کوششیں کبھی نہیں ہوئیں پرانی دنیا میں کسی تاجدار کا تاج و تخت پر ایسا بلند و پاکیزہ دعوی نہیں تھا جیسا نپولین کا حق تھا۔ اسلئے کہ تمامی فرانس کے جمہور نے مل کر اُسے تخت نشین کیا تھا۔ اور اُس نے محض حفاظتِ خود اختیاری کی غرض اسے اسپین کے بوربون بادشاہوں سے وہ طاقت چھین لی جو وہ اُس کی بربادی کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ اور حق یہ ہے کہ بڑی عالی حوصلگی سے نپولین نے ان معزول بادشاہوں کی تکلیف کم کرنے کا انتظام کر دیا۔ اور اُس نے اُن کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ وہ اُس کے ثنا خواں ہو گئے۔ لیکن افسوس متحد بادشاہانِ یورپ آخرکار کامیاب و غالب ہوئے اور اُنھوں نے نپولین کو تخت سے اُتار دیا اور اُس کی آرام و آسایش کا کچھ انتظام نہ کیا اُنھوں نے اُس کو سینٹ ہلینا کی ننگی پہاڑی پر قید کیا جہاں طوفان سے قیامت برپا رہتی تھی اور جہاں نپولین نے چھ برس متواتر سخت مصیبتیں جھیلیں۔ ہائے وہ اُلنگے[1] اور لانگ وڈ[1] کی سختیاں۔ کلیجہ پانی ہوا جاتا ہے لیکن ہم یہ بھی ثابت کر دینگے کہ عالی ظرف و عالی حوصلہ فاتح نپولین تھا یا اُس کے مخالفین تھے۔

اسی معاملہ کے متعلق نپولین نے اومیرا سے کہا:

"اگر وہ حکومت اپنی وضع پر جیسی میں نے اسپین کے لئے تجویز کی تھی اسپین میں قایم ہو جاتی تو اسپین کے لئے سب سے زیادہ مفید ثابت ہوتی۔ اسپین والے گویا نیا جنم لیتے۔ ہیں اُن کو بہت بڑی قوم بنا دیتا۔ ضعیف اور زنانے بوربون بادشاہوں

[1] ۔ وُلے لینگے میں نپولین نے فرڈی نینڈ کو رکھا تھا اور لانگ وڈ میں متحدہ بادشاہوں نے نپولین کو قید کیا تھا نپولین نے تو فرڈی نینڈ کی آسایش کا پورا انتظام کر دیا تھا جیسا ناظرین پڑھ چکے۔ لیکن متحدہ بادشاہوں نے نپولین کو لانگ وڈ میں تکلیفیں دیں اُن کا حال ناظرین آگے پڑھینگے ۱۲

مترجم۔

کے بجائے میں اسپین کا ایسے بادشاہ کو فرماں روا بناتا کہ اپنی نیکیوں اور عمدہ کارنامہ کے ذریعے سے وہ اسپین کے باشندوں کے دلوں میں اپنا گھر کر لیتا۔ باطل پرستی اور پیر پرستی کو میں نیست و نابود کر دیتا پادریوں کی ظالمانہ عدالتوں۔ خانقاہوں۔ اور خود کاہل و بیہودہ رندے راہبوں کا نشان میٹ دیتا۔"

نپولین سے لیس کیس سے بھی اسی معاملہ میں چند مرتبہ باتیں ہوئیں۔ اور نپولین نے کہا:۔

"میری اسپین کے متعلق حکمت عملی پر خوب نکتہ چینیاں ہوئیں اور دیکھو نتیجہ سے وہ بات نہ نکلی جو میں نے اختیار کی تھی۔ اور ثابت ہو گیا کہ میں نے غلط چال چلی تھی۔ مجھے چاہیے تھا کہ اسپین میں آزادانہ قوانین قایم کر کے فرڈی نینڈ کو فرماں روا کر دیتا اور اگر وہ نیک نیتی سے کام کرتا تو اسپین مرفہ الحال ہو جاتا اور ہمارے طریقوں کو اختیار کر لیتا اور میرا بڑا مدعا حاصل ہو جاتا اور فرانس کو ایک بڑا حامی مل جاتا اور واقعی بہت بڑی طاقت کا اُس کی طاقت میں اضافہ ہو جاتا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف فرڈی نینڈ وعدہ ایفا نہ کرتا تو خود اسپین کے باشندے اُسے معزول کر دیتے اور بجائے فرڈی نینڈ کے مجھ سے دوسرا فرماں روا طلب کرتے۔ بہرحال اسپین میں اسی کے متعلق جو کچھ جدال و قتال واقعہ ہوا ضرور بڑا مصیبت خیز تھا۔ اور فرانس کی مصائب کا پہلا سبب یہی جدال و قتال ہوا۔

"مجھ پر ایسے ایسے الزام لگائے گئے کہ جن کی وجہ میری طرف سے پیدا نہ ہوئی تھی تاریخ میرے ساتھ انصاف کریگی۔ اسپین کے معاملہ میں مجھ پر فریب بے ایمانی اور جال بچھانے کے الزام لگے لیکن میں بالکل بے گناہ تھا۔ اب چاہیے کوئی کچھ کہے لیکن نہ میں نے وعدہ خلافی کی نہ عہد شکنی کی۔ اور یہ بات میں اسپین اور یورپ کی دوسری طاقتوں کے متعلق مساوی کہہ سکتا ہوں۔

"ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ دنیا صاف اقرار کرلے گی کہ سپین کے متعلق خاص کارروائیوں میں اس کے دربار کی خانگی سازشوں سے میرا کوئی تعلق نہ تھا۔ اور باپ بیٹے میں سے کسی کے ساتھ میں نے عہد شکنی نہیں کی۔ اور جھوٹ بول کر میں نے ان کو بے ان میں نہیں بلایا بلکہ انھیں دونوں میں سے ہر ایک نے اس بات میں جلدی کی کہ میرے پاس کون پہلے پہونچے۔ جب دونوں میرے قدموں پر آ گرے تو مجھے ان کی نالائقی کا یقین ہو گیا۔ اور اسپین کی بڑی قوم پر مجھے رحم آ گیا اور اسپین کو نیا جنم دینے کا موقع جو انوکھی طرح سے قسمت نے میرے سامنے پیش کیا تھا میں نے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ کیونکہ انگلستان کے دباؤ سے اس کو نکال لینا اور فرانس کے ڈھنگ پر لے آنا اب ممکن تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ اس سے یورپ کی امن چین کی ابتدائی بنیاد پڑ جائیگی۔ لیکن جیسا کہا جاتا ہے میں نے کوئی رذیل و ذلیل مکر و فریب نہیں کیا برخلاف اس کے اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہو تو وہ علانیہ اور انوکھے عزم و ہمت کے ساتھ ہوئی۔ بے ان کوئی ایسی کمین گاہ نہ تھی جس کو میں نے تجویز کر رکھا ہو۔ بلکہ اس مقام پر تو میں نے بڑی زبردست ملکی حکمتِ عملی کو ظاہر کیا۔ میں اپنے تئیں الزاموں سے محفوظ رکھ سکتا تھا اگر ذرا سے ریا سے بھی چارہ جوئی کرنا چاہتا یعنی شاہ صلح پسند کو میں جمہور کے حوالہ کر دیتا جو آتش غیظ و غضب سے مشتعل ہو رہے تھے۔ لیکن اس خیال سے تو مجھے خوف پیدا ہو جاتا تھا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاہ صلح پسند کو قتل کرا کر میں اس کا خون بہا لے رہا ہوں۔ علاوہ بریں یہ کس کو تسلیم نہیں ہے کہ اس تمامی کارروائی میں مراٹ نے مجھے بڑا نقصان پہونچایا۔"

"بہرحال میں نے پیچ و فریب سے ہرگز چارہ جوئی نہیں کی۔ میں نے اپنے تئیں بہت قوی پایا اور ایسے پر اقتدار مرتبہ سے جس پر میں تھا میں نے کارروائی کرنے کی جرات کی۔ میں نے مشیت ایزدی کے مثل کام کرنا چاہا جو خود بخود انسان

کی مصائب کا درمان منتج ہے اور بعض وقت اُس کے علاج بادی النظر میں سخت معلوم ہوتے ہیں لیکن اُن کا سمجھنا انسان کی طاقت سے باہر ہوتا ہے "

نپولین نے کہا۔ پس مختصر الفاظ میں اسپین کی یہی تاریخی حالت تھی اور دنیا جو اُس کے جی میں آئے لکھے یا خیال کرے لیکن نتیجہ وہی ہو گا جو میں نے بیان کیا ہے تم دیکھ لوگے کہ مجھے ہرگز ضرورت نہ تھی کہ ہیر پھیر کی کارروائی کرتا یا جھوٹ بولتا۔ وعدہ شکنی کرتا یا بے ایمانی کرتا۔ اپنے تئیں قابل الزام کہنے کی غرض سے یہ بات نہایت ضروری ہو جاتی کہ میں مفت میں اپنے تئیں ذلیل کرتا تاہم میں نے کبھی اس قسم کی خواہش کا اظہار نہ کیا "

ایلی سن صاحب کہتے ہیں "کہ تمامی ہفت اقلیم کی تاریخ کے ورق اُلٹ ڈالے لیکن مکر و فریب اور دغا کا اُس سے زیادہ مذموم فعل نہ پایا جائیگا جیسا نپولین سے اسپین پر قبضہ کرنے میں سرزد ہوا "

لیکن اس کے برخلاف سروالٹر اسکاٹ لکھتے ہیں "کہ انصاف کی بات تو یہی ہے کہ اپنی اس خود غرضانہ کارروائی کو تمامی انوکھی بحث میں کسی وقت دوسرا رنگ چڑھانے اور پوشیدہ کرنے کی نپولین نے ہرگز کوشش نہ کی "

ہم بھی سروالٹر اسکاٹ کی رائے سے پورا اتفاق کرتے ہیں کیونکہ یہ معاملہ تو صاف کھلا ہوا ہے۔ یعنی بوربون خاندان میں نہایت ہی شدید خانگی نزاع تھی۔ باپ اور بیٹے ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ خاص اپنی ذاتی غرضوں سے دونوں اُس کے پاس گئے کہ اُس کو اپنا شریک اور حامی بنالیں۔ ان کی دغا شعاری سے نپولین کو پہلے سے رنج تھا اور وہ اُن کو تخت سے اتارنا چاہتا تھا۔ یہ موقع اُس کے ہاتھ آیا اور اُس نے ان کو معزول کر دیا۔ اور اُس نے دونوں سے صاف کہدیا کہ تمھارا اسپین کی فرمانروائی پر قایم رکھنا میرے حق میں سخت مضر ہے

اور اگر تم تخت سے دست کشی کر لو گے تو میں تم کو سب کچھ دونگا یعنی دولت و شان سے تم کو آسودہ کر دونگا۔ اُدھر باپ اور بیٹے میں ایسی سخت عداوت تھی کہ دونوں نے یہی پسند کیا کہ حکومت نپولین کے ہاتھ میں بھلی چلی جائے لیکن اُن کا مخالف اسپین کے تخت پر فرماں روائی نہ کرے پس دونوں نے نپولین کا کہنا قبول کر لیا اور نپولین نے بڑی شاہانہ عالی حوصلگی سے اُن کو ایوان۔ دولت اور شکار گاہیں عطا کیں اور اسپین کے تخت پر ایسا نیکو نہاد بادشاہ مقرر کر دیا کہ ویسا دوسرا ملنا محال تھا۔ اور ذلیل اسپین نے ترقی شروع کر دی اور نپولین کو امید ہو گئی کہ اسپین کی طرف سے اُس کو اس بات کا خدشہ باقی نہ رہا کہ کوئی پیچھے سے آکر اچانک خنجر کا اس پر وار کریگا۔

اُدھر تو بے اُن میں یہ معاملات پیش آرہے اور ادھر نپولین اپنے بعید صوبجات کی بہبودی میں بھی ہمہ تن مصروف تھا۔ بڑی شاقہ محنت سے اُس نے فرانس کی بحری حالت کو سُدھارنا شروع کر دیا بندرگاہ درست ہونے لگے اور جہاز سازی کے کارخانے قائم ہو گئے۔ ساحل پر قلعے تعمیر ہونا شروع ہوئے۔ اقسام اقسام کے جہاز بنائے گئے۔ اور بحری افسروں کی تعلیم کی طرف پوری توجہ کی گئی۔ فرانس کے جھنڈے کو توہین سے بچانے اور تجارت کو ترقی دینے میں بڑی ہمت صرف کی گئی اور جب ذرا سی فرصت ملجاتی۔ نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر ساحل پر جا پہنچتا اور بندرگاہوں کا معائنہ کر کے بحری معاملات سے واقفیت حاصل کرتا۔ انھیں دوروں کے اثنا میں ایک مرتبہ اُس نے دیکھا کہ باربرداری کا انتظام نہ ہونے سے نہایت عمدہ قسم کے بلوط اور دیودار کے ٹھے پڑے سڑ رہے تھے۔ اُس نے اپنے وزیر کو لکھا۔ اس قیمتی لکڑی کو اس طرح بیکار پڑا دیکھنے اور خراب ہونے سے میرا دل خون روتا ہے"

باب چہل و دوم ۴۲

ازدحام خطرات

صفحہ ۴۰۰

شاہنشاہ کی ہر دلعزیزی کے بارہ میں بھیرس کی شہادت۔ اُس کا بے عیب اخلاق لینگوئی ڈاک نہر کے متعلق اُس کی ہوشیاری۔ آسٹریا کی جانب سے دھمکیوں کا پھر شروع ہونا۔ میٹر نک Mettarnich سے ملاقات۔ اسپین کے پادریوں کا دباؤ۔ اسپین اور پرتگال میں بلوہ۔ جوزیف بوناپارٹ کی نازک حالت۔ بسانڈ اور ریچھ

بے ان سے نپولین پیرس کو واپس گیا اور راستہ میں فرانس کے جنوبی محکموں کا ملاحظہ کرتا گیا۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں بڑے اظہار مسرت کے ساتھ اُس کا استقبال نہ کیا گیا ہو۔ فرانس اعلیٰ درجہ کی سرسبزی پر تھا اور یہ تمامی سرسبزی نپولین کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ یورپ کا کوئی تاجدار رعایا میں ایسا ہر دل عزیز نہ تھا جیسا نپولین تھا۔ اور کسی بادشاہ کی رعایا ایسے خلوص سے محبت نہ کرتی تھی جیسی فرانسیسی نپولین سے کرتے تھے۔

بھیرس صاحب کہتے ہیں: "نپولین جہاں جاتا ہزاروں آدمیوں کا انبوہ جمع ہو جاتا اور خوشی سے نعرے مارنے لگتا۔ یہ حیرت انگیز شاہنشاہ جس نے فرانس کو طوائف الملوکی

۳۰۹ صد

سے بچاکر خوش حال کر دیا تھا اور امن چین قایم کرکے مذہب کو بحال کیا تھا فرانسیسیوں کی نگاہ میں انسان سے بڑھکر تھا۔ اور وہ اُس کو دیوتا خیال کرتے تھے"

لیکن تھیرس صاحب کا ایسا لکھنا اور ایسی شہادت دینا اُن لوگوں کو بے شک انوکھا معلوم ہوگا جن کے کان تک صرف فاتح انگلستان اور فرانس کے بوربون کی پہونچائی ہوئی باتیں پہونچی تھیں۔ نوکی ناظرین بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اُسی لمحہ سے جبکہ متحدہ یورپ نے نپولین کو مغلوب و پامال کیا تو فرانس کے حکمراں خاندان انگلستان۔ اور تمامی خودسر بادشاہان یورپ کے لئے یہ بات اشد ضروری اور مفید خیال کی گئی ہوگی کہ اپنے زبردست حریف نپولین کو جہانتک امکان میں ہو بدنام کریں اسلئے کہ اُن کے سرپر سلطنت کا استحکام اسی بات میں تھا کہ نپولین کو ایک ملعون ظالم ثابت کردیں۔ لہذا اسینٹ ہلینا کے بے یار و غمگسار جلاوطن نپولین کے بدنام کرنیوالوں پر یوروپ کے خودسر بادشاہوں نے دولت کے مینہہ برسائے اور اُن کی دل کھول کر سرپرستی کی۔ اور ان حملوں کی صدائیں ہنوز یورپ میں گونج رہی ہیں۔ نپولین کی مانند کسی دوسرے شخص کے ساتھ ظلم نہیں کیا گیا۔ تاہم نپولین ایسا نپولین نکلا کہ واٹرلو میں شکست کھاکر اُس نے سینٹ ہلینا میں فتح پائی۔ اجڑی چٹان پر وہ مقید تھا اور جواب وہی بااپی بریت میں اُس کو منہہ سے ایک لفظ نکالنے کی اجازت نہ تھی اور اُس نے خاموشی سے اُن تمامی شکایتوں کو سنا جن سے دنیا بھر دی گئی تھی اور آخرکار سب پر غالب آیا۔

انگلستان کا یہ دعوی تھا کہ یورپ کی آزادی کے لئے جنگ میں وہ مصروف تھا۔ اور اُس کو فتح ہوئی اور اُس کو وہ مدعا حاصل ہوا جس کے لئے اُس نے جنگ کی تھی۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ وہ آزادیاں کہاں ہیں؟ کیا مکار فرڈی نینڈ نے سپین کو آزادی بخشی؟ کیا بوربون کے ظالمانہ راج میں نیپلس کو آزادی نصیب ہوئی؟

کیا ہنگری Hungary کے باشندوں کی پرور دچیخیں جن سے دنیا کے کان بہرے ہوئے جاتے ہیں آزاد آدمیوں کی سی چیخیں ہیں؟ کیا سبیریا Siberia کے جگر دوز مرثئے جو اس کی سرد ہواؤں کے جھوکوں سے مل مل کر رنگ لا رہے ہیں مسرت آزادی کے نغمے ہیں؟ یورپ کی آزادی کے حال پر صد ہزار افسوس! یہ آزادیاں تو بس واٹرلو کے قتل عام میں یورپ کے متحدہ خودسر بادشاہوں کے ہاتھ سے خاک میں جا سوئیں۔ اور لیجیے طرفہ تماشا کہ انگلستان کے بدن پر اب روس کی خودسری سے وہی رعشہ ہے جو نپولین کے زمانہ میں فرانس کی جمہوری حکومت سے تھا۔ آزادیاں تو سینٹ ہلینا کے رونیوالے سرو شمشاد کے ساتھ دفن ہوگئیں۔ نپولین کا زوال کیا ہوا جمہور کے حقوق کا خاتمہ ہوگیا اور خودسری کے راج کی شاہنشاہی ہوگئی۔ اور نپولین نے تو صاف کہدیا تھا کہ "دو صورتوں سے معاملہ خالی نہیں۔ یعنی یا تو یورپ میں جمہوری حکومت ہونے والی ہے یا روس کے کاسک اُس کو اپنی خودسر حکومت سے پامال کرینگے۔ اور واقعی دیکھا جا رہا ہے کہ شب تار کے مانند روس کی تاریکی یورپ پر چڑھتی چلی آرہی ہے"

ایسے شخص کے خانگی تہذیب و اخلاق کے واقعات کا صحیح اندازہ کرنا جو دنیا کی نگاہ میں بڑے ممتاز پایہ کا شخص ہو ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ ایک زمانہ ایسا تھا کہ نپولین پر وہ تمامی مذموم اتہام لگائے جاتے تھے جو انسان کی ذات سے منسوب کیے جاسکتے ہیں اور اُس کے خاندان کے تمامی شخص اُسی کی طرح بدنام کیے جاتے تھے۔ لیکن کیسے تعجب کا مقام ہے کہ اب نپولین کے سخت ترین دشمن کہہ رہے ہیں کہ اس معاملہ میں جیسا نپولین پر ظلم کیا گیا کسی شخص پر ایسا ظلم نہیں ہوا۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانکا میں لکھا ہوا ہے "ایک وقت ایسا تھا کہ اُن تمامی بہتانوں پر جو نپولین پر لگائے گئے انگلستان میں یقین کیا گیا تھا اور کچھ ایسا دنیا کا قاعدہ ہی ہے کہ جسقدر زیادہ ازقیاس تہمت لگائی جاوے اُسی قدر زیادہ اُس پر یقین کیا جاتا ہے۔ اور

قومی منافرت کا وہ حال ہوتا ہے کہ شک کو جگہ نہیں دیجاتی۔ مثلاً یہی بات مشہور کی گئی تھی کہ جوزیفائن بدکار تھی۔ نہیں بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ کہا جاتا تھا۔ مگر اس کا ثبوت کچھ نہ تھا۔ نپولین تو ایسا بیداغ اخلاق رکھتا تھا کہ بداخلاقی اور بدوضعی کی اس نے جڑ کاٹ دی تھی اور اپنے دربار اور اپنے حضور میں مشتبہ چال چلن کی عورت کو آنے ہی نہ دیتا تھا پس کیونکر امکان میں ہو سکتا ہے کہ وہ اسی عورت سے شادی کرتا جس کو وہ آوارہ اور بدوضع جانتا ہو۔

انگرسال صاحب لکھتے ہیں "سنہ ۱۸۰۲ء کے سرما میں میری نپولین سے ملاقات ہوئی۔ اس کی زبردست بلند نظری اور اس کے پرجوش غازوال نے اس کی مذمت اور بدگوئی پر اور رنگ چڑھا دیا ہے لیکن اصل بات قایم ہونے کے لئے ابھی تھوڑا وقت درکار ہے۔ پھر بھی جب سے اس کا زوال ہوا ہے سچائی رفتہ رفتہ جگہ پکڑتی جاتی ہے۔ آنے والی نسلیں اس کو صرف بڑا آدمی ہی تسلیم نہ کرینگی بلکہ یہ بھی مان لیں گی کہ بہت سی باتوں میں وہ بہت ہی اچھا آدمی تھا اور نجی اور خانگی نیکوکاریوں میں بہتوں پر سبقت لے گیا تھا۔ نپولین کے اخلاق قابل تقلید ہی نہ تھے بلکہ جب ان اخلاقوں کو ہم اس کے ہم عصر بادشاہوں کے اخلاقوں سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہم حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ نپولین کی سودائے طلب جاہ کو چھوڑ کر جب بغور دیکھا جاتا ہے تو کوئی شوہر اپنی بیوی سے ایسی محبت کرنے والا یا کوئی خاندان کا سرپرست اپنے خاندان سے ایسے سلوک و مراعات کرنے والا جیسے نپولین نے کئے نظر نہیں آتا اور ان معاملات میں وہ ایک نمونہ کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔"

لوئی بوناپارٹ جس کی خوبیاں سب کو تسلیم ہیں نپولین کے متعلق کہتا ہے "وہ پرہیزگار تھا۔ اگر اس کو کسی بات کا شوق تھا تو صرف ایسی باتوں کا تھا جن سے عالی حوصلگی کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ بات جس پر آج سب کا اتفاق ہے یہ ہے

کہ اس نے جس پہلی بیوی سے شادی کی وہ بیوہ تھی اور عمر میں اُس سے بڑی تھی لیکن آخر دم تک ایسی بیوی کے ساتھ وہ بڑے میل جول سے رہا اور اس کو کبھی ذرا سا بھی شکایت کا موقع نہ دیا۔ آج کوئی اُس پر الزام لگا کر ثابت نہیں کرسکتا کہ اُس کا کسی عورت سے ناجائز تعلق تھا یا وہ بدچلن تھا۔ اور جب اُس نے دوسری شادی کی تو اُس وقت اُس کی عمر بیالیس سال کی تھی اور اس دوسری بیوی سے بھی محبت کا یہی حال رہا اور کبھی فرق نہ آیا"۔

نپولین پر جہاں اور ہزاروں الزام لگائے گئے ہیں وہاں ایک بڑا الزام یہ بھی لگایا گیا ہے کہ جوزیفائن کی بیٹی ہورٹنس سے اُس کا ناجائز تعلق تھا۔ بورین نپولین کا پرائیویٹ سکرٹری تھا اور اُس پر تغلب کا الزام لگایا گیا اور عہدہ سے معزول کیا گیا۔ اور جب بوربون بادشاہ پھر فرمانروا ہوا تو بورین اُس کے دربار کا رکن ہوا اور اسی حالت میں جبکہ بادشاہ کے ساتھ وہ ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھا اُس نے بڑی عداوت سے نپولین کا کارنامہ لکھکر خوب جی کے پھپولے پھوڑے لیکن یہی بورین لکھتا ہے " اس اتہام کو بھی اُسی قسم کی تہمت تصور کرنا چاہیئے جو دنیا محض عداوت و حسد سے بڑے آدمیوں پر لگایا کرتی ہے اور اپنا جی خوش کیا کرتی ہے۔ لیکن غیر طرفدار مورخ کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ایسے بہتان کو تسلیم کرلے۔ نپولین تو نہایت ہی سخت پابندیوں پر عمل کرنے والا شخص تھا اور اس قسم کی تہمت سے اُس کو کوئی واسطہ نہیں کیونکہ یہ گناہ تو ایسا ہے کہ جس کا خیال بھی اُس کو کبھی نہیں گذرا اور نہ یہ گناہ اُس کے اخلاق اور مذاق کے موافق تھا"۔

ہورٹنس کے متعلق ڈچیز آف ایبرانٹیز لکھتی ہے "۱۸۰۰ء میں ہورٹنس بڑی لبا اور دلفریب لڑکی تھی۔ اس کے بعد وہ یورپ کی شاہزادیوں میں سے ایک نہایت ہی عمدہ شاہزادی ہوئی ہیں نے بہت سی بیگموں کو جو ان کو اپنے درباروں میں اور

۱۳۱ صفحہ

کہ اُس نے جس پہلی بیوی سے شادی کی وہ بیوہ تھی اور عمر میں اُس سے بڑی تھی لیکن آخر دم تک ایسی بیوی کے ساتھ وہ بڑے میل جول سے رہا اور اس کو کبھی ذرا سا بھی شکایت کا موقع نہ دیا۔ آج کوئی اُس پر الزام لگا کر ثابت نہیں کر سکتا کہ اُس کا کسی عورت سے ناجائز تعلق تھا یا وہ بدچلن تھا۔ اور جب اُس نے دوسری شادی کی تو اُس وقت اُس کی عمر بیالیس سال کی تھی اور اس دوسری بیوی سے بھی محبت کا یہی حال رہا اور کبھی فرق نہ آیا۔"

نپولین پر جہاں اور ہزاروں الزام لگائے گئے ہیں وہاں ایک بڑا الزام یہ بھی لگایا گیا ہے کہ جوزیفائن کی بیٹی ہورٹنس سے اُس کا ناجائز تعلق تھا۔ بورین نپولین کا پرائیویٹ سکرٹری تھا اور اُس پر تغلب کا الزام لگایا گیا اور عہدہ سے معزول کیا گیا۔ اور جب بوربون بادشاہ پھر فرمانروا ہوا تو بورین اُس کے دربار کا رکن ہوا اور اسی حالت میں جبکہ بادشاہ کے ساتھ وہ ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھا اُس نے بڑی عداوت سے نپولین کا کارنامہ لکھکر خوب جی کے پھپولے پھوڑے۔ لیکن یہی بورین لکھتا ہے "اس اتہام کو بھی اُسی قسم کی تہمت تصور کرنا چاہئے جو دنیا محض عداوت و حسد سے بڑے آدمیوں پر لگایا کرتی ہے اور اپنا جی خوش کیا کرتی ہے۔ لیکن غیر طرفدار مورخ کا شیوہ نہیں ہے کہ ایسے بہتان کو تسلیم کرلے۔ نپولین تو نہایت ہی سخت پابندیوں پر عمل کرنے والا شخص تھا اور اس قسم کی تہمت سے اُس کو کوئی واسطہ نہیں کیونکہ یہ گناہ تو ایسا ہے کہ جس کا خیال بھی اُس کو کبھی نہیں گذرا اور نہ یہ گناہ اُس کے اخلاق اور مذاق کے موافق تھا۔"

ہورٹنس کے متعلق ڈچز آف ایبرانٹیز کہتی ہے "سنہ۱۸۰۰ء میں ہورٹنس بڑی دلربا اور دل فریب لڑکی تھی۔ اس کے بعد وہ یورپ کی شاہزادیوں میں سے ایک نہایت ہی عمدہ شاہزادی ہوئی۔ میں نے بہت سی بیگموں کو جو اُن کو اپنے درباروں میں اور

پیرس کے دربار میں دیکھا ہے لیکن ہورٹنس کی لیاقت کی مجھے ایک بھی نظیر نہ آئی۔ فرسٹ کانسل اُسے بیٹی سمجھتا تھا۔ فرانس تو ایسا ملک ہے جہاں بہتانوں کے طوفان برپا کیے جاتے ہیں اور واقعی اسی ملک کا حصہ ہے کہ شفقت پدری کو آشنائی یا عاشقی کہا جاتا ہے لیکن اس بہتان کے ساتھ سلوک بھی وہی ہوا جس کا وہ مستحق تھا۔ یعنی یہ بہتان اب صرف اسی وجہ سے یادگار ہے کہ اس سے بڑھ کر دنیا کے کسی بہتان کی تردید ہی نہ ہوئی۔ واقعہ مجھ سے پوچھئے۔ وہ یہ ہے کہ بونا پارٹ کو صرف دنیا کی ایک شے سے عشق تھا۔ اور اس ایک شے کے عشق میں اس کے دوسرے تمامی جذبات فنا ہو گئے تھے۔" وہ اس کے بعد کہتی ہے کہ "جوزیفائن کو بونا پارٹ کی وفا پر بلا کا اعتماد تھا۔ اور اس پر وہ بڑا فخر کیا کرتی تھی۔"

اسی الزام کے متعلق خود جوزیفائن نے ہورٹنس کو لکھا ہے "تمھارے ساتھ جس محبت کا اظہار میرا شوہر کرتا ہے اُس محبت کو بعض لوگ محبت پدری نہیں خیال کرتے اور اس محبت کو دوسرے معنی پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ لوگ بونا پارٹ کے خیالات اور اُس کی روحی پاکیزگی سے قطعی واقف نہیں۔ یہ بیچارے نہیں جانتے کہ خدا نے بونا پارٹ کو وہ ارفع روح بخشی ہے جس تک عامیانہ جذبات کی رسائی نہیں ہے۔"

نپولین باوجود زمانہ کی عالمگیر خرابیوں کے کچھ ایسے عادات وصفات کا شخص واقع ہوا تھا کہ بعض دشمنوں کا گروہ تو عداوت سے یہ مشہور کرتا تھا کہ وہ بہت بڑا عیاش اور زانی شخص تھا۔ لیکن اس کے برخلاف دوسرا گروہ یہ کہتا تھا کہ نپولین نامرد اور عِنّین تھا اور اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ بات پیش کرتے تھے کہ اگر نامرد نہیں ہے تو اس کے اولاد کیوں نہیں ہوتی۔

ڈچیز آف ایگولن جو جوزیفائن کی دوست تھی اور ایام مصائب میں اُس کی

سینٹ ہلینا میں ایک دفعہ نپولین ایک کتاب موسومہ بہ "اسرار دربار بوناپارٹ" مصنفہ گولڈاسمتھ پڑھ رہا تھا۔ اُس میں نپولین سے ایسی ایسی مذموم باتیں منسوب کی گئیں تھیں کہ قابل بیان نہیں۔ نپولین اس کو پڑھتا جاتا تھا اور کبھی تو اُس کے چہرہ سے سخت نفرت کے آثار ظاہر ہوتے تھے اور کبھی قہقہہ مار کر ہنس دیتا تھا۔ اور آخر کار بڑی نرمی سے تبسم کر کے کہنے لگا "اخلاقی معاملات میں مجھ پر حملہ کرنا بڑی غلطی ہے دنیا کو خوب معلوم ہے کہ اخلاق کی درستی میں میں نے بڑی کوشش کی تھی۔ یہ لوگ ضرور واقف ہیں کہ میری جبلت ہی میں عیاشی کا میلان نہ تھا۔ اور اس کے سوا اگر ایسا میلان ہوتا بھی تو مجھے ہجوم کار سے اتنی فرصت کب ملسکتی تھی کہ میں اس طرف رجوع ہوتا"۔ جب نپولین پڑھتے پڑھتے اُس مقام پر پہونچا جہاں اُس کی ماں پر بدچلنی کی تہمت لگائی گئی تھی تو غصہ اور غم کے ساتھ اُس نے یہ فقرہ بار بار کہا "ہائے خاتون عالی جاہ۔ ہائے بانوئے عالی مقام۔ تو اور تیری نسبت یہ گستاخی۔ خداوندا اُس کی نگاہ سے یہ لفظیں نہ گذریں"

اب ہم کافی ثبوت دے چکے کہ نپولین اُن نامعقول بادشاہوں کی فہرست میں داخل نہیں کیا جاسکتا جنہوں نے یورپ کے ممالک میں فرماں روائیاں کیں اور تاج وتخت کے نام کو کلنک کا ٹیکا لگایا۔ تاریخ میں ایسے عیاشوں کے ساتھ جیسے ہنری[1] ہشتم۔ چارلس[2] دویم اور جارج[3] چہارم تھے۔ نپولین کا نام نہیں لکھا جاسکتا۔ ایسے بادشاہوں کی صحبت ورفاقت سے تو نپولین نفرت کے ساتھ منہ پھیر لیتا۔

[1] ہنری ہشتم انگلستان کا بادشاہ تھا۔ اُس نے ۱۵۰۹ء سے ۱۵۴۷ء تک حکومت کی چھ بیویوں سے اُس نے یکے بعد دیگرے شادی کی تھی۔ مترجم۔ ۱۲

[2] چارلس دویم۔ یہ بھی انگلستان کا بادشاہ تھا ۱۶۶۰ء سے ۱۶۸۵ء تک فرماں روائی کی۔ مترجم۔ ۱۲

[3] جارج چہارم یہ بھی انگلستان کا بادشاہ تھا ۱۸۲۰ء سے ۱۸۳۰ء تک حکومت کی۔ ۱۲ مترجم

جس اثنا میں نپولین جنوبی فرانس کے محکموں کا ملاحظہ کر رہا تھا ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے نپولین کی ہوشیاری اور تمیز کا بہت بڑا ثبوت ملتا ہے۔ لینگوئی ڈاک کی نہر کے پل پر اُس نے چند عمارتوں کی تعمیر کا حکم دیا تھا لیکن ان کا بنانا نہایت ضروری مگر پیچید دشوار کام تھا۔ انجینیر نے اس بڑے کام کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا تھا۔ نپولین نے اُس کو ملاحظہ کرنا اور اُس کے بنانے والے انجینیر کو انعام دینا چاہا۔ چنانچہ اس نے سررشتۂ انہار کے حاکم کو لکھ بھیجا کہ یہ انجینیر موقع پر حاضر ہو۔ جب سب موقع پر پہونچ گئے تو نپولین نے انجینیر سے گفتگو شروع کی اور تمامی دشواریوں کے متعلق جو تعمیر میں پیش آئی تھیں سوال کرنے لگا۔ لیکن انجینیر گھبرا گیا اور جواب دینے میں ہچکچانے لگا۔ نپولین نے سررشتہ کے افسر سے کہا "مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ یہ عمارت اس انجینیر کی تجویز سے نہیں بنی ہے اور یہ اس کی لیاقت سے بہت بالاتر کام ہے"

اس افسر کو فوراً اقرار کرتے ہی بنی کہ واقعی اس کام کا مجوز اور تعمیر کرنے والا نہ میں ہوں نہ چیف انجینیر ہے۔ بلکہ ہم دونوں کے ایک ماتحت نے اُس کو انجام دیا ہے اور نہ وہ کوئی مشہور شخص ہے اور نہ اُس کو کوئی جانتا ہے"

شاہنشاہ نے اس ماتحت افسر کو اُسی وقت سامنے بلایا اور تمامی معاملات پر جن سے وہ واقفیت حاصل کرنا چاہتا تھا خوب سوال کئے اور نہایت شافی جواب پائے۔

نپولین نے کہا "خوب ہوا کہ میں اس عمارت کو خود ملاحظہ کرنے آیا۔ نہیں تو مجھے نہ معلوم ہوتا کہ اس کی ایسی خوبی سے تم نے تکمیل کی ہے اور تم کو وہ انعام نہ ملتا جس کے از روے انصاف تم مستحق ہو" چنانچہ اس ماتحت افسر کو شاہنشاہ نے اُسی وقت چیف انجینیر کر دیا اور اپنے ہمراہ پیرس کو لے گیا۔

۱۸۰۸ء کے ماہ اگست میں نپولین پیرس واپس آ گیا۔ آسٹریا کے بادشاہ کے

ل میں تو ہمیشہ آتش بغض و عناد مشتعل رہتی ہی تھی اور ہزیمتوں سے ذلیل ہو کر مدت سے موقع کا منتظر تھا کہ اپنے خوفناک دشمن نپولین پر جو امرا کا دشمن اور جمہور کا حامی تھا حملہ آور ہو۔ اب اس نے دیکھا کہ اسپین میں خواہ مخواہ اس سے فساد ہو گا اور اپنی قوت کو نپولین ضرور اس طرف متوجہ کریگا پس آسٹریا نے دھمکی دینا شروع کر دی۔ اس نے کہا کہ نپولین کا عزم معلوم ہوتا ہے کہ یوروپ کے تمامی فرماں رواؤں کو تخت سے اُتار دے اور اسپین کے بادشاہ کی معزولی کا حوالہ دیکر اس نے اعلان کے ساتھ کہا" یورپ کے تمامی فرماں رواؤں کی یہی گت ہونے والی ہے" اس کے جواب میں آرچ ڈیوک چارلس نے کہا" اگر ایسا ہوگا تو ہم بھی شمشیر بکف ہو کر جان دینگے اور آسٹریا کا بادشاہ ایسی آسانی سے معزول نہ کیا جائیگا جس طرح اسپین کا بادشاہ معزول کیا گیا ہے"

چنانچہ تمام آسٹریا میں افواج کی درستی ہونے لگی اور سات لاکھ سپاہ مسلح کر دی گئی اور روزانہ قواعد ہونے لگی توپخانے کے چودہ ہزار گھوڑے خرید لئے گئے اور دس لاکھ بندوقیں مول لی گئیں اور ہنگری کے قلعوں پر بیس ہزار کاریگر کام میں مصروف ہو گئے کہ اگر آسٹریا کی شکست ہو تو ان قلعوں میں بند ہو کر طولانی جنگ قایم رکھی جائے اور فرانس کی سرحد کی طرف افواج قاہرہ روانہ کر دی گئیں اور تمام قوم کو آتش جوش سے بھر دیا گیا۔ اور فرانسیسیوں کو خواہ وہ وائنا میں تھے یا ٹرسٹی میں تھے ذلیل کیا گیا اب نپولین کو ایک اور جنگ کا خوف پیدا ہو گیا جس سے اس کو کسی قسم کا فائدہ ہونا ممکن نہ تھا۔ ہاں نقصان بہت بڑا تھا۔ یعنی وہ فرانس کی ترقی اور زینت میں مصروف تھا اور یہ جنگ اس کام میں مخل ہوتی۔ پس نپولین کے حق میں صلح سب سے زیادہ کار آمد شئے تھی۔ انھیں حالات میں اس نے آسٹریا کے سفیر میٹرنک سے ملاقات کی۔ اگرچہ نپولین نہایت نرم اور عالی حوصلہ تھا لیکن بات صاف کہدیا کرتا تھا۔ اس

ملاقات میں دوسرے اور درباروں کے سفیر بھی موجود تھے۔ نپولین نے نرم لہجہ میں لیکن اتنی بلند آواز سے کہ حاضرین اچھی طرح سن لیں کہا:-

"مانسیور میٹرنک۔ ان تیاریوں سے یا تو تمھارا یہ ارادہ ہے کہ واقعی مجھ سے جنگ کرو۔ یا یہ چاہتے ہو کہ مجھے ڈرا لو۔

میٹرنک نے جواب دیا "عالیجاہا۔ نہ ہمارا جنگ سے مدعا ہے نہ ڈرانے کا منشا ہے۔"

نپولین نے جواب میں کہا "تو ان حربی تیاریوں سے کیا مطلب ہے؟ اس سے تم کو خود پریشانی ہے اور یورپ کو کھٹکا ہے ان تیاریوں سے صلح معرض خطر میں ہے اور تمھارے خزانہ کو نقصان پہونچ رہا ہے۔"

میٹرنک نے کہا "یہ تیاریاں صرف اپنی حفاظت کی نیت سے کی جا رہی ہیں"

اس کے جواب میں نپولین نے نرمی سے لیکن مضبوطی سے کہا "اگر یہ تیاریاں محض اپنی حفاظت کی غرض سے ہیں تو ان میں اسقدر عجلت کیوں کی جا رہی ہے۔ جب نئی تجویز کی جاتی ہے تو سوچ کر آہستہ آہستہ کام کیا جاتا ہے نہ کہ ایسی جلدی سے۔ اور جو کام سہولت سے کیا جاتا ہے ہمیشہ اچھی طرح انجام کو پہونچتا ہے۔ ایسی حالت میں کوئی میگزین نہیں قایم کرنا۔ افواج نہیں جمع کرنا اور گھوڑے نہیں خریدنا خصوصاً توپخانے کے گھوڑے۔ تمھاری فوج تعداد میں چار لاکھ ہے اور تمھاری بے قاعدہ فوج کی تعداد بھی تقریباً اسی قدر ہے اور اگر میں بھی تمھاری تقلید کروں تو اپنی باقاعدہ استمراری فوج میں اسی قدر مجھے بھی اضافہ کرنا پڑے۔ اور اتنی بڑی فوج کسی طرح رکھنا معقول بات نہیں میں تمھاری تقلید نہ کرونگا۔ اسلئے کہ پھر تو بہت جلد اس بات کی ضرورت آپڑیگی کہ عورتوں اور بچوں کو بھی مسلح کیا جائے اور ہماری حالت وحشیوں سے مشابہ ہو جائیگی۔ پس بتاؤ کہ یہ فوجی تیاریاں آخر کس غرض سے ہیں۔ کیا میں نے تم سے کچھ طلب کیا ہے

کیا میں نے تمھارے کسی صوبہ پر دعویٰ کیا ہے۔ پرلیس برگ کے عہد نامہ سے فرانس اور آسٹریا کے باہم جملہ معاملات طے ہو گئے۔ تمھارے آقا کے وعدہ سے دونوں بادشاہو کے باہمی نزاعات کو فیصل ہو جانا چاہئے۔ میں تم سے کچھ طلب نہیں کرتا۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ صرف یہی چاہتا ہوں کہ ہمارے اور تمھارے باہم آشتی رہے۔ کیا ہمارے درمیان کوئی ایک بھی دشوار بات باقی ہے۔ اگر ہو تو مجھے بتلاوہ کہ اُس کو ابھی اسی مقام پر طے کر دوں۔"

میٹرنک نے جواب دیا۔ آسٹریا کی گورنمنٹ کا یہ عزم نہیں ہے کہ وہ فرانس پر یورش کرے اور نہ اُس نے فرانس کی سمت کوئی فوج روانہ کی ہے۔"

اب نپولین نے صاف کہا "تم غلط کہتے ہو۔ فرانسیسی افواج کے قیام گاہوں کے سامنے گلیشیا اور بوہیمیا میں آسٹریا کی فوجین جمع ہو گئی ہیں۔ یہ بات بالکل صحیح ہے اور شک کی گنجایش نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسی قدر فوجیں فرانس سے بھی بھیجی جائینگی اور وہاں جاکر جمع ہو جائینگی اور بجائے اس کے کہ سلیشیا کے قلعوں کو میں منہدم کروں اُن کی درستی کروں گا۔ فوجوں اور رسد سے بھر دونگا اور تمامی کارروائیاں جنگی پایہ پر کرنا پڑینگی اور یہ تم کو خوب معلوم ہے کہ میں وہ آدمی نہیں ہوں کہ کوئی اچانک مجھ پر چھاپہ مار جائے۔ میں ہر وقت مستعد رہونگا۔ ممکن ہے کہ تم کو روس کی امداد پر ناز ہو تو یہ دھوکا ہے۔ روس میرا رفیق ہے۔ تمھاری جنگی تیاریوں کو اُس نے سخت ناپسند کیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کیا کارروائی کرنے والا ہے۔ پس اس لال باغ میں مست رہنا کہ فرانس پر حملہ کرنے کا یہ موقع اچھا ہے۔ اگر ایسا کیا تو فاش غلطی کروگے۔ مانسیئو میٹرنک۔ مجھے اس بات کا تو یقین ہے کہ تم یا تمھارا بادشاہ یا تمھارے ملک کے روشن خیال شرفا جنگ کے حامی نہیں ہیں۔ لیکن جرمنی کے امرا کا کیا علاج کیا جائے۔ اُن تبدیلیوں کی وجہ سے جو حال میں واقع ہوئی ہیں

اُنھوں نے تمام جرمنی میں شور مچا رکھا ہے تم اُن سے دبتے ہو۔ اور اپنے خیالات کا اپنے جمہور پر اظہار کرتے ہو اور وہ لڑنے مرنے کو آمادہ ہوتے ہیں۔ اور اگر یہی حالت رہی تو رفتہ رفتہ دیکھ لینا کہ تم کو کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑیگا اور حالت سخت نازک ہوجائیگی۔ اور وہ نازک حالت کیا ہوگی یہ ہوگی کہ خواہ نخواہ تم کو جنگ کرنا پڑیگی۔ اخلاقی اور جسمانی خلقت کا یہ خاصہ ہے کہ جب اُن کے جوش کا وہ حال ہوجاتا ہے جو طوفان آنے سے پہلے حالت ہوا کرتی ہے تو اس بات کی ضرورت واقع ہوتی ہے کہ طوفان ہی کی طرح بڑے جوش و خروش سے اُن کا بھی اظہار ہو کہ ہوا صاف و ساکت ہوجائے تمھاری موجودہ حالت سے بس اسی بات کا مجھے خطرہ ہے اور میں پھر تم سے کہتا ہوں کہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ صرف صلح کا خواستگار ہوں لیکن اگر تم اس پر بھی نہ مانوگے اور جنگ کی تیاری کروگے تو میں بھی جنگ کی تیاری کرونگا۔ اور نتیجہ بیان کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے اس سے پہلے مجھ سے اور تم سے جو جو معرکے رہ چکے ہیں اُن کا نتیجہ دنیا دیکھ چکی ہے۔ پس کیا مزہ ہوگا کہ حصول صلح کی خاطر ہمارے باہم جنگ ہو گی۔،،

آسٹریا کے سفیر نے اس تقریر کو قلمبند کرکے فوراً وانا کو روانہ کردیا۔ دوسرے دن آسٹریا کی نیت کا اندازہ لینے کی غرض سے فرانسیسی سفیر کو ہدایت بھیجدی گئی کہ آسٹریا کے دربار میں فوراً فرانس کی طرف سے یہ بات پیش کردے کہ جنگی تیاریاں یک قلم موقوف کردی جائیں یا باضابطہ جنگ کا اعلان کردیا جائے اس کے ساتھ ہی نپولین نے آسٹریا کے بادشاہ کو لکھا کہ جوزیف بوناپارٹ کو سپین کا بادشاہ تسلیم کرلیجیے۔ اس کے بعد نپولین نے رین کے فرماں رواؤں کے جتھہ کو لکھا کہ اپنی اپنی افواج کو تیار کرلو کہ جنگ کا نہ کوئی موقع ہے اور نہ جس کا کوئی مدعا ہے رو کی جائے۔ اور آسٹریا کو معلوم ہوجائے کہ اُس کے مقابلہ کو سب آمادہ ہیں۔ پھر اخبار مانی ٹیور میں ایک مضمون شائع ہوا جس کی

نسبت کہا جاتا ہے کہ خود نپولین نے لکھا تھا اور جس کے منشا سے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ یورپ کے جمہور کو آسٹریا جنگ پر آمادہ کر رہا ہے۔ خلاصۂ مضمون یہ تھا:۔

"آسٹریا نے انقلابی طریق اختیار کیا ہے۔ کانونشن کے طریق عمل پر فریاد کرنے کا اب اُسے کوئی حق حاصل نہیں رہا جس نے ایوانوں میں جنگ اور غریب گھروں میں صلح کا اعلان دیا ہے۔ وائنا میں ایک تجویز قایم کی گئی ہے کہ تمام یورپ میں بلوہ کر دیا جائے۔ اور اس کی تعمیل بادشاہوں کے سپرد کی گئی ہے جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور آسٹریا کے جنرلوں کے اعلانوں سے اس کی تائید ہو رہی ہے اور ان خیالات کو اُس کی افواج کے دستوں سے وسعت ہو رہی ہے جو خاص افواج سے اس وقت چھ سو میل کے فاصلہ پر موجود ہیں"۔

خیر ادھر تو یہیں تک خیریت تھی مگر اسپین میں معاملات نے نہایت ہولناک وضع اختیار کی تھی۔ پادری جن کا پر جوش عوام پر سخت دباؤ تھا غیظ و غضب میں بھر گئے تھے اور تمام ملک میں اُنھوں نے شعلۂ فساد کو مشتعل کر دیا۔ اسپین کی قومی عزت کو دھبہ لگ گیا۔ اور فرانسیسی اور اُن کے رفقاء بڑی بے رحمی سے قتل ہونا شروع ہوئے گڑھیاں لوٹ لی گئیں اور جلا دی گئیں۔ اور فرانسیسی انقلاب کا پورا نقشہ جم گیا اور اسپین کے باشندوں نے تخت اور مذہب کی اُسی شدت سے حفاظت شروع کی جس طرح فرانسیسیوں نے تخت اور مذہب کو غارت کرنے کی کوشش کی تھی۔

چونکہ آسٹریا میں سخت جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں اسلئے نپولین نے اپنے کار آزمودہ افواج کو جو دریائے رین پر مقیم تھیں وہیں رکھا۔ اور اسی ہزار نو آموز ناتجربہ کار سپاہ بھرتی کر کے اسپین کو روانہ کر دی۔ اس میں سے سترہ ہزار اسپتالوں میں بیمار پڑی تھی اور صرف ترسیٹھ ہزار کام کے سپاہی باقی تھے۔ خود اسپین کے ایسے سر برآوردہ اشخاص جن کا جوزیف سے ارتباط تھا اُس سے کہنے لگے کہ ہماری فوج قابل اعتماد

حالت میں نہیں ہے اسپین کے سپاہیوں نے جمہور سے بھائی چارہ کر لیا اور ملک میں خوف پیدا کرنے والے گھنٹے بجنا شروع ہو گئے اور بلوہ کے اظہار میں پہاڑی ٹیلوں پر رات میں آگ روشن ہونے لگی۔ کسان ایک ہی قسم کی موٹی جھوٹی غذا اور ترکاریاں کھاتے کھاتے اُکتا گئے تھے اور لوٹ کھسوٹ پر تیار بیٹھے تھے۔ نپولین نے اسپین پر اچھا بادشاہ مقرر کیا تھا اور قانون بھی بہت عمدہ مرتب کر دیا تھا لیکن اسپین کے باشندوں کے حال پر افسوس ہے کہ اس اچھے بادشاہ کو اُنھوں نے تخت سے اتار دیا اور غلامی کی بیڑیاں خود پہن لیں ابی ڈی پریڈٹ نے نپولین سے کہا کہ آپ ایک مرد اشراف اور نیکو نہاد شخص ہیں لیکن آپ کی حالت اُس شخص کی سی ہے کہ جو ایک بدذات لڑاکا جورو کو اُس کے خصم کے ظلم سے رہائی دیتا ہے لیکن یہ بدذات جورو اُسی محسن پر حملہ آور ہوتی ہے اور اُس کی آنکھیں نکال لیتی ہے یہ سُن کر نپولین مسکرانے لگا۔ برطانیہ کی بحری افواج اسپین کے ساحل پر بہ کثرت موجود تھیں اور برطانیہ سے اجازت بھی حاصل نہ کی اور اسپین والوں کی طرفدار ہو گئیں۔ اور برٹش گورنمنٹ نے جب یہ خبر سنی تو بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ نے پارلیمنٹ سے کہا "اسپین کے لوگوں نے فرانس کے ظلم اور غصب کے مقابلہ میں ہتھیار اُٹھائے ہیں اور اب میں اسپین کو برطانیہ کا دشمن نہیں خیال کرتا بلکہ میں اُن کو اپنا فطرتی دوست اور رفیق تسلیم کرتا ہوں" اور اسپین کے جنگی قیدیوں کو فوراً رہا کر کے لباس اور اسلحہ دیکر اسپین روانہ کر دیا کہ جا کر بلوائیوں کی تعداد کو بڑھاویں۔ اور برطانیہ کے جہازوں نے اسپین کے ساحل پر زرنقد اور نہایت کثرت سے سامان حرب اتارنا شروع کر دیا اور اس کام میں ایسا مبالغہ کیا گیا کہ اسپین والے دنگ ہو گئے اسی کے ساتھ تیس ہزار فوج بھی کمک کو بھیجدی گئی۔ ان افواج کا افسر ڈیوک آف ولنگٹن تھا جس کا نام اُس وقت تک صرف سر آرتھر ویلزلی تھا۔ چونکہ کوپن ہیگن میں وہ بڑا کارنمایاں کر چکا تھا اس لئے اس خدمت کی انجام دہی کے لئے وہی منتخب کیا گیا

جوزیف نہایت نیک مزاج رحم دل اور صلح پسند شخص تھا اور اس طوفانِ جنگ سے جو یکایک اُس کے گرد جمع ہوگیا وہ گھبرا گیا اور اسی خوف کی حالت میں اُس نے نپولین کو لکھا "میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ پچاس ہزار تجربہ کار سپاہ اور پانچ کروڑ فرانک کی اس وقت ضرورت ہے۔ اور اگر ذرا تاخیر ہوئی تو پھر ایک لاکھ سپاہ اور ساڑھے بارہ کروڑ فرانک کی حاجت ہوگی" چونکہ اُس کو رعایا سے بہت محبت تھی اس لئے اُس نے فرانسیسیوں کی بہت شکایت کی جو اسپین والوں سے اُن کے ظلم کا انتقام بھی ویسی ہی سختی سے لے رہے تھے۔

نپولین نے جواب میں لکھا "صبر کرو اور ہمت مت ہارو۔ تمھیں کسی قسم کی مدد کی ضرورت نہ پڑیگی۔ فوج کافی پہونچ جائیگی۔ میرے سپاہیوں پر الزام مت لگاؤ۔ میں اور تم جو کچھ اس وقت ہیں اُنھیں کی جاں نثاری سے ہیں۔ ان بدمعاشوں کو جو انھیں قتل کر رہے ہیں وہ خود سمجھ لینگے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ ان بدمعاشوں کو خائف کردیں۔ اسپین والوں کو اپنا خیر خواہ بنانے کی کوشش کرو۔ لیکن اسی کے ساتھ سپاہ کو بے دل مت کرو۔ اگر بے دل کردیا تو ایسی غلطی ہوگی کہ علاج نہ ہوسکے گا۔

چونکہ آسٹریا نے شمال میں جنگ کی بڑی بڑی تیاریاں کردی تھیں دریائے رین کے قرب وجوار سے اپنی فوج کو ہٹا لینا نپولین کے لئے دانشمندی کا کام نہ تھا۔ نپولین اسلئے جوزیف کی مدد کو صرف رنگروٹ سپاہ اور حربی سامان بھیج سکتا تھا جو دن گذرتا تھا اسپین کے معاملات ہولناک صورت پکڑتے جاتے تھے اور تمام اسپین اور پرتگال میں بغاوت اور بلوہ کا شعلہ بھڑک اٹھا تھا۔

فرانسیسی فوج کا ایک جزو جس کی تعداد بیس ہزار تھی جنرل ڈیوپانٹ کی ماتحتی میں تھا اور اس کی ساری جمعیت کو اسپین کی ایک ٹڈی دل فوج نے بیلین میں گھیر لیا تھا۔ چونکہ فرانسیسیوں میں سخت بیماری پھیل گئی تھی اور کسی طرف سے رسد کا سامان بہم نہ پہونچا تھا اور فاقے ہو رہے تھے اسلئے اُنھوں نے اطاعت قبول

کرلی اور یہ پہلی ذلت تھی جو فرانس کے جھنڈہ کو نصیب ہوئی۔ جس وقت یہ خبر نپولین کو پہونچی تو جوش سے وہ کانپ گیا۔ جنرل ڈیوپانٹ پر اُسے بڑا بھروسہ تھا اور یقین تھا کہ یہ جنرل مرجائے گا لیکن اطاعت نہ قبول کریگا۔ جس وقت یہ خبر نپولین کو دی گئی تھی اُس وقت وہ بورڈو میں تھا۔ مراسلات کو اُس نے پڑھا لیکن روحانی مخفی صدمہ کا کسی پر اظہار نہ کیا۔ وزیر خارجہ اس وقت موجود تھا اور شاہنشاہ کی اُداسی دیکھ کر ڈر گیا۔

اُس نے پوچھا" جہاں پناہ کیا کچھ علیل ہیں؟"

نپولین نے جواب دیا" نہیں میں بیمار نہیں ہوں"

وزیر نے پوچھا" کیا آسٹریا نے اعلان جنگ کر دیا۔؟"

نپولین نے کہا" کاش اسی قدر ہوتا"

وزیر نے پوچھا" آخر ماجرا کیا ہے؟"

نپولین نے اول تو بڑی اُداسی سے اطاعت قبول کر لینے کی تفصیل سنائی اور پھر کہا:۔

"اس کا تو کچھ مضائقہ نہیں کہ فوج کو شکست ہو جائے۔ جنگ میں ایسا روز ہوتا رہتا ہے اور پھر اس کی تلافی ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن ذلت کے ساتھ اطاعت قبول کر لینا تو ہمارے حربی کارنامے کے دامن شہرت پر ایسا داغ لگا ہے کہ اب مٹ نہیں سکتا۔ غیرت اور آبرو پر آنچ آنا لاعلاج ہے۔ اس حادثہ کا اخلاقی نتیجہ تو نہایت ہی ناقص ہو گا۔ صد افسوس۔ انھوں نے تو بدّھب ڈبو لی۔ ہائے ہمارے سپاہیوں کی جھولوں کی اسطرح تلاشی لی جائے جس طرح چوروں اور راہزنوں کے جھولوں کی تلاشی لی جاتی ہے۔ جنرل ڈیوپانٹ سے کیا مجھے یہی امید تھی۔ اس شخص سے تو مجھے عشق تھا اور میں اس مارشل بنانے کی فکر میں تھا۔ مراسلات میں لکھا ہے کہ فوج کو تباہی سے بچانے اور سپاہیوں کی جانیں محفوظ رکھنے کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر تھی ہی نہیں کہ اطاعت قبول کر لیجا

لیکن یہ بات اس اطاعت سے بدرجہا بہتر تھی کہ اپنے ہتھیار ہاتھوں میں لئے ہوئے یہ سب مرجاتے اور ایک بھی زندہ نہ رہتا۔ ان کی موت نیکنامی اور سرخ روئی کا تمغہ ہوتی اور ہم اس کا انتقام لے لیتے۔ سپاہی کی جگہ پر ہم ہمیشہ دوسرا سپاہی قایم کرسکتے ہیں۔ لیکن صرف آبرو ایسی شے ہے کہ جہاں ایک مرتبہ گئی پھر کبھی حاصل نہیں ہوسکتی"

اسی جوش کی حالت میں نپولین نے اُن اشخاص کی نسبت کہا جنھوں نے اطاعت کے کاغذ پر دستخط کئے تھے:-

"اُنھوں نے ہماری حربی آبرو کو خاک میں ملا دیا۔ اور یہ داغ انھیں کے خون سے دھوئے جائینگے" لیکن پھر فوراً یہ جوش فرو ہوگیا اور اُس کے مزاج میں نرمی قایم ہوگئی اور اپنے رفقاد کے حال پر وہ تاسف کرنے لگا۔ اور بار بار کہا" ہائے بدقسمت ڈیوپانٹ۔ تو وہی تو ہے کہ ایلیاک ہیل۔ اور فرڈ لینڈ میں فتح کے سہرے تیرے ہی سر پر ہے ہیں۔ ہائے افسوس جنگ بھی کیا شے ہے کہ ایک دن میں تمام عمر کی فتوحات کے آئینہ پر زنگ آجاتا ہے"

اب جنرل سیویرے نے جوزیف کو یہ مشورہ دیا کہ میڈرڈ کو چھوڑ دیجئے اور دریاے ایبرو کے کنارہ قلعہ میں چلکر پناہ لیجئے۔

لیکن جوزیف نے جواب دیا" یہ تو سچ ہے کہ میں ایسا کروں لیکن بوناپارٹ کیا کہیگا"

سیویرے نے آہستہ اور دبی زبان سے کہا ہاں بوناپارٹ اس فعل سے ناراض ضرور ہوگا۔ اُس کا جوش غیظ گرچہ ہے تو ایک طوفان۔ لیکن مہلک نہیں ہے۔ وہ اگر اس مقام پر ہوتا تو ضرور ٹھہرا رہتا۔ لیکن جو باتیں اُس کے لئے ممکن ہیں دوسرے کے لئے ممکن نہیں ہیں"

پس جوزیف میڈرڈ سے نکلکر دریاے ایبرو کے کنارے چلا آیا اور مورچہ بندیاں

کر کے اُس نے نپولین کو لکھا۔

"اب ایک اسپین کا باشندہ بھی ایسا نہیں ہے جو میرا شریک ہو۔ اگر میں ایک جنرل کی حیثیت سے کام کروں تو میں قایم رہ سکتا ہوں کیونکہ تمھارے کار آزما سپاہیوں کی مدد سے میں اسپین والوں کو فتح اور مغلوب کر سکتا ہوں۔ لیکن ایک بادشاہ کی حیثیت سے میں قایم نہیں رہ سکتا کیونکہ اس صورت میں یہ لازم آئیگا کہ میں اپنی رعایا کے حصہ کو اس غرض سے قتل و غارت کرونگا کہ دوسرا حصہ میری اطاعت کرے۔ پس ایسے اشخاص پر میں فرماں روائی کرنا نہیں چاہتا جو مجھے اپنا فرماں روا بنانا نہیں چاہتے۔ لیکن باوجود اس ارادہ کے میں یہ ہرگز گوارا نہیں کرونگا کہ ایک ہزیمت خوردہ شخص کی طرح میں اسپین سے نکلوں۔ پس مجھے اپنی ایک جنگ آزمودہ فوج بھیجدو کہ اُس کی مدد سے میں میڈرڈ جاؤں اور اسپین والوں سے معاملات کا تصفیہ کرلوں۔ پھر میں تم سے اپنی نیپلیس کی حکومت واپس مانگ لونگا اور وہاں جاکر حسب مراد چین سے اُن لوگوں پر حکومت کرتا رہونگا جو مجھ سے راضی ہیں اور میری فرماں روائی میں خوش حال ہوئے ہیں"

نپولین اس مراسلہ کی تحریر جس سے جوزیف کی سخت راے منکشف ہو رہی تھی بہت رنجیدہ ہوا۔ جوزیف سے اُسے بڑی الفت تھی اور اس کی راے اور شرکت کو سب بھائیوں کی راے اور شرکت پر ترجیح دیتا تھا۔ اور اُس نے اپنی دلیری اور ہمت سے جوزیف کی ہمت بڑھانے کو حسب ذیل مراسلہ تحریر کیا۔

"دیکھو یہ موقع ایسا ہے کہ تم ثابت کردو کہ تم نپولین کے حقیقی بھائی ہو۔ جیسا تمھاری حالت اس وقت تقاضا کر رہی ہے اُسی عزم و ثبات کا اظہار کرو۔ بلوائیوں کی ایک مٹھی بھر آدمیوں کی میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں۔ ان کو میں اپنے چند رسالوں سے سیدھا کردونگا۔ ان کی کیا ہستی اور جان ہے کہ میری اُن قاہرہ افواج کے سامنے ٹھہر سکیں جن کے مقابلہ میں روس آسٹریا اور پروشیا نہ ٹھیرے۔ بڑے بڑے محالات

کو میں اسپین میں ممکن ثابت کرونگا۔ میرے اقتدار کی وہاں کوئی انتہا نہ ہوگی"۔
نپولین نے فوراً بڑی کافی فوجی کمک بھیجنے کا وعدہ کیا اور جنگ کے متعلق نہایت عاقلانہ اور بڑی تفصیلوں کے ساتھ مشورے لکھے اور ادھر سے باغیوں کی جماعت کے بارہ میں بڑے مبالغہ کے ساتھ اُس کو خبریں بھیجی گئیں۔
نپولین نے جواب میں لکھا" دوران جنگ میں ہر وقت دیکھا گیا ہے کہ صحیح اور سچی خبروں کا حاصل کرنا بہت دشوار ہوا کرتا ہے۔ لیکن اگر محنت گوارا کی جائے تو مجمل حال معلوم ہوسکتا ہے۔ تمھارے پاس ہزارہا سوار موجود ہیں اور اُن کے سوا بہادر جنرل لاسیل بھی ہے۔ سواروں کو تیس چالیس میل تک گرد و نواح میں بھیجدو کہ دھاوا مار کر دیکھ آئیں۔ اور بڑے بڑے آدمیوں کو پکڑوا کر حوالات کردو اور مت چھوڑو جب تک وہ تمامی حالات بیان نہ کردیں ان سے دانائی کے ساتھ سوال کرو اور تم کو سب سچے حالات معلوم ہوجائینگے جو اپنی فوج کے اندر سوتے رہنے سے تم کو کبھی نہ معلوم ہونگے"
لیکن جوزلیف کے رحم نے اُس کو اجازت نہ دی کہ اسپین والوں پر بندوقیں اور توپیں چلوائے۔ چنانچہ برائے نام جنگ ہوئی اور اس سہل انگاری پر پہلے تو نپولین مسکرایا۔ لیکن لعد کو اُس نے لکھا کہ اب تم جنگ کو موقوف کردو اور اپنے مورچوں کے اندر خاموش بیٹھے رہو۔ ہم خود آتے ہیں۔ اور باوجود آسٹریا کی تمامی تیاریوں کے اب نپولین نے شمال سے ایک لاکھ جرار فوج طلب کی کیونکہ اسپین کے معاملات زیادہ خوفناک صورت پکڑ گئے تھے اور حکم دیا کہ یہ فوج دھاوے کرتی ہوئی فرانس کو طے کرکے پری نیز کے کوہستان پر چڑھ جائے اور شاہنشاہ کا انتظار کرے۔ اور اس ایک لاکھ کارآزمودہ فوج کی جگہ اُس نے شمال میں ایک لاکھ رنگ روٹ بھرتی کرکے فوراً بھیجدیئے۔ اور ان آنے اور جانے والی فوجوں سے فرانس کی سڑکوں پر ازدحام نظر آنے لگے۔

پرانے تربیت یافتہ سپاہیوں کو اپنی جان کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ اور وہ حیوان ہو جاتے ہیں اور طبیعت میں بہیمی صفات پیدا ہو جاتی ہیں اور قوت ابایانیہ سلب ہو جاتی ہے۔ اور اپنی چند روزہ حیات کو ہر طرح لطف سے گذارنے کی کوشش کی جاتی ہے

نپولین تو انسان کی مخفی سے مخفی خواہشوں اور حالتوں پر اثر ڈالنے میں استاد کامل تھا اور اُس نے تمامی بڑے بڑے شہروں میں جہاں جہاں سے اس فوج کا گذر ہونے کو تھا یہ انتظام کر دیا تھا کہ خوب آتش بازیاں چھوڑی جائیں اور روشنی کی جاے اور تماشے ہوں اور دعوتیں دی جائیں اور ایسے ایسے پرجوش راگ نظم کر دیے گئے کہ جن سے حربی جوش پیدا ہو گیا اور یہ راگ ان سپاہیوں کے سامنے تماشوں میں گاے گئے اور انھیں تیاریوں اور تدبیروں کے ساتھ پری نیز کے کوہستان کے دامن میں حربی ذخائر کے انبار لگا دیے گئے۔

جب روس کے شاہنشاہ سکندر نے اسپین کے حادثات کا حال سنا تو فرانس کے سفیر کالن کورٹ سے جو اُس کے دربار میں متعین تھا کہا:۔

"اس بگڑے ہوے معاملہ کو جس طرح ہو سنبھال لو اور بڑی نڈری سے کام کرو۔ تمھارے شاہنشاہ نے اسپین میں نو آموز سپاہ بھیجی تھی اور وہ بھی تعداد میں کافی نہ تھی۔ اس کے علاوہ وہ خود موقعہ پر موجود نہ تھا اور بڑی بڑی فاش غلطیاں ہوئیں۔ لیکن ان سب کی وہ جلد تلافی کر دیگا۔ تمھارا بادشاہ بوربوں فرماں روا کو فرانس سے اتنے قریب جیسا اسپین ہے کبھی باقی نہ چھوڑیگا۔ اُس کی حکمت عملی یہ قدیمی ہے اور میں اُس سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں اُس کی اقبال مندی اور ترقی کو حسد کی نگاہ سے نہیں دیکھتا خاصکر اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس کی ضرورت ہے کہ بوربوں نہ چھوڑے جائیں۔ اور اُس کو بھی میری حکمت عملی پر حسد نہ ہونا چاہئے جو میری سلطنت کی امن کے لئے ضروری ہے اور اُس کی معقول وجہ موجود ہے۔ اور میں اپنی راے پر قایم رہونگا

میں آسٹریا کو ایسا مراسلہ بھیجتا ہوں کہ اپنی کوتاہ اندیشی پر غور کرنے کو وہ مجبور ہو جائیگا۔ میں
تمھارے شاہنشاہ کے سامنے ثابت کر دونگا کہ ہر حال میں میں اُس کا شریک ہوں۔
اور اپنے شاہنشاہ کو لکھ بھیجو کہ جتنی جلد ممکن ہو امیں اُس سے ملاقات کرونگا۔"

کالن کورٹ لکھتا ہے "جب ۱۸۰۸ء میں روس کا سفیر بنا کر میں بھیجا گیا تو شاہنشاہ
نپولین کا ستارۂ تقدیر و اقبال اپنے اوج کمال پر پہونچا ہوا تھا بڑی عالی شان اور عالی
حوصلہ باتوں کا اُس کے دل میں نہایت منصفانہ خیال جاگزین تھا۔ ذاتی اخراجات
میں وہ کفایت شعاری کرتا تھا لیکن اُن باتوں میں جن سے سر سلطنت کی رونق تھی
وہ بڑا فیاض تھا۔ فضول خرچی اور اسراف کا وہ دشمن تھا۔ اپنے بلند مرتبہ کے شایاں
کام کرنے کا جیسا خیال نپولین کو تھا دوسرے بادشاہ کو نہیں ہو سکتا۔ ایسی زبردست
سلطنت کے سفیر کو جیسی فرانس کی سلطنت تھی وہ اسی رتبہ اور وقار کے ساتھ رکھتا
تھا جو فرانس کے شایانِ حال تھا۔ جب میں خود سفیر کی خدمات انجام کرنے پر متعین ہوا
تو مجھ سے شاہنشاہ نے کہا "سفارت کے اخراجات کے متعلق میں تم کو پورے اختیارات
دیتا ہوں۔ دوسری اقوام کے سامنے ہم کو امیر قوم کے شہریوں کی طرح رہنا لازم ہے
ایسا نہو فرانس کا دربار غریب و حقیر ثابت ہو۔ زار روس عیش و خوشی کا دلدادہ ہے۔
بڑے بڑے جلسہ کرنا۔

"روس کے دربار کی شان و شوکت کا واقعی عجیب حال تھا اور لوئی چہار دہم کی جوانی کے ایام کی
شان و شوکت کی کہانیاں جہانتک ہمنے سنی تھیں وہ روس کے دربار میں آنکھ سے دیکھیں اور فی الحقیقت
اس دربار کے دیکھنے سے عظیم الشان لوئی چہار دہم کے دربار کا چربہ خیال میں اُترا تا تھا۔ کسی دربار میں
عیش و عشرت شان و شوکت اور ریاست کے لیسے عناصر جمع نہ تھے جیسے سینٹ پیٹرز برگ میں موجود
تھے۔ یعنی تخت کے گرد جوان پری جمال اور خوش مذاق مرد و زن کے گروہ کے گروہ جمع رہتے تھے۔"

"دعوت کے دن تو ایوان شاہی کی دھوم دھام اور رونق کی کوئی انتہا ہی نہ

ہوتی تھی۔ الف لیلہ کے افسانے آنکھوں کے سامنے موجود ہو جاتے تھے۔ کوہ قاف کی پریاں جن کی خوش وضعی۔ ادا اور سلیقہ پر دل ہاتھوں سے نکلے جاتے تھے شرقی لباسوں سے آراستہ اور جواہرات سے لدی ہوئی ہر چہار سو چھم چھم کرتی پھرتی تھیں ان میں سے بعض نہایت شائستہ اور تعلیم یافتہ اور بعض جاہل اور اَلّھڑ ہوتی تھیں لیکن حسن میں یکتائے زمانہ اور رقص و سرود کی سب شیفتہ اور دلدادہ ہوتیں۔ جوان بھی ایسے سجیلے اور خوش اوصاف جمع تھے کہ ہمارے پیرس کے جوان اُن کے سامنے ماند ہو جاتے تھے۔

" ہر روز نیا تماشہ اور کرشمہ نظر آتا تھا۔ اور مجھے اکثر دقّت پیش آ جایا کرتی تھی ان نئے نئے جلسوں میں اپنے سررشتہ کے افسروں کو روس کے مذاق کے حسب حال بنا کر کیسے لیجاؤں اور جلسوں میں سلیقہ سے شریک ہوں۔ رات میں تو دعوتیں۔ ناچ اور جلسے ہوتے تھے۔ دن میں برف پر چلنے والی گاڑیوں کی سواری ہوتی تھی۔ اور ہزاروں مثالوں میں سے ایک مثال روس کے خرچ کی میں مختصًر اس موقع پر سناتا ہوں۔ یعنی اپنی سفارت کے محل میں میں نے جلسۂ رقص کے بعد دعوت کی تھی اور صرف ایک قاب کی قیمت میں جس میں پانچ ناشپاتیاں تھیں دو ہزار سات سو پچاس فرانک صرف ہوئے تھے۔ ایک اور دعوت میں ولایتی برفی بیر چار فرانک خرید ہوئے تھے اور اس کثرت سے خرچ ہوئے تھے کہ گویا فی پونڈ ایک فرانک قیمت میں تھے۔ اور اس سے خیال نہ کرنا چاہیئے کہ یہ خرچ کوئی مستثنٰی خرچ تھا اور یہاں پر اسلئے بیان کیا گیا ہے کہ سنکر حیرت پیدا ہو نہیں۔ حال یہ ہے کہ جس معاملہ میں ذرا بھی کفایت کی جاتی یا خرچ سے بچا جاتا وہیں پر ذلت کا دھبّہ لگ جاتا۔

" اسی مضمون پر ہمارے شاہنشاہ نپولین نے ایک بات لکھی تھی اور میں اُسے اس مقام پر دوہراتا ہوں۔ میرا یہ قاعدہ تھا کہ روس سے دوران سفارت میں شاہنشاہ

کو وزرا اور اسی باتیں جو روس کے دربار میں ہوا کرتی تھیں پوری تفصیل کے ساتھ لکھا کرتا تھا۔ اور شاہنشاہ کی بھی یہی تاکید تھی کہ کُل مراسلات اُس کے پاس بھیجے جائیں تاکہ تمامی حالات سے اُس کو واقفیت ہوجائے۔ ان مراسلات میں اُس کو بڑا مزہ آتا تھا۔ جب میں نے اُس کو لکھا کہ ایک ایک ناشپاتی کی قیمت میں پانسو فرانک دیئے گئے ہیں تو اُس نے مجھے جواب میں لکھا "کالن کورٹ۔ ایک زمانہ میں میں نائب لفٹنٹ تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اُس وقت اگر میری سالانہ آمدنی اتنی ہوتی جتنی تمھاری روسی ناشپاتیوں کی ایک قاب کی قیمت ہے تو میں اپنے تئیں خوش نصیب خیال کرتا۔ ایسے اسراف تو مجنون اور احمق کیا کرتے ہیں" اور مجھے یقین ہے کہ اس اسراف پر شاہنشاہ واقعی ناراض ہوا۔

سلطنت کی اس وقت یہ حالت تھی کہ خزانہ شاہی میں روپیہ نہ رہا تھا۔ کیونکہ جنوب میں تو انگلستان۔ پرتگال اور اسپین نے ایکا کرلیا تھا اور شمال میں سات لاکھ فوج سے آسٹریا نے یورش کا عزم بالجزم کیا تھا۔ اور پروشیا بھی جس کو ہزیمتوں سے بڑی کوفت تھی موقع کا منتظر تھا۔ اور یہ بھی سب کو معلوم تھا کہ روس کے امرا جن کی سردار شاہنشاہ روس کی ماں تھی نپولین کے قطعی خلاف تھے اور نہیں کہا جا سکتا تھا کہ روس کا شاہنشاہ اسکندران سرداروں کے کب تک خلاف رہ کر نپولین کا رفیق رہ سکے گا۔ بینک کے بیوہار کے متعلق جوا کھیلنے والوں نے ہوش ربا خبریں اُڑانا شروع کردیں تھیں۔ اور ۹۴ فیصدی سے نرخ اُترکر ستّر فیصدی رہ گیا۔ پس نپولین نے روپیہ کے معاملہ میں اُسی جوش وخروش سے انتظام شروع کیا جس طرح میدان میں وہ دشمن سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ اور اُس نے کہا میں ریچھوں[ا] کے مقابلہ میں جنگ کرنا چاہتا ہوں"۔

[ا] ریچھ اور سانڈ۔ یہ دونوں اصطلاحیں اسٹاک ایکسچینج کے متعلق بازی بدنے اور جوا کھیلنے والوں کے لئے استعمال ہوتی ہیں ریچھ تو وہ کہلاتا ہے کہ آئندہ کسی تاریخ مقررہ پر سرمایہ دینا منظور کرتا ہے باوجودیکہ خود اُس کا سرمایہ نہیں ہوتا اور سانڈ اُسے کہتے ہیں جو روپیہ لینا منظور کرتا ہے۔ اور

اور دو تین ماہ تک اس واندلئی سے خرید کی کہ نرخ پھر اُسی مقدار کو پہونچ گیا جو قومی آبرو کے لئے ضروری تھا اور ہنڈیاؤں کا بازار اصلی حالت پر آگیا۔ اور جواریوں کو شکست ہوگئی۔ اس کامیابی پر نپولین کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور اُس نے کہا "لو۔ ہم نے ریچھوں کو شکست دے دی۔ اور وہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرینگے" سرکار کو روپیہ قرض دینے والوں کو اطمینان ہوگیا اور فوج کے مصارف کا بھی انتظام ہوگیا۔ لیکن بہت سے جواری اس اثنا میں برباد ہوگئے۔ لیکن نپولین نے بڑی فیاضی سے اُن کو کچھ معاوضہ دے دیا

نوٹ بقیہ صفحہ ۴۳۵ - اس معہودہ میعاد میں ریچھ سٹاک کی قیمت گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسے ریچھ اپنے پنجوں سے گراتا ہے اور سانڈ قیمت کو اُٹھاتا ہے جس طرح سانڈ کا قاعدہ سینگوں سے اُٹھانے کا ہے۔ لیکن یہ روپیہ دراصل نہ لیا جاتا ہے نہ دیا جاتا ہے بلکہ وعدہ کی تاریخ پر قیمت میں جو فرق واقع ہوتا ہے ہارنے والا جواری اسی قدر حساب کرکے جیتنے والے کے حوالہ کردیتا ہے۔ ۱۲ مصنف

باب چہل و سیوم

آرفرتھ میں نپولین اور اسکندر کی ملاقات

شاہنشاہوں کا ارفرتھ میں ملاقات کرنا۔ علماء کی خدمت میں نپولین کا اظہار نیازمندی کرنا۔ اسکندر کے صفات و عادات۔ آسٹریا کے شاہنشاہ کے نام مراسلہ۔ طلاق کا اشارہ۔ نپولین کا فوراً اسی بات سے باخبر ہونا۔ اُس کی شاقہ محنت۔ اسکندر سے اُس کی محبت۔ شاہ انگلستان کے نام مراسلہ۔ انگلستان کی جانب سے نہایت ترش جواب۔ اومیرا سے نپولین کی گفتگو۔ نیپیر صاحب کا اقرار۔

سنہ۱۸۰۸ع کی ستمبر کی ستائیسویں تاریخ جس پر ملاقات ٹھہری تھی قریب آرہی تھی۔ اور اس مشہور ملاقات کی طرف تمام یورپ کی نگاہ لگی ہوئی تھی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اسی ملاقات کے نتیجہ پر دنیا کی قسمت کا فیصلہ ہے۔ یوروپ کے تمام ممالک سے بادشاہ شاہزادے۔ اور درباری اس عجیب ملاقات کا تماشہ دیکھنے کو آرفرتھ میں جمع ہو رہے تھے۔ فرانس کا شاہنشاہ نہایت متواضع میزبان تھا اور سب کی مہمانی اُس نے اپنے ذمہ لی تھی۔ جب نپولین پیرس سے روانہ ہوا تو اُس کے ہمراہ ایسا زرق برق اور پرشکوہ جلوس تھا کہ شاید کسی دوسرے بادشاہ کے ہمراہ کبھی نہ ہوا ہوگا۔ فرانس کی

کی رعایا دیکھ رہی تھی کہ اُن کا بادشاہ شان و عظمت میں سب پر فایق تھا اور اس سے اُس کو بڑی خوشی تھی۔ نپولین نے ارفرتھ کو عیش و نشاط کے متعلق جملہ سامان ایسے لوگوں کے واسطے جو عیش و نشاط ہی کی خاطر جیتے ہیں پہلے ہی سے روانہ کر دئے تھے۔

دس بجے صبح کو نپولین ارفرتھ پہونچا۔ بادشاہوں۔ نوابوں۔ شاہزادوں۔ گرجا کے بڑے بڑے پادریوں اور فوج و ریاست کے عمائدین سڑکوں پر اول ہی جمع ہو گئے تھے۔ سب کا سلام لیتا ہوا اور خیر مقدم کے نعرے سنتا ہوا وہ فرودگاہ میں پہونچا اور سہ پہر کو سیکسنی کے بادشاہ اور نہایت پُرشان و شوکت موکب کو اپنے جلو میں لے کر شاہنشاہ اسکندر کی ملاقات کو جو ایک کھلی ہوئی گاڑی میں سوار آ رہا تھا روانہ ہوا چھ میل کے فاصلہ پر نپولین کی اپنے دوست سے ملاقات ہوئی۔ شاہنشاہ روس کو گاڑی میں آتا دیکھ کر نپولین بڑے اشتیاق سے اپنے گھوڑے کو خیز کر کے گاڑی کے قریب پہونچا۔ دونوں اپنی سواریوں سے اُتر پڑے اور بڑے تپاک سے بغل گیر ہوئے۔ اسکندر اور اُس کے ہمراہیوں کے واسطے گھوڑے تیار تھے۔ اور دونوں بادشاہ گھوڑے پر سوار ساتھ ساتھ نہایت بے تکلفانہ دوستی سے باتیں کرتے ہوئے ارفرتھ میں داخل ہوئے۔

یہاں نپولین نے اُن تمامی نامور اشخاص کو جنھیں اس ملاقات میں شریک ہونے کی اجازت تھی روس کے شاہنشاہ کے سامنے پیش کیا اور پھر شاہنشاہ کو ہمراہ لیکر اُس ایوان کو پہونچا دیا جہاں شاہنشاہ مقیم ہونے کو تھا۔ یہ تجویز ہو گیا تھا کہ ہر روز اسکندر نپولین کے ساتھ کھانا تناول کرے۔ شام کی دعوت میں یورپ کے نامی نامی اشخاص شریک ہوئے۔ تمام شہر میں روشنی کی گئی اور فرانس کے سب سے زیادہ نامور ایکٹروں نے تماشہ کیا۔ اسکندر نپولین کے پاس بیٹھا

ہوا تھا۔ اتنے میں تماشاگاہ کے چبوترہ سے ایک ایکٹر نے کہا۔ "بڑے آدمی کی دوستی خدا کی نعمت ہے"

اسکندر یہ مقولہ سنتے ہی بڑی آن سے اُٹھا اور نپولین کا ہاتھ پکڑ کر جھکا اور کہنے لگا اس مقولہ کی صداقت کا میں ہر روز تجربہ کرتا ہوں" اس کا یہ کہنا تھا کہ ہزار ہا شاہزادوں بادشاہوں۔ امراء اور عمائدین نے جو موقعہ پر موجود تھے بے ساختہ خوشی کا ایسا نعرہ مارا کہ عمارت کی دیواریں ہل گئیں۔

نپولین کو تو ایسے جلسوں میں کچھ لطف آتا نہ تھا۔ اُس کو تو اسی میں مزہ آتا تھا کہ ہر وقت کام میں مصروف رہے چنانچہ اب باہمی مشورہ کے لئے وقت مقرر کردیا گیا۔ اسکندر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کو بڑا ہی بے چین ہو رہا تھا۔ مگر نپولین یہ دیکھ کر کہ روس کی سلطنت نہایت قوی تھی یہ چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو قسطنطنیہ روس کے قبضہ میں نہ جانے پائے مگر اسی کے ساتھ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ ایسی کوشش کی جائے کہ اسکندر راضی رہے۔ یہ کانفرنس بیس دن رہی۔ لیکن چونکہ آسٹریا کا ارادہ جنگ کرنے کا تھا اسلئے وہ کانفرنس میں مدعو نہ کیا گیا تھا۔ مگر اُس نے اپنا ایک سفیر مبارک باد دینے کو اس موقع پر خاصکر اسلئے بھیجا تھا کہ ان دونوں بادشاہوں کی آسٹریا کے بادشاہ سے بہت ہی قریب ملاقات واقع ہوگی۔ لیکن اصل مدعا یہ تھا کہ اگر ممکن ہو تو یہ سفیر اس ملاقات کے راز سے واقف ہو جائے۔ نپولین نے اس سفیر کی خاطر کی لیکن ذرا اُس سے بچا بچا رہا۔ اور اپنی معمولی بے تکلفانہ عادت کے موافق اُس نے سفیر سے کہا۔ "اس جلسہ میں تمھارا بادشاہ نہیں مدعو کیا گیا اور ہم صرف اسی وجہ سے اُس کو مدعو نہ کر سکے کہ اُس نے بڑی خوفناک فوجیں کھڑی کی ہیں اگر تمھارے بادشاہ کو روس اور فرانس سے اتحاد رکھنا ہے تو اُس کو ایسا شیوہ اختیار کرنا چاہیئے جس سے دوستی کا اظہار ہو۔ اور اگر اُس کو انگلستان سے میل

کرنا زیادہ مرعوب ہے تو اُس کو انگلستان جا کر اختلاط پیدا کرنا چاہیے"۔ راز کو مخفی رکھنے کی غرض سے صرف چار آدمیوں پر اُس کا اظہار ہوا تھا وہ تو شاہنشاہ تھے اور دو دونوں شاہنشاہوں کے وزیر تھے۔

جرمنی کے تمام سامان اور تمام حسین عورتیں ارفرتھ میں جمع ہو گئی تھیں۔ نپولین نے میزبان بنکر سب کے جی بہلانے کے بڑے بڑے سامان کئے تھے اور سب کو نو دعوتوں اور رقص و سرود کے جلسوں میں مصروف کر دیا تھا اور خود تمام دن اور رات کے بڑے حصہ میں اُن مقاصد کی اُدھیڑبن میں لگا رہتا تھا جو اُس وقت اُس کے پیش نظر تھے۔

اُس موقع پر ایک نہایت مشہور و ممتاز لیڈی شاہزادی ٹور جو پروشیا کی ملکہ کی بہن تھی۔ ارفرتھ میں آئی تھی۔ وہ اس بلا کی حسین تھی اور اپنی ذہنی برکات کے اعتبار سے ایسی دلفریب واقع ہوئی تھی کہ جرمنی کے شائستہ۔ خوش رو اور لایق لوگ اُس کے یہاں جمع رہتے تھے۔ چونکہ نپولین علوم کا دل دادہ تھا ان امرا اور شاہزادوں کے ہمراہ بڑے نامور علما بھی ارفرتھ میں آئے تھے۔ یعنی وی لینڈ اور گرلی جیسے شخص بھی موجود تھے۔ نپولین نے دبدبۂ شاہی وغیرہ کو بالائے طاق رکھا اور ان سے بڑی نیاز مندی سے ملا۔

وی لینڈ سے شاہنشاہ کی ملاقات شاہزادی ٹور کے قیام گاہ میں ہوئی تھی اور وی لینڈ اس ملاقات کا حال حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"مجھے کمرہ میں آئے ہوئے چند ساعتیں گذری تھیں کہ نپولین اس کمرہ کو طے کرتا ہوا ہماری طرف آیا۔ ڈچز آف ویمر نے مجھے اُس کے سامنے پیش کیا۔ اور اُس نے نہایت اخلاق سے چند لفظیں مجھ سے کہیں اور پھر بڑے غور سے میرے چہرہ کو دیکھنے لگا۔ میری نگاہ سے ایسا کوئی مصر نپولین کی طرح نہیں گذرا ہے جو ایک نگاہ میں دوسرے انسان کے خیالات کی تہ کو پہونچ جاتا ہو۔ اور ایسا مستقل۔ ایسا سادہ۔ ایسا حلیم المزاج

اور منکسر شخص بھی میں نے نہیں دیکھا جیسا نپولین تھا۔ اُس کی کسی بات سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بڑے اقتدار والا زبردست شاہنشاہ ہے۔ اُس نے مجھ سے اس طرح باتیں کیں جیسے کوئی پُرانا دوست اپنے برابر والے سے کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ انوکھی یہ بات تھی جس سے تمام جماعت کو حیرت ہوگئی کہ وہ صرف مجھی سے برابر ڈیڑھ گھنٹہ باتیں کرتا رہا۔ یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ نمائش اور دھوم دھام سے اُسے کوئی حظ نہ ملتا تھا۔ باوجود اپنی شستہ اور خوش اطواری کے وہ مجھے رویئں تن معلوم ہوا۔ جب آدھی رات ہوگئی تو مجھے خیال ہوا کہ اب اُس کو زیادہ روکنا مناسب نہیں ہے اور میں نے جانے کی اجازت چاہی تو اُس نے بڑے دوستانہ طریقے سے کہا "اچھا تشریف لیجائیے اللہ حافظ ہے"

سوئزرلینڈ کے مشہور مورخ مولر سے بھی اسی دوران میں نپولین کی ملاقات ہوئی اور اس ملاقات کا حال وہ اس طرح لکھتا ہے۔

"نہایت غیر طرفداری اور سچائی سے جس طرح کوئی خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہے میں بھی کہتا ہوں کہ نپولین کی ہمہ دانی۔ طرز بیان اور سمجھ سے میں حیرت میں ہوگیا۔ اُس نے مجھ سے اس طریقے سے باتیں کیں کہ میں اس پر شیدا ہوگیا۔ اور شک نہیں کہ میری تمام عمر میں یہ ملاقات کا دن بھی عجیب دن تھا۔ اپنی ذکاوت اور بے غرضانہ نیکی سے اُس نے مجھے بھی فریفتہ کر لیا"

باوجود اپنی جاہ طلبی کے اسکندر عیش پسند اور خوش خلق تھا وہ ایک جلسہ میں دو دفعہ ملکہ لیسٹیا کی ملکہ کے ساتھ ناچا۔ لیکن نپولین ورٹر کے مصنف گوئٹے سے باتیں کرتا رہا۔ جب جلسے سے فرصت ہوگئی تو نپولین نے جوزفائن کو خط میں لکھا "ویمر میں ایک جلسہ ہوا جس میں شاہنشاہ اسکندر ناچا۔ لیکن میں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہم تو اب چالیس برس کے ہوچکے"

اسکندر عاشق مزاج بھی تھا ار فرتھ میں تنسٹر کے درمیان ایک نہایت مشہور

تماشہ کرنے والی تھی اور اپنے چھرائی اور خوبصورتی میں بے نظیر تھی۔ اسکندر کا اس پر دل آگیا۔ اور اس نے نپولین سے پوچھا کہ اگر میں اس کو اپنے پاس بلاؤں اور اس سے ملوں تو کوئی بری بات تو نہیں ہے۔ نپولین نے کڑے ہو کر جواب دیا ہرج تو کوئی نہیں ہے۔ اِلا تمامی پیرس میں آپ کی شہرت ہو جائیگی اور آج ہی ذرا دیر سے حالات یہاں سے چلکر دوسرے ڈاک بدلنے کے مقام پر پہونچ چکینگے" اپنی اس بدنامی سے زار ڈر گیا اور سودا اے عشق کو جو اس عورت کی طرف سے بھڑکا تھا سر سے نکال ڈالا۔ ارفرتھ ہی میں نپولین نے ٹالما سے کہا تھا کہ نیرو کے متعلق رسین کی تصنیف موسوم ہہ برٹنی کس پر تمھاری رائے غلط ہے۔ دیکھو شاعر نے نیرو کے شروع عہد میں اس پر بے رحم اور خود سر بادشاہ ہونے کا الزام نہیں لگایا ہے۔ لیکن ہاں جب نیرو عشق کے جن سے دبا اور اس عشق میں اس کو مدعاے دل حاصل نہوا تو محض اسی وجہ سے وہ ظالم۔ جفاکار اور جابر بن گیا"

جینا کے میدان میں جہاں نپولین نے پروشیا کی فوج کو شکست فاش دی تھی جنگی کھیل اور تماشے ترتیب دیے گئے اور یہ سب انتظام انھیں لوگوں نے کیا جو نپولین کی ازدیاد عزت کی خواہش سے اپنی ہزیمت فراموش کرنا چاہ رہے تھے۔ لینڈ گرافن برگ کی پہاڑی پر جہاں دو سال اس سے پہلے نپولین ۱۹۔ اکتوبر کو رات میں مقیم ہوا تھا ایک عظیم الشان خیمہ ایستادہ کیا گیا۔ میدان جنگ میں اس وقت نپولین کی جلو میں بڑا جلیل القدر موکب تھا۔ ہزارہا آدمی نپولین جیسے فاتح کو دیکھنے کو گرد جمع ہو گئے تھے تماشے اور کھیل ہوے۔ لیکن یہاں پر صرف ایک ذرا نپولین کی فیاضی کا کرشمہ دکھانا منظور ہے یعنی چونکہ جینا کی جنگ میں اس بستی کو آتش زدگی وغیرہ سے سخت نقصان پہونچا تھا نپولین نے اس وقت بستی والوں کو تین لاکھ فرانک جبری معاوضہ کے طور پر عطا کیے۔

آخر کار دونوں شاہنشاہوں کے باہم جملہ مراتب طے ہو گئے اور عہد نامہ پر دستخط ہو گئے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرانس اور روس میں عہد نامہ کی سنجیدگی سے تجدید کی گئی اور معاہدہ کیا جاتا ہے کہ دونوں سلطنتیں امن و جنگ دونوں حالتوں میں متحد ہو کر کارروائی کرینگی اور دونوں بادشاہ ملکہ انگلستان پر اس بات کا زور ڈالینگے کہ وہ صلح کرلے۔ اور اس صلح نامہ کی درخواست میں ایسی منصفانہ شرائط تجویز کیجائینگی کہ انگلستان کے جمہور اپنے بادشاہ سے خود ایسی صلح کر لینے پر اصرار کرینگے۔ روس نے جوزیف کو اسپین کا فرماں روا تسلیم کرلیا۔ اور فرانس اس بات پر راضی ہو گیا کہ روس فن لینڈ مولڈیویا۔ اور ولیشیا پر قابض رہے۔ نپولین نے بادشاہ انگلستان کے نام مراسلہ کا خود مسودہ لکھا۔ جس میں صلح کی تجویز پیش کی گئی اور دونوں شاہنشاہوں نے اس پر اپنے دستخط کر دئے۔

چونکہ اس موقع پر آسٹریا کا بادشاہ مدعو نہ کیا گیا تھا وہ بہت خفا ہوا۔ رخصت کے وقت نپولین آسٹریا کے سفیر سے ملا۔ اور اس سے آسٹریا کی مخالفانہ تجاویز کی شکایت کی۔ اور کہا کہ تمھارا بادشاہ جب تک یورپ کی امن چین میں خلل انداز رہیگا یورپ کے معاملات سے اس کی علیحدگی رہیگی۔ اور پھر نپولین نے اس سفیر کو ایک خط دیا اور کہا کہ اپنے بادشاہ فرانسس کو یہ دے دینا۔ نپولین نے بڑی بےتکلفی سے اس میں دوستانہ طریقے سے لکھا تھا:-

"برادرم۔ آپ کی نیک نیتی پر مجھے کبھی شک نہیں ہوا ہے۔ لیکن یہ دیکھکر کہ ہمارے باہم کچھ عرصے سے پھر مخالفت کی صورت پیدا ہو چلی ہے مجھے ڈر پیدا ہوا۔ وائنا میں جو آپ کا دارالحکومت ہے ایک گروہ ایسا موجود ہے جو فساد کرنا چاہتا ہے اور آپ سخت تدابیر و تجاویز اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں یہ بات میرے اختیار میں ہی ہے کہ آپ کی سلطنت کے ٹکڑے کردوں یا کم سے کم اس کی طاقت کو گھٹا دوں لیکن

میں نے ایسا نہ کیا آپکی جو کچھ موجودہ حالت ہے وہ میری مرضی سے قایم رہی ہے۔ اور یہ ہی اس بات کا کامل ثبوت سمجھنا چاہئے کہ آپ کی طرف سے میرے دل میں کوئی فاسد ارادہ نہیں ہے۔ آپ کی سلطنت کی رونق کا میں ہمیشہ ذمہ دار رہا ہوں میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی سلطنت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچاونگا۔ پھر آپ کو یہ بات کس طرح زیبا ہے کہ آپ پھر اُسی سوال کو معرض بحث میں لاتے ہیں جو پندرہ سال کی متواتر جنگ سے طے ہو چکا ہے۔ اگر آپ سیدھی سادی دوستانہ روش اختیار کرینگے تو آپ کی سلطنت کی خوش حالی اور بہبودی ہو گی اور آپ کو ایسی راحت اور بے فکری رہے گی جس کی آپ کو بہت سی تکلیفوں کے اُٹھانے کے بعد خواہش اور آرزو ہے۔ پس ایسی کارروائیاں کیجئے کہ دوسروں کو وحشت نہو اور آپ کا مدعا اسی سے حاصل ہو جائیگا۔ ان دنوں سب سے بہترین طرز عمل یہ ہے کہ سادگی اور سچائی سے کام کیجئے اور مجھے صاف لکھ بھیجئے کہ وہ کون سے امور ہیں جن سے آپ کو تردد ہے اور میں اُن ترددات کو فوراً رفع کردونگا“

انھیں مخفی ملاقاتوں میں یہ مسئلہ بھی پیش کیا گیا کہ جوزیفائن کو طلاق دیجائے اور روس کے خاندان کی کسی شاہزادی سے نپولین دوسری شادی کرلے ہم جس وقت اس مسئلہ پر بحث کرنے کو قلم اُٹھاتے ہیں تو سچ یہ ہے کہ رنج سے کلیجہ منہ کو آیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ یہ معاملہ وہ معاملہ ہے کہ نپولین کے چال چلن پر اس سے بڑا اور کبھی نہ مٹنے والا دھبہ لگتا ہے جوزیفائن نے تو نپولین کو معاف کردیا کیونکہ وہ ایسی ہی باوفا۔ عالی حوصلہ۔ اور نیکو نہاد بانو تھی۔ لیکن دنیا نپولین کو کس طرح معاف کرسکیگی یہ جوزیفائن وہی جوزیفائن ہے جس نے بڑے بڑے مصائب اور خطرات کی سنسنیوں میں وفا کا دامن نہ چھوڑا اور نپولین کی شہرت اور آبرو بڑھانے میں بڑے بڑے سلیقوں کا اظہار کیا۔ اُس کی محبت و وفا پر کسی خاتون کی محبت و وفا سبقت نہ لے جاسکی۔

پس کیسا ہی دنیا وی اشد ضروری امر ہو ان تعلقات کے قطع کرنے کو کافی نہیں ہو سکتا نپولین کے اس فعل سے خدا کا قہر اُس پر ٹوٹ پڑا۔ نپولین نے ہار کر آخر خود بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ "ہاں جوزیفائن کو طلاق دینا واقعی سب سے بڑی بلا تھی جو مجھ پر نازل ہوئی"۔ نپولین کا یہ عذر محض پوچ اور لچر عذر ہے کہ بڑے لالچ نے مجھے ناچار کر دیا تھا اور "میں جوزیفائن کو کبھی طلاق نہ دیتا اگر میری حب جاہ کے ساتھ بڑے عالی حوصلہ اور ارفع مقاصد مخلوط نہ ہوتے۔"

لیکن جس طرح ہم اپنے انتہائی غم کی حالت میں نپولین کو بُرا کہہ رہے ہیں ہمیں ذرا اُس کی معذرت پر بھی توجہ کرنا چاہئے جو دنیا کی ملامت کی تلخی کم کرنے کو وہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ جوزیفائن بھی ہمارے سامنے فریادی ہے۔ اُس کے رخسار سیلِ اشک میں ڈوبے ہوئے ہیں اور سوزِ محبت سے اُس کا دل شمع کی مانند گھل رہا ہے۔ لیکن واہ ری خاتونِ دریادل۔ اپنی فریادوں میں ہم سے وہ یہ بھی التجا کرتی ہے کہ "میرے شوہر کو معاف کرو اور اگرچہ اُس نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا تاہم اُس نے مجھ سے ایسی محبت کی ہے کہ دنیا کی کسی شئے سے ایسی الفت نہیں کی"۔ کیسے ہے! ایسی جوزیفائن کو طلاق دینا۔ ایسا اندوہ ناک اور پُر حسرت تماشہ تو اس تماشہ گاہِ عالم میں کبھی ہوا ہی نہ ہوگا۔ لیکن اب نپولین کا عذر بھی سُن لیجئے۔ اُس نے جوزیفائن سے کہا "جوزیفائن مجھکو تجھ سے محبت ہے اور تجھکو بھی یقین ہے مجھے صرف تجھی سے محبت ہے اور دنیا میں دو ایک ساعتیں خوشی کی جب کبھی نصیب ہوئی ہیں وہ مجھے تیری ہی بدولت نصیب ہوئی ہیں۔ تجھے خوب معلوم ہے کہ یورپ کے سب تاجدار مجھ سے اسلئے مخالفت کر رہے ہیں کہ میں جمہوریت میں پیدا ہوا اور انھیں جمہور کا حامی ہوں اور امرائی گروہ مجھے بہت دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جنگ و جدل اور اُس سے پیدا ہونے والی مصائب کا خاتمہ نظر نہیں آتا۔ ہزارہا گھر برباد ہو گئے اور یورپ کے

ممالک کی زمین لہو میں لال ہوگئی۔ اگر میں کسی شاہی خاندان کی شاہزادی سے مثلاً روس یا آسٹریا کی شاہزادی سے شادی کرلونگا تو میں بھی شاہی خاندان میں شمار ہونے لگونگا۔ اور میری اولاد شاہی نسل سے سمجھی جائیگی اور اس بچہ کی ذات سے میرا ایک الیھار سنیق پیدا ہو جائیگا کہ میرے حقوق قایم رہینگے اور یورپ میں امن چین ہو جائیگی اور جنگ کی تباہی سے ہزاروں خانمان محفوظ ہو جائینگے۔ اور اس باہمی جدائی کے بعد کیا ممکن نہیں ہے کہ میں تجھ سے ویسی محبت کرتا رہوں جیسی اس وقت کرتا ہوں ہم ایک دوسرے کے دلی دوست بنے رہینگے۔ ہم میں باہم ملاقات ہوتی رہیگی۔ اتحاد اور پیار ویسا ہی قایم رہیگا۔ تو۔ پیاری جوزیفائن کیا یہ بات ناممکن ہے کہ صرف بڑے شریفانہ اور بنی نوع کی بہبودی کے اغراض کی غرض سے ہم صرف ایک رشتہ کو جو شوہر و زوجہ کے باہم ہوتا ہے قطع نہ کردیں۔ دل تو ہمارے ملے ہی رہینگے پس اس رشتہ کے قطع کرنے سے ہم ایسی نفس کشی کی نظیر دکھلا سکینگے کہ آجتک کسی بشر نے نہیں دکھائی۔ اور اس بات پر راضی ہوجانا ایسے بڑے فائدوں کی تکمیل کردینا ہے کہ یہ موقعے انسان کے ہاتھ بڑی خوش قسمتی سے آتے ہیں۔

"جوزیفائن غور تو کر۔ کہ اگر ابھی میں مرجاؤں تو میرا جانشین کون ہوگا؟ ہزاروں جاہ طلب دعوے دار تلواریں ہاتھوں میں لئے ہوئے۔ تمامی قوم کو طوائف الملوکی پر آمادہ کردینگے اور فرانس کے لئے جو چیزیں میں ترکہ میں چھوڑونگا وہ خونریزی۔ آتش زنی اور بربادیاں ہونگی۔ اور اگر دوسری شادی کرلینے سے کہیں خدا نے مجھے بیٹا دیدیا تو ان سب مصائب کا خاتمہ ہوجائیگا۔ قوم میں امان بنی رہے گی اور وہ خوشحال ہوجائیگی۔ اب جوزیفائن انصاف تجھی پر ہے اور تو ہی کہدے کہ ہمارا باہمی رشتہ قطع کرنا کیسا ہے۔ کیا یہ نہایت عالی حوصلگی اور نیک نیتی پر مبنی نہیں۔ اگر ہم نے ایسا کردیا تو یہ بڑی گرانبہا قربانی ہے اور فرانس اس قربانی کی قدر کریگا اور وہ نسلیں جنہوں نے

عالم اسباب میں ابھی قدم نہیں رکھا ہے دنیا میں آکر ہم کو دعائیں دینگی اور رحمت بھیجیں گی
نپولین کے ان خیالات کی سب قدر کرینگے۔ نپولین کو بچپن سے کسی مذہبی
مدرسہ میں مذہبی قواعد کی سخت پابندی کی تربیت نہ ہوئی تھی۔ اور وہ اس معاملہ کو اس
مذہبی نگاہ سے نہ دیکھ سکا جس نگاہ سے مسیحی مذہب کا پکا دیندار دیکھتا ہے۔ اُس کے
کان تک یہ سنجیدہ الفاظ نہ پہونچے تھے " کہ اللہ تعالی جلشانہ یوں اور اس طرح فرماتا ہے"
اُس پر صرف دنیوی انصاف اور ضروریات کا اثر تھا اور اسی اثر کے اعتبار سے
اُس نے طلاق کے معاملہ میں جو کچھ عزم کیا تھا ظاہرا عالی حوصلگی اور نیک نتائج
کی امیدوں سے خالی نہ تھا۔ لیکن ایک ربانی انصاف بھی ہے اور وہی قوانین الہی
کو سمھالے ہوئے ہے اور یہ اُن حالتوں میں اپنا کام کرتا رہتا ہے جبکہ دنیا دار کی
آنکھ کو اس کی ضروریات نہیں سوجھتی ہیں۔ قانون الہی پر نپولین ہنس دیا کرتا تھا
لیکن چونکہ وہ عروج و اقتدار کے فلک ہفتم پر پہونچا ہوا تھا دنیا نے اُس کے گناہ
کو دیکھ لیا اور اسی دنیا نے پھر اُس گناہ کی پاداش کو بھی مشاہدہ کیا۔

اس نازک معاملہ کے متعلق ٹیلرانڈ نے اشارۃً کچھ چھیڑ چھاڑ کی اور نپولین کے
اس ارادہ کو سنکر اسکندر بے حد مسرور ہوا اور کہنے لگا" مجھے تو اُس دن کا بڑا ہی بیچینی
سے انتظار ہے کہ ہم دونوں صرف دوست ہی نہ کہلائیں بلکہ بھائی کہلائے جائیں۔
اسکندر نے کہا وہ دن جلد آئے کہ میں پیرس جاؤں اور اپنی بہن کو فرانس کی ملکہ کہکر
گلے لگاوں۔ اور یہ کہتے ہی اُس کا چہرہ خوشی سے دمک گیا مگر اس نے یہ بھی صاف
کہدیا کہ میری ماں اور روس کے اُمرا اس معاملہ میں سخت مخالفت کرینگے۔ یہ نپولین
کے سخت دشمن ہیں کیونکہ وہ تمامی یوروپ کی ایسی سلطنتوں کی بنیادیں ہلائے
ڈالتا ہے جہاں قدیم سے امرا کا راج چلا آیا ہے" اس ملاقات میں اس بارہ
میں خفیف ہی سا اشارہ ہوکر رہ گیا اور کچھ پورا زور نہ دیا گیا۔ نپولین اس معاملہ

میں اکثر بڑے تزود سے غور کیا کرتا تھا۔ اور اُس کے ارادہ میں ہمیشہ جوزیفائن کی محبت جس سے اُس نے جوانی میں شادی کی تھی حایل ہو جایا کرتی تھی۔ اگرچہ جوزیفائن سے دوسرے ہزارہا اشخاص نے اس ہولناک افواہ کا تذکرہ کیا تھا لیکن اب تک نپولین کو اس معاملہ میں جوزیفائن کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔

(۳۱۸) نپولین کی مدحت طرازی میں اسکندر ہر وقت رطب اللسان رہتا تھا وہ صرف اُس کی ذکاوت ہی کا مداح نہ تھا بلکہ اُس کی شائستگی۔ دلفریب شگفتگی اور کریم النفسی کا بھی اسی طرح ثناخواں تھا اور وہ کہتا تھا کہ نپولین سب سے زیادہ بڑا ہی آدمی نہیں ہے بلکہ سب آدمیوں سے بہتر بھی ہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اُس میں جاہ طلبی ہے اور وہ جنگ کا شائق ہے لیکن یہ سب غلط ہے صرف ملکی ضروریات کی وجہ سے وہ جنگ کرتا ہے اور جب لڑتا ہے جبکہ معاملات کی پیچیدگی اُس کو لڑنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

نپولین ہر معاملہ سے ایسا باخبر تھا کہ تمام دنیا کو حیرت ہو گئی تھی۔ مذہبی شخصوں۔ فلسفیوں۔ مورخوں۔ افسانہ نگاروں سے جب اُس کو گفتگو کا اتفاق ہوا تو اُس نے ثابت کر دیا کہ ہر معاملہ میں اُس کو کامل دستگاہ حاصل تھی۔ ٹیسی ٹس پر جس نے اپنے زمانہ کے حالات کو ضرورت سے زیادہ رنگینی کے ساتھ بیان کیا ہے نپولین کی قدح مسیحی مذہب اور اسلام کے مابین فرق کا بیان کرنا۔ زمانہ حال کے علم ادب کی خامیوں پر اُس کی ایک سرسری نظر ڈالنا ایسی باتیں ہیں کہ سب علمائے اُس کی ہمہ دانی کو مان لیا ہے۔ اُس نے جرمنی افسانوں کا ذکر کیا ہے جن کا شیکسپیر سے چربہ اُتارا گیا ہے اور جن میں مسرت خیز واقعات کو اندوہ ناک معاملات اور ظرافت کے ساتھ انوکھی طرح سے مخلوط کر دیا گیا ہے اور اسی کے متعلق اُس نے گرٹی سے کہا۔ "مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آپ جیسا لایق شخص ان معاملات میں امتیاز نہ کر سکا" اور تھیرس صاحب کہتے

ہیں کہ نپولین کا یہ اعتراض ایسا جامع ہے کہ ہمارے زمانہ کے بہت سے نکتہ چین اُس کو سمجھ بھی نہیں سکتے ہیں۔"

ایک دعوت کے جلسہ میں پوپ صاحب کے ایک عام حکم کے متعلق جس کا نام "گولڈن بل" (سنہرا فرمان) رکھا گیا تھا بحث چھڑی۔ ایک صاحب نے اس کی تاریخ ۱۴۰۹ء بیان کی لیکن نپولین نے کہا۔ تم غلطی پر ہو۔ ۱۴۰۹ء میں یہ حکم جاری نہیں ہوا۔ یہ حکم چارلس رابع کے عہد میں ۱۳۳۶ء میں جاری ہوا تھا۔ اس پر سب کو حیرت ہوئی کہ ایسی ایسی علمی اور تاریخی باتیں نپولین کو ایسی صحیح کیونکر معلوم ہیں۔ نپولین اپنے حیرت کرنے والے جلیل القدر مہمانوں کے تعجب پر مسکرا کر کہنے لگا "جب میں فوج میں لفٹنٹ تھا تو ویلینس کی سپاہ کے ساتھ تین برس رہا تھا۔ چونکہ جلسہ داروں کا عادی نہ تھا تو نہایت تنہائی میں رہتا تھا۔ اتفاق سے میں ایک کتب فروش کے گھر مقیم تھا اور اُس کے کتب خانہ تک میری اچھی طرح رسائی تھی اور اُس کی سب کتابیں کئی مرتبہ میں نے مطالعہ کی تھیں۔ جن کے مضامین خواہ حربی معاملات سے متعلق ہوں یا دوسرے مضامین سے تعلق رکھتے ہوں مجھے سب یاد ہیں۔"

واقعہ بھی یہی ہے کہ نپولین کی محنت اور حافظہ کو دیکھکر کہا جا سکتا ہے کہ فوق العادت محنت اور حافظہ اُس کو عطا ہوئے تھے۔ فرانس کا ذرا بھی مشہور شخص ہو لیکن نپولین سوا اُس کے خانگی حالات۔ عادات و اطوار اور لیاقت کا حال سب ہی کچھ سن لیجئے۔ اُس نے بڑی صحت کے ساتھ اپنے وزرا سے فہرستیں تیار کرائی تھیں جن کو وہ سلطنت کی اخلاقی حالت دکھلانے والی فہرستیں کہا کرتا تھا۔ اور پھر وزرا کی رپورٹ اور خانگی خط و کتابت کی مدد سے اُس نے ان اخلاقی آئینوں کی تصحیح کی تھی۔ سب خطوط اُسی کے پاس آتے تھے اور وہ خود سب کو پڑھتا تھا اور مضامین کو کبھی نہ بھولتا تھا رات دن میں وہ بہت کم سوتا تھا اور جاگنے کی حالت میں ہر ساعت سے کچھ نہ کچھ

فائدہ اٹھانے اور ترقی کرنے کی فکر کرتا رہتا تھا اُس کا حافظہ ایسا تھا کہ ریاضی کے سوالوں کے عمل پر جب وہ ایک نگاہ ڈال جاتا تھا تو اس عمل کو نہ بھولتا تھا اپنی سلطنت کے تمامی محاصل اُس کو یاد تھے۔ اور حساب کتاب کی غلطی کو تو ایک نگاہ میں وہ ایسا پکڑ لیتا تھا کہ دیکھنے والے بالیقین جانتے تھے کہ یہ مہارت بشری طاقت سے خارج ہے ایک دن وہ فوج کے خرچ خوراک کو پڑتال رہا تھا۔ ایک موقع پر لکھا تھا کہ اس تاریخ بنزن کن میں فوج کی خوراک میں اس اس قدر صرف پڑا۔ یہ دیکھتے ہی اُس نے فوراً کہا کہ یہ فوج اس تاریخ کو بنزن کن میں ہرگز نہ تھی اور یہ بابت خرچ کے متعلق قطعی غلط ہے'' وزیر کو بھی یاد تھا کہ اس تاریخ نپولین فرانس میں نہ تھا۔ چنانچہ اس واقعہ سے فائدہ اٹھانے کو اُس نے کہا'' جہاں پناہ یہ حساب صحیح ہے'' مگر نپولین نے نہ مانا اور تحقیقات سے معلوم ہوا کہ محاسب نے جعل بنایا تھا۔ اور وہ اُسی وقت برخاست کر دیا گیا۔ اس کے بعد یہ خبر تمام سلطنت میں مشہور ہو گئی کہ شاہنشاہ بڑا باخبر ہے۔ اور تمامی بے ایمان اہلکاروں کے کان ہو گئے۔ جب نپولین۔ ان وانٹڈ نامی جہاز میں جزیرۂ آیلبا کو جا رہا تھا تو صیغہ بحر کے متعلق باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن کھانا کھاتے وقت نپولین نے کہا۔ میں نے بہت سے جنگی جہازوں کی تعمیر کی تجویز کی تھی'' اس پر کسی نے کہا کہ'' جہاز بنانا تو دشوار نہ تھا لیکن ملاحوں کو مشق کس طرح کرائی جاتی۔ کیونکہ تمام سمندر میں تو انگریزی جہازوں کا دخل تھا'' نپولین نے جواب دیا'' میں نے قواعد کی مشق کے متعلق یہ تجویز کیا تھا کہ ملاح چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں ساحل کے متصل ہی مشق کیا کریں اور بندرگاہ میں کھلے سمندر کے اندر کام کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اور اُن کو طوفانی حالت میں نہایت وقت طلب نقل و حرکت کی اس طرح مہارت ہو جاسے'' منجملہ دوسری دشواریوں کے نپولین نے اُس دشواری کا بھی تذکرہ کیا کہ تلاطم کی حالت میں ایک جہاز کو

دوسرے جہاز کے لنگروں سے کس طرح علیحدہ رکھتے ہیں اُسی وقت ایک افسر نے پوچھا کہ اس اصطلاح کا کیا مطلب ہے۔ اور کس قسم کی دشواری پیش آتی ہے اور اس دشواری پر کس طرح غالب آتے ہیں۔ کپتان یونشر کہتا ہے کہ" اس سوال کے جواب میں شاہنشاہ نے دو کانٹے میز پر سے اُٹھا کر اس سوال کو ایسا عملی اور علمی طور سے سمجھایا اور سمجھانے کا ایسا مختصر طریق اختیار کیا کہ مجھے کوئی پیشہ ور اس فن کا اُستاد بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ سوال کو ایسی خوبی صحت اور صفائی سے حل کر دے اور اس سے ثابت ہوتا تھا کہ شاہنشاہ نے صیغہ بحر کے متعلق نہایت کامل تعلیم پائی تھی۔ لیکن واقعی ایسی تعلیم اُس کو کبھی نہیں ہوئی تھی۔"

اسی بحری سفر کے دَوران میں جزیرہ کورسیکا کے ساحل پر سینٹیا کا بندرگاہ کھولنے کا سوال پیش ہوا۔ نپولین نے فوراً پانی کا عمق۔ اُتھلے پانی اور ایسی جگہ کا حال بیان کر دیا جہاں جہاز لنگر انداز ہو سکتا تھا۔ اور ایسی تفصیل سے تمامی حال بیان کیا کہ گویا اسی بندرگاہ میں اُس نے اپنی تمام عمر صرف کی تھی۔ اور جب کپتان یونشر نے نقشہ سے ملان کیا تو نپولین کے بیان میں ایک حرف کا بھی فرق نہ نکلا۔

باربرداری کے کمانڈر نے اتفاقیہ کہا کہ میرا ارادہ جینوا کے قریب کھاڑی میں جانے کا تھا۔ نپولین نے سنتے ہی کہا" خوب ہوا کہ تم اُس کھاڑی میں نہ گئے بحر روم میں اس سے بدتر کوئی جگہ نہیں ہے۔ اگر تم چلے جاتے تو چار ہفتے یا چھ ہفتے تک پھر سمندر میں نکل کر آنا نصیب نہ ہوتا" اور پھر اُس نے اس چھوٹے خلیج کے تفصیلی حالات بیان کرنا شروع کئے۔ اور جب کپتان ونڈا اس نے یہ حال سنا جو اس کھاڑی سے کچھ عرصہ ہوا تھا واپس آیا تھا تو اُس نے نپولین کے بیان کی پوری تصدیق کی اور بڑی حیرت کا اظہار کیا اور کہا۔ کہ" چونکہ میں اس کھاڑی کا معائنہ کر آیا ہوں اور ہر بات سے واقف ہو گیا ہوں مجھے یقین تھا کہ ان تمامی حالات کو

دریافت کرنے والا میں ہی ہوں لیکن میرا خیال غلط نکلا اُس کے تمامی حالات تو جہاں پناہ کو پہلے سے معلوم ہیں "

جس عزم اور مصروفیت سے نپولین محنت کا عادی تھا اُس کے بیان سے حیرت ہوتی ہے اور شاید اس معاملہ میں اُس سے کوئی سبقت نہیں لے گیا۔ جس زمانہ میں مجموعہ ضابطہ دیوانی پر بحث ہوا کرتی تو نپولین بارہ گھنٹے سے لیکر پندرہ گھنٹے تک برابر کام کرتا رہتا تھا اور تکان کے آثار ظاہر نہ ہوتے تھے۔ بارہ منشی متعین کیے گئے تھے۔ اور منیر اُن کا افسر تھا اور یہ خدمت سپرد تھی کہ انگریزی اخباروں کے اقتباس کر کر اُن کو درجوں میں تقسیم کرے۔ اور اُس کو حکم تھا کہ شاہنشاہ کے متعلق جسقدر مذموم باتیں منسوب کی ہوئی نظر آتی جایئں کسی کو فروگذاشت نہ کرے۔ لیکن منیر جو زبان کے متعلق نہایت مذموم بہتانوں کو بعض نرم الفاظ میں نقل کرتا تھا اور بعض وقت نہایت شدید بہتمتوں کو چھوڑ بھی جاتا تھا۔ نپولین دوسرے شخصوں سے بھی ان اخبار کے متعلق سوال کیا کرتا تھا اور آخر میں اُسے منیر کی ترمیم کا حال کھُل گیا جو محض نیک نیتی سے عمل میں آرہی تھی نپولین نے اس کو تاکید کی کہ ایسا ہرگز نہ کرے بلکہ جو کچھ لکھا ہوا پائے صاف صاف بجنسہ اقتباس کیا کرے۔ نپولین کو یہ فرصت بھی مل جایا کرتی تھی کہ ضخیم ضخیم جلدوں پر ایک نظر ڈالکر اُن کے تمامی مطالب اپنے حافظہ میں محفوظ کر لیا کرتا تھا۔ ہر صبح کو شاہنشاہ کے کتب خانہ کے مہتمم کا یہ بھی کام ہوا کرتا تھا کہ کتابوں اور نقشوں کو شاہنشاہ کی میز سے اٹھا لیجائے اور اُن کی جگہ پر دوسری کتابیں رکھ جائے کیونکہ شاہنشاہ کو مطالعہ سے کبھی سیری نہ ہوتی تھی۔

ایک دن میں ایک مرتبہ مارشل دروس نپولین کے کھانا کھانے کے کمرہ میں آیا اور چاہا کہ اپنی تلوار کمر سے کھول کر علیحدہ رکھ دے۔ لیکن کیا دیکھتا ہے کہ تلوار لانا بھول گیا ہے نپولین نے فوراً اپنی تلوار اُس کے سامنے پیش کی اور اسکندر نے بڑی خوشی سے

اُس کو لے کر کہا " یہ ہماری باہمی دوستی کی ضمانت ہے اور میں یہ تلوار آپ کے خلاف کبھی نہ اٹھاؤنگا " نپولین کہتا ہے کہ " میرے اور اسکندر کے درمیان بہت سی ایسی چیزیں بدلی گئیں جن سے ہماری باہمی دوستی اور محبت کا پکّا ثبوت ملتا تھا۔ کئی دن ہم دونوں ساتھ ساتھ رہے اور بڑی بے تکلفی تھی اور بڑی بڑی مخفی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ ہم دونوں دو جوان رئیس زادوں کا سا حال تھا اور سیر و تفریح میں شریک رہتے تھے اور ایک کی بات دوسرے سے مخفی نہ تھی " ایک خط میں نپولین جوزفائن کو لکھتا ہے " اسکندر سے میں بہت خوش ہوں اور اُس کو چاہئے ہے کہ مجھ سے خوش ہو۔ اگر یہ اسکندر عورت ہوتا تو میں اس پر عاشق ہو جاتا "

۱۴۔ اکتوبر کو نپولین اور اسکندر ساتھ ساتھ گھوڑوں پر سوار نکلے۔ فوجیں مسلح تھیں اطراف سے ہزار ہا آدمی دونوں تاجداروں کو رخصت ہوتے ہوئے دیکھنے کو آئے تھے۔ چند میل تک دونوں ہمراہ گئے۔ پھر گھوڑوں سے اتر پڑے۔ گھوڑے سائیسوں نے لے لئے اور دونوں تھوڑی دور تک راز کی باتیں کرتے چلے گئے۔ اور پھر بغلگیر ہوئے مخلصانہ دوستی اور جاہ طلبی اور حکمت عملی کے رشتوں نے اُن کو ملا دیا تھا اسکندر اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔ اور دونوں شاہنشاہوں نے ہاتھ ملایا اور ایک نے دوسرے کو خدا حافظ کہا۔ اور جب دونوں رخصت ہوئے تو اُدھر گاڑی کے پہیوں کی گھڑگھڑاہٹ تھی اور اُدھر گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز تھی۔ اور دونوں کی جلو میں بڑا عالی شان موکب تھا۔ اسکندر تو سینٹ پیٹرزبرگ کو روانہ ہوا اور نپولین خاموش سوچ میں ڈوبا ہوا ارفرٹھ کو واپس آیا اور اس کے بعد پھر تمام عمر ایک دوسرے سے ملاقات نہ ہوئی۔ بلکہ بہت زمانہ نہ گذرنے پایا کہ ایک کی فوج دوسرے کی فوج پر حملہ آور ہوئی اور اسکو میں آگ لگی ہوئی تھی اور روسی خونی برف گر رہی تھی۔

ارفرٹھ میں آکر نپولین دوسرے فرمانرواؤں اور بڑے آدمیوں سے بھی رخصت

ہوا جو ہنوز موجود تھے اور اُسی سہ پہر کو نپولین نے پیرس کو مراجعت شروع کی۔ اور ارفرٹ میں جہاں دونوں شاہنشاہوں کی تشریف آوری سے عجب دھوم دھام رہتی تھی پھر سناٹا ہوگیا۔ اپنی عادت کے موافق خواب و آرام سے کوئی سروکار نہ رکھکر نپولین شبانہ روز بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا ۱۸۔ اکتوبر کو سینٹ کلاوڈ میں واپس آگیا۔

نپولین نے فوراً دو سفیر ایک تو فرانس کی طرف سے اور دوسرا روس کی جانب سے دونوں شاہنشاہوں کا دستخطی مراسلہ در بارہ صلح دیکر انگلستان کو روانہ کئے اور اس مراسلہ کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ اس پر نپولین اور اسکندر دونوں کے دستخط تھے۔

"جہاں پناہ یورپ کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ ہم دونوں ارفرٹ میں ملاقی ہوئے۔ ہماری پہلی خواہش یہ ہے کہ یورپ کی دوسری اقوام کے حسب مراد کام ہو یعنی جہاں پناہ سے بہت جلد صلح کرلی جاوے۔ اور ایسی کافی تدابیر عمل میں لائی جائیں کہ یورپ کی مصائب کا خاتمہ ہو۔ وہ طولانی جنگ جس نے تمام براعظم کو ہلا دیا اب ختم ہوگئی ہے اور پھر شروع نہیں ہوسکتی۔ یوروپ میں بہت سی تبدیلیاں ہوگئیں اور بہت سی فرماں روائیاں غارت ہوگئیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بحری تجارت میں رک کی گئی ہے جس سے بڑی مصیبت اور بے چینی پیدا ہوگئی ہے۔ اور ابھی ممکن ہے کہ اور تبدیلیاں ہوں اور وہ انگلستان کی مصالح ملکی کے خلاف ہونگی۔ پس یورپ کی تمامی اقوام اور برطانیہ اعظم کا بھلا اسی میں ہے کہ صلح ہوجاوے اور ہم دونوں ملکہ جہاں پناہ سے گذارش کرتے ہیں کہ رحم کیجئے اور غصہ سے درگذریئے اور متضاد مقاصد میں قوموں کی تشفی فرمایئے اور یورپ کی نسلوں کی حفاظت کے وسائل مستحکم کیجئے جن پر خدا نے ہم کو حکمراں کیا ہے"

یہ ضروری مراسلہ ملفوف مسٹر کیننگ وزیر اعظم کے پاس بھیجا گیا اور لفافہ کی عبارت

سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ لفافہ روس و فرانس کے شاہنشاہوں کی طرف سے بادشاہ
انگلستان کے نام تھا۔ سفیروں سے کہدیا گیا تھا کہ ہر جگہ ظاہر کردینا کہ ہم صلح کی درخواست
لے کر آئے ہیں۔ اس سے نپولین کا یہ منشا تھا کہ اگر صلح نہ ہو اور جنگ جاری رکھی جائے
تو برطانیہ کے جمہور کو معلوم ہو جائے کہ بانی جنگ فرانس نہیں ہے بلکہ خود برطانیہ ہے
بولون سے روانہ ہو کر ایلچی بہ آسانی انگلستان نہ پہونچے۔ کیونکہ برطانیہ کے وزراء صلح کے
اسقدر مخالف تھے کہ اُنھوں نے اپنے گشتی جہازوں کو سخت احکام بھیجدئے تھے
کہ صلح کے جھنڈے والے جہاز کو بھی نہ گذرنے دیں۔ مگر فرانس کے جہاز کا کپتان ایسا
ہوشیار تھا کہ انگلستان کے گشتی جہازوں سے بچکر ڈاون Down میں جا اترا
لیکن ساحل پر اترنے کی بڑی دشواری سے اجازت ملی۔ انجام کار روس کا ایلچی
لندن گیا لیکن فرانس کے ایلچی کو جہاز پر روک لیا گیا۔ مگر پھر مسٹر کننگ کے پاس ہی
اس بات کی اجازت آگئی کہ فرانس کا ایلچی بھی لندن کو چلا آئے۔ ان دونوں ایلچیوں
کی مدارات کی گئیں مگر ایک انگریزی افسر کا ان پر پہرہ مقرر ہو گیا اور وہ ان کو ایک لمحہ
کے لئے نہ چھوڑتا تھا۔

اڑتالیس گھنٹے گذر جانے پر ان ایلچیوں کو خطوط دیکر واپس کردیا گیا۔ یہ خطوط
فرانس یا روس کے شاہنشاہوں کے نام نہ تھے بلکہ وزرا کے نام تھے اور لکھا تھا کہ
تمھارا مراسلہ پہنچا۔ جواب بعد کو دیا جاویگا اس تلخ جواب سے صاف ظاہر تھا کہ دربار
لندن کو صلح سے پوری نفرت تھی اور کئی دن کے بعد وزیر انگلستان کی طرف
سے ٹال مٹول کا جواب موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا۔ صلح کی ایسی درخواستیں
ہمارے پاس پہلے بھی چند مرتبہ آچکی ہیں لیکن ہم ان کو سچا نہیں سمجھتے۔ اور ہم سے
تنہا صلح کی درخواست سے کیا فائدہ۔ درخواست ہو تو ہمارے جمیع شرکا سے
ہونا چاہیئے جن میں اسپین کے باغی بھی شامل ہیں۔ اور اس مراسلہ میں یہ غضب

کی توہین کرنے والی عبارت بھی درج تھی کہ وزرائے انگلستان دونوں شاہنشاہوں کی نام یہ مراسلہ اسلئے نہیں بھیج سکتے ہیں کہ ایک بادشاہ ان میں ایسا ہے جس کو برطانیہ نے بادشاہ تسلیم نہیں کیا ہے " باوجودیکہ یہ جواب نہایت ہی سخت درشت اور توہین کرنے والا تھا لیکن نپولین نے بڑی عالی ظرفی سے کچھ برا نہ مانا بلکہ نہایت نرم جواب دیا اور لکھا کہ " جیسی وزرائے انگلستان کی تجویز ہے کہ برطانیہ کے جمیع شرکا صلح کی خط و کتابت میں شریک کئے جائیں مجھے اس میں کوئی عذر نہیں ہے۔ ضرور سب شریک کئے جائیں۔ لیکن اسپین کے باغی علیحدہ رکھے جائیں۔ مگر اس مراسلہ سے بھی کچھ نہ ہوا اور انگلستان کے دربار سے فوراً یہ جواب ملا کہ ان دو بادشاہوں سے صلح محال ہے جن میں سے ایک نے اسپین کے جائز بادشاہ کو تخت سے اُتار دیا ہے اور دوسرے نے محض اپنے ذاتی اغراض سے اس ظلم کو ٹھنڈے جی سے دیکھا ہے کرنل نیپیر صاحب کو تسلیم ہے کہ مسٹر کننگ کے مراسلہ کا لہجہ توہین سے بھرا ہوا تھا۔ کرنل نیپیر کہتا ہے " یہ بتانا دشوار ہے کہ صلح کی درخواست پیش کرنے سے نپولین کا کیا مدعا تھا۔ ضرور اُس کو یقینی طور سے معلوم ہوگا کہ انگلستان اسپین کی جانب داری سے دست کش نہ ہونے والا نہ تھا۔ اور اگر اپنے دشمنوں میں صرف نفاق پیدا کرنے کی یہ تجویز نہ تھی تو اس معاملہ میں نپولین نے کوئی اور انتظام سوچ لیا ہوگا۔ لیکن انگلستان کے وزرا بھی اس بات پر متفق ہیں کہ نپولین صرف اپنے دشمنوں کے درمیان اس صلح کی تجویز سے نفاق پیدا کرنا چاہتا تھا۔ مگر آخر وہ کون سے دشمن تھے جن میں نپولین نفاق پیدا کردینا چاہتا تھا؟ کیا سویڈن سسلی اور پرتگال وہ دشمن تھے چہ خوش چرانہ بودی۔ ان بیچاروں کی نسبت ایسا خیال کرنا حماقت ہے۔ یہ کیا بودگی اور بساط رکھتے تھے اور کس شمار و قطار میں تھے۔ پس گمان غالب ہے کہ نپولین نے سچے جی سے صلح کی درخواست پیش کی تھی سینٹ ہلینا میں بھی نپولین نے یہی کہا

کہ میری درخواست سچے دل سے تھی" اور ہم خود بھی کہہ سکتے ہیں کہ اُس زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے جن کی وجہ سے ارفرٹھ میں کانفرنس ہوئی تھی نپولین کا ارادہ ضرور سچا تھا"

جیسا اوپر بیان ہوا وزراے انگلستان نے صلح کی خط وکتابت کا سلسلہ ایکدم قطع کردیا اور اب کوئی امید باقی نہ رہی کہ صلح ہوگی اور لیجئے انگلستان کے دربار کے جوڑ توڑ اور زر نے جنگجو آسٹریا میں تازی روح پھونک دی اور اسپین کے مذہبی دیوانے کسانوں کو از سر نو ابھار دیا۔ جنگ کے طوفان کے جھوکے چلنے لگے اور بدقسمت یورپ میں آگ کے شعلے بھڑکے اور خون کے دریا بہنا شروع ہوئے۔ اور بوناپارٹ کی غیر تسکین پذیر جاہ طلبی" پر نئے الزام دھرے گئے۔

کرنل نیپیر اپنی تاریخ میں دربار برطانیہ پر سخت ملامت کرتا ہے کہ اُس نے صلح کے پیغام وسلام کا سلسلہ قطع کردیا وہ کہتا ہے " نپولین عین حق پر تھا کہ اُس نے اسپین کے باغیوں کو صلح کی خط وکتابت کی شرکت سے علیحدہ رکھنا چاہا۔ اور اگر نپولین انکو شریک کرلیتا تو گویا صلح کی کارروائی آغاز کرنے سے قبل وہ اپنے اسلحہ ہاتھ سے رکھ دیتا۔ اس میں کلام نہیں ہے کہ برطانیہ اسپین کی شرکت نہیں چھوڑ سکتی تھی لیکن صلح کی بات چیت بند کرنے کے لئے یہ کوئی ضروری وجہ نہیں ہوسکتی۔ یعنی صرف نپولین کا یہی تو مدعا تھا کہ اسپین والے مشورہ میں شریک نہوں۔ لیکن اس سے یہ کب لازم آتا تھا کہ مشورہ میں اسپین کے متعلق بحث نہ کی جاتی۔ یہ کوئی لازمی امر نہ تھا کہ وزراے انگلستان اسپین کی آزادی کو خواہ مخواہ معرض خطر میں ڈال ہی دیتے اور نہ اس مشورہ کی وجہ سے مخالفت کی گرمی میں لازمی طور سے کوئی ٹھنڈک پڑجاتی نہ برطانیہ اسپین کو مدد دینے سے رکی جاتی۔"

اُس زمانہ کی ضرورتوں اور حالتوں کے موافق یہ انکار وزیراں انگلستان کا

ہرگز نہ تھا گیا تماشہ کی بات ہے کہ ایک سرکاری مراسلت کو نپولین کے خطاب سے انکار کرکے ذلیل وخوار کر ڈالا گیا۔ یہ انکار تو خود مضحکہ کے قابل ہے اور عجب لطف ہے کہ ایک سرکاری مراسلہ کو قابل نفرت بدگوئی کے ذریعہ سے حقیر اور رنجیدہ کرنا عقلمندی کا فعل سمجھا گیا۔ یہ مراسلہ تو ایسا تھا کہ بڑے اہم مقاصد اس کے ذریعہ سے فیصل ہونے والے تھے لیکن اس جملہ کارروائی سے انگلستان کے مدبر وزیر کی سنجیدگی کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ اُس کے کبر ونخوت صاف ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہمارے پاس یقین کی کافی وجوہ موجود ہیں کہ یہ خط وکتابت یک قلم کیوں بند کردی گئی۔ وجہ یہ تھی کہ نپولین کے خلاف ایک کمینہ سازش ہو رہی تھی جس میں ٹور اور ٹیک سس کے شاہزادے اور خود ٹیلرانڈ شریک تھے اور ٹیلرانڈ نپولین کو قتل کرانے یا گرفتار کرانے پر ہر وقت آمادہ تھا۔ اور برطانیہ کے دربار کو اس سازش سے ایک امید لگی ہوئی تھی۔ اور مسٹر کیننگ نے اسی توقع پر صلح کی بات چیت کا خاتمہ کردیا تھا۔"

نپولین نے سینٹ ہلینا میں اومیرا سے کہا "تمھارے وزرا چاہے کچھ کہیں میں تو ہر وقت صلح پر آمادہ تھا۔ جس وقت فاکس کا انتقال ہوا ہر صورت سے صلح کی توقع تھی۔ اگر لارڈ ڈیل اول اول صداقت پر آمادہ ہوتا تو صلح ہو جاتی۔ اور پروشیا کی لام بندی سے قبل میں نے اُس کو جتلادیا تھا کہ برطانیہ کو صلح پر آمادہ کردے اسی میں بہتری ہے کیونکہ دو مہینے کے اندر میں پروشیا کا مالک ہو جاؤنگا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ روس اور پروشیا ملکر میرا مقابلہ کرسکتے تھے لیکن تنہا پروشیا میرے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکتا تھا۔ اور روسی افواج کے آنے اور شریک ہونے میں تین مہینے درکار تھے اور مجھکو معلوم ہوگیا کہ پروشیا کی فوج کی نیت اپنے دارالسلطنت برلن کی حفاظت کرنے کی ہے اور پیچھے ہٹنے اور کمک حاصل کرنے کا خیال نہیں ہے جو روس سے اُس کو ملنے والی ہے پس میرے لئے دو ماہ کے اندر روسی افواج کے

آنے سے قبل برلن کو لے لینا کوئی دشوار کام نہ تھا۔ اور جب روسی تنہا رہ جاتے تو انکو شکست دینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ اور اسی لئے میں نے لاڈر ڈیل سے کہا تھا کہ تم اس موقع کو غنیمت سمجھو اور صلح کر لو۔ پروشیا تمھارا بڑا دوست ہے اور اس کو غارت مت کراؤ۔ اس خط وکتابت کے بعد مجھے یقین ہوتا ہے کہ لاڈر ڈیل بھی کارروائی پر آمادہ ہو گیا اور اُس نے تمھارے وزرا سے سفارش کی کہ صلح کرلیں۔ لیکن اُنھوں نے نہ مانا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ پروشیا کے بادشاہ کے پاس ایک لاکھ فوج ہے اور ممکن ہے کہ مجھے شکست ہو اور یہی شکست میری تباہی ثابت ہو۔ یہ ممکن تھا کہ مجھے شکست ہو جاتی اور میں برباد ہو جاتا کیونکہ بعض اوقات ایک ہی جنگ سے معاملات کا فیصلہ ہو جایا کرتا ہے اور بعض اوقات ذرا سی بات سے جنگ کا رنگ بدل جاتا ہے۔ مگر نہیں جیسا میں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ یعنی جینا کی لڑائی میں میں فتحیاب ہوا اور پروشیا پر میرا قبضہ ہو گیا۔ ٹلسٹ کے بعد ارفرٹ کے مقام سے میں نے اور اسکندر نے اپنے دستخطی مراسلے بھیج کر صلح کی درخواست کی لیکن اُنھوں نے منظور نہ کی ''

نیپیر صاحب کہتے ہیں کہ نپولین کی حکومت کے اصول اور اُس کی ہردلعزیزی کے راز نے اُس کو جمہور کا بادشاہ بنایا تھا وہ امرار کا بادشاہ نہ تھا۔ اسی لئے مسٹر پٹ اُس کو جمہور کا بیٹا اور جمہور کا حامی کہا کرتا تھا۔ لیکن جیسی یہ بات صحیح و درست ہے اُسی طرح یہ بات بھی صحیح و درست ہے کہ مسٹر پٹ اور اُس کے جانشین اُمرا کے بیٹے اور حامی تھے اور یہی وجہ تھی کہ یورپ کے امرا انقلاب کی جملہ برائیاں نپولین کی ذات سے منسوب کرکے اپنی فطرتی نفرت کا اظہار کیا کرتے تھے کیونکہ اُسی کی بدولت وہ نفرت خیز طریقہ نظم ونسق قایم ہوا جس کو خود نپولین بادشاہت کہا کرتا تھا اور ٹلسٹ کے صلح نامہ نے جس سے نپولین کو یوروپ کی تاجداروں پر فوقیت حاصل ہوئی حالات کے چہرہ سے نقاب اُٹھا دیا۔ اور ادھر تو نپولین جمہور کا حامی ہوا اور اُدھر انگلستان امرار کا معاون ہو گیا پس جب دونوں میں زور واقتدار

موجود تھا صلح کس طرح ہو سکتی تھی۔ اور اب تک فرانس کے شاہنشاہ کو جو کچھ ہاتھ آیا وہ یہی تھا کہ آیندہ جنگ کے لئے کونسا مقام انتخاب کرنا چاہئیے"

صفحہ ۳۱۱

باب چہل و چہارم

اسپین پر یورش

(خلاصہ)

انگلستان کا اسپین کو دوبارہ مدد دینا۔ فرانس کی کونسل سے نپولین کا خطاب کرنا۔ فوج کے نام اعلان۔ شاہنشاہ کی سخت محنت۔ وٹوریا۔ برگوز اسپینی نو سائیں فرانسیسیوں کا پہونچنا۔ سومی سیرا کے درہ پر حملہ کرنا۔ میڈرڈ کے باشندوں پر نپولین کا رحم کرنا۔ جنرل مورلا سے ملاقات۔ شہر کا اطاعت قبول کرلینا۔ لیمبرٹین کی شہادت۔ گواڈراما کے ہولناک درے۔ انگریزی سپاہ کا چال چلن۔ اسٹورگا میں مراسلات کا موصول ہونا

(متن)

اسپین کی بغاوت اور آسٹریا کی حربی تیاریوں نے انگلستان کا جی بڑھا دیا اور اس نے اپنی کوششوں میں المضاعف سعی شروع کی۔ جزیرہ نما سے اسپین کے مذہبی دیوانے کسانوں کو آمادہ فساد و عناد کرنے میں جہاں تک اس کے امکان میں تھا زور لگایا اسپین کے ساحل پر اس کا لا فتح بیڑہ گشت کر رہا تھا اور پرتگال اور اسپین کے ساحلوں پر وہ سامان حرب اسلحہ اور روپیہ بھیج رہا تھا۔ چونکہ صلح کی کوشش میں نپولین کو ناکامی ہو چکی تھی اس لئے مجبور ہو کر اس نے تلوار ہی کو پنچ بنایا۔

پیرس سے کوچ کرنے اور اسپین کی جنگی مہم آغاز کرنے سے قبل اُس نے فرانس کی قانون ساز
کونسل سے حسب ذیل الفاظ میں خطاب کیا:-

" اپنی اندرونِ سلطنت میں میں نے امسال تین ہزار میل سے زیادہ دورہ کیا۔
فرانس کے اس بڑے خاندان کے نظارہ نے یعنی جو کچھ عرصہ سے باہمی نااتفاقیوں سے
پریشان ہوگیا تھا اور اب متفق اور خوش وخرم ہے۔ مجھ پر بڑا اثر کیا ہے۔ لیکن مجھے یہ معلوم
ہوگیا ہے کہ میں اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوسکتا جب تک کہ فرانس مطمئن نہ ہو جائے
میری فوج کا ایک حصہ اُس سپاہ کے مقابلہ کو جارہا ہے جو انگلستان نے اسپین میں بھیجی
ہے اور یہ خدا کی خاص مہربانی ہے کہ اُس نے اب تک ہم کو فاتح کیا ہے۔ اور انگلستان
کو غصہ نے ایسا اندھا کیا ہے کہ اپنے بحری مقبوضات چھوڑ کر اُس نے خشکی میں اپنی فوج
کی نمایش کرنا چاہی ہے۔ میں دو ایک روز میں آپ سے رخصت ہوکر اپنی افواج کی سپہ سالاری
کرنے جاتا ہوں اور عنایت ایزدی سے میڈرڈ میں اسپین کے بادشاہ کو تخت نشین کرتا ہوں
اور پرتگال کے دارالحکومۃ لسبن پر فرانسیسی جھنڈا گاڑے دیتا ہوں۔ روس کے شاہنشاہ
سے ارفرتھ میں میری ملاقات ہوئی۔ ہم دونوں کی دلی آرزو یہی ہے کہ صلح ہو جائے۔
اور ہمارا یہ بھی عزم ہے کہ اگر بحری تجارت بے خوف وخطر کھل جائے تو ہم ہر طرح سے نقصان
اُٹھا لینے کو آمادہ ہیں۔ ہم دونوں کی ایک رائے ہے اور صلح ہو یا جنگ ہو ہم ایک دوسرے
کے شریک ہیں "

اس وقت دو لاکھ جرّار اور آزمودہ کار فرانسیسی سپاہ کوہستان پیری نیز میں جمع
ہوچکی تھی اور حسب ذیل پرجوش اعلان بھیجکر نپولین نے تمامی فوج کو آمادہ کر دیا:-

" اے جوانمردو۔ دریاے وسیچولا اور ڈینوب کے کناروں پر فتوحات حاصل کرکے
تم بڑی سرعت سے جرمنی کا میدان عبور کر گئے تھے۔ اور آج کہ ہنوز تم کو ستانے کا
ذرا بھی موقع نہیں ملا ہے میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ فرانس کو عبور کر جاؤ۔ اے شیر مردو

مجھے تمھاری مدد کی حاجت ہے۔ انگلستان کا ہولناک تیندوا اسپین اور پرتگال میں گھس آیا ہے لیکن بہت ضروری ہے کہ تم کو دیکھتے ہی خوف سے وہ راہ فرار اختیار کرے۔ چلو اپنے مظفر و منصور پرچموں کو ہرقل کے ستونوں کے قریب لے چلو۔ اے رستمو۔ یہ سچ ہے کہ زمانۂ حال کی تمامی افواج پر تم فائق ہو لیکن ابھی قدیمی رومی افواج کی تم نے ہمسری نہیں کی ہے جنھوں نے ایک ہی مہم کے دوران میں دریائے رین اور فرات پر۔ اور الیریا اور دریائے ٹیگس پر فتوحات حاصل کی تھیں۔ تمھاری محنتوں کا یہ نتیجہ ہو گا کہ عرصہ دراز تک صلح قایم رہے گی اور یورپ کو خوش حالی نصیب ہوگی۔ اور اصلی فرانسیسی کا یہی دھرم ہے کہ جب تک بحری تجارت کے لئے تمامی سمندر آزاد نہ ہو جائیں چین کی نیند نہ سوئے۔ اے سپاہیو۔ فرانسیسی جمہور اور میری عظمت کے متعلق جو کچھ تم کر چکے اور جو کچھ تم کرنے کو ہو میرے دل سے کبھی فراموش نہ ہوگا۔"

۲۹۔ اکتوبر ۱۸۰۸ء کو نپولین بے اَن جانے کو گاڑی میں سوار ہوا اور سر والٹر اسکاٹ نے لکھا ہے کہ اس سرعت سے نپولین گیا تھا جس طرح شہاب ثاقب ہوا میں جاتا ہے اور جہاں پہونچتا تھا تبدیلیاں کرتا جاتا تھا۔" پیرس سے میڈرڈ سات سو میل ہے۔ موسم سرما آپہونچا تھا اور بارش سے راستہ نہایت خراب حالت میں تھا۔ کیچڑ سے حالت خطرناک ہو رہی تھی۔ لیکن تاریکی اور طوفان سے بے پروا نپولین مارا مارا چلا ہی گیا۔ ایسی سڑکوں پر توپ خانے گذر چکے تھے اور سڑکوں پر ایسے گہرے گڑھے اور لکیریں ہو گئی تھیں کہ آدھا پہیہ غرق ہو جاتا تھا۔ لیکن انھیں سڑکوں پر نپولین کی گاڑی جا رہی تھی۔ اور وہ جلد پہونچنے کے لئے ایسا بے چین تھا کہ آخر کار گاڑی چھوڑ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے نہ ماندگی سے کوئی اثر ہوتا ہے۔ موکب ہمراہ تھا اور بگولہ باد کی مانند وہ اڑا چلا جا رہا تھا اور وادیوں اور ٹیلوں کو عبور کر رہا تھا۔ اور لیجئے ۳ نومبر کی ۲ بجے صبح کو وہ بے اَن

جا پہونچا۔

اس نے جنرل برتھیر کو فوراً طلب کیا۔ اور حالات پوچھنا شروع کئے اُس نے فرانسیسی جنرلوں کو ہدایت کردی تھی کہ باغیوں کی تجویزوں میں ذرا بھی مخل نہوں۔ اسپین کی افواج کے قلب میں وہ اپنی کارآزمودہ فوج کو رکھنا چاہتا تھا تاکہ ہرسمت میں بڑا بھاری نقصان پہونچا سکے اور بہت جلد نقصان پہونچا سکے۔ چنانچہ اُس نے اپنے جنرل کو حکم دیدیا کہ اسپین والوں کو ہرگز مت روکو بلکہ بازو پر جہاں تک وہ چاہیں بڑھتے چلے آئیں۔

اپنے نو آموز اور رنگروٹ سپاہیوں کا حوالہ دیتے ہوئے نپولین نے کہا۔ ”میں نے پہلے تو اُن کے سامنے بھیڑ کے بچے بھیجے تھے اور اسپین والے اُن کو کھا گئے لیکن اب میں اُن کے لئے بھیڑئیے بھیجتا ہوں جو ان کو کھا جائینگے“۔

لیکن یہ بات دیکھکر نپولین کو بڑی مایوسی ہوئی کہ اُس کی ہدایتوں پر بہت کم عمل کیا گیا سپاہیوں کے لئے کافی وردیاں نہ آئی تھیں۔ چمڑوں اور پرتل کے ٹٹوؤں کی کمی تھی رسد کا سامان بھی کم تھا۔ جوزیف نے اپنی سپاہ کو اس طرح یکجا نہ رکھا تھا کہ وہ چاروں طرف سے دشمن کے حصار میں ہوجاتی اور ایسا کرنے سے وہ ڈر گیا تھا اور بزدلی سے اُس نے میمنہ اور میسرہ اور عقب کی حفاظت کرنے کو سپاہ منتشر کردی تھی۔ نپولین کو اس پر سخت تاسف ہوا لیکن تاسف میں اُس نے وقت ضائع نہ کیا۔ ہم اُس کی محنت کا اندازہ صرف ایک ہی دن کے کام سے کرسکتے ہیں یعنی اتنا بڑا اور ایسی تیزی سے تو وہ سفر کرکے آیا تھا لیکن دیکھئے صبح ہوتے ہی اُس نے کتنا بہت سا کام کرلیا۔ یعنی جتنے ٹھیکہ داروں کے متعلق ٹھیکہ کی تکمیل نہوئی تھی اُس نے سب ٹھیکوں کو توڑ دیا۔ اور اطراف وجوانب میں گماشتے روانہ کئے کہ جائیں اور جملہ اشیا نقد قیمت دیکر بہم پہنچائیں اور جہاں تک جنوب کا پارچہ دستیاب ہو خریدلیں۔ اور بیشمار کام کرنے والے کاریگر متعین کردئے گئے اور ہزارہا درزیوں نے کپڑا سینا شروع کردیا۔ مویشی اور رسد کی

خریداری سے ہاتھ کھینچ لیا گیا کہ پہلے کپڑا تیار ہو جائے ۔ اور بُلے اُن میں بارگیں تعمیر ہونے
لگیں کہ جو سپاہ آتی جائے اُن میں مقیم ہوتی جائے دوسرے گماشتے متعین کیے گئے کہ نئے
سپاہیوں کو مقررہ مقامات پر بہت جلد بھیجدیں ۔ بُلے اُن میں جتنی فوجیں آگئیں اُن کو
نپولین نے فوراً ملاحظہ کر لیا ۔ اور مرحلوں پلوں اور سڑکوں کے مہتمموں کے نام نہایت
کثرت سے بڑے تفصیلی ہدایت کے مراسلات لکھوائے ۔ دن بھر تو یہ کام کیا اور جب
شام ہوئی تو بجائے سستانے اور دم لینے کے وہ جھٹ گھوڑے پر سوار ہو کر ساٹھ
میل کوہستان طے کر کے ٹولوسا میں جا داخل ہوا اور یہاں چوتھی تاریخ نومبر کی شب
میں تمام رات ایسی تیاریوں میں مصروف رہا کہ فوراً قطعی جنگ عمل میں آجاوے اور دوسرے
دن بتیس میل اور آگے بڑھکر وہ بمقام وٹوریا جا پہونچا اور اپنے شاہی گارڈ کے ہمراہ
جو اُس کے ساتھ تھا وہ شہر سے باہر تھوڑے فصل سے خیمہ زن ہوا ۔ اسپین میں
ایک جنرل کی حیثیت سے داخل ہونا چاہتا تھا اور جوزلیف کو بادشاہ کی صورت میں علیحدہ
رکھنا چاہتا تھا ۔ اور اسپین والوں کی نگاہ میں جوزلیف کی شاہانہ وقعت قایم رکھنا
اُس کا عین مدعا تھا ۔ تاکہ اگر کوئی ناگوار باتیں پیش آئیں تو ساری جواب دہی اپنے
ذمہ لیکر جوزلیف کو نکتہ چینی سے محفوظ رکھے ۔

جس وقت نپولین وٹوریا میں داخل ہوا تو رات زیادہ آچکی تھی ۔ اُسی وقت گھوڑے
سے اُترکر وہ پہلے مسافرخانہ میں داخل ہوا اور اپنے نقشجات لیکر دو گھنٹہ میں تمامی
جنگ کا نقشہ قایم کر لیا ۔ اور دو لاکھ فوج کو ایک ساتھ کوچ کر دینے کا حکم جاری کر دیا
صبح کو جوزلیف سے سرسری ملاقات کی اور فوراً وہ کارروائیاں شروع کیں جو اُس کے
حربی کارنامے میں نہایت حیرت انگیز خیال کی جاتی ہیں ۔

اب تک اسپین والے انگریزی افواج کی مدد سے بڑی کامیابیاں حاصل کر چکے
تھے اور فتح کے نشہ سے چور تھے ۔ اور بڑی شیخیاں مار رہے تھے ۔ یعنی وہ نپولین اعظم

کی افواج پر فتوحات پا چکے تھے ۔ فوجوں کو انھوں نے گھیر لیا تھا اور چند روز میں انھیں افواج کو لقمہ کر جانے کو تھے جن کے مقابلہ میں آسٹریا پروشیا اور روس کے چھکے چھوٹ گئے تھے ۔ پھر یہ پانچ لاکھ پرجوش دہقان بہ سرکردگی راہبوں اور پادریوں کے کوہستان پری نیز کو عبور کر کے پیرس پر بڑی شادمانی سے یورش کرتے ۔ فرانسیسی جنرل ان کے گستاخانہ اور نڈر حملوں کی عموماً تاب نہ لا سکتے تھے لیکن گاہے گاہے ان کو پسپا کرتے تھے اور ان پر حملہ آور ہوتے تھے ۔ اگر نپولین کے احکام کی پوری تعمیل ہوئی ہوتی تو فرانسیسی سپاہ نہایت مضبوطی سے ایک موقع پر مورچہ بند ہوتی اور نڈی دل اسپین والوں کے بیچ میں محصور ہوتی اور پھر وہ ایک تجربہ کار جماعت داہنے بازو کی حفاظت کو اور دوسرے کارآزمودہ سپاہیوں کی جماعت بائیں بازو کی حفاظت کو چھوڑ کر اسی ہزار فوج ہمراہ لیکر اسپین کی فوج کے دو ٹکڑے کر دیتا ۔ اور پہلے ایک ٹکڑے پر حملہ کرتا اور پھر دوسرے پر اور دونوں کو ستیاناس کر دیتا چونکہ اس تجویز میں بڑی نڈری اور جوانمردی درکار تھی اس میں ضرور کامیابی ہوتی لیکن اسی حالت میں کامیابی ہوتی جبکہ ان تجربہ کار افواج کا سپہ سالار خود نپولین ہوتا لیکن اب اس تجویز پر بھروسہ کے ساتھ عمل ہونا دشوار تھا اسلئے کہ فرانسیسی افواج دور دور پھیلی ہوئی تھیں اور اسپین کے جنرل ایسے منتشر تھے کہ پھندے میں نہ آ سکتے تھے ۔ لیکن باوجود اسکے بھی نپولین نے اسی تجویز سے کام کرنے کا عزم کیا ۔ اور اس نے ٹھان لیا کہ اسپین کی افواج کے دو ٹکڑے ضرور کر دیے جائیں تاکہ پہلے ایک پر حملہ کیا جائے اور پھر دوسرے پر ۔

وٹوریا میں نپولین کے پہونچتے ہی تمام فرانسیسی افواج میں جان پڑ گئی ۔ سر چہار سو احکام جاری ہو گئے اسپتال اور میگزین قایم کر دئے گئے اور ایک خندق کھود لی گئی کہ ہزیمت کی حالت میں پناہ ملے ۔ نپولین جتنا جری اور بے خوف جنرل تھا اسی قدر محتاط بھی تھا ۔ اپنے میسرہ اور میمنہ کی حفاظت کے لئے دو قوی فوجیں چھوڑ کر اس نے پچاس ہزار ایسی فوج اپنے ہمراہ لی جو اس کی تمامی سپاہ کی جان تھی اور اسپین کی فوج کے مرکز پر

حملہ کیا۔ لیکن یہ حملہ ایسا نہ تھا کہ کسی کے روکے سے رو کا جا سکتا۔ لیکن نسبتاً قتال بہت ہوا اور دہقانی سپاہی جو پہاڑوں پر چڑھنے میں پورے مشاق تھے ہتھیار ہاتھوں سے پھینک کر کوہستان پر اس صفائی اور پھرتی سے چڑھ گئے جیسے بکریاں چڑھ جایا کرتی ہیں اپنے جھنڈے توپیں اور سامان سب پیچھے چھوڑ گئے۔ ۱۱۔ نومبر کی شب میں نپولین اپنی فوج میں برگوز کو پہونچا اور رکمان کرنے لگا۔ خندقوں سے محفوظ ٹیلوں پر جو شہر کے گرداگرد تھے اسپین والوں کی بڑی کثرت سے فوج جمع تھی۔ فرانسیسیوں نے گولے گراب کی کچھ پروا نہ کرکے جن سے اُن کی اگلی صفیں اُڑ گئی تھیں اور زمین پر کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے دھاوا کر دیا اور ہر ایک بلندی کو فتح کر لیا۔ اور اسپین والے اس سرعت سے فرار ہوئے کہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُن کو ہزیمت ہوئی بلکہ وہ منتشر ہو گئے۔

(۴۲۳) فرانسیسیوں نے بھی خوب جی کھول کر تعاقب کیا اور راستہ سے تلواریں بندوقیں اور سامانِ حرب جن کو دشمن چھوڑ کر بھاگے تھے جمع کرتے گئے اور اب وہ اسپی نوسا شہر کے سرے پر پہونچ گئے۔ یہاں اسپین کی تیس ہزار فوج مورچہ بند تھی۔ چھ ہزار فرانسیسی دمدموں پر چڑھ گئے۔ اور تمام دن جنگ ہوتی رہی۔ لیکن فتح نہ ہوئی۔ اور رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی بند کر دینا پڑی۔ اسپین کی فوج کو بڑی خوشی تھی کہ اُس نے بڑی کامیابی سے حملوں کو روکا تھا۔ رات میں اُنھوں نے آگ روشن کی اور خوشی کے نعرے مارتے رہے۔ شام کے قریب فرانسیسی فوج کا ایک دستہ اور پہونچ گیا تھا اور اب میدان جنگ میں اٹھارہ ہزار فرانسیسی سپاہی موجود تھے اور اُن کے مقابلہ میں تیس ہزار اسپین کی فوج بلندیوں پر دمدموں اور مورچالوں کے اندر موجود تھی۔ صبح ہوتے ہی ہنگامہ جدال و قتال پھر گرم ہوا اور واقعی یہ بڑا ہولناک معرکہ تھا۔ حملہ آوروں کے حملوں کو کوئی نہ روک سکتا تھا اور یہ تیس ہزار اسپین کی سپاہ بدحواسی سے بلندیوں سے اُتر کر بھاگی اور اسپی نوسا کے تنگ کوچوں میں گھس پڑی۔ اور اس کے پیچھے اٹھارہ ہزار

فرانسیسی جرار سپاہ جوشِ جنگ سے سرخوش تعاقب میں جھپٹی۔

موت کا بازار گرم ہوگیا۔ تلواروں اور سنگینوں سے لہو ٹپک رہا تھا اور بدحواس بدم فراریوں کی صفوں کو گراب اور سیل کے گولے چیر رہے تھے خوف زدہ فراریوں کی حیوانی چیخیں۔ اور تعاقب کرنے والوں کے مجنونانہ نعرے۔ بوق و قرنا کی ڈھاریں مجروحوں کی فریادیں اور جان بلب لوگوں کی کراہیں بس ایسا منظر پیدا کر رہی تھیں کہ حیطہ خیال سے خارج ہے۔ دریائے ٹروبا پہاڑ سے نکل کر بیچ شہر میں بہتا تھا اور اس پر ایک تنگ پل بندھا ہوا تھا۔ اور فراریوں کے ہجوم سے پل کا رستہ قطعی بند ہوگیا۔ اور پل کے دہانہ پر ان بھاگنے والوں کی نہایت ابتر حالت میں بہت بڑی بھیڑ لگ گئی۔ اور اور اس میں بے رحم گولیوں کا مینہ برسنا شروع ہوا۔ بہت سے لوگ تو بدحواسی کی حالت میں دریا میں پھاند پڑے جس میں بارش سے بڑا سیلاب آیا ہوا تھا اور دھاریں بہ گئے۔ اور معلوم نہیں کہاں گئے۔ جب یہ نوبت اور گت ہو چکی تو بڑی دشواری سے جنرل بلیک نے چھ ہزار سپاہ فراہم کر کے بھاگنا شروع کیا اور باقی چوبیس ہزار یا تو مارے گئے یا پہاڑی گھاریوں میں تتر بتر ہو گئے۔

اس کے بعد فاتح کے مقابلہ میں ایک موقع پر اور اسپین کی فوج معرکہ آرا ہوئی۔ اور یہ موقع سومی سیرا کا درہ تھا جو بظاہر عسیر الفتح خیال کیا جاتا تھا۔

واقعی اس درہ کو حملہ کر کے فتح کرنا بڑا دشوار حربی کام تھا۔ یہ درہ پہاڑوں پر نہایت تنگ اور بہت ڈھلوان واقعہ تھا۔ اور اس کے دونوں طرف ناہموار اور سنگ خارا کے کگارے آسمانوں سے باتیں کر رہے تھے۔ اور درہ کے سامنے دشمن نے سولہ توپوں کا ایک زبردست توپخانہ قایم کر رکھا تھا۔ اور موقعہ موقعہ سے بارہ ہزار اسپین کی سپاہ دائیں بائیں ایسی لگی ہوئی تھی کہ حملہ آوروں پر قیامت برپا کر دینی جیسے ہی کہ حملہ آور فرانسیسی نمودار ہوے تو پیں اُن پر مہلک آگ برسانے لگیں۔ اور بہادر فرانسیسی اگرچہ

جنگ کے ہولناک تماشوں کی پوری بہاریں دیکھے ہوئے تھے مگر اس طوفان بربادی کے سامنے سے جس کو کوئی لشکر برداشت نہ کرسکتا تھا لوٹ پڑے۔

نپولین فوراً اس درہ کے دہانہ میں گھس پڑا اور اس حال کو خود بچشم غور دیکھنے لگا اور اُس نے دونوں جانب تیر فگن اندازوں کے دو دستے پہاڑوں پر چڑھا دیئے اور طرفین سے گولی چلنے لگی۔ اب دھوئیں سے ملکر کُہر اس درہ پر تن گیا اور اندھیرا کر دیا۔ اور نپولین نے پولینڈ کے دو رسالوں کو تیزی سے حملہ کا حکم دیا۔ اور اس تاریکی میں اُنھوں نے اپنے گھوڑوں کو خبیر کر دیا۔ لیکن دشمن کی جانب سے ایسی گولوں کی ایک باڑ ہی پڑی کہ رسالوں کا اگلا حصہ خاک میں مل گیا۔ لیکن پچھلے سوار اپنے اگلے ساتھیوں کو پامال کرتے ہوئے غنیم کی توپوں پر اتنی جلد جا پڑے کہ اُنھیں دوبارہ توپیں بھرنے کی مہلت ہی نہ دی اور گولندازوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ ان کے پیچھے سے فرانسیسی فوج آ پڑی۔ اب تو اسپین کے سپاہیوں نے ہتھیار زمین پر پھینک دئے اور پریشان ہو کر ہر طرف بھاگ نکلے۔ اور توپیں بندوقیں۔ سامانِ حرب اور ڈیرے وغیرہ فاتح کے ہاتھ لگے۔

نیپیر صاحب لکھتے ہیں کہ "ان لوگوں کو بھی یقین نہیں آتا جو اسپین کی افواج سے واقف ہیں کہ ایسی عسیر الفتح جگہ جس کی حفاظت کو بارہ ہزار فوج موجود تھی اور جس میں ہنوز کوئی ابتری یا بڑا خطرہ بھی نہیں پیدا ہوا تھا چند رسالوں کے حملے کے ڈر سے چھوڑ دی گئی جس حملہ کو اچھے پیدلوں کی ایک کمپنی اچھی طرح روک لیتی۔ اگر نپولین کے اس حملہ کو سادی حربی نگاہ سے دیکھا جائے تو ضرور دور اندیشی کے خلاف تھا۔ لیکن جب یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ نپولین کو اسپین کی افواج کی وقعت معلوم تھی اور دھوئیں اور کُہر سے فائدہ اُٹھا کر اُس نے حملہ کیا تو نپولین کی فراست اور دانائی میں کلام باقی نہیں رہتا۔"

سر جان مور کی ماتحتی میں ایک انگریزی فوج شمالی پرتگال میں دھاوے کر رہی تھی جو اسپین کی افواج کی مدد کو آ رہی تھی نپولین کو اس فوج کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ پس اُس نے یہی ارادہ کیا کہ پہلے اسپین کی افواج کا فیصلہ کر دے اور پھر انگریزی فوج کی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ اُس نے بڑی تیزی سے میڈرڈ پر دھاوا کیا۔ راہ میں کوئی مقابلہ پیش نہ آیا۔ باغی ایسے منتشر ہو گئے تھے جیسے برگہائے خزاں ہوا کے جھوکے سے اُڑ جاتے ہیں اور ۲ دسمبر کی صبح کو دار السلطنت میڈرڈ کے سامنے جا پہونچا۔ آج نپولین کی تاجپوشی اور آسٹرلٹز کی جنگ کے سالانہ جشن کی تاریخ تھی۔ اس تاریخ کو فرانسیسی باطل پرستوں کی طرح اپنے لئے بڑی مبارک تاریخ خیال کیا کرتے تھے۔ موسم کی حالت نہایت اچھی تھی اور آفتاب کی چمک نے سب قدرتی اشیاء کو بڑا خوشنما بنا دیا تھا۔ نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے سامنے آیا اور ان فدائی سپاہیوں نے مسرت کا نعرہ مارا لیکن شہرپناہ کے اندر سے اسپین کی فوج نے اس سے بھی بڑا نعرہ مار کر ظاہر کیا کہ مقابلہ کو آمادہ اور تیار ہیں۔

نپولین شہرپناہ کے سامنے کھڑا تھا اور اُس کے ساتھ تیس ہزار فاتح سپاہ موجود تھی۔ شہر پر باغیوں کا قبضہ تھا اور اندر ساٹھ ہزار فوج موجود تھی اور اس میں زیادہ تر دہقان تھے جن کو پادریوں اور قسیسوں نے مذہبی جوش سے بھر کر دیوانہ بنا دیا تھا۔ شہر کی آبادی زن و مرد اور اطفال قریب ایک لاکھ اسی ہزار کے تھی۔ نپولین کو بڑی پریشانی تھی سرخ انگاروں کی طرح بم اور سیل کے گولے اس معمور شہر میں جہاں بے گناہ عورتیں بچے اور بوڑھے اپنے گھروں میں موجود تھے پھینکنے کے خیال سے وہ کانپا جاتا تھا اور ایسا کرنے کو اُس کا جی ہرگز نہ چاہتا تھا لیکن اب یہ بات بھی اُس کو گوارا نہ تھی کہ ہزیمت خوردہ جنرل کی طرح واپس چلا جاتا اور اسپین اور میڈرڈ کو انگریزوں کے قبضہ میں چھوڑ دیتا اور مسٹر تساویٹ کہتے ہیں "اس موقع پر بھی نپولین کی اعلیٰ ذکاوت نے کام کیا اور اُس نے ایسی تجویز نکالی کہ اُس کے عظمت و وقار میں بھی فرق نہ آیا اور خونریزی بھی نہ ہوئی۔ اور قسمت

نے یہاں پر بھی ثابت کر دیا کہ اُس نے بوناپارٹ کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔"

نپولین گھوڑے پر سوار کھڑا ہوا اسپین کے معمور دارالحکومۃ کو بڑی آرزو کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ فوجیں اپنی فتوحات پر شاداں تھیں اور اُن کا عقیدہ تھا کہ اپنے حیرت انگیز سردار کی ماتحتی میں ہمارے سامنے کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ اور حملہ کرنے کو بیقراری ظاہر کر رہی تھیں۔ نپولین نے خود شہر کے گرد پھر کر ہر موقع پر غور کی۔ شہر سے برابر گولے چلے آرہے تھے اور اُس کے گھوڑے کے قریب گر رہے تھے۔ چنانچہ اُس نے ایسے موقع سے اپنی توپوں کے دمدمے قایم کر دیئے کہ ضرورت کی حالت میں ان سے اس طرح گولہ باری ہو کہ دشمن خائف تو ہو جائے لیکن اتلاف جان نہ ہو۔ اب اسی طرح سارا دن ختم ہو گیا اور رات آئی اور چاندنی نے کھیت کیا۔ نیپیر صاحب لکھتے ہیں "اس رات کا سماں قابل دید تھا۔ یعنی ابر سے رات صاف تھی۔ دن کی طرح چاندنی پھیلی ہوئی تھی فرانس کی سپاہ میں سناٹے کا عالم تھا لیکن وہ ہر طرح سے ہوشیار تھی۔ لیکن شہر کے ہر گوشہ سے شور کی آواز برابر چلی آرہی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہایت خونخوار درندے باہم لڑ رہے ہیں۔ اس کے سوا دو سو خانقاہوں میں اس طرح گھنٹے بج رہے تھے کہ ہوا شور سے بھر گئی تھی۔"

آدھی رات گذر جانے کے بعد نپولین نے شہر میں حکم بھیجا کہ اطاعت قبول کر لو۔ اور گورنر کو لکھا کہ یہ تو ممکن نہیں کہ تم میری فوج کے مقابلہ میں ٹھہر سکو گے۔ پس کیا فائدہ ہے کہ میں شہر پر گولے برساؤں اور توپ خانے کھول دوں ذرا آنکھ بند کر کے سوچو کہ اگر میں نے واقعی طور سے حملہ کر دیا تو شہر کے ساکنوں اور اُن کے مال و متاع پر وہ کونسی قیامت ہے جو ٹوٹ نہ پڑے گی۔ لیکن گورنر نے جواب دیا۔ نہیں ہم اطاعت نہیں قبول کرتے۔ نپولین نے بیرونی مورچوں پر حملہ کیا اور فوراً اُن کو فتح کر لیا۔ اور پھر فوراً زبردست توپوں کے دہانے سیدھے کر دیے گئے کہ دیوار میں شگاف کر دیں

اور اس کے بعد نپولین نے پھر دوسرا خط گورنر کو لکھا کہ ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ دیکھو طاعت قبول کرلو۔ یہ دوپہر کا وقت تھا۔ لیکن جواب میں پھر انکار کیا گیا۔ مگر ساتھ ہی اس کے چند گھنٹوں کی مہلت مانگی گئی۔ تاکہ جمہور سے مشورہ کرلیا جاسے۔ نپولین فرانسیسیوں کی بیقراری اور بے چینی کو برابر روک رہا تھا لیکن وہ بے تاب ہوے جاتے تھے۔ لیکن جس طرح ہو سکا نپولین نے دوسری صبح تک انتظار کیا۔ مگر اس اثنا میں شہر کی حالت قابل بیان نہیں ہے۔ مجنون دہقان بدمعاشوں اور غارتگروں کی طرح وردیاں پہنے تمام رات شہر کی گلیوں میں گشت کرتے رہے اور جس کسی پر ذرا بھی شبہہ ہوا کہ فرانسیسیوں کا جانب دار ہے بس فوراً اس کو قتل کر ڈالا۔ گرجوں اور خانقاہوں میں تمام رات گھنٹے بجتے رہے قسیس دہقانوں کو ساتھ لئے ہوئے دمدموں کو کھدواتے اور میخوں اور بلیوں کی باڑھیں برابر گڑواتے رہے سنگین مکانات ذخیروں سے بھر دیئے گئے اور گولیاں مارنے کو روزنیاں بنادی گئیں۔ لیکن ایسے شہری جن کو جان و مال کا خطرہ لگا ہوا تھا یہی چاہتے تھے کہ اطاعت قبول کرلی جاسے۔ لیکن دہقان لڑنے مرنے پر آمادہ تھے۔ قسیسوں نے فتویٰ دیدیا تھا کہ جو اسپین والا نین فرانسیسیوں کو قتل کریگا بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوگا۔

جب صبح ہوئی اور دھوپ نکلی اور کہر زایل ہوگیا نپولین نے خود حکم دیا کہ تیس بڑی توپیں شہرپناہ پر گولے برسائیں۔ بہت دیر نہ ہوئی تھی ایک شگاف ہوگیا اور فرانسیسی فوج مسرت کے نعرے مارتی ہوئی حملہ کرکے شگاف میں گھس گئی۔ اور سڑکوں پر جا پہنچی لیکن باوجودیکہ شہر پر نپولین کا قبضہ ہوگیا تھا اور قرب وجوار کی بلندیوں پر اُس کی توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور تمام شہر کو وہ خاکستر کرسکتا تھا لیکن پھر بھی اُس نے یہ نہ کیا اور تیسری مرتبہ اپنی فوج کے غیظ وغضب کو روکا اور جنگ کو روک دیا۔ فوجیں شہر میں داخل ہوچکی تھیں۔

اب اُس نے ایک مرتبہ اور کہلا بھیجا کہ "دیکھو اطاعت کرلو۔ اگرچہ میں اسپین کے شہروں کو جنھوں نے اپنے پھاٹک میرے سامنے بند کئے ہیں اور مجھکو آنے نہیں دیتے بڑی سخت مثال دکھا دینے کو آمادہ اور تیار ہوں لیکن میں اب بھی یہ نہیں چاہتا۔ بلکہ یہی چاہتا ہوں کہ میڈرڈ میرے حوالہ کردی جائے۔ کشت وخون ہو اور اس کی نیکنامی اُنھیں لوگوں کے نام رہے جنھوں نے میڈرڈ پر اس وقت وخل کر رکھا ہے۔" اب تمام جمہور کو بھی یقین ہوگیا تھا کہ مقابلہ بے سود ہے۔ چنانچہ صلح کی گفتگو کے واسطے دو وکیل فوراً نپولین کے صدر مقام پر بھیجے گئے۔ ان میں سے ایک وکیل تو طامس ڈی مورلا اینڈ ڈے لیوسا کا گورنر تھا۔ بیلن میں شرائط اطاعت سے انحراف کرکے یہ اپنے نام کو بدنام کرچکا تھا اور یہی وہ شخص تھا جس نے فرانسیسی قیدیوں کے ساتھ نہایت ہی وحشیانہ اور ظالمانہ برتاؤ کیا تھا۔ نپولین نے اس وفد کو اپنے سامنے طلب کیا۔ اس وقت نپولین کے گرد نہایت ہی شاندار سررشتہ کے افسر حاضر تھے۔ نپولین نے مورلا کو بڑی تیز نگاہ سے دیکھا اور تمامی وفد کے سامنے رد کھا بن گیا۔ مورلا خوف سے کانپنے لگا اور نیچی نگاہ کرکے نپولین سے کہنے لگا "اب تو ہر ایک سمجھ دار شخص یہی کہتا ہے کہ اطاعت کرلینا اور شہر حوالہ کردینا ضروری ہے۔ مگر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی فوج یہاں سے ہٹ جائے کہ جمہور کا غصہ فرو کردیا جائے اور اُن کو ترغیب دی جائے کہ ہتھیار کھول ڈالیں"۔ نپولین نے اس کا غصہ سے جواب دیا اور ہم اس موقع پر اخبار مانی ٹیور سے جس میں یہ جواب شائع ہوا تھا لفظی ترجمہ کرکے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ ایسا جواب تھا کہ تمام یورپ میں اس کی آواز بازگشت گونج اٹھی تھی:-

"تم جمہور کا نام فضول کام میں لاتے ہو اور بیکار اُس کی آڑ پکڑتے ہو۔ اگر جمہور کا غصہ فرو کرنے کے تمھارے پاس سامان نہیں ہیں تو اس کی علت یہی ہے کہ

تم ہی نے اُن کو برانگیختہ کیا ہے اور اپنی دروغ گوئی سے اُن کو گمراہ کیا ہے۔ جاؤ
پادریوں اور خانقاہوں کے سجادہ نشینوں اور قسیسوں کو جمع کر کے فوراً انتظام کرو۔
اور یاد رکھنا کہ اگر اس وقت سے چھ بجے صبح تک شہر میرے حوالہ نہ کر دیا گیا تو صفحۂ ہستی
سے اُس کا نشان میٹ دونگا اور میڈرڈ ڈھونڈے نہ ملیگا کہ کہاں پر آباد تھا۔ نہ میں
اپنی افواج کو ہٹاؤنگا نہ مجھے ہٹانا چاہئیے۔ تم وہی ہو کہ بیکس فرانسیسیوں کو بے رحمی سے
ذبح کیا ہے۔ ابھی کچھ بہت دن نہیں ہوئے ہیں کہ روسی سفیر کے دو نوکروں کو تم نے سڑکوں
پر کھنچوا کر قتل کیا ہے۔ اس کی صرف یہی وجہ تھی کہ وہ فرانسیسی تھے۔ ایک فرانسیسی
جنرل کی نالایقی اور بودے پن سے وہ تمام فرانسیسی فوج جس نے بیلن کے مقام پر
بشرائط اطاعت قبول کر لی تھی تمھارے حوالہ کر دی گئی۔ لیکن شرائط کی پابندی
کا مطلق خیال نہ کیا گیا۔ کیوں مسٹر ڈی مورلا۔ ذرا میری طرف تو دیکھئے۔ میرے جنرل
کو آپ نے کس قسم کی چھٹی لکھی تھی۔ فرمائیے حضرت۔ آپ نے کس منہ سے ضمانت کا (۳۲)
لفظ نکالا تھا۔ چہ خوش۔ آپ وہی تو ہیں کہ ۱۷۹۵ء میں روسیلین میں گھس کر سب عورتوں
کو پکڑ لے گئے تھے اور اپنے سپاہیوں میں مال معزونہ کی طرح بانٹ دیا تھا۔ علاوہ
بریں ایسی زبان بولنے کا آپ کو حق ہی کیا تھا۔ بیلن کے شرائط نامہ سے تو آپ کو
ممانعت تھی۔ ذرا انگریزوں ہی کے چلن کو دیکھکر گریبان میں منہ ڈال لیا ہوتا۔ اگرچہ
انگریزوں کو اقوام کے قوانین کی پوری پابندی کرنے کا فخر حاصل نہیں ہے اور سنٹرا
کی کانفرنس پر اُنھوں نے شکایتیں کیں۔ لیکن باوجود ان شکایتوں کے بھی اُنھوں نے
تمامی شرائط کو پورا کر دیا۔ مسٹر مورلا صاحب۔ حربی عہد ناموں سے انحراف کرنا تمامی تہذیب
وشائستگی کو خیرباد کہنا ہے اور اپنے تئیں ریگستان کے بدو لوگوں کی برابر ثابت کرنا ہے
پس فرمائیے تو سہی آپ کس مسالے پر اطاعت کا عہد نامہ کرنے کو تشریف لائے ہیں
آپ وہی تو ہیں کہ بیلن کے عہد نامہ کو شکست کر چکے ہیں۔ مگر دنیا جائے مکافات ہے

اور آسمان کا تھوکا ہمیشہ مُنہ پر آتا ہے۔ آج آپ کی باری بھی آ پہونچی۔ قادسیہ میں میرا ایک بیڑا تھا۔ اور قادسیہ کے بندر گاہ میں وہ اسی طرح داخل ہوا تھا جیسے اپنے رفیق کے بندر گاہ میں داخل ہوا کرتے ہیں۔ لیکن مسٹر مورلا صاحب آپ نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ یہی سلوک تو کیا تھا کہ توپ خانوں سے جن کے آپ افسر تھے گولے برسانا شروع کردیئے تھے۔ میری فوج میں اسپین والوں کی بھی ایک پیدل پلٹن تھی۔ مگر میں نے اُس کو جاسوسی نہ کیا اور اُس کے ہتھیار نہ رکھوا لئے بلکہ اُس کو حکم دے دیا کہ انگریزی جہازوں پر جان بچانے کو بھاگ جائے اور الیسی نوسا کی پہاڑیوں سے نیچے اتر جائے اور میں نے دشمنوں کی تعداد میں جو صریح بے ایمانی اور معاہدہ شکنی کے ساتھ مجھ سے جنگ کر رہے تھے نو ہزار فوج کا اضافہ گوارا کر لیا۔ جمہور کی طرف سے آپ کو مجھ سے کچھ کہنا نہیں ہے صرف یہی کہنا ہے کہ انھوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اگر ایسا نہوا تو تم اور تمھاری فوج خاک و خون میں لوٹتی نظر آئیگی۔"

نپولین کی یہ ملامت آمیز لفظیں واجبی تھیں اور ایسی سخت تھیں کہ مورلا خوف کے مارے تھر تھرا گیا اور جب اپنے صدر مقام پر واپس گیا تو ایسا حواس باختہ ہو رہا تھا کہ زبان میں طاقت گویائی باقی نہ رہی تھی۔ چنانچہ اُس کے ہمراہی دوسرے وکیل نے حالات بیان کئے اور مورلا دوبارہ بھیجا گیا کہ جائے اور نپولین کو اطلاع دے کہ میڈرڈ نے اطاعت قبول کر لی۔ اب سب نے دیکھ لیا کہ نپولین ایسا مستقل اور عالی حوصلہ شاہنشاہ تھا کہ میڈرڈ کو مطیع بھی کر لیا اور کوئی بڑی خونریزی بھی نہوئی۔ اور نہ مخلوق مصائب میں مبتلا ہوئی۔ فرانسیسی افواج نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور جان و مال سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا گیا۔ یہ سب طلسمات معلوم ہو رہا تھا۔ دکانیں کھُلی ہوئی تھیں سڑکوں پر کثرت سے حسب معمول مخلوق کی آمد و رفت جاری تھی۔ کاروبار اُسی طرح جاری تھا اور خوشی و مسرت کا اظہار کیا جا رہا تھا۔

نپولین نے ایک اعلانِ عام کے ذریعے سے مشتہر کردیا کہ تمامی جرایم جو معاملاتِ ملکی کے متعلق عمل میں آچکے تھے معاف کردیے گئے۔ مذہبی زیادتیوں کی عدالت جو ستیسون کے ہاتھ میں تھی موقوف کردی۔ اور ایک ثلث کے بقدر خانقاہیں بند کردیں جہاں کاہل مفت خوار راہب رہتے تھے۔ اور ان خانقاہوں کی آمدنی میں سے نصف لیکر اُن خادمانِ دین کی تنخواہوں میں اضافہ کردیا جو مفید طور سے محنت کر رہے تھے۔ اور نصف آمدنی سے قرضہ سرکاری کو ادا کیا۔ مرحلہ کی چوکیات کو جو مختلف صوبجات کے درمیان قایم تھیں اور آنے جانے والوں کو تکلیف دیتی تھیں اور کاروبار تجارت میں مخل تھیں قطعی توڑ دیا صرف سرحدوں پر ایسے افسر مقرر کردئے جو محصول لے لیا کریں۔ جاگیرداری اور اس کے معاوضہ میں ضرورت کے وقت سپاہی مہیا کرنے کے طریقہ کو بند کردیا۔ مرافعہ کی عدالتیں قایم کیں جہاں رشوت ستانی سے کوئی سروکار باقی نہ رہا اور انصاف ہونے لگا۔ بلوہ سے پہلے نپولین نے ان معاملات میں کوئی دخل نہ دیا تھا تاکہ قسیس اور امراء کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ لیکن جب بلوہ ہوا تو اب نپولین کو کسی رعایت کی ضرورت نہ تھی صرف اسی قدر اس وقت انتظام کردینا جیسا ہم نے چند سطور میں اوپر بیان کیا ہے بہت فائدہ مند تھا۔ اور آیندہ اسپین کی بہبودی کی ان سے امید ہوتی تھی۔ لیکن ان رفاہ اور بہبودیوں کو روکنا اور جزیرہ نمائے اسپین میں خون کے دریا بہانا جیسا تھوڑے ہی دنوں میں پیش آیا انگلستان کا ایسا فعل ہے کہ اُس کے خیال سے سخت تاسف ہوتا ہے اسلئے کہ آخر کو ان خونریزیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ آزاد شدہ اسپین کے غلامی کی پھر بیڑیاں پڑیں اور جمہور پر وہی ظلم و ستم ہونے رہے جیسے ہمیشہ سے ہوتے چلے آتے تھے۔

نیپیر صاحب اپنی کتاب "محاربات جزیرہ نما" کے اندر لکھتے ہیں اسپین اور پرتگال میں اس زمانہ میں جسقدر لڑائیاں ہوئیں اُن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جمہور

کے حامیوں اور خودسر بادشاہت کے طرفداروں کے باہم ہوئیں۔ فریقین یہی سمجھتے بھی تھے اور اُنھوں نے یہی اعلان بھی کیا تھا۔ ولنگٹن کے خطوط اور مراسلات پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جمہوری حکومت کے خیالات رکھنے والوں کو پامال کیا جائے۔ جوزیف بوناپارٹ جمہور کی اصلاح اور ہمسری کے قوانین کا بڑا عالی حوصلہ حامی تھا۔ فرڈی نینڈ کی بدچلنی اظہر من الشمس ہو میں موجود تھی اور فراموش نہوئی تھی اور ڈیوک آف ولنگٹن نے خود لکھا ہے کہ پرتگال کی ملکہ سے آوارہ تر عورت دنیا میں نہیں۔ مگر کیا ہی حیرت کی بات ہے کہ اسپین کے فرماں روا فرڈی نینڈ کی بدچلنی کا وہ حال اور پرتگال کی ملکہ کی آوارگی کا یہ حال اور انھیں فرمانرواؤں کو تخت پر مضبوط بٹھانے کی انگلستان نے ایسی سعی کی اور انھیں کو تخت پر بٹھا دیا۔"

جوزیف واپس آیا۔ لیکن میڈرڈ کو واپس نہ آیا بلکہ شاہی ایوان کو گیا جو پرٹیڈو میں دارالحکومتہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ نپولین کے پاس اسپین والوں کے بہت سے وفد آئے لیکن اُس نے سب سے یہی کہا کہ "جوزیف جیسا شائستہ اور فیاض بادشاہ میں تم پر مقرر نہ کرونگا جب تک یہ نہ دیکھ لونگا کہ تم اُس کے اہل ہو۔ میں جوزیف کو اسپین کے بادشاہوں کے ایوانوں میں نہ رہنے دونگا کہ تم اسپین والے یورش کرو اور اُس کو پھر وہاں سے نکال دو۔ میں اسپین پر ایسا بادشاہ مامور کرنا نہیں چاہتا جس کو اسپین والے مردود کر چکے ہیں۔ میں نے تو اسپین کو فتح کیا ہے اور اُنھیں حقوق سے نفع اٹھاؤنگا جو فاتح سے منسوب ہیں۔ اور جیسا مناسب سمجھونگا اسپین کے ساتھ پیش آؤنگا" اسی زمانہ میں حسب ذیل مضمون کا اعلان نپولین نے مشتہر کیا:۔

" اپنے ۲ جون کے اعلان میں میں نے مشتہر کیا تھا کہ میں اسپین کو دوسرا جسم دینا چاہتا ہوں تم نے اس بات کی خواہش کی ہے کہ اُن حقوق میں جو اسپین کے سابق فرمانرواؤں نے مجھے تفویض کئے ہیں میں وہ حقوق بھی اضافہ کردوں جو فاتح کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اس بات سے بھی میرے خیال میں کوئی

تبدیلی واقع نہیں ہوئی میرا خیال یہی ہے کہ اسپین کی خدمت کروں۔ تمھاری مساعی کے امکان میں جو چیزیں اچھی اور فائدہ بخش ہیں میں اُن سب کو ترقی دینا چاہتا ہوں۔ اور جو چیزیں تمھاری ترقی اور خوش حالی کے خلاف ہیں میں اُن سب کو میٹ دینا چاہتا ہوں۔ اُن بیڑیوں کو میں نے توڑ ڈالا جنھوں نے تم کو غلام بنا لیا تھا۔ میں نے آزاد گورنمنٹ قایم کی اور خودسر ظالمانہ بادشاہ کی جگہ حلیم اور محدود اختیار کا بادشاہ متعین کیا۔ اب یہ بات تم ہی پر منحصر ہے کہ اس گورنمنٹ کو قایم رکھو یا نہ رکھو۔"

پانچ ہفتہ سے کم میں نپولین آدھی اسپین کا مالک ہوگیا اور اسپین کی افواج جہاں اُس کے مقابلہ میں آئیں گرد کی طرح منتشر ہوگئیں انگریز اسپین والوں کی مدد کو تو آ رہے تھے لیکن فاتح کو آندھی کی طرح دھاوے کرتے اور ہر مقام پر کامیاب دیکھنے سے حیرت میں ہو گئے اور ایسے پریشان ہوے کہ اب یہ نہیں جانتے تھے کہ کدھر کو لوٹیں۔ اگر آگے قدم رکھتے تھے تو بربادی سر پر سوار تھی اور اگر بغیر جنگ کیئے بھاگتے تھے تو غیرت سے ڈوب مرنے کی جگہ تھی تیس ہزار فوج کے ساتھ سر جان مبور پرتگال سے بہ ایں غرض آ رہا تھا کہ سر ڈیوڈ بیرڈ سے جا ملے جو دس ہزار فوج لئے ہوئے کاریونا سے آ رہا تھا۔ ایسی زبردست قواعد داں انگریزی فوج جسکی تعداد یکجائی چالیس ہزار ہوئی جب بے شمار اسپین کی افواج کی مددگار ہو جاتی تو کامیابی میں کیا شک و شبہہ ہو سکتا تھا۔ لیکن جب انگریزوں نے یہ سنا کہ اسپین کی افواج کو فاش شکست ہو گئی تو اُلٹے پاؤں بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ مگر نپولین نے اسوقت انگریزی فوج کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے کوئی کارروائی صرف اس وجہ سے نہ کی تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ انگریزی فوج دور تک میدانوں میں بڑھ آئے اور اپنے جہازوں سے دور ہو جاے تو خاطر خواہ مدارات کی جائے نپولین نے میڈرڈ سے چار میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ یہ ایک گاؤں تھا۔ اور یہاں

بیٹھ کر افواج کی ترتیب اور تیارداری میں ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ پہلے تو چاروں طرف کھائیاں کھدوائیں اور دمدمے باندھ کر توپیں چڑھادیں۔ شہر توپوں کی زد میں تھا اور ان مورچوں کے اندر اُس نے افواج کو رکھکر بیمار و مجروحوں کی تیمارداری شروع کی اور حربی سامان جمع کرنے لگا اور اب اُس کو کسی مشتم کا کھٹکا نہ تھا۔

اسپین کے بارہ سو نامور شخصوں کا وفد نپولین کے پاس آیا۔ اُس نے ان شخصوں کے سامنے اپنی خدمات پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرکے جو اسپین میں اُس نے سرانجام کی تھیں اپنی تقریر کو ان لفظوں پر ختم کیا "اسپین کے موجودہ لوگوں میں میرے متعلق رائے میں اختلاف رہیں گے اسلئے کہ لوگوں میں طرح طرح کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں اور انھیں جذبات کی وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوئے ہیں لیکن ان کے بعد جو لوگ پیدا ہونگے وہ میرے شکرگذار ہونگے اور کہیں گے کہ میں نے اُن کو نیا جنم دیا ہے۔ اور یادگار دنوں میں وہ اُس دن کو بھی شمار کرینگے جبکہ میں نے اسپین میں اپنا قدم رکھا ہے اور اسی دن سے اسپین کی خوش حالی کا آغاز خیال کیا جائیگا۔ میرے یہی خیالات ہیں۔ اب تم جاؤ اور اپنے شہروالوں سے مشورہ کرو۔ اور ایک رائے قایم کرلو لیکن معاملہ صاف اچھا ہوتا ہے اور جو کچھ کرنا منظور ہو مجھ سے صاف صاف کہدینا۔"

نپولین کی ہر تقریر سے اُس کی ذکاوت کا اظہار اور اُس کی تحریر کی ہر سطر سے اُسکی عالی شان طاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیمرٹن نے اپنی تحریروں میں بڑی عداوت کے ساتھ نپولین کے خلاف دل کے بخار نکالے ہیں اور اُس کی فصاحت کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ لیکن دیکھئے وہ بھی شاہنشاہ کے متعلق اپنے قلم سے کیا لکھ رہا ہے:۔

"مے شیویل کے وقت سے اس وقت تک نپولین کی برابر کوئی واقعہ نگار پیدا نہیں ہوا۔ اپنی مہمات کی تفصیل لکھنے میں وہ قیصر سے بازی لے گیا۔ اُس کی تحریر

واقعات کا قلمی بیان ہی نہیں ہے بلکہ وہ تحریر خود واقعہ ہے۔ اُس کے صفحہ کا ہر فقرہ واقعہ کی تصویر اور صورت ہے۔ واقعہ اور لفظ کے مابین واقعات کا ایک حرف۔ لہجہ۔ اور رنگ بیکار نہیں ہے۔ لفظ کیا ہے گویا جزو اُس کی ذات ہے۔ اُس کے فقروں کے اجزا چست اور نمائش سے خالی ہیں اور تحریرات اور شارلیمان کے زمانوں کو یاد دلا دیتے ہیں جبکہ وہ دونوں شخص بوجہ جاہل ہونے کے اپنے شاہی فرمانوں کی تحت میں اپنے دستخط نہ کر سکتے تھے بلکہ روشنائی یا خون میں اپنے ہاتھ آلودہ کر کے کاغذ کے نیچے چھاپہ لگا دیتے تھے۔"

جس زمانہ میں نپولین یہاں مقیم تھا دو واقعات ایسے پیش آئے کہ اُس کی ذکاوت کا پورا ثبوت دیتے ہیں اُس نے حکم دیا تھا کہ فوج کے سپاہی اور افسر قواعد کی سخت پابندی کریں اور اگر کسی نے ذرا بھی خلاف ورزی کی اور رعایا پر تشدد کیا تو نہایت ہی سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ مگر باوجود اس حکم کے اُس کی فوج کے دو سپاہیوں نے ایک عورت پر دست درازی کی اور وہ گرفتار ہوئے اور اُن کو فوجی قانون کی رو سے سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ لیکن ان کی معافی کے متعلق عرضیاں گذریں مگر نپولین نے ہرگز توجہ نہ کی اور دونوں سپاہی گولی سے مار دیئے گئے ان کا قتل ہونا تھا کہ بس سب کو نصیحت ہو گئی اور پھر کسی سے بد اخلاقی کا فعل سرزد نہ ہوا۔

شاہی فریق کا ایک شخص حامی تھا۔ اس کا نام سینٹ سیمین تھا اور اُس نے بُرے اُن میں بادشاہ جوزیف کے سامنے وفادار رہنے کا حلف اُٹھایا تھا۔ لیکن وہ جوزیف سے پھر گیا اور اسپین کے باغیوں کے ایک گروہ کا سردار بن گیا اور جنگ کرتا ہوا گرفتار کیا گیا یہ شخص فرانسیسی تھا۔ فوجی کمیشن بیٹھی اور اُس کو سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ مگر نپولین کے بعض رحم دل افسروں نے کچھ ایسی امداد کی کہ سینٹ سیمین کی دختر کی نپولین کے حضور میں رسائی ہو گئی۔ اُس کا اسٹاف اُس کی جلو میں تھا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ یہ لڑکی

گاڑی سے کود پڑی اور سپاہیوں کی قطار کو چیر کر نپولین کے گھوڑے کے سامنے جا کر زمین پر سر بسجود ہوگئی۔ اور زار زار رو کر فریاد کرنے لگی کہ جہاں پناہ معاف فرمائیں اور میرے باپ کی تقصیر سے درگذر کریں۔ نپولین یکایک اس خوبصورت لڑکی کو آسیب کی طرح اپنے گھوڑے کے سامنے دیکھ کر تعجب میں ہوگیا اور فوراً گھوڑے کو روک کر حیرت سے دریافت کرنے لگا کہ یہ لڑکی کون ہے اور کیا چاہتی ہے۔

لڑکی نے جواب دیا "جہاں پناہ میں سینٹ سیمن کی بیٹی ہوں اس کو سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے اور آج رات میں وہ قتل کر دیا جاویگا" لڑکی صرف اسیقدر کہنے پائی تھی کہ یکایک اُس کے چہرہ پر زردی چھاگئی اور وہ بیہوش ہو کر مردہ کی طرح زمین پر گر پڑی۔ نپولین لڑکی کو تعجب سے دیکھنے لگا۔ اور پھر اُس کے بشرہ سے یکایک ظاہر ہوا کہ رحم کے دریا نے جوش مارا ہے اور اسی کے ساتھ اُس نے کہا "اچھا سینٹ سیمن کی بیٹی کو اُٹھا لے جاؤ اور اُس کی بڑی احتیاط سے تیمار داری کرو۔ اور جب ہوش میں آجائے تو کہدو کہ ہم نے اُس کے باپ کی خطا معاف کر دی"۔ پھر تیزی سے گھوڑے کو ایک جانب کترا لے گیا تاکہ اُس کی آنکھوں کو کوئی دیکھ نہ لے جن میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ پھر پیچھے بھی اس غرض سے لوٹ کر دیکھ لیا کہ حکم کی تعمیل ہوئی یا نہیں۔ اب دیکھنے کا مقام ہے کہ نپولین کچھ ایسی طبعیت کا شاہنشاہ تھا کہ سنگین سے سنگین جرائم جو خود اُس کی ذات کے خلاف ہوتے تھے اکثر معاف ہو جایا کرتے تھے لیکن وہ جرایم ہرگز معاف نہ کئے جاتے تھے جو رعایا اور عورتوں کے خلاف سرزد ہوتے تھے۔

جنرل موراٹ کارپونا کی جانب واپس جارہا تھا۔ اور اُس نے ہدایت بھیجدی کہ اس بندرگاہ میں انگریزی جہاز تیار ملیں تاکہ انگریزی سپاہ کو سوار کرلیں۔ ۲۲ دسمبر کی صبح کو چالیس ہزار فوج ہمراہ لیکر نپولین انگریزی فوج کی خبر لینے کو روانہ ہوا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ انگریزی فوج بڑے شد و مد اور بہادری سے مقابل ہوگی جسکو اسپین کی سپاہ کی بہادری سے کوئی نسبت نہیں تھی

چنانچہ اُس نے شاہی گارڈ کی جملہ سوار اور پیدل فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور حکم دیا کہ بہت سا محفوظ توپ خانہ پیچھے پیچھے رہے۔ اسپین والے سب فرار ہو چکے تھے اور انگریز اپنی فیر کاری کی بزدلی سے نہایت سراسیمہ ہو کر تنہا رہ گئے تھے۔ اور نپولین اب ایسی افواج کے ساتھ اُن پر حملہ آور ہونے کو تھا جس کے مقابلہ کی اُن میں طاقت نہ تھی۔ پس جسقدر تیزی سے انگریز فرار ہوتے اُسی قدر اُن کی خیر تھی۔

نپولین اپنی فوج کے ہمراہ برابر یلغار کرتا ہوا آخر کار گوادراما کی وادی میں پہونچا نپولین کو اس غرض سے کہ فراری انگریزوں کو جا پکڑے بہت تیز دھاووں کی ضرورت تھی۔ موسم کی حالت اب تک نہایت عمدہ تھی مگر اب یکایک طوفان چلنے لگے۔ اور ہوا میں بحری طوفانوں کی سی شدت پیدا ہو گئی اور اس کثرت سے برف گری کہ کوہستانی راہیں بند ہو گئیں اور بھاری توپوں کے پہیے جم گئے۔ یہی حال باربرداری کی گاڑیوں کا ہوا اور فوج آگے بڑھنے سے معذور ہو گئی۔ تمامی سپاہ جس کے ہمراہ آلات حرب و جنگ (۳۲۷) بہت کثرت سے تھے ایسی پھنس گئی کہ راہ ملنا دشوار ہو گیا۔ نپولین فوج کے سب سے اگلے حصہ میں جا پہونچا۔ اور دیکھا کہ ایسا شدید برف و باران کا طوفان بپا ہے کہ فوج قدم آگے نہیں بڑھا سکتی اور رکی پڑی ہے۔ راہ بروں نے صاف کہدیا تھا کہ ایسے طوفان میں درہ کے پار ہو جانا غیر ممکن ہے۔ لیکن نپولین تو ایسا رستم تھا کہ کوہستان آلپس کے طوفانوں کو بھی خیال میں نہ لایا تھا۔ بھلا اس موقع پر کس طرح خائف ہو سکتا تھا اُس نے گارڈ کے سواروں کو گھوڑوں سے نیچے اُترنے کا حکم دیا اور اُن کی گھنی جماعت بنائی۔ جس کا عرض سڑک کے عرض کے مساوی تھا اور ہر ایک سوار اپنے گھوڑے کی باگ تھام کر پیدل چلا۔ ہر جماعت میں آٹھ یا دس آدمی تھے اور اس جماعت کے پیچھے اسی قدر گھوڑے تھے۔ یہ تجربہ کار سپاہی برف کو پامال کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے رستہ تیار کر دیا۔

نپولین بھی اسی فوج کے درمیان موجود تھا جو بہ ہزار دقت راہ چل رہی تھی اور وہ پا پیادہ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا وہ پہلی جماعت کے پیچھے تھا اور جنرل سیویرے کے بازو پر ٹیک لگائے اپنے سپاہیوں کا اس طوفان کا مقابلہ کرنے اور دشواری سے درہ پر چڑھنے میں شریک تھا۔ جب نپولین نے خود ایسے استقلال اور جوانمردی کی مثال دکھائی تو فوج کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اُس کی تقلید نہ کرتا اور تمامی فوج بڑی سرگرمی سے اپنے سردار کے پیچھے روانہ ہو گئی۔ اس منزل میں نپولین بہت تھک گیا۔ سپاہ کا بڑا حصہ جس کے ہمراہ توپیں اور سامان کی گاڑیاں تھیں اگلی صفوں کی برابر نہ چل سکا تھا۔ شب کو نپولین ایک مرحلہ کی کثیف چوکی میں کوہستان کے درمیان ٹھہر گیا اُس کے سب ملازم اُس کی آرام و آسایش کی پہلے سے فکر رکھتے تھے لیکن نپولین کا خود یہ حال تھا کہ دوسروں کی خاطر وہ اپنی ذات کو بالکل بھول جاتا تھا۔ نپولین کے ہمراہ اُس کا ذاتی ایک پرتل کا خچر تھا اور وہ اس قیام گاہ پر پہونچایا گیا اور بقول جنرل سیویرے کے " جب یہ خچر پہونچگیا تو شاہنشاہ کو تاپنے کو آگ اور کھانا اور بستر نصیب ہوا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ایسے موقعوں پر شاہنشاہ خود غرضی نہ کیا کرتا تھا اور جب اُس کو صرف اپنی ذات سے بحث ہوتی تو کل کی مطلق فکر نہ کرتا۔ چنانچہ اس موقع پر بھی عادت کے موافق اُس نے سب کے ساتھ جو اُس کے ہمراہ آسکے تھے کھانا کھایا اور سب کو تاپایا اور جن لوگوں نے تکلف کیا اُن کو مجبور کر کے بڑے اصرار سے کھانا کھلایا۔ ایسے موقعوں پر جب سب یار جمع ہوتے تو وہ بڑی بے تکلفی اور خوشی سے اپنی حیرت انگیز زندگی کے عجیب واقعات سنایا کرتا اور برین سے حالات بیان کرنا شروع کر کے آخر میں اس فقرہ پر ختم کیا کرتا کہ " ابھی دیکھئے اور کیا کیا معاملات پیش آنے والے ہیں "

جب کوہستان ختم ہوا تو برف باری کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اب مینہ کی جھڑی لگی بھیگی شرابور سپاہ گھٹنوں تک پانی میں سڑکوں پر چل رہی تھی۔ اور کیچڑ میں

توپوں کے پہیئے دُھریوں تک دھنس دھنس جاتے تھے۔ نپولین کو بڑی فکر تھی کہ کسی طرح فرانسیسی فوج کا ایک حصہ انگریزی فوج کے آگے پہونچ جائے اور پھر وہ بھاگ نہ سکیں تدبیریں تو اُس نے ایسی کافی کی تھیں کہ اگر محض اتفاق سے موسم ایسا شدید نہ ہوجاتا اور سڑکوں کی حالت ایسی خراب نہ ہوجاتی تو انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی اُس کے قبضہ سے نکلکر نہ جاسکتا تھا۔ اور اُس نے مارشل سولٹ کو لکھا "اگر انگریز بھاگیں تو سخت تعاقب کرو۔ اور اگر وہ حملہ آور ہوں تو تم پیچھے ہٹو۔ اسلیئے کہ جتنا وہ آگے بڑھینگے اسی قدر اچھا ہے اور اگر وہ ایک دن بھی اپنے موجودہ قیام گاہ میں ٹھرے تو اُن کا کام تمام ہوجائیگا کیونکہ میں اُن کے بازو پر پہونچ جاؤنگا" انگریزی فوج کا سردار جنرل مور شاگن میں تھا اور نپولین اپنے ہراول کے ساتھ اُس سے ایک منزل کے فاصلہ پر آپہونچا تھا۔ انگریزی جنرل کو اب دیر لگانے کا موقع نہ تھا کیونکہ جال چاروں طرف بچھ چکا تھا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے وہ فرار ہوا اور اپنے پیچھے پلوں کو بارود سے اڑاتا گیا۔ مینہ اُسی شدت سے برس رہا تھا۔ دریاؤں میں سیلاب تھے اور انگریزی فوج کی فراری سے سڑکیں کٹ کر ایسی خراب ہوگئی تھیں کہ غیر قابل گذر ہورہی تھیں۔

اب جو جو منظر پیش آئے اُن کی تصویر کھینچنا قلم کی قدرت سے باہر ہے۔ اگرچہ جنرل مور نے حتی المقدور بڑے معزز طریقہ سے اپنی فوج کو روکا لیکن پھر بھی فوج نے وہ وہ زیادتیاں کیں کہ بیان نہیں کی جاسکتیں۔ اس فوج کو ہر مقام پر کثرت سے شراب ہاتھ آئی تھی اور اس کو پی کر وہ متوالی ہوگئی اور بڑی بڑی بے رحمیاں کرکے لوٹ اور غارت میں مصروف ہوگئی اور کسانوں کے گھروں کو آگ لگا دی یہ سپاہی ایسے مخمور تھے کہ بعض موقعوں پر خود اُس آگ میں جل گئے جو انھوں نے آپ لگائی تھی۔ انگریزوں اور کسانوں میں سخت دشمنی پیدا ہوگئی۔ انگریز تو اسپین والوں کو کمبخت ناسپاس کہتے تھے اور اسپین والے کہتے تھے "ارے ہم کو تم ناسپاس کہتے ہو۔ تم کون ہو۔

تم تو وہ ہو کہ اپنے مطلب سے ہمارے ملک میں آئے اور بھاگے جاتے ہو اور ہماری حفاظت نہیں کرتے"۔ مختصر یہ ہے کہ مخمور انگریزوں اور اسپین والوں میں ایسی سخت دشمنی اور نفرت بڑھی کہ اسپین والے فرانسیسیوں کو اپنا خلاصی دینے والا سمجھنے لگے۔

راہ میں جابجا انگریزی فوج کے سامان پڑے ہوئے ملتے تھے۔ سڑک پر سامان کی گاڑیاں چھوٹ گئی تھیں۔ توپوں کی گاڑیوں کو توڑ کر الٹ دیا گیا تھا۔ بیمار۔ مجروح۔ نشہ میں ڈوبے ہوئے سڑکوں پر جابجا پڑے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان مُردے اور ایسے شخص بھی تھے جو راہ بھول کر پیچھے رہ گئے تھے۔ نپولین شب و روز دھاوے کئے چلا جا رہا تھا کہ فراریوں کو جا پکڑے۔ ۲ جنوری کو اپنے ہراول کے ہمراہ وہ الیسٹورگا میں پہنچا۔ پچاس ہزار فوج کو ہمراہ لے کر دس دن میں وہ دو سو میل مسافت طے کر چکا تھا۔ جاڑے کی شدت کی کوئی حد نہ تھی۔ ایسے سخت طوفان تھے کہ پہاڑ کے درے برف سے بند ہو گئے تھے اور میدان سطح آب نظر آ رہا تھا۔ دریا چڑھ گئے تھے اور بڑی تیزی سے بہ رہے تھے۔ اور نپولین کا راستہ بند ہو گیا تھا۔ گھوڑے اور سپاہی بہ ہزار خرابی و دشواری گہری کیچڑ میں توپوں کو کھینچتے تھے۔ اور پہیے دھرے تک کیچڑ میں غرق تھے۔

جس صبح کو نپولین اسٹورگا سے روانہ ہوا طوفان بڑا شدید برپا تھا۔ آسمان کالے بادلوں سے چھایا ہوا تھا۔ برف باری سے سپاہ بھیگ کر ٹھٹھر گئی تھی۔ اپنی جاں نثار فوج کی ہر ایک تکلیف میں نپولین شریک تھا۔ وہ طوفان میں چند ہی میل چلا تھا کہ فرانس سے چند اہم مراسلات لے کر قاصد اس کے پاس پہنچا۔ کوئی مکان قریب موجود نہ تھا۔ نپولین گھوڑے سے اتر پڑا اور حکم دیا کہ سڑک کے کنارے پر آگ روشن کی جائے۔ تمامی افسر ادب کے ساتھ اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور اس کے چہرہ کو بڑے تردد سے دیکھنے لگے۔ برف باری ہو رہی تھی اور اس کی نذر سپاہ کے

گروہ قریب ادب سے کھڑے تھے اور نپولین نے آگ کے قریب کھڑے ہو کر ان مراسلات کا مطالعہ شروع کیا۔

لکھا تھا کہ "شاہنشاہ چونکہ اسپین میں ہے لہذا اُس کی عدم موجودگی کے موقعہ کو غنیمت سمجھکر اور یہ دیکھکر کہ دریائے رین کے کناروں سے شاہنشاہ نے ایک لاکھ کارآزمودہ فوج طلب کر لی ہے آسٹریا نے انگلستان سے پھر اتحاد پیدا کر لیا اور شمال سے فرانس پر حملہ آور ہونے کا عزم کیا ہے۔ اور چونکہ شاہنشاہ کا روس کے بادشاہ سے میل ہے لہذا ترک سخت طیش سے بھر گئے اور مشرق سے دھمکی دینا شروع کر دی ہے۔ اور چونکہ شاہنشاہ اس بات پر راضی نہیں ہوا کہ قسطنطنیہ کا روسی سلطنت سے الحاق کر دیا جائے اسلئے شاہنشاہ روس کی ماں اور اُمرا کا ایک گروہ کثیر سخت دشمنی پر آمادہ ہو گئے ہیں اور اسکندر اگرچہ اب تک اپنی دوستی پر ثابت قدم ہے تاہم اُس کے ساتھ مخالفت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور وہ بڑی کشمکش میں ہے۔"

نپولین کے دل پر تمامی معاملات برقی حالت سے منکشف ہو گئے اور اُس کو فوراً معلوم ہوا کہ اور جنگی جتھہ قایم ہونے والا ہے اور ایسا معلوم ہوا کہ اُس کے عظیم الشان عزم و استقلال میں ایک لمحہ کے واسطے اس ہولناک منظر سے فرق آگیا۔ اور اب وہ اس بات پر کہ اسپین کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا پچھتانے لگا۔ لیکن اب اس جنگ سے وہ دست کش بھی نہ ہو سکتا تھا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ انگریز اور اسپین والے فرانس پر حملہ کرنے کو پہاڑوں کے دروں میں آبھرینگے۔ شمالی طوفان جنگ کو بھی ٹال دینا اُس کی قدرت سے باہر تھا کیونکہ وہ جمہوری اصولوں کا حامی تھا اور انھیں کو میٹ دینے کی غرض سے یورپ کے تاجدار جتھہ بندیاں کیا کرتے تھے۔ لہذا اس امر میں کوئی کلام نہیں کہ شمال میں دریائے ڈینوب کے کنارہ انگریزوں اور آسٹریا والوں سے مچیٹ لینا اور جنوب میں انگلستان۔ اسپین اور پرتگال سے جنگ کرنا ذرا ٹیڑھی

کھیرتی۔ پھر اس پر ایک طرّہ یہ تھا کہ بقیہ آدھا یورپ بھی موقع کا منتظر تھا کہ نپولین کو کہیں پر ہزیمت ہو اور وہ سب اپنے دشمن پر باز کی طرح ٹوٹ پڑیں ادھر فرانس کی جمہور بھی جنگ کرتے کرتے تنگ آ گئے تھے۔ نپولین بھی لڑائی سے عاری آگیا تھا پس نپولین کے لئے صرف ایک پہلو باقی تھا اور وہ یہ تھا کہ مایوس ہو کر جنگ سے کیونکہ وہ ختم ہوتی نظر آتی تھی ہاتھ اُٹھالے اور فرانس کو دشمنوں کے حوالہ کر دے یا جب تک دم میں دم باقی رہے جنگ کرتا رہے۔

اس اُداس الاؤ کے پاس سے جس کے شعلوں کو طوفان ہوا دے رہا تھا نپولین نے بڑی غمناک حالت سے گھوڑے کی باگ موڑی اور آہستہ آہستہ الیسٹورگا کو واپس آیا۔ کسی کے منہ سے ایک حرف بھی نہ نکلتا تھا ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اور سب لوگ خود نپولین کی طرح سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ مگر حسب معمول ایک گھنٹہ کے بعد اس کی اُداسی دور ہو گئی اور پھر حالت بدستور ہو کر وہ انتظام اور تجاویز میں مصروف ہو گیا۔ اور بڑے استحکام سے اُس نے وہ سامانِ حرب فراہم کرنا شروع کئے کہ نئے خطرات کا جو راہ میں حائل تھے کامیابی سے مقابلہ کر سکے دریائے رین کی طرف اپنی توجہ پھیر دینا اس کے لئے بہت ضرور تھا۔ پس بذاتِ خاص انگریزوں کے تعاقب سے وہ باز رہا اور مارشل سولٹ کو حکم دیا کہ بڑی سختی سے تعاقب کرے۔

اس کے بعد نپولین ویلاڈولڈ میں واپس آیا جہاں چند روز قیام کیا اور اسپین کے معاملات میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایتیں لکھوائیں اور فرانس۔ اٹلی اور جرمنی کی افواج کی ترتیب کے لئے احکام روانہ کئے۔

باب چہل و پنجم

نیا جتھہ قایم ہونا

سر جان میور کی فراری۔ اسپین کی خوفناک حالت ساراگوسا کا محاصرہ۔ شاہنشاہ کی خوفناک حالت۔ آسٹریا کا انگلستان سے اتحاد کرلینا۔ اسکندر کے خیالات۔ فرانسیسیوں کی زبردست تیاریاں۔ ملکہ اور شاہنشاہ کا پیرس سے رخصت ہونا

مارشل سولٹ نے دشمن کا ایسی مصیبت خیز فراری کی حالت میں تعاقب کیا کہ زمانہ حال کی تاریخ کے مطالعہ سے اس فراری سے بڑھکر زیادہ مصیبت خیز فراری کہیں نظر نہین آتی۔ دیکھا جارہا تھا کہ جابجا بے ترتیب انباروں میں سامان پیچھے چھوٹا ہوا رہ گیا تھا۔ انگریز کچھ ایسی بدحواسی سے بھاگے تھے کہ زر نقد کے صندوق گگاروں سے نیچے جا پڑے تھے اور اشرفیاں پھیلی پڑی تھیں فرانسیسی سپاہی پیچھے سے جھپٹے چلے آرہے تھے اور انگلستانی اشرفیوں سے اُنھوں نے اپنی جیبیں بھرلیں۔ بیماروں اور مجروحوں کی بس یہ حالت تھی کہ چہرے زرد ہوگئے تھے اور اس گروہ کو دیکھکر جی ڈرا جاتا تھا اور سڑک کے کنارہ پڑے ہوئے تھے اور جانکنی کی حالت میں پڑے تڑپ

رہے تھے۔ اور برف اور مینہہ سے بھیگے ہوئے ڈھیلے اُن کا بستر تھے۔ مدہوش سپاہیوں نے اُن دیہات کے باشندوں کے ساتھ جن میں ہو کر ان سپاہیوں کا گذر ہوا بڑی بڑی بدسلوکیاں کی تھیں۔ عورتوں اور بچوں کو گھروں سے نکال کر تمامی مال و اسباب کو لوٹ لیا تھا اور یہ بیچارے جاڑے پالے میں باہر میدانوں میں پڑے مر رہے تھے۔ جاں بلب لوگوں اور لعشوں کی وہ حالت تھی کہ دیکھی نہ جاسکتی تھی۔

نیپیر صاحب لکھتے ہیں "بھاگڑ اس بدحواسی سے واقعہ ہوئی تھی کہ ویسی کہیں مثال موجود نہیں ہے۔ اول تو موسم نہایت ہی شدید تھا۔ یعنی معلوم ہوتا تھا قطبین کا جاڑا اسپین کو منتقل ہو آیا تھا دوسرے برف و باران کے وہ طوفان چل رہے تھے کہ الاماں۔ پس انگریزی سواروں کا یہ حال تھا کہ جہاں اُن کے گھوڑوں کی طاقت نے جواب دیا وہ اپنے گھوڑوں کو فوراً گولی سے مار دیتے تھے کہ فرانسیسیوں کے ہاتھ نہ آسکیں۔"

اس میں شک نہیں کہ سر جان مور نے فراری کی حالت میں بے نظیر لیاقت اور ہنر سے انتظام کیا تھا۔ مگر بھاگنے والوں اور تعاقب کرنے والوں کے چنداول اور ہراول میں اکثر مٹ بھیڑ ہو جایا کرتی تھی۔ اور انگریز جس مقام پر اپنی حفاظت میں لڑی بڑی شجاعت سے لڑے۔ کارونا میں پہونچکر انگریزی فوج مدوّر پہاڑیوں پر مورچہ بند ہوئی یہ پہاڑیاں شہر کو حصار کئے ہوئے تھیں۔ اور یہاں دشمن کے مقابلہ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ آبادی سے تین میل کے فاصلہ پر انگریزوں نے میگزین جمع کیا تھا جس میں چار ہزار بارود کے پیپے تھے اور اس نیت سے کہ یہ بارود فرانسیسیوں کے ہاتھ نہ لگ جائے اُنھوں نے اسے اڑا دیا اور اس کا نتیجہ ویسا ہی ہولناک ہوا جیسا ہونا چاہئے تھا۔

کرنل نیپیر صاحب نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور وہ لکھتے ہیں۔

"ایسا دھماکا ہوا کہ گویا کوہ آتش فشاں پھٹ گیا۔ میلوں تک زمین کو لرزہ آگیا۔ پہاڑیاں اپنی جڑوں سے ہل گئیں اور سمندر کے پانی میں ایسا تلاطم برپا ہوا کہ گویا طوفان نے جہازوں کو ڈگمگا دیا۔ دھول اور دھوئیں کا بادل آسمان میں چڑھ گیا۔ اور اس کے اطراف سے چنگاریاں اڑتی ہوئی نکلیں۔ پھر پتھروں اور دیگر قسم کی اشیا کے ٹکڑے برسنے لگے اور بڑا شور پیدا ہو گیا۔ اور بہت سے آدمی جو قریب رہ گئے تھے مر گئے۔ سمندر کا پانی کناروں سے تھپیڑیں کھانے لگا اور پھر خاموشی اور سناٹا ہو گیا۔ اور جنگ کی کارروائیاں شروع ہو گئیں۔"

بڑی سنگین لڑائی ہوئی۔ سرجان مور جو اس پسپائی کے دوران میں افسر اعلیٰ تھا ایک گولے سے مجروح ہوا اور زخم کاری کھایا۔ چونکہ فریقین بہت تھک گئے تھے اور رات بھی ہو گئی تھی لڑائی موقوف ہو گئی۔ اور بیچارے مقتول جنرل کی نعش کو سپاہیوں نے اُس کے فوجی لبادے میں لپیٹا اور جلدی سے لیجا کر کارونا کے دُھس میں دفن کر دیا۔ عجب اُداس منظر تھا۔ خون سے لتھڑی ہوئی سپاہ کا اب نہایت ٹھنڈی رات سے مقابلہ تھا کسی شخص کے منہ سے بات نہ نکلی اور مشعل کی روشنی میں ایک اُتھلی سی قبر کھود کر نعش کو چند ڈھیلوں کے نیچے داب دیا۔ اس واقعہ کو ایک شاعر نے بڑی خوبی سے منظوم کر کے ایسا بنا دیا ہے کہ کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔ شاعر لکھتا ہے:۔

"جس وقت ہم سرجان مور کی نعش کو دمدمے کی جانب بہ حالت اضطراب لیچلے تو نہ کوئی طنبور بجا نہ کوئی نغمۂ ماتم سنائی دیا۔ اور نہ کسی سپاہی نے الوداعی سلامی میں بندوق کا اُس قبر پر فیر کیا جس میں ہم نے اپنے بہادر سردار کو دفن کیا۔

رات بڑی اندھیری تھی اور نصف شب آچکی تھی کہ ہم نے اُسے قبر میں اُتارا اور اپنی سنگینوں سے مٹی کے ڈھیلے اُلٹ دئیے۔ اس وقت چاند کی دُھندلی روشنی

کبھی چمکتی تھی اور کبھی غائب ہو جاتی تھی اور ایک مدہم لالٹین کی روشنی تھی۔

تابوت جیسی بیکار شے میں ہم نے نعش کو نہ رکھا تھا اور نہ چادر کفن ہی میں ہم نے اُس کو لپیٹا تھا بلکہ سپاہیانہ طریقے سے اُس کو اُسی کی فوجی وردی کے لبادہ میں لپیٹ دیا تھا۔

ہم نے دعا بھی نہایت ہی اختصار کے ساتھ پڑھی اور کوئی کلمۂ ماتم بھی مُنہ سے نہ نکالا۔ بلکہ بڑے غور سے اُس کے چہرہ کو دیکھ رہے تھے اور ہم کو آنے والے دوسرے دن کی بڑی فکر لگی ہوئی تھی۔

جس وقت ہم نے اُس کی تنگ قبر کو تیار کیا اور فرش خاک کو ہموار کیا تو ہم کو خیال آیا کہ افسوس بیگانے اس قبر کو پامال کرینگے اور ہم بہت فاصلہ پر سمندر کی موجوں پر جارہے ہونگے۔

ابھی ہمارا کام ادھورا ہی تھا کہ گھڑی نے وہ گھنٹہ بجا دیا جس پر ہمیں اس مقام سے ہٹ جانا تھا اور ہم سن رہے تھے کہ دشمن اب بھی بڑی سختی کے ساتھ بلا نشانہ توپیں سر کر رہا تھا۔

ہمیں بڑے غم اور آہستگی کے ساتھ نعش قبر میں اُتارنی پڑی۔ میدانِ قتال کا تازہ خون ابھی سوکھا بھی نہ تھا اور ہم نے اس قبر پر ایک مصرعہ بھی کندہ نہ کیا اور نہ کوئی یادگار کا نشان قایم کیا بلکہ اپنے سردار کو تنہا چھوڑا اور اُس کی شہرت کے اُس کو سپرد کیا۔"

فرانسیسی افسروں نے اپنے مقتول مخالف کی بڑی دادِ شجاعت دی اور اس کی قبر پر ایک یادگار بنائی۔

اس کے بعد رات ہی میں اپنے الاؤ کی آگ کو جابجا جلتا ہوا چھوڑ کر کہ فرانسیسیوں کو اصلی حال معلوم نہ ہو انگریزی فوج نے جہازوں میں سوار ہونا شروع کر دیا۔ اور سب فوج جہازوں پر پہونچ گئی اور کوئی مزید بڑا نقصان اُٹھانا نہ پڑا۔ اسپین کے سپاہی

دمدموں کی توپوں پر کام کرتے رہے اور فرانسیسیوں کو روکے رکھا۔ اس مصیبت خیز فراری میں انگریزوں کی جانب چھ ہزار مجروح۔ مقید اور مقتول ہوئے۔ اور تین ہزار گھوڑوں کو ان کے سواروں نے گولی سے مار دیا اور حربی سامان کے بڑے بڑے ذخیرے یا تو برباد ہوگئے یا فاتح فرانسیسیوں کے ہاتھ آگئے۔ ــــ ۱

---

۱ کرنل نپیر مورخ کا بھائی میجر نپیر اس جنگ میں مجروح و مقید ہوا تھا۔ کرنل نپیر نے لکھا ہے۔
"ٹانگ میں ضرب آجانے سے میجر نپیر نے یہ کوشش کی کہ اُس مقام سے علٰحدہ ہو جاوے۔ لیکن دشمن نے اُس کو آلیا اور پانچ زخم کھاکر وہ زمین پر گرا۔ مگر ایک فرانسیسی طنبورچی نے اُس کو بچایا۔ اور جب اُس فرانسیسی سپاہی نے جس نے میجر کو گھایل کیا تھا اس کے ہلاک کرنے کا دوبارہ قصد کیا تو وہی طنبورچی درمیان میں آگیا۔ جنگ کی دوسری صبح کو مارشل سولٹ نے میجر نپیر کے مرہم پٹی کے لئے خاص اپنا ڈاکٹر جراح بھیجا۔ اور عجیب انوکھی مہربانی سے نپولین کو عریضہ لکھا" میجر نپیر فرانس بھیجے جانے سے معاف کیا جاوے اسلئے کہ انگلستان قیدیوں کا مبادلہ نہیں کرتا اور ایسی حالت میں میجر کا کام بگڑ جائیگا"، اس طنبورچی کو بھی لیجن آف آنر کا تمغہ عنایت کیا گیا۔ جب دوسرا فوجی دستہ کاریونا سے چلا تو مارشل سولٹ نے میجر نپیر کی مارشل نے سے سفارش کی اور اسپر مارشل نے میجر کے ساتھ اُس اخلاق سے پیش آیا جو دشمن سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ میجر کی ایسی خاطر کی جیسی دوست اپنے دوست کی کیا کرتے ہیں۔ فرانسیسی کانسل کے مکان میں اس کو مقیم کیا۔ اُس کو زر نقد دیا اور اپنے مکان پر اُس کی دعوتیں کیں اُس کو فرانس نہ بھیجا اور میجر کی والدہ کے متعلق جب یہ بات سنی کہ وہ میجر کو مقتول یقین کرکے اُس کا ماتم کر رہی ہے تو ایک جہاز پر صلح کا جھنڈا کھڑا کرکے میجر کو معہ چند دیگر سپاہیوں کے جو جنگ میں گرفتار ہوئے تھے فوراً انگلستان کو بھیجدیا اور صرف یہ وعدہ لے لیا کہ جب تک باضابطہ تبادلۂ قیدیان کی کارروائی عمل میں نہ آجائے یہ لوگ انگلستان کی طرف سے فوجی خدمات انجام نہ دیں۔ اگر عام اظہار شکر گذاری کا تقاضا نہ ہوتا تو میں ایسے خانگی معاملات کو تحریر نہ کرتا اسلئے کہ فرانسیسی سردار نے عدیم المثال

جب یہ خوار و خستہ انگریزی فوج انگلستان کو لوٹ کر گئی تو انگلستانیوں کے خیالات کا حال ایلی سن صاحب یوں لکھتے ہیں کہ "انگلش چینل کے کنارہ کے شہروں کے باشندوں نے سر جان مور کی فوج کو جہازوں میں سوار ہوتے ہوئے اس طرح دیکھا تھا کہ اُس سے تمام حربی تکبر کا اظہار ہو رہا تھا۔ طنبور بج رہے تھے اور پرچموں کے پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے اور بیشمار تماشائی نعرے مار رہے تھے اور بعضوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اسیواسطے ان لوگوں کو نہایت سخت حیرت ہوگئی اور وہ خوف زدہ ہو گئے جبکہ اُنھوں نے اسی فوج کو ایسی حالت میں لوٹتے ہوئے دیکھا کہ تعداد میں وہ آدھی رہ گئی تھی۔ چہروں پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ حربی سامان کی بُری گت ہو رہی تھی اور وردیاں پھٹ کر چیتھڑے ہو گئی تھیں۔ اور وبائی بخار کی وجہ سے جو یہ فوج اپنے ہمراہ لگالائی تھی لوگوں کے خوف میں اور زیادتی ہوگئی تھی۔ یہ سب باتیں اس کا نتیجہ تھیں کہ یہ فوج تھک کر چور ہو گئی تھی اور جہازوں میں مقید رہی تھی اور دماغوں کی بُری حالت ہو گئی تھی۔ اور اسپر طرہ یہ تھا کہ ان سپاہیوں نے اُن اذیتوں اور مصائب کو برداشت

حاشیہ بقیہ صفحہ ۴۹۲۔ عالی حوصلگی اور فیاضی کا اظہار کیا ہے۔ اور ان واقعات کا لکھنا جن سے میں اپنے دلی شکریہ کو ظاہر کرتا ہوں ایک اور وجہ سے اور بھی ضروری معلوم ہوا یعنی اس کے بعد مارشل نے پر بڑی مصیبت پڑی اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مخالفوں نے جیسی بدسلوکی اُس کے ساتھ کی۔ اس رستم ثانی اور عالی حوصلہ مارشل کی موت کا حال کسی پر مخفی نہیں۔ یعنی مارشل نے ایسا مارشل تھا کہ اپنے ملک فرانس کی طرف سے پانسو لڑائیاں لڑا اور فرانس کے خلاف ہو کر کبھی ایک جنگ بھی نہیں کی اور پھر بھی وہ نمک حرام قرار دیکر گولی سے مار دیا گیا۔ ہے ہے۔ کیسا اندھیر ہوا۔ بوربون کا سخت سے سخت دشمن بوربون اور فرانسیسی قوم کے مقاصد کے درمیان کیا اس مارشل سے بڑھکر بیّن فرق قایم کر سکا؟ (نیپیر صاحب کی کتاب محاربات جزیرہ نما جلد اول صفحہ ۲۶۰۔)

مبالغہ سے بیان کیا جو اُن کو برداشت کرنا پڑی تھیں۔"

اب اسپین میں آئے دن غارتگری اور قتل ہونے لگے۔ پرجوش جمہور نے اپنے قدیمی بادشاہ کی محبت کے پردہ میں بڑے بڑے ناگفتنی ظلم کرنا شروع کئے۔ جان و مال کی کچھ حفاظت نہ تھی۔ اور کچھ تھی تو اسپین کے اُن مقامات پر تھی جہاں فرانسیسی افواج کا دخل تھا۔ اسپین کے چند سپاہیوں نے ایک عجیب حرکت کی یعنی اپنے نہایت ہی بہادر اور نامور جنرل ڈان جوہن بے نی ٹو سے ایسے برہم ہوئے کہ اُس کی چارپائی پر اس کو پکڑا اور کھینچ کر ایک درخت کے پاس لے گئے اور گردن باندھ کر اُسے لٹکا دیا اور پھر گولیاں ماریں بہت دیر تک جی خوش کرتے رہے۔ نپولین کا جہاں جہاں قابو چلا اُس نے ان بدنظمیوں کا اچھی طرح انسداد کیا۔ ویلاڈولڈ میں اُس نے ایک درجن قاتلوں کو گرفتار کرکے فوراً گولی سے مروا دیا۔

نپولین نے جوزف کو لکھا "پہلے تو ایسا انتظام کرو کہ لوگ تم سے خائف ہو جائیں پھر وہ تدبیریں کرنا کہ وہ تم سے محبت کرنے لگیں۔ یہاں میری التجائیں کی جارہی ہیں میں بعض غارتگروں کو جنھوں نے قتل و غارت کیا ہے معاف کردوں لیکن اپنی درخواست منظور نہ ہونے سے انھیں خوشی ہوئی اور اب بعد کو سب معاملات حسب سابق قایم ہو گئے ہیں اسی کے ساتھ مضبوطی اور انصاف کے ساتھ کام کرو اور اگر تم کو حکومت کرنا ہے تو دونوں حالتوں کی مساوات قایم رکھنا۔"

میڈرڈ میں سو قاتلوں کو گردن مار دئیے جانے کا اُس نے حکم دیا یہ لوگ اسپتال کو میں گھس پڑے تھے اور فرانسیسی مجروح سپاہیوں کو بڑی ایذا دے دے کر ان کے بستروں پر قتل کیا تھا۔ ان لوگوں نے بہت سے اسپین والوں کے گھر جلائے تھے اور اُن کو قتل کیا تھا۔ اور یہ الزام رکھا تھا کہ تم فرانسیسیوں کے دوست ہو اور نمک حرام ہو۔ نپولین نے عزم بالجزم کرلیا تھا کہ مجرموں کے دلوں پر ہول بٹھلا دے۔ اور

اپنی قدیمی عالی حوصلگی سے یہ قصد کرلیا تھا کہ ان تمامی ضروری شدید کارروائیوں کی کے الزام خود اپنے اوپر لے لے۔ اور جتنی فیاضیوں اور عالی حوصلگیوں سے ناموری ہو وہ جوزیف سے منسوب کی جائے۔

لوزوز کو جوزیف نے نپولین کو مبارکباد کے خط میں لکھا "میں دعا کرتا ہوں کہ اس سال آپ کی کوشش کی بدولت یوروپ میں امن چین ہوجائے اور یورپ کے فرماں روا آپ کے ارادوں کی داد دیں"

اس کے جواب میں نپولین نے کہا "سال نو کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر کیا میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے توقع نہیں ہے کہ یورپ میں اس سال صلح اور امن قایم ہو اور اس توقع سے مجھے اسقدر مایوسی ہو رہی ہے کہ ایک لاکھ جدید فوج کے بھرتی کئے جانے کا میں نے حکم جاری کردیا ہے انگلستان کے حسد قسطنطنیہ کے واقعات۔ اور قصہ مختصر جملہ باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ابھی چین یا آرام کی ساعت نہیں آئی ہے"

کھلے میدان میں اسپین والے جہاں سامنے آتے تھے ہزیمت اٹھاتے تھے چنانچہ بیشمار لوگ شہروں میں شہر پناہوں کے اندر گھس رہے تھے اور یہاں سے جان توڑ توڑ کر بہادری سے لڑتے تھے اور جنگ کو طول دیتے تھے۔ لیکن بڑے بڑے مستحکم مقامات فرانسیسی انجینروں اور افواج کی ہنر اور بہادری سے جلد فتح ہوجاتے تھے۔ مگر ساراگوزا کا محاصرہ قدیم و جدید تاریخ میں سب سے زیادہ قابل یاد رکھنے کے ہے۔ شہر کو انگریزوں نے حربی ذخائر سے بھر لیا تھا۔ اور شہر کی مستحکم شہر پناہ کے پیچھے چالیس ہزار ایسے بہادر اسپین کے سپاہی موجود تھے جن کی افسر قسیس تھے اور انھوں نے تمامی سپاہ کو مذہبی جوش سے مدہوش کردیا تھا۔ اور یہ سپاہ سنگین عمارتوں میں محفوظ تھی اور شہر کے گلی کوچوں میں ایک لاکھ باشندے

بھرے پڑے تھے۔ فرانسیسیوں نے صرف اٹھارہ ہزار فوج سے شہر کا محاصرہ کیا تھا دو ماہ تک علی الاتصال بیرحمی سے جدال و قتال ہوتا رہا۔ شہر پناہ ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئی تھی اور خانقاہیں مسمار ہوگئی تھیں لیکن اس پر بھی پر جوش اسپین والے ایک کوچہ سے دوسرے کوچہ تک اور ایک مکان سے دوسرے مکان تک جنگ کرتے تھے۔ انجام کار فرانس کی قواعد داں فوج کی بہادری اسپین والوں کے مذہبی جوش پر غالب آئی۔ اور جب مہندم اور جلتے ہوئے شہر پر مارشل لانس نے قبضہ کیا تو ایسا منظر پیش نظر تھا کہ مصیبت اور اندوہ و غم کی ذلیل دنیا میں کبھی نہ دیکھا گیا ہوگا۔ شہر کیا تھا منہدم اور ویران گھروں کا ایک ڈھیر تھا جہاں سڑنے والی نعشوں کی بدبو سے دماغ پاش پاش ہوا جاتا تھا۔ چوّن ہزار جانیں تلف ہوئی تھیں۔ ہر مکان سے مجروح مردوں عورتوں اور بچوں کی کراہیں اور چیخیں بلند تھیں۔ اُن کے زخم سوج کر سڑ گئے تھے شہر کا ایک ثلث حصہ قطعی برباد ہو گیا تھا۔ اور باقی دو ثلث ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور خون سے رنگ گیا تھا۔ جس سے سخت تعفن آ رہا تھا۔ چالیس ہزار اسپین کے سپاہیوں میں سے جو دریچہ دریچہ اور سقف بہ سقف لڑے تھے صرف دس ہزار پیدل اور دو ہزار سوار زندہ بچے۔ اور جب مقیدوں کی قطاریں فاتحین کے سامنے سے گذریں تو وہ سب زرد اور نیم جاں تھے اور چہروں پر مُردنی چھائی ہوئی تھی اور اس منظر کو دیکھ کر فرانس کے سپاہیوں تک کو جو مدت دراز سے جنگ کے ہولناک تماشے دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے ترس آگیا۔

جوزیف اب میڈرڈ میں بڑے تزک و احتشام سے داخل ہوا۔ لیکن رعایا نے اُس کی واپسی پر اظہار گرمجوشی نہ کیا کیونکہ وہ اپنے تئیں معزول خیال کرتی تھی۔ لیکن زیادہ معزز طبقہ کے لوگ جو بدامنی میں تکلیفیں اٹھا چکے تھے جوزیف کے واپس آنے پر مطمئن ہوئے۔ جوزیف اسپین کے باشندوں کے سامنے بطور محافظ

پیش کیا گیا تھا جس نے زبردست فاتح نپولین سے التجائیں کی تھیں کہ اب اسپین والوں پر رحم کرے۔ تاہم نپولین کے بہادرانہ اور مستقل چال چلن میں ایک ایسی ادا تھی کہ لوگ اُس کے مداح ہو گئے تھے اور باوجود نپولین کی سعیوں کے کہ تمامی شدید کارروائیوں کی بدنامی اپنے ذمہ لیکر جوزیفَ کو ہردلعزیز بنانے پر بھی نپولین کی عظمت و شان نے جوزیف کی صرف نیک مزاجی کے مقابلہ میں لوگوں کو اپنی طرف زیادہ کھینچ لیا تھا۔

ویلاڈولڈ میں نپولین پانچ دن مقیم رہا اور یورپ کے تمامی اطراف میں مراسلات بھیجتا رہا اور پانچ دن میں اتنا کام سرانجام کیا کہ معمولی عزم کے آدمی سے ایک سال میں سرانجام ہوتا۔ فرانس۔ اسپین۔ اٹلی۔ اور جرمنی میں اُس کی افواج ایک نقشہ کی طرح اُس کے سامنے پھیلی ہوئی تھیں۔ اور اُن سب کا متحد ہو جانا اُس کے ذہن میں موجود تھا۔ مراسلات کو ختم کرنے کے بعد وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پیرس کو روانہ ہوا۔

جے ہیڈلے صاحب کا بیان ہے کہ "پہلے پانچ گھنٹے میں ۷ میل فی گھنٹہ کی حیرت انگیز رفتار سے وہ پچاسی میل گیا یہ بگٹٹ دھواں دھار رفتار اُن باشندگانِ قصبات کو جہاں سے اُس کا موکب گذرا بہت دنوں تک یاد رہی۔ سڑک پر جا بجا گھوڑوں کی ڈاک لگی ہوئی تھی۔ اور جب مرحلہ پر شاہنشاہ پہونچتا تھا گھوڑے سے فوراً ہی اُتر کر دوسرے پر سوار ہو جاتا تھا اور اس کو مہمیز کرکے ہوا ہو جاتا تھا۔ اور جن لوگوں نے اس نحیف الجثہ سوار کو سادی پوشاک پہنے اور بادصرصر کے مثل جھاتے دیکھا اُس کو کبھی فراموش نہ کیا۔ اُس کا پیلا چہرہ سنگ مرمر کی طرح ساکت نظر آتا تھا۔ اُس کے ہونٹھ آپس میں بھچے ہوئے تھے اور اُس کے ابرو پر لوہے کی طرح گرہیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور اُس کی آنکھیں روشن تھیں۔ باگ ہاتھ میں تھی اور پشت زین پر آگے کو جھکا ہوا سمند بادپا کو اور تیز خرامی پر مجبور کر رہا تھا۔ اور راستہ کو کھا لینا چاہتا تھا

ہمراہیوں میں سے سب پر سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا اور باد صبا کے ہمعنان تھے۔ دنیا کے بہادر شہسوار قصہ مختصر اس سرعت سے کبھی نہیں چلے۔"

بے ان پہونچکر نپولین گاڑی میں سوار ہوا۔ اور امپیریل گارڈ کو حکم دیا کہ جتنی جلد ممکن ہو دریائے رین کو جا پہونچے۔ اور خود پیرس کو روانہ ہوا۔ ۲۲ جنوری کی رات میں ٹولیریز جا پہونچا۔ اُس کے اچانک وارد ہونے پر سب کو تعجب ہوگیا۔ نپولین نے لوگوں پر اُن سازشوں کا کوئی اظہار نہ کیا جو یورپ میں ہو رہی تھیں۔ اسپین کے دربار کے مکر و فریب کا حال جمہور کو معلوم نہ تھا اور اسی وجہ سے وہ اسپین کی جنگ پر ناراضامندی کا اظہار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ اتلاف جان بھی ہوا اور خزانہ کو بھی نقصان پہونچا اور اسپین کے ذلیل اور احمق فرماں رواؤں کے ساتھ ناانصافی ہوئی۔ اس مصیبت خیز جنگ میں مبتلا ہونے پر خود نپولین کو بھی بہت تاسف اور پچھتاوا تھا۔ اس کو توقع تھی کہ اسپین کے نالایق اور جابر فرماں رواؤں کو بہ آسانی معزول کرنے اور اسپین کی قوم کو فوائد کثیر پہونچانے سے اسپین کے جمہور بہت خوش ہونگے۔ اگر انگلستان مداخلت نہ کر بیٹھتا تو بیشک اسپین کو نیا جنم نصیب ہو جاتا۔ ممکن تھا کہ اگر نپولین اسپین کے ساتھ مصروف کارزار نہ ہوتا تو آسٹریا کے بادشاہ کو اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ لیکن یہ بھی یقین ہے کہ اگر نپولین کو ذرا سی بھی کہیں ہزیمت ہوتی تو اسپین کا بادشاہ بہ ہمراہی انگلستان کے فرانس کے جنوبی صوبجات پر ضرور حملہ آور ہوتا۔

(۳۳۱)

اگرچہ نپولین اسپین کے بوربون بادشاہ کو تخت سے اتار دینے کے متعلق اپنے ارادہ پر بعد کو پچھتایا کرتا تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی دوسرا پہلو بھی تو ایسا موجود نہ تھا جس کو وہ اختیار کرتا اور وہ خطرہ سے بھرا ہوا نہ تھا۔ اگر وہ اسپین کو اُس کے حال پر چھوڑ دیتا تو بھی یہی نتیجہ ہوتا کہ باپ بیٹوں میں ایسی خانہ جنگی ہوتی کہ تمام جزیرہ نما مصیبت میں مبتلا ہو جاتا۔ اور انگلستان فرڈی نینڈ کا طرفدار ہو جاتا اور اسپین انگلستان کی نوآبادی ہو جاتی

اس کے برخلاف اگر نپولین جو جمہوری حکومت کا شاہنشاہ اور جمہور کے حقوق کا حامی تھا اسپین میں اپنی فوجیں لے جاکر اندھی رعایا کے پیروں میں غیر قابل برداشت خودسر حکومت کی بیڑیاں اور مضبوط کرتا اور فتنیسوں کے اختیارات کی کال کوٹھریوں کی سلاخوں کو مضبوط و مستحکم کرتا اور زندانوں کو عمیق کرتا یعنی بوربون حکومت کی پاسداری اور حمایت کرتا تو خود اپنے اصول کے خلاف نہایت ہی مذموم ظلم کا مرتکب ہوتا۔ پس نپولین نے اپنی حفاظت کی غرض سے بڑی بایوسانہ دلیری سے اسپین پر ایک شائستہ اور رحم دل بادشاہ متعین کر کے آزاد حکومت قایم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

نپولین کے پاس سب اطراف سے خبریں آرہی تھیں کہ آسٹریا کا بادشاہ تیزی سے جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ وینس۔ وائنا۔ میونچ۔ ڈرلیسڈین۔ اور میلان سے نپولین کے پاس آسٹریا کی تیاریوں کی مفصل اطلاعیں موصول ہوئیں اب اس برسر رسیدہ اور عظیم الشان خطرہ کے متعلق کوئی شبہہ باقی نہ رہا۔ نپولین کی تمامی کوششیں کہ صلح اور امن ہو جائے رایگاں گیئں۔ اب صلح نہ ہوسکتی تھی انگلستان نے تو بات ہی کرنا چھوڑ دیا تھا یعنی نپولین کا ایسا جہاز بھی جس پر صلح کا پھریرہ اڑتا ہو، انگلستان کے ساحل پر نہ جا سکتا تھا۔ کیا تماشہ کی بات ہے کہ نپولین کے ایام طفلی میں فرانس کے جمہور نے فرانس کے بادشاہ کو تخت سے اتار کر قتل کر ڈالا تھا اور باوجودیکہ تمامی قوم نے ہم زبان ہو کر نپولین کو اپنا سردار بنایا تھا۔ تاہم انگلستان سے برابر یہی آواز آرہی تھی کہ نپولین غاصب ہے اور بوربون کے تخت پر جس کے وہ جائز مالک ہیں زبردستی چڑھ بیٹھا ہے۔

آسٹریا کے بادشاہ کی ماں یعنی بڑی بیگم اور روس کے زبردست امراء کے منہ سے یہی صدا بلند تھی کہ جمہور کے حامی شاہنشاہ کو مارو۔ مارو۔ اور تمام آسٹریا میں یہی آواز گونج رہی تھی۔

متحدہ یورپ سے یہ آواز آرہی تھی کہ ہم فرانس سے ہرگز نہیں لڑتے۔ ہم تو صرف نپولین سے جنگ کرتے ہیں جس نے فرانس کے تخت کو غصب کرلیا ہے۔
جب نپولین کو فتح ہوتی تھی تو صلح کرلینے اور امن و امان قایم ہونے کے مدعا سے وہ طرح طرح کی نرمی اور رعایت کرنے کو تیار ہوتا تھا۔ لیکن جب اُس کے گرد خطرات کا ہجوم ہوتا اور دشمن مسرور اور شادکام ہوتے تو وہ مقابلہ بھی بڑے جوش و خروش سے کرتا اور ذرا بھی خائف نہ ہوتا۔ صرف دو ماہ کے قلیل زمانہ میں اُس نے اسپین کی افواج کو منتشر کردیا اور انگریزوں کو اسپین سے نکال باہر کیا اور بڑی فیروزمندی سے اپنے بھائی جوزیف کو پھر اسپین کے دارالحکومۃ میڈرڈ کو واپس لے گیا۔ لیکن اسپین کی جنگ ابھی کسی طرح ختم نہ ہوئی تھی۔ ممکن تھا کہ ہر ایک مقام پر نئے نئے فساد برپا ہوتے۔ اسپین اور پرتگال کے ساحلوں پر انگریزی جہاز بہ کثرت موجود تھے اور رعایا کو آمادہ فساد کرنے کی کوشش کرتے اور افواج و خزائن اور سامانِ حرب دینے کو تیار رکھتے۔
یاد ہوگا کہ اس سے پہلے آسٹریا کے سفیر کے سامنے نپولین نے تمام مفصل حالات کھول کر بیان کردیئے تھے۔ اس سفیر یعنی مانسیئور میٹرنک کو اس نے یہ بھی یقین دلایا تھا کہ مجھے صلح کی بڑی تمنا ہے اور یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر آسٹریا کے بادشاہ کو کسی قسم کی شکایت ہے تو اُس کو ظاہر کرے۔ اور اُس کے رفع کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ آسٹریا کی بڑی بڑی حربی تیاریوں سے اب تمام یورپ آگاہ ہوگیا تھا اور ان تیاریوں سے جو مدعا تھا وہ بھی معلوم تھا۔ مگر اظہار مخالفت کے لیئے آسٹریا ہنوز تیار نہ تھا اور اُس کا وکیل پیرس میں موجود تھا۔ چونکہ نپولین کو خفیف اُمید باقی تھی کہ جنگ کی مصیبت ٹل جائے اُس نے روس کے شاہنشاہ سے درخواست کی کہ آسٹریا کی مملکت کی حفاظت کے لیئے فرانس اور روس دونوں کو ذمہ دار ہونا اور اپنی ذمہ داری آسٹریا کے بادشاہ کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اور لکھا کہ اگر واقعی

آسٹریا کے بادشاہ کو نیک نیتی سے اس بات کا کھٹکا ہے کہ ہیں اُس کے ملک پر دست درازی کرنے کو ہوں تو اس دوہری ضمانت اور ذمہ داری سے اُس کو اطمینان ہو جائیگا اور جنگ ٹل جائیگی ۔ لیکن یہ بات نہ تھی ۔ آسٹریا کے بادشاہ کی تو اور ہی نیت تھی یعنی وہ اٹلی کو پھر سے فتح کرنا اور جمہوری خیالات کی ترقی کو روکنا اور جلا وطن جائز بوربون کے تخت سے جمہور کے انتخاب کردہ شاہنشاہ نپولین کو علیحدہ کرکے یورپ سے اس خوفناک نظارہ کو دفع کرنا چاہتا تھا ۔ چنانچہ اب نپولین نے بھی اس بات کو اپنی غیرت کے خلاف سمجھا کہ آسٹریا سے اتحاد قایم کرنے کی غرض سے اُس کی اس سے زیادہ خوشامد کی جائے ۔ آسٹریا کے سفیر سے اُس نے اخلاق سے تو ضرور برتاؤ کیا ۔ لیکن اُس سے علیحدہ اور بچا بچا رہا ۔ اور نہ اُس نے یہی وضع اختیار کی کہ آمادہ جنگ ہے اور نہ یہ ہی ظاہر کیا کہ وہ آسٹریا کا رفیق ہے ۔

دوسرے فرمانرواؤں کے سفیروں سے اُس نے صاف صاف حال بیان کر دیا یعنی اُس نے کہا کہ میں پیرس جو لوٹ کر آیا ہوں تو صرف اس کی یہ وجہ ہے کہ آسٹریا نے حربی تیاریاں کی ہیں اور ایسی ہی بڑی بڑی حربی تیاریوں سے میں آسٹریا کو جواب دونگا ۔"

ٹوئی لریز میں ایک دن اُس کے گرد بڑا مجمع تھا اور اُس نے کہا " ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب دریائے ڈینوب دانسا کے نیچے نہیں بہتا ہے بلکہ دریائے لیتھ بہ رہا ہے ۔ آسٹریا نے تجربات ماضی کے سبقوں کو بھلا دیا ہے اور اب اُس کو نئے تجربوں کی حاجت ہے ۔ اچھا یہ تمنا بھی نہ رہے ۔ مگر اس مرتبہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے جب تو میرا نام نپولین ہے ۔ دیکھو جنگ کا میں خواہاں نہیں ہوں ۔ کیونکہ جنگ سے مجھے کچھ فائدہ نہیں ہے ۔ تمام یورپ گواہ ہے کہ میں تو اسپین کے اُس میدان جنگ میں مصروف تھا جو انگلستان نے قایم اور منتخب کیا تھا ۔ ۱۸۰۵ء میں

جبکہ میں آبنائے کے کے کو عبور کرنے کو تھا آسٹریا نے انگلستان کو بچایا تھا اور اب
پھر جبکہ میں انگریزوں کے تعاقب میں کارونا کو جارہا تھا آسٹریا نے انگریزوں کو دوبارہ
بچایا۔ اگر میں واپس آنے پر مجبور نہ ہوتا تو ایک انگریز بھی میرے ہاتھ سے بچ کر نہ جاتا۔
اس جانب داری کا دیکھو تو اب میں آسٹریا کو کیسا مزہ چکھاتا ہوں۔ یا تو اُس کو کمر سے
کھول کر ہتھیار رکھ دینا پڑینگے اور یا جنگ کرنے کی حالت میں اپنی خیریت سے اُس کو
ہاتھ دھولینا چاہیئے۔ اگر آسٹریا نے جنگ سے دست برداری کر لی اور مجھکو یقین دلایا
کہ آیندہ جنگ سے باز رہے گا تو میں بھی تلوار کو غلاف کر دونگا کیونکہ میں اسپین میں
انگریزوں کے سوا کسی اور سے جنگ کرنا چاہتا ہی نہیں ہوں۔ اور اگر آسٹریا نے
حربی تیاریاں اسی طرح جاری رکھیں تو فوراً ہی جنگ چھیڑ دی جائیگی اور یہ جنگ
قطعی ہوگی اور ایسی ہوگی کہ پھر براعظم یورپ میں انگریزوں کا کوئی رفیق باقی نہ رہیگا۔
تھیرس صاحب لکھتے ہیں "سامعین پر اس گفتگو کا وہی اثر ہوا جو شاہنشاہ
ڈالنا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ اپنی زبان کا سچا تھا اور واقعی صدق دل سے
کہہ رہا تھا کہ وہ جنگ سے بیزار تھا اور اگر یہ جنگ چھڑتی تو بڑی ہولناک جنگ ہونیوالی
تھی۔"

سوویرے کہتا ہے کہ نپولین نے مجھ سے کہا کہ اس جنگ پر آمادہ ہونے میں ضرور
کچھ خفیہ تجویزیں ہوئی ہیں جن کا راز مجھ پر نہیں کھلا ہے کیونکہ میرے خلاف جنگ کا
اعلان کرنا دیوانہ پن ہے۔ مخالفوں نے مجھے مردہ خیال کر لیا ہے لیکن جلد ظہور میں
آیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سبز باغ دیکھ رہے تھے۔ پھر مجھ پر الزام لگائے جائینگے کہ
مجھ سے خاموش نہیں بیٹھا جاتا اور مجھ میں جاہ طلبی ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ انھیں
کی حماقتیں مجھے جنگ پر مجبور کرتی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا میرے خلاف اکیلا
لڑنا غیر ممکن ہے۔ روس کے قاصد آنے کی مجھے توقع ہو رہی ہے۔ اگر وہاں بھی

معاملات کی روش کا وہی حال ہے جیسا مجھے خیال ہے تو میں انھیں بھی مزہ چکھاؤنگا"

نپولین پر اب جنگ کی مصیبت ایسی آپڑی تھی کہ سوائے جنگ کے کوئی چارہ نہ رہا تھا۔ انقلابی فرانس کی شاہنشاہی قبول کر لینے سے اُس نے متحدہ یورپ کو اپنا دشمن بنا لیا تھا اور اب اُس کے اختیار میں صرف ایک پہلو رہ گیا تھا یعنی یا تو دولت کے ساتھ خود سر بادشاہوں کی اطاعت قبول کر لینا یا قومی حقوق کی حفاظت کے لئے نہایت خطرناک جنگ پر آمادہ ہونا۔

نپولین نے روس کے سفیر سے کہا "ار فرتھ میں اگر تمھارا شاہنشاہ میرے مشورہ پر عمل کرتا تو آج ہماری اور ہی حالت ہوتی اور بجائے نصیحتوں اور حجتوں کے ہم آسٹریا کو ایسی جھڑکی بتاتے کہ وہ جنگ کا خیال اپنے سر سے نکال ڈالتا۔ لیکن سوائے زبانی جمع خرچوں کے ہم نے کوئی کام نہ کیا۔ اور شاید اب ہم دونوں میں جنگ شروع ہوا چاہتی ہے۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو بہر حال میں تمھارے شاہنشاہ کے وعدہ کا پابند ہوں۔ اُس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر آسٹریا کی طرف سے پیش قدمی ہوئی تو وہ ایک فوج مجھے دیگا۔ رہا میں تو میں دریائے ڈینیوب اور دریائے پو پر تین لاکھ فرانسیسی اور ایک لاکھ جرمنی فوج جمع کر دونگا۔ اور غالباً ایسی فوجوں کو دیکھکر آسٹریا کا بادشاہ جنگ سے محترز رہے گا اور اس بات کو میں اپنی اور تمھاری خاطر ترجیح دیتا ہوں۔ اور اگر یہ باتیں کافی نہ ہوئیں اور ہم کو افواج سے کام ہی لینا پڑا تو ہم اپنی مخالف قوت کا خاتمہ ہی کر دینگے جو میری اور تمھارے شاہنشاہ کی باہمی تجاویز کے پہیہ میں ہمیشہ روڑا اٹکایا کرتی ہے"۔

نپولین نے فوراً اپنے رفقا یعنی بویریا۔ سیکسنی۔ ورٹمبرگ۔ اور ویسٹ فیلیا کے بادشاہوں اور بیڈن۔ ہیسی۔ اور ورزبرگ کے نوابوں کو مراسلات روانہ کئے اور ان کو یقین دلایا کہ میں قبل از وقت تم پر بار ڈالنا نہیں چاہتا۔ لیکن چونکہ آسٹریا

نے مجھ پر سخت داب ڈالی ہے لہذا میری خواہش ہے کہ تم اپنی افواج کو بڑھانے کی تیاری کرو۔ اور میں خود ایسی سپاہ فراہم کررہا ہوں کہ جس کی ہیبت سے یا تو مخالف جنگ سے باز رہینگے یا جنگ ہو جانے کی حالت میں مخالفین کا قلع قمع ہو جائیگا۔

نپولین کو پروشیا کی طرف سے اطمینان نہ تھا اور اُس نے پروشیا کی گورنمنٹ کو لکھا کہ اگر اُس معاہدہ کے خلاف جو فرانس کے ساتھ ہو چکا ہے بیالیس ہزار سے زیادہ افواج کی تعداد بڑھائی گئی تو فوراً اعلانِ جنگ کردیا جائیگا۔"

اب از سرِ نو فرانس میں ہل چل پڑ گئی۔ نپولین نے ہر صوبہ کو جوش سے بھر دیا۔ اور دس ہزار حربی سامان جمع کرنے والے گماشتے شب و روز کام میں مصروف ہو گئے اطراف و جوانب میں مراسلات روانہ ہو گئے۔ نپولین نے اپنے میر منشیوں کو بیدم کردیا تھا یعنی رات دن اُن کو کام میں مصروف رکھا۔ جرنلوں۔ سفیروں۔ انجنیروں۔ بادشاہوں اور نوابوں کو ہشیار تحریریں لکھوا کر روانہ کیں۔ اور اب فوجیں بھرتی کرنا شروع کیں بڑے بڑے حربی ذخائر جمع کئے گئے۔ لوہے کے کارخانوں میں کام شروع ہو گیا اور سلح خانوں کا شور کانوں میں گونجنے لگا۔ اور حربی آلات تیار ہونا شروع ہو گئے مسلح آدمیوں کے بڑے بڑے گروہ ہر طرف گشت کرنے لگے۔ ظاہر میں تو یہ کچھ ایسے بے ترتیب سے تھے ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے۔ لیکن ایسا کام کر رہے تھے کہ جس میں خطا واقع نہ ہوتی تھی کیونکہ نپولین جیسا فراخ دماغ شخص اُن کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اُس نے حکم دیا کہ توپ خانہ کے بارہ ہزار گھوڑے خرید لئے جاویں اور ساز و سامان سے آراستہ ہو جائیں۔ چونکہ اُس کو یقین تھا کہ جنگ کے دوران میں ہر شے کی ضرورت پڑا کرتی ہے اُس نے پچاس ہزار پھاوڑے اور کدال خرید واکر توپخانوں کی گاڑیوں میں بھروادئے اور حکم دیا کہ فوج کے پیچھے رہیں۔ اور پیچھے انھیں پھاوڑں اور کُدالوں کی بدولت اُس کو خاص کامیابی حاصل ہوئی۔

اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس جنگ میں ڈینوب جیسا عمیق اور عریض دریا بھی بہت حائل ہوگا لا تھا لہٰذا لوگوں سے بارہ سو ملاح طلب کرکے شاہی محافظ یعنی فوج خاصہ کے ہمراہ کر دئے تھے۔ بڑی احتیاط کے ساتھ نپولین نے اپنی طرف سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ تو نہ کی لیکن اپنی زبردست تیاریوں کی آسٹریا کے سامنے نمایش کردی اور افواج کو ایسے موقع سے قایم کردیا کہ آسٹریا کو یقین ہو جائے کہ نپولین بڑی سے بڑی فوج کا جو اُس کے مقابلہ میں بھیجی جائیگی بڑے شدومد سے مقابلہ کریگا۔ جنگ کرنے سے نپولین کو کوئی فائدہ نہ تھا اور اُس کو امید تھی کہ اس نمایش کا شاید یہ نتیجہ ہو کہ آسٹریا کا بادشاہ دوراندیشی کو کام میں لائے اور جنگ سے اجتناب کرے اور تھیرس صاحب کہتے ہیں کہ نپولین کی یہ تدابیر بڑی چستی اور دوراندیشی پر دلالت کرتی ہیں اور ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ کو روکنے میں اُس نے حتی المقدور بڑی کوشش کی۔ اور وہ خود لڑنے کو تیار نہ تھا۔"

جب دشمن کے مقابلہ میں نپولین کو نہایت زبردست حربی انتظام کرنا پڑے تو ظاہر ہے کہ روپیہ کی کسقدر ضرورت بڑی ہوگی لیکن روپیہ بہم پہونچانے میں بھی وہ ایسا ہی طاق تھا جیسا فن حرب میں یگانہ آفاق تھا۔ ۱۸۰۹ء کے مصارف کے لئے نواسی کروڑ فرانک بہم پہونچانے کی ضرورت تھی۔ وہ انسان جو اپنے بنی نوع کے دوست ہیں بربادی اور مصائب پھیلانے کی صرف غرض سے اتنی رقم کثیر کو برباد ہوتے ہوئے دیکھنے سے بیشک آٹھ آٹھ آنسو رونے لگیں گے۔ اگر یہ کروڑہا کروڑ روپیہ یورپ کے کوہستانوں اور نورانی وادیوں کی رونق میں صرف کیا جاتا جو جنگ اور بنی آدم کی بربادی پر ہوا میں اڑا دیا گیا تو آج اس سرے سے اُس سرے تک براعظم یورپ فردوس بریں کا نمونہ بن جاتا۔

اب آسٹریا نو اتنی تیاریاں کرچکا تھا کہ جنگ سے کسی طرح دستکش نہ ہوسکتا

تھا۔ تمامی ملک کو جوش سے بھر دینے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گیا تھا۔ ہر مرتبہ اور پرتو سے آسٹریا کے باشندوں کو یقین دلادیا گیا تھا کہ اسپین میں نپولین کو انگریزوں اور خود اسپین والوں نے ایسا تنگ حال کر دیا ہے کہ نپولین اپنی جرار اور کار آزما افواج جو اُس نے اسپین میں کوہستان پری نیز کے پار بھیج رکھی ہیں واپس بلا ہی نہیں سکتا۔ پس ایسی غیر محفوظ حالت میں نپولین پر حملہ کرنے کا عین موقع ہے۔ اور پہلی ہزیمت ہوتے ہی جرمن کے رفقائے نپولین کو چھوڑ دینگے۔ اور اپنی ذلت کا بدلہ لینے کو پروشیا کا ہر ایک متنفس اُس کے مقابلہ میں اٹھ کھڑا ہوگا۔ رہا اسکندر روس کا شاہنشاہ تو اُس کی حکمت عملی کو بڑی بیگم اور تمامی امرائے نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ پس اُس کو سوائے اس کے اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ نپولین کی رفاقت سے دست بردار ہو۔ کیونکہ رفاقت باقی رکھنے سے سوائے اندیشہ کے اُس کو اور کیا حاصل ہے۔ اور نپولین اگر سلامت چھوڑ دیا گیا تو کل کو وہ آسٹریا کی بھی وہی درگت کریگا جو آج اُس نے اسپین کی گت بنائی ہے اور اُس کی خاص نیت یہ ہے کہ تمامی پُرانے خاندانوں کو میٹ کر اپنے بنائے ہوئے فرماں رواؤں کی جگہ پر قایم کردے۔ اور اس کے ثبوت میں نپولین کی اس تقریر پر زور دیا گیا جو میڈرڈ کی شہر پناہ کے قریب اسپین کے سرفار کے سامنے اُس کی تھی اور جس میں یہ فقرہ بھی کہا تھا "اگر تم جوزیف کو اپنا بادشاہ بنانا پسند نہیں کرتے تو میں زبردستی اُس کو تمھارا بادشاہ بنانا نہیں چاہتا۔ میرے پاس اور تخت موجود ہیں جو میں اُسے دیدونگا اور تمھارے ساتھ اس طرح پیش آونگا جیسے ملک مفتوحہ کے باشندوں کے ساتھ پیش آتے ہیں"۔ پس نپولین کے اس فقرہ سے کس تخت کی طرف اشارہ ہے۔ ہو نہ ہو۔ آسٹریا ہی کے تخت کی طرف اشارہ ہے۔

اس کے سوا انگلستان کے بھی بیشمار کارپرداز آسٹریا کی دارالحکومت وانا میں موجود تھے اور قوم کو جوش جنگ دلا رہے تھے۔ اور کہتے تھے کہ بڑی خوشی سے بڑے جہازات

کا ساتھ دیا جائے گا اور سپاہ اور سامان حرب کی بڑی مدد پہنچائی جائیگی۔ جب ایسی ایسی اشتعال کی وجوہ پیش آئیں تو ساری قوم آتشِ غیظ سے بھڑک اُٹھی۔ اور وائنا کی سڑکوں سے روزانہ توپ خانوں کی گاڑیاں اور سوار اور پیدل۔ بگل بجاتے اور جھنڈے ہاتھوں میں لئے گذرنے لگے اور شہری نعرے مار رہے تھے۔ اور پانچ لاکھ فوج کی روزانہ قواعد ہونے لگی اور میدان جنگ کی کارروائیوں کی مشق کرائی جاتی تھی ہنگری نے بڑی بھاری فوج دینے کا وعدہ کیا تھا جس کی صحیح تعداد کا تخمینہ کرنا دشوار تھا۔ اور ٹرکی کو ایک سفیر روانہ کیا گیا اور کہا گیا کہ روس اور فرانس نے سلطنت عثمانیہ کے باہم تقسیم کرنے کا مستقل ارادہ کرلیا ہے۔ اور اسی کے ساتھ سلطان المعظم سے التجا کی کہ بحری جنگی افواج انگریزی کے جہازوں کو درہ دانیال میں ہوکر راستہ دے دیں۔ اور ان زبردست دشمنوں کے مقابلہ میں انگریزوں اور آسٹریا کے بادشاہ کے خود بھی شریک ہوں۔ ابھی ایک سال بھی نہ ہوا تھا کہ ترک فرانسیسیوں کے دلی دوست تھے اور اپنی آب نایوں سے انگریزوں پر سُرخ انگارہ سے گولے برسا کر اُن کو بھگایا تھا۔ یا اب ترک ایسے برہم ہوگئے کہ انگریزوں کے آنے کی تمنا کرنے لگے اور کسی فرانسیسی کی مجال نہ تھی کہ قسطنطنیہ کی سڑک پر نظر آئے اور اُس کی توہین نہ ہو۔ انگلستان نے فوراً ایک جہاز قسطنطنیہ کو بھیجدیا اور سلطان نے بڑے جوش کے ساتھ انگلستان سے ایک جدید عہدنامہ کرلیا۔

اُدھر شاہنشاہ اسکندر کی طرف سے سرد مہری اور علیحدگی کے نشان ظاہر ہونے لگے نپولین کی رفاقت میں وہ سچا اور آمادہ توبہت تھا لیکن اس اتحاد میں اُس کو مایوسی ہوئی۔ اُس کی جاہ طلبی قسطنطنیہ کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتی تھی اور اسکندر اسی کی تمنائیں کرتا تھا مگر نپولین نے اُس کا یہ مقصد پورا نہ ہونے دیا۔

اسکندر نے ان صوبجات پر قبضہ کرنا چاہا تھا جو دریائے ڈینوب کے دہانہ پر واقعہ

ہیں اور نپولین نے بڑے جبر و اکراہ سے اس میں مداخلت نہ کی تھی لیکن یہ صوبے بھی
ابھی اسکندر کے ہاتھ نہ آئے تھے۔ اور اگر ہاتھ آتے بھی تو بزور شمشیر ترکوں سے فتح
کرنا پڑتے۔ اب اگر اسکندر آسٹریا کے خلاف جنگ میں نپولین کا شریک ہوتا تو ضرور
تھا کہ آسٹریا۔ انگلستان اور ٹرکی سے ملکر ایک ہوجاتا اور ڈینوب کے دہانہ کے صوبجات
کا فتح کرنا اسکندر کے لئے اور بھی دشوار ہوجاتا۔ کچھ تو ان وجوہ سے ناچار ہوکر او کچھ
وطن اور خاص اپنے ملک کے مطاعن سے تنگ آکر اسکندر نے نپولین کی رفاقت
میں بہت کچھ بے پروائی شروع کردی۔

آسٹریا کے دربار نے اسکندر کی پریشانیوں کو اچھی طرح معلوم کرلیا تھا اور قرین قیاس
معلوم ہوتا تھا کہ وہ آسٹریا کا شریک ہوجائیگا وائن کے اسی مدعا کے حاصل کرنیکو
مانٹیپور۔ شوارزن برگ سفیر بناکر سینٹ پیٹرز برگ کو روانہ کیا گیا۔ اعلیٰ درجے کے
لوگوں نے اُس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور اُس کو اپنی کامیابی کا یقین
ہوگیا۔ اُس نے ہر شخص کو فرانس کے خلاف پایا اور حتیٰ کہ خاندانِ شاہی کا بھی یہی
حال تھا۔ اسکندر سے اُس کی ملاقات ہوئی اور اسکندر نے بڑے ملامت آمیز لہجہ
سے کہا کہ "آسٹریا کے بادشاہ نے عجب حرکت کی ہے۔ اودھر تو صلح اور میل جول
کا اظہار کیا اور اُدھر جنگ کی تیاریاں کیں۔ اور میں فرانس سے باضابطہ عہد و پیمان
کرچکا ہوں اور میں اُس پر قایم رہونگا۔ اور اگر آسٹریا نے حماقت سے نپولین کا
مقابلہ کیا تو نتیجہ بہت خراب ہوگا۔ نپولین آسٹریا کو پیس ڈالے گا۔ اور آسٹریا روس
کو اس بات پر مجبور کریگا کہ روس اپنی افواج فرانس کی افواج سے شامل کردے
اور آسٹریا کی اس حرکت سے نپولین جس کو وہ بڑا جابر اور قوی کہہ رہا ہے اور بھی
قوی تر ہوجائیگا۔ اور انگلستان کو موقع ملیگا کہ وہ براعظم میں امن چین نہ ہونے
دے باوجودیکہ امن چین کی سخت ضرورت لاحق ہورہی ہے۔ اور امن چین میں

جو شخص مخل ہوگا اُس کو میں دشمن سمجھونگا"

اسکندر کی یہ لفظیں واقعی بڑی عالی حوصلگی کا ثبوت دیتی ہیں۔ لیکن ہم بڑے افسوس سے کہتے ہیں کہ ہم ان لفظوں کی قدر نہیں کر سکتے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اسکندر آسٹریا سے صرف اسی وجہ سے صلح کا طالب تھا کہ ٹرکی پر اُس کا دانت تھا اور اگر جنگ واقع ہوتی تو اسکندر کے مقاصد کا خون ہوا جاتا تھا اور اگر ٹرکی کے صوبے اسکندر کے ہاتھ آجانے کی پوری توقع ہوتی تو ہر وقت وہ لڑنے اور جنگ کرنے کو موجود تھا۔ اسکندر کی تقریر سے آسٹریا کی سفیر کو پریشانی ہوئی اور اُس نے بڑے مایوسانہ مراسلات آسٹریا کے دربار کو بھیجے۔

اس کے بعد اسکندر نے نپولین کے سفیر کالن کورٹ سے جو سینٹ پیٹرز برگ میں متعین تھا بظاہر ایسے ہی صاف الفاظ میں کہا:" اُن رفیقوں کے مقابلہ میں میرا آمادہ جنگ ہونا جن کا آسٹرلٹز کی جنگ میں میں ساتھ دے چکا ہوں میرے لئے بڑی رنج دینے والی بات ہے۔ اور میں یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس نئی جنگ میں اگر کامیابی بھی ہو تو بھی بڑی پریشانی سے خالی نہیں اسلئے کہ آسٹریا کا معدوم ہو جانا اور فرانس کے اقتدار کا بیحد بڑھ جانا میرے لئے خالی از خطرہ نہوگا۔ پس جہاں تک میری طاقت میں ہے میں اس جنگ کو روکونگا۔ اور ایسے اہم معاملہ کو میں روس یا فرانس کے سفیروں کے حوالہ کرنا نہیں چاہتا بلکہ میں خود آسٹریا کے بادشاہ کو لکھتا ہوں کہ اُس کے ملک کے خلاف ہم نے کوئی تجویزیں نہیں کی ہیں اور اُس کو آگاہ کردونگا کہ اگر اُس نے جنگ کو پھر چھیڑا تو اُس کا نتیجہ اُس کے حق میں بڑا ہولناک ہوگا۔ ہمارے سفیر معاملہ کو خلط ملط کردینگے لہذا میں خود ہی تحریر و تقریر سے کام لونگا اور اگر جنگ کو روک سکا تو ضرور روکونگا۔ اور اگر جنگ واقع ہی ہو جائیگی تو میں وفاداری اور آزادی سے کارروائی کرونگا"

اسکندر کی یہ صلح پسند رائے نپولین کی رائے کے عین موافق تھی۔ نپولین کو جنگ سے بچنے کی ایسی فکر تھی کہ اُس نے اسکندر کو صرف اسی بات کا اختیار نہ دیدیا کہ فرانس اور روس آسٹریا کی حفاظت کے ذمہ دار بن جائیں بلکہ اُس نے دریائے رین کے تمامی مقبوضات خالی کر دینے کا وعدہ کرلیا اور جب یہ مقبوضات خالی کر دیئے جاتے تو جرمنی میں ایک بھی فرانسیسی باقی نہ رہتا۔

لیکن نپولین کے متحدہ دشمنوں کو اب یہ بات محسوس ہونے لگی تھی کہ ہم قوی ہیں۔ نپولین جسقدر جنگ سے بچنے کی کوشش کرتا تھا اُن کو یقین ہوتا جاتا تھا کہ نپولین اپنی کمزوری کو جانتا ہے۔ پس بڑی تیزی کے ساتھ اُنھوں نے اپنی فوجوں کو آراستہ کرنا شروع کردیا اور اُن کو متحد کرکے متحرک کردیا لیکن نپولین پیرس میں بیٹھا حملہ کا منتظر رہا۔ اُس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ طوفان کس موقع پر ٹوٹ پڑے گا۔ باوجودیکہ لاکھوں افکار سے وہ شب و روز گھرا رہتا تھا تاہم اُس نے سب ضرورتوں کا لحاظ کرکے انتظام کرلیا تھا۔ اُس کے عزم اور ذہن کی رسائی کا بیان دشوار ہے۔ اسپین۔ فرانس۔ اٹلی۔ اور جرمنی سب ہی کا انتظام وہ تنہا کر رہا تھا۔ اور ہماری نگاہ میں ایک شخص بھی نہیں ہے جس نے یکہ و تنہا اتنے بڑے کام کو اٹھایا اور انجام دیا ہو۔ صلح کی طرف سے اب قطعی مایوسی ہوگئی تھی اور نپولین نے بھی اپنے احکام ایسی تیزی اور سرگرمی سے جاری کرنا شروع کئے کہ جس کی نظیر موجود نہیں ہے۔

بیویریا کے بادشاہ نے یہ بات چاہی کہ بیویریا کی فوج اُس کے بیٹے کی کمان میں رہے۔ یہ جوان بڑی عزم و ہمت کا شخص تھا لیکن ناتجربہ کار تھا۔ نپولین اس بات پر راضی ہوا اور اُس نے لکھا۔ "اس مرتبہ تمھاری فوج کو واقعی طور سے جنگ کرنا پڑے گی اور اُس کی کامیابی پر بیویریا کی شہرت میں جو اُس کو حاصل ہو چکی ہے اور اضافہ ہونا منحصر ہے۔ تمھارا بیٹا فوجوں کی کمان کرنے کے لائق ہو سکتا ہے مگر اُس وقت ہو سکتا ہے جبکہ

چھ یا سات بڑی بڑی مہمات جنگ میں ہمارے ساتھ رہ لے۔ ابھی تو تم صرف اتنا کرو کہ اُسے میرے صدر مقام پر بھیجدو۔ اُس کا پورا پورا اُس کے مرتبہ کے لایق لحاظ رکھا جائیگا اور وہ ہمارا پیشہ سیکھے گا۔"

اس شہزادے کو نپولین نے بیویریا کی فوج کے ایک حصہ کا کمانیر کر دیا۔ ورٹمبرگ کے بادشاہ نے بارہ ہزار فوج بھیجی اور اُس کا جنرل ونیڈیم انسر کیا گیا۔ اس پر ورٹمبرگ کے بادشاہ نے اعتراض کیا۔ نپولین نے جواب میں لکھا" جنرل ونیڈیم کے عیب سے میں واقف ہوں لیکن وہ نہایت نمک حلال سپاہی ہے۔ اور اس سپہ گری کی دشوار پیشہ میں بڑی صفات کے مقابلہ میں بہت سی باتوں کو فراموش کر دینا چاہئے"

نپولین نے اپنی فوج کے ایک جزو کو جس کی تعداد ایک لاکھ تھی رٹیس بن کے قریب جمع کیا اور بیویریا کی بعید ترین سرحد سے لے کر لوئی لریزتک تار کا سلسلہ قایم کر دیا۔ اور باد پا رہواروں کی ڈاک بٹھا دی گئی کہ نپولین ہوا کے جھونکے طرح فوراً دریائے سین سے دریائے ڈینیوب پر جا پہونچے۔ اور اس طرح تیار ہو کر نپولین آسٹریا کی افواج کی نقل وحرکت کا انتظار کرنے لگا۔ اُس کی خواہش تھی کہ جس عرصہ تک پیرس میں رہنا ممکن ہو وہ پیرس ہی میں رہے تا کہ اپنے وسیع ملک کے انتظام کرتا رہے۔

بیویریا اور آسٹریا کی مشرقی سرحد دریائے ان ہے۔ اور اسی دریا پر آسٹریا کی دو لاکھ فوج جمع تھی۔ اور اس دریا کو عبور کرنا اور بیویریا کی حد میں داخل ہونا گویا جنگ کی علانیہ دلیل تھی۔ نپولین اب باضابطہ اعلانِ جنگ کا منتظر نہ رہتا تھا کیونکہ اُس کو اس سے قبل خوب تجربہ ہو چکا تھا۔ ۱۰ اپریل ۱۸۰۹ء کی صبح کو آرچ ڈیوک چارلس نے اپنی قاہرہ افواج کے ساتھ دریائے ان کو عبور کیا اور بڑے عزم کے ساتھ بیویریا کی دارالحکومت میونچ کی جانب قدم بڑھائے اور بیویریا کے بادشاہ کو لکھا کہ مجھے حکم

دیا گیا ہے کہ آگے بڑھوں اور جرمنی کو ظالم نپولین کے ہاتھ سے خلاصی دلاؤں۔ اور جو فوج سامنے آکر مقابلہ کریں اُن کے ساتھ اُسی طرح پیش آؤں جس طرح دشمنوں کے ساتھ پیش آتے ہیں" پس یہی خط فرانس اور اُس کے رفقاء کے خلاف جنگ کا اعلان تھا۔

آسٹریا کے بہت سے شریف طینت بڑے آدمی نپولین پر اس طرح مکاری اور فریب کے ساتھ حملہ کرنے کے خلاف تھے۔ کونٹ لوئی وان کوبنٹ زیل اس زمانہ میں بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ اور اسی حالت میں اس نے شاہنشاہ فرانسس والی آسٹریا کو ایک پرزور خط لکھا جس کا خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے:-

"جہاں پناہ پریس برگ کے صلحنامہ کے بعد جو حقوق آپ کے قائم رکھے گئے ہیں اُن حقوق کے اعتبار سے جہاں پناہ کو اپنے تئیں خوش نصیب خیال کرنا چاہیے یورپ کی طاقتوں میں آپ کا رتبہ دوسرا درجہ رکھتا ہے اور آپ کے والد بزرگوار کا بھی یہی رتبہ تھا۔ ایسی جنگ سے لہذا آپ کو اجتناب لازم ہے جس کا آپ کو کسی قسم سے اشتعال نہیں دلایا گیا ہے اور یہ آپ کے خاندان کی بربادی کا باعث ہوگی۔ نپولین فتح پائیگا اور پھر اُس کو حق حاصل ہوگا کہ جو اُس کی مرضی ہو کرے اور کسی کا کہنا نہ مانے"۔

مان فری ڈینی نے بھی آسٹریا کے شاہنشاہ سے دوران ملاقات میں کہا۔ "اس جنگ کو مت چھیڑئیے نہیں تو خاندان برباد ہو جاویگا" لیکن اس کا جواب فرانسس کے مُنھ سے یہ نکلا "لاحول ولاقوت۔ اب نپولین کے بوتے کیا ہو سکتا ہے۔ اُس کی تمامی فوجیں اسپین میں ہیں"۔ جب کونٹ ولیس نے دیکھا کہ شاہنشاہ فرانسس اپنی افواج کی شرکت کو جنگ کے واسطے سوار ہوا تو اُس نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "لیجئے اسکندر اعظم کے مقابلہ کو دارا چلے ہیں اور ان کا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو دارا کا ہوا تھا"۔

پیرس کا دریا اِن سے چھ سو میل کے قریب فاصلہ ہے۔۔ ۱ بجے شب کو

نپولین کے پاس تار پہونچا کہ غنیم نے قدم بڑھایا ہے اور جیسے ہی اُس نے یہ اہم خبر پڑھی، اُس نے بڑے استقلال سے کہا "بہت اچھا۔ کیا مضائقہ ہے۔ ایک دفعہ وا نیا اور سہی۔ لیکن آخر اب آسٹریا کا بادشاہ چاہتا کیا ہے؟ کیا اسے بُورا نے کٹتے نے کاٹا ہے۔ مگر نہیں چونکہ اب مجھے جنگ کرنے پر مجبور ہی کیا جاتا ہے۔ تو دل میں کوئی حوصلہ نہ رہجائے۔ وہ بھی کیا یاد کریگا" بارہ بجے رات کو نپولین گاڑی میں سوار ہوا۔ اور جوزفائن کو ہمراہ لیا۔ اور اسٹرلس برگ کو روانہ ہوا۔ انگلستان نے اپنے جنگی جہازوں کا بیڑہ اور فوج آسٹریا کی کمک کو بھیجی تھی۔ اور متعدہ مخالف فوجیں بڑھی چلی آرہی ہیں اور یہ آوازیں فریادیں بلند تھیں کہ "بوناپارٹ کو جاہ طلبی کی ایسی پیاس ہے کہ بجھ نہیں سکتی"۔

اس شکایت و فریاد کا نپولین نے اپنی طرف سے کوئی جواب نہ دیا اور بڑی عالی ظرفی سے اس کا انتقام اُس نے اپنی تاریخی شہرت کے حوالہ کیا۔ اور اس نئی جنگ کے واسطے وہ اُٹھا اور تلوار کمر سے آویزاں کی وہ خوب جانتا تھا کہ خودسر بادشاہوں کی تمامی اجتماعی طاقت اُن واقعات کو میٹ نہ سکے گی جن کی بنا پر آنے والی نسلیں اپنی رائے قایم کرینگی اور فیصلہ دینگی۔

باب چہل و ششم

الکمل کا معرکہ

(۳۳۵)

نپولین سے واشنگٹن کا مقابلہ کیا جانا۔ آرچ ڈیوک چارلس کا دریاے ان کو عبور کرنا۔ برتھیر کی غلطی۔ پرجوش مراسلات۔ شاہنشاہ کا فوجی قیام۔ الکمل کی جنگ۔ جنرل سرولی۔ آسٹریا کی فوج کا پس پا ہونا۔ نپولین کا مجروح ہونا۔ حیرت انگیز کارنامے۔

جمہوری امریکہ میں اب بھی چند نفوس ایسے ہیں جو منخرہ بادشاہوں کی تیج کرتے ہیں جنھوں نے ملکر آخر کار نپولین کو مغلوب کیا۔ لیکن اُن کی تعداد روزانہ گھٹتی جاتی ہے۔ لیکن وہ زمانہ کچھ دور نہیں ہے کہ اس جمہوری حقوق کے بڑے حامی کے ساتھ بے تعصب اور منصف مزاج اور روشن خیال لوگ پورا پورا انصاف کرینگے فرانس کو آزادی کی ہوس امریکہ ہی نے دلائی تھی۔ اور نئی دنیا میں واشنگٹن نے اور پرانی دنیا میں نپولین نے خودسر بادشاہوں کے ظلم کا خاتمہ کرنے میں جان توڑ توڑ کر کوششیں کیں۔ چونکہ نپولین کے مقابلہ میں بے شمار خودسر فرمانرواؤں نے اُن تھک لڑائیاں لڑیں اسلئے آخر دم تک کوشش کرتا ہوا سورماؤں کی طرح نپولین مغلوب ہوا۔

اب آسٹریا کی طرف سے پانچ لاکھ فوج جمہوری حقوق کے حامی اور طرفدار نپولین کی پامالی کو بڑھی چلی آرہی تھی نہایت اعلیٰ درجہ کی قواعدداں دو لاکھ فوج ہمراہ لیکر آرچ ڈیوک چارلس نے دریائے اِن کو عبور کیا۔ چونکہ اسپین کی جنگ کا نپولین کو تردد لگا ہوا تھا لہٰذا وہ اتنی ہی بڑی فوج کے ساتھ جیسی اسٹریا کی تھی آسٹریا کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ لیکن نپولین کو اپنے ہنر پر بھروسہ تھا کہ ایک مرکز پر وہ اپنی فوجیں جمع کرلیا کرتا تھا دشمن کے مقام میں اسے کامیابی کی امید تھی۔ نپولین سینٹ کلاوڈ میں تھا کہ اُس کو خبر پہونچی کہ اُس کے رفیق ملک پر حملہ کردیا گیا۔ رات بہت آچکی تھی۔ لیکن ایک گھنٹہ کے اندر وہ گاڑی میں سوار ہوگیا۔ اس کی وفادار ملکہ اُس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر اُس نے دریائے رین کو عبور کیا اور اپنے فوجی صدر مقام کو بڑی تیزی سے روانہ ہوا۔ اس آپادھاپی کے سفر میں ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ شاہنشاہ نے ورٹم برگ کے بادشاہ کی جنگل کے ایک رینجر Ranger کے گھر کھانا کھایا۔ نپولین کی سرشت کا ایک یہ بھی مخصوص خاصہ تھا کہ جس مکان میں مقیم ہوتا تھا مکان والے سے بہت باتیں پوچھا کرتا تھا۔ چنانچہ اس رینجر سے بھی نپولین نے اُس کے خاندان کے متعلق بہت سے سوال کئے اور معلوم ہوا کہ اُس کے صرف ایک بیٹی تھی اور شادی کی عمر کو پہونچ گئی تھی مگر شادی کے مصارف کے لئے رینجر کے پاس روپیہ نہ تھا۔ پس نپولین نے خود اپنے پاس سے اس لڑکی کو بہت سا جہیز دیا۔ اور پھر گھوڑے پر سوار ہوکر اور اُس گھر کو برکت دیکر جس میں اُسے آرام اور پناہ ملی تھی وہ ہوا کے مثل روانہ ہوگیا۔

جس وقت نپولین ڈی لن جن میں پہونچا تو نہ ہمراہ کوئی محافظ تھے نہ مصاحب تھے اور نہ سررشتہ کے کوئی عہدہ دار تھے اور رات بہت زیادہ گئی تھی۔ بیوبریا کا بادشاہ جو غنیم کے خوف سے اپنے دارالحکومۃ میونچ سے بھاگ آیا تھا اسی وہی مقام یعنی ڈی لن جن میں ٹھہرا ہوا تھا۔ چونکہ نپولین کے آنے کا کوئی گمان تک نہ تھا وہ سونے کو جالیٹا تھا۔

نپولین کے آنے کی خبر سنکر وہ فوراً اُس کے پاس ملنے کو آیا۔ دونوں میں بڑے شوق سے باتیں ہوئیں۔ نپولین نے کہا پندرہ دن کے عرصہ میں حملہ آوروں کو میں تمھارے ملک سے نکال کر تمھیں تمھارے دارالحکومۃ میونچ کو پہونچا دونگا" اگر غور سے دیکھا جاسے تو یہ وعدہ بھی عجیب وعدہ تھا۔ یعنی پانچ لاکھ دشمن کی فوج کے مقابلہ میں نپولین کا دو لاکھ فوج سے زیادہ میدان جنگ میں لانا ممکن نہ تھا[ف]۔ یہ ملاقات سرسری ہوئی اس کے بعد یوبریا

[ف] اس عظیم الشان جنگ کے واسطے جو افواج نپولین نے مہیا کی تھیں ان کی تفصیل شاوٹ صاحب نے اس طرح دی ہے کہ۔ پولینڈ میں ۱۸۰۰۰ زیر کمان جنرل برنا ڈوٹ۔ سیکسنی میں ۱۲۰۰۰ زیر کمان جنرل گرے ٹین۔ ولیسٹ فیلیا میں ۱۵۰۰۰ زیر کمان بادشاہ جیروم۔ خاص افواج ۲۵۰۰۰ زیر کمان جنرل لانس اور ۴۵۰۰۰ زیر کمان جنرل ڈے وسٹ اور ۳۰۰۰۰ زیر کمان جنرل مسینا اور ۳۰۰۰۰ زیر کمان لے فی ور اور ۳۰۰۰۰ زیر کمان جنرل وین ڈیم۔ ان کے علاوہ رین کے جنبہ نے ۱۲۰۰۰ فوج مہیا کی تھی۔ اور اٹلی کے بادشاہ یوجین نے ۴۵۰۰۰ اپنے زیر کمان رکھی تھی۔ مارمونٹ ڈال مے ٹیا میں تھا اور اس کے پاس ۱۵۰۰۰ فوج تھی۔ اور ان منتشر افواج کے ساتھ ۵۲۰ توپیں تھیں اور سب فوج کی میزان ۲۸۷۰۰۰ تھی۔ لیکن یہ بات ٹھیک ٹھیک بتانا کہ اس عظیم الشان جنگ میں نپولین کی طرف سے واقعی کسقدر فوج مشغول جنگ ہوئی۔ غیر ممکن ہے۔ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں کہ جرمنی میں فرانسیسی فوج کی تعداد ۳۲۵۰۰۰ تھی" غرض اس تعداد کے معاملہ میں کوئی دو مورخ بھی اپنے بیان میں متفق نہیں ہیں۔ ایلی سن صاحب یہ بھی لکھتے ہیں"کہ منجملہ ۳۲۵۰۰۰ کے ایک لاکھ تو ہنوز جرمنی میں پہونچی نہ تھی۔ تاہم ایک لاکھ چالیس ہزار فرانسیسی فوج اور ساٹھ ہزار ماتحت اتحادیوں کی سپاہ دریاے ڈینوب کی وادی میں ضرور جنگ میں مصروف ہوئی۔ اسی کے ساتھ نپولین کی دو لاکھ فوج اسپین میں تھی۔ اور وہ دماغ جو ایسی منتشر اور بڑی فوجوں کے انتظام اور ہدایت پر حاوی ہو واقعی انوکھا دماغ ہوگا"

کا بادشاہ تو پھر سونے کو جا لیٹا اور نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر چالیس میل کا دھاوا کر کے ڈھونا وڑ میں جا پہنچا۔ اور افسروں کو فوراً سامنے بلا کر ایسے ایسے سوال کئے کہ دونوں فوجوں کا حال اُس کو فوراً معلوم ہو گیا اور اپنی فوج کی خطرناک حالت پر اُس کو سخت تعجب ہوا۔

نپولین کو بہت اچھی طرح معلوم تھا کہ دشمن کی تعداد نہایت ہی کثیر تھی۔ اور اُس کو معلوم تھا کہ اگر میری فوج جا بجا تقسیم رہیگی تو دشمن اپنی غالب تعداد کی وجہ سے اُس کو برباد کر دیگا۔ چنانچہ اُس نے برتھیر کو ہدایت کر دی تھی کہ جب اور جس وقت دشمن کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہو تو تم اپنی فوج کو یا تو ریٹس بن میں جمع کر لینا یا ڈونا ورتھ میں لیکن نپولین کو یہ دیکھکر بے اندازہ پریشانی ہوئی کہ برتھیر نے اس ہدایت پر عمل نہ کیا تھا بلکہ اس خیال سے کہ میں دشمن کے آگے بڑھتے ہوئے فوجی دستوں کو ہر موقع اور موچہ پر روک لوں اپنی افواج کو جا بجا منتشر کر دیا تھا۔ برتھیر کا یہ خیال صحیح حواسوں والے شخص کا سا نہ تھا۔ اگر آرچ ڈیوک چارلس میں نپولین کا دسواں حصہ بھی حربی ہنر ہوتا تو وہ ایک وار میں فرانسیسی فوج کے دھوئیں اُڑا دیتا اور اپنی فوج کے ابھی تک محفوظ رہنے پر نپولین کو بڑا ہی استعجاب ہوا اور اُس نے بیحد سرعت کے ساتھ افسروں کو تیز سے تیز گھوڑوں پر اطراف میں دوڑا کر برتھیر کی ہدایتوں کو منسوخ کیا اور حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو سب فوجیں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ ڈے وسٹ اور میسینا میں سو میل سے بھی زیادہ فاصلہ تھا۔

نپولین نے برتھیر کو لکھا۔ "مجھے تمھاری دوستی اور وفاداری پر پورا اطمینان ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تمھاری اس حرکت سے مجھے یقین ہو جاتا کہ تم نے میرے ساتھ دغا کی ہے۔ اس وقت ڈے وسٹ آرچ ڈیوک چارلس کے بس میں جسقدر ہے اُس قدر میں نہیں ہوں"۔

بعد کو نپولین نے کہا "تمھیں کیا معلوم ہے کہ جب میں مقام جنگ پر پہنچا ہوں تو

میں نے اپنی افواج کو کس حالت میں پایا تھا اور اگر کسی من چلے دشمن سے کام پڑا ہوتا تو ایسی ایسی ہزیمتیں اٹھانی پڑتیں کہ ٹھکانا نہ رہتا۔"

نپولین نے میسینا کو بمقام اگس برگ تحریر کیا "دو جرمنی رجمنٹوں کی حفاظت میں سب بیماروں اور تھکے ہوئے لوگوں کو چھوڑ دو۔ اور جتنی جلد ممکن ہو دریائے ڈینوب کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ تمھاری سرگرمی چستی اور تیزی کی جیسی اس موقع پر مجھے حاجت ہے ایسی کبھی نہیں ہوئی ہے۔"

پھر اُس نے ڈے وسٹ کو لکھا "فوراً رے ٹس بن کو چھوڑ دو اور شہر کی حفاظت ایک رجمنٹ کے حوالہ کر دو۔ اور اپنی فوج کو لیکر دریائے ڈینوب کی وادی بالا میں چڑھ آؤ۔ اور رے ٹس بن کا پل ایسا توڑ دو کہ پھر مرمت نہ ہو سکے۔ اور آسٹریا کی ٹڈی دل فوج اور دریائے ڈینوب کے بیچ میں ہوتے ہوئے بڑی احتیاط اور عزم کے ساتھ چلے آؤ اور خبردار جب تک تمھاری فوج میری فوج سے اے بنس برگ کی حوالی میں آ نہ ملے دشمن سے ہرگز کسی مقام پر مٹ بھیڑ نہ ہونے پائے۔"

تمامی فرانسیسی فوج متحرک ہو گئی تھی۔ اور سنگین لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نپولین ہر مقام پر موجود تھا اُس کی فوج کو ہر مقام پر فتح ہوتی تھی حربی تاریخ میں نپولین کا اپنی فوج کو منتشر مقامات سے بلا کر ایک مرکز پر کامیابی سے جمع کر لینا باوجودیکہ وہ ٹڈی دل اور عمدہ موقعوں پر مورچہ بند دشمنوں سے گھری ہوئی تھی بڑا ہی حیرت انگیز کام شمار کیا جاتا ہے۔ تین دن کے اندر نوتے ہزار فوج اُس کے پاس جمع ہو گئی اور ان تین دن کے سخت معرکوں میں آسٹریا کی فوج کے بیس ہزار سپاہی مقتول و مجروح ہو چکے تھے۔ اور قید کر لئے گئے تھے۔ ان نقصانوں سے آرچ ڈیوک چارلس کو ذرا بھی پریشانی یا بے دلی نہ ہوئی تھی اور اُس نے پوری ایک لاکھ فوج اکمہل میں جمع کی اور بڑی قطعی لڑائی کا مصمم ارادہ کر لیا۔

نپولین نے اپنی فوج سے حسب ذیل خطاب کیا :-

"سپاہیو۔ رہین کے فرمانرداؤں کی زمین پر دشمن نے مداخلت بیجا کا ارتکاب کیا۔ آسٹریا والوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اُن کی فوج کے پرچموں کو دیکھتے ہی ہم بھاگ جائینگے اور اپنے رفیقوں کو اُن کے حوالہ کر دینگے۔ برقی سرعت کے ساتھ میں تمھارے درمیان آپہونچا ہوں۔ سپاہیو تم وہی سپاہی ہو کہ اپنی سنگین چڑھائے میرے گرد کمربستہ مستعد کھڑے تھے اور یہی آسٹریا کا بادشاہ مورسے ویا میں میرے پاس آیا تھا اور تم نے اپنے کانوں سے سنا تھا کہ اُس نے مجھ سے رحم کی التجا کی تھی اور قسم کھائی تھی کہ کبھی تمام عمر دغا نہ کریگا۔ تین مرتبہ طولانی جنگیں ہو چکی ہیں اور تینوں مرتبہ تم نے فتح پائی اور آسٹریا کے بادشاہ کے پاس جو کچھ ہے سب تمھاری فیاضی کی بدولت ہے۔ اور دیکھو کیسے تعجب کا مقام ہے کہ تین مرتبہ اُس نے جھوٹی قسم کھائی۔ چونکہ ہم پہلے بھی فتح پا چکے ہیں ہماری آیندہ فتوحات میں کیا شبہہ ہو سکتا ہے۔ پس آؤ چلیں اور دشمن ہم کو دیکھے اور پہچان لے اور کہے۔ "ارے یہ لوگ تو وہی ہیں جن سے ہم پہلے کئی مرتبہ ہار چکے ہیں"۔

۱۹- اپریل کی شب میں سویرے نپولین کے پاس آیا اور جنرل ڈے وسٹ کے بخیریت مع اپنی فوج کے آجانے کی اطلاع دی۔ نپولین ایک بھونڈے کمرہ میں اس وقت ایک کاٹھ کی بنچ پر گرم چولھے کی طرف پاؤں پھیلائے اور بجائے تکیہ کے سپاہی کا ایک جھولا سر کے نیچے رکھے ہوئے لیٹا تھا۔ اور ملک کے نقشہ کو بہ غور دیکھ رہا تھا اور اس خبر سے خوش ہو کر وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور تمام کمپو کا چکر لگانے لگا۔ بیویریا کا شاہزادہ اور چند جنرل اُس کے ہمراہ تھے۔ شاہزادہ کے جوش عزم سے نپولین کو ایسی خوشی ہوئی کہ اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کے کہنے لگا۔

"شاہزادہ اگر اسی سرگرمی سے تم بیویریا کے بادشاہ کے رتبہ کو قایم رکھو گے تو یاد رکھو کہ جب تم بادشاہ ہو گے تو یہ شرفا تم کو کبھی پیٹھ نہ دکھائینگے۔ اور اگر اس کے

برخلاف تم گھر پر بیٹھے آرام کرنا چاہو گے تو یہ بھی تمھارے قدم پر قدم رکھ کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہینگے۔ اور اُسی دن تم کو اپنی بادشاہت حکومت اور شان و شوکت کو خیرباد کہہ دینا پڑیگا۔"

پھر اپنی کرسی پر نپولین دو تین گھنٹے سویا۔ اور صبح صادق سے قبل اُٹھ کر جنگ کے واسطے اپنی فوج کو ترتیب دینے لگا۔ تاریک کہر اطراف کی زمین پر چھایا ہوا تھا اور یہ زمین چند ساعتوں میں لہو سے لال ہونے والی تھی۔ "ایکمل" کے زرخیز میدان پر آسٹریا کی ایک لاکھ فوج پڑی سو رہی تھی اور بر سر رسیدہ خطرہ کی اُسے کچھ خبر نہ تھی۔ اور اپنی حربی لیاقتوں سے نپولین اپنی نوے ہزار فوج میں مسرت کا جوش اور فتح کا یقین بھر رہا تھا۔ اب آفتاب نے طلوع کیا۔ اپریل کا مہینہ تھا۔ آفتاب کی ضو قابل دید تھی۔ اور سبز وادی مخملی لباس پہنے پری کا جوبن دکھا رہی تھی۔ سبزہ زار اور اُس میں بل کھائے ہوئے چشموں کا بہنا۔ باغات اور مزرعے اور اُن میں درختوں کی کنج مکانات کو اپنی گود میں لئے انوکھے خوشنما منظر تھے۔ بھینی بھینی باد نسیم میں پھریرے آہستہ آہستہ لہرا رہے تھے اور آسٹریا کی فوج کے سفید خیمے میلوں تک میدان میں نصب تھے سرو۔ وصنوبر میں کونپلیں پھوٹ رہی تھیں اور دریا کے کنارے صف بستہ کھڑے تھے اور صیقل کئے ہوئے اسلحہ اُن میں جھلملاتے ہوئے ایک عالم دکھا رہے تھے۔ اور ہزارہا باد رفتار رہوار آہستہ آہستہ ہری گھاس چر رہے تھے۔ اور جب اس سب پر نظر کیجاتی تھی تو امن چین اور قدرت کی خوبصورتی کا عجب سماں نظر آرہا تھا۔ لیکن جنگ کا شیطان اس کو کیوں گوارا کر سکتا تھا اور لیجیے اُس نے ان خوبیوں کو ایسے ہولناک نظارہ سے جلد بدل دیا کہ خدا آنکھوں سے نہ دکھائے۔

جب فرانسیسی فوج کے مختلف دستے بلندیوں پر آئے جہاں سے یہ تمامی قدرت کی بہار نظر آرہی تھی تو بیساختہ محو حیرت ہو گئے۔ اب شروع ہونے والی جنگ کا شور برپا

ہو چلا تھا۔ قرنا کی صدا بلند ہو گئی تھی جوش سے بھر دینے والی بنڈ باجوں کی گونج ہوا میں بھر گئی تھی۔ توپیں۔ سوار اور پیدل اپنی اپنی جگہ پر قایم ہو جانے کو حرکت میں آرہے تھے۔ سواروں کے رسالے میدان میں دوڑ رہے تھے۔ مگر دوپہر سے قبل ایک توپ یا بندوق سر نہ کی گئی۔ فریقین مورچہ بندیوں میں ایسے اطمینان سے مصروف تھے گویا ایام تعطیل کے کھیل کھیلنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ آفتاب عین نصف النہار پر تھا کہ پہلا گولا چلا اور یہ ایسی ہولناک جنگ کا اشارہ تھا کہ ویسی جنگ اس خونریزی کی ستائی ہوئی دنیا میں شاذ و نادر ہی ہوئی ہو گی۔ اس منظر کی ہول و ہیبت نے اُن لوگوں کے جگروں تک کو ہلا دیا تھا جو مدتوں سے ان منظروں کے دیکھنے کے خوگر ہو رہے تھے۔ آج نپولین نے اپنے فنِ حرب کی اُستادی کا جیسا اظہار کیا ویسا کبھی نہ کیا تھا۔ اُس کی فوج کے مختلف حصے میدان کارزار میں اس خوبی سے شطرنج کی چالیں دکھا رہے تھے کہ غلطی ہونا ممکن نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے فنِ حرب کے ذریعہ سے اُن کی تربیت ہوئی تھی پانچ گھنٹے تک موت کا بازار گرم رہا۔

اب آفتاب ڈھلنے لگا اور دشمن میں پریشانی کے آثار شروع ہوئے۔ نپولین نے خاصہ کے رسالے الگ بچا رکھے تھے۔ اور یہ بڑی بے چینی سے حملہ کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ اب وقت آگیا۔ اور خود و سینہ بند پہنے جھلملاتے ہوئے اور نہایت ہی قوی گھوڑوں پر سوار اور ایسے سورما کہ جب حملہ آور ہوتے تو نصرت نے رکاب کو بوسے دیئے تھے یہ رسالے سامنے کی بلندیوں پر نمودار ہوئے اور میدان پر سیلِ فنا کی طرح جھپٹے۔ پہلے تو بڑی شان کے ساتھ ذرا باگیں لئے ہوئے یہ آگے کو بڑھے اور ان کے منہ زور رہوار ڈلکی چلتے ہوئے دونوں فوجوں کے سامنے نمودار ہوئے۔ فرانسیسی خاصہ کے رسالوں کو نپولین کا داہنا بازو خیال

کرتے تھے اور اُن کو یقین ہوگیا کہ اس حملہ سے دشمن جاں بر نہ ہوگا اور جنگ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور اُنھوں نے بڑی خوشی سے نعرہ مارا۔ جو توپوں کی گرج سے بلند سنائی دیا آسٹریا کی طرف بھی سوار فوج بکثرت تھی اور اسی طرح مسلح بھی تھی اور بڑی بہادر اور جانباز تھی۔ چنانچہ یہ رسالے نپولین کے اس حملہ کو جس کا اُنھیں پہلے سے خیال تھا روکنے کے لئے آمادہ اور ہوشیار تھے۔ ڈوبتے ہوئے سورج کی کرنوں میں اُن کی تلواریں اور خود جھلک رہے تھے اور یہ بھی جھپٹ کر اس وسیع اکھاڑے میں آموجود ہوئے طرفین کے رسالے اب گھوڑوں کو داب کر ہوا کے بگولہ کی طرح بھوتوں کی مانند جوش و خروش سے بھرے ہوئے ایک دوسرے پر جا پڑے۔ صدہا بگل سہلے کے بج رہے تھے اور گھوڑوں کے سموں کے نیچے زمین لرز رہی تھی۔ پَر اور پھریرے ہوا میں لہرائے ہوئے اور خود و شمشیر دھوپ میں جھلکتے اور فریق اپنی چیخوں سے آسمان سروں پر اُٹھائے بڑی سرعت کے ساتھ ایک دوسرے پر جا لوٹے۔ یہ منظر ایسا پُرہول اور ڈراونا اور یقینی قطعی طور سے نتیجہ خیز معلوم ہوتا تھا کہ فریقین نے گویا باہمی رضامندی سے جنگ کو روک دیا اور ان رسالوں کی باہمی جنگ کے نتیجہ کا انتظار کرنے لگے۔ سپاہیوں نے اپنی اپنی بندوقوں پر ٹیک لگائی تھی اور تھکے ہوئے گولنداز توپوں پر جھک گئے تھے اور حیرت میں محو اس ہیبت ناک جنگ کو دیکھ رہے تھے۔

بڑی خوفناک ٹکر واقعہ ہوئی تھی۔ صدہا گھوڑے اور سوار فوراً زمین پر گر کر جا میں پامال ہو گئے اور اُن کے کچلے ہوئے جسموں پر رسالے دوڑ اور لڑ رہے تھے۔ اُن جری مردوں کے لئے بھی جنھوں نے ہر وضع کی لڑائیاں دیکھی تھیں یہ لڑائی نئی طرح کی تھی۔ ہوا کے ایک جھوکے نے میدان کو بارود کے دھوئیں سے صاف کردیا۔ اور بڑے اکھاڑے پر نورانی آفتاب کی روشنی اچھی طرح پھیل گئی اور مخالف فوجیں آسٹریا اور فرانس کے خاصہ کے رسالوں کی جنگ کے نتیجہ پر آج کی جنگ کی فتح و شکست کو منحصر کرکے

خاموش تماشہ دیکھ رہی تھیں۔ بوق و قرنا کی آواز اور تلواروں کی جھنکار کے سوا جیسے کہ تلوار خود اور ڈھال پر پڑ رہی تھی اور کچھ نہ سنا جاتا تھا سواروں کے بدن میں گویا رگوں اور پٹھوں کے بجائے فولاد کے تار تھے۔ آفتاب غروب ہو گیا۔ لیکن جنگ کا نتیجہ نہ نکلا اور اسی زور شور سے جاری رہی شفق کی تاریکی چھا گئی اور اندھیرے میں صیقل کی ہوئی فولادی آبدار تلواروں کی چمک ویسی ہی بجلی کی طرح کوند رہی تھی۔ ایک ایک کر کے آسمان میں تارے نکل آئے اور مشرق سے اپنی نرم نرم روشنی کے ساتھ ماہتاب طلوع ہوا اور اس ہولناک قتال کو دیکھنے لگا۔ اور اب بھی مبارز رسالے بڑی تندی اور غیظ و غضب کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ ایسی شدید جنگ کی حالت میں سوار اور گھوڑوں کا جلد جلد مارا جانا ضروری تھا بس جنگ کے تلاطم اور شور میں کمی ہونے لگی۔ اس تاریکی میں یہ پتہ لگانا کہ کون جیت رہا ہے اور کون ہار رہا ہے غیر ممکن تھا۔

انجام کار جب آسٹریا کے خاصہ کے رسالوں میں سے بقدر دو تہائی کے کام آ چکے تو اُن میں تاب مقاومت باقی نہ رہی اور ان میں لغزش پیدا ہوئی وہ گھومے اور صفیں توڑ کر فرار ہوئے فرار ہونا تھا کہ فرانسیسی سواروں نے بڑے جوش و خروش سے "شاہم زندہ ماناد" کا نعرہ مارا۔ اور مجنونوں کی طرح تعاقب کر کے سواروں اور گھوڑوں کو جن کی میدان خونریزی میں بھیڑ لگ رہی تھی پامال کر ڈالا۔ آسٹریا کی بے دل فوج اپنے خاصہ کے رسالوں کی فراری بڑی اُداسی سے کھڑی دیکھ رہی تھی اور فوراً اس نے بھی پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ تمامی فرانسیسی فوج نے اپنے فیروزمند خاصہ کی سوار فوج کی طرح فتح کا نعرہ بلند کیا۔ اور جوش سے بھر گئی۔ توپیں پھر گرجنے لگیں۔ بجلی کی طرح شعلوں کا نکلنا۔ گولوں کی سن سناہٹ بھاگنے والی اور تعاقب کرنے والی فوج کا شور و غل۔ گولیوں اور بم کے گولوں کا طوفان

جس وقت نپولین اس حملہ کے متعلق ہدایتیں جاری کر رہا تھا اُس کے پاؤں میں بندوق کی ایک گولی لگی۔ ہڈی تو بچ گئی لیکن ایسا صدمہ پہنچا کہ سخت درد پیدا ہو گیا اور وہ بڑی مذاق سے کہنے لگا لیجئے میرے بھی گولی لگی۔ یہ شخص بھی کوئی بڑا ہی نشانہ باز معلوم ہوتا ہے کہ اتنی دور سے میرے گولی ماردی۔ یہ لوگ بڑا اچھا نشانہ لگاتے ہیں" وہ گھوڑے سے فوراً نیچے اُتر پڑا اور اُسی مقام پر زخم باندھا گیا۔ اگر یہ گولی ذرا اوپر ہٹ کر لگتی تو ہڈی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی اور پاؤں کا کاٹا جانا لازمی ہو جاتا۔

شاہنشاہ کے زخمی ہونے کی خبر جلد پھیل گئی اور قریب کے دستوں کے سپاہی اپنی سلامتی سے بے پروا ہو کر صفیں چھوڑ اپنے محبوب سردار کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ توپوں کے گولوں سے بے پروا جو اُن کی گھنی جماعت میں پڑ رہے تھے۔ پندرہ ہزار فرانسیسی توپوں بندوقوں اور گھوڑوں کو چھوڑ کر بڑے تردد اور الفت کے جوش سے بھرے ہوئے موقع پر آکر جمع ہو گئے۔ نپولین بڑی محبت سے مسکرایا اور سب قریب والوں سے اُس نے ہاتھ ملایا اور اُن کو یقین دلایا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں صرف اچٹتا ہوا خفیف زخم لگا ہے۔ پھر جیسے ہی زخم بندھ چکا اپنے جاں نثاروں کا تردد رفع کرنے کو باوجودیکہ نہایت ہی شدید تکلیف تھی وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور کام کرنے لگا۔ اور یہ دیکھ کر تمامی فوج میں خوشی پھیل گئی اور وہ نعرے مارنے لگی۔ کسی کے لئے بھی ایسی خوشی کے نعرے فوج نے نہیں مارے ہیں۔ بعد کو یہ درد ایسا بڑھا کہ نپولین مجبور ہو کر ایک کاشتکار کے گھر میں چلا گیا اور جہاں وہ مطلق بیہوش ہو گیا۔ مگر ہوش میں آتے ہی پھر گھوڑے پر سوار ہوا۔ چہرہ زرد ہو رہا تھا اور تکان سے ہیجان تھا لیکن سب اہم امور کی برابر نگرانی کر رہا تھا۔

جس وقت فرانسیسی رٹس بن میں شگاف کے ذریعہ سے داخل ہوئے آسٹریا کی بہت سی فوج دریا پار ہو چکی تھی اور بومرالڈ کی پہاڑیوں میں غائب ہو گئی تھی اپنے رفیق کے ملک سے دشمن کو نکال کر نپولین نے فراریوں کو بوہیمیا کے کوہستان

میں آوارہ پھرنے دیا اور رٹے لس بن میں اپنا صدر مقام قایم کیا۔ ایسی فتوحات خیالی افسانے معلوم ہوتے ہیں۔ نپولین کو پیرس سے آئے ہوئے ابھی صرف بارہ دن ہوے تھے۔ چھہ دن میں اُسنے وہ بڑی مسافت طے کی جو دریاے سین اور دریاے ڈینوب کے مابین واقع ہے اور صرف ایک رات اور ایک دن میں جس کے دوران میں وہ برابر جنگ کرتا رہا اُس نے بہت بڑی فوج کو جو دور دور منتشر تھی ایک جگہ پر جمع بھی کرلیا اور فتح پائی۔ اور اپنی فوج کو اکمل میں ایسا ترتیب دیا کہ غالب تعداد کے غنیم پر ہر سمت سے حملہ کیا اور اُس کو پوری پوری ہزیمت دیکر دریاے ڈینوب کے پار بھگا دیا۔ اس سے پندرہ روز قبل آسٹریا کی دو لاکھ فوج بڑے ٹھاٹھ سے بویریا پر حملہ آور ہوئی تھی اور اب ہزیمت خوردہ پریشان اور بے دل بوہیمیا کے کوہستان میں دشمن نپولین کے ہاتھ سے پناہ ڈھونڈھتی پھرتی تھی۔ ان چھہ مصیبت خیز ایام میں آسٹریا کی جانب مقتول و مجروح اور اسیروں کی تعداد کے اعتبار سے ساٹھ ہزار کا نقصان ہوچکا تھا۔ اور ان میں سے چالیس ہزار نپولین کی پیدل پلٹنوں کی بندوقوں یا سواروں کی تلواروں سے مارے گئے تھے[1]

آسٹریا کی طرف چھہ سو سامان کی گاڑیوں۔ چالیس جھنڈوں۔ سو سے زیادہ توپوں اور دو پلوں کے سامان۔ اور بے شمار اسباب کا بھی نقصان ہوا تھا۔

جسمانی اور دماغی محنت کے متعلق جس کا شاہنشاہ نپولین نے اس حیرت انگیز مہم میں اظہار کیا ہرگز یقین نہ ہوتا اگر اس کے بارہ میں زبردست شہادتیں موجود نہ ہوتیں۔ پیرس اور ڈینوب کے مابین چھہ سو میل کا فاصلہ ہے اور اتنے لمبے سفر میں نپولین نے سواے اُس آرام کے جو گاڑی میں مل گیا اور کسی قسم کا آرام نہ کیا۔ چند مقامات پر اُس کو کئی کئی گھنٹے کی دیر ہوئی لیکن اس وقت میں یا تو شہروں اور قلعوں کی فصیلیں اور برج معاینہ کرتا

---

[1] فریقین کے بیانوں کی اچھی طرح جانچ پرتال کرنے کے بعد یہ تعداد تھیرس صاحب نے لکھی ہے۔ ۱۲ مصنف

رہا یا فرانس - اٹلی - جرمنی اور سپین کے گماشتوں کو خطوط و مراسلات لکھواتا رہا -
اور جب فوج میں پہونچگیا تو پانچ شبانہ روز بڑی شاقہ محنت میں مصروف رہا - آدھی رات
کے بعد ٹوپی اور بوٹ پہنے ہوئے وہ ایک گھنٹہ کو اپنی آرام کرسی پر لیٹ جاتا اور پھر
تازہ دماغ ہوکر یا تو مراسلات لکھوانا شروع کردیتا یا گھوڑے پر سوار ہوکر اندھیرے - آندھی
اور کیچڑ میں خیرا خیز تمام کیمپ میں گشت لگاتا پھرتا اور صرف ان پانچ دنوں میں جتنے مراسلات
اُس نے لکھوائے تھے اگر ایک جگہ جمع کئے جائیں تو ایک بڑی ضخیم جلد کو کافی ہونگے
پندرہ پندرہ گھنٹے برابر گھوڑے پر سوار رہتے اور بڑی تیزی کے ساتھ گشت کرنے کے
بعد ہی وہ پھر بیٹھ جاتا اور آدھی آدھی رات تک مراسلات لکھواتا رہتا تھا -

---

(۳۳۸)

باب چہل و ہفتم

دریائے ڈینوب کی وادی زیرین کی سمت بڑھنا

نپولین کے سفر کرنے کی گاڑی ۔ رٹے لِس بَن میں فوج سے خطاب ۔ شام کا سپاہی رٹے لِس بَن کی مرمت ۔ ابرس برگ کا پل ۔ ڈرس ٹین ۔ وائنا میں اطاعت کا حکم بھیجنا ۔ میریا لوئیا ۔ اینڈروسی وائنا کا گورنر ۔ سیوریرے سے گفتگو ۔ یوجین کے نام خط ۔ ذلیل جراح ۔

---

(۳۳۹)

نپولین کے سفر کرنے کی گاڑی واٹرلو میں دشمنوں کے ہاتھ لگی ۔ اور لندن کے عجائب خانہ میں آج موجود ہے ۔ اس کی ساخت کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ واقعی نپولین ہی جیسے شاہنشاہ کے مناسب حال یہ بنائی گئی ہے ۔ ساخت کے اعتبار سے بالکل سادہ اور بے تکلف ۔ لیکن ایک جفاکش شخص کے لئے اُس میں سب ہی ضروری اور آرام کی چیزیں موجود ہیں ۔ ایک باہر کو کھسل آنے والا تختہ ایسا لگا ہے کہ لکھنے کی میز بن جاتی ہے ایک ستھرا ڈیسک ہے جس کے اطراف میں درازیں رکھی گئی ہیں اور ان میں کاغذ قلم وغیرہ رکھا جاتا تھا ۔ گرداگرد صندوق بنے ہوئے ہیں جن میں مختلف قسم کی کتابیں بھری جاتی تھیں ۔ نقشے مراسلات ۔ اور روزانہ اخبار رکھے جاتے تھے ۔

پیچھے ایسا لیمپ لگا ہوا تھا کہ پڑھنے لکھنے کو کافی روشنی دیتا تھا اور ٹھیک ایسی قایم کی گئی تھی کہ رات میں سفر کے وقت نپولین آرام کرسی کی وضع پر چاہتا تو لیٹ کر آرام کرتا اور کمانی دار گدوں کی وجہ سے ناہموار سڑک پر جھٹکے کم لگتے تھے۔ سفر کی حالت میں وہ فوجی اور دیوانی انجینیروں۔ مدبروں۔ فوجوں کے کمانڈروں اور برگیڈوں اور بٹالین کے افسروں کی برابر رپورٹیں پڑھتا جاتا تھا۔ اور پڑھکر ان کاغذات کو پھاڑ کر کھڑکیوں سے باہر پھینک دیتا تھا۔ کیونکہ اُس کا حافظہ ایسا زبردست تھا کہ ان کے مضامین کو پھر کبھی وہ نہ بھولتا تھا یہ بھی دستور تھا کہ پیرس میں جو نئی کتاب چھپتی ایک جلد اُس کے ملاحظہ کے لئے بھی آتی تھی۔ چاہے یہ کتاب ادب کی ہو یا علوم و فنون کے متعلق ہو یا مذہبی ہو وہ ایک جھلک اُس کو کسی مقام سے دیکھتا اور اگر پڑھنے کے لایق معلوم ہوتی تو خیر نہیں تو فوراً کھڑکی سے سڑک پر پھینک دیتا۔ سڑک پر کاغذ کے پرزے۔ اخبار۔ اور کتابوں کی جلدیں پڑی ہوتی تھیں اور ان کے ذریعہ سے اُس کے راستہ کا پتہ چل سکتا تھا اور ہمیشہ اُس ضلع کا سب سے اچھا نقشہ جس میں وہ سفر کرتا ہوتا تھا اُس کے سامنے لٹکا رہتا تھا۔

جہاں قیام کرتا شاہی داب و قواعد قایم ہو جاتے اور سب سے زیادہ مناسب کمرہ اُس کے کام کرنے کو انتخاب کر دیا جاتا۔ کمرہ کے وسط میں ایک میز پر اُس ملک کے نقشے جہاں اُس کی فوجیں ہوتیں رکھے رہتے۔ اور فوج برگیڈوں اور دستوں وغیرہ کے نشان دیئے ہوتے۔ راستے۔ سڑکیں۔ پل اور گھاٹیاں۔ ٹھیک ٹھیک بنی ہوتیں۔ دشمن کے مورچے اور مختلف اقوام کی فوجوں کی جگہ سرخ۔ سیاہ اور سبز آلپینوں کے ذریعے سے دکھائی جاتی۔ اور اُس کے جاں نثار افسر یہ سب کام اس خوبی اور صفائی سے تیار رکھتے کہ شاہنشاہ اُس مقام پر چاہے جس وقت پہونچتا لیکن ذرا بھی وقت ضائع نہ ہونے پاتا۔

کمرہ کے چاروں گوشوں میں سکرٹریوں کے لئے میزیں لگی رہتی تھیں۔ اور ان نہ تھکنے والے منشیوں کو نپولین ایک ساتھ بولتا اور لکھاتا جاتا تھا۔ اُس کو عجب مہارت تھی کہ ایک ہی وقت میں مختلف مضامین کا فیصلہ کرتا جاتا تھا۔ اکثر پیچھے ہاتھ باندھے اور ٹوپی پہنے وہ کمرہ میں ٹہلتا اور چھوٹے چھوٹے جامع فقرات میں رائے اور احکام دیتا جاتا تھا۔ ایک کاتب کو فوج کے کوچ و مقام پر احکام لکھواتا۔ اور پھر گھوم کر دوسرے کو مالی و فنی معاملات پر یا سلطنت کے نظم و نسق کے متعلق ہدایتیں لکھواتا اور اُسی کے ساتھ تیسرے کو اپنے دولِ غیر کے سفیروں کے مراسلات کا جواب تحریر کراتا جاتا۔ اور چوتھے کو امورِ خانگی کے متعلق مضمون بتاتا۔ چند گھنٹوں تک برابر اسی طرح لکھواتا رہتا۔ اور پھر خود قلم لیکر اپنی باوفا جوزیفائن کو چند سطور ایسی گھسیٹ لکھ دیتا کہ بڑی دشواری سے پڑھی جاتیں۔ اور پھر یا تو گاڑی میں یا گھوڑے پر سوار ہو کر شہاب ثاقب کی طرح نگاہ سے اوجھل ہو جاتا۔

انھیں لڑائیوں کے دَوران میں اُس نے جوزیفائن کو لکھا:۔

"ڈوناورتھ۔ ۱۸۔ اپریل ۱۸۰۹ء"

"کل میں یہاں پہونچگیا۔ صبح کے چار بجے تھے۔ میں ابھی جاتا ہوں سب کام شروع ہیں۔ حربی کارروائیاں بڑی تیزی سے ہو رہی ہیں۔ ابھی کوئی تازہ بات پیش نہیں آئی ہے۔ میری صحت اچھی ہے۔"

"نپولین"

کسی قسم کی جفاکشی میں جو سپاہیوں پر پڑتی تھی۔ خود نپولین کو بھی کوئی عذر نہ تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جسقدر جسمانی محنت خود نپولین برداشت کرتا تھا کسی سپاہی پر اتنی محنت نہ پڑتی تھی۔ رَٹِسبن میں اُس نے اپنی سپاہ سے حسب ذیل خطاب کیا۔

"سپاہیو۔ تم نے میری امیدوں کو پورا کر دیا۔ تعداد کی کمی کو تم نے اپنی بہادری سے پورا کر لیا اور اصلی سپاہی اور ہتھیار بند لٹھیا پلٹن کا فرق دکھا دیا۔ چند ہی روز میں

ہم کو۔ تھان۔ اسے منس برگ۔ اور اکمہل کی لڑائیوں میں فتح حاصل ہوگئی۔ پی سنگ۔ لینڈ سنٹ۔ اور رٹے لِٹس بَن میں ہم نے دشمن کو فاش ہزیمت دی۔ ستّو توپیں۔ چالیس جھنڈے۔ پچاس ہزار قیدی۔ تین پلوں کا سامان اور معہ گھوڑوں کے تین ہزار سامان کی گاڑیاں اور غنیم کی فوج کے خزانہ کے سب صندوق ہمارے ہاتھ آئے اور یہ سب تمھارے جلد کوچ اور دھاوے اور بہادری کا نتیجہ ہیں۔ حلف دروغ آسٹریا کے دربار نے بیچارے سپاہیوں کو ایسا بہکایا تھا کہ وہ تم کو بھول گئے تھے۔ لیکن اُن کی بہت جلد آنکھیں کھل گئیں اور اس مرتبہ تم نے ہمیشہ سے زیادہ اپنے تئیں خوفناک ثابت کر دیا کچھ بہت دن نہیں ہوئے ہیں کہ دشمن نے دریائے اِن کو عبور کرکے ہمارے رفقا کے ملک پر حملہ کیا تھا اور یہ حوصلے ہو رہے تھے کہ فرانس پر یورش کیجائے گی۔ لیکن دیکھا۔ کیا گت بنی؟ شکست کھائی اور حواس باختہ ہو کر اب فرار ہو رہا ہے۔ میرا ہراول دریائے اِن کے پار اتر گیا ہے اور ایک مہینہ میں ہم وائنا کے اندر داخل ہوتے ہیں۔"

اس مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا "سب سے بڑی مہم جو میں نے سر کی وہ اکمہل کی مہم تھی اور اسی کے متعلق میں اپنے تئیں سب سے زیادہ قابلِ داد خیال کرتا ہوں۔ میرے نزدیک کسی دوسری جنگ سے اکمہل کی جنگ بڑی زبردست تھی۔"

رٹے لِٹس بَن میں دوسرے روز نپولین نے اپنی فوج کے ایک حصہ کا معائنہ کیا۔ مقتول دفن کردیے گئے تھے۔ سڑکوں سے خون دھو ڈالا گیا تھا۔ اور مجروح جنکی ہڈیاں پاش پاش ہوگئیں تھیں اسپتالوں کے کمروں میں پڑے کراہ رہے تھے۔ جدھر نظر جاتی تھی فوجی ترک و احتشام نظر آتا تھا۔ پر۔ اور پرچم۔ کودتے ہوئے گھوڑے۔ صیقل کئے ہوئے ہتھیار۔ آفتاب کی شعاعوں میں جھلک رہے تھے۔ جیسے کہ ہر ایک رجمنٹ نپولین کے سامنے سے گزر رہا تھا وہ کرنل سے پوچھتا جاتا تھا کہ تمھارے

کن سپاہیوں نے اپنے تیئں قابل انعام ثابت کیا ہے۔ اکثر عام معمولی سپاہیوں کو وہ اعزاز بخش رہا تھا کہ افسروں کو ملنا چاہیئے تھے۔ پرانے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی کے بٹن کے سوراخ میں شاہنشاہ "لیجن آف آنر" کا فیتہ اپنے ہاتھ سے باندھ رہا تھا کہ اس سپاہی نے پوچھا "جہاں پناہ نے مجھے پہچانا؟" شاہنشاہ نے جواب دیا۔ "نہیں میں نے نہیں پہچانا" سپاہی نے کہا "نہیں میں وہی سپاہی ہوں کہ ملک شام کے ریگستان میں ایک مرتبہ جہاں پناہ نہایت گرسنہ تھے اور میں نے اپنے کھانے میں سے آپکو کھانا دیا تھا" نپولین نے فوراً کہا "ہاں۔ بیشک میں نے بالکل پہچان لیا۔ اور میں نے تم کو "نائٹ" کا خطاب عطا کیا اور ایک ہزار فرانک سالانہ تمہارا وثیقہ مقرر کرتا ہوں" نپولین کی یہی قدردانیاں تھیں کہ سپاہی اپنی جانیں اُس پر قربان کر دینا فخر سمجھتے تھے۔ اور ایسے جوشِ سرگرمی سے بھر جاتے تھے کہ جس پر یقین نہیں آتا۔

ریٹس بن کا ایک بڑا حصہ جل کر خاکستر اور منہدم ہو کر ڈھیر ہو گیا تھا۔ یہ شہر نپولین کے رفیق بادشاہ بویریا کا تھا اور اس شہر سے جب آسٹریا والے بھاگے تھے تو اس کو جلتا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ نپولین نے لکھو کھا فرانک صرف کر کے اس کو پھر درست کرا دیا اور یہ خرچ سب اپنے خزانہ سے دیا۔ ایبٹ سن صاحب لکھتے ہیں "۱۹ تاریخ کی صبح سے ۲۲ تاریخ کی رات تک یعنی اے بنس برگ کی جنگ سے ریٹس بن کی جنگ کے ختم ہونے تک نپولین برابر گھوڑے پر سوار رہا رات دن برابر خطوط و مراسلات لکھتا رہا اور اس کا اوسط اٹھارہ گھنٹہ یومیہ کا تھا۔ اور جب سب لوگ اس کے آس پاس کے اسقدر تھک جاتے کہ گر پڑتے اور سو جانے کے قریب ہو جاتے تو وہ مراسلات پڑھتا اور لکھوانا شروع کرتا اور آدھی آدھی رات تک برابر یہی کام کرتا رہتا۔ اور خبروں اور مارشلوں کی رپورٹیں سنتا اور آنے والے دن کے لئے ہدایتیں دے کر

سب کام مکمل کر دیتا۔"

اب نپولین ایسے موقع پر پہونچ گیا تھا کہ اُس کے اور غنیم کے بڑے انبوہ کے درمیان صرف دریائے ڈینوب حائل تھا اور سڑک وائینا کی طرف کھلی ہوئی تھی۔ دریا کے اُسی کنارہ پر جدھر فرانسیسی فوج تھی یہ شہر واقع تھا۔ رٹس بن اور وائنا کے درمیان دو سو میل کا فاصلہ ہے۔ راستہ میں بہت سے دریا عبور کرنا تھے اور بہت سی گھاٹیوں میں بہ زور راستہ بنانا تھا۔ جہاں غنیم کے لشکر نے بڑے بڑے مضبوط مورچے ڈال رکھے تھے۔ مگر باوجود ان سب دشواریوں کے نپولین نے سیدھا وائنا کا قصد کیا۔ اور ارادہ کیا کہ وہیں پہونچکر دغا شعار دربار سے جس نے بڑے فریب سے خود پہلے حملہ کیا تھا جملہ معاملات کا فیصلہ کرے۔ چنانچہ ڈینوب کے بہاؤ کی طرف فرانسیسی فوج بڑھنا شروع ہوئی۔ اور جو فوج مقابل آئی شکست کھاکر بھاگی۔ آسٹریا کی فوج بھاگ کر دریا کے دوسرے کنارہ پر ہمیشہ مورچہ بند ہوتی تھی اور مقابلہ کرتی تھی اور پلوں کو بارود سے اُڑا دیتی تھی اور کشتیوں کو غارت کر دیتی تھی اور اونچے اونچے کگاروں پر مسلح سپاہ توپوں اور بندوقوں سے فرانسیسیوں کو روکتی تھی۔

نپولین نے جہانتک بشری طاقت میں ہو سکتا ہے اس جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی تھی۔ مگر جب وہ کامیاب نہوا تو اب اپنی طرف سے بھی اس جنگ کو قطعی نتیجہ خیز کرنے میں اُس نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکیا۔ آسٹریا کی فوج گولے برساتی ہوتی تھی اور وہ نئے پل تیار کرتا تھا اور اپنے کارآزمودہ سپاہیوں کو آرکولا اور لودی کی یاد دلاتا تھا اور کسی قسم کے خطرہ کی پروا نہ کرتا تھا۔ آسٹریا والوں نے اس شوق اور ہٹ سے جنگ چھیڑی تھی کہ اب صلح کی درخواست کرنے سے اُنھیں شرم آتی تھی۔ مگر آرچ ڈیوک چارلس اس جنگ کے شروع ہی سے خلاف تھا۔ اب اُس نے اپنے بھائی بادشاہ فرانسس کو لکھا کہ ہم کو یکایک فاش ہزیمتیں ایسی نصیب ہوئی ہیں کہ سب کام بگڑ گیا۔

اور اب خوف زدہ شاہنشاہ کی رضامندی سے چارلس نے چند خوشامدانہ حسب ذیل سطور لکھیں :-

" جہاں پناہ نے توپخانوں کی سلامی سے اپنے تشریف لانے کا اعلان کیا۔ اور مجھے اُس کے جواب دینے کی مہلت نہ ملی۔ لیکن اگرچہ جہاں پناہ کی موجودگی کی اطلاع نہ تھی تاہم اُن نقصانوں سے جو میں نے اُٹھائے مجھے معلوم ہوگیا کہ جہاں پناہ تشریف رکھتے ہیں آپ نے میری طرف کے بہت لوگ قید کرلئے ہیں۔ اور میں نے بھی اُن مقامات کے کچھ فرانسیسی اسیر کرلئے ہیں جہاں آپ موجود نہ تھے۔ میں جہاں پناہ کے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان کا باہم مبادلہ کرلیا جاے یعنی سپاہی کے معاوضہ میں سپاہی اور افسر کے بدلے میں افسر بدل لئے جائیں۔ اگر یہ تجویز پسند خاطر ہو تو اُس مقام کو تجویز فرما دیجئے جہاں یہ کارروائی ہوسکے۔ مجھے اسی کا فخر کیا کم ہے کہ میں ایسے کپتان کے مقابلہ میں صف آرا ہوا آج دنیا میں جس کا نظیر نہیں ہے۔ لیکن میں تو اپنے تئیں اُس وقت خوش قسمت خیال کرونگا کہ میرے ذریعہ سے میرے ملک کو ایسی صلح اور امن چین نصیب ہو کہ بہت زمانہ تک قایم رہے۔ جنگ کا نتیجہ کچھ ہی ہو اور کسی کو فتح ہو لیکن میں جہاں پناہ کو یقین دلانے کی التجا کرتا ہوں کہ میری وہی خواہش ہوگی جو جہاں پناہ کی ہے اور میری ہر حالت میں عزت وہی قایم رہیگی چاہے جہاں پناہ مجھ سے لڑیں یا صلح فرمائیں۔"

لیکن اس معذرت نامہ کے پہونچنے سے قبل نپولین ڈینوب کی وادی کا بڑا حصہ طے کرچکا تھا۔ اور فتحمندی کے ساتھ اُس کے وائنا پہونچنے کو کوئی نہ روک سکتا تھا۔ اور اُس نے طے کردیا کہ اس خط کا جواب آسٹریا کے بادشاہ کے محل میں بیٹھکر بھیجا جائیگا فرانسیسی فوج اب دریاے ٹران کے قریب پہونچگئی تھی اور یہ دریا ڈینوب میں گرتا ہے۔ نپولین نے اس دریا کو کئی جگہ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ اور کئی کئی میل کا فاصلہ بہم مقرر کیا۔ مسینا سات ہزار فوج کے ساتھ اے برس برگ کے محاذ دریاے

ڈران پر پہنچا۔ اور یہاں جوش ہتوز اور خونریزی کا وہ واقعہ پیش آیا کہ تاریخ میں جس کی مثالیں شاذ ملتی ہیں۔ یہ دریا بہت عریض ہے اور بارہ سو فٹ لمبا پل اس پر موجود تھا۔ اور پل کے سامنے ایک حدب کی ڈھال پر چالیس ہزار سپاہی جنگ کی صفیں قایم ہوئے تھے اور پل کے مغربی گوشہ پر مکانات کھڑے تھے جن میں بندوقچی کثرت سے بھرے ہوئے تھے اور حدب کی اوپر کی بلندیوں پر توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور یہ کمزور پل صاف اُن کی زد میں تھا پل لکڑی کا تھا اور آگ لگاتے ہی خاکستر ہو سکتا تھا۔ لیکن آسٹریا کے جنرل نے فرانسیسیوں کا پل پر آنا اور پار ہونا بالکل غیر ممکن خیال کر لیا تھا۔

مگر پرجوش مسینا نے پل کے قریب پہونچتے ہی ایک لمحہ کی مہلت نہ دی۔ اور فوراً ہلہ کا بگل بجوا دیا کیونکہ اُس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک گھنٹہ بھی گذر جانے پر آسٹریا والے پل کو بارود سے اڑا دینگے۔ چنانچہ جنرل کوہرن جو ایک کوتاہ قامت لیکن نہایت ہی تیز اور جری افسر تھا ہرکارہ کے آگے ہوا۔ اور پل پر یہ سپاہ تیز قدم روانہ ہوگئی۔ لیکن ایسا خوفناک منظر پیش آیا کہ جس کی نظیر موجود نہیں ہے۔ یہ فرانسیسی دھوئیں کے بادل میں چھپ گئے اور دشمن کی طرف سے گولوں اور گراب کا ایسا مینہہ برسا کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ پھر ایک غضب ایک دم یہ واقع ہوا کہ اسی گروہ کے درمیان کارتوسوں کی دو تین گاڑیاں اُڑ گئیں اور بہت سے سپاہیوں کے ٹکڑے اُڑ گئے اور پل پر اس کثرت سے مقتول اور مجروح جمع ہو گئے کہ راہ بند ہو گئی اور جنرل مسینا نے مجبور ہو کر نئے آتے ہوئے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان سب کو دریا میں اٹھا کر پھینک دیں اور راستہ صاف کر لیں۔

وہ لوگ جو اس طرح راستہ صاف کرتے تھے خود نشانۂ اجل ہوتے تھے اور پیچھے سے آنے والے ان کو دریا میں اٹھا کر پھینکتے تھے۔ اور سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہ تھا اور اگر یہ تدبیر نہ کی جاتی تو پل کا راستہ قطعی بند ہو جاتا اور سب وہیں مارے جلتے بارود کے دھوئیں میں چھپے ہوئے۔ اور جنگ کے شور و غل سے بہرے۔ اور ایسی

حالت میں گرگراب۔ بم کے گولے اور گولیاں صفوں کو الٹ رہی تھیں یہ کار آزمودہ فرانسیسی جو کار آزمودہ ہونے سے انسان نہ رہے تھے بڑی بے جگری سے بڑھے چلے گئے۔ تڑپتے ہوئے اعضاء کو پامال کر رہے تھے خون میں چل رہے تھے۔ اور یہ سیلاب دریا میں اپنے ناقابل ساتھیوں کو باوجودیکہ وہ خوشامدیں اور التجائیں کرتے تھے اٹھا اٹھا کر پھینک رہے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ڈیوک آف ولینگٹن نے صحیح کہا ہے "کہ سچے اور شائستہ خیالات کے انسان سپہ گری کے پیشہ کے بالکل ہی ناقابل ہیں"

اسی طوفانِ فنا کی حالت میں فرانسیسی بڑھے چلے گئے اور آخر کار پل کے دوسرے کنارے پھاٹک پر جا پہونچے۔ یہاں پہونچکر اگلی صفوں کا صفایا ہو گیا لیکن پیچھے والے بڑھے چلے آئے اور اپنے مقتول ساتھیوں کو پامال کر کے پھاٹک توڑ ڈالا اور دشمن کو پس پا کر دیا۔ آسٹریا کی فوج بستی میں چلی گئی اور مکانوں میں آگ لگا دی اور ایک ایک انچ زمین پر لڑی لیکن فرانسیسی فوج بڑھی چلی گئی اور دونوں فوجوں کے مقتولوں اور مجروحوں کو پامال کر ڈالا۔ اس جلتی ہوئی بستی کی سڑکوں پر بڑی ہی خونریزی ہوئی اور آخر کار فرانسیسیوں نے اے برس برگ کو فتح کر لیا لیکن شہر کیا تھا جلتی اور گرتی ہوئی عمارتوں کا ایک ڈھیر تھا۔ اور ایسی شدید آگ لگی ہوئی تھی کہ مجروحوں کو نکالنے کا موقع نہ ملا۔ اور جلتے ہوئے شہتیر ان جنگ کے مظلوموں پر گرتے تھے اور ان کو آہستہ آہستہ سلگا کر جلاتے تھے۔ اور بڑی دردانگیز چیخیں برابر سنی جا رہی تھیں اور ایسی سخت چراہند نکل کر تمام ہوا میں بھر گئی تھی کہ دماغ متحمل نہ ہو سکتے تھے۔

تاہم ان جلتے ہوئے بازاروں اور سیاہ پامال کچلی ہوئی انسانوں کی نعشوں پر دار الحکومۃ بھی میرے گھوڑے دوڑ رہے تھے اور توپوں اور سامان کی گاڑیوں نے ایسا کام کیا کہ ان کی عزت اور انگارے پس پس کر خون کا گارا بن رہا تھا کہ آنکھوں پر شاہنشاہ کے ساتھ میں نے ایسی سمجھ میں نہ آنے والی اجڈی اور بہادری کو دیکھے اتار دیتا۔ اور اب بھی یہ آسٹریا کا پیچھے چھ ہزار مقتول چھوڑ کر بھاگی۔ نپولین فاصلہ سے

کیے ہوئے اس موقع پر آ پہونچا۔ باوجودیکہ عرصہ دراز سے وہ جنگ کے ہولناک سے ہولناک تماشے دیکھنے کا خوگر ہو رہا تھا تاہم اس منظر کو دیکھ کر وہ بھی ڈر گیا۔ سینا کی بے نظیر بہادری اور دلیری پر تعریف تو ضرور اُس نے کی لیکن اس بات پر ناراض بھی ہوا کہ نہایت ہی سخت اتلافِ جان ہوا اور کہنے لگا کہ " لاسن چند ہی میل کے فاصلہ پر دریا عبور کر چکا تھا اگر اس بات کا انتظار کر لیا جاتا کہ وہ دشمن پر ایک بازو سے حملہ کرتا تو ممکن تھا کہ اتنی خونریزی نہ ہوتی۔

نپولین سیویرے کو ہمراہ لے کر منہدم ہوتے ہوئے اور جلتے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ وہ تین مجروحوں کو اُس نے ہنوز زندہ پایا جو چوک میں ایسے مقام پر رہ گئے تھے جہاں اُن تک آگ نہ پہونچی تھی۔ سیویرے کہتا ہے " کہ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی بات خوفناک ہو سکتی ہے کہ پہلے تو آدمی جلکر مر جاے اور پھر گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا جاے اور پھر توپوں کی گاڑیوں کی پہیوں سے پس کر سرمہ ہو جائے؟ اگر باہر نکلنے کا راستہ تھا تو پکے ہوے آدمیوں کے تودوں پر سے تھا جن میں سے غیر قابل برداشت بو نکل رہی تھی۔ اور ایسی خراب حالت ہو رہی تھی کہ آخر کار پھاوڑے منگوا کر کیچڑ اور مٹی کی طرح ان تودوں کو صاف کر کے دفن کیا گیا۔ شاہنشاہ خود آیا اور یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ہم لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا " کیا خوب ہوتا کہ جنگ وجدل کے ترقی خواہ اس موقع پر آ کر اپنی آنکھوں سے یہ تماشہ دیکھتے۔ اور پھر اُن کو معلوم ہوتا کہ اُن سے ہی نوع انسان پر کیا مصیبت نازل ہوا کرتی ہے "۔ پھر شاہنشاہ نے ...ہادری۔ لیکن کہا " اگر تم اپنے جوش تہور سے ناچار نہ ہو جاتے ...اج کا انتظار کر لیتے جو آ رہی تھیں تو اتنی خونریزی نہ ہوتی ...کے ساتھ وائنا کی طرف بڑھیں اور رستہ میں آسٹریا ...ابلہ کیا۔ نپولین کو چونکہ علمی تحقیقات کا بڑا شوق تھا

اُس نے ایک رہبر ہمراہ لیا تھا اور جو جو مشہور مقامات یا عمارتیں ملتی جاتی تھیں وہ سب کا حال بیان کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک ٹیکری پر ڈرس ٹین کا برج دور سے نظر آیا۔ یہ برج وہی تھا جہاں رچرڈ شیر دل انگلستان کا بادشاہ قید کیا گیا تھا۔ نپولین نے گھوڑے کو روک دیا اور بڑے غور سے اس برج کو دیکھتا رہا۔ جو دھندھلی شان کے ساتھ بلند کھڑا نظر آرہا تھا اور پھر برتھیر اور لانس سے جو ہمراہ تھے کہنے لگا۔

"رچرڈ نے بھی شام اور فلسطین میں جنگ کی تھی اور اُس کو ہماری عکّہ کی کامیابی سے زیادہ کامیابی ہوئی تھی۔ لیکن میرے بہادر لانس رچرڈ شیر دل تم لوگوں سے زیادہ بہادر نہ تھا۔ اُس نے صلاح الدین اعظم کو شکست دی تھی۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ یورپ لوٹ کر وطن پہنچے اُس کو مختلف وضع کے لوگوں سے سابقہ پڑا۔ ڈیوک آف آسٹریا نے اُس کو جرمنی کے بادشاہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اور اسی وجہ سے آج تک اُس کا نام یادگار چلا آتا ہے نہیں تو اب تک اُسے لوگ کبھی کا بھول گئے ہوتے۔ اور آخر میں رچرڈ کے ساتھ صرف ایک اُس کے درباری نے جس کا نام بلن ڈل تھا اُس کی رفاقت کی لیکن قوم نے اُس کی رہائی کی خاطر کوئی جاں نثاری نہ کی۔"

اور ایک لمحہ اور تامل کرنے کے بعد جبکہ وہ برج کو دیکھ رہا تھا اُس نے پھر کہا۔

"یہ زمانے وحشیانہ تھے اور ہم اُن کو بیوقوفی سے بہادری کا زمانہ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ باپ اپنے بچوں کو۔ زوجہ شوہر کو۔ رعایا فرمانروا کو اور سپاہی اپنے جنرل کو علانیہ اور بے حجاب قربان کر دیا کرتے تھے۔ اب زمانہ بہت بدل گیا ہے۔ تم نے شاہنشاہوں اور بادشاہوں کو میرے لیں میں دیکھا ہے۔ اور اسی طرح اُن کے دارالحکومت بھی میرے قبضہ میں تھے لیکن میں نے تو کبھی نہ زرفدیہ لیا اور نہ کوئی ایسا کام کیا کہ اُن کی غیرت اور آبرو کے خلاف ہو۔ دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ آسٹریا کے شاہنشاہ کے ساتھ میں نے کیسا سلوک کیا ہے۔ میں چاہتا تو اُس کو تخت سے اُتار دیتا۔ اور اب بھی یہ آسٹریا کا

شاہنشاہ آدھا میرے قبضہ میں آچکا ہے۔ لیکن اس مرتبہ بھی میں اُس سے کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرونگا"

رچرڈ شیردل نے توڈرس ٹین کے برج میں قید کی مصائب جھیلی ہی تھیں۔ لیکن اس وقت نپولین کو اس کی ذرا خبر نہ تھی کہ میں بھی چند عرصہ کے بعد سینٹ ہلینا کی چٹان پر قید کیا جاؤنگا اور رچرڈ شیردل سے بڑھکر مجھ پر انواع و اقسام کے مظالم توڑے جائینگے۔ اور شائستہ زمانہ کے ظلم میں سے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا جائیگا۔

۱۰۔ مئی کو یعنی ٹھیک اُس دن سے ایک ماہ بعد جبکہ آسٹریا کی فوج نے دریائے ان کو عبور کیا تھا نپولین وائنا کی شہرپناہ کے سامنے نمودار ہوا۔ چارلس جس کو زبردست فوجی کمک پہنچ گئی تھی بڑے دھاوے کرتا ہوا اور دریا کے دوسرے کنارہ پر شہر کی مدد کو چلا آرہا تھا۔

وائنا دریائے ڈینوب کی ایک شاخ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ جس کا اصل بڑے دریا سے دو میل کا فاصلہ ہے۔ مرکز کا شہر مدوّر ہے اور محیط تین میل کا ہے۔ اس میں ایک لاکھ کی آبادی تھی اور پختہ اینٹوں کی فصیل ہے اور جابجا برج بنے ہوئے ہیں۔ اور شہر کے گرد ایک چوتھائی میل کا حاشیہ ہے جس کے کنارے درخت لگے ہوئے ہیں اور لندن کے رمنہ کی طرح گلگشت بنے ہوئے ہیں اور اس حاشیہ کے پار بہت بڑی دو لاکھ کی آبادی ہے اور اُس کے گرد بھی فصیلیں ہوئی ہیں اور اس حوالی شہر کا دور قریب دس میل کے ہے۔

نپولین کو اس بات کی سخت فکر تھی کہ وائنا پر کچھ ایسی صورت ہوتی کہ گولے نہ برسانا پڑتے اور اس خطرہ سے وہ محفوظ رہتا۔ چنانچہ صلح کا جھنڈا ہاتھ میں دے کر ایک افسر کو شہر میں بھیجا۔ لیکن اُس پر فوراً حملہ کیا گیا۔ اور وہ زخمی ہوگیا۔ اور ایک قصاب کے لڑکے کو جس نے اُسے زخمی کیا تھا لوگ اسی افسر کے گھوڑے پر بٹھا کر بڑی شادمانی اور مسرت سے لے گئے۔

اس پر نپولین نے بلا دقت فصیلوں کو فتح کرلیا اور حوالی شہر میں داخل ہوا۔ لیکن جب نپولین اُس حاشیہ میں پہنچا جو حوالی شہر اور اصل شہر کے درمیان واقع ہے تو شہر کی فصیلوں سے

گراب برسنے لگا۔ نپولین نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اندر کہلا بھیجا کہ ابھی ہتھیار رکھدو اور اطاعت کرلو۔ اور حوالی شہر کے لوگوں کا ایک وفد یہ پیغام لے کر شہر میں گیا۔

برتھیر کا خط جو اُس نے اس موقع پر آرچ ڈیوک میک سی مِلِ یَن کو لکھا تھا ذیل میں نقل کیا جاتا ہے شہر کی حفاظت کو یہی ڈیوک متعین تھا۔

"جنابِ من

ڈیوک آف مانٹ بیلونی آج صبح آپ کے پاس ایک افسر صلح کا جھنڈا دے کر بھیجا تھا اور ایک بگل بجانے والا اُس کے ہمراہ تھا۔ ہمارا وہ افسر ہنوز واپس نہیں آیا لہذا آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ اُس کو آپ کب واپس کرینگے؟ چونکہ آپ نے اس موقع پر خلافِ معمول کارروائی کی ہے لہذا حوالی شہر سے کچھ لوگ انتخاب کئے گئے ہیں اور یہ پیغام اُن کی وساطت سے آپ کے پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ میرا آقا اور شاہنشاہ نپولین جو یہاں تک آیا ہے تو جنگ کی ضروریات اُس کو یہاں لائی ہیں اور اُس کی خواہش ہے کہ وائنا جیسا معمور اور آباد شہر اُن مصائب اور نقصانات سے محفوظ رہے جو قریب پہونچے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ شاہنشاہ مجھے یہ لکھنے کی ہدایت کرتا ہے کہ اگر آپ شہر کی حفاظت پر اڑے رہے تو آپ ہی کی وجہ سے یورپ کا ایک نہایت ہی خوبصورت شہر برباد ہو جائیگا اور عورتیں بچے اور بوڑھے جن کو گزند سے محفوظ رکھنا چاہیے ناحق مارے جائینگے۔ جنگ کی وجہ سے جہاں میرے آقا اور شاہنشاہ کو جانے کا اتفاق ہوا ہے اُس نے ہمیشہ غیر مسلح مخلوق کو گزند نہیں پہونچایا ہے۔ اور آپ کو یقین کرنا چاہیے کہ شاہنشاہ کو بڑی فکر ہے کہ یہ عظیم الشان شہر بچ جائے اور اُس کو اس سے پہلے بھی وہ بچا چکا ہے۔ باوجود اس کے آپ نے خلاف دستور اپنے مستحکم اور شہر پناہ والے شہر کی فصیلوں سے حوالی شہر کی جانب گولے مارے اور ممکن تھا کہ ان کے آپ کے شاہنشاہ کا کوئی دشمن نہ مارا جاتا بلکہ آپ کے شاہنشاہ کی وفادار رعایا میں سے کوئی شخص تلف ہو جاتا۔ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرے

شاہنشاہ نے تمام دن اپنی فوج میں سے کسی کو حوالی شہر کے اندر جانے کی اجازت نہیں
دی اور صرف پھاٹکوں پر قبضہ کر کے جا بجا پہرے لگا دئے کہ بدامنی نہ ہونے پائے لیکن اگر
آپ وائنا کی حفاظت کرنے پر اصرار ہی کرتے رہینگے اور میری گذارش پر توجہ نہ فرمائینگے تو
شاہنشاہ حملہ کی تیاریاں کرنے پر مجبور ہوگا۔ اور ہماری باڑیوں کی توپوں اور گردوں کے
گولوں اور سیل سے چھتیس گھنٹے کے اندر شہر غارت کر دیا جائیگا اور اتنے ہی عرصہ میں
خود آپ کے توپخانے حوالی شہر کو ستیاناس کر دینگے جہاں پناہ توقع فرما رہے ہیں کہ ان جملہ
امور پر آپ لحاظ کر کے وائنا کی حفاظت سے دست بردار ہو جائیں اور نہیں تو ہم بہت
تھوڑی دیر میں شہر کو بہ زور فتح کر لینگے اور مجھے امید ہے کہ آپ بہت جلد اپنے قطعی
ارادے سے مجھے مطلع فرمائینگے۔

(دستخط)۔ برتھیر

لیکن اس وفد اور پیغام کے پہونچتے ہی وائنا کی فصیلوں سے اور دونے گولے
برسنے لگے اور کئی وکلا، کو جو اس وفد کے ارکین تھے خود اُن کے شہریوں نے ہلاک
کر ڈالا۔ اس پر نپولین میں صبر کی تاب نہ رہی تاہم حوالی شہر کو محفوظ رکھنے میں اُس نے
حتی المقدور کوشش کی۔ ایسے حالات میں کوئی فاتح ایسا نہیں کر سکتا کہ اپنے دشمن کی
مکانوں سے فائدہ نہ اُٹھائے مسینا کو ہمراہ لے کر نپولین نے شہر کے جنوبی فصیلوں
کو جا کر دیکھا اور باڑیاں قایم کرنے کا ایسا مقام انتخاب کیا کہ شہر کے نہایت غیر آباد حصہ
کو نقصان پہونچے۔ اور یہاں نہایت زبردست توپیں دمدموں پر لگائی گئیں اور نو بجے
شب کو جب سب تیاریاں ہو چکیں کہ شہر پر گولوں کا طوفان برپا ہونے لگے نپولین نے پھر
شہر میں ایک مرتبہ اور کہلا بھیجا کہ دیکھو اب بھی کہا مان لو۔ لیکن اس کا بھی توپوں کی گرج
ہی سے جواب دیا گیا۔

اب تو فرانسیسی توپخانوں سے گولہ برسنا شروع ہوا اور دس گھنٹے برابر یہ طوفان

برپا رہا۔ اور آباد شہر میں تین ہزار گولا جا کر برس گیا۔ آدھی رات کو گولے سرخ انگارہ سے شہاب ثاقب کی طرح ہوا میں نظر آرہے تھے اور راستہ میں جو آگ کا بنا ہوا اٹھا خم کھاتے تھے اور اپنی علی الاتصال گرج سے کانوں کو بہرا کر دیا تھا۔ شہر کے اکثر مقامات پر آگ لگ گئی اور دھوئیں کے بادل اسی طرح بلند ہو گئے جس طرح کہ ایک آتش فشاں پہاڑ سے بلند ہوا کرتے ہیں اور دھوئیں سے شعلوں کی چمک ملی ہوئی تھی۔ اس متواتر خوفناک گولہ باری اور ہولناک منظر کے درمیان جبکہ توپخانوں کی گرج اور مکانات کے گرنے کے شور اور مجروحوں کی چیخوں سے آسمان پھٹ رہا تھا اور دو لاکھ جنگ جو عمل مچا رہے تھے اور برباد کر دینے والی آتش زدگی سے تمام میدان روشن ہو رہا تھا شہر کا پھاٹک کھلا۔ اور صلح کا جھنڈا نمودار ہوا۔ یہ جھنڈہ نپولین کے قیام گاہ پر پہونچایا گیا اور شاہنشاہ سے عرض کیا گیا کہ فرانسیسی توپوں کے سامنے ایوان شاہی میں آسٹریا کے بادشاہ کی ایک بیٹی بیمار پڑی ہے۔ نپولین کے آتے ہی آسٹریا کا بادشاہ تو فرار ہو گیا تھا لیکن اس بیمار لڑکی کو چھوڑ گیا تھا۔

نپولین نے فوراً حکم دیا کہ سب توپوں کا جن سے اس لڑکی کی جان کو گزند پہونچنے کا خطرہ ہو رُخ بدل دیا جائے اور یہ لڑکی عجیب اتفاقیہ طور سے جنگ کے قتال سے محفوظ رہی اور آخر میں نپولین کی ملکہ ہوئی۔ ایلی سن صاحب بڑی خوبی سے لکھتے ہیں۔ "کہ نپولین نے توپوں کی گرج اور بم کے گولوں کی دہکتی ہوئی چمک سے میریا لوئیا کو شادی کا پہلا پیغام بھیجا تھا اور ایسی حالت میں کہ رات کو گولوں کی سرخی سے ہوا لال ہو رہی تھی اور شہر میں چند مقامات پر آگ لگ رہی تھی میریا لوئیا اپنے ایوان میں سلامت رہی اور فرانس کی ملکہ بنی۔ اُن دنوں کے معاملات نے کچھ ایسے انوکھے نتیجے پیدا کئے جن کو شاہی اور قومی انقلاب کہنا چاہئے کہ قیصروں کے گھرانے کی لڑکی سے کورسیکا کے ایک عامی با اقبال لڑکے کی شادی ہوئی۔ فرانسیسی قوم نے اپنے

زور بازو سے شارلیمان کے تخت پر آسٹریا کی شاہزادی کو بٹھال دیا اور فاتح حملہ آور افواج کے سردار نے اُس کی شادی کا پیغام کیا۔ اور پہلے کلمات محبت و الفت کی جگہ توپوں کے سنسناتے ہوئے ہولناک گولوں کا شور سنا گیا اور اگر خود وہی سردار یعنی نپولین خلعت مدا وحمایت نہ کرتا تو دلھن کے باپ کا ایوان خاکستر کا ایک ڈھیر ہو جاتا۔"

آرچ ڈیوک میک سی مِلِین شہر میں جا بجا آگ لگی ہوئی دیکھ کر ڈر گیا اور یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ میں اب قید کر لیا جاؤں گا۔ چنانچہ بسرعت تمام تھیبر کے پل سے ڈینوب کے پار فرار ہو گیا اور اُس کو بارود سے اُڑا دیا شہر میں وہ اپنا ایک ماتحت افسر اپنے پیچھے چھوڑ گیا تھا اور اس افسر نے فوراً جنگ موقوف کرنے کی درخواست بھیجی اور لکھا کہ میں شہر حوالہ کر دینے کو آمادہ ہوں۔ نپولین نے کسی قسم کی سخت شرائط نہ کرائیں۔ تمام سرکاری ذخائر مع عالی شان سلح خانہ کے جس میں چار سو توپیں اور بے شمار حربی سامان تھا نپولین کے سپرد کر دیئے گئے۔ شہریوں کی جان و مال کی شاہنشاہ نے پوری ذمہ داری کر لی پیرس سے آئے ہوئے نپولین کو ایک مہینہ ہوا تھا اور لیجئے آج وہ بڑی فیروزمندی کے ساتھ وائنا پر متصرف ہو گیا۔ اور آسٹریا کے شاہنشاہ کے ایوان میں بیٹھ کر اُس نے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان بھیجا۔

"ایک مہینہ میں جبکہ دشمن نے دریائے اِن کو عبور کیا تھا آج اُسی دن ہم وائنا پر قابض ہیں۔ اُن کی تمامی فوجیں اور ٹڈی دَل سپاہ ہم کو دیکھتے ہی بدحواس ہو گئی اور اُن کی شہر پناہ پر ہم نے آن کی آن میں قبضہ کر لیا اور آسٹریا کا شاہنشاہ اور شہزادے اپنے دارالحکومۃ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے اور اس طرح فرار نہیں ہوئے جیسے غیرت دار سپاہی شمشیر بدست با جنگ کر کے اور ہزیمت و شکست اٹھا کر ہٹ جایا کرتے ہیں بلکہ حلف دروغوں کی طرح فرار ہوئے ہیں اور اُن کے جرائم کا آسیب اُن کے سروں پر سوار اُن کو ستا رہا ہے اور جب وائنا سے بھاگے تو بجائے باقاعدہ رخصت ہونے کے اُس کو قتل

اور آتش زدگی کے حوالہ کر گئے۔ اور ان ڈاکوؤں نے دیکھو خود اپنے بچوں کو کھا لیا۔

"سپاہیو۔ ہم سے حوالی شہر کے وفد نے کہا ہے کہ وائنا کے باشندے بڑے مظلوم ہیں۔ یعنی بادشاہ نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا اور عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں۔ پس تم کو یہی زیبا ہے کہ ان کا لحاظ کرو۔ میں وائنا کے اچھے باشندوں کو خاص اپنی حفاظت میں لیتا ہوں اور بدمعاش مفسدہ پرداز لوگوں کو قرار واقعی سزا دی جائیگی۔ میرے شیر مردو غریب دہقانوں پر مہربانی کرو۔ اُن نیک نہاد لوگوں پر ترس کھاؤ جن کا تم پر بڑا حق ہے دیکھو اپنی فتح پر کوئی اظہار خود بینی اور اظہار فخر نہو۔ اور اس فتح کو ربانی انصاف کا ایک بین ثبوت یقین کرو جن سے ناشکروں اور حلف دروغوں کو سزا ملا کرتی ہے۔"

نپولین نے جنرل اینڈروسی کو وائنا کا گورنر مقرر کیا۔ آسٹریا میں نپولین کی طرف سے یہی سفیر تھا۔ اور دارالحکومۃ وائنا کے باشندے اُس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اس تقرری سے نپولین کی یہ مراد تھی کہ وائنا والوں پر میں ثابت کر دوں کہ اُن کے ساتھ کوئی مخالفت کے خیال نہیں ہیں۔ چونکہ اس موقع پر شہریوں کی بڑی ذلت اور خفت ہوئی تھی کہ نپولین لے شہر کو لے لیا تھا لہذا نپولین نے اُن کی ذلت اور خفت کے تلخ خیال کی تلخی کم کرنے میں بھی بڑی سعی کی۔ شہر میں انتظام قایم رکھنے کو بجائے اس کے کہ وہ خود اپنی فوج متعین کرتا اُس نے خود آسٹریا والوں میں سے چھ ہزار پیادل اور ڈیڑھ ہزار سوار منتخب کئے۔ چونکہ شہر میں آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور غلہ گراں ہو گیا تھا لہذا لشکری سے غلہ اور مویشیوں کے گلے لائے جانے کا حکم جاری کر دیا گیا۔ تاکہ شہریوں کو بڑی گراں قیمت نہ دینا پڑے۔ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے اُس نے محنت مزدوری کا سامان بہم پہنچایا۔ اور اُن کو معقول مزدوریاں دیں۔ اور اپنے دشمن کے دارالحکومۃ ہی کی رونق بڑھانے میں اُن سے کام لیا۔ بقول تھیرس کے "تاکہ اُن لوگوں کو روٹی او چھونہ ہو جاسے۔"

نپولین کو ایسی عظیم الشان فتح تو ضرور ہوئی تھی لیکن حالت اُس کی اب بھی بے حد نازک تھی آسٹریا کی فوج اب بھی اُس کی فوج سے سہ گنی تھی۔ اور انگلستان۔ آسٹریا اور اسپین اُس کے خلاف بڑے عزم و ہمت سے کارروائیوں میں مصروف تھے۔ اب ناظرین کو اس عظیم الشان اور خوفناک مخالفین کے گروہ کو دیکھنا چاہیئے جن کے بیچ میں نپولین گھرا ہوا ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ اُس نے ایسے پولینڈ کے ایک حصہ کو جسے مخالف بادشاہوں نے باہم تقسیم کر لیا تھا پروشیا کے پنجۂ ظلم سے رہا کر کے آزاد کیا اور سکسینی کے بادشاہ کی حفاظت میں دیکر وارسا اُس کا دارالحکومۃ مقرر کر دیا تھا۔ آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ بادشاہ فرانسس کا بھائی چالیس ہزار فوج کی مدد سے فرانس کے اس رفیق کی خوشنما ریاست کو تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ اور بڑی بے دلی سے اسکندر شاہنشاہ روس نے نپولین کی خاطر سے امداد کو سکسینی میں ایک چھوٹی سی فوج برائے نام بھیجدی تھی۔ اور جب سکسینی والوں کو آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ نے ایک فاش ہزیمت دی تو اُسی زمانہ میں آسٹریا کا ایک قاصد گرفتار کیا گیا اور اُس کے پاس روسی جنرل کا ایک خط پایا گیا جس میں آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ کو روسی جنرل نے لکھا تھا "آپ کو اس فتح پر مبارکباد دی جاتی ہے اور مجھے توقع ہے کہ فرانس کے مقابلہ میں روسی فوج کو جنگ کرنے کی اور آسٹریا کے شریک ہو جانے کی جلد اجازت ملا چاہتی ہے"۔ جب ایسا خط نپولین کے ہاتھ میں دیا گیا تو اُس نے سیدھا اٹھایا اور بجنسہ اسکندر کے پاس بھیجدیا اور کچھ نہ لکھا اور نہ شکایت کا ایک حرف تحریر کیا۔ زار کو نوڑی بیگم اور روس کے امرا کے خیالات اچھی طرح معلوم ہی تھے اُس نے چپکے سے وہ خط لے لیا اور صرف اتنی کارروائی کی کہ کوتاہ اندیش روسی جنرل کو جس نے یہ خط لکھا تھا واپس بلا لیا۔

نپولین نے اگرچہ بے سود پچھتاوے اور رنج میں اپنا وقت ضائع نہ کیا تاہم اُس کو بڑی مایوسی ہوئی۔ اُس کو ان مخصوص دشواریوں کا پورا حال معلوم تھا جنھوں نے

زار کو گھیر رکھا تھا اور جانتا تھا کہ میرا یہ بودا دوست ہر وقت جانی دشمن ہو سکتا ہے - اور حقیقت
اُدھر تو زار یہ دیکھ رہا تھا کہ تمامی یوروپ جمہور کے حامی نپولین پر چھریاں تیز کر رہا تھا
اور اُدھر خود اُس کی ماں اور امرا کے طعن و تشنیع نے ناک میں دم کر رکھا تھا تو وہ
نپولین سے میل اور اتحاد کر لینے پر پچھتا رہا تھا کیونکہ خود تو خود سر بادشاہت کا حامی تھا
اور اُس کے خلاف نپولین جمہور کا طرفدار تھا پس یہ میل ضرور انوکھا اور بے جوڑ سا تھا
اور نپولین نے اپنی ذاتی صفات کی فوقیت سے زار کو اُس جتھہ سے توڑ کر اپنا دوست
بنا لیا تھا جس سے اُس کا فطرتی تعلق تھا۔

نپولین ایک دفعہ گھوڑے پر سوار جا رہا تھا اور سیویرے اُس کے ہمراہ تھا۔
تھوڑی دیر غور میں ڈوبے رہنے کے بعد وہ سیویرے سے کہنے لگا۔

" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر نے میری مدد کو پولینڈ میں پچاس ہزار سپاہ بھیجی ہے
اگرچہ مجھے اس سے زیادہ کی توقع تھی تاہم اتنی ہی غنیمت ہے "

سیویرے نے جواب دیا " اگر روس سے صرف اتنی ہی مدد آئی ہے تو بہت
تھوڑی ہے - اور صرف پچاس ہزار فوج کے آنے پر تو آسٹریا والے جنگ موقوف نہ
کرینگے اور میری رائے تو یہ ہے کہ اگر اسکندر اس سے زیادہ سپاہ نہ بھیجے تو جہاں پناہ
اس پچاس ہزار سے بھی کام نہ لیں اور مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ چال ہے
اور آسٹریا سے روس کا سازہے کیونکہ جب روس نے آسٹریا کا اس سے پہلے
ہمارے خلاف ساتھ دیا تھا تو دولاکھ فوج میدان جنگ میں بھیجی تھی اُس دولاکھ کے
مقابلہ میں یہ پچاس ہزار تو نرا تمسخر ہے "

یہ سُن کر نپولین نے خاموشی اور سنجیدگی سے جواب دیا " تو " ہمیں اپنی طاقت پر
بھروسہ کرنا چاہیئے نہ کہ اُن پر "

وراسی مضمون پر نپولین نے پھر سیویرے سے کہا - واقعی میری رائے قطعی صائب

تھی کہ میں نے ایسے رفیقوں پر اعتماد نہ کیا۔ اگر میں روسیوں سے عہد نامہ نہ کرتا تو موجودہ نتیجہ سے کیا برا نتیجہ ہوتا؟ اُن کی رفاقت سے مجھے کیا حاصل ہوا؟ اور غالب گمان ہے کہ اگر عہد نامہ کا جھوٹ موٹ کا نام اور لحاظ نہ ہوتا تو وہ علانیہ میری مخالفت کرتے۔ ہمیں لال باغ میں نہ بہنا چاہئے کیونکہ انھوں نے سبھوں کے ساتھ مل کر میری قبر کو اپنا نشانہ بنا رکھا ہے۔ لیکن اُس کی طرف کھلم کھلا روانہ ہونے کی انھیں جرأت نہیں ہوتی۔ پس یہ بات صاف کھلی ہوئی ہے کہ روس سے مدد کی توقع رکھنا عبث ہے۔ زار روس کو شاید یہ خیال ہے کہ وہ میرے ساتھ علانیہ جنگ نہ کرنے سے مجھ پر بڑا احسان کرتا ہے۔ لیکن اسپین کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اگر مجھے زار کی رفاقت میں شک ہوتا تو میں اُس کی رفاقت کی اُتنی بھی پروا نہ کرتا جتنی اُس نے کی تھی۔ اور دیکھو خود روس کا اپنا تو یہ حال ہے اور پھر الٹا مجھ ہی کو کہیں گے کہ میں عہد پر قایم رہنے میں کھوٹا ہوں اور خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔"

ٹلسٹ کے عہد نامہ کی شرائط کے بموجب پروشیا کا یہ فرض تھا کہ نپولین کے خلاف پھر جنگ نہ کرتا۔ لیکن ہزیمتوں سے چونکہ اُس دربار کو بڑی ذلت ہو چکی تھی اسلئے وہ جنگ کرنیکو بڑا ہی بے چین ہو رہا تھا۔ پولینڈ کو باہم تقسیم کر لینے میں روس۔ آسٹریا اور پروشیا شریک اور ساجھی تھے۔ پس اس ساجھے کی وجہ سے تینوں میں ایک دوسرے کے معاون اور ہمدرد رہنے کا معاہدہ ہو چکا تھا اور قوم کو ابھارنے کے لئے بے شمار سازشیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ اب یہ ہوا کہ پروشیا کی فوج کے ایک پرجوش کرنل نے جس کا نام شل تھا توپ خانہ کے تمامی رسالوں کو ہمراہ لے کر برلن سے بڑی دلیری سے کوچ کر دیا۔ اور فرانس کے خلاف علم جنگ کھڑا کیا اور جہاں جاتا یہی اعلان کرتا کہ پروشیا کا بادشاہ خود اپنی تمامی افواج کو ہمراہ لے کر جنگ کا عنقریب شریک ہونے والا ہے۔ اس پر پروشیا کی تمام قوم جوش سے بھر گئی اور انبوہ کے انبوہ آکر کرنل شل کے جھنڈے کے گرد جمع ہونے لگے پریس برگ کے عہد نامہ کی رو سے ٹیرول جو بہت قدیم زمانہ سے آسٹریا کے قبضہ میں

چلا آتا تھا بیویریا کے متعلق کردیا گیا تھا اور جیسی پادریوں اور قسیسون کی یہاں بات چلتی تھی یورپ میں کہیں اتنا اقتدار و اختیار نہ تھا۔ یہ مقام کوہستان تھا اور دہقان نہایت وہم پرست تھے نپولین نے بیویریا کے بادشاہ کو منع کردیا تھا کہ مذہبی روک ٹوک نہ کرے اور اگرچہ رومن کیتھولک مذہب کا اب بھی پورا پورا زور تھا تاہم پروٹسٹنٹ مذہب والوں کو پوری آزادی حاصل تھی۔ اور ملازمت میں پورا حصہ پاتے تھے۔ پروشیا میں پروٹسٹنٹ مذہب تھا چنانچہ یہاں بھی نپولین نے یہی کوشش کی تھی کہ رومن کیتھولک مذہب والوں کے ساتھ پوری رعایت کی جائے اور اگرچہ عیسائیوں اور یہود میں قدیم سے نہایت سخت عداوت چلی آتی ہے تاہم نپولین کا جہاں جہاں قابو چلا اُس نے یہودیوں کے ساتھ بھی بڑی رعایت کرائی۔

نپولین اپنے عزیز اصول پر ہمیشہ قایم رہا کہ مذہبی معاملات میں ہر شخص کو رائے کی آزادی ملنا چاہیے اور کسی کی قوت ایمانیہ کو پابند بنانا نہ چاہیے۔ اور یہی وجہ تھی کہ تمام یورپ کے رومن کیتھولک اُس کے خلاف ہوگئے۔ آسٹریا کے قاصدوں نے ٹیرول میں آکر بڑی سازش پھیلائی اور یہ سازش تمام میں پھیل گئی۔ اور ایک خاص وقت پر جو پہلے سے مقرر کردیا گیا تھا یعنی اُس وقت جبکہ آسٹریا کی فوج دریاے ان کو عبور کررہی تھی ٹیرول کے ایک ایک کگارہ پر آگ روشن کردی گئی اور رعایا میں بغاوت پھیلانے والے ایسے گھنٹے جو خوف کے ہنگام میں بجائے جاتے ہیں ہر ہر گھاٹی کی خانقاہ میں بجنا شروع ہوگئے۔ اور ٹیرول کی اندھی مخلوق مذہبی تحریک سے جوش میں آکر اپنی رہائی دینے والے اور خود اپنے حقوق کے خلاف فساد پر آمادہ ہوگئی۔ بیویریا کے بادشاہ سے یہ نہ ہوسکا تھا کہ ٹیرول کے جمہور کو اپنا جانب دار بنا لیتا۔ کیونکہ اُس نے نپولین جیسی فراخ اور حکیمانہ حکمت عملی سے کام لینے کو فراموش کردیا تھا۔

نپولین نے کہا "بیویریا والوں کو ٹیرول والوں پر حکومت کرنا نہ آیا اور وہ واقعی ایسے

لایق اور ہونہار ملک پر حکومت کرنے کے لائق ہوبریا والے نہ تھے۔"

جنگ جواب شروع ہوئی اپنی سختی کے اعتبار سے ہولناک تھی اور یہ عجیب بات ہے کہ اس قسم کی سب لڑائیوں میں کوئی فوج ایسی خوفناک نہیں ہوتی جیسی وہ سپاہ ہوتی ہے جس کے رہنما رومن کیتھولک مذہب کے پادری ہوتے ہیں۔ اور لیجئے چاروں میں عام غدر کے سیلاب کے سامنے تمامی فرانس اور ہوبریا کی فوج کا پتہ باقی نہ رہا۔

۴۴۵

اسی دوران میں انگلستان جنگی جہاز آراستہ کر رہا تھا کہ شیلٹ میں داخل کر کے اینٹ ورپ پر حملہ کیا جائے جہاں فرانس کا بڑا بحری سلح خانہ تھا۔ یہاں فرانس کی طرف سے صرف دو ہزار ناقابل خدمت سپاہی رہا کرتے تھے اور انگلستان کے حملہ کی کسی طرح تاب نہ لا سکتے تھے۔ اور چونکہ نپولین کو اسپین اور آسٹریا کی افکار سے فرصت نہ تھی کسی طرح ممکن نہ تھا کہ اینٹ ورپ کی حفاظت کو بڑی اور کافی فوج بھیج سکتا۔ برطانیہ کے جنگی بیڑہ میں ایک سو پچھتر جہاز اور بار برداری کی بے شمار کشتیاں تھیں جن میں ایک لاکھ جنگجو سوار تھے اور زمانہ حال میں اس بیڑہ کو سب سے زیادہ بڑا اور سامان سے آراستہ مورخین نے لکھا ہے۔ اگر اینٹ ورپ فتح ہوتا تو بڑے بڑے نتیجے نکلتے۔ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں کہ" اس سے فرانسیسیوں کے تمامی بحری ذریعوں کا خاتمہ ہو جاتا۔ اور شمالی جرمنی میں امیدیں بڑی قوی ہو جاتیں کہ ہمارے ساحل پر ہماری مددگار جرار سپاہ آ پہونچی۔ اور خود پرس میں ایسے خطرات بڑھ جاتے کہ نپولین کی فوج اعظم کو فرانس سے جتنی فوجیں مدد دینے کو آرہی تھیں وہیں رک جاتیں۔ انگلستان نے اس بیڑہ کا سردار لارڈ چیتھم کو بنایا جو نامور مدبر لارڈ چیتھم کا بیٹا اور ولیم پٹ کا بھائی تھا۔[۱]

[۱] سر والٹر اسکاٹ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے" کہ اس زمانہ میں انگلستان نے اس وضع کی اور ایسی وسیع پیمانہ پر کوششیں کی تھیں کہ دنیا دنگ ہو گئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمامی سمندروں پر یعنی اٹلی اسپین اور جزائر یونین کے ساحلوں اور بحر بالٹک پر اس کے جہاز چھائے ہوئے تھے۔

اٹلی میں آرچ ڈیوک جان اسی ہزار آسٹریا کی فوج کے ساتھ بادشاہ یوجین کا تعاقب کر رہا تھا جس کے پاس صرف پچاس ہزار فوج تھی اور یوجین نے بڑی کوتاہ اندیشی سے جنگ کی اور فاش شکست کھائی۔

یوجین کو ایسی پوری ہزیمت ہوئی کہ وہ نپولین کو اُس کی اطلاع دینے سے خائف تھا اور آخر کار اُس نے نپولین کو لکھا "اے پدر مہربان آپ کی ملامت سے خوف زدہ ہو کر میں پیچھے کیوں ہٹا میں نے جنگ کی اور شکست کھائی" یہ پڑھ کر نپولین کو بڑی پریشانی ہوئی۔ اُس کو یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ کتنا بڑا نقصان ہوا اور داہنے بازو سے اب کسقدر خطرہ ہونے کو تھا۔ لیکن یوجین سے وہ اس بات پر خفا نہوا کہ اُس نے شکست کیوں کھائی بلکہ اس لئے ناراض ہوا کہ اس خبر کو کیوں روکا اور اُس نے یوجین کو لکھا:-

"تمھیں شکست ہوگئی ہے۔ ہوا کرے۔ مجھے یہ بات کہ کیا نتیجہ ہوگا اسی وقت جاننا چاہئے تھی جبکہ میں نے تم جیسا نوجوان اور ناتجربہ کار جنرل مقرر کیا تھا۔ رہے تمھارے نقصان تو ان کی تلافی فوراً کر دی جائیگی اور دشمن کی سب شیخی کرکری کر دونگا۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے مجھے جملہ امور سے خبردار اور واقف ہونا چاہئے لیکن صد افسوس مجھے تو کسی بات کی تم نے پوری اطلاع نہیں دی ہے اور دوسری ریاستوں کی رپورٹوں میں مجھے وہ باتیں ڈھونڈھنا پڑتی ہیں جن کو تمھیں چاہئے تھا کہ مجھے لکھتے۔ اور جو میں نے

حاشیہ صفحہ ۵۵- بوناپارٹ کے مقابلہ کا جہاں ذرا سا بھی اظہار کیا جاتا تھا وہاں انگریزوں سے مدد مانگی جاتی تھی اور بڑی مستعدی سے مدد دی جاتی تھی - اور حقیقت میں یہ عام اصول مقرر کر لیا گیا تھا کہ برطانیہ سے انھیں مقامات پر فوجیں بھیجی جائیں جہاں وہ یورپ کے مقاصد کو سب سے زیادہ فائدہ اور نپولین کو سب سے زیادہ نقصان پہونچائیں۔ لیکن تاہم ایک خواہش پوشیدہ اس میں بھی تھی کہ اُسی کے ساتھ یہ افواج اس طرح بھیجی جائیں کہ کوئی مخصوص اور جدا فائدہ انگلستان کا بھی ہو اور وہ چیز حاصل ہو جسے برطانیہ کا مقصد کہا جاتا ہے

کبھی پہلے نہ کیا تھا اب کر رہا ہوں اور دور اندیش جنرل کے لئے ایسا کرنے پر مجبور ہونا سخت نفرت کی بات ہے۔ میں ہوا میں پرواز کر رہا ہوں اور یہ خبر نہیں ہے کہ میرے داہنے اور بائیں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ میں سب خطرات کا دلیری سے مقابلہ کرسکتا ہوں اور بڑی فتوحات کا شکرگذار ہوں جن کے ذریعہ سے میں نے غنیم کو سخت صدمہ پہنچادیا ہے لیکن تاہم کیسی مصیبت کا سامنا ہے کہ مجھے بہت سی باتوں کی خبر نہیں ہوپنچی ہے۔ جنگ بڑا اہم کھیل ہے جس کی بازی پر آدمی کی شہرت اُس کی فوج اور اُس کا ملک لگا ہوا ہوتا ہے۔ آدمی کو سمجھنا اور اپنے تئیں جانچنا چاہئے کہ فطرت کے اعتبار سے وہ فن حرب کے قابل ہے یا نہیں۔

"مجھے معلوم ہے کہ اگر مسینا اٹلی میں آئے تو تم کو بُرا اور گراں معلوم ہوگا۔ اگر میں اُسے اٹلی بھیجتا تو آج یہ بُرا نتیجہ نہ نکلتا۔ مسینا میں ایسی حربی لیاقت ہے کہ تم سب اُس کے سامنے طفل مکتب ہو اور اگر مسینا میں کوئی عیب ہیں تو اُن کو فراموش کردینا چاہئے لیکن ہر شخص میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔ اٹلی کی فوج میں نے تمھارے سپرد کرکے غلطی کی۔ مجھے چاہئے تھا کہ مسینا کے سپرد اس فوج کو کردیتا اور تم اُس کے ماتحت سوار فوج کے افسر ہوتے۔ بیویریا کا شاہزادہ ڈیوک آف ڈین زگ کی ماتحتی میں بڑی خوبی کے ساتھ فوجی خدمات انجام دیتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ایسے ہی معاملات پر خطر صنع اختیار کریں تو تم نیپلس کے فرماں روا یعنی مرات کو لکھ بھیجنا اور وہ تمھاری مدد کو آئیگا۔ یہ قدرتی ہے کہ تم کو حربی تجربہ اُس شخص سے کم ہونا چاہئے جس کا پیشہ یہی حرب اٹھارہ سال کا ہے۔"

پس اپنی فتح کی ساعت میں بھی نپولین کے گرد اُن خطرات کا ہجوم تھا جن کا اوپر تذکرہ ہوا۔ اور اُس کے دشمن جن کے مقابلہ میں اُس کو جنگ کرنا تھی بڑے کثیر التعداد اور بے رحم تھے۔

وائنا کے دَوران قیام میں ایک چھوٹا سا واقعہ ایسا پیش آیا کہ نپولین کے اعلیٰ عادات وصفات کا شاہد عادل ہے اور جس کو پڑھ کر سب ہی تسلیم کرتے اور تعریف کرتے ہیں حوالی شہر کے مکانات میں سے ایک مکان میں ایک اعلیٰ رتبہ کا فرانسیسی ڈاکٹر مقیم تھا۔ یہ مکان ایک سن رسیدہ پادرن کا تھا۔ ڈاکٹر نے نشہ شراب میں پادرن کو ایک خط لکھا اور اس میں ایک ایسی درخواست کی کہ ہم تہذیب کے تقاضہ سے اُسے صاف صاف الفاظ میں نہیں لکھ سکتے۔ پادرن نے فوراً جنرل اینڈروسی سے استغاثہ کیا کہ میرے ناموس کی حفاظت کیجئے اور ڈاکٹر کا خط بجنسہ اُس کے پاس بھیجدیا۔ جنرل اینڈروسی نے پادرن اور ڈاکٹر کے خطوط نپولین کے پاس بھیجدیئے۔ شاہنشاہ نے اُسی وقت حکم جاری کیا کہ ڈاکٹر صبح کو پریٹ پر حاضر کیا جائے۔ صبح کو نپولین ایوان کے بالاخانہ سے بڑی تیزی اور غصہ کے ساتھ اُترا۔ چہرہ غضب آلود تھا اور اُس نے کسی شخص سے بات نہ کی اور قطاروں کے قریب سامنے کھڑے ہو کر ڈاکٹر کا خط ہاتھ میں لے کر پوچھا۔

"فلاں ڈاکٹر صاحب ذرا سامنے تشریف لائیں"۔ ڈاکٹر قریب آیا۔ شاہنشاہ نے خط سامنے کر کے غضبناک لہجہ سے کہا "یہ مجرمانہ خط آپ نے لکھا ہے۔؟"

ڈاکٹر سہم گیا۔ اور عرض کیا "جہاں پناہ میں نشہ میں تھا اور مجھے معلوم نہوا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں۔ جہاں پناہ میری تقصیر معاف کر دیں"۔

نپولین نے کہا "اے بدانجام۔ ایک واجب التعظیم پادرن کی بے حرمتی کرنا اور وہ بھی کیسی۔ آفاتِ جنگ کی ستائی ہوئی۔ تیرا عذر ہرگز نہ سنونگا۔ لیجن آف آنر کے مرتبہ سے میں تیرا تنزل کرونگا اور تو ایسے معزز فیتہ کے آویزاں کرنے کا اہل نہیں ہے۔ اچھا۔ جنرل ڈرسونی۔ دیکھو میرے حکم کی فوراً تعمیل کیجائیگی۔ افسوس ایک سن رسیدہ عورت کی توہین۔! بوڑھی عورتوں کی تو میں ایسی عزت کرتا ہوں کہ گویا وہ میری ماں کی برابر ہیں"۔

نپولین کی کھل کی حیرت انگیز فتح اور وائنا پر بے وسواس یورش کی خبر تمام یورپ

میں جلد پھیل گئی اور اس خبر کے سنتے ہی اُس کے دوستوں کی دل کی کلی کھل گئی اور تیمنوں کو بے انتہا صدمہ ہوا۔ چنانچہ شل کو مار کر فوراً بھگا دیا گیا اور اُس کا تعاقب کیا گیا۔ اُدھر پولینا کو آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ پایا تو تاخت و تاراج کر رہا تھا اور وارسا کو اپنے قبضہ میں کر چکا تھا۔ تب تحاشا واپس ہونے اور آرچ ڈیوک چارلس کو مدد پہونچانے کو مجبور ہو گیا۔ آسٹریا والے پھر ٹرول کو بھی مدد نہ پہونچا سکے اور سخت بلوہ فرو ہو گیا۔ اٹلی میں یوجین آرچ ڈیوک جان سے شکست کھا چکا تھا۔ لیکن ایک اور جنگ کے واسطے یوجین نے افواج جمع کر کے مقابلہ کا عزم کیا۔ آسٹریا والے اپنی پہلی فتح کی خوشی میں پھولے ہوئے تو تھے ہی۔ وہ بھی بڑے جوش مسرت سے سامنے کی پہاڑیوں پر نمودار ہوئے۔ یہ پہاڑیاں ویرونا کے متصل تھیں۔

اتنے ہی میں یکایک توپوں کی گرج سنائی دی۔ اور اس کا سبب فریقین میں سے کوئی نہ سمجھا۔ مگر آسٹریا والوں کو یہ یقین تھا کہ ہماری ہی فوج کے کسی حصہ سے جنگ کا آغاز کیا گیا ہے۔ اور اٹلی والوں کو بھی خطرہ ہوا کہ ایسا ہی ہے۔ مگر یوجین کے پاس فوراً خبر آئی کہ یہ توپیں خوشی کے اظہار میں ویرونا کے قلعہ پر چھوٹ رہی ہیں کیونکہ نپولین نے اکمل میں آسٹریا کی فوج کو بڑی شکست فاش دی ہے اور اب شاہنشاہ وائنا کی دارالحکومۃ پر یورش کر رہا ہے اسی کے ساتھ آرچ ڈیوک چارلس کے پاس ایک قاصد آیا اور آسٹریا کی بڑی ہزیمت کی خبر سنائی اور اُس کو حکم دکھایا کہ وہ اُلٹے پاؤں لوٹے اور دارالحکومۃ کو بچائے اب تو یہ خبر پاتے ہی آسٹریا کی فوج کا بُرا حال ہو گیا۔ اور اٹلی والوں نے بے ساختہ خوشی کا نعرہ مارا۔ یوجین اور ایک افسر نے ایک بلندی سے آسٹریا کی فوج کو دیکھا کہ گاڑیوں کا لمبا سلسلہ شمال کی جانب جا رہا ہے۔ اور یوجین نے اپنے ہمراہی افسر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ لو وہ آسٹریا کی فوج بھاگی جا رہی ہے" اور فوراً اُس نے اپنی فوج سے تعاقب شروع کر دیا۔

جبکہ نپولین توپوں کے ذریعہ سے ڈنیوب کی وادی کو فتح کرتا بڑھا چلا جا رہا تھا۔ آرچ ڈیوک چارلس نے بوہیمیا میں اپنی افواج کو نئی کمک دیکر وائنا کی جانب بڑی تیزی سے

دریائے ڈنیوب کے کنارہ کنارہ بڑھنا شروع کیا۔ اور اسی وانا کی حفاظت کو آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ
اپنی فاتح افواج لیکر پولینڈ سے چلا۔ اور آسٹریا کی وہ افواج جو ٹیرول میں تھیں اور اٹلی کی افواج
جو آرچ ڈیوک جان کے ہمراہ تھیں وانا کی حفاظت کو فوراً چل پڑیں۔ کیونکہ نپولین نے بڑی دلیری
سے اپنے تئیں اپنے بے شمار دشمنوں کے بیچ میں داخل کردیا تھا اور اب نپولین کو باوجود اس
کی فتح کے تمام یوروپ کے لوگوں نے بربادی میں پھنسا ہوا یقین کرلیا تھا۔ وہ بڑی
دلیری سے وانا پر یورش کررہا تھا۔ اور قطب نما کی ہر سمت سے پانچ لاکھ غنیم کی جرّار فوج
اُس کے مقابلہ کو چڑھی چلی آرہی تھی اور ہرگز ممکن معلوم نہ ہوتا تھا کہ ایسی بے شمار فوج سے
نپولین سلامت نکلے گا۔ حتیٰ کہ اس خطرہ کو دیکھ پیرس میں بھی پریشانی پھیل گئی اور فریق
شاہی کے طرفداروں نے نئی نئی سازشیں شروع کردیں کہ بوربون بادشاہ کو تخت پر
بٹھال دیں[۱]۔

[۱] اب یہ ساتواں جتھ تھا جس کے مقابلہ میں نپولین کو جنگ کرنا پڑی تھی۔ اور جو جتھہ کہ انقلابی فرانس کی
مخالفت میں تیار ہوا تھا۔ فرانس کے مقابلہ میں پہلا جتھ فروری ۱۷۹۲ء میں فرانس کے انقلاب کی ترقی کو روکنے
کے لئے آسٹریا اور پروشیا کے باہم ہوا تھا۔ دوسرا جتھ ۱۷۹۳ء میں قایم ہوا تھا جس میں جرمنی کے ساتھ پرتگال
نیپلس ٹسکنی۔ اور پوپ شریک ہوئے تھے تیسرا جتھ ۲۸ ستمبر ۱۷۹۵ء کو سینٹ پیٹرز برگ میں۔ انگلستان۔ روس
اور آسٹریا کے باہم ہوا۔ نپولین اُس وقت بہت کم عمر نوجوان تھا اور اُس نے بمقام ٹولون انگریزوں کو
پسپا کیا اور اپنی پہلی اٹلی کی مہم میں حملہ آور آسٹریا کو پراگندہ کردیا۔ اور چونکہ انگلستان جزیرہ ہے اور محفوظ
ہے اُس نے جنگ جاری رکھی اور ۲۸ دسمبر ۱۷۹۸ء کو روس۔ آسٹریا۔ نیپلس۔ اور ٹرکی کے ساتھ
چوتھے جتھ کا معاہدہ کیا لیکن میرنگو کی جنگ میں نپولین نے اپنی تلوار سے اس جتھ کی گرہ کو کاٹ دیا
لیکن ایک سال بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ انگلستان نے پھر جنگ کا اعلان کیا اور اس کی کچھ پروا نہ کی کہ
باہم صلح ہو چکی تھی۔ یورپ میں امن ہو گیا تھا اور نپولین کو مبارکباد دی گئی تھی کہ اُسی کی بدولت یہ امن قایم
ہو ۔ اور انگلستان نے پھر ۱۱ اپریل ۱۸۰۵ء کو روس۔ آسٹریا۔ اور پروشیا کے ساتھ پانچویں

جتھہ کا معاہدہ کیا لیکن نپولین نے الم اور آسٹرلٹز میں دشمنوں کو پس پا کر کے اُن کو اپنی تلواریں غلاف کرنے پر پھر مجبور کر دیا لیکن یہ تلواریں ابھی اچھی طرح غلاف نہ ہوئی تھیں کہ وہ پھر غلاف سے کھینچی گئیں اور بڑی خوفناکی سے اُن کو جلوے دئیے گئے یعنی انگلستان روس۔ پروشیا سکسنی۔ اور دوسری چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے چھٹا جتھہ قایم کر کے فرانس پر یورش کی۔ نپولین نے پھر جینیا۔ آرسٹڈٹ۔ ایلا۔ اور فریڈلینڈ میں دشمنوں کو فاش شکستیں دیں اور اُن کے چال چلن کو ٹھیک کر دیا اور ۹ جولائی ۱۸۰۷ء کو ٹلسٹ کا صلحنامہ ہو گیا۔ لیکن پھر دو سال نہ گذرنے پائے تھے کہ انگلستان نے اسپین کے اور پرتگال کے باغیوں اور آسٹریا کو ساتھ لے کر ساتواں جتھہ قایم کیا۔ لیکن ویگریم کے خونریز معرکہ میں ہزیمت سے کر نپولین نے آسٹریا کو اس جتھہ سے علیحدہ کر دیا۔ اور ۱۴ اکتوبر ۱۸۰۹ء میں وائنا کا صلحنامہ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر تو سارا ہی یورپ ایک طرف ہو گیا۔ یعنی انگلستان۔ سپین۔ پرتگال۔ روس۔ آسٹریا۔ پروشیا۔ سویڈن۔ نیپلس۔ ڈنمارک اور بہت سے چھوٹے فرماں روا دس لاکھ سے زیادہ فوج لے کر تھکی ہوئی فرانس پر چڑھ آئے۔ ان کثیر التعداد افواج کے سامنے نپولین کی پیش نہ گئی۔ تاہم بڑے سورماؤں کی طرح آخر تک اُس نے مقابلہ کیا لیکن وہ مغلوب ہوا۔ اور خود سر بادشاہت کی بیڑیاں تمام یورپ کے از سر نو پڑ گئیں لیکن ان جتھوں کے قایم کرنے اور اُن کی سربراہ کاری کرنے میں انگلستان نے انسانوں پر جیسا ظلم کیا اُس کی تلافی اب اُس سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ نپولین نے جب دیکھا کہ جتھہ پر جتھہ قایم ہوتا چلا جاتا ہے تو ایک دن غم سے کہنے لگا۔ ہم کو برابر جنگ کرنا ہی پڑے گی حتیٰ کہ ہم اسّی برس کے بوڑھے ہو جائینگے۔ (ماخوذ از۔ ان سائکلوپیڈیا امریکنا۔ آرٹیکل کوملی شن۔) ۱۲

(صفحہ ۳۴۶)

باب چہل و ہشتم

جزیرۂ لوباؤ

شاہنشاہ کی تیاریاں۔ ایس لنگ اور ایس پرن۔ ڈینوب کی طغیانی۔ پل کا ضائع ہونا۔ لانس کی موت۔ فرانسیسیوں کا لوبا کو ہٹ جانا۔ پنولین کی عالی ظرفی۔ جنگی کونسل۔ جدید پل اور اُس کے بنائے جانے کا حال۔ شاہنشاہ اور اڈونباٹ کا بال بال بچنا۔

وائنا میں اس وقت پنولین کے پاس نوے ہزار فوج تھی اور بوہیمیا سے نئی کمک بہم پہنچی۔ آرچ ڈیوک چارلس ایک لاکھ فوج کے ساتھ وائنا کے سامنے لشکرزن تھا اور دریائے ڈینوب کے بائیں کنارے سے آیا تھا۔ اور آسٹریا کی وسیع سلطنت کی ہر ایک جانب سے زبردست افواج اُس کی مدد کو چلی آرہی تھیں۔ وائنا کے سامنے ڈینوب بہت عریض ہے یعنی ایک ہزار گز کا عرض ہے۔ پہاڑوں پر برف پگھلنے کی وجہ سے دریا میں طغیانی تھی۔ بڑی افواج اور سامان کو ہمراہ لے کر ایسے دریا کو عبور کرنا درحالیکہ دشمن کی بڑی جرار فوج روکنے کو دوسرے کنارہ پر موجود تھی کس طرح ممکن ہو سکتا تھا اور یہی سوال پنولین کے سامنے حل طلب تھا۔

وائنا سے ذرا نیچے ہٹ کر دریا اور زیادہ عریض ہو کر خلیج کی صورت کا ہو گیا تھا۔ یہاں

پانی اٹھا تھا اور دھار میں بہت تیزی تھی۔ اور بہت سے ٹاپون گئے تھے ان میں سے ایک جزیرہ کا نام لوبا تھا اور اُس نے دریا کو پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ یہ جزیرہ وائنا سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور قریب ساڑھے چار میل کے لمبا اور تین میل کے چوڑا تھا۔ اور اور دریا کی دو دھاریں جنھوں نے لوبا کو دونوں کناروں سے جدا کیا تھا۔ عرض میں بہت متفاوت تھیں۔ جزیرہ میں دو تین خشک نالے تھے اور جب دریا چڑھتا تھا تو ان میں دھار بہنے لگتی تھی۔

(۳۴۷)

اُس کنارہ سے جس پر نپولین تھا جزیرہ میں پہونچنے کو نوسو گز عریض پانی کی دھار عبور کرنا ضروری تھا۔ اور جزیرہ میں پہونچکر اور اُس کو طے کرنے کے بعد ایک اور تنگ دھار عبور کرنا پڑتی جو عرض میں بقدر ایک سو اسی فٹ کے تھی۔ اور جزیرہ اور اصل زمین کے درمیان حائل تھی۔ اگرچہ دریا میں سیلاب تھا اور دریا کی دونوں شاخوں میں بڑی تیز دھار بہ رہی تھی تاہم یہ ممکن تھا کہ دریا کے داہنے کنارہ سے جزیرہ تک پل بنا لیا جاوے کیونکہ جزیرہ میں درختوں کا بن اگا ہوا تھا اور دشمن کے گولوں ہی سے پناہ تھی بلکہ نپولین کی فوج غنیم کو نظر بھی نہ آسکتی تھی۔ لیکن یہ ضرور تھا کہ جب جزیرہ سے دوسرے یعنی بائیں کنارہ تک پل بنایا جاتا تو دشمن کے صاف سامنے ہوتا اور گولوں کی مار شدت سے پڑتی۔

لیکن ایسے بڑے پل کے لئے بہت سی کشتیوں اور ہزارہا تختوں اور نہایت مضبوط رسوں کی ضرورت تھی۔ لیکن بہت سی کشتیوں کو اگرچہ آسٹریا کی فوج نے غارت کر دیا تھا تاہم لکڑی افراط سے موجود تھی۔ مگر پھر بھی رسوں کی بڑی دقت تھی۔ کشتیاں روکنے کو دریا میں لٹھے ٹھونکنے میں بڑا وقت صرف ہوتا اور پھر یہ بھی خیال تھا کہ غنیم کو معلوم ہو جائیگا۔ کشتیوں کو پانی پر قایم کرنے کے لئے وائنا میں بھاری بھاری لنگروں کا بھی پتہ نہ تھا۔ کیونکہ ڈینوب کے اُس حصہ میں اُن کے استعمال کا رواج نہ تھا۔ بڑی دشواری سے نپولین نے نوے کشتیاں بہم پہونچائیں جن میں سے بعض آسٹریا کی فوج کی ڈوبی ہوئی کشتیاں اُس نے

نکلوائی تھیں۔ اور باقی کشتیاں بہت دور سے منگائی گئی تھیں۔ بھاری لنگروں کی بجائے بھاری توپوں اور گولوں سے بھرے ہوئے صندوقوں کو پانی میں غرق کرکے کام نکالا گیا یہ سب تجویزیں ایسی پختہ طور سے کرلی گئیں کہ آخر میں سب کو دریا میں صرف ڈالنا باقی رہے۔

چنانچہ ۱۹- مئی کو دس بجے شب کے جزیرہ لوباکو فوج نے جانا شروع کیا یہ کام ایسا مخفی طور سے ہوا تھا کہ آسٹریا کی فوج کو اُس جانب سے ذرا بھی خطرہ کا گمان نہ تھا۔ اندھیرے میں چھپ کر پہلے ایک کشتی کو پل کے موقع سے اوپر کھینچ لے گئے اور درمیانی جزیروں کو پار کرکے لوباکے کنارے جا لگا یا اُن ملاحوں کی خدمت جن کو نپولین بولون سے ہمراہ لیتا آیا تھا اس موقع پر انمول ثابت ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں ستر کشتیاں ایک قطار میں اس طرح قایم ہوگئیں کہ اُن پر تختے قایم کردیئے جائیں۔ لیکن یہ بڑی دشواری کا کام تھا کیونکہ پانی کی تیز دھار کشتیوں کو نیچے اُتارے دیتی تھی لیکن انجام کار کشتیاں موقع سے قایم ہوگئیں اور چوڑا الکڑی کا پل دریا پر بن گیا۔

اس ایک راستہ سے فرانسیسی فوج نے اترنا شروع کیا۔ آسٹریا کی تھوڑی سی فوج جزیرہ پر قابض تھی اور اُس کو پراگندہ کردیا گیا اور فرانسیسی فوج کے پہلے ہی حصہ نے باڑیاں قایم کردیں کہ دوسرے کنارہ پر توپیں اپنا کام کرنے لگیں۔ اور تربیت یافتہ لایق انجنیروں نے دوسری تنگ دھار پر بھی فوراً پیپوں کے پل کو بنا دیا اور یہ کام اس تیزی سے کیا گیا کہ دو پہر تک پل بن گئے اور جزیرہ میں ایک سڑک بھی تیار ہوگئی اور سہ پہر سے لے کر تمام شب فرانسیسی فوج برابر اُترتی رہی شاہنشاہ ایسا مستعد تھا کہ راستہ پر آکر کھڑا ہوگیا اور اپنی آنکھ سے ہر کام کو دیکھتا جاتا تھا اور جلد باتوں کا اہتمام کرتا تھا اور ہر شخص سے تسلی اور جی بڑھانے کی باتیں کرتا تھا۔

اتنی بڑی فوج کا اپنے توپخانوں رسالوں سامان اور گاڑیوں کو لیکر ایک تنگ راستہ سے ہوکر نکلنا بڑا دشوار اور دیر طلب کام تھا۔ تاہم ۲۱ مئی کو صبح کے وقت ڈینوب کے شمالی کنارہ پر بیس ہزار فرانسیسی سپاہ طیار موجود تھی۔ مگر ابھی آدھی فوج بھی کنارہ پر نہ پہونچی تھی اور نپولین کی

حالت نہایت خطرناک ہو رہی تھی - آرچ ڈیوک چارلس ایک لاکھ سپاہ کے ساتھ چند ہی میل کے فاصلہ پر موجود تھا - اور خطرہ برسر رسیدہ معلوم ہوتا تھا کہ غنیم اپنی بے شمار فوج کے ساتھ آتا ہے اور قبل اس کے کہ فرانسیسی فوج مدد کو پہونچ سکے کنارہ کی فرانسیسی فوج کو کاٹ کر پھینک دیگا - حال میں بارش ایسی شدید ہوئی تھی کہ دریا بہت باڑھ پر تھا اور دوپہر کو بڑے پل کی چند کشتیاں سیلاب کے ساتھ بہ گئیں اور رسالہ کا سلسلہ جو اُس وقت پل کو عبور کر رہا تھا کٹ کر دو حصہ ہو گیا - اور ایک حصہ بہ کر جزیرہ کے کنارہ سے جا لگا اور دوسرا سامنے والے دریا کے کنارہ آ گیا - لیکن رات میں پل درست کر لیا گیا اور فوج پھر اترنا شروع ہوئی -

اس فرانسیسی فوج نے جس نے ڈینوب کو عبور کر لیا تھا ایس پرن اور ایس لنگ نامی مواضعات پر قبضہ کر لیا - دونوں موضعوں میں قریباً ایک میل کا فاصلہ تھا - اور مارش فلڈ کے بڑے میدان کے کنارہ پر واقع تھے - نپولین اپنے گارڈ سمیت دونوں مواضعات کے درمیان اُس جنگل کے کنارہ شب باش ہوا جو دریا کے کنارہ تھا - رات میں دیکھ بھال کی غرض سے چند افسر بھیجے گئے شمالی افق میں آگ روشن نظر آ رہی تھی اور آسٹریا کی فوج بسیم برگ کی بلندیوں پر پڑی ہوئی تھی - دوسرے روز دوپہر کے قریب ایس لنگ کے مینار سے بذریعہ دوربین کے دیکھا کہ فاصلہ پر گرد کے بادل ہواہیں بلند ہو رہے ہیں کبھی ہوا سے گرد ہٹ جاتی تھی اور آفتاب کی شعاع میں سنگینوں اور خودوں کی جھلک نظر آتی تھی - یہ آرچ ڈیوک کی فوج تھی اور مارش فلڈ کو صفیں باندھے چلی آ رہی تھی - بجاے پریشان ہونے کے نپولین نے اطمینان سے کہا کہ "آسٹریا والوں کو ایک اور شکست دینے کا موقع ہمارے ہاتھ آیا اور ہم اس مرتبہ اُس کو برباد کر دینگے "

(۳۴۸)

اتنے ہی میں خبر آئی کہ دریا بہت طغیانی پر ہے اور پل پھر ٹوٹ گیا اور پل کو روکے رکھنے کی چیزیں دھار کے ساتھ بہ گئیں - فی الحقیقت یہ خبر نہایت وحشت خیز تھی - کیونکہ ابھی صرف ۲۳ ہزار فوج عبور کرنے پائی تھی - اور اس کے پاس بھی پورا توپخانہ اور کافی سامان

نہ تھا اور اس کے مقابلہ کو آسٹریا کی ایک لاکھ فوج پانچ بڑی بڑی جماعتوں میں بڑھی چلی آ رہی تھی۔
اب نپولین کو پس و پیش ہوا کہ جزیرۂ لوبا میں ہٹ جاؤں یا دونوں مواضعات کے سنگین مکانات کی آڑ پکڑ کر لڑنا شروع کروں۔ لیکن اتنے ہی میں خبر آئی کہ پل درست ہو گیا اور سامان حرب کی گاڑیاں جلد جلد اتاری جا رہی ہیں۔ تین بجے سہ پہر کو جنگ شروع ہو گئی اور آسٹریا کی جانب سے تین سو توپوں کی مار نپولین کی چھوٹی جماعت پر پڑنے لگی اور ایس پرن پر ۲۶ ہزار آسٹریا کی فوج چڑھ دوڑی۔ اس موضع کی حفاظت صرف ۷ ہزار فرانسیسی فوج کے سپرد تھی۔ پانچ گھنٹے کامل جنگ رہی اور موضع کے کوچوں میں سپاہیوں کے مد و جزر چڑھتے اور اترتے رہے۔ کبھی آسٹریا کی فوج غالب آ جاتی تھی اور کبھی فرانس کی۔ اب آدھے سے زیادہ فرانسیسی مقتول یا مجروح ہو گئے۔ لیکن اسی موقع پر مسینا تازہ دم فوج کے ساتھ جس نے ابھی دریا عبور کیا تھا آ پہونچا اور آسٹریا کی فوج کو پس پا کر کے موضع سے بھگا دیا۔

ادھر تو ایس پرن میں یہ جنگ ہو رہی تھی اور ادھر ایس لنگ میں مارشل لانس آسٹریا کے مقابلہ میں جنگ کر رہا تھا۔ لیکن فوجوں میں تعداد کے اعتبار سے وہی کمی بیشی تھی جو ایس پرن میں تھی۔ لانس بڑی دلیری سے موضع کو بچا رہا تھا۔ دونوں موضع مسمار ہو کر ڈھیر ہو گئے تھے اور ان ڈھیروں میں جنگجو ابھی اسی شدت سے مشغول پیکار تھے۔ اسی کے ساتھ ایک تیسرے مقام پر طرفین کے رسالے لڑ رہے تھے اور تعداد کی نسبت وہاں بھی وہی تھی۔ اور یہ جنگ مارشل فلڈ کے میدان میں ہو رہی تھی۔

نپولین کو یقین اور بھروسہ تھا کہ اگر میری بیس ہزار سپاہ اور پل عبور کر آئے گی تو کوئی اندیشہ باقی نہ رہے گا۔ لیکن چونکہ اس کو معلوم تھا کہ ہار جیت اسی جنگ پر منحصر تھی جو اس وقت ہو رہی تھی لہذا ہر موقعہ پر وہ خود جا کر موجود ہو جاتا تھا۔ اور دشمن کی صاف زد میں ہوتا تھا۔ زمین مقتولوں اور مجروحوں سے پٹی پڑی تھی اور تمام میدان پر دشمن پھیلے ہوئے

تھے۔ ڈینوب میں طغیانی بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اور کمزور پل پر پانی ایسی ٹھوکریں مار رہا تھا کہ ہر وقت ٹوٹ جانے کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔ اس پل کو برباد کرنے کی غرض سے آسٹریا کی فوج نے بہت سی کشتیوں کو پتھروں وغیرہ سے بھر کر اور آگ لگا کر اوپر دھارے سے چھوڑ دیا۔ بڑی بڑی کشتیاں جن میں آتش گیر شیا اور اڑ جانے والے مسالے بھرے ہوئے تھے دھار پر بڑی تیزی سے بہتی ہوئی آئیں اور پل سے ٹکرائیں اور کئی مقام سے پل کو توڑ دیا۔ لبعض وقت آدمیوں اور توپوں کے بوجھ سے کشتیاں پانی میں اس قدر بیٹھ جاتی تھیں کہ تختوں پر پانی چڑھ آتا تھا اور ڈوبے ہوئے تختوں پر سپاہیوں کو اترنا پڑتا تھا۔ ملاح فوراً کشتیوں میں بیٹھ کر جاتے اور بہتے ہوئے گروہ کو کنارہ پر نکال لاتے اور گولوں اور گولیوں کی بوچھار کی کچھ پروا نہ کرتے۔

آخر کار رات ہو گئی لیکن دس ہزار الاؤ ایسے لگے ہوئے تھے اور دریا کی دھار پر کشتیوں کی چیزیں جلنے سے ایسا خوفناک اجالا ہو گیا تھا کہ تمام منظر اچھی طرح نظر آتا تھا لڑائی بھی ختم ہو گئی تھی لیکن مقتولوں کے دفن کرنے کا موقع نہ تھا۔ آریاں اور جراحی کے اوزار لئے ہوئے جراح اپنے کام میں مصروف تھے۔ آدھی رات کی ہوا مجروحوں کی چیخوں سے گونج رہی تھی۔ لیکن تجربہ کار سپاہی ایسے گھوڑے بیچ کر جلتے اور مسمار ہوتے ہوئے کھنڈروں اور خون سے تر دھیلوں پر سوئے کہ ان چیخوں سے مطلق ان کی خواب استراحت میں خلل نہ پڑا۔ لیکن نپولین نے ذرا بھی آرام نہ کیا تمام رات وہ سپاہ اور سامان حرب کو پل سے اترواتا رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عناصر نے اس کے خلاف سازش کر لی تھی۔ دن میں تو دریا سات فٹ چڑھا تھا لیکن اب رات میں معمولی سطح سے چودہ فٹ اونچا پانی چڑھ گیا۔

ملاحوں کی بے حد جانفشانی کے باوجود کیونکہ شاہنشاہ سامنے موجود تھا اور ملاح ایک دوسرے سے بحث میں محنت کر رہے تھے کہ پل کو کسی طرح بچالیں لیکن پھر بھی

چند مقام سے کشتیاں بہ گئیں اور راستہ بند ہو گیا۔ مگر رات بھر میں ۳۰ ہزار سپاہ اتر آئی اور صبح ہوتے ہوتے نپولین کے پاس ساٹھ ہزار فوج صف بستہ موجود ہو گئی۔ اس فوج سے اور جدید اترا تر کر آنے والی فوج سے وہ ایک لاکھ غنیم کا بے خوف مقابلہ کر سکتا تھا۔ جو چارلس مقابلہ میں لا سکتا تھا۔ لیکن توپیں ابھی صرف ۴۴ ہی اترنے پائی تھیں اور آسٹریا کی فوج میں تین سو توپیں موجود تھیں۔ سامان گولہ بارود کے متعلق بھی ابھی جزو اترا تھا۔ صبح ہوتے ہی جنگ شروع ہو گئی اور فریقین نہایت جوانمردی سے لڑے مسینا کو ایس پرن کی حفاظت کی ہدایت کی گئی اور جنرل باڈٹ کے سپرد ایس لنگ کیا گیا۔ مارشل لانس کو شاہنشاہ سے بڑی محبت تھی اور وہ بیس ہزار پیدل اور چھ ہزار سواروں کا کمانیر تھا اور اس فوج کو لے کر اس نے دشمن کے قلب پر حملہ کیا۔ نپولین ایک بلندی پر کھڑا ہوا یہ ہولناک تماشہ دیکھ رہا تھا۔ شاہنشاہ کی حملہ تجاویز میں کامیابی ہوئی۔ اس کے میمنہ اور میسرہ اپنے مقاموں پر قابض رہے۔ اور قلب کے حملہ کی دشمن کسی طرح تاب نہ لا سکا اور بڑی بے ترتیبی کے ساتھ آسٹریا کی فوج پس پا ہوئی۔ بہادر آرچ ڈیوک چارلس آنے والی بربادی کے خیال سے خائف ہوا اور جھنڈہ ہاتھ میں لے کر فوج کے آگے خود ہو لیا۔ آگ برس رہی تھی اور اسی حالت میں اس نے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور آسٹریا کی فوج کو ہزیمت ہوئی اور میدان میں منتشر ہو گئی اور شاہم زندہ باد کا نعرہ فرانسیسی فوج سے ایسا بلند ہوا کہ لڑائی کے شور وغل سے اونچا ہو گیا۔

(۳۴۹) لیکن ایسے نازک وقت میں نپولین کے پاس یہ وحشت ناک خبر آئی کہ تمام پل کو دریا بہا لے گیا۔ اور بکتر پوشوں کی ایک جماعت جو پل پر اتر رہی تھی دو حصوں میں کٹ کر کشتیوں پر دریا میں بہ گئی۔ اور کچھ داہنی طرف ہو گئی اور کچھ بائیں طرف ہو گئی۔ نپولین کی فوج میں گولہ بارود ختم کے قریب تھا۔ اور بہت سی ایسی سامان کی گاڑیاں جو پل سے

اور جا چاہتی تھیں اُسی کنارہ رہ گئیں۔ اس سے زیادہ خطرناک خبر لشکر کو کبھی نہ پہونچائی گئی ہوگی اب عظیم الشان دریاے ڈینوب نے فرانسیسی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور شاہنشاہ جس کے ساتھ اُس کی فوج کے نصف حصہ سے بھی کم تھا اور گولہ بارود جزوی تھا ایک لاکھ غنیم کی فوج کے سامنے اس کنارہ رہ گیا۔

لیکن نپولین کے بشرہ سے ذرا بھی فکر و تردد کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ اُس کی طبیعت ایسی حیرت انگیز تربیت یافتہ تھی کہ ایسی خوفناک خبر سے اُس پر کوئی اثر ہوتا ہوا معلوم نہ ہوا۔ اور شاہنشاہ نے گویا اس کو ایک معمولی سی بات سمجھا جیسا کہ اکثر جنگ میں پیش آتا ہے۔ اب نپولین نے ایک مصاحب کو مارشل لانس کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ جنگ موقوف کردو اور اپنے گولہ بارود کو بچالو۔ اور ایسے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ آؤ کہ دشمن کا حوصلہ نہ بڑھے۔ چونکہ لانس کو فتح ہو چکی تھی لہذا ایسی ساعت میں یہ حکم پہونچنے اور جنگ کو روک دینے سے اُس کو نہایت ہی صدمہ ہوا۔ اب آسٹریا کی فوج کو بھی معلوم ہوگیا کہ بڑا پل ٹوٹ گیا۔ اور فرانسیسیوں کی آتش باری میں کمی واقع ہونے اور یکایک پس و پیش کرنے سے اُس کو یقین ہوگیا کہ نپولین کی حالت نازک ہے۔ اور اس ہزیمت خوردہ فوج نے خوشی کا نعرہ مارا۔ اور یا تو ابھی خود بھاگ رہی تھی یا اب فرانسیسیوں کا تعاقب کرنے لگی۔ مارشل لانس کی فوج شیر کی مانند دلیری ظاہر کرتی ہوئی آہستہ آہستہ مارش فلڈ کے میدان سے پیچھے ہٹی۔ لیکن دو سو توپوں سے اُس پر گولوں کی بوچھار شروع ہوگئی اور سواروں نے پے در پے ایسے حملے کئے کہ فرانسیسی فوج کے مربعوں میں لغزش پڑ گئی۔ صفوں میں موت کا بازار گرم ہوگیا لیکن وہ بہم رہیں اور نشانہ باندھ کر فیر کرتی رہیں کہ ہر نشانہ اپنا کام کرے اور وہ بڑی ترتیب و انتظام سے واپس آگئیں۔

لیکن اسی حالت میں شاہنشاہ کے پاس ایک اور ایسی وحشت خیز خبر موصول ہوئی کہ تھوڑی دیر تک اُس کے ہوش میں خلل آگیا۔ وہ خبر یہ تھی کہ مارشل لانس کے

ایسا گولا لگا تھا کہ دونوں ٹانگیں اڑ گئی تھیں۔ ادھر تو نپولین کو یہ خبر دی گئی اور اُدھر مارشل کی ڈولی بھی آپہونچی جس میں جاں کنی کی حالت میں سورما لانس پڑا ہوا تھا شاہنشاہ کو اس واقعہ سے ایسا روح فرسا صدمہ پہنچا تھا کہ وہ سب انتظاموں کو بھول گیا اور خیز دوڑا ہوا مارشل لانس کے پاس پہنچا اور ڈولی کے سامنے جھک کر دو زانو ہو گیا۔ اور رو کر لانس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیقراری سے بولا :-

" لانس - او - لانس - تم نے پہچانا کہ میں کون ہوں میں شاہنشاہ ہوں - میں بوناپارٹ ہوں - میں تمھارا دوست ہوں - ہائے لانس - کاش تم کو خدا بچا دیتا اور تم ہمارا ساتھ دیتے "

جاں بلب بہادر لانس نے بڑی نقاہت کے ساتھ آنکھیں کھولیں اور شاہنشاہ کی طرف دیکھ کر اور اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے دبا کر کہا " میری بھی یہی تمنا تھی کہ کاش اور جیتا اور آپ کی اور اپنے وطن کی خدمت کی ہوتی - لیکن سخت تاسف ہے کہ آپ کا جاں نثار دوست چند ساعتوں کا مہمان ہے - اب دعا ہے کہ آپ زندہ رہیں اور فرانس کی خدمت کریں "

نپولین کے دل کی بیقراری لابیان تھی اور وہ مسیناسے کہنے لگا " یہ ایسا بڑا سانحہ ہے کہ میں تمام فوج کی طرف سے غافل ہو گیا " اگرچہ نپولین کو بے انداز صدمہ پہنچا تھا لیکن حالات ایسے نازک ہو رہے تھے کہ زیادہ اظہار غم میں وقت صرف کرنے کا موقع نہ تھا - اسلئے کہ غنیم کی طرف سے گولے برس رہے تھے اور رسالوں کے برابر دھاوے ہو رہے تھے اور قتال میں کمی نہ ہوئی تھی - چنانچہ نپولین نے بڑے غم و اندوہ سے جاں بلب مارشل لانس سے ہاتھ ملایا اور اُس کو خدا حافظ کہکر پھر اپنے سنگین فرائض کی طرف رجوع ہوا اور جنگ کے انتظام میں مصروف ہو گیا -

نپولین نے جوزیفائن کو لکھا " مارشل لانس ڈیوک آف مان ٹی بے لو - آج صبح

ملک عدم کا راہی ہوا مجھے بے انتہا رنج ہے بس جملہ باتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اب اور کیا لکھوں۔ تم کو خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں اور اگر تمھارے امکان میں ہو تو مارشل لانس کی بیوہ مان ٹی بیلو بیگم کو تشفی دو" نپولین کو اپنے مرحوم مارشل سے ایسی محبت تھی کہ اُس نے مارشل کی بیوہ کو جوزیفائن کی مصاحبوں میں سب سے بڑے رتبہ کی مصاحب کے رتبہ پر مامور کرکے اپنی محبت کا ثبوت دیا۔

مارشل لانس کے دونوں پاؤں قطع کیے گئے تھے اور اس کے بعد چند یوم مبتلائے آلام رہ کر اُس کا انتقال ہوا۔ سینٹ ہیلینا میں نپولین نے لانس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا "لانس سوائے میرے کسی کی بات پر توجہ نہ کرتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اُس کو اپنی بیوی اور بچوں سے زیادہ محبت تھی لیکن وہ ان کا تذکرہ کبھی نہ کرتا تھا وہ اپنے بیوی بچوں کا محافظ تھا اور اُس کا محافظ تھا اُس کی رائے میں میں ایک ایسی اعلیٰ اور کارسازی کی شے تھا جو نہ سمجھ میں آتی ہے اور نہ جس کی تعریف بیان کی جاسکتی ہے اور جس سے وہ حصول مدعا کی التجا کرتا تھا۔ وہ ایسا آدمی تھا کہ اُس کی ذات پر مجھے نہایت کامل اعتماد تھا۔ بعض اوقات اپنی تیزی مزاج سے وہ ایسا مجبور ہو جاتا کہ اُس کے منہ سے میرے خلاف الفاظ نکل جاتے تھے لیکن کسی دوسرے کی مجال نہ تھی کہ انھیں الفاظ کو میری شان میں اُس کے سامنے دوہرانے کی جرأت کرسکتا کیونکہ لانس فوراً اُس کے سر سے اُس کا مغز کچل کر نکال ڈالتا۔ اصل میں اُس کی بہادری اُس کی تجویز پر غالب تھی لیکن اُس کی رائے روز بروز ترقی کر رہی تھی اور صائب ہوتی جاتی تھی۔ اور اپنے مرنے کے زمانہ میں وہ فن حرب کا استاد ہو چکا تھا۔ اور نہایت ہی لائق سپہ سالار تھا۔ جب لانس میرے ہاتھ آیا تھا تو نحیف تھا لیکن جب میرے ہاتھ سے گیا تو رستم ثانی تھا۔ اگر وہ ہماری گردشوں کے دیکھنے کو جیتا رہا ہوتا تو جادۂ فرض دیانت سے قدم باہر رکھنا اُس کے لیے غیر ممکن تھا۔ اور لانس ایسا با وقعت اور با وقار شخص تھا کہ وہ تمامی معاملات کی روداد کو پلٹ دیتا"

اب ہم جنگ کا حال پھر شروع کرتے ہیں۔ اگرچہ نہایت ہی قیامت زا قتال ہو رہا تھا لیکن اس پر بھی مسینا نے الیس برن پر دشمن کو قبضہ نہ دیا تھا۔ الیس لنگ پر آرچ ڈیوک چارلس نے بہت قوی فوج سے حملہ کیا تھا۔ اور الیس لنگ ایسی جگہ تھی جس کے قبضہ پر فرانسیسی فوج کی عافیت کا دار و مدار تھا۔ چنانچہ اپنی تھکی ہوئی فوج کی کمک کو جو الیس لنگ میں جان توڑ کر دشمن کا مقابلہ کر رہی تھی نپولین نے قتال۔ دھوئیں اور شعلوں کے عین درمیان اپنے گارڈ کے بند وقچیوں کی ایک پلٹن روانہ کر دی۔ یہ پلٹن ایسی قواعد داں اور بہادر تھی کہ اس سے زیادہ دوسری نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے کمانیر سے نپولین نے کہا۔

"بہادر موٹن جاؤ اور اپنی فرانسیسی فوج کے بچا لینے کی کوشش کرو قطعی فتح حاصل کرو نہیں تو تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تمھاری پلٹن کے بعد میرے پاس پرانے گارڈ کے صرف سوار ہی سوار باقی ہیں اور ہزیمت کی حالت میں میرا صرف یہی آخری ذریعہ ہے" الیس لنگ پر پانچ دفعہ آسٹریا کی فوج کے سیلاب نے حملہ کیا تھا اور دلیر محافظین نے پانچوں دفعہ اس کو پس پا کیا تھا۔ ایک فرانسیسی کے مقابلہ میں چار آسٹریا کے سپاہی تھے اور اس حالت میں فرانسیسی سپاہ کی تعداد دم بدم کم ہوتی جا رہی تھی۔ اتنے ہی میں بند وقچیوں کی پلٹن کے سردار یعنی جنرل ریپ اور جنرل موٹن عین موقع پر کمک کو آ پہونچے اور انھوں نے نازک حالت کو جو پیش آ رہی تھی مشاہدہ کیا۔ پھر دونوں جنرلوں نے ہاتھ ملایا اور عہد کیا کہ یا تو دشمن کو ہزیمت دینگے یا مارے جائینگے اور سنگینیں سیدھی کر کے گولوں اور گولیوں کے طوفان میں جا گھسے اور ایسا مارا کہ آسٹریا کی فوج کے قدم اکھڑ گئے اور گاؤں سے بھاگی۔ ادھر نپولین نے جزیرہ لوبا میں ایک باٹری قایم کر رکھی تھی اور فراریوں کے دھوئیں اڑا دیئے گئے اور الیس لنگ بچ گیا۔ (۳۵۰)

اب جنگ کو متواتر تیس گھنٹے ہو چکے تھے اور میدان میں پچاس ہزار مقتول و مجروح پڑے ہوئے تھے۔ تمام دن نپولین کو نہایت پرخطر مقامات پر پھرتے گذر گیا تھا۔ اور چونکہ

اُس کی سلامتی پر سب فوج کی سلامتی منحصر تھی تو جب اُس کے افسر اُس سے التجا کرتے کہ محفوظ مقام پر چلا جائے تو کسی کی بات پر توجہ نہ کرتا۔ چنانچہ اسی جنگ کی حالت میں جنرل والٹھر کو شاہنشاہ کی خیریت کی طرف سے بڑا خطرہ پیدا ہوا کیونکہ اُس کے گرد گولہ اور گراب ایسا برس رہا تھا کہ قریب کے افسر اور سپاہی برابر گر رہے تھے اور جنرل نے کہا "جہاں پناہ اس مقام سے چلے جائیں نہیں تو میں اپنے گرانڈیلوں کو حکم دیدونگا اور وہ جہاں پناہ کو بزور یہاں سے ہٹا دینگے"

شام کی اندھیری اب جھک آئی تھی اور نپولین نے جزیرہ لوبا میں چلے جانے اور شب باش ہونے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ جب تک الیس لنگ اور الیس پرن پر فرانسیسیوں کا قبضہ تھا فرانسیسی فوج کا ہٹ جانا کوئی روک نہ سکتا تھا۔ آسٹریا کی فوج سے اب بھی گولے برس رہے تھے اور ادھر سے کوئی جواب نہ دیا جا سکتا تھا۔ نپولین نے مسینا کے پاس قاصد بھیجکر پوچھا کہ آیا تم ابھی آسٹریا کی فوج کو روک سکتے ہو؟ قاصد نے دیکھا کہ یہ دلیر جنرل تھکاوٹ سے اور دھوئیں سے کالا۔ اور آنکھوں سے خون برستا ہوا اُفتادہ مکان کے ڈھیر پر بیٹھا تھا اور ڈھیر سے دھواں نکل رہا تھا۔ اور اُس کے گرد کشتوں کے پشتے لگے ہوئے تھے اور دشمن مسینا نے سوال کے جواب میں کہا "کچھ فکر کی بات نہیں۔ جاؤ اور میری طرف سے شاہنشاہ سے کہدو کہ ہم دو گھنٹے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ چھ گھنٹے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ چوبیس گھنٹے مقابلہ کر سکتے ہیں اور جب تک مقابلہ کر سکتے ہیں جب تک ہماری فوج کی امن وحفاظت کے لئے ضروری ہوگا"

اس طرف سے اطمینان کر کے نپولین نے پل عبور کیا اور جزیرہ میں گیا۔ تاکہ فوج کے مورچہ بند ہونے کا موقع تلاش کرلے۔ دریا کے کنارہ پر اس وقت جو کچھ ہو رہا تھا واقعی اُس کے دیکھنے سے کلیجہ منہہ کو آیا جاتا تھا۔ مجروحوں اور مقتولوں میں ہوتا ہوا نپولین آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور مجروحوں کی کراہوں سے جن سے ہوا بھر گئی تھی اس کو بڑا صدمہ

تھا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر اُس نے جزیرہ میں موقع تلاش کیا۔ اور اُس کو اطمینان ہو گیا کہ فوج کے قیام کے لئے خندقیں کھود کر ایک جگہ منتخب کر لینا ممکن تھا جہاں دشمن کا کوئی قابو نہ چل سکتا تھا اور وہاں اتنے عرصہ تک قیام کر سکتی تھی کہ نیا پل بن جاتا۔

اب رات ہو گئی تھی۔ آسمان کالے بادلوں سے تاریک ہو گیا تھا اور ٹھنڈی سخت بارش نے فوجوں کو شرابور کر دیا تھا۔ پھر نپولین جزیرہ کے دوسرے کنارہ پر گیا دریا کی طغیانی کو دیکھنے لگا جو اُس کے پل کو بہا لے گئی تھی۔ اور جس نے اُس کی آدھی فوج سے اُس کو علیحدہ کر دیا تھا اور اُس کا کوئی قابو نہ چلتا تھا۔ اُس نے جنگی مشورے کے لئے اپنے خاص خاص افسروں کو طلب کیا۔ لیکن اُس کی نیت مشورہ لینے کی نہ تھی بلکہ مشورہ دینے کی تھی۔ اور مایوسوں میں اپنے جیسے عزم و ثبات کی روح پھونکنا چاہتا تھا۔ مینہ اور تاریکی میں تاریک پر سیلاب دریا کے کنارہ وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اور سینا۔ ڈوسیٹ۔ ڈوبلے بے ریز اور برتھیر کا انتظار کرنے لگا۔ کیمپ کی آگ روشن ہو گئی۔ سویرے اس موقع پر موجود تھا۔ وہ لکھتا ہے۔ "ناظرین اس موقع کی تصویر اپنے دل میں کھینچیں کہ سینا اور برتھیر کے بیچ میں ڈینوب کے کنارے شاہنشاہ بیٹھا ہوا ہے۔ پل سامنے ہے جس کا خفیف نشان ہنوز باقی ہے۔ مارشل ڈے وسٹ کی فوج دوسرے کنارہ پر ہے اور شاہنشاہ کے عقب میں جزیرہ لوبا کے اندر اُس کی بقیہ فوج پڑی ہوئی ہے۔ اور اُس کے اور غنیم کے درمیان ڈینوب کی ایک تنگ دھار واقع ہے اور فرانسیسی فوج کے پاس اس مقام سے نکل جانے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں ہے اور ناظرین تسلیم کر لینگے کہ صرف نپولین ہی جیسے الوالعزم اور قوی دل بشر کا کام تھا کہ ایسی حالت میں ہراس نہ تھا۔"

شاہنشاہ نہایت مستقل تھا اور اُس کو پورا اعتماد تھا اور ایسی دلیری کا اظہار کر رہا تھا جیسا پر خطر مواقع پر پھرنے اور موت سے نہ ڈرنے میں ظاہر کرتا تھا۔ اُس کے بعض جنرل نہایت بے دل ہو گئے تھے اور اُنھوں نے یہ تجویز کیا کہ فوج فوراً جزیرہ لوبا میں بلالی

جائے اور پھر جزیرہ سے کشتیوں میں سوار کر کے دریا کی بڑی دھار کے پار کر دی جائے جہاں ہم سب اپنی باقی فوج سے جا ملیں اور وہاں اپنی حفاظت کا انتظام کر لیں۔ نپولین سب کی تجویزوں کو خاموشی سے سنتا رہا اور پھر بولا :-

"آج کا دن سخت گزرا ہے۔ لیکن اس کو شکست نہیں کہا جا سکتا کیونکہ میدان ہمارے ہاتھ رہا ہے۔ ایسی جنگ کے بعد جبکہ ایک بڑا دریا ہماری پشت پر ہے اور ہمارے پل ٹوٹ گئے ہیں صاف بچ کر نکل جانا عجائبات کا کر دکھانا ہے۔ ہماری طرف بہت مجروح و مقتول ہوئے ہیں۔ لیکن دشمن کا ہم سے ایک ثلث زیادہ نقصان ہوا ہے۔ پس خیال کیا جا سکتا ہے کہ غنیم کچھ عرصہ کے واسطے خاموش رہے گا اور اٹلی کی افواج کے انتظار کی ہمیں مہلت دیگا جو اسٹیریا میں فتوحات حاصل کئے ہوئے آرہی ہیں اور اس عرصہ میں ہمارے تین چوتھائی مجروح خدمات فوجی کے قابل ہو جائینگے اور بے شمار کمک جو فرانس سے آرہی ہے ہمارے پاس پہونچ جائیگی۔ ڈینیوب پر ہم بڑے بڑے پل بھی بنا لینگے اور دریا کا عبور کرنا ایک معمولی بات ہو جائیگی جب ہماری فوج میں مجروح صحیح ہو کر آ ملینگے تو ہماری طرف دشمن سے صرف دس ہزار سپاہی کم رہ جائینگے۔ جبکہ دشمن کی تعداد میں پندرہ ہزار کم ہو گئے ہیں۔ صرف اتنا ضرور ہوگا کہ جنگ ذرا طول اور کھینچ جائیگی۔ پھر جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہم پیرس سے پندرہ سو میل کے فاصلہ پر خاص دشمن کے ملک میں اس سے جنگ کر رہے ہیں اور ہم نے اس کے دارالحکومۃ کو چھین لیا ہے تو ایک حادثہ پر ہمارے بدحواس ہو جانیکا کوئی موقع نہیں ہے اور اصل تو یہ ہے کہ جہاں تک معاملات پر غور کیا جاتا ہے ہم خوش نصیب ہیں۔ کیونکہ ہم کو مہم کی دشواریوں پر بھی لحاظ کرنا چاہئے یعنی ہم کو عین دشمن کے سامنے ڈینیوب جیسا یورپ کا سب سے بڑا دریا عبور کرنا پڑا ہے اور اس کے پار آکر ہم دشمن سے لڑے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ہم ہمت ہار جائیں۔ پس ضرور ہے کہ ہم دریا کی چھوٹی دھار کو عبور کر کے جزیرہ میں چلے آئیں اور یہاں پانی گھٹنے کا انتظار کریں۔ اور بڑی دھار

پر پل باندھ لیں یا رات میں ہم جزیرہ کے اندر آسکتے ہیں۔ اور ایک جان کا بھی نقصان نہ ہوگا نہ ایک گھوڑا ضائع ہوگا نہ ایک توپ جائیگی اور اس سب سے بڑھ کر یہ ہوگا کہ ہماری آبرو میں بھی فرق نہ آئیگا۔

" لیکن اس چال کے سوا دوسری ایک اور بھی تجویز ہے لیکن ذلت اور خطرہ سے خالی نہیں۔ یعنی ہم بڑی دھار کو بھی عبور کریں۔ لیکن کشتیوں کے ذریعہ سے یہ کام بڑی دشواری سے ہوگا اور صرف تندرست آدمی پار ہو سکینگے۔ لیکن اسی کے ساتھ نہ تو کوئی مجروح جاسکیگا نہ کوئی گھوڑا یا توپ جاسکے گی۔ اور جزیرہ لوبا کو ہم چھوڑ دیں۔ مگر یہ ہماری بڑی قیمتی فتح ہے اور انجامکار یہی ایک مقام ہے جہاں سے دریا عبور کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو منجملہ ساٹھ ہزار فوج کے جو ہمارے ساتھ یہاں آئی تھی ہم صرف چالیس ہزار کے ساتھ مراجعت کرینگے اور کوئی گھوڑا اور توپ ہمارے ہمراہ نہ جاسکے گا اور اس کے ماسوا ہم کو دس ہزار مجروح پیچھے چھوڑ جانا پڑینگے جو ایک مہینہ میں کام کے لایق ہو سکتے ہیں۔ جب ہماری یہ گت ہو گی تو ہمارے لئے یہی مناسب ہوگا کہ ہم وائنا میں مُنہ نہ دکھائیں۔ کیونکہ وائنا والے جن کو ہم نے فتح کر لیا ہے ہم پر حقارت سے طعنہ کشی کریں گے اور آسٹریا والے چارلس کو بلا کر ہمیں وائنا سے نکال دینگے اور ہم وہاں ٹھہرنے کے قابل نہ ہونگے۔ اور ایسی حالت میں گویا یہ یقینی طور سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ہم نے اس وقت جزیرہ لوبا کو چھوڑا تو ہم وائنا ہی نہیں جاتے ہیں بلکہ اٹلی پر گرے جاتے ہیں۔ اور شاہزادہ یوجین اپنی فوج لئے ہوئے سیدھا وائنا آرہا ہے اور جب وائنا پہونچے گا اور یجاۓ فرانسیسی فوج کے دشمن کو وہاں قابض پاوے گا تو جال میں پھنس کر تباہ ہو جائیگا۔ اس کے سوا سب سے بڑی خرابی یہ ہوگی کہ ہمارے رفقا اپنی کمزوری کی وجہ سے ہم سے پھر جائینگے اور ہم ہی پر پلٹ کر گھوم پڑینگے اور سلطنت کی قسمت کا پانسہ اولٹ جائیگا اور فرانس برباد ہو جائیگا۔" اور پھر مسینا اور ڈیوے وسٹ کی طرف مخاطب ہو کر کہا: "بس تم دونوں بیٹھے رہو۔ اور ہم اپنی فوج کو بچا لیں گے اور جیسا تم کر کے دکھا چکے ہو

(۳۵۱)

اپنے تئیں اُس کا اہل ثابت کر دو۔"
شاہنشاہ کی یہ تقریر سن کر ہر شخص کی ہمت بڑھ گئی۔ اور فرط جوش میں مسینا نے شاہنشاہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "جہاں پناہ بہادر آپ ہیں۔ اور ہم لوگوں کا سردار ہونا آپ ہی کو زیبا اور شایاں ہے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہم ہکالے ہوئے کتوں کی طرح کبھی فرار نہ ہونگے۔ مانا کہ قسمت نے پوری مساعدت نہ کی تاہم ہم کو ہزیمت نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ دشمن کو چاہئے تھا کہ ہمیں ڈینوب میں ڈھکیل دیتا لیکن ہمارے سامنے اُس کے چھکے چھوٹ گئے۔ بس یہی مناسب ہے کہ ہم چھوٹی دھار کو عبور کریں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر دشمن نے تعاقب کیا تو میں اسی ڈینوب میں اُس کو غرق کر دونگا" اس کے ساتھ ہی جنرل ڈے وسٹ نے وعدہ کیا۔ کہ وائنا کی حفاظت کا میں ذمہ دار ہوں۔ اور جب تک پل نہ تیار ہو جائینگے پتہ نہ کھڑکنے دونگا
مسینا فوراً ایس پرن اور ایس لنگ کو واپس گیا۔ آسٹریا کی فوج اب بھی توپیں چلا رہی تھی۔ لیکن ہندوقچی تھک کر بندوقوں کے چلانے سے باز آ گئے تھے۔ گیارہ اور بارہ بجے شب کے درمیان نپولین نے بیسیریرے کو ہمراہ لیا اور ایک کمزور کشتی کے ذریعہ سے پُر سیلاب ڈینوب کو عبور کر کے داہنے کنارہ پر گیا۔ ساون بھادوں کی سی اندھیری تھی۔ اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ دریا میں ایسا سیلاب تھا کہ دھار پر صدہا چیزیں بہی چلی آ رہی تھیں اور ایسی حالت میں عبور خطرہ سے خالی نہ تھا۔ نپولین ابرس ڈورف نامی چھوٹی بستی میں پہونچا جو دریا کے داہنے کنارہ پر واقع تھی۔ اور حکم دیا کہ جسقدر کشتیاں بہم پہونچیں شراب انگور۔ برانڈی اور بسکٹ سے بار کر کے فوراً جزیرہ لوبا کو روانہ کر دی جائیں اسی کے ساتھ مجروحوں کی آرام کا جملہ سامان اور سامان حرب بھی بھیجا جائے پل ٹوٹنے کے بعد جو کشتیاں بچی تھیں انھیں سے یہ کام لیا گیا۔ نپولین کے ملاحوں نے جن کو وہ دور اندیشی سے وہ اپنے ہمراہ لایا تھا اس وقت انمول خدمتیں انجام دیں۔
نصف شب گذر جانے پر مسینا نے جزیرہ کو فوج بھیجنا شروع کی۔ رات کی تاریکی

اور طوفان کے شور نے اُس کو اس کام میں بڑی مدد دی اور غنیم بھی تھک کر لیپت ہوگیا تھا یہ بھی مفید ہوا۔ چھوٹے پل سے فوج اترتی رہی اور جب صبح کا سپیدہ نمودار ہوا تو غنیم کو معلوم ہوا کہ فرانسیسی فوج جزیرہ کو جا رہی ہے۔ اور فوراً تعاقب شروع کیا۔ اور پل پر کثرت سے گولوں اور گولیوں کا مینہ برسایا۔ مسینا بائیں کنارہ پر موجود تھا اور چاروں طرف دشمن کی طرف سے بوچھار ہو رہی تھی۔ لیکن بہادر مسینا نے یہ عزم کر رکھا تھا کہ سب سے آخر میں عبور کریگا۔ اُس نے بہت اچھی طرح ہر سمت میں دیکھ لیا کہ کوئی مجروح۔ کوئی توپ۔ یا کوئی قیمتی شئے ایسی تو باقی نہیں ہے جو دشمن ہاتھ آسکے۔ گھوڑوں کو دھکیل کر پانی میں پہونچا دیا اور جزیرہ میں وہ فوراً داخل ہوگئے۔ انجام کار جب تمامی فرائض انجام کو پہونچ گئے اور ٹیرالیا کی تیز دست بندوقچیوں کی گولیاں مسینا کے گرد برس رہی تھیں اُس نے پل پر قدم رکھا اور اس کنارہ سے رسے کاٹ دیئے گئے اور پُل جزیرہ کے کنارہ سے جہاں اُس کا دوسرا سرا بندھا ہوا تھا جا لگا اور اب اُس جنگ کا خاتمہ ہوا جو دو روز سے برابر ہو رہی تھی۔

مقتولوں کی صحیح تعداد کا پتہ لگانا غیر ممکن ہے لیکن چونکہ فرانسیسی الیس برن اور الیس لنگ کی سنگین عمارتوں اور ڈھالو زمین کی پناہ لے کر لڑے تھے اور آسٹریا کی فوج بالکل میدان میں تھی آسٹریا کی فوج کا بہت زیادہ نقصان ہوا تھا۔ عموماً یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آسٹریا کی فوج میں چھبیس ہزار مقتول ہوئے اور فرانسیسی فوج میں پندرہ ہزار۔ مجروحوں میں بہت سے ایسے تھے کہ ڈاننا اور پیرس کے اسپتالوں میں برسوں پڑے مصیبت جھیلتے رہے۔ نکتہ چین اور معترض صاحبان جو بڑی بے فکری سے گھروں میں بیٹھ کر خامہ فرسائیاں کرتے ہیں تذکرے اور تاریخیں لکھتے ہوئے کیا مزہ کا اعتراض کر رہے ہیں کہ ”ایسے حالات میں نپولین کا دریا عبور کرنے اور زبردست دشمن سے مقابلہ کرنے کا قصد کرنا مجنونانہ فعل تھا“ لیکن اس اعتراض کا جواب بھی نپولین نے بڑی نرمی اور معقولیت سے دیا ہے۔ وہ

کہتا ہے: "مگر اس سے بڑھ کر مجنونانہ فعل یہ تھا کہ میں وائنا میں بیٹھا رہتا در حالیکہ ہر طرف سے پانچ لاکھ دشمن کی سپاہ میری اور پرورش کرتی چلی آ رہی تھی اور پھر وہ میرا راستہ روکتی اور کمزور فوج کو ہر جانب سے گھیر لیتی۔ اور برباد کر دیتی۔"

اب نپولین گھاس کی پولیوں پر لیٹ گیا اور ذرا سو یا لیکن صبح ہونے سے قبل اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے کام میں مصروف ہو گیا۔ اُس نے قیاس کر لیا تھا کہ طغیانی گھٹ جانے کو پورا ایک مہینہ درکار تھا اور اس مرتبہ ایسا پل بننا چاہیئے تھا کہ جملہ حوادث کا مقابلہ کر سکے اور اُس نے فوراً بڑی بڑی تیاریاں شروع کر دیں۔ ان تعمیروں سے بعض اب تک موجود ہیں اور شہادت دے رہی ہیں کہ نپولین اور اُس کے انجنیر کیسے عزم و ہنر کے لوگ تھے۔ فوج میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس سے کام نہ لیا گیا ہو تین ہفتہ میں دریا پر بڑا پل تیار ہو گیا اور ایسے لٹھوں کو گاڑ کر بنایا گیا تھا کہ بلند سے بلند سیلاب اُن کی چوٹی تک نہ پہونچ سکتا تھا۔ یہ پل بارہ سو فٹ لمبا اور ساٹھ وروں کا ایسا چوڑا تھا کہ تین گاڑیاں بہ فراغت پاس ہو کر اس پر سے گذر سکتی تھیں۔ اور ایسا مستحکم تھا کہ بڑے سے بڑے توپخانے اور رسالے بہ حفاظت تمام اُس پر جا سکتے تھے۔ اس پل سے نیچے دہار پر سو فیٹ کے فاصلہ سے لٹھوں پر پیدلوں کی آمد و رفت کے لئے ایک پل اور تیار کیا گیا تھا اور اوپر دھار پر ایسی عمارتیں اور پشتے بنائے گئے تھے کہ دھار کی تیزی اُن کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچا سکتی تھی۔ ان دو پلوں کے علاوہ کشتیوں کا ایک تیسرا پل اور بنایا گیا تھا کہ تین کالموں میں فرانسیسی جزیرہ کو بہ آسانی آ سکیں۔ تمامی جزیرہ لوباؔ خندقوں کا عجیب الفتح کمپ ہو گیا تھا۔ اور دمدمے باندھ کر ہر قسم کی بڑی چھوٹی توپیں جو دور و نزدیک کو مار سکتی تھیں چڑھا دی گئیں۔ (۳۵۲)

آرچ ڈیوک چارلس کو دھوکا دینے کی غرض سے نپولین نے ایسی چالیں اختیار کیں کہ غنیم کو یہی یقین رہا کہ فرانسیسی فوج اُسی مقام سے دریا سے اُترے گی جہاں سے پہلے

عبور کیا تھا۔ اور یہاں نپولین نے ایسی شاندار عمارتیں تیار کیں کہ تمام کنارہ ان کی زد میں تھا لیکن اصل مقام دریا عبور کرنے کا اس سے چند میل نیچے تھا۔ ایسا کافی انتظام کیا گیا تھا کہ چند منٹ میں فرانسیسی فوج دریا کو چھوٹی دھار سے پار کر کے آسٹریا کی فوج کے اگلے مورچے چھین سکتی تھی اور دو گھنٹہ میں پچاس ہزار سپاہ اور غنیم والے کنارہ پر جا سکتی تھی۔ اور چار پانچ گھنٹے میں ڈیڑھ لاکھ سپاہ۔ چالیس ہزار سوار چھ سو توپیں پار جا کر مہم کا خاتمہ کر سکتی تھیں۔

ایسے حالات میں دریا کو عبور کرنے کے لئے یہ ضرورت تھی کہ دشمن کی عین زد میں پہلے چند نہایت دلاور سپاہی متعین کئے جائیں اور وہ جا کر دشمن کے اگلے مورچوں پر سپاہ کو یا تو قتل کر دیں یا ان کے ہتھیار چھین لیں۔ اور کشتیاں قایم کرنے والے لنگروں کو دریا میں تہ نشین کر دیں۔ اور پھر کشتیوں پر فوراً تختے بچھا دئیے جائیں۔ اور پیچھے سے فوج حتی المقدور سرعت کے ساتھ جھپٹ پڑے۔ اس کام میں آسانی پیدا کرنے کی غرض نپولین نے ہموار پیندے کی کشتیاں تیار کرائیں اور ہر کشتی اتنی فراخ تھی کہ تین سو سپاہی اس میں سوار ہو سکیں اور مضبوط تختوں کی ٹٹیاں سامنے قایم کی گئیں کہ سپاہی بندوق کی گولی کی مار سے محفوظ رہیں اور ان ٹٹیوں میں ایسے آہنی قلابے جڑ دئیے گئے تھے کہ جب سامنے کو گرا دی جائیں تو انھیں پر قدم رکھتے ہوئے سپاہی بڑی صفائی سے زمین پر اتر جائیں۔ فوج کے ہر ایک دستہ کو ایسی ایسی پانچ کشتیاں دی گئیں تھیں اور اس طرح ہر مقام پر جہاں سپاہ اترنا چاہتی پندرہ سو سپاہی آن واحد میں کنارہ پر اتر سکتے تھے۔ اور ایک موٹا جہاز کا رسہ درخت سے باندھ کر پھر اس کے ذریعہ سے کشتیاں آ جا سکتی تھیں اور پلوں کی تعمیر اسی وقت شروع ہو جاتی۔ ہر شئے کا بڑی خوبی سے انتظام کر دیا گیا تھا اور ہر شخص کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میرا یہ کام ہے۔ پھر اسی کے ساتھ زبردست توپخانوں سے دشمن پر مار پڑتی اور اس طرح کا انتظام ہونے سے نپولین کو یقین ہو گیا تھا کہ دو گھنٹے میں چھوٹی دھار پر چار پل تیار ہو جائیں گے اور پچاس

ساٹھ ہزار سپاہ کنارہ پر پہونچکر جنگ میں مصروف ہو جائیگی۔

اس غرض سے کہ فرانسیسی فوج کا پہلا حصہ اُترتے ہی جو ہموار پیندے کی کشتیوں میں اُترنے کا تھا باقی فرانسیسی پیدل فوج بھی تنگ راستہ سے کنارہ پر عبور کر جاے نپولین نے ایک نئی وضع کا پل ایجاد کیا۔ پلوں کے بنانے کا معمولی طریقہ یہ ہے کہ دریا کے عرض پر کشتیاں متصل جوڑ کر اوپر سے تختے بچھا دیتے ہیں۔ لیکن نپولین نے کشتیاں پہلے جوڑلیں اور ایک دم سے اُن کو دریا کے عرض پر پھیلایا۔ یعنی پہلی کشتی کو اُن کشتیوں کے سلسلہ میں سے اپنی جانب کے کنارہ بڑے استحکام سے باندھا اور پھر اس سلسلہ کو دریا کی دھار پر ڈھکیل دیا اور دھار کے زور سے کشتیوں کا سلسلہ تمامی دریا کے عرض پر پھیل گیا اور جب سلسلہ کے آخر سرے کی کشتی دوسرے کنارہ جا لگی تو اُس کو بھی مضبوطی کے ساتھ اسی پل پر سے دوڑ کر آدمیوں نے جا باندھا۔ جیسا نپولین نے اندازہ کیا تھا ویسا ہی نتیجہ ہوا اور اس پل کو دریا پر اچانک قایم کرنے میں چند ساعتیں درکار ہوئیں۔ اور بڑی دوراندیشی سے کہ ممکن ہے ایک پل میں ناکامی ہو نپولین نے چار پلوں کا اور سامان بھی یعنی کشتیاں پیپے وغیرہ قایم کر رکھے تھے کہ فوراً پل تیار ہو جائیں۔ نپولین ہر وقت کام میں مصروف رہتا تھا اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو دوڑا دوڑا پھرتا تھا اور سب کام کو اپنی آنکھ سے دیکھتا تھا اور نئی نئی تجویزیں بتاتا تھا۔ ہر ایک انجنیر نپولین کی طرح محنت کر رہا تھا۔

اسی کے ساتھ نپولین نے بڑا پورا یہ انتظام کیا تھا کہ وآئنا میں کسی قسم کا بلوہ نہ ہونے پائے۔ فوج کو سخت تاکید تھی کہ قواعد کی پابند رہے۔ اور ذراسی تقصیر پر خواہ اُس سے شہر کے باشندوں کے ساتھ عملاً زیادتی ہوتی ہو یا قولاً و فعلاً جبر ہوتا تھا سزا دی جاتی تھی اور جس سپاہی سے ذرا بھی بدچلنی ہو جاتی تھی اُس کو عین موقع پر سزا دی جاتی تھی۔

اس زمانہ میں آرچ ڈیوک چارلس بھی فرانسیسیوں کا راستہ روکنے کو بڑی بڑی تیاریاں کر رہا تھا اور اطراف و جوانب سے تازہ فوجیں بلالی تھیں۔ نپولین جزیرہ لوبا کی

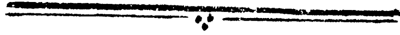
اندر جنگل کی آڑ میں نہایت محنت کے ساتھ کام میں مصروف تھا اور اس چھوٹی سی جگہ میں جس کا قطر صرف تین میل تھا اُس نے ڈیڑہ لاکھ پیدل۔ چالیس ہزار سوار اور پانسو پچاس توپیں جمع کر لی تھیں اور کہیں تل دھرنے کا ٹھکانا باقی نہ تھا۔

سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا " کہ جب ہم جزیرہ لوبا میں چلے گئے تو باہمی رضامندی کے ساتھ جس کا کوئی معاہدہ وغیرہ نہوا تھا طرفین سے جنگ موقوف کر دی گئی۔ یہ رضامندی سپاہیوں کے باہم تھی کسی جنرل کو اس سے کوئی واسطہ نہ تھا اور جنگ کرنے یا بندوق وغیرہ چلانے سے در اصل کوئی فائدہ بھی نہ تھا کیونکہ اس سے صرف چند بدقسمت سنتریوں کی جان کا نقصان ہوسکتا تھا۔ پس طرفین سے کوئی کسی کو نہ ستاتا تھا مگر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ اوڈ ینارڈ میرے ساتھ تھا اور ہم دونوں گھوڑوں پر سوار جزیرہ کے کنارہ پر چلے گئے اور میں کنارہ پر ٹھہر گیا جو دوسرے کنارہ سے جہاں دشمن مقیم تھا صرف اسّی گز کے فاصلہ پر تھا دشمنوں نے مجھے دیکھا اور میرے بھورے کوٹ اور چھوٹی ٹوپی سے مجھے پہچان لیا اور تین پنی توپ کو ہماری طرف سیدھا کر دیا اور گولہ ہمارے دونوں کے بیچ میں ہوکر نہایت ہی قریب سے نکل گیا۔ یہ دیکھ کر ہم دونوں گھوڑوں کو تیز کر کے اُن کی نگاہ سے اوجھل ہو گئے۔ لیکن ایسی حالت میں ہم پر حملہ کرنا اقدام قتل کی برابر تھا۔ اور اگر دشمن بارہ بندوقوں سے ایک دم فیر کر دیتے تو یقیناً ہم کو مار ڈالتے "

نپولین نے بڑی کوشش سے اپنے سپاہیوں کو ہر طرح کا آرام پہونچایا۔ ایک دن ایک مارشل کے ہمراہ اُس کا سپاہیوں کی ایک ٹولی کے قریب سے گذر ہوا جو کھانا کھا رہے تھے۔

نپولین نے کہا " میرے رفیقو مجھے امید ہے کہ تم کو عمدہ شراب ملتی ہوگی " اس پر ایک سپاہی بولا " ہاں ملتی ہے لیکن ہم مدہوش نہیں ہوسکتے کیونکہ ہمارا میخانہ تو یہ ہے " اور اُس نے ہاتھ سے ڈینوب کی طرف اشارہ کیا۔ مطلب یہ تھا کہ شراب کیسی ہم تو

پانی بجائے شراب کے پیتے ہیں۔ لیکن شاہنشاہ نے فی سپاہی ایک بوتل دینے کا حکم دیا تھا اور اس جواب سے اُسے تعجب ہوا۔ فوراً تحقیقات کی گئی اور معلوم ہوا کہ چالیس ہزار بوتلیں کمسریٹ کے افسروں نے چرا کر بیچ لی تھیں۔ اُن کا فوراً مقدمہ ہوا اور گولی سے مار دیئے گئے۔



باب چہل و نہم

ویگریم کا معرکہ

(ص)

آرچ ڈیوک چارلس کے خطرہ کی طرف سے بیخبری۔ میک ڈانلڈ کا حملہ۔ بے سے ریز کا مجروح ہونا۔ ویگریم کا میدان جنگ۔ سیوریے کی شہادت۔ بلجیم کے ساحل پر انگریزوں کا اُترنا۔ فرانس کا صلح کی خواہش کرنا۔ نپولین اور مسٹر برینا میں ملاقات۔ آسٹریا سے چوتھا صلحنامہ۔ نوجوان قاتل سکندر کی سرومہری۔ تلوارا میں فرانسیسیوں کی ہزیمت۔ ہنگری کے نام اعلان۔ اسپین میں جنگ۔ اسپین میں انگریزی فوج کی زیادتی اور قواعد سے انحراف۔ پوپ کے نام مراسلہ۔ دربار پوپ کا مخالف ہوجانا روم کا فرانس سے الحاق۔ اٹلی کے اخراجات۔

سنہ ۱۸۰۹ع کی جولائی کی چوتھی تاریخ تاریک اور اداس تھی۔ رات ہوتے ہی ہوا طوفان کی صورت سے چلنے لگی۔ کالے بادلوں سے آسمان اندھیرا ہوگیا اور موسلا دھار مینہ برسنے لگا۔ بجلی بڑی تیزی سے چمکتی تھی اور بادل ایسا سخت گرجتا تھا کہ مخالف فوجوں کے کیمپ ہلے جاتے تھے۔ پس نپولین نے اسی موقع کو مناسب سمجھا۔ اور اُس کے اشارہ کے ساتھ تمام فرانسیسی فوج متحرک ہوگئی۔ آسٹریا کی فوج کو پریشان کردینے کی غرض

ایک ساتھ چند مقامات سے حملے کر دیئے گئے اور نو سو بڑے دہانہ کی توپیں گرجنے لگیں۔ بم کے گولوں کی روشنی بجلی کی چمک سے مخلوط ہوگئی اور نپولین کے توپ خانوں کی گرج بادل کی کڑک سے جا ملی۔ اس سے بڑھ کر جنگ کا مہیب نظارہ کبھی دیکھا نہیں گیا۔ نپولین اپنے گھوڑے پر سوار با استقلال تمام کنارہ پر پھر رہا تھا۔ اُس کے افسروں اور سپاہ میں اُسی کا سا جوش بھر گیا تھا۔ اور سب بے خوف و ہراس اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ مینہ گولیوں اور پھٹنے والے گولوں اور بادل کی گرج اور خوفناک گولہ باری کی کچھ پروانہ تھی جنگ کے اس شدومد سے شروع ہو جانے پر آسٹریا کے دار الحکومۃ وائنا کے باشندے نیند سے چونک پڑے۔ نپولین کو اس کارروائی میں پوری کامیابی ہوئی۔

صبح ہوتے ہی دونوں فوجوں سے عجب موثر نظارہ نظر آنے لگا۔ طوفان ختم ہو چکا تھا اور آسمان بادلوں سے صاف تھا اور موسم گرما کی سب سے زیادہ خوشنما صبح نمودار ہوئی تھی۔ ہزارہا سنگینوں۔ خودوں۔ پروں۔ صیقل کئے ہوئے نیزوں اور خوشنما گھوڑوں کے ساز پر جو میدان میں اُچھل رہے تھے آفتاب کی شعاعیں پڑ رہی تھیں۔ ستر ہزار فرانسیسی سپاہ دریا عبور کر چکی تھی اور میدان جنگ میں صف آرا ہو گئی تھی۔ اور پلوں پر سے پیدل سوار اور توپ خانے اُتر کر میدان میں چلے آ رہے تھے۔ فرانسیسی سپاہی اپنے سردار کے بڑے مداح تھے کہ اُس نے بڑی حفاظت کے ساتھ ڈینوب جیسے دریا کو عبور کیا تھا اور جب نپولین سامنے سے گزرتا تھا تو شاہم زندہ باد کے نعرے مارتے تھے آرچ ڈیوک چارلس کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ بڑی مصیبت کا سامنا پیش آنے والا ہے وہ جانتا تھا کہ کم سے کم ایک شبانہ روز میں فرانسیسی فوج دریا کو عبور کر سکے گی۔ اور اتنے عرصہ میں میں آدھی فوج کو برباد کر دونگا قبل اس کے کہ دوسری فوج مدد کو آئے وہ ویگریم کی بلندیوں پر کھڑا تھا اور اُس کا بھائی شاہنشاہ فرانسس اُس کے قریب موجود تھا۔ اور معاملات کی کیفیت اُس سے پوچھ رہا تھا۔

آرچ ڈیوک نے کہا کہ "فی الحقیقت فرانسیسی فوج کے ایک جزو نے دریا کو عبور کرلیا ہے اور میں نے خود اس حصہ کو دریا اتر آنے دیا ہے"

شاہنشاہ نے کہا "تم نے یہ اچھا کیا لیکن ایسا نہ ہونے پائے کہ بہت سی فوج دریا اتر آئے"

نپولین کے سات پل تیار تھے اور اُس کی فوج نے دریا کو ایسے طریق سے عبور کیا تھا کہ دشمن کے بازو پر پہونچ گئی تھی۔ اور اپنی خندقوں سے اُسے کوئی فائدہ نہ رہا تھا دونوں فوجوں میں تمام دن چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں اور ویگرم کے میدان میں مورچے قایم ہوتے رہے۔ رات ہوئی اور غیر محفوظ فوجوں پر ٹھنڈا اگنا کہر گرنا شروع ہوا۔ میدان میں آگ روشن کرنے کو لکڑی نہ تھی۔ ہر شخص بھیگی ہوئی زمین پر لیٹ رہا۔ اور جاڑے سے کانپ رہا تھا اور جس طرح بن پڑا سویا۔

مگر نپولین نہ سویا اور اس وسیع میدان میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک گھوڑے پر اندھیرے میں پھرتا رہا۔ تاکہ اپنی فوج کے مورچے اپنی آنکھ سے دیکھے۔ آدھی رات کو اُس نے سب مارشلوں کو طلب کیا۔ اور آنے والے دن کے متعلق اُن کو ذرا ذرا ہدایتیں کیں اُس کا اصول تھا کہ ہدایتیں اس طرح دیا کرتا تھا کہ وہ صرف سمجھ ہی میں نہ آئیں بلکہ اُن کے غلط سمجھنے کا امکان باقی نہ رہے۔ تین دن اور تین رات سے اُس نے ذرا بھی آرام نہ کیا تھا۔ دوسرے دن علی الصبح جنگ شروع ہوگئی اور بارہ گھنٹے متواتر تین لاکھ جنگجو توپ اور بم کے گولے۔ گولیاں اور گراب ویگرم کے ڈھالو نو میل وسیع میدان میں پھیلے ہوئے ایک دوسرے کے سینے پر مارتے رہے۔ اور جب پیدلوں پر پیدل اور رسالوں پر رسالے حملہ آور ہوتے تھے تو تلوار پر تلوار اور سنگین پر سنگین بجتی تھی۔ اور گیارہ سو توپوں کے سامنے پلٹنوں پر پلٹنیں گھلتی چلی جارہی تھیں۔ فریقین میں سے کوئی شخص بھی ایسا معلوم نہ ہوتا تھا کہ مہلک گولے گولی کی ذرا بھی پروا کرتا ہو

نپولین ہر موقع پر موجود ہو کر اپنی فوج کا جی بڑھاتا اور اُس کے ساتھ خطرہ میں شریک ہوتا تھا
زمین طرح طرح کے مجروحوں اور مقتولوں سے چھپ گئی تھی اور لغل و اسموں سے چیخیں
مارتے ہوئے مجروح پامال ہو کر خاک میں مل رہے تھے۔ اور فریقین میں ہزار ہا اشخاص
جن کو فتح حاصل کرنے کی تمنائیں تھیں اس خونریز میدان میں ایذائیں جھیل کر طعمۂ اجل بن گئے
اور اب کسی کو یہ بھی یاد نہیں کہ اُن کا نام کیا تھا۔

مسینا گھوڑے سے گر کر بہت مجروح ہو گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے ایک کھُلی ہوئی
گاڑی میں بیٹھا ہوا برابر حکم و ہدایتیں جاری کر رہا تھا اور اُس کے جسم پر جا بجا پٹیاں بندھی
ہوئی تھیں۔ اسی حال میں کہ جنگ بڑے زور شور سے ہو رہی تھی نپولین اپنے نقرہ گھوڑے
کو تیز دوڑاتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہاں سے مسینا اپنے سپاہیوں کو جنگ کی تاکید
کر رہا تھا۔ اور توپ کے گولے نہایت کثرت سے اُس کے گرد برس رہے تھے نپولین
اپنے ولیر مارشل کو اس حال سے دیکھ کر کہ جسمانی تکلیف کی اُس کو کچھ بھی پروا نہ تھی بیساختہ
پکار اُٹھا "اب موت سے کون ڈرنے لگا جبکہ وہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ بہادر اُس کا
یوں مقابلہ کرتے ہیں"۔ شاہنشاہ فوراً گھوڑے سے اُتر پڑا اور مارشل مسینا کے پاس گاڑی
میں جا بیٹھا۔ اور فوج کی ایک خاص حرکت کا حال بیان کر کے کہا کہ اس چال سے ہم کو
فتح ہوگی یعنی نیوسی ڈل کے میناروں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اُس موقع پر ڈوے دسٹ
اپنی آزمودہ کار سپاہ سے دشمن کے میسرہ پر حملہ آور ہوگا اور ہماری پیدل اور سوار فوج
مع بہت بڑے توپ خانے کے دشمن کے قلب میں گھس جائینگے"۔ اور نپولین یہ بات
کہہ رہا تھا کہ اتنے میں سو گھوڑ چڑھی توپیں بڑی تیزی کے ساتھ زمین کو ہلاتی ہوئی آپہونچیں
اور اس توپ خانے کے پیچھے میک ڈانلڈ کی زبردست پیدل پلٹنیں سنگین چڑھائے
موجود تھی اس کے بعد گارڈ کے بکتر پوشوں کی چودہ پلٹنیں ایسی آئیں کہ اُن کی تلواریں
خون میں نہانے کی مدت سے عادی تھیں ان سو توپوں سے غنیم پر مہیب گولہ باری شروع ہوئی اور

(۳۵۴)

سلہ بعد کو یہ فقرہ فوج میں ضرب المثل ہو گیا۔

میکڈانلڈ کی فوج نے بہ استقلال آگے قدم بڑھایا۔ آسٹریا کی فوج سامنے سے ہٹ گئی لیکن بازؤوں پر جم کر اُس نے فرانسیسیوں پر ترچھے گولے برسانا شروع کئے اور اس نازک موقع پر مقابلہ کو خود آرچ ڈیوک چارلس آموجود ہوا۔ ہر موقع پر فرانسیسی صفوں میں بڑے بڑے پرے اُڑنے لگے۔

ہیڈلے صاحب لکھتے ہیں اس سے زیادہ ہولناک منظر نہیں ہو سکتا۔ دونوں فوجوں کی فتح یا شکست اس ایک حملہ کی کامیابی یا ناکامی پر منحصر تھی۔ اور متواتر جلد جلد ایسے گولے برس رہے تھے کہ زبانِ حال سے کہتے تھے جنگ ایسی ہولناک ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے میک ڈانلڈ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ اگرچہ دمبدم اُس کی صفیں گھٹتی جاتی تھیں اور وہ توپ خانہ جو اُس کے آگے جا رہا تھا خاموش ہوتا جاتا تھا۔ اور یکے بعد دیگرے توپیں زمین پر اُتاری جا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ جب میکڈانلڈ ڈیڑہ میل جا چکا تو اب اُس کی حفاظت کو اُس کے سامنے منجملہ سو توپوں کے ایک بھی باقی نہ رہی۔ اور دشمن کا قلب ویسا ہی مستحکم سامنے موجود تھا۔ لیکن اپنے برباد شدہ توپ خانہ کو عبور کر کے وہ اپنی بے پناہ سپاہ کو کھلے میدان میں لے کر دوڑا کہ غنیم کی ترچھی مار اُس کی صفوں کو کھائے جاتی تھی آگے بڑھا اس حالت میں بے رنگ اتلاف جان ہوا۔ ہر باڑہ پر میکڈانلڈ کی صفوں کا اگلا حصہ زمین پر بچھ جاتا تھا اور ترچھی مار سے داہنے بائیں کی صفیں اس طرح کٹ جاتی تھیں جس طرح ریگ کو اپنے کنارہ سے دریا کاٹ لیجاتا ہے۔ لیکن اس حالت پر بھی میک ڈانلڈ صحیح و سالم گھوڑے پر سوار اپنی سپاہ کا سردار بنا ہوا آگے آگے چلا جا رہا تھا اور اُس کی نگاہ دشمن کے قلب پر لگی ہوئی تھی۔ ان ترچھی ماروں سے جو اب زیادہ قریب سے پڑ رہی تھیں فرانسیسی پلٹنوں کا یہ عالم ہو جاتا تھا کہ اسی طرح جیسے کسی بڑے جہاز کو سمندر کی امواج ڈگمگا دیتی۔ اور رُک دیتی ہیں لغزش میں اگر پیچھے کو ہٹنے لگتی تھیں۔ مگر اسی کے ساتھ طنبور و کوس کی پرجوش صدا اور دلیر میکڈانلڈ کی بہادرانہ آواز سے صفیں پھر گھوم پڑتی تھیں اور اپنے سردار کی طرح دلیری اور ہمت سے بھر جاتی تھیں۔ جیسا بہادرانہ اور پرخطر یہ حملہ تھا ایسا کبھی نہ ہوا ہوگا

ہر لمحہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ صفیں اب پراگندہ ہوئیں اور بھاگیں۔"

آسٹریا کی توپوں کے بھی رفتہ رفتہ رُخ اُسی طرح بدلتے گئے جس طرح یہ دھاوا کرنے والی فرانسیسی فوج آگے بڑھتی گئی حتیٰ کہ توپیں متوازی ہو کر حملہ آوروں کے دونوں طرف آتش دیواریں بن گئیں۔ اور فرانسیسی سورماؤں پر اور شدید آگ برسنے لگی۔ لیکن یہ جوانمرد گروہ اپنی صفوں کے اُن مقامات کو جہاں سے ہر باڑھ پر سپاہی اُڑ جاتے تھے بھرتا ہوا برابر قدم بڑھائے چلا گیا۔ اور میکڈانلڈ نے اپنے سپاہیوں کو اپنی طرح اس بات پر آمادہ کر دیا تھا کہ آج یا تو فتح کر لینگے یا مر جائینگے۔ اب میکڈانلڈ نے گھوم کر اپنے گروہ کو دیکھا جس کی تعداد بہت گھٹ گئی تھی اور وہ تنہا دشمنوں کے نرغہ میں کھڑا تھا۔ اُس کی جہانتک نگاہ پہونچی اُسے اپنے مقتول سپاہیوں کی بل کھائی ہوئی قطار ایک بہت بڑے سانپ کی طرح کالی کالی زمین پر بچھی ہوئی نظر آئی۔ سولہ ہزار سپاہ اپنے ہمراہ لے کر وہ چلا تھا اور اب اُس کے ہمراہ صرف پندرہ سو سپاہی باقی تھے۔ اور منجملہ ہر گیارہ کے دس مارے جا چکے تھے۔ یہ دیکھ کر تھکا ہوا سورما پس و پیش کرنے لگا اور بقیہ ہمراہیوں کو متردد اور قائم نگاہ سے دیکھا اور پھر اپنی نگاہ دوڑانے لگا کہ اُس کا شاہنشاہ کس مقام پر ہے۔ کہ اتنی ہی میں اُس نے کیا دیکھا کہ فرانسیسی اولڈ گارڈ یعنی پرانے خاصہ کے رسالے کالی گھٹا کی طرح چڑھے چلے آ رہے ہیں اور بکتر پوشوں کے خود جھلملا رہے ہیں اور اس عین موقع پرست شاہنشاہ نپولین نے یہ لا فتح جمعیت اُس کی کمک کو روانہ کی ہے۔ پھر کیا تھا۔ میکڈانلڈ کے فولادی لبوں سے نعرہ بلند ہوا "ہاں شیرو۔ اب کیا دیکھ رہے۔ آگے بڑھو" اس نعرہ کے ساتھ ہی بوق و قرنا اور دماموں کی کڑک نے بڑے جوش و خروش سے دشمن کی باڑھوں کا جواب دیا اور دوسرے لمحہ میں دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آسٹریا کی فوج کے قلب میں حملہ آور بہادروں کا گروہ گھس گیا۔ لیجئے لڑائی فتح ہو گئی سلطنت فرانس بچ گئی اور آسٹریا کی فوج میں بھاگڑ مچی۔

سیوریرے لکھتا ہے کہ جس وقت جدال وقتال سے ہنگامۂ محشر برپا ہو رہا تھا نپولین اپنی فوج کی سب سے اگلی صفوں کے سامنے اپنے نقرہ گھوڑے پر سوار آیا اور ہوا کی مانند اس سرے سے اُس سرے کو نکل گیا اور پھر آہستہ آہستہ دوبارہ اُدھر سے ادھر کو لوٹ آیا اُس کے گرد گولوں گولیوں کا مینہ برس رہا تھا میں پیچھے پیچھے تھا اور میری نگاہ اسی پر جمی ہوئی تھی اور ہر وقت اور ہر پل یہی خیال تھا کہ شاہنشاہ اب گھوڑے سے گرتا ہے۔ اُس نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جس وقت غنیم کی فوج کے قلب میں شگاف ہو جائے تمامی فرانسیسی رسالے ایک ساتھ حملہ آور ہو کر دائیں بائیں بازو پر جا پڑیں۔"

نپولین دوربین کے ذریعہ سے میک ڈانلڈ کو طوفان آتش میں برابر بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور بیساختہ کہہ رہا تھا "شاباش اور مرحبا ہے اس جوانمرد ویٔں تن پر"۔ میک ڈانلڈ کو اس خونریز میدان میں پورا تین میل جانا پڑا تھا اور آسٹریا کی فوج میں میخ کی مانند وہ گھستا چلا گیا تھا۔ نپولین نیوسی ڈل کے مینار کو بغور دیکھ رہا تھا جہاں سے ڈیوے وسٹ اپنی زبردست فوج کے ساتھ آسٹریا کی فوج کے اُس بازو پر حملہ کرنے کو تھا جو میک ڈانلڈ کی فوج علیحدہ کر دینے کو تھی۔ انجام کار ڈیوے وسٹ کی توپیں مینار کے پرلی طرف نظر آئیں اور اُس کے دوسری طرف کی سطح مرتفع ڈیوے وسٹ کی آتش باری کے دھوئیں میں چھپ گئی۔

یہ دیکھتے ہی نپولین نے فوراً بے اختیار کہا۔ لو جنگ میں ہماری فتح ہو گئی۔ اور بے سیرز کو حکم دیا کہ گارڈ کے رسالوں سے فوراً حملہ کرو۔ گولوں کا دشمن کی طرف سے مینہ تو برس ہی رہا تھا اور جیسے کہ بے سیرز گھوڑا اڑائے ہوئے خیز دھاوے پر جا رہا تھا ایک گولہ آیا اور اُس کے گھوڑے کے لگا۔ اور اُس کو پرزے پرزے اُڑا دیا۔ اور بے سیرز سر کے بل زمین پر جا رہا اور خاک و خون میں ایسا آلودہ ہو گیا کہ سب کو یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا۔ نپولین نے صدمہ سے آنکھیں پھیرلیں اور اپنا گھوڑا موڑ کر پکارا۔ چلو دھاوے پر جاؤ۔ رونے کا وقت نہیں ہے۔ گارڈ کے تمامی رسالوں کے منہ سے غم کی ایک چیخ نکل گئی۔

(۳۵۵)

پھر شاہنشاہ نے سیو یرے کو فوراً بھیجا کہ جا کر دیکھو مارشل بے سیرز زندہ ہے یا نہیں لیکن خدا کی قدرت کہ اس صدمہ سے بے سیرز جھنا گیا تھا لیکن بہت ہی خفیف چوٹ آئی تھی لڑائی کے ختم ہونے پر جب نپولین اس سے ملا تو کہنے لگا "جس وقت تمھارے گولا لگا میرے گارڈ کے سب سواروں کے آنسو نکل آئے۔ لہذا اس گارڈ کا تم شکریہ ادا کرو اور یہ گارڈ تم کو بہت عزیز ہونا چاہیئے"

تین بجے سہ پہر کو میدان جنگ میں چوبیس ہزار مقتول و مجروح اور ۱۲ ہزار سپاہی فرانسیسیوں کے ہاتھ میں اسیر چھوڑ کر آرچ ڈیوک چارلس نے اپنی تمام فوج کو احتیاط کے ساتھ پیچھے ہٹنے کو حکم دیدیا۔ شاہنشاہ فرانس نے واگرس ڈورف کے ایوان سے اس ہولناک جنگ کا تماشا دیکھا تھا۔ اور بڑے اندوہ و غم سے اب وہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور پس پا ہونیوالی سپاہ کی حفاظت میں آگیا۔

نپولین نے یہ کام ایسا حیرت انگیز کیا تھا کہ اس سے بڑھ کر پہلے کبھی نہ کیا تھا اور اسکا حال سنتے ہی تمام یورپ انگشت بہ دندان ہوگیا اُس نے یوروپ کا سب سے زیادہ عریض دریا ایسے ڈیڑھ لاکھ دشمن کے روبرو عبور کیا جس کے پاس ہر قسم کا سامان حرب موجود تھا۔ اور دریا کو ایسی خوبی تیزی اور عین موقع سے عبور کیا کہ دشمن کے مقابلہ میں اُسی کی ہمیں پر برابر تعداد کی فوج صف آرا کر دی۔ اور آسٹریا کی فوج زیادہ تاب مقاومت نہ لاسکی اور آسٹریا تمامی سلطنت فاتح کے بس میں ہو گئی۔

لڑائی ختم ہوتے ہی نپولین نے حسب معمول میدان قتال میں گشت کرنا شروع کیا میدان مجروحوں اور مقتولوں سے چھپا پڑا تھا۔ چوبیس ہزار آسٹریا کی اور اٹھارہ ہزار فرانس کی فوج خون میں شرابور پڑی تھی اور میکڈانلڈ کا راستہ صاف پہچانا جاتا تھا جس میں مقتولوں کا ایک سلسلہ بچھا پڑا تھا۔ مجروح اس کثرت سے ہوئے تھے کہ لڑائی کے چار دن بعد تک نالوں اور اناج کے کھیتوں میں زندہ شخص ملتے رہے۔ وگیرم کا میدان

نو میل لمبا اور تین چار میل چوڑا تھا۔ موسم بہت گرم تھا اور لاشوں پر تیز دھوپ پڑ رہی تھی۔ زخموں پر نہایت کثرت سے مکھیاں بیٹھتی تھیں۔ اور گھنٹوں بلکہ دنوں تک یہ جنگ کے مظلوم طرح طرح کی تکلیفیں جھیلتے رہے۔

شاہنشاہ گھوڑے سے اکثر اُتر پڑتا اور اپنے ہاتھ سے مجروحوں کی خبر گیری کرتا۔ اور شاہنشاہ سے اُس کے سپاہیوں کو ایسی محبت تھی کہ جب وہ دیکھتے کہ شاہنشاہ خود اُنکی نگہداشت میں مصروف ہے اور کلمات تشفی کہتا ہے تو فرطِ شکرگذاری سے وہ رونے لگتے ایک سپاہی کے سر میں گولی لگی تھی اور ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ شاہنشاہ اُس کے پاس پہونچکر گھوڑے سے اُترا اور جھک کر اُس کی نبض دیکھنے لگا اور اُس کے چہرہ اور ہونٹوں سے خون پوچھا۔ قریب مرگ سپاہی کو اُس سے کچھ افاقہ ہوا اور دیکھا کہ شاہنشاہ جُھکا ہوا خود بیمارداری میں مصروف ہے۔ وہ رونے لگا لیکن نقاہت حد کو پہونچی ہوئی تھی۔ اور اسی حالت میں اُس کی روح نے پرواز کیا۔

میدان جنگ کے گشت سے فرصت پاکر اب نپولین نے اُس سپاہ کا معائنہ کیا جو تعاقب میں بھیجے جانے کے لایق تھی۔ اُس کی میکڈانلڈ[1] سے ملاقات ہوئی۔ دونوں کے باہم کچھ عرصے سے ذرا شکر رنجی تھی۔ جو بعض اور لوگوں کی لگائی بجھائی سے اور بڑھ گئی تھی۔ نپولین نے بڑھکر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور کہا "میکڈانلڈ ہاتھ لاؤ اور اب باہمی خیالات کو دل سے دور کردو۔ اور آج سے ہم دونوں سچے دوست ہو گئے۔ اور اپنے قول کی صداقت میں میں تم کو مارشل کرتا ہوں اور تمھارے ضروری لوازمات سپہ سالاری تم کو ابھی بھیجتا ہوں جس کے تم واقعی مستحق ہو" میکڈانلڈ نے فوراً گرمجوشی سے ہاتھ میں ہاتھ لے لیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگا۔ جہاں پناہ۔ اب موت و زلیست میں ہم ایک دوسرے کے شریک ہیں"

[1] میکڈانلڈ اصل میں اسکاٹ لینڈ کے ایک شریف آدمی کا بیٹا تھا۔ جو کلاوڈن کی جنگ کے بعد تخت

نپولین نے مقتولوں میں ایک کرنل کی نعش کو دیکھا جس سے وہ ناراض تھا اور ٹھہر کر اُس کو بغور دیکھتا رہا۔ اور پھر بڑے جوش سے کہنے لگا جس کی داد سر عالی حوصلہ شخص دیگا "کاش جنگ سے قبل اے مرحوم مجھے اتنا موقع ملجاتا کہ میں تجھ سے کہدیتا کہ جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اور میں تیرے متعلق سب باتوں کو بھول گیا"

جب نپولین کو مجروحوں کی طرف سے پورا اطمینان ہوگیا تو سخت محنت اور دھوپ اور بارش اور شبنم میں برابر پھرنے کی وجہ سے اُسے شدید بخار آگیا لیکن چند ہی گھنٹے آرام کرنے کے بعد وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی تعاقب کرنے والی فوج کی رہنمائی کرنے اور اُس سے جا ملنے کو روانہ ہوگیا۔ شدید طوفان آگیا اور موسلا دھار مینہ برسنے لگا۔ لیکن بیمار اور کمزور ہونے کے باوجود نپولین کسی پناہ کی جگہ نہ گیا۔ اور فوراً اپنی فوج سے جا ملا جہاں اُس کو معلوم ہوا کہ مارمونٹ کے پاس آسٹریا والوں کی طرف سے برائے چندے جنگ ملتوی کرنیکا پیغام موصول ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ انتہا درجہ کی مجبوری سے نپولین اس جنگ میں مصروف ہوا تھا اور اس کو ایسی جنگ سے کوئی فائدہ سوائے خطرات کے نہ تھا۔ چنانچہ وہ فوراً راضی ہوگیا۔ سیویرے کہتا ہے "یہ کچھ رواج سا ہوگیا ہے کہ نپولین کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ جنگ کے بغیر اُسے چین نہیں ہے۔ لیکن اُس کے تمامی دور میں سب سے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۵۸۷- انگلستان سے ایک جھوٹے دعویدار کا شریک ہوگیا تھا۔ جب فرانس میں جمہور نے بغاوت کی اور انقلاب واقع ہوا تو میکڈانلڈ نے جمہوری اصول اختیار کر لئے اور فوج میں شریک ہوگیا۔ اور جب نپولین مصر سے واپس آیا تو وہ نپولین کا شریک ہوگیا۔ اس کے بعد مورو نے سازش کی اور شاہنشاہ سے رپورٹ کی گئی کہ میکڈانلڈ نے ایک خاص تقریر کی ہے۔ اسپر شاہنشاہ میکڈانلڈ سے ذرا رک گیا لیکن ویگریم کی جنگ میں اُس نے ایسی داد شجاعت دی کہ مارشل کے عہدہ کا مستحق ہوگیا۔ اور وہ شاہنشاہ کا جاں نثار دوست بنا رہا حتیٰ کہ شاہنشاہ نے فان ٹن بلیو میں سلطنت سے دست کشی کی پھر نپولین کے زوال پر نئی گورمنٹ نے اُس کو فرانس کے نواب کا خطاب دیکر لیجن آف آنر کا چین سیلر کر دیا سوائے بیٹیوں کے اس کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اور پیرس میں ۱۸۴۰ء میں اُس نے انتقال کیا۔ مصنف ۱۲

پہلے جو صلح کی درخواست اور تجویزیں پیش کیا کرتا تھا وہ نپولین ہی تھا۔ اور میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جب کبھی جنگ میں وہ جانے لگتا تھا تو نہایت ہی تاسف کا اظہار کرتا تھا۔"

شاہنشاہ کے خیمہ میں سب مارشل جمع کئے گئے اور صلح کے معاملہ پر بحث شروع ہوئی۔ ایک فریق نے کہا" ہماری فرانس کی جمہوری حکومت کا آسٹریا کا بادشاہ ایسا سخت دشمن ہے کہ کبھی دوست ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ وہ ایسا ناچار نہ کردیا جائیگا کہ ہم کو ستانے کی اُس میں سکت باقی نہ رہے تب تک وہ سنجیدہ سے سنجیدہ عہدناموں کو جب کبھی عہد شکنی سے اُسے فائدہ نظر آئیگا برابر توڑتا رہیگا۔ اور دیانت عامہ کا کچھ لحاظ نہ کرے گا۔ پس ناگزیر معلوم ہوتا ہے کہ متواتر جتھہ بندیوں کا خاتمہ کرنے کی غرض سے آسٹریا کو تقسیم کردیا جاے۔ اسلئے کہ سب جتھہ بندیوں کا مرکز اور گھر وہی ہے۔" دوسرے فریق نے کہا۔ کہ اگر پرنس چارلس بوہیمیا کے کوہستانوں میں چلا جائے تو پروشیا کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ جنگ کا اعلان کردیگا۔ اور ممکن ہے کہ روس بھی شریک ہو جاے۔ پس اس خیال سے کہ جنوبی اور شمالی یورپ میں قطعی جنگ ٹھن نہ جاے آسٹریا سے صلح کرلینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور اسپین کی جنگ کا خاتمہ کیا جاے۔ تاکہ عقب سے فرانس محفوظ ہوجاے اور ہماری دو لاکھ آزمودہ کار سپاہ جو اسپین میں ایک معیوب جنگ میں مصروف ہے آزاد ہوجاے۔

نپولین صبر و خاموشی سے فریقین کی دلیلیں سنتا رہا اور پھر اپنی قطعی راے دیکر جلسہ برخاست کیا۔ یعنی اُس نے کہا" اے شرفا بہت خونریزی ہوچکی اور میں جنگ کو ملتوی کرنے کی درخواست کو منظور کرتا ہوں۔"

چارلس سے دوستانہ خط و کتابت کرنے کے بعد نپولین اسکون برن کو روانہ ہوگیا کہ وہاں پہونچکر صلح کی کوشش کرے اور قطعی سعی سے جنگ کا خاتمہ کردے بڑی حیرت انگیز کوشش سے نپولین نے آسٹریا کے بیچ میں تین لاکھ آراستہ فوج جمع کی تھی۔ اور رسالے کے تھکے ہوے گھوڑوں کی بجاے عمدہ گھوڑے بہم پہونچائے تھے اور سات سو توپیں

مہیا کی تھیں۔ اگرچہ ضرورت کے خیال سے اُس نے ایسی زبردست حربی اور جنگی تیاریاں کی تھیں تاہم اُس نے حتی الوسع یہ کوشش کی کہ جنگ بہت جلد ختم ہو جائے چنانچہ فرانس اور آسٹریا کے وکلاء کا صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے جلسہ ہوا آسٹریا کی طرف سے خط و کتابت میں طوالت کی گئی کیونکہ یہ امید تھی کہ انگریزوں نے اینٹ ورپ پر یورش کی ہے اور اُن کو ایسی کامیابی ہو گی کہ نپولین اپنی افواج کا ایک جزو وہاں بھیجنے پر مجبور ہو جائے گا اور ہم کو جنگ شروع کر دینے کا پھر موقع ملجائیگا۔ اور اسی طرح اگست کا پورا مہینہ ضائع ہو گیا اور صلح کے متعلق کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

۳۱ جولائی کو انگریزی افواج دریائے شیلٹ کے دہانہ پر جزیرہ والچرن میں اتریں لارڈ چیتھم سردار تھا۔ نپولین کی اسیّ ہزار فوج مقابلہ کو روانہ ہوئی۔ کہ حملہ آوروں کو فرانس کی زمین سے نکال دے۔ اگرچہ برناڈوٹ کی خودبینی۔ بلند نظری اور حسد کو نپولین نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا تاہم اُس کی حربی لیاقتوں کی قدر دانی کرتا تھا۔ چنانچہ اس فوج کا سردار اُس نے برناڈوٹ ہی کو بنایا۔ مگر انگریزوں کی اس یورش سے نہ تو نپولین کو کچھ تردد ہی ہوا اور نہ خطرہ ہی ہوا اور اُس نے لکھا۔

” انگریزوں سے جنگ کرنے میں پیش قدمی نکرنا۔ ہر انسان سپاہی نہیں ہوتا ہے نیشنل گارڈ اور رنگروٹ جن میں کافی افسر بھی نہیں ہیں اور توپ خانہ بھی ٹھیک حالت میں نہیں ہے۔ اگر موسم صاحب کی فوجوں کے مقابلہ میں جنگ کرینگے تو ہزیمت اٹھائینگے اسلئے کہ موسم صاحب کی افواج ایسی جرار ہیں کہ میری فوج عظیمہ کے مقابلہ میں جنگ کر چکی ہیں لیس انگریزی افواج کے مقابلہ میں صرف دلدل کے بخار کو چھوڑ دو اور سیلاب سے بھی وہ بہت زیادہ مصیبت میں مبتلا ہونگے اور تم صرف اپنی خندقوں اور مورچوں کے اندر مقیم رہو۔ اور ایک مہینہ میں انگریزی افواج میں ایسا وبائی بخار پھیلے گا کہ پریشان ہو کر خود بخود بھاگ جائینگی۔“

نپولین نے فرانسیسی افواج کو فلشنگ کی حفاظت کی تاکید کی یہ قلعہ دریا کے دہانہ پر واقعہ تھا اور لکھا کہ جب تک دم میں دم رہے یہ انگریزوں کے قبضہ میں نہ آنے پائے تاکہ انگریزی فوج وبائی بخار کے مقام پر رہے۔ اور تم تمام بندوں کو توڑ دو کہ وال چرن کے تمام جزیرہ میں پانی بھر جائے۔ اور اپنے بیڑہ کو ہٹا کر انیٹ ورپ میں لے آؤ لیکن جہازوں کے پیندے دریا کی تہ میں نہ بیٹھنے پائیں۔ اسلئے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ شلیٹ کو اس طرح بچاؤں کہ وہ برباد ہو جائے۔"

اور لیجئے جیسا نپولین نے کہا تھا ویسا ہی ہوا یعنی صرف دس دن میں پندرہ ہزار انگریزی سپاہی بخار میں مبتلا ہو گئے اور کثرت سے مرنا شروع ہوئے۔ شلیٹ کی پیچیدہ دھاروں پر جہاز چڑھانے میں انگریزوں کو ۱۷ دن لگے لیکن اتنے عرصہ میں وہ اپنے پندرہ سو جہازوں کے عظیم الشان بیڑہ کو صرف چند ہی فرسنگ چڑھا سکے۔ اس سے لارڈ چیتھم کو بڑی بیدلی ہوئی کیونکہ اب بخار سے چار ہزار سپاہی مر چکے تھے۔ اور بارہ ہزار مریض انگلستان کو روانہ ہو چکے تھے۔ جن میں سے بہت راہ میں مر گئے۔ اور روزمرہ نئے نئے بیماروں کے نام فہرست میں درج ہو رہے تھے۔ پس افسروں کے باہم مشورہ ہوا اور یہ طے پایا کہ اس مہم سے دست برداری کر کے انگلستان کو لوٹ چلنا چاہئے۔

یہ نتیجہ دیکھکر نپولین کو بڑی خوشی ہوئی اور کہنے لگا کہ میرے اقبال کے ستارہ کو چند عرصہ سے کچھ زوال ہونے لگا تھا۔ لیکن اب وہ پھر عروج پر ہے۔" اور اس نے لکھا:
"عجب خوش قسمتی کا موقع ہے کہ ایسی بڑی مہم کی بدولت انگلستان کی تو بڑی سے بڑی کوشش کا ستیاناس ہو گیا اور ہم کو مفت میں اسی ہزار سپاہ زائد مل گئی جو کسی اور طرح سے نہ مل سکتی تھی۔"

اب آسٹریا کے شاہنشاہ نے دیکھ لیا کہ غیر از صلح کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ دغا شعار بادشاہت نپولین کے اختیار میں تھی اور اس کے پاس ایسی قاہرہ افواج موجود تھیں کہ ان کا کوئی مقابلہ

نہ کر سکتا تھا۔ اور سلطنت کے جملہ مستحکم مقامات اُس کے قبضے میں تھے لیکن باوجود ان تمامی باتوں کے اُس نے فرانسس یعنی آسٹریا کے شاہنشاہ کے ساتھ ایسی فیاضی اور عالی حوصلگی سے برتاؤ کیا کہ اُس کے وہ تذکرہ نویس بھی ستایش سے رطب اللسان ہیں جنہوں نے اُس کے خلاف اپنی زہریلی قلم سے کیا کیا کچھ نہ لکھا تھا۔ چنانچہ مراسلات کو طوالت دینا بے کار سمجھکر فرانسس نے اپنے مصاحب مسٹر بنا کو رازدار وکیل مقرر کر کے نپولین کے پاس بھیجا۔ تاکہ بقول تھیرس صاحب کے " وہ نپولین سے گفتگو کر کے اُس کی کریم النفسی اور نیک نیتی سے فائدہ اٹھائے اور در اصل نپولین میں یہ صفات بڑی آسانی سے متحرک ہو جایا کرتی تھیں بہ شرطیکہ راستی اور شرافت کے ساتھ اُس سے معاملہ کیا جائے "۔ چنانچہ نپولین نے بڑی مدارات کے ساتھ اس وکیل کو لیا اور تکلف کو بالائے طاق رکھ کر نہایت بے تکلفی اور صداقت کے ساتھ اُس سے کہا:-

" اگر تم معاملات ایمانداری سے طے کرنا چاہو گے تو دو دن میں سب کچھ طے ہو جائیگا میں آسٹریا سے کسی بات کی تمنا نہیں رکھتا۔ میرا اس میں کوئی بڑا فائدہ نہیں ہے کہ سیکسنی یا بیویریا میں ملک بڑھا کر دس لاکھ باشندوں کی آبادی اور اضافہ کر دوں۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا اصل فائدہ یا تو اس سے ہے کہ آسٹریا کی فرمانروائی نیست و نابود کر کے۔ آسٹریا۔ ہنگری اور بوہیمیا کی حکومتوں کو جدا جدا کر دوں۔ یا آسٹریا سے گاڑھی دوستی کر کے اُس کو اپنا رفیق کر لوں۔ لیکن تینوں حکومتوں کو جدا کرنے میں بڑی خونریزی ہو گی۔ اور اگرچہ شاید مجھے یہ معاملہ طے تو اسی طرح کرنا چاہیئے کہ تینوں حکومتوں کو جدا جدا کر دوں لیکن تم یقین جانو کہ ایسا کرنیکو میرا جی نہیں چاہتا ہے۔

" دوسری تجویز مجھے پسند ہے کہ آسٹریا کو اپنا رفیق بنا لوں۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ تمھارے شاہنشاہ سے کس طرح توقع ہو سکتی ہے کہ رفاقت کر کے وہ اپنی بات پر قائم رہیگا اپنی ذات سے تو وہ بہت نیک ہے لیکن اُن لوگوں کے ظلم و عداوت سے جو اُس کے

اُس پاس ہیں اُس کا ناک میں دم ہے۔ لیکن ایک صورت ہے کہ وہ سچی اور پکی رفاقت پر قایم رہے۔ یعنی یہ بات مشہور ہے کہ وہ اپنے تاج و تخت سے بیزار ہے۔ پس اُسے سلطنت سے دست بردار ہوکر سلطنت اپنے بھائی گرانڈ ڈیوک ورزبرگ کے حوالہ کردینا چاہئے۔ جس کو مجھ سے محبت ہے اور میں بھی اُسے پسند کرتاہوں وہ روشن دماغ شاہزادہ ہے اور اُسے فرانس سے خواہ نخواہ بغض بھی نہیں ہے اور وزارت یا انگلستان کے بہکانے میں بھی وہ نہ آئیگا پس جیسا میں کہتا ہوں اسی پر عمل کرو اور میں آسٹریا سے چلا جاؤنگا۔ اور ایک صوبہ یا ایک کوڑی کا بھی خواستگار نہ ہونگا۔ اگرچہ اس جنگ میں میرا بہت صرف ہوا ہے۔ اور میں یہی خیال کرونگا کہ خیر خرچ ہوگیا تو ہوگیا۔ یورپ میں امن ہی اس کے معاوضہ میں ہوگیا۔ اور شاید میں اس سے بھی زیادہ رعایت کروں یعنی ٹیرول آسٹریا کو واپس کردوں جس پر بویریا کو حکومت کرنا نہیں آتی"

اثنائے تقریر میں نپولین مسٹر بنیا کو تیز نگاہ سے دیکھتا بھی جاتا تھا۔ اور مسٹر موصوف نے جملہ تقریر کو سُن کر ڈرتے ڈرتے دبی آواز سے کہا" اگر فرانس مناسب سمجھے گا تو فوراً سلطنت سے دست بردار ہو جائیگا۔ اور بجائے اس کے کہ خود سلطنت کرے وہ یہ بات پسند کریگا کہ سلطنت اُس کے جانشینوں کے قبضہ میں جائے لیکن محفوظ رہے"

نپولین نے جواب دیا" بہت بہتر۔ اگر ایسا ہوا تو میں تم کو فوراً تمامی سلطنت دیدونگا اور کچھ اور بھی اضافہ کردونگا اگر تمھارے بادشاہ نے اُس حکومت سے جس سے وہ نفرت ظاہر کرتا ہے دست برداری کرلی اور اپنے بھائی کو دیدی۔ فرمانرواؤں میں جو باہمی ایک دوسرے کا لحاظ ہوتا ہے اُس کی وجہ سے میں خود کوئی تجویز پیش نہیں کرتا۔ لیکن جو خیال میرا ہے اگر اُس کے موافق عملدرآمد ہوا تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس وقت وعدہ کرلیا ہے اُس کو وفا کرونگا۔ مگر باوجود اس کے مجھے یقین نہیں ہوتا کہ فرانسس حکومت سے دست برداری کرلیگا۔ پس ایسی حالت میں کہ ہم تینوں فرمانرواؤں

کو علیحدہ علیحدہ کرنا نہ چاہونگا جس سے میرا خیال ہے کہ جنگ طول کھینچے گی اور ایسی حالت میں کہ آسٹریا سے میری مستقل رفاقت بھی پیدا نہو۔ تو میں تم سے صاف کھول کر کہے دیتا ہوں کہ میں کیا کرونگا۔ گیلیشیا کی اراضیات سے مجھے کوئی منفعت نہیں۔ بوہیمیا البتہ اس سے بھی کم۔ ہاں آسٹریا خاص سے بہت منفعت ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری اور تمھاری سرحدوں میں بُعد واقع ہو جائیگا۔ اٹلی میں فرانس کا یہ فائدہ ہے کہ ٹرکی کی جانب ایک وسیع راہ بحرایڈریاٹک کے ساحل سے کُھل جائیگی۔ بحر روم میں جبتک اثر قایم نہیں ہو سکتا جب تک سلطان ٹرکی پر دباو نہ ہو اور سلطان پر یہ دباو جب تک نہو گا جب تک میں سلطان کا ہمسایہ نہوں میں نے انگلستان کو مغلوب کرنے کی چند مرتبہ کوشش کی اور جب میں مغلوب کرنے کے قریب ہوا تو تمھارے شاہنشاہ نے وہ کارروائیاں کیں کہ میں رُک گیا۔ چنانچہ سمندر کی جانب سے میں قسطنطنیہ پر اثر نہ ڈال سکا پس ضرور ہے کہ میں خشکی میں اپنے مقبوضات کو وسعت دوں۔ اور یہ جو کچھ ہے تمھارے ہی شاہنشاہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ اب ہم آدھی دور پر ملینگے میں نئی نئی رعایتوں پر راضی ہونگا۔ میں مفید مقبوضات سے دست بردار ہو جاؤنگا۔ بوہیمیا کے تین صوبوں پر میرا دعوی تھا۔ اب میں اُن کی بابت کچھ نہیں کہتا۔ میرا یہ اصرار تھا کہ بالائی آسٹریا کو دریاے انمیس تک لونگا۔ جاؤ میں نے وہ بھی چھوڑا۔ اور ٹران۔ اور لنٹز سے بھی دست بردار ہوا۔ اور اٹلی میں کارنتھیا کے ایک حصہ کو بھی چھوڑ دونگا۔ ولیش کو اپنے پاس رکھونگا اور کلےجن فرتھ تمھیں واپس کر دونگا مگر کارنیولا اور دریاے سیو کا بوسینا تک داہنا کنارہ اپنے پاس رکھونگا۔ میں نے تم سے یہ دعوی کیا تھا کہ جرمنی میں بقدر ۲۶ لاکھ باشندوں کے ملک کا اضافہ کرونگا۔ لیکن اب ۱۲ لاکھ باشندوں کے بقدر اضافہ کیا جائیگا۔ اگر تم دو دن کے اندر واپس آجاؤ گے تو میں جمیع معاملات چند گھنٹوں میں طے کر دونگا اور رہے ہمارے مدبران سلطنت تو اگر یہ معاملہ ان کے سپرد کیا جاے تو تا قیامت طے نہوگا اور وہ ہم سے ایک دوسرے کے گلے کٹوائینگے۔"

تھیرس صاحب لکھتے ہیں "اس طولانی اور بے تکلف ملاقات میں نپولین کی مسٹر بنا سے حد درجہ بے تکلفی ہو گئی تھی حتیٰ کہ نپولین نے اُس کی مونچھیں پکڑ کر کھینچیں اور جب وہ رخصت ہوا تو اُس کو گراں بہا تحائف دئیے اور وہ نپولین کا گرویدہ اور شکر گذار گیا"

۱۲ ستمبر کو مسٹر بنا اسکون برن میں نپولین کے پاس فرانسس کا خط لایا۔ جس میں لکھا تھا "نپولین بہت ہی تھوڑی زمین دیتا ہے اور نہایت خفیف رعایت کرتا ہے اگر صلح منظور ہے تو اس سے زیادہ رعایت کرنا چاہئیے۔

یہ پڑھ کر نپولین سے ضبط نہ ہو سکا اور وہ کہنے لگا "تمہارے وزرا کو اپنے ملک کے نقشہ تک سے واقفیت نہیں ہے میں نے تو اپنا دعوے اُتنے بڑے ملک سے چھوڑ دیا جس میں دس لاکھ سے زیادہ آبادی ہے۔ میں نے تو صرف اُس قدر لیا ہے جتنا دشمن کو دریاے پاسا اور ان پر روکنے کے لئے ضروری تھا۔ اور جس سے اٹلی اور ڈول مبیشیا کے درمیان تعلق قایم رہے۔ اور پھر بھی فرانسس سے کہد یا گیا کہ میں نے کچھ رعایت نہیں کی۔ کیسے افسوس اور تعجب کا مقام ہے اور فرانسس کے سامنے ہمیشہ اسی طرح معاملات پیش کئے جاتے ہیں اور اسی طرح دھوکے دے دے کر تو اُس کو جنگ پر آمادہ کر دیتے ہیں اور آخر کار ایک دن یہ نتیجہ ہوگا کہ یہ لوگ فرانسس کو تباہ کر دینگے" اور اسی حالت میں اُس نے فرانسس کو سخت خط لکھا۔ لیکن جب غصہ فرو ہوا تو یہ خط اُس نے فرانسس کو بھیجا نہیں۔ اور مانشیو بنا سے کہا "بادشاہوں کو یہ بات شایاں نہیں ہے کہ جو کچھ انھیں ایک دوسرے سے کہنا ہو وہ لکھکر بھیجیں۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو تم اُس کو سمجھتے نہیں ہو"

آسٹریا کی طرف سے جتنی دیر ہو رہی تھی اور جسقدر بہانے کئے جاتے تھے نپولین کو صاف معلوم ہوتا جاتا تھا کہ آسٹریا کو اُس سے نہایت ہی سخت عداوت ہے۔ اور چاہے جسقدر فیاضی اور عالی حوصلگی سے اُس کے ساتھ برتاؤ کیا جاے لیکن اُس کے عناد میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہو گی چنانچہ اُس نے فوراً احکام نافذ کر دئیے کہ افواج جنگ

کے واسطے تیار ہو جائیں۔ اگرچہ وہ صلح کا بہت ہی آرزومند تھا۔ مگر ساتھ ہی اس کے وہ جنگ سے ڈرتا بھی نہ تھا۔ چند روز خط و کتابت بند رہی لیکن نپولین نے اپنے سفیر مانشیور سیتم پے لی کو بلایا اور اُس سے کہا۔" میں چاہتا ہوں کہ صلح کے بارہ میں خط و کتابت پھر شروع کیجائے میرا منشا یہ ہے کہ صلح ہو جائے۔ چند لاکھ مردم شماری کی کمی بیشی کا خیال مت کرو جس کا آسٹریا کی طرف سے اصرار ہے۔ اچھا اس موقع پر ہم ہی دب جائینگے میں چاہتا ہوں کہ نتیجہ نکل آوے اور معاملہ فیصل ہو جائے۔ اور اچھا یہ جملہ کارروائی میں تمھارے سپرد کرتا ہوں۔ جو جی میں آئے کرو مگر وقت گذرتا چلا گیا یہاں تک کہ آدھا اکتوبر کا بھی مہینہ گذر گیا۔ اور طرفین کے مدبر ملک کے نقشے ہی پر جھگڑا کرتے رہے۔ آخر کار ۱۴۔ اکتوبر کو صلحنامہ پر دستخط ہو گئے۔ اور یہ چوتھا صلحنامہ تھا جو ۱۶ برس کے درمیان آسٹریا نے فرانس کے ساتھ کیا لیکن بہت جلد آسٹریا نے اس صلحنامہ سے بھی اُسی طرح دغا کے ساتھ انحراف کیا جس طرح پہلے کر چکا تھا۔

نپولین کو پورا اطمینان ہو گیا اور اُس نے بڑی صدق دلی سے خوشی کا اظہار کیا۔ دارالحکومتہ میں گھنٹے بجے اور تمام فوجی چھاونیوں میں توپوں کی سلامیوں سے اس صلح کا اعلان کیا گیا۔ اور چوبیس گھنٹے کے اندر نپولین نے وئینا سے کوچ کر دینے کا انتظام کر دیا لیکن اس سے چند روز قبل نپولین اسکون برن میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا کہ اس ٹیپس نامی کوئی انیس برس کی عمر کا جوان آیا اور کہنے لگا کہ میں شاہنشاہ کو ایک عرضی دینا چاہتا ہوں لیکن اُس کو ہٹا دیا گیا۔ مگر وہ بار بار لوٹ کر آتا تھا اور بہت ہی مُصر ہوتا تھا۔ اس سے کچھ شبہ پیدا ہوا اور اُس کو گرفتار کر کے اُس کی جامہ تلاشی کی گئی اور اُس کے پاس ایک تیز چھُری برآمد ہوئی اور ظاہر ہے کہ کسی مجرمانہ فعل کے واسطے پوشیدہ کی گئی تھی۔ اور پھر اُس نے بڑی دلیری سے کہا کہ میرا ارادہ شاہنشاہ کو قتل کر ڈالنے کا تھا۔ یہ معاملہ شاہنشاہ کے حضور میں عرض کیا گیا اور اُس نے جوان کو فوراً طلب کیا۔ یہ جوان قیدی اُس کے

پاس خلوت میں گیا اور شاہنشاہ نے بڑی مہربانی سے پوچھا "میرے قتل پر تم کیوں آمادہ ہوئے کیا میرے ہاتھ سے تم کو کچھ نقصان پہونچا ہے؟"

جوان - نہیں مجھے تو بذات خود کوئی نقصان نہیں پہونچا لیکن آپ میرے ملک کے دشمن ہیں اور جنگ سے اُسے برباد کر ڈالا ہے۔"

نپولین - لیکن پیشقدمی تو تمھارے شاہنشاہ فرانسس نے کی۔ میں نے نہیں کی پس اگر تم فرانسس کو قتل کرتے تو کم ناانصافی ہوتی۔"

جوان - جہاں پناہ - میں تسلیم کرتا ہوں - کہ جنگ کے بانی حضور نہیں ہیں لیکن اگر فرانسس مارا جاتا تو اُس کی طرح دوسرا اُس کا جانشین ہو جاتا - مگر حضور مارے جاتے تو دوسرا ایسا نہیں مل سکتا تھا۔"

شاہنشاہ نے اُس کی جان بچانے کی فکر کی - اور ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "کہ فیاضی اور عالی حوصلگی ایسی صفات تھیں کہ نپولین کی عادات وصفات میں اکثر حیرت انگیزی سے ظاہر ہوا کرتی تھیں - چنانچہ شاہنشاہ نے اس جوان سے پوچھا "کہ اگر میں تم کو معاف کردوں تو میرے قتل کے ارادہ سے باز آؤ گے؟"

اس پرجوش جوان نے جواب دیا - ہاں اگر صلح ہو جائیگی تو بیشک اپنے خیال سے باز رہونگا اور اگر جنگ ہوئی تو باز نہ رہونگا۔"

یہ جواب سنکر نپولین نے ڈاکٹر کوروی سارٹ کے پاس اس جوان کو بھجوادیا کہ ڈاکٹر اس کے دماغ کے متعلق رپورٹ کرے ڈاکٹر نے معاینہ کے بعد لکھا کہ جوان بالکل صحیح الحواس ہے اور اُس کا دماغ درست ہے - چنانچہ یہ جوان پھر قید کردیا گیا اگرچہ نپولین کو خیال تھا کہ اُس کی تقصیر معاف کردے لیکن ہجوم کار سے کچھ ایسی افراتفری رہی کہ جوان فراموشی میں پڑ گیا اور اُس کا معاملہ پھر شاہنشاہ کے حضور میں پیش ہوا اور جب شاہنشاہ پیرس کو چلا گیا تو فوجی کمیشن کے سامنے اُس کا مقدمہ پیش ہوا - جوان اپنی ضد پر ویسا ہی قائم

رہا اور اُس کو سزائے موت [1] دی گئی۔

ایک دن جنرل ریپ دو افسروں کی ترقی کی نپولین سے درخواست کرنے لگا۔ نپولین نے کہا: "میں اتنے حد سے زیادہ لوگوں کو ترقی نہیں دے سکتا۔ بڑھیرا ابھی حال ہی بہت زیادہ ترقیاں ولاچکا ہے" اور پھر لارس ٹن کی طرف مخاطب ہوکر بولا: "کیوں جی۔ ہمارے زمانہ میں ابھی جلد جلد ترقیاں نہ ہوتی تھیں۔ میں برابر کئی سال تک لفٹنٹ ہی رہا تھا"

اس پر جنرل ریپ نے کہا۔ حضور بجا ارشاد ہوا لیکن یہ بھی تو ملاحظہ طلب ہے کہ بدیر ترقی پانے کی حضور نے تو کسر نکال لی۔ بھلا ان بیچاروں کو ترقیوں کا موقع کہاں ملتا ہے۔

نپولین جنرل کی اس حاضر جوابی پر ہنس پڑا اور اُس نے فوراً جنرل ریپ کی درخواست کے موافق دونوں افسرونکو ترقی دے دی۔

نپولین نے وائنا سے رخصت ہوتے وقت حکم دیا کہ تمامی شہر کی فصیلوں کو جن کے نیچے سرنگیں تیار ہوچکی تھیں اُڑا دیا جائے۔ اُس کو خوب معلوم تھا کہ آسٹریا پھر اس کے خلاف مخالفوں کے جتھہ کا شریک ہوگا۔ وائنا کے مجسٹریٹ ایک گروہ بناکر اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور التجا کی کہ یہ فصیلیں نہ اڑائی جائیں۔ لیکن نپولین نے اُن کی درخواست کو نامنظور کیا۔

اُس نے کہا: "ان کا اڑا دیا جانا تمھارے حق میں مفید ہے۔ جب یہ نہونگی تو کسی حملہ آور کو اپنی ذاتی بلند نظری کی سیری کی غرض سے یہ ضرورت نہ پڑیگی کہ شہر پر گولے برسائے

[1] ایلی سن صاحب نے لکھا ہے کہ اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی نپولین کو اسکون برن میں پیش آیا تھا۔ آسٹریا کے ایک نجیب خاندان کی ایک نہایت حسینہ اور جمیلہ جوان لڑکی تھی۔ یہ نپولین کی عظیم الشان شہرت پر ایسی فریفتہ اور از خود رفتہ ہوئی کہ اُس کے وصال کی آتش شوق سے جلنے لگی اور طبیعت پر کسی طرح قابو نہ رہا۔ چنانچہ از خود چلی آئی اور نپولین کے کمرہ میں رات کو داخل ہوگئی۔ نپولین اُس کے بھولے پن سے ایسا متاثر ہوا کہ اُس سے کچھ باتیں کرنے کے بعد اُس کو عفت وعصمت کے ساتھ اس کے مکان پر پہنچوا دیا۔

اسی مرتبہ دیکھ لو۔ مجھے خوذ غم ناک ضرورت پڑی کہ شہر پر گولے برساؤں۔ اگر مخالف شہر کے دروازے نہ کھول دیتے تو یا تو مجھے تمامی شہر برباد کر دینا ہوتا یا اپنی خوذ جان کو معرضِ خطر میں ڈالنا پڑتا۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ میں اُسی چیز کو باقی رکھوں کہ جس کی وجہ سے پھر دوبارہ مجھے دو خطرناک پہلوؤں میں سے ایک پہلو اختیار کرنا پڑے"

ایلی سن صاحب اس فصیلوں کے اُڑائے جانے کا حال اور اُس کے متعلق اپنی رائے بہ فصاحت اس طرح لکھتے ہیں:۔

"خاص بُرجوں کے نیچے سرنگیں پہلے تیار ہو چکی تھیں اور جب وہ یکے بعد دیگرے اُڑائی گئیں تو جہاں انقلابی جنگ میں دوسرے ہولناک اور دلوں پر اثر کرنے والے واقعات پیش آئے ہیں منجملہ اُن کے ایک واقعہ یہ بھی تھا۔ فصیلیں رفتہ رفتہ ہوا میں بلند ہوتی تھیں۔ اور یکایک اُٹھکر مثل کوہِ آتش فشاں کے پھٹ جاتی تھیں۔ اور دھوئیں اور شعلوں سے ہوا بھر جاتی تھی۔ اور پتھروں اور ریختہ کے ٹکڑے اطراف میں گرتے تھے۔ زمین کے اندر ہی اندر گونج ایسی گھٹتی تھی کہ خوف سے کلیجے لرز رہے تھے تمامی برج یکے بعد دیگرے اسی طرح اُڑا دئے گئے۔ اور شہر کے چاروں طرف انبار لگ گئے اور اُن کے گرنے سے شہر میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اس ظالمانہ بربادی کا تمامی شہریوں پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ اور اگر نصف سلطنت نکل جاتی تو اسقدر صدمہ نہوتا۔

شہری ان فصیلوں کو اپنی دارالحکومۃ کی زینت خیال کرتے تھے۔ ان پر سایہ دار درخت لگے ہوئے تھے اور لوگ یہاں تفریح کیا کرتے تھے۔ یہ فصیلیں بڑے بڑے تاریخی کارناموں کی یادگار تھیں۔ اُنھوں نے ترکوں کی تمامی طاقت کا مقابلہ کیا تھا اور میریا تھریسا نے انھیں فصیلوں سے دادِ شجاعت دی تھی۔ پس ایسی گذشتہ شان و شوکت کی یادگاروں کو نہ تو حملہ کے وقت نہ ضرورت ہی کی ساعت میں بلکہ محض ظلم سے اور اُس وقت جبکہ صلحنامہ پر دستخط ہو چکے تھے اُڑا دینا اور خاصکر اُس وقت جبکہ حملہ آور فرانس جانے کی تیاریاں کر رہے

تھے۔ سراسر مذموم ظلم نہیں تھا تو کیا تھا۔ ہر شخص کے دل پر فتح کی شدت و تلخی کا داغ بیٹھ گیا اور ظلم کی فولادی سنان نے قوم کی روح کو چھید ڈالا۔ اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ نپولین نے حربی دور اندیشی سے ایسا کیا تو بھی یہ فعل غیر ضروری تھا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نپولین نے دو مرتبہ حملہ کیا اور دونوں مرتبہ یہ فصیلیں اُس کو نہ روک سکیں۔ اور جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ نپولین آسٹریا سے میل رکھنا چاہتا تھا تو ان فصیلوں کا اڑا دینا نہایت ہی خلاف مصلحت فعل تھا"

وائنا کے صلحنامہ سے نپولین نے بویریا کی سرحدوں کو وسیع اور مستحکم کیا۔ تاکہ اُس کے بے پناہ رفیق پر آسٹریا دوبارہ آسانی سے حملہ نہ کر سکے اور سیکسنی میں پندرہ لاکھ مردم شماری کے بقدر ملک بڑھا لیا۔ اور پولینڈ کے اس آزاد اور نئے جنم دئے ہوئے حصہ کو جسے پروشیا کے چنگل سے رہائی دلائی تھی اس قابل بنا دیا کہ آسٹریا کی تاخت و تاراج سے اپنی حفاظت کر سکے[1]

(۳۵۹)

اٹلی کی نئی فرمانروائی کو آسٹریلک کے رسالوں نے اپنے گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال کر کے خاک میں ملا دیا تھا۔ نپولین نے اُس کے مقبوضات کو بھی بڑھا دیا تاکہ قوی آسٹریا کے حملوں کا مضبوطی سے مقابلہ کر سکے۔ اپنے رفقا کو قوی کرنے سے نپولین کا صرف اسیقدر مدعا تھا کہ وہ خود اور فرانس آیندہ یورشوں سے محفوظ و مامون رہیں۔ اگر نپولین ایسا نہ کرتا تو دنیا انصاف کے ساتھ اُس پر احمق اور بودا ہونے کا الزام لگاتی۔ اور اس سے زیادہ سختی نہ کرنے یا زیادہ ملک پر قبضہ نہ کرنے کی صرف یہی وجہ تھی کہ وہ فطرتاً فیاض اور عالی ظرف تھا۔ اُس نے ایسے اعتدال سے کام کیا کہ دنیا حیرت میں ہو گئی۔ اور دشمن تعجب کرنے لگے لیکن چونکہ یہ دشمن کسی طرح گوارا نہ کرتے تھے کہ کوئی فیاضی نپولین سے منسوب

---

[1] وارسا کی ریاست جسے نپولین نے پولینڈ میں سے پروشیا کے قبضہ سے نکال کر قایم کیا تھا در اصل آزاد ریاست تھی لیکن سیکسنی کے بادشاہ کے زیر حفاظت تھی۔ ۱۲

کی جائے لہذا انھوں نے اُس پر ناروا الزام لگائے۔

لاک ہارٹ صاحب لکھتے ہیں کہ جب ہم نپولین کی قطعی فتوحات کو دیکھتے ہیں جو اس مہم میں اُس کو حاصل ہوئیں اور خصوصاً ویگریم کا معرکہ۔ اور پھر اُن کو اُن شرائط سے جو وائنا کے صلحنامہ سے طے ہوئیں مقابلہ کرتے ہیں تو حیرت انگیز اعتدال کی مثال ملتی ہے۔ بوناپارٹ نے اس کے بعد جلد اپنی ذاتی تاریخ کی حیرت انگیز کارروائیوں میں سے ایک کارروائی سے اُس ملکی توڑ جوڑ کی بہ کثرت تمام تفصیل و شرح مہیا کر دی جو اسکون برن میں عمل میں لائی گئی تھی"

جس طرح مخالفین نے افواہیں اڑائیں کہ نپولین عجب خود رائے عاشق تھا کہ میریا لوئیسا سے اُس کی پہلی شناسائی اور الفت کا اظہار اس طرح ہوا کہ نپولین نے وائنا کو گولوں سے برباد کیا۔ پھر اپنے مقدمہ کی پیروی میں بڑی نرمی سے صلحنامہ کر کے رشوت دی اور پھر اپنی تجویز دل پر یہ مُہر کی کہ دار الحکومۃ آسٹریا یعنی وائنا کی فصیلوں کو بارود سے اڑا کر ڈھیر کر دیا۔[۵]

برخلاف اس کے بورین کی تقلید کرتے ہوئے ایلی سن صاحب لکھتے ہیں کہ نپولین نوجوان کی تیز چھری سے خائف ہو گیا اور اُس نے صلح کر لی۔ نپولین کے قول یا فعل کو بجنسہ لکھ دینے سے تاریخ نگار کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ ان معاملات پر جو کچھ رائیں قایم ہونگی وہ

---

[۵] نپولین نے صلحنامہ پر دستخط تو کر دیے تھے مگر آسٹریا پر اُس کو اعتماد نہ تھا بیرن من ای ویل صاحب لکھتے ہیں" نپولین کو یہ بات بھول نہ سکتی تھی بارہ برس اس سے قبل جبکہ فرانسیسی فوج لیوبن میں پہونچ گئی تھی تو آسٹریا نے صلح کرنے کی التجائیں کی تھیں۔ مگر ادھر نپولین مصر کو روانہ ہوا کہ آسٹریا پھر تیغ بکف ہو کر میدان میں آگیا۔ مگر پھر لیونی ڈائل کی صلح کرنے پر مجبور ہوا یعنی جب ہوہن لن ڈن اور مرنگو میں شکست کھا چکا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ فرانس نے انگلستان پر حملہ کی تیاریاں کیں تو پھر اس صلحنامہ سے پھر گیا۔ اور پھر آسٹرلٹز کی ہزیمت کے بعد صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ لیکن آسٹریا نے پھر اس صلحنامہ سے انحراف کیا یعنی اُس نے نپولین پر عقب سے اُس وقت حملہ کرنا چاہا جبکہ اسپین کے اندر نپولین انگریزی افواج کا تعاقب کر رہا تھا۔ اور اب اس مرتبہ آسٹریا کا بادشاہ صلح نہ کرتا تو کیا کرتا کیونکہ اُس کے دار الحکومۃ وائنا پر نپولین قابض ہو چکا تھا۔ ۱۲

آیندہ نسلیں قایم کریگی۔ اس خاص معاملہ میں دوست و دشمن سب ہی کو تسلیم ہے کہ نہایت ہی مجبوری کی حالت میں نپولین نے اس جنگ کو شروع کیا تھا اور جیسے ہی اس سے ممکن ہوا اُس نے نہایت ہی فیاضانہ شرائط کے ساتھ صلح کر لی۔

چونکہ نپولین نے پولینڈ کی ریاست کو جو زیر حفاظت بادشاہ سیکسنی کے تھی مستحکم کر دیا تھا اور اس سے پولینڈ کی سلطنت کا پھر قایم ہو جانا ممکن تھا۔ لہذا اس بات سے اسکندر بہت ناخوش ہوا۔ لیکن نپولین خوب جانتا تھا کہ اگر روس اور پروشیا کے آہنی چنگل سے پولینڈ کو جسے دونوں نے باہم بانٹ لیا تھا رہا کرنے کا صرف قصد ہی کیا جائیگا تو نہایت ہی خونریز جنگ واقع ہو جائیگی اور اسی لئے باوجود اپنی ہمدردی کے جو پولینڈ سے اُس کو تھی اُس نے اس معاملہ میں ہاتھ نہ ڈالا۔ مگر اسکندر نے بڑی شکایت کی کہ پولینڈ کے پروشیا والے حصہ کو کیوں آزاد کر دیا گیا۔ اور اس سے تمامی پولینڈ کے آزاد و خودمختار ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ خود اسکندر کی طرف سے سرد مہری اور بڑی بیگم کی دن بدن بڑھنے والی مخالفت جس میں امرا بھی شریک تھے اب ایسے آثار ظاہر کر رہی تھی کہ وہ دن قریب آ رہا ہے کہ فرانس کی عظیم الشان شمالی خودسر روس کی سلطنت سے جنگ چھڑ جائیگی۔[1]

---

[1] وائنا کے جدید صلحنامہ سے اسکندر کو بڑی فکر ہو گئی۔ چنانچہ اُس نے نپولین کو لکھا: ”میرے جملہ مقاصد اور اغراض آپ کے اختیار میں ہیں **پولینڈ کی سابق بادشاہت** کے متعلق روس کے اغراض کے بارہ میں جو کچھ آپ نے آرفرتھ اور ٹلسٹ کے مقام پر مجھ سے کہا تھا اُسی کو مکرر کہکر مجھے ضمانت دیجئے۔“ نپولین نے جواب میں لکھا: ”ممکن ہے کہ پولینڈ کی وجہ سے ہمارے باہم کچھ بے لطفی پیدا ہو جائے لیکن دنیا بڑی وسیع ہے ہم دوسرے مقامات پر اپنا من سمجھوتا کر سکتے ہیں۔“ اسپر اسکندر نے فوراً جواب لکھا: ”**اگر پولینڈ کی بادشاہت از سرنو قایم کرنیکا ارادہ کیا گیا تو دنیا بڑی وسیع نہیں ہے**۔ کیونکہ اس معاملہ میں کوئی اور کارروائی کرنا چاہتا ہی نہیں“۔ چنانچہ سینٹ پیٹرز برگ میں ایسا جوش پھیل گیا کہ قومی بغاوت کے منصوبے ہونے لگے اور علانیہ کہدیا گیا کہ اگر اس معاملہ میں اسکندر نپولین کا کہنا مانیگا تو قتل

پروشیا کی اور روسی صوبجات پولینڈ نہ چھین لینے کے بارہ میں ایلی سن صاحب نپولین پر حسب ذیل الزام لگاتے ہیں :-

چند مرتبہ پولینڈ کے قومی ستارے کے تہرتہراتے ہوئے تار کو نپولین نے چھیڑا اور صرف منہہ سے ایک لفظ نکالنے کی دیر تھی کہ وہ لاکھ سارماٹی جانباز اپنے نیزے لیکر اُسکے جھنڈے کے نیچے آکر اُسکے شریک ہوجاتے لیکن نپولین کو یہ جرأت نہوئی کہ سوبیسکی کے تحت کو پہر سے قایم کرتا۔ اور اپنی ادہوری تجویز سے یعنی وارسا کی ریاست قایم کرنیسے اُسکو اُلٹا یہ پہل ملا کہ روس اُسکا قطعی دشمن ہوگیا" تاریخ میں نپولین کے ساتھ ایسی اور اسی قسم کی بے نظر نا انصافیاں ہوئی ہیں یعنی نپولین نے تو یہ کوشش کی کہ بیشمار دشمنوں سے کسیطرح فرانس محفوظ ہو۔ مگر اُسپر کبھی نہ سیر ہونیوالی بلند نظری کے الزام لگائے گئے۔ اور لکھا گیا کہ وہ خون کا پیاسا ہے اور جب اُسنے مغلوب و مفتوح دشمنوں کے ساتھ نرمی کی اور صلح کے وقت گوناگوں رعایتیں کیں تو کہا گیا کہ نپولین بودا اور احمق ہے۔

صلح ہوجانیسے پہلے نپولین کے پاس آسٹریا کا ایک وفد آیا اور التجا کی کہ فرانس کی افواج کا ہم پر بڑا بار ہے۔ اور اس سے ہمکو رہائی بخشی جائے۔

اسکے جواب میں نپولین نے کہا " اے شرفا تمہاری تکلیف سے میں بے خبر نہیں ہوں لیکن میں کیا کروں یہ جو کچھ ہورہا ہے تمہاری ہی گورمنٹ کی کرتوت کا نتیجہ ہے۔ اور میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔ ابھی چار ہی برس ہوئے ہیں کہ آسٹرلٹز کی جنگ کے بعد تمہارے بادشاہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰۲ - کردیا جائیگا۔ نپولین روسیوں کے خیال سے بیخبر نہ تھا۔ پروشیائی پولینڈ کو آزاد کرکے وارسا کی ریاست قایم کرنے پر نپولین پر **نہ سیر ہونیوالی بلند نظری** کا سخت الزام لگایا گیا ہے۔ مگر عجب لطف کی بات ہے کہ یہی مورخ نپولین پر ایسا ہی سخت الزام اس بارہ میں بھی لگاتے ہیں کہ اُسنے پروشیا اور آسٹریا کے مقبوضہ صوبجات پولینڈ کو کیوں آزاد نہ کیا۔ درآں حالیکہ نپولین اگر ایسا کرنے کا ارادہ کرتا تو تمام یورپ جنگ کے طوفان سے درہم برہم ہوجاتا۔ ماخوذ از بگ نن - جلد ہفتم - صفحات ۳۵۱ و ۳۵۲۔

سے صلح ہوئی تھی جس میں اُس نے واثق عہد کیا تھا کہ آیندہ مجھ سے جنگ نہ کریگا۔ اور مجھکو یقین ہو گیا کہ یہ صلحنامہ مستقل طور سے قایم رکھا جائیگا مگر تم دیکھ لو کہ تمھارے بادشاہ نے اب کیا گل کھلایا۔ پس اگر مینے بھی اُس صلحنامہ کی شرائط کو توڑا تو کسی طرح مورد الزام نہیں ہو سکتا ہوں۔ اگر مجھے تمھارے بادشاہ کی صداقت اور راستی پر پورا اعتماد نہوتا تو میں آسٹریا کی زمین کو چھوڑ کر چلا نہ جاتا۔ بادشاہوں کو جمہور کی طرف سے حقوق عطا کئے جاتے ہیں لیکن اُسی لمحہ سے وہ حقوق ضبط کر لئے جاتے ہیں جس لمحہ سے بادشاہ اُن حقوق کا بڑا استعمال کرنے لگتے ہیں اور قوموں پر ایسی ایسی مصائب نازل کرتے ہیں جیسی تم اب آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔"

(۳۲۰)

وفد کے اراکین میں سے ایک رکن نے فرانسس کی طرفداری میں تقریر کی اور اپنی تقریر کو ان لفظوں پر ختم کیا: "چاہے کچھ کیوں نہو جائے لیکن ہم اپنے نیک نہاد بادشاہ فرانسس کو چھوڑ نہیں سکتے۔"

نپولین نے جواب دیا "افسوس تم میری بات کو ٹھیک سمجھے نہیں۔ تم تو اس علوم متعارفہ کی جس کو مینے بیان کیا غلط تعبیر کرتے ہو۔ کیا میں نے یہ کہا ہے کہ تم میں اپنے بادشاہ کی محبت کی طرف سے خامی ہے؟ خدا ایسا نہ کرے۔ اُس کے اچھے یا بُرے حال میں جاں نثار بنے رہو۔ لیکن جب تم پر مصیبت پڑے تو فریاد و شکایت کا لفظ مُنہ سے مت نکالو اور اگر شکایت یا فریاد کروگے تو اُس کے یہی معنی ہیں کہ تم اپنی مصائب کا بانی اپنے بادشاہ کو خیال کرتے ہو۔"

جس زمانہ میں صلح کی خط و کتابت ہو رہی تھی نپولین کو اطلاع ملی کہ ولنگٹن نے فرانسیسی فوج کو ٹلاویرا میں شکست دیدی۔ نپولین اپنے جنرلوں کی کارروائیوں پر جو وہ اسپین میں کر رہے تھے بہت ناخوش ہوا۔ اور کہا "ان لوگوں کو اپنی ذات پر بڑا بھروسہ ہے۔ اگرچہ میری بابت لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مجھ میں حربی عمدہ اور فایق لیاقت ہے تاہم میں کبھی خیال نہیں کرتا کہ اُس دشمن کے مقابلہ میں بھی جس کو شکست دینے کا میں عادی ہو گیا ہوں میرے پاس

کافی فوج جمع ہو گئی ہے۔ میرا تو یہ اصول ہے کہ جہاں تک امکان میں ہوتا ہے اتنی فوج اپنے پاس جمع کر لیتا ہوں۔ مگر اس کے برخلاف ان جنرلوں کا یہ حال ہے کہ ایسے دشمن کے مقابلہ میں جس سے واقف نہیں ہوتے اُس کی فوج کی آدھی تعداد اپنے ہمراہ لے کر حملہ کر دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ حماقت اور کیا ہو سکتی ہے اب ہی یہ بات کہ میں ہر جگہ موجود رہوں تو یہ کیسے ممکن ہے[1]۔

ہنگری والوں کا نپولین کے پاس ایک وفد آیا اور التجا کی کہ ہنگری کو اپنی حفاظت میں لے کر آسٹریا کی غلامی سے آزاد کر دیجئے۔ نپولین نے اس مسئلہ پر غور کیا تھا۔ اور ہنگری کے تخت پر آسٹریا کے شاہنشاہ کے بھائی آرچ ڈیوک ورزبرگ کو بٹھا لینے کا قصد کیا تھا۔ کیونکہ آرچ ڈیوک نپولین کا مداح اور اُسی کے اصولوں کا شخص تھا۔ جب آسٹریا کی طرف سے یہ کوشش ہوئی کہ ہنگری کے باشندوں کو اُبھار کر نپولین کی مخالفت پر آمادہ کیا جائے تو ہنگری کے باشندوں کو نپولین نے حسب ذیل اعلان بھیجا۔

[1] اسپین کا ایک ضروری اور کارآمد شہر چند اشخاص کی نمک حرامی اور کمانڈر کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے ہاتھ سے نکل گیا کیونکہ شہر کی کمزور حالت کو نمک حراموں نے دشمن پر ظاہر کر دیا تھا۔ اس مقام کا نام روزا تھا۔ نیپر صاحب لکھتے ہیں "ان نمک حراموں کو میک ڈانلڈ نے گولی سے مروا دیا۔ اور کمانڈر کو بھی جس کی غفلت سے یہ مقام ہاتھ سے نکل گیا تھا سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ لیکن نپولین نے جسے بڑی بے ایمانی سے سخت ظالم کہا جاتا ہے اور جو اس سے پہلے جنرل ڈیوپانٹ کے سزائے موت کے حکم کو منسوخ کر چکا تھا۔ اس موقع پر بھی جنرل گلٹ کے سزائے موت کے حکم کو مسترد کر دیا اور اُسے معاف کر دیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایسے رحم کی مثال اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ کیونکہ جنرل ڈیوپانٹ کی وجہ سے تو ایک فوج ستیاناس ہو گئی تھی اور جنرل گلٹ کی بدولت ایک ضروری اور کارآمد مقام ہاتھ سے نکل گیا اور یہ دونوں باتیں نپولین کے مقاصد اور تجاویز کے لئے مہلک تھیں۔ اور اس کے علاوہ نہایت مجرمانہ بھی تھیں۔ اور اس بات میں شک ہے کہ کوئی دوسرا یورپ کا تاجدار ایسے حالات میں نپولین کی طرح عالی ظرفی اور رحم کی مثال دکھا سکتا۔" خونخوار نپیر جلد ۳ صفحہ ۱۶

ہنگری کے باشندو - تمہاری خود مختاری کا وقت آپہنچا - میں تمہارے سامنے صلح اور امن پیش کرتا ہوں تمھارا ملک بدستور قایم رہیگا - تمہارے قوانین آئین میں کچھ دست اندازی نہ کی جائیگی قانون یا تو بجنسہ قایم رہینگے یا حسب ضرورت وقت سے اُن میں کچھ ترمیم و اصلاح ہو جائیگی - میں تم سے کچھ نہیں چاہتا - میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمھاری قوم آزاد اور خود مختار ہو جائے - تم پر صرف اسی وجہ سے مصیبت آئی کہ تمھارے ملک کا تعلق آسٹریا سے ہوگیا اور آسٹریا ہی کی وجہ سے دور دور ملکوں میں تمھارا خون بہا - آسٹریا کی موروثی حکومتوں کے مفاد کی بدولت تمھارے عزیز ترین مقاصد قربان ہو گئے - آسٹریا کی سلطنت میں تمھارا ہی ملک سب سے عمدہ ہے تاہم اُسے ایک ماتحت صوبہ خیال کیا جاتا ہے - تمھارے قومی رسم و رواج ہیں تمھاری قومی زبان ہے - اور تم کو قدیم اور مشہور آغاز کا افتخار حاصل ہے - پس اپنے وجود کو ایک قومی وجود کی طرح پھر قایم کرو - اپنے انتخاب سے اپنا بادشاہ مقرر کرلو - جو تمہارے درمیان رہکر صرف تمھارے واسطے حکومت کرے "

رخصت کے وقت نپولین نے وائنا کے باشندوں کو بھی ایک اعلان بھیجا - اور اُس میں اُن کا شکریہ اُس کے متعلق ادا کیا کہ مجروحوں کی اُنھوں نے بڑی توجہ سے تیمارداری کی تھی - اور اس بات پر تاسف کا اظہار کیا تھا کہ وہ باشندوں پر سے بار کم نہ کر سکا سیویرے لکھتا ہے "کہ شاہنشاہ کا قصد تھا کہ حوالی شہر میں چبوترے بنوا دیتا جس کی بہت ضرورت تھی - اور وائنا میں اپنی یادگار چھوڑ جاتا لیکن اس کام کی اُسے مہلت نہ ملی "

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا کہ "اگر آسٹرلٹز میں مجھے فتح نہ ہوتی تو تمام پروشیا مجھ پر ٹوٹ پڑتا اگر مجھے جینا میں فتح نہ ہوتی تو آسٹریا اور اسپین مجھ پر پیچھے سے حملہ کر دیتے - اور اگر مجھے وگریم میں فتح نہ ہوتی گو وہ قطعی نہ تھی تو روس میری رفاقت سے دست بردار ہو جاتا اور پروشیا مجھ پر حملہ آور ہوتا - اور اینٹ ورپ کے سامنے انگریز تو موجود ہی تھے -

"تاہم فتوحات کے بعد میں کیا کیا کرتا تھا ؟ - میں یہ کرتا تھا کہ آسٹرلٹز کی فتح کے بعد میں نے

اسکندر کو رہا کر دیا اگرچہ میں اُس کو اسیر کر سکتا تھا۔ جینیا کی فتح کے بعد پروشیا کے شاہی خاندان کو میں نے تخت پر قایم رکھا اور یہ تخت وہ تھا جس کو میں فتح کر چکا تھا۔ وگریم کی فتح کے بعد مینے آسٹریا کی سلطنت کو پارہ پارہ کر دینے سے درگزر کیا۔ اگر یہ سب باتیں فیاضی سے منسوب کی جائیں تو سخت قلب اور زیادہ سیانے مدبر مجھے بیشک مورد الزام قرار دینگے۔ مگر میں ایسے مدبروں کے خیال کو مسترد کئے بغیر یہ کہتا ہوں کہ میرے تو اور اور بلند تخیلات تھے۔ میں چاہتا تھا کہ تمامی یورپ کے اسی طرح مقاصد متحد ہو جاتے جس طرح مخالف فریقوں کے مقاصد میں نے فرانس میں ایک کر دیے تھے۔ میری بلند نظری ایک دن قوموں اور بادشاہوں کے مابین ثالث کا کام کرنے والی تھی۔ پس ضرور تھا کہ میں ایسے کام کرتا کہ وہ سب میرے شکرگذار ہوتے اور میں ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر ایسا کرنے میں یہ ضرور تھا کہ بعض کی نگاہ میں میری توقیر کم ہو جاتی۔ مجھے ان سب باتوں کی خبر تھی۔ لیکن میں توی اور بے خوف تھا۔ تھوڑی سی عام شکایت کی مینے پروا نہ کی۔ جو پائدار شکایت نہ تھی۔ اور مجھے یقین تھا کہ جمہور ضرور بالضرور میرے حامی ہو جاینگے۔

مینے ایک بڑا قصور کیا وہ یہ تھا کہ وگریم کی فتح کے بعد آسٹریا کی طاقت کو اور زیادہ گھٹا نہ دیا۔ اور فرانس کی مخالفت میں وہ اتنا قوی رہا جتنا رہنا نہ چاہیئے تھا اور ہماری بربادی اُسی کی وجہ سے ہوئی۔ اس فتح کے دوسرے ہی دن مجھے یہ اعلان کر دینا چاہیئے تھا کہ صلح صرف اس شرط پر ہو سکتی ہے کہ آسٹریا ہنگری اور بوہیمیا کی حکومتیں جدا کر دی جائینگی"

ادھر آسٹریا میں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں جن کا بیان ہوا۔ ادھر اسپین میں زیادہ شدت سے جنگ شروع ہو گئی تھی۔ نپولین کے رخصت ہوتے ہی انگریزوں اور اسپین کے باغیوں کے دل بڑھ گئے۔ اور قوی امید کرنے لگے کہ باقیماندہ افواج کو بھی نپولین آسٹریا میں طلب کرنے پر مجبور ہو جائیگا اور اُنھوں نے زور شور سے جنگ پھر شروع کر دی۔ جوزیف بوناپارٹ ویسے تو نہایت ہی لایق اور متین شخص تھا مگر سپاہی نہ تھا۔ نپولین کے جنرل اس بات کو اچھی طرح

جانتے تھے اور اس کے حربی انتظامات پر اُن کو اعتماد نہ تھا۔ پس چونکہ ایسا کوئی سپہ سالار نہ تھا جس کی برتری مسلّمہ ہوتی لہٰذا جنرلوں کے باہم جھگڑا ہو گیا۔ چونکہ نپولین کو ایس لنگ۔ لوبا اور ویگرم کی ٹکروں سے قطعی فرصت نہ تھی اسلئے سپین کے اُن معرکوں کا انتظام جو اٹھارہ سو میل کے فاصلہ پر دریاے ٹیگس اور ڈورو پر ہو رہے تھے وہ نہ کر سکتا تھا۔

ڈیوک آف ولنگٹن جو اُس وقت سر آرتھر ویلزلی کہلاتا تھا تیس ہزار انگریزی سپاہ لے کر پرتگال میں آیا اور اپنے گرد ستر ہزار پرتگالی سپاہی جو مذہبی جوش سے مدہوش تھے جمع کر لئے مارشل سولٹ کے پاس صرف ۲۶ ہزار فرانسیسی سپاہ تھی اور نہایت ہی خون ریز معرکے شروع ہوئے۔ بدلے سے بدلہ لینے کا اشتعال ہوتا تھا۔ اور اُن ظلموں۔ مصیبتوں اور خونریزیوں کا تصور میں بھی آنا محال ہے جن سے ملک برباد ہو رہا تھا حتی کہ مجروح فرانسیسی سپاہیوں کو عورتیں پکڑ کر طرح طرح کی تکلیفیں دیکر پارہ پارہ کر ڈالتی تھیں اور سڑکوں کو اُن کی لاشوں سے خراب کرتی تھیں۔ دیہات میں آگ لگائی جاتی تھی۔ چیخیں مارتی ہوئی عورتوں کا تعاقب کیا جاتا تھا اور اُن کی عزت بگاڑی جاتی تھی۔ گھوڑوں کے سموں سے بچے پامال کئے جاتے تھے اور گراب سے اُن کے جسم پرزے پرزے ہوتے تھے وہ کراہتے اور روتے تھے اور سواے شور طوفان کے اُن کے حال زار پر کوئی رونے والا نہ تھا۔ اب انسان کی اپنے بنی نوع سے جنگ نہ تھی بلکہ شیطان کے مقابلہ میں بھوت جنگ کر رہے تھے۔ فرانسیسی اور انگریزی افسر ہرچند سعی کرتے تھے کہ ایسے مظالم کا انسداد کریں لیکن کچھ نہ ہوتا تھا اور اُن کو معلوم ہو گیا تھا کہ بدمعاشوں کو آمادہ جنگ کرنا تو آسان ہے لیکن پھر اُن کو شیطنت اور شرارت سے روکنا آسان نہیں ہے اور ڈیوک آف ولنگٹن نے نہایت ہی سخت الفاظ میں اپنی انگریزی گورنمنٹ کو شکایت لکھی کہ "میری فوج ہرگز میرا کہنا نہیں مانتی اور نافرمانی کرتی ہے"

اُس نے لکھا کہ "میری بہت دنوں سے یہ راے ہے کہ انگریزی فوج فتح اور شکست دونوں کی متحمل نہیں ہے چنانچہ میری راے کی ایک شق کی تصدیق موجودہ فوج کے چال چلن سے

پوری پوری ہوگئی جس کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ فوج نے تمام ملک کو لوٹ لیا ہے اور مجھے اس بات سے بڑی فکر ہوگئی ہے۔"

اس کے بعد اُس نے لارڈ کاسل رے کو پھر لکھا "۳۱ مئی ۱۸۰۹ء۔ فوج نے بے حد بدچلنی ظاہر کی ہے۔ یہ بے تمیز ٹھیر رہے کہ فتح کی برداشت کرنے کا جس میں ظرف نہیں ہے۔ اور اُسی طرح سرجان مور کی شکست کو بھی یہ انگریزی فوج برداشت نہ کرسکی تھی۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ قابو میں آئے۔ لیکن اگر مجھے کامیابی نہوئی تو میں سرکاری طور سے اس کی شکایت کرونگا اور ایک یا دو پلٹنوں کو ذلت کے ساتھ انگلستان روانہ کرونگا انھوں نے چاروں طرف لوٹ مار مچا رکھی ہے۔"

۱۷۔ جون کو اُس نے پھر لارڈ کاسل رے کو لکھا جو اُس وقت سکرٹری آف اسٹیٹ تھے "فوج کی بے اعتدالیوں کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس طرف سے مجھے سخت ضرورت ہے۔ اور اس فوج کی طرف ملک معظم کے وزرا کو توجہ کرنا لازم ہے۔ سپاہیوں نے جو بے عنوانیاں اور ظلم کئے ہیں اُن کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ باوجود بہتر بلیغ کوشش کے بھی یہ حال ہے کہ کوئی قاصد یا کوئی افسر ایسا نہیں آتا جو اُن سپاہیوں کے نئے نئے ظلم و زیادتیوں کی خبر نہ دیتا ہو جو پیچھے چھوڑے گئے ہیں اور کوچ کئے ہوئے آرہے ہیں کسی قسم کا ظلم ایسا نہیں ہے جو ان سپاہیوں نے اُسی قوم کے ساتھ نہ کیا جنھوں نے ہمارا دوستوں کی طرح استقبال کیا باوجودیکہ ان سپاہیوں کو منجانب سرکار ہر طرح کا آرام پہنچانے اور ضروری اشیا دینے کا نہایت اچھا انتظام رہا ہے اور ان کی طرف سے یہ عذر پیش نہیں کیا جاسکتا کہ اُن کو کسی طرح کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے اُنھوں نے ایسا ظلم کیا۔"

سب کو تسلیم ہے کہ فرانسیسی فوج بہت زیادہ نیک چلن رہی۔ انگلستان کے سپاہی نہایت ہی ذلیل طبقہ کے جمہور سے بھرتی کئے گئے تھے۔ لیکن اس کے خلاف حربی قاعدہ کے موافق فرانسیسی سپاہی اچھے اور تعلیم یافتہ طبقہ سے فوج میں لئے گئے تھے۔ پرتگال کے مظالم

سپاہیوں نے اسپین کے باشندوں کی زندگی غیر قابل برداشت کر دی کیونکہ پرتگالی مے نوش اور عیاش تھے اور اسپین والے باقاعدہ اور باترتیب گروہ کے رہنے والے تھے۔ خود پرتگال کے خوش حال لوگ جو امن چین کو پسند کرتے تھے ان لوگوں کو خوف کی نگاہ سے دیکھتے تھے اُن کو صاف معلوم ہو گیا کہ پرتگال کی سو گھڑ بھلائی ہیں انگریز صرف اسلئے مستعد ہوئے ہیں کہ اپنی تجارت اور قوت کو فروغ دیں۔ اور اُنھوں نے بڑے سخت لفظوں میں شکایت کی برطانیہ اعظم نے اپنی اور پرتگال کی خونخوار اور مہیاک چڑیلیں ہمارے مظلوم اور مصیبت زدہ ملک پر بے لگام چھوڑ دی ہیں۔"

تھیرس صاحب لکھتے ہیں۔"کہ اگرچہ اسپین اور پرتگال والے فرانسیسیوں کو پسند نہ کرتے تھے اور اُن کو اجنبی خیال کرتے تھے تاہم اگر وہ انگریزوں میں اور فرانسیسیوں میں سے ایک کو اپنے لئے منتخب کر لینے کو مجبور کئے جاتے تو فرانسیسیوں کو نسبتہً چھوٹی مصیبت خیال کرکے منتخب کرتے اور جنگ کے ختم کرنے اور زیادہ آزاد حکومت حاصل ہونے کی امید سے اسی انتخاب کو ترجیح دیتے۔ اور پرتگال کے برے گین زا حکمرانی کرنے والے خاندان کو جب بادشاہ اور دربار ہی نسزا ہوئے تھے ایک خالی ڈھکوسلا خیال کیا جارہا تھا۔ اور جس خاندان کے نام کو انگریز صرف اسلئے رٹے جاتے تھے کہ پرتگال کو درہم برہم کر دیں۔"

انگریزوں کی کارروائی سے جو اُنھوں نے کی تھی نہ اسپین ہی والے شکرگزار تھے اور نہ پرتگال ہی والے۔ لارڈ ولنگٹن نے لکھا۔"کہ اُس فوج کی خدمات سے جو میرے زیر کمان ہے سوائے ناشکری کے پرتگال کی گورنمنٹ اور حکام کی جانب سے کسی اور بات کا اظہار نہیں ہوا۔ حال میں حکام و بوانی وہاں نے جب اُن کا اختیار اور قابو چلا ہے۔ ہمارے افسروں اور سپاہیو پر ظلم کیا ہے۔ مگر میں توقع کرتا ہوں کہ ہم نے پرتگال کی سب سے آخر حالت کو دیکھ لیا۔" اور کرنل سنے پیر صاحب لکھتے ہیں۔" اسپین اور پرتگال کی گورنمنٹوں کے باہم رشتہ ہمدردی بس اسی قدر ہے کہ دونوں کو انگریزوں سے نفرت ہے جنھوں نے دونوں کو بچایا ہے۔" مختصراً

(۹۶۲)

کہ انگریزوں نے اپنے بعید از شرافت فعل سے اسپین اور پرتگال کے تختوں پر سب سے زیادہ ظالم خود سر بادشاہوں کو بٹھایا اور اس فعل کا صلہ یہ ملا کہ دونوں نے توہین اور ظلم کیا۔

نپولین نے اپنے دشمنوں کو پھر زیر کیا تھا۔ اور پھر وہ بڑے بڑے خطرات کے سامنے تھا۔ اور ان خطرات کو وہی خود سب سے بہتر دیکھ رہا تھا۔ انگلستان جس پر صلح کی التجاؤں سے کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور جو اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا اپنے حملے کر رہا تھا۔ اور بڑی جدوجہد سے حقوقِ جمہور کے بڑے حامی نپولین کے مقابلہ میں نئے نئے امرائی یورپ میں جتھے قائم کرنے کی تدبیروں میں لگا ہوا تھا۔ اور صاف کھلی آواز سے کہہ رہا تھا کہ جمہوری اصول یورپ کے ہر ایک تخت کو اُلٹ دینگے۔[1]

جس زمانہ میں نپولین اپنی فوج کو دوگریم کی جنگ کے لئے جزیرہ لوبامیں ترتیب دے رہا تھا اٹلی کے ساحل پر ایک انگریزی بیڑہ منڈلا رہا تھا اور موقع کا منتظر تھا کہ آسٹریا کو وہاں مدد دے پوپ علانیہ طور سے فرانس کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا تھا اور پوپ کے قاصدوں نے اسپین اور ٹیرول کے کاشتکاروں کو ابھار کر جنگ پر آمادہ کر دیا تھا۔ اب سخت خطرہ درپیش تھا کہ انگریز اپنی فوج کو اٹلی کے ساحل پر اتار کر آسٹریا کی فوج اور اٹلی کے اُن لوگوں سے

---

[1] رچرڈ کوب ڈن صاحب ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں مجھے افسوس ہے کہ یہ دعویٰ پیش کرنا کہ ہم انگریز صرف اپنی حفاظت کی غرض سے جنگ میں مصروف ہوئے واقعات تاریخی کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ اگر آپ سرکاری کاغذات ملاحظہ فرمائینگے جن میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا تو اس کی تصدیق ہو جائیگی۔ اور یہ بات بھی بھولنے کی نہیں ہے کہ ہماری تاریخ آیندہ اُن لوگوں میں جانے والی ہے جن کی جماعت اُس کو پڑھ کر فیصلہ کریگی اور ہم لوگوں کا اُن پر کچھ دباؤ نہ ہوگا الا جہاں تک انصاف اور حق ہماری طرف ہو اور اس فیصلہ کا کہیں مرافعہ نہ ہوگا۔ اور اس سے میری مراد صاف آیندہ نسلوں کی اجتماعی عقل اور اخلاقی ذکاوت سے ہے۔ معاملۂ زیر بحث میں ہم واقعات کی شہادت ہی سے اقرار کرنے پر مجبور نہیں ہیں بلکہ خود اُن لوگوں کے اقرار و تصدیق اس کثرت سے موجود ہیں جو اس جنگ کے بانی اور شریک تھے کہ اب شبہہ کی بھی گنجایش باقی نہیں رہی کہ ہم نے مدافعانہ جنگ نہیں کی بلکہ جارحانہ جنگ کی اور جمہور کی رسالے کو بزور مغلوب کرنا چاہا۔ اور جنگ چھیڑنے کی وجہ اگر سب سے زیادہ بد ترین نہیں ہے تو بد ترین فوراً

جو شاہی فریق کے طرفدار تھے مل جائینگے اور اٹلی اور نیپلس کی نئی فرمانروائی کو برباد کر دینگے۔ پس نپولین نے پوپ کو حسب ذیل مراسلہ بھیجا۔

"شاہنشاہ کو امید ہے کہ اٹلی۔ روم نیپلس۔ اور ملان جارحانہ اور مدافعانہ باہم متحد ہو کر جزیرہ نما اٹلی کو جنگ کی مصائب سے محفوظ رکھیں گے اگر تقدس پناہ اس تجویز سے اتفاق فرمائینگے تو تمام دقتوں کا فیصلہ ہو جائیگا اور اگر بارگاہ سامی سے یہ تجویز مسترد اور نامنظور فرمائی گئی تو اس کے معنی یہ سمجھے جائینگے کہ جناب کو اتحاد سے انکار ہے اور شاہنشاہ سے صلح رکھنا نہیں چاہتے اور اعلان جنگ کر رہے ہیں جنگ کا پہلا نتیجہ فتح ہے اور فتح کا پہلا نتیجہ انقلاب حکومت ہے کیونکہ اگر شاہنشاہ روم کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور ہوا تو کیا روم فتح نہ کر لیا جائیگا اور ایسی حکومت نہ قایم کی جائیگی جو دشمنوں کے مقابلہ میں اٹلی اور نیپلس کا ساتھ دے؟ پس اٹلی کی حفاظت کی شاہنشاہ کے پاس اور کونسی تدبیر ہے کیونکہ یہ بات دوراندیشی سے بعید ہے کہ دو ممالک کے درمیان تیسری ایسی حکومت موجود ہو جہاں دشمن آئیں اور یہ حفاظت تمام اپنے انتظام کریں۔ اگر جناب والا نے انکار پر اصرار کیا اور یہ تبدیلیاں لازمی اور ضروری ہوئیں تو آں جناب کے مذہبی اختیارات پر ان کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ جناب روم کے بشپ (لاٹ پادری) کے عہدہ پر آپ اسی طرح ممتاز رہینگے جس طرح آپ کے پیش رو آٹھ سو برس سے رہے ہیں"

لیکن پوپ نے اتحاد سے قطعی انکار کیا اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ یہ دیکھکر نپولین نے ایک فرمان جاری کر دیا کہ روم کی ریاست کا فرانس کی سلطنت سے الحاق کر دیا جائیگا۔ اس معاملہ میں نپولین کی طرف سے جو کچھ عذر پیش کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس کارروائی کی علانیہ ضرورت تھی۔ پوپ کسی فریق کا شریک نہ تھا لیکن پھر بھی فرانس کے دشمنوں کو مدد دیتا تھا۔ ہزارہا خطرات کے بیچ میں نپولین یورپ کے متحدہ بادشاہوں کے مقابلہ میں تنہا تھا۔ لہذا اپنی حفاظت کی غرض سے اس نے ایسے لوگوں کے ساتھ سختی کی جو اس کے دشمنوں کو خفیہ امداد دیتے تھے۔ چونکہ اسے بدنامی کا ڈر تھا اس نے اپنے اس خودسر فعل کی وجہ کا یورپ میں یوں اعلان

کیا۔" روم کے فرماں روا (پوپ) نے انگلستان کے مقابلہ سے ہمیشہ انکار کیا اور جزیرہ نما اٹلی کی حفاظت کے لئے اُس نے اٹلی اور نیپلس کے فرمانرواؤں کی شرکت نہ کی دونوں سلطنتوں کی جنگ اور افواج اٹلی اور نیپلس کی لڑائیوں کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اُن کے تعلقات اور باہمی خط و کتابت کے درمیان کوئی اور مخالف حکومت باقی نہ رہے[1]۔"

چنانچہ فرانسیسی افواج روم میں داخل ہوگئیں اور وہاں سے اُنھوں نے انگلستان اور اسٹریا کے سفیروں کو نکال دیا جو پوپ کے دربار میں سازشیں کر رہے تھے۔ پوپ صاحب نے اس زیادتی کا یہ جواب دیا کہ ایک فرمان جاری کر کے فرانس کو مذہب کے حلقہ سے نکال پنچایت باہر کر دیا۔ مزاج کے مزاج میں تو تندی تھی ہی اُس نے بھی پوپ کو گرفتار کر کے اٹلی سے خارج کر دیا

[1]- نیپلس میں ایک فرانسیسی نے اپنے ایک انگریز دوست سے کہا کہ میں فرانس جاتا ہوں کوئی کام ہو تو مجھ سے فرما دیجئے میں وہاں دو روز میں پہونچ جاؤنگا۔"

انگریز دوست تعجب سے" ایں! دو دن میں؟ مجھے تو خیال تھا کہ آپ روم جاتے ہیں۔"

فرانسیسی" آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں روم کو ہی جاتا ہوں۔ اور روم کا شاہنشاہ نے فرانس سے ایسا الحاق کر لیا ہے کہ روم کوئی غیر مقام نہیں ہے۔"

انگریز۔ فرانس میں تو کوئی میرا کام نہیں ہے لیکن ہاں اگر آپ کا انگلستان میں کوئی کام ہو تو فرمادیجئے۔ کیونکہ میں انگلستان جاتا ہوں اور وہاں آدھے گھنٹہ میں پہونچونگا۔"

فرانسیسی۔ ایں۔ انگلستان اور آدھ گھنٹے میں پہونچوگے۔؟"

انگریز۔ ہاں آدھے گھنٹہ میں پہونچونگا۔ کیونکہ اتنے عرصہ میں میں سمندر میں پہونچ جاؤنگا۔ اور سمندر کا انگلستان سے ایسا الحاق کر دیا گیا ہے کہ وہ کوئی جدا شئے نہیں ہے۔"

پس غور کا مقام ہے کہ خود انگلستان نے تو دنیا کے وسیع سمندروں کو اس طرح قبضہ میں کر رکھا تھا۔ لہٰذا انگلستان کو لازم تھا کہ نپولین کے ساتھ کچھ تو انصاف اور رحم کیا ہوتا جس نے تمامی یورپ کے مقابلہ میں صرف اپنے تئیں بربادی سے بچانے کو طوعاً و کرہاً پوپ کی ریاست کا فرانس سے الحاق کیا تھا۔ ۱۲۔ مصنف

نپولین اُس زمانہ میں جزیرہ لوبا میں تھا اور اس جبر اور ناروائی کے ماجرے کو سن کر سخت افسوس کرنے لگا۔ لیکن چونکہ وہ اپنے تئیں تقدیر کا بندہ سمجھتا تھا اس لئے اس کارروائی کو بھی اُس نے مشیت کی طرف سے خیال کیا۔ کہ اب تمام اٹلی کا نظم و نسق ٹھیک ہو جائیگا اور اٹلی کے دو کروڑ باشندے ایک قوم بن کر آزاد حکومت قایم کر لینگے اور روم کو اپنا دارالحکومۃ بنائینگے۔ واقعی یہ خیال بڑا پُر آب و تاب اور جوش دلانے والا تھا۔ اور یورپ کی خوش حالی کا پیش خیمہ تھا۔ اور اغلب تھا کہ یوں ہی ہوتا۔ پوپ سئے وونا بھیج دیا گیا تھا۔ یہ مقام خلیج جینوا پر واقع ہے اور یہاں پوپ کی رہایش کے لئے ایک محل آراستہ کر دیا گیا تھا۔ اور پھر زیادہ احتیاط کی غرض سے وہ فان ٹین بلو پہونچا دیا گیا۔ نپولین کو پوپ کا بڑا خیال تھا۔ اور اُس کے عادات و خصائل کے متعلق کلمات تعظیم و تکریم استعمال کرتا تھا۔ اُس نے حکم دیدیا تھا کہ پوپ پائس کا نہایت احترام و ادب کیا جاوے۔ بیس لاکھ فرانک سالانہ اُس کے مصارف کے لئے مقرر کئے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا سامان آرائش بھیجا اور معقول خدمتگاروں وغیرہ کا انتظام کیا اور شاہی محل میں بہ حفاظت لیکن بڑی شان و شوکت سے اس کو مقیم کیا۔ اُس نے حکم دے دیا تھا کہ پوپ کے جو پسند ہو کرے۔ تمامی مذہبی رسوم اور ارکان ادا کرے اور باشندوں کو جو حصول برکت یا اُس کے سلام و قدمبوسی کو بڑے بڑے گروہوں میں آتے تھے اُس کے پاس جانے سے نہ روکا جاوے۔ پس نپولین نے اگرچہ پوپ کی گرفتاری پر پہلے افسوس کا اظہار کیا تھا لیکن اب اُس کی اسیری کی جوابدہی اپنے ذمہ لے لی۔

(۳۶۳)

نپولین نے روم کی رہنے والی مخلوق میں جو خواب غفلت میں سوئی ہوئی تھی اپنی جان ڈال دینے والی روح پھونک دی۔ بہت سے ذی ہوش شخصوں کو مذہبی حکومت کی غلامی سے رہائی ملنے پر بڑی خوشی ہوئی لیکن متعصب اور مذہبی جوش سے تاثیر پائے ہوئے لوگ البتہ اس گستاخی پر جو ہادیِ دین کی شان میں کی گئی تھی خائف ہو گئے تاہم اُس وقت بھی بہت لوگ ایسے تھے اور بہت اب بھی موجود ہیں جو مذہبی حکومت سے تنگ تھے۔ وہ ملکی اور جمہوری آزادی کے لئے ترس رہے تھے۔ چنانچہ روم کے باثر لوگوں کا ایک وفد نپولین کے پاس گیا

اور اپنا اطمینان ظاہر کیا اور مبارک باد دی۔

شاہنشاہ نے جواب دیا "میرے دماغ میں تمھارے آبا و اجداد کے کارنامے بھرے ہوئے ہیں اور پہلی ہی مرتبہ جب میں کوہستان الپس کے اُس طرف آؤنگا تو میری خواہش ہے کہ چند روز تم لوگوں میں قیام کروں۔ فرانس اور اٹلی پر ایک ہی قسم کی حکومت ہونا چاہیئے۔ تمھاری رہنمائی کے لئے تم کو ایک قوی شخص کی ضرورت ہے۔ اور اگر میرے ہاتھ سے تم کو فائدہ پہنچا تو میری خوشی کا موجب ہوگا۔ تمھارا لاٹ پادری وہی ہے جو گرجا کا سردار ہے جس طرح میں تمھارا شاہنشاہ ہوں۔ اور خدا کی چیزیں خدا کے سپرد ہونا چاہیئے اور بادشاہ کے کام بادشاہ کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔"

روم میں جو قرن ہا قرن سے متبرک خیال ہوتا چلا آیا ہے نپولین نے بڑی بڑی اصلاحیں اور رفاہ کے کام کئے۔ اُس کے عزم و ہمت نے روم کے نامور قدماء کا رنگ دوبارہ دکھایا ہر مقام پر محنت اور حرفت کا بازار گرم نظر آنے لگا۔ رفاہ اور آرایش کے کاموں پر کمال توجہ کی گئی۔ بیشمار پُرانی یادگاریں جو صدیاں گذر جانے سے ویران و فراموش ہوگئی تھیں نئے سرے سے بارونق بنائی گئیں۔ بڑا اور عالی شان جوپیٹر Jupiter کے مندر کا مینار اور جوپیٹر اسٹیٹر کے مندر کے ستون جن پر خس و خاشاک چڑھ رہے تھے از سر نو صاف و درست کئے گئے اور آفتاب کی ضو میں اپنی چمک دمک دکھانے لگے۔ اسی طرح کولی سیم کی وسیع عمارت صاف و درست کرائی گئی اور دنیا کو قدیم صنعت کے کرشمے نظر آنے لگے۔ قدیم فورم جن عمارتوں کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتا تھا مسمار کر دی گئیں۔ اور روم کی جملہ عمارتوں کی تحقیقات کر کے اُن کو بربادی سے بچا لیا گیا۔ اسلئے کہ نپولین اس معاملہ میں خاص سلیقہ اور ہوشیار نگاہ رکھتا تھا۔ قرینل کے ایوان پر زر کثیر صرف کیا گیا۔ فوراً دل پسند اور کافی پولیس کا انتظام کیا گیا۔ اور اُس نے فوراً اُن بدنظمیوں کا انسداد کیا جو پوپ کی دارالحکومتہ میں پھیلی ہوئی تھیں اور قسطنطین کی محراب سے لے کر اپنین کے

تک دورویہ خوبصورت قطاروں میں درخت نصب کیے گئے۔ اور پھر وہاں سے فورم تک لگائے گئے اور پونٹائن کی دلدلوں کا پانی نکالنے میں شاقہ محنت کی گئی۔ یہ ایسی دلدل تھی کہ بیماری اور موت کا گھر تھی۔ پھر دریاسے ٹائبر کا رخ پھیرنے اور فنون کے بے بہا خزانوں کو جنھیں گوتھ حملہ آوروں نے دریا کی امواج میں غرق کر دیا تھا نکالنے کی تیاریاں کی گئیں۔ پس انصاف کرنا چاہیئے کہ نپولین تو مخلوق کی ترقی کی یہ فکریں کر رہا تھا اور اسی نپولین کو پامال کرنے کی متحدہ یورپ کی طرف سے کوششیں ہو رہی تھیں۔

سر والٹر اسکاٹ کہتے ہیں:۔ "نپولین خود اٹلی نژاد تھا[1]۔ اور اپنا اٹلی نژاد ہونا اس طرح ظاہر کرتا تھا کہ ہمیشہ اٹلی والوں کی بھلائی چاہتا رہا۔ اور اُس کے انتظام سے جب اور جہاں فائدے پہونچے اٹلی والوں کو سب سے زیادہ پہونچے۔ اور اگر یہ بات انصاف کے ساتھ پوری ہو سکتی تھی تو نپولین کا بڑا اور عالی یہ خیال تھا کہ اٹلی کی مختلف ریاستوں کو ملا کر ایک سلطنت قایم کر دے اور اُس کا دارالحکومۃ روم ہی کو بنائے"۔

اُس کو یہ بھی توقع تھی کہ یہ قدیم شہر مسمار عمارتوں سے جن سے وہ چھپ گیا تھا صاف کر دیا جائیگا اور قدیم یادگاریں باقی رکھی جائینگی اور جہاں تک ممکن ہو گا اُس کی قدیمی عظمت ازسرنو قایم کی جائیگی۔

---

[1] سر والٹر اسکاٹ کا بیان صحیح نہیں ہے۔ نپولین فرانسیسی تھا اور اُس کے بزرگ اٹلی کے تھے۔ مصنف ۱۲۔

باب پنجاہم

جوزفائن کی طلاق

۳۶۳

مورخ کا فرض۔ افعال و اقوال۔ جوزفائن کو اطلاع۔ شاہنشاہ اور یوجین کی ملاقات۔ طلاق کا باضابطہ عمل میں آنا۔ ملکہ کی رخصت۔ شاہنشاہ کے خطوط۔ مال مسین میں نپولین اور جوزفائن کی ملاقات سینٹ ہلینا میں نپولین کی گفتار۔

نپولین کے تذکرہ نویس کا فرض ہے کہ اُس کے اقوال و افعال کو بجنسہٖ نقل کر دے۔ اُس کے اقوال بھی ایسے ہی حیرت انگیز ہیں جیسے اُس کے افعال تھے۔ دونوں سے اُس کی انوکھی عادت پر یکساں اثر پڑتا ہے۔ اور خوش نصیبی سے اُس کے افعال میں تردید کی گنجائش نہیں ہے وہ سب کو تسلیم ہیں دنیا کی نگاہ اُس پر تھی۔ دنیا میں اختلاف ہے تو بس صرف ان دو باتوں میں ہے کہ آیا جو کچھ اُس نے کیا اُس کو اس کا حق تھا یا نہ تھا اور وہ کونسے اغراض تھے جن کی وجہ سے اُس نے یہ کام کئے۔ ان صفحات میں کوئی ایسا اہم واقعہ مجھے ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ نپولین کے مخالف سے مخالف تذکرہ نویس کو تسلیم نہو۔

۳۶۴

خود نپولین کے اپنے بیان اور اپنے افعال کی شرحیں جو اُس نے کی ہیں اسی طرح

مصدقہ ہیں۔ اُس کے الفاظ جہاں تک لکھے گئے وہ پلیٹ ڈی لوزرنی۔ سیویرے۔ ڈیوک آف رووِیگو۔ کالن کورٹ۔ ڈیوک آف ولینزا۔ بیرن میں اِی وِل۔ ڈچیز آف ایبرانٹی۔ جنرل لوئی بوناپارٹ۔ جنرل کونٹ مان تھولون۔ ڈاکٹر او میرا۔ کونسٹانس کیس۔ ڈاکٹر اینٹو مارچی اور دوسرے اشخاص کی تحریروں سے لئے گئے ہیں جو نپولین کے پاس رہتے تھے اور اُس کے مُنہ سے باتیں سنتے تھے۔ جب طلاق کے غم اندوز واقعہ کو ہم لکھنے بیٹھتے ہیں تو تاریخ کے ایک کاتب سے ہماری حیثیت زیادہ نہیں ہوتی۔ پس جو جو منظر پیش آئے اور جو جو لفظیں مُنہ سے بولی گئیں وہی لکھی جاتی ہیں۔

سیویرے ڈیوک آف رووِیگو نپولین کے مخفی خیالات سے بہت زیادہ واقف تھا اور اُن اغراض کا حال جن سے شاہنشاہ پر اثر پڑا اس طرح لکھتا ہے :-

" نپولین کے پندرہ برس پیشتر کے تعلقات کے توڑنے کے متعلق جو اُس نے اپنی بیوی سے قطع کئے جو اُس کی زندگی کی شریک تھی اور اُس کے اور اُس کے نہایت ہی اُسوں ایام میں رفیق رہی تھی ہزارہا مہمل قصے گھڑ لئے گئے ہیں۔ شاہی خاندان سے نپولین کا تعلق پیدا کرنا اُس کی بلند نظری سے منسوب کیا گیا ہے۔ اور حاسدوں کو یہ بات دنیا میں مشتہر کرنے سے مسرت ہوئی کہ اپنی بلند نظری پر نپولین نے ہر شئے کو قربان کر دیا۔ لیکن یہ رائے سر تا پا غلط ہے۔ اور اس بارہ میں نپولین کے ساتھ بھی اُسی طرح ناانصافی کی گئی جس طرح سب لوگوں کے ساتھ کی جاتی ہے جو غیر معمولی بلند مراتب حاصل کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ سچی کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ نپولین کو جوزفائن سے علیحدگی اختیار کرنے میں جس کو وہ جان کی طرح پیار کرتا تھا ایسا روحانی صدمہ پہنچا کہ تمام عمر میں کبھی کسی بات سے نہیں پہونچا۔ اور اُن مقاصد کا جن کی وجہ سے قطع تعلق کرنے پر وہ مجبور ہوا میں آیندہ ذکر کرتا ہوں اور اس میں ذرا جھوٹ نہیں ہے کہ اگر نپولین کے امکان میں کوئی دوسرا پہلو اختیار کرنا ہوتا تو وہ اُسی کو اختیار کرتا اور جوزفائن سے تعلق قطع نہ کرتا۔ جب نپولین نے فرانس کا تاج پہنا تو عموماً لوگوں

نے اُس کے خلاف رائے ظاہر کی۔ اور خیال کرلیا گیا کہ اُس کے ہر ایک فعل میں خودغرضی تھی۔ مگر لوگوں کی یہ بڑی بھاری غلطی ہے اس بات کا تو میں اوپر تذکرہ لکھ آیا ہوں کہ کیسی مجبوری سے اُس نے طرزِ حکومت کو بدلا تھا۔ اور اگر اُس کو یہ ڈر ہوتا کہ انتخابی گورمنٹ کے لابدی نتیجے یعنی فریق بندی اور باہم نفاق نہ پیدا ہو جائینگے تو وضع حکومت کو جو انقلاب کا پہلا پھل اور فتح تھی وہ کبھی نہ بدلتا۔

"جس وقت سے اُس نے بادشاہت اختیار کی اُس نے ایسی افادہ گاہوں کو برابر مستحکم کیا جن سے جمہور کے حقوق مساوی ہو گئے اور پُرانے خیالات پر نئے خیالات کا رنگ چڑھ گیا باوجود اس کے وہ شاہنشاہی کرتا رہا۔ اور اُس طرز حکومت کے متعلق جیسا نپولین نے اختیار کیا تھا اُس کے عہد کے ختم ہونے پر اختلاف آرار باقی نہیں ہے۔ لیکن اتنا کہنا کافی نہیں ہے۔ نپولین کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ اُس کی جانشینی کا مسئلہ ایسا صاف ہوجاتا کہ اُس کے مرنے کے بعد کسی دعویدار کو جھگڑے کی گنجایش نہ رہتی۔ کیونکہ اگر یہ مسئلہ غیر طے شدہ رہجاتا تو بیرونجات سے ذرا سا اشارہ ہی ہم فرانسیسیوں کے باہم نفاق از سرِ نو قایم کردینے کو کافی ہوجاتا۔ اسی میں بس اُس کی بلند نظری تھی جس کو ذاتی کہہ لو کہ اپنا کام وہ اولاد کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ اور سلطنت کے قیام کی غرض سے جس کی بنا خود اُس کے عظیم الشان کارناموں پر تھی اُس کو اپنے وارث کے ہاتھ میں دینا چاہتا تھا۔ اُس کی اس بات کی طرف سے آنکھیں بند نہ تھیں کہ اقتدار سے حسد کرکے بادشاہوں نے ہمیشہ اُس سے صرف اسی لئے لڑائیاں لڑیں کہ اُس کو برباد کردیں۔ اور اُس کا زوال ہوتے ہی ضرور ایسی بڑی سلطنت پاش پاش ہوجاتی جس کو انقلابی خطرات دفع کرکے اُس نے قایم کیا تھا اور پھر انقلاب کے حامیوں سے یہ اقتدار قایم نہ رہ سکتا تھا۔

"شاہنشاہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لیکن ملکہ جوزیفائن کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی اور ان میں سے کسی کو جانشین کرنے کا خیال اُس کے دل میں ہرگز جاگزین نہ ہوسکتا تھا۔

کیونکہ وہ اُن دشواریوں کو جانتا تھا جن سے اُس کو مقابلہ کرنا پڑتا - اگر اُس کے خاندان میں صرف یہی دو ملکہ کے بیٹا بیٹی ہوتے اور کوئی اور نہ ہوتا تو اپنا ترکہ یوجین کو دے دینے کا وہ بندوبست کر لیتا - لیکن یوجین کو جانشین بنانے کا اُس نے اسلئے خیال نہ کیا کہ اُس کے اور قریبی رشتہ دار موجود تھے - اور اُن میں نفاق پیدا ہوتا اور اسی نفاق سے بچنا اُس کا خاص مقصد تھا اُس کو انھیں وجوہ سے خیال ہوا کہ کسی بڑی اور طاقتور سلطنت سے یگانگت پیدا کرے تاکہ اگر سلطنت معرضِ خطر میں ہو تو وہی اُس کی مددگار اور حامی ہو جائے اور بربادی سے بچالے اور اس سے اُسے یہ بھی اُمید تھی کہ جنگ کے سلسلہ کا اختتام ہو جاویگا اور سب باتوں سے بڑھ کر اُس کی یہی آرزو تھی کہ اب جنگ نہ ہو - پس یہی اسباب تھے جن کی وجہ سے نپولین پُرانے تعلقات کو قطع کرنے اور طلاق دینے پر مجبور ہوا - اس سے اس کے ذاتی مقاصد کم دابستہ تھے - فرانس میں ترتیب و انتظام قایم رکھنا زیادہ مدِ نظر تھا - اُس کو اکثر خیال رہتا تھا کہ ملکہ سے اس قصد کا کس طور پر اظہار کیا جائے اور ہمیشہ اس کے اظہار میں وہ پس و پیش کرتا رہا - اُس کو ملکہ کے نازک اور محبت بھرے ہوئے خیالات کے نتائج کا کھٹکہ لگا ہوا تھا اور یہ اُس سے کبھی دیکھا نہ گیا کہ کوئی اُس کے سامنے اشکباری کرے اور وہ اس کو کڑے دل سے برداشت کرلے "

• انقلاب نے فرانس کی اخلاقی حالت کو بہت خراب کر دیا تھا شادی کے بعد زوجیت کے تعلقات میں جیسی مسیحی مذہب کی رو سے وقعت بڑھ جاتی ہے اب فرانس میں ویسی وقعت کا لحاظ باقی نہ تھا - تھیرس صاحب لکھتے ہیں کہ اگرچہ ملکہ جوزفین سے فرانسیسی لوگوں کو اُسی طرح الفت تھی جیسے ایک زبردست بادشاہ کی خوش خصال - نیک نہاد ملکہ سے ہوا کرتی ہے - تاہم فرانسیسیوں کی یہ خواہش تھی کہ شاہنشاہ دوسری شادی کرلے تاکہ تخت و تاج کا وارث پیدا ہو جاے - اور یہ بات ملکہ کے حق میں افسوس ناک تھی اور فرانسیسیوں نے ملکہ اور شاہنشاہ کی خواہشوں سے اپنے تئیں محدود نہ کیا "

جمہور کے خیالات کا یہ حال تھا اور ان سے شاہنشاہ کو خطرہ تھا۔ اُس نے آرچ چینسلر کیمبے سیرز کو بلایا اور اپنے قصد کا اُس پر اظہار کیا۔ طلاق کے بارہ میں اُس نے وجوہ بیان کئے اور کہا یہ تو سب کچھ ہے جو میں نے کہا لیکن مجھے اس پختہ رشتۂ الفت کو قطع کرنے کے خیال سے جانکاہ صدمہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ طلاق کی رسم کی تکمیل ایسی احسن صورت سے عمل میں آئے کہ وہ جوزیفائن کی حتی الوسع عزت اور محبت کو قایم رکھ سکے میں اور کچھ نہیں چاہتا جو بدنما طلاق کی صورت میں ظاہر ہو صرف اتنی بات چاہتا ہوں کہ زوج اور زوجہ کے باہمی تعلقات قطع ہو جائیں اور یہ بات باہمی رضامندی سے عمل میں آوے اور یہ باہمی رضامندی صرف بہبود سلطنت کی غرض سے ہو۔ جوزیفائن کو ایک ایوان دیا جاوے تاکہ شاہانہ وضع سے وہ شہر سے باہر رہے اور سالانہ تیس لاکھ فرانک اُس کے مصارف کے واسطے مقرر ہوں۔ اور اُس ملکہ کے بعد جس سے اب میں شادی کروں جوزیفائن سب سے اعلیٰ درجہ کی شاہزادی متصور ہو۔ اور میری خواہش ہے کہ وہ میرے قریب میرے سب سے زیادہ رفیق قلبی کی طرح رہے۔"

آخر کار جوزیفائن کو بھی اطلاع دینے کا مہلک دن آ پہونچا۔ نومبر ۱۸۰۹ء کا آخر دن تھا۔ ملکہ کے کان تک تو اس بلاد مصیبت کی خبریں پہلے ہی پہونچ چکی تھیں۔ اور وہ سراپا غم کی تصویر بن رہی تھی۔ نپولین اور جوزیفائن اس زمانہ میں فانٹین بلو میں مقیم تھے۔ یہ برسر رسیدہ مصیبت ایسی منحوس تھی کہ خود ایوان پر ایک قدرتی اداسی اور سناٹا چھایا ہوا تھا مہمان بھی رخصت ہو گئے تھے اور آنے والی سرما کی ناگوار سرد ہوا میں جنگل کے بے برگ درختوں پر سنسناتی ہوئی چل رہی تھی۔ سیل اشک تنہائی ہوئی جوزیفائن صبح سے اپنے کمرہ میں تنہا تھی نپولین اپنی ستائی اور غمزدہ بیوی کے سامنے جانے کی ہمت نہ کرسکا اور وہ بھی اپنے اس کمرے میں اکیلا رہا۔ آخر کار دسترخوان پر دونوں جمع ہوئے۔ دونوں خاموش بیٹھے تھے۔ عجب کھانا تھا کہ کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا

۹۵

یہ آنکھ اُٹھا کر ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ حسب قاعدہ مختلف کھانوں کی قابیں آتی تھیں اور اُسی طرح بے چکھی ہوئی واپس جاتی تھیں۔ دونوں کے دل کا حال زردیِ رُخ سے ہویدا تھا۔ سنگ مرمر کے بت کے مانند جوزیفائن خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ جوزیفائن کی خاموشی کا ادھر یہ حال اُدھر نپولین دردِ دل سے سوگوار چپ اور خاموشی کے عالم میں چھری کی دھار سے ایک گلاس کے کنارہ کو کھنکار رہا تھا۔ آخر کار یہ کھانا بھی بڑھایا گیا۔ اور ملازم رخصت ہوئے۔ اور نپولین نے اُٹھ کر دروازہ بند کیا اور اب دونوں تنہا رہے۔ نپولین کے چہرہ پر مُردنی چھا گئی تھی اور بدن کی بوٹی بوٹی کانپتی تھی اور اسی حالت سے وہ ملکہ کے قریب آیا اور اُس کا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور ایسی آواز سے جس میں لغزش پیدا ہو گئی تھی کہنے لگا۔

" جوزیفائن میری پیاری جوزیفائن تم جانتی ہو جیسی میں نے تم سے محبت کی ہے اور یہ صرف تمھارا ہی طفیل تھا کہ دنیا میں مجھے چند ساعتیں خوشی کی کبھی میسر آئی ہیں۔ جوزیفائن میری تدبیر پر تقدیر غالب ہے اور قسمت میں یہی لکھا ہوا ہے کہ فرانس کی خیریت اور بہبودی پر اُن چیزوں کو نثار کردوں جو جان کی برابر مجھکو عزیز ہیں "

جیسی توقع کی جاتی تھی لیجیے اس ظالم تیر کا پیکان اُس نازک دل کے پار ہو گیا جو محبت سے مملو تھا اور جوزیفائن غش کھا کر مُردے کی طرح کمرے کے فرش پر گر پڑی۔ نپولین گھبرا گیا اور دروازہ کو دوڑا اور پکارا " ارے دوڑیو " یہ آواز سنتے ہی کونٹ ڈی بومانٹ بدحواسوں کی طرح کمرے میں گھس آیا۔ اور یہ حال دیکھکر شاہنشاہ کی مدد سے بیجان جوزیفائن کو بالاخانہ پر اُس کے کمرے میں لے گیا۔ یہ دونوں جس وقت جوزیفائن کو لئے جا رہے تھے تو اُسی بے ہوشی کے عالم میں اُس کے ہونٹوں میں یہ فقرے سُنائی دئیے :۔

" اُف۔ ہائے غضب۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ مجھے یقین ہے کہ تم مجھے مار نہ ڈالوگے "

نپولین کے صدمہ کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اُس نے جوزیفائن کو پلنگ پر لٹا دیا۔ اُس کی

خواصوں کو بلا لینے کے لئے گھنٹی بجائی اور جھک کر بڑی محبت اور برتو سے جوزیفاین کو دیکھنے لگا۔ جب جوزیفائن کو ہوش آیا تو اُسے چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جہاں گھبرایا ہوا تمام رات ٹہلتا رہا۔ یہانتک کہ صبح ہوگئی اور لوگوں کی۔ جو وہاں آ گئے تھے کچھ پروانہ کر کے اُس نے اپنے دل کا حال زبان سے نکال ڈالا۔ اس وقت بدن کانپ رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ گھبرایا ہوا ویسے ہی پھر رہا تھا۔ زبان میں لکنت تھی اور چند لفظ مُنہ سے نکلتے تھے اور رُک رُک جاتا تھا لفظیں حسب ذیل ہیں۔

"فرانس کے مقاصد اور میری قسمت نے میرے دل کو مسوس ڈالا۔ طلاق الیسی ناگزیر فرض ہوگئی ہے کہ اُس سے مجھے ڈرنا نہ چاہئے۔ لیکن رات جو تماشہ آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں میری روح کو تحلیل کئے ڈالتا ہے۔ ہورٹنس کو لازم تھا کہ اس کے برداشت کر لینے کو وہ جوزیفائن کو تیار کر رکھتی۔ میں نے تو ہورٹنس سے اُس غمناک ضرورت کا حال کہدیا تھا جس سے میں اس قطع تعلق پر مجبور ہو گیا ہوں۔ میرا کلیجہ پاش پاش ہو گیا ہیں تو سمجھتا تھا کہ جوزیفائن کا دل بہت کڑا ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ حادثہ پیش آجائیگا"

رات میں نپولین بار بار جوزیفائن کے کمرے کے دروازہ پر گیا تھا اور اُس کے مزاج کی کیفیت پوچھتا رہا تھا۔ جوزیفائن کی محبت بھری بیٹی ہورٹنس تمام شب ماں کے پاس سے نہ سرکی اور ایک دفعہ جب نپولین نے دروازہ سے حال پوچھا تو ہورٹنس نے مودبانہ لہجہ سے مگر ملامت آمیز کلمات میں شاہنشاہ سے اس طرح کہا۔ "جہاں پناہ یقین کھیں کہ جوزیفائن جس طرح تخت نشین ہوئی تھی اُسی طرح تخت سے اُتر آئیگی۔ اور فرمان عالی کی تعمیل کریگی۔ اور رہے ہم اُس کے بچے تو ایسی شان و شوکت کو ہمارا بھی سلام ہے جس سے ہمارے دلوں کو سکھ نہ ملا۔ اور اب ہم بھی چلے جائینگے اور اپنی مظلوم اور غمزدہ ماں کو جس کی برابر کوئی ماں محبت والی نہیں ہوسکتی ہے اُس کے ساتھ رہکر تشفی اور تسلی دیا کرینگے"۔ یہ سن کر نپولین سے ضبط نہ ہوسکا اور خوب جی کھول کر رو یا اور خوب دل کا بخار

نکالا لیکن اس حالت میں بھی اُنھیں ملکی ضروریات کا ڈھکڑا ارد ئیے جاتا تھا جن کی وجہ سے یہ علیحدگی ناگزیر تھی۔

نپولین نے کہا " ہورٹنس۔ تم مجھے مت چھوڑو۔ یوجین کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور جب جوزفائن میری بیوی نہ رہے اور علیحدہ ہو جائے تو ایسے اندوہناک زمانہ میں تم میری مدد کرو کہ ہیں تمھاری ماں کو تسلی و تشفی دوں کہ وہ صابر اور قانع رہے اور چونکہ ہمارا رشتۂ دوستی ویسا ہی قایم رہیگا ہم اُس کو خوش رکھنے کی کوشش کرینگے "

یوجین اٹلی سے بلایا گیا۔ ہورٹنس اُس کے گلے سے لپٹ گئی اور آنے والی مصیبت کا حال اُس سے بلک بلک کر کہنے لگی۔ یہ سنتے ہی یوجین دوڑا ہوا اپنی ماں کے کمرے میں گیا۔ اور اُس سے مختصر باتیں کر کے شاہنشاہ کے کمرہ میں گیا۔ اور پوچھا کیا آپ کا یہ ارادہ ہے کہ ملکہ طلاق کی تصدیق کر دے۔ نپولین کو یوجین سے بڑی محبت تھی۔ جواب تو کچھ دے نہ سکا۔ یوجین کا محبت سے ہاتھ پکڑ لیا۔ اس پر یوجین نے بیزار ہو کر منہ پھیر لیا اور کہا لہجہ میں بڑی سختی تھی :۔

جہاں پناہ۔ اگر یہی بات ہے تو مجھے اپنی ملازمت سے علیحدہ ہونے کی اجازت فرمائی جائے "

نپولین نے اُداسی سے یوجین کے چہرہ کی طرف دیکھکر کہا " یہ کیوں ؟ بیٹا یوجین کیا تم میرا ساتھ چھوڑ دو گے ۔ ؟ "

یوجین نے جواب دیا " جہاں پناہ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اُس خاتون کا بیٹا والیسرائے نہیں رہ سکتا جو اب ملکہ نہ ہوگی میں اب اپنی ماں کے ہمراہ گوشۂ تنہائی میں جہاں وہ رہیگی چلا جاؤنگا۔ کیونکہ اب اُس کا ایسا وقت آپہونچا ہے کہ اُس کے بچے اُس کی تشفی کا سبب ہوں "

شاہنشاہ کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے اور کہنے لگا " یوجین۔ تم کو اُس سخت اور

ظالم ضرورت کا حال معلوم ہے جو مجھے اس کام پر مجبور کر رہی ہے۔ اور یہ جان کر بھی کیا تم مجھے چھوڑ دو گے
پھر کون ایسا رہیگا جس کو میں اپنا بیٹا سمجھونگا جو میری خواہشوں کا مدعا بنے گا اور میرے مقاصد کا
محافظ ہوگا۔ اور جب میں باہر جاؤنگا تو بچہ کا نگراں ہوگا جب میں مر جاؤنگا تو باپ کی طرح اس
بچہ سے کون الفت کریگا۔ اُس کی تربیت کون کریگا۔ اور کون اُس کو آدمی بنائیگا؟"

یوجین کے دل کو اس تقریر نے ہلا دیا۔ اور اُس نے نپولین کا بازو پکڑ لیا۔ اور دونوں
باغ میں چلے گئے جہاں بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔

(۳۶۶)

جوزیفائن نے عدیم النظیر شرافت اور بہادری سے اپنے بیٹے پر زور دیا کہ نپولین کا دوست
اور خیر خواہ رہے۔

جوزیفائن نے کہا "یوجین۔ شاہنشاہ تمھارا محسن ہے۔ اور تمھارے باپ سے بڑھکر ہے
اور تم جو کچھ ہو اُسی کی بدولت ہو۔ پس تمھارا فرض ہے کہ بے حد اُس کی فرمانبرداری کرو"

اس غمناک سانحہ کی تکمیل کا دن آخر کار جلد آپہونچا۔ دسمبر ۱۸۰۹ء کی ۱۵ تاریخ
تھی۔ ٹوئی لریز کے بڑے کمرے میں شاہی خاندان کے تمام اراکین اور سلطنت کے بڑے بڑے
نامور سردار جمع ہوئے۔ سب کے چہروں پر غم چھایا ہوا تھا۔ نپولین کا چہرہ بھی زرد تھا۔ لیکن آواز کو
کڑی کرکے اُس نے جلسہ میں اس طرح تقریر کی:-

"میری سلطنت کے ملکی مقاصد۔ اور میرے جمہور کی خواہشیں جنھوں نے میرے افعال
کی ہمیشہ رہنمائی کی ہے یہ بات چاہتی ہیں کہ میں اپنے وارث کو جسے فرانس کی سلطنت جمہور کی محبت
ترکہ میں پہونچے گی اپنے تاج و تخت کو جو خدا نے مجھے بخشا ہے دیدوں۔ کئی سال سے میری
اس بات کے متعلق امید قطع ہوگئی ہے کہ میری محبوب ملکہ جوزیفائن سے اولاد ہوگی۔ پس
یہی خیال ہے کہ مجھے اپنے عزیز ترین بیوی سے تعلقات زوجیت قطع کرنے پر مجبور کر رہا ہے
تاکہ وہ بات جو جمہور کی بہبودی ہے حاصل ہو۔ میری چالیس برس کی عمر ہوگئی ہے لیکن بہ
وجوہِ معقول میں امید کر سکتا ہوں کہ اتنا جیونگا کہ اپنی اولاد کو اپنے اصول اور خیال کی

تعلیم دے سکوں گا - کاش خدا مجھ کو اولاد دے - اس کا علم خدا کو ہے کہ جوزیفاین کی جدائی کے خیال سے میرے قلب پر کتنا بڑا صدمہ ہے لیکن میری ہمت کے مقابلہ میں کوئی شے ایسی بڑی نہیں معلوم ہوتی جسے فرانس کی بہبودی پر فدا نہ کر سکوں - اپنی محبوب بیوی کی کسی قسم کی شکایت تو کجا میں اُس کی الفت و محبت کی تعریف کرتا ہوں - پندرہ سال سے اُس نے میری زندگی کو بارونق بنایا ہے اور یہ زمانہ ایسا ہے کہ میں اُس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا - وہ ایسی ملکہ ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اُسکو تاج پہنایا ہے - ملکہ کا خطاب اور اعزاز اُس کے لیے ہمیشہ قائم رکھا جائے گا - اس کے سوا آپ کو یقین کرنا چاہیئے کہ میں اُس سے ہمیشہ ویسی ہی محبت کرتا رہوں گا جیسی اب تک کرتا رہا ہوں اور اُسکا بہترین اور عزیزترین دوست رہونگا"

جب نپولین تقریر ختم کر چکا تو جوزیفاین نے ایک کاغذ ہاتھ میں لیا اور پڑھنے کی کوشش کی - لیکن غم سے اُس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایسی سخت سسکی بندھ گئی کہ پھر نہ رُکی اور آواز بند ہو گئی پس مانشیور رے ناڈ کے ہاتھ میں کاغذ دیکر اُس نے رومال سے مُنہ چھپا لیا اور اپنی کرسی پر نیم جاں بیٹھ گئی - مانشیور رے ناڈ نے حسب ذیل پڑھا:-

"اپنے عالی مقام اور شفیق شوہر کی اجازت سے میں اعلان کرتی ہوں کہ چونکہ اب مجھے اولاد ہونے کی اُمید نہیں ہے جس سے فرانس کے مقاصد اور حکمت عملی کی ضروریات پوری ہو سکیں لہذا میں بڑی خوشی سے ایسی محبت اور جاں نثاری کا ثبوت دیتی ہوں کہ دُنیا میں اگر دیا گیا ہوگا تو بس اسی قدر دیا گیا ہوگا - میں جو کچھ ہوں صرف شاہنشاہ کی فیاضی کی بدولت ہوں - اُسی کے ہاتھ سے میرے سر پر تاج رکھا گیا - اور اُسی کے تخت پر فرانس نے میرے ساتھ محبت والفت کا ثبوت دیا - شاہنشاہ کے جمیع خیالات کے جواب میں میں اپنی شادی کے تعلقات قطع کرنے پر رضامندی ظاہر کرتی ہوں کیونکہ ان تعلقات کا باقی رہنا فرانس کی خوشحالی کی راہ میں حائل ہے اور فرانس کو اس نعمت سے محروم کرتا ہے کہ اُس پر اُس بڑے شخص کی اولاد حکومت کرے جس کو خدا نے اس لئے بلند مراتب پر پہونچایا ہے کہ خوفناک انقلاب

کی مصائب کو دُور کرے۔ اور مذہب۔ تخت اور نظام مملکت کو از سرِ نو قائم کرے۔ لیکن ان تعلقات کے قطع ہو جانے پر میرے دلی خیالات نہ بدلیں گے۔ میں شاہنشاہ کی سب سے زیادہ خیر طلب رہوں گی۔ میں جانتی ہوں کہ اس فعل نے جس پر حکمتِ عملی اور ارفع مقاصد نے دباؤ ڈال رکھا ہے اُس کے دل کو کس قدر پھاڑ دیا ہے۔ لیکن ہم دونوں فخر کرتے ہیں کہ اپنے ملک کی بھلائی کی خاطر ہم اپنے ذاتی مقاصد کو فدا کیے دیتے ہیں"۔

تھیر صاحب لکھتے ہیں "۔ اس تحریر کے ختم ہو جانے پر جس کے الفاظ ایسے شریفانہ اور عالی حوصلہ تھے کہ طلاق کے موقعوں پر ایسے لفظ کبھی نہیں بولے گئے ہیں۔ اور یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس طلاق میں دوسری طلاقوں کے مقابلہ میں سب سے کم کمینہ جذبات کا دخل تھا۔ نپولین نے جوزیفائن کو گلے لگایا اور اُس کو اُس کے کمرہ میں پہونچا دیا۔ جہاں غشی کی حالت میں وہ ہورٹنس اور یوجین کے پاس رہی"۔

دوسرے دن بڑے کمرہ میں طلاق کی باضابطہ کارروائی کے ختم کرنے کو سینیٹ کا جلسہ ہوا۔ یوجین صدرِ انجمن بنایا گیا اور اپنی ماں اور شاہنشاہ کے ارادۂ باہمی قطع تعلق کی بابت باعلان ظاہر کیا۔

شاہزادہ نے کہا "اے حاضرین شاہنشاہ جیسا شخص اس وقت رو رہا ہے اور میری ماں کی شان و عظمت کو بس اسی قدر کافی ہے"۔

شاہنشاہ لباسِ شاہی پہنے فکر آلود و مصیبت زدہ ایک ستون سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ نگاہ کسی چیز پر جمی ہوئی نہ تھی اور اُداس خاموشی کے عالم میں کھڑا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مر گیا ہے صفِ ماتم بچھی ہوئی ہے اور سوگوار جمع ہیں۔ اگر کمرہ میں کوئی آواز آتی تھی تو صرف حاضرین کے آہستہ آہستہ بولنے کی آتی تھی جن کا لہجہ غمناک تھا۔ کمرہ کے وسط میں ایک گول میز بچھائی گئی جس پر سونے کا قلم دان رکھا گیا۔ میز کے قریب ایک خالی آرام کرسی بچھائی گئی۔ تمام جماعت اس قلم دان کی طرف اِس طرح بہ غور

دیکھ رہی تھی جس طرح کوئی جاں ستاں آلہ کی طرف دیکھتا ہے۔

اس کے بعد ایک بغلی دروازہ کھلا اور جوزیفائن کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کی پوشاک سفید ململ کی تھی اور اسی لباس کی طرح اس کا چہرہ بھی سفید ہو رہا تھا۔ ہورٹنس کے کندھے کا وہ سہارا لگائے تھی۔ اور چونکہ ہورٹنس کا دل اپنی ماں کی برابر مضبوط نہ تھا وہ ایسی زار قطار رو رہی تھی کہ ہچکی لگ گئی تھی۔ جوزیفائن کو آتا دیکھ کر سب کے سب بے اختیار کھڑے ہو گئے۔ اور آنسو نکل آئے۔ اپنی مخصوص ادا سے جوزیفائن خالی کرسی کی طرف بڑھی۔ پھر اپنے ہاتھ پر اپنی پیشانی رکھکر خاموش شمع کی طرح طلاق کے عم سان کو سنتی رہی۔ ادھر تو پڑھنے والے کا دردانگیز لہجہ اور ادھر ہورٹنس کی سسکیوں کی آواز ان دونوں نے ہم آہنگ ہو کر یہ غم ناک سوانگ اور بھی غمناک کر دیا تھا۔ یوجین کا چہرہ انتہائے رنج سے زعفران کی طرح زرد تھا۔ بدن کانپ رہا تھا اور وہ اپنی محبوب ماں کے پاس کھڑا تھا۔

جس وقت طلاق نامہ پڑھا جا چکا جوزیفائن نے ولی تکلیف سے اپنا رومال اپنی آنکھوں پر رکھ کر دبایا اور پھر اٹھی اور صاف۔ سُریلے۔ مغموم لہجے جس میں اندرونی تکلیف سے ایک لغزش پیدا ہو گئی تھی طلاق کی منظوری پر حلف کیا پھر بیٹھ کر قلم اٹھائی اور اس کاغذ پر اپنے دستخط کر دئے جس نے بنی نوع انسان کے سب سے زیادہ پیارے اور محبوب تعلقات کو قطع کر دیا۔ یوجین سے اب اپنا قلبی صدمہ برداشت نہ ہو سکا۔ اور دماغ نے چکر کھایا۔ دل کا دھڑکنا موقوف ہو گیا اور وہ فرش پر بے جان گر پڑا۔ خادموں نے یوجین کو اٹھایا اور جوزیفائن اور ہورٹنس اس کے ہمراہ اپنے کمرے کو رخصت ہوئیں۔ اور اس دردانگیز تماشہ کا یہ انجام بھی نہایت ہی موزوں انجام تھا۔

جب جوزیفائن اپنے کمرے میں پہونچی تو شدت غم سے حیرت کی تصویر بن کر رہ گئی۔

شہر پر ہول شب تاریک چھائی جس پر اس ظلم سالمانہ قربانی نے ظلم ہوا تھا۔ اور وہ وقت آیا جبکہ نپولین عموماً خوابگاہ میں سونے کو آیا کرتا تھا۔ اور شاہنشاہ مغموم اور بے چین اُس پلنگ پڑا کر لیٹا ہی تھا جس سے اُس نے اپنی باوفا اور جاں نثار بیوی کو خارج کیا تھا کہ اتنے میں چور دروازہ کھلا۔ اور جوزیفائن کانپتی ہوئی اندر آئی روتے روتے آنکھیں سوج گئی تھیں۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ اور سوز اندرونی کا وہ حال تھا کہ بات کا منہ سے نکلنا محال تھا۔ غم نے ایسا دماغ مختل اور معطل کر دیا تھا کہ اُس کو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ میں کیا کر رہی ہوں۔ اور جیوں ہیول کر کے للکھڑاتی ہوئی وہ کمرے کے وسط میں پہونچی اور اپنے سابق شوہر کے پلنگ کے قریب آئی۔ لیکن ٹھٹر گئی اور آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی اور پھر تو منہ چھپا کر ایسی دھاڑ مار کر روئی کہ ہچکی لگ گئی۔ حجاب نے اُس کے قدموں کو آگے بڑھنے سے روک دیا یعنی اُس کو اب اس بات کا علم ہوا کہ نپولین کے کمرے میں آنے کا اب اُسے کوئی استحقاق نہ تھا۔ لیکن دل کے اندر رکی ہوئی محبت اسی لمحہ میں سب خیالوں پر غالب آئی اور شدت غم میں سب باتوں کو بھول کر وہ پلنگ پر جا گری اور نپولین کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگی "میرے شوہر" "میرے شوہر" اور سسکی بندھ گئی۔ گویا دل پھٹا جاتا تھا۔ یہ دیکھکر نپولین بھی بے خود ہوگیا اور دل پر قابو نہ رہا اور بے اختیار رونے لگا۔ اور جوزیفائن سے کہا۔

"جوزیفائن میں تم کو اپنی صادق محبت کا یقین دلاتا ہوں۔ یہ محبت مرنے کے بعد جائے تو جائے" اور اُس کو طرح طرح سے سمجھانے اور تسلی دینے لگا۔ تھوڑی دیر تک دونوں اسی طرح ہم آغوش رہے۔ خاص خواص جو اس وقت موجود تھی رخصت کر دی گئی اور نپولین اور جوزیفائن میں ایک گھنٹہ کامل یہ آخری تخلیہ رہا۔ اور پھر ایسے رنج و غم سے کہ کسی انسان کو نہ ہوا ہوگا۔ جوزیفائن نپولین سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوئی۔ پھر ایک خادم نپولین کے کمرے کی شمعیں گل کرنے کو آیا۔ اور اُس نے شاہنشاہ کو اوڑھنے بچھونے میں ایسا چھپا ہوا پایا کہ وہ نظر نہ آتا تھا۔ تمام خاموشی کا عالم تھا اور شمعیں گل کی گئیں اور غم زدہ شاہنشاہ

تنہائی میں اپنے اُداس خیالات کو اپنا مونس بنائے پڑا کروٹیں لیتا رہا۔ صبح کو نپولین کے رخساروں پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ آنکھیں گڑھوں میں گھس گئی تھیں اور چہرہ پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ اور معلوم ہو رہا تھا کہ رات اندوہ و غم سے شاہنشاہ کی پلک سے پلک نہیں لگی تھی

مال میسن کا خوبصورت ایوان جس کو نپولین نے گوناگوں سامانوں سے سجایا تھا اور جہاں ملکہ اور شاہنشاہ برسوں بڑی شادمانی سے رہتے تھے۔ جوزیفاین کے آیندہ قیام کے لیے تجویز ہوا۔ ملکہ کا رتبہ اور خطاب اُس کے لیے قائم رکھا گیا اور تیس لاکھ فرانک سالانہ مصارف کے واسطے مقرر ہوئے۔

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ اس واقعہ سے نپولین کو سچا غم ہوا تھا۔ اور سچا غم نہ کبھی کیوں ہوتا۔ کسی آوارہ جذبہ کی وجہ سے یہ بات پیش نہ آئی تھی۔ جوزیفاین پر وہ واقعی عاشق تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے لئے اُس نے ٹریے نن کو چلے جانے اور عزلت میں سب سے علیحدہ زندگی بسر کرنے کا عزم کیا۔ اُس کی خواہش تھی کہ چونکہ یہ واقعہ بڑا اندوہ ناک تھا لہذا اُس کے ماتم کا بھی اظہار ضرور رکھتا۔

بیرن مین ای ول کہتا ہے ”ٹریے نن جانے کا حکم پہلے صادر ہو چکا تھا۔ جب صبح کو شاہنشاہ کو اطلاع دی گئی کہ گاڑی طیار ہے تو اُس نے ٹوپی اُٹھائی اور کہا۔ مین ای ول میرے ہمراہ آؤ“۔ میں اُس پیچدار چھوٹے زینہ سے جو جوزیفاین کے کمرہ سے ملا ہوا تھا اُس کے پیچھے چلا۔ جوزیفاین تنہا تھی اور نہایت ہی غمناک خیالات میں غرق تھی۔ ہمارے پاؤں کی آہٹ پاکر وہ بے اختیار کھڑی ہوگئی۔ اور رو کر شاہنشاہ کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے۔ اور شاہنشاہ نے بڑی محبت سے اُسے گلے لگا لیا۔ جوزیفاین کو غش آگیا۔ اور میں نے مدد کے واسطے گھنٹی بجائی۔ شاہنشاہ اس دردناک منظر کو دوبارہ دیکھنے کی تاب نہ لاکر میرے ہاتھوں میں جوزیفاین کو چھوڑ کر چلا گیا لیکن جوزیفاین کو ہوش آ چلا تھا۔ اور جب شاہنشاہ گاڑی کی طرف چلا تو مجھ کو ہدایت کرتا گیا کہ

جوزیفاین کو تنہا نہ چھوڑوں۔ گاڑی دروازے ہی پر کھڑی تھی۔ جب ملکہ نے دیکھا۔ کہ شاہنشاہ جاتا ہے تو اور بھی زار و قطار رونے اور واویلا کرنے لگی۔ اُس کی خواصوں نے اُسے ایک پلنگ پر لٹا دیا۔ اُس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور دیوانوں کی طرح مجھ سے اصرار کرنے لگی کہ میں شاہنشاہ کی التجا کروں کہ وہ اُسے نہ بھولے اور شاہنشاہ کو یقین دلاؤں کہ چاہے کچھ کیوں نہ ہو جائے اُس کی محبت میں شاہنشاہ کی طرف سے خامی نہ ہوگی اور اُس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ ٹریے نن پہونچتے ہی میں اُس کو خط لکھوں۔ اور یہ بھی دیکھوں کہ شاہنشاہ نے اُسے خط بھیجا۔ میری علٰحدگی پر وہ کسی طرح راضی نہ ہوتی تھی۔ اور میری علٰحدگی سے وہ خیال کرتی تھی کہ رہا سہا محبت کا رشتہ شاہنشاہ کے ساتھ قطع ہو جائے گا جب میں رخصت ہوا تو جوزیفاین سے نہایت سچے غم اور محبت کا اظہار ہو رہا تھا۔ جب تک میں گاڑی میں سوار رہا مجھے نہایت صدمہ رہا۔ اور ضروریات ملکی پر افسوس کرتا تھا جن کی وجہ سے ایسی پرانی الفت و محبت کا رشتہ قطع ہوا۔ اور دوسری شادی کی فکر پڑی اور اُس سے بھی خدا معلوم اولاد ہوتی یا نہ ہوتی۔ ٹریے نن پہونچکر میں نے شاہنشاہ سے وہ تمامی حالات جو اُس کے چلے آنے کے بعد پیش آئے تھے بجنسہ بیان کر دیے۔ اُسے اب بھی اُن غمناک منظروں سے جو اُس کے سامنے پیش آئے تھے بہت رنج تھا۔ جوزیفاین کی صفاتِ حمیدہ کی اور اُس کی سچی محبت کی وہ بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد بھی وہ ملکہ سے اُسی طرح محبت کرتا رہا۔ اور اُس کی تسلی کو اُسی شام اُس نے ایک خط بھیجا۔"

گیارہ بجے ٹوی لریز میں بڑا انبوہ کثیر جمع ہوا کیونکہ اب ملکہ اِس ایوان سے رخصت ہو کر مال مے سن کو جاتی تھی۔ یہ ملکہ وہی تھی جو سب کی محبوب تھی اور ٹوی لریز جیسے ایوان کی رونق و زینت تھی۔ منہ پر نقاب ڈالے ملکہ بالاخانہ سے نیچے اُتری۔ دل کا وہ حال تھا کہ زبان سے کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔ اور اُس نے محبت کرنے والے اور روتے ہوئے گروہ سے رومال ہلا کر الوداع کہا۔ گاڑی میں چھ گھوڑے جُتے ہوئے تھے اور دروازہ کے

کے سامنے کھڑی تھی۔ جوزیفائن سوار ہوئی اور تکیوں پر ٹیک لگائی۔ منھ رومال سے چھپالیا اور ہچکی لگ گئی اور ٹوئی لریز کو ہمیشہ کے لیئے خیرباد کہا۔

ٹرے نن میں نپولین آٹھ دن تک خلوت سے باہر نہ آیا۔ اس زمانہ میں اُس نے جوزیفائن سے مال مے سن میں ملاقات کی اور ہورٹنس کے ساتھ اُسے ٹرے نن میں دعوت میں بھی بلایا۔

(۳۶۸)

اس زمانہ میں نپولین نے جوزیفائن کو ایک خط لکھا ہے جس سے اُس کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے۔ خط حسب ذیل ہے :-

۸ بجے شب دسمبر ۱۸۰۹ء

جانِ من۔

آج میں نے تم کو اُس سے زیادہ نحیف و ناتوان پایا جتنا تم کو ہونا چاہیئے تھا۔ تم نے بڑے استقلال کا اظہار کیا اور اب بھی اسی استقلال کو قایم رکھنا چاہیئے۔ تم کو ماتمیوں کی طرح سوگوار نہ ہونا چاہیئے۔ دل کو تسکین دینے کی کوشش کرو اور اپنی صحت کو قایم رکھو کیونکہ تمھاری صحت مجھے بہت قیمتی ہے اگر تم کو مجھ سے موالنت ہے۔ اگر تم کو مجھ سے الفت ہے تو اپنے عزم و ثبات کو قایم رکھو اور بشاش رہنے کی کوشش کرو۔ میری محبت میں ذرا شبہ مت کرنا۔ تم میرے خیالات سے خوب واقف ہو۔ پس اگر تم اُداس رہیں تو میں کس طرح مسرور رہ سکتا ہوں۔ اگر تم کو فکر رہی تو میں کس طرح مطمئن ہوسکتا ہوں۔ تمھارا خدا حافظ و نگہبان ہے۔ اچھی طرح سونا۔ اور یقین جانو کہ مجھے اس کی تمنا ہے "

نپولین ۔

شاہنشاہ و پیرس کو جلد واپس آیا اور تین ماہ تک نہایت مصروفِ کار رہا۔ چہرہ سے

اُداسی کے آثار نمودار رہتے تھے اور خاموشی کا عالم ہوتا تھا۔ اور بُشرہ پر بشاشت کا نام نہ تھا وہ اکثر کہتا تھا کہ ایوان میں جی نہیں لگتا یہاں جوزیفائن نہیں ہے کہ چہل پہل ہو۔ اور اپنی جلاوطن بیوی کو ایک دن ٹوئی لریز سے اُس نے حسب ذیل خط لکھا:۔

چہارشنبہ۔ دوپہر

یوجین نے مجھ سے کہا کہ تم کل بہایت مغموم تھیں۔ یہ بات جانِ نپولین اچھی نہیں یہ تو اس وعدے کے خلاف ہے جو تم نے مجھ سے کیا تھا۔ ٹوئی لریز جب سے لوٹ کر آیا ہوں بالکل تنہا ہوں۔ یہ بڑا ایوان خالی نظر آتا ہے اور میں بالکل اکیلا ہوں۔ اپنی صحت کی طرف سے خبردار رہنا۔ الوداع۔

نپولین

نئی شادی کے متعلق اب خط وکتابت شروع ہوگئی تھی۔ اور کچھ عرصے تک یہ بات طے نہوئی کہ آیا روس میں شادی ہو یا آسٹریا یا سیسکنی میں۔

جوزیفائن کے لوازمات اب بھی شاہانہ تھے نپولین اکثر اُس کی ملاقات کو جایا کرتا تھا۔ اگرچہ تنہائی میں محض احتیاط کی وجہ سے ملاقات نہ کرتا تھا۔ اپنی تمامی تجاویز میں اُس سے مشورہ کرتا تھا۔ اور بڑی شدت سے اُس سے دوستی اُسی طرح قایم رکھی تھی جیسی ہمیشہ سے تھی۔ سب کو یہ بات بہت جلد معلوم ہوگئی کہ اگر نپولین کی مہربانی اور توجہ اپنے حال پر مبذول رکھنا ہی تو پہلے جوزیفائن کی عزت کرنا سب سے ضروری ہے۔ چنانچہ تمام درباری مال مے سن میں جوزیفائن کے پاس حاضر رہتے تھے۔ طلاق کو بہت عرصہ ہوا تھا کہ میڈیم۔ ڈی۔ روچ فوکالٹ نے جو۔ جوزیفائن کی مصاحب خاص تھی۔ جوزیفائن کو چھوڑ دیا اور اسی مصاحبت کے عہدے کی میریا لوئیا یعنی نپولین کی نئی ملکہ کے یہاں درخواست دی۔ اس درخواست پر نپولین نے جواب دیا:۔

”نہیں۔ تم کو نہ نیا عہدہ ملے گا اور نہ پُرانا ملے گا۔ مجھ پر تو خود یہ الزام لگا ہے کہ میں نے

جوزیفائن کی ناشکری کی۔ لیکن میں یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی میری تقلید کرے اور خاص کر ایسے لوگ جن پر ملکہ جوزیفائن نے اعتماد کیا تھا اور اُن کو عزت سے لادو یا تھا۔"

کچھ عرصہ تک جوزیفائن مال مے سن میں رہی۔ کتابوں کا مطالعہ کرتی تھی۔ غربا کی مدد کرتی تھی اور دربار کے اراکین کی نہایت ہی اچھی طرح خاطر و مدارات کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ طبیعت بھی بحال ہو چلی اور اپنی حالت پر صبر و قناعت کرنے لگی نپولین اکثر اُس سے ملا کرتا تھا اور ہاتھ میں ہاتھ لے کر گھنٹوں خوشنما ایوان کے باغ کی روشوں پر ٹہلا کرتا تھا۔ اور اُس کو ایسا رازدار سمجھتا کہ اپنی ہر ایک تجویز اُس پر ظاہر کردیا کرتا تھا۔ اور وہ حتی المقدور اُس غم کو جس نے ملکہ کے دل کو پاش پاش کردیا تھا کم کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ ملکہ سے اُس کو مثل سابق کے محبت تھی۔ اور خود ملکہ ایسے چلن اور خوبیوں کی خاتون تھی کہ نپولین کو اُس سے الفت بڑھتی چلی جاتی تھی۔

مال مے سن کی ایک ملاقات کا خود ملکہ جوزیفائن نے حسب ذیل بیان کیا ہے:۔

"ایک دن میں گلِ نافرماں کی تصویر بنا رہی تھی اور اس پھول سے مجھے اپنے وہ دن یاد آرہے تھے جبکہ میں زیادہ خوش نصیب تھی۔ اتنے میں میری خواصیں دوڑی ہوئی آئیں اور اشارے سے بتلایا کہ شاہنشاہ آرہا ہے کہ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ آپہنچا۔ اور آتے ہی بڑی خوشی سے اُس نے میری گردن میں ہاتھ ڈال دیا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ شاہنشاہ کو مجھ سے ویسی ہی محبت تھی اور حقیقت میں شاہنشاہ کو مجھ سے محبت تھی۔ وہ میرا منہ دیکھتا رہا اور اُس کی نگاہ سے الفت ٹپکی پڑتی تھی۔ اس کے بعد بڑے پیار اور محبت سے کہنے لگا:۔

"میری پیاری جوزیفائن۔ مجھے تم سے ہمیشہ محبت رہی ہے۔ اور اب بھی ہے اور کہو جوزیفائن تم کو بھی اب مجھ سے محبت ہے یا نہیں اگرچہ میں نے دوسری شادی کرلی ہے۔ اور جس نے مجھے تم سے جدا کردیا ہے۔ لیکن یہ شادی مجھے تم سے علیحدہ نہیں کرسکتی اور میں تم کو فراموش نہیں کرسکتا۔"

"میں نے جواب میں کہا "جہاں پناہ" ....

" لیکن اُس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ جوزیفائن۔ تم مجھے جہاں پناہ مت کہو۔ مجھے وہی بوناپارٹ کہو۔ اور اُسی طرح بے تکلفی اور آزادی سے باتیں کرو جیسی تم ہمیشہ کیا کرتی تھیں۔"

" اس کے بعد بوناپارٹ فوراً چلا گیا اور میں نے اُس کے قدموں کی آواز سُنی۔ افسوس دنیا میں ہر شے کسقدر جلد واقع ہوتی اور ختم ہو جاتی ہے اور مجھے اس وقت معلوم ہوا کہ مجھ سے بوناپارٹ کو محبت ہے۔"

اگرچہ جوزیفائن کی طلاق کی وجوہ معاملات اور ضروریات ملکی کی وجہ سے پیدا ہوئیں تاہم احکام خداوندی کے خلاف یہ فعل ضرور ہوا۔ دنیا کے اور جتنے افعال پر معصیت کا حال ہوتا ہے کہ بادی النظر میں اُن میں کامیابی نظر آتی ہے یہی نتیجہ اس طلاق کا بھی ہوا۔ یعنی مصائب اور غم کو اس سے ترقی ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ نپولین نے ایسے پرشورش ہنگام انقلاب میں تعلیم پائی تھی جس نے مذہب مسیحی کی اخلاقی عمارت کی بنیادوں کو ہلا دیا تھا اور اسی وجہ سے اس کو اپنے ظلم کی حد کا اندازہ صاف صاف نہ ہوا۔ طلاق دینے کو لا کلام اُس نے جائز سمجھا۔ اور اس کو یہی یقین تھا کہ فرانس کی بہبودی کے لئے طلاق دینا ضروری تھا۔ لیکن اس کے عوض و پاداش میں جو سزا ملی وہ بھی کچھ کم ناگزیر نہ تھی۔ سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا :-

" میری طلاق کی تاریخ میں نظیر نہیں ہے۔ اُس سے اُن تعلقات میں فرق نہ آیا جو میرے خاندان میں قایم تھے اور ہماری باہمی محبت و الفت بھی اسی طرح قایم رہی میری سلطنت کے مقاصد اور میرے تقدیر کے لکھے کی وجہ سے یہ طلاق عمل میں آئی۔ جوزیفائن مجھ پر فدا تھی اور مجھ سے انتہا درجہ کی محبت کرتی تھی۔ اپنے دل میں وہ مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دیتی تھی میں اول درجہ میں تھا اور اُس کے نزدیک اُس کی اولاد دوسرے درجہ پر تھی۔ اور اُس کا مجھ سے اسقدر محبت کرنا حق بجانب تھا۔ اور اُس کی یاد میرے دل میں اب تک غلبہ کے ساتھ موجود ہے۔"

اُس نے پھر ایک موقع پر کہا "کچھ شک نہیں کہ جوزیفائن بڑی خوش خصال خاتون تھی وہ بڑی مہربان۔ بامروت اور تمامی فرانس میں سب عورتوں سے بہتر عورت تھی"

ایک واقعہ پر نپولین نے پھر کہا "اگر جوزیفائن سے ایک لڑکا ہو جاتا تو میری سب خوشیاں پوری ہو جاتیں۔ نہ صرف مصالح ملکی کے اعتبار سے بلکہ خانگی مسرت بھی کمال کو پہنچ جاتی۔ مصالح ملکی کے اعتبار سے تو یہ نتیجہ ہوتا کہ فرانس کے تخت پر مستقل طور سے قبضہ ہو جاتا اور جوزیفائن کے بچے سے بھی فرانسیسی اسی طرح محبت کرتے جیسے میریا لوئیا کے بیٹے شاہ روم[1] سے اُنھوں نے کی۔ اور میں ایسے غار کے منہ پر قدم نہ رکھتا جو بظاہر پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ لیکن صد افسوس انسان کے اندازے بھی کیسے غلط اور فضول ہوتے ہیں۔ اور کون اس بات کے فیصلہ کا جھوٹا دعویٰ کر سکتا ہے کہ فلاں امر سے نیک نتیجہ نکلے گا اور فلاں سے بُرا نتیجہ نکلے گا"

[1] ۔جب نپولین نے میریا لوئیا سے شادی کی تو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا آگے مفصل بیان آئیگا۔ اسی شہزادہ کا خطاب "کنگ آف ردم" یعنی شاہِ روم رکھا گیا تھا۔ ۱۲ مترجم

باب پنجاہ و یکم

میریا لوئیا

—— (۵) ——

پریوی کونسل کا جمع ہونا۔ اسکندر کی خواہشوں کا شریفانہ جواب۔ آسٹریا کے دربار میں نپولین کی شادی کے مراسلات کا منظور ہونا۔ وائنا میں شادی کے رسوم ہونا۔ پیرس میں باضابطہ شادی کی تکمیل۔ جوزیفائن کے خطوط۔ انگلستان سے صلح کی بیفائدہ کوشش۔ شاہنشاہ اور بادشاہ ہالینڈ کی خط و کتابت۔ وان ڈرسلین سے مرسلہ Von Sulhn برن کولی شاہ روم کا تولد۔ جوزیفائن کے خطوط۔ شاہنشاہ کا خط۔ بیٹے کو دیکھنے کے بعد جوزیفائن کے نام خط لکھنا۔ برن میں ای ویل کی شہادت۔ لطیفہ۔ شاہنشاہ کا انصاف :۔

—— (۵) ——

یہ سوال ابھی طے نہ ہوا تھا کہ آیندہ فرانس کی کون ملکہ ہوگی۔ مختلف خبریں مشہور کیجاتی تھیں خود نپولین کو بھی کچھ عرصہ تک یقین نہ تھا۔ ۲۱ جنوری ۱۸۱۰ء کو پریوی کونسل کا جلسہ ہوا۔ کہ ٹولیری کے دیوان خانہ میں بیٹھکر فرانس کی بہبودی کے متعلق ایسے بڑے اور اہم مسئلہ کا فیصلہ کیا جاوے۔ نپولین اپنی شاہی کرسی پر خاموش بیٹھا رہا۔ سلطنت کے سب ارکین جمع تھے

نپولین نے حسب ذیل مختصر تقریر سے جلسہ کا آغاز کیا۔

"میں نے آپ کو اس لئے جمع کیا ہے کہ سلطنت کے متعلق ایک زبردست مسئلہ پر آپ سے رائے لوں اور وہ یہ ہے کہ میں آیندہ کہاں شادی کروں کہ فرانس کے تاج و تخت کا وارث پیدا ہو۔ پہلے آپ مانسیور۔ ڈی شیمپ پلے نی کی رپورٹ سُن لیں اور پھر اپنی اپنی رائے کا اظہار کریں۔"

چنانچہ ایک نہایت ہی شرح اور مفصل رپورٹ پڑھی گئی جس میں تین جگہ نئی شادی کا ذکر تھا۔ یعنی روس۔ آسٹریا۔ اور سیکسنی میں جب رپورٹ ختم ہوگئی تو بہت دیر تک سکوت کا عالم رہا۔ اور پہلے بولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اس پر نپولین نے اپنے جانب چپ کی صف میں ہر رکن سے ترتیب وار اپنی اپنی رائے کے اظہار کرنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ کونسل کی رائے غالب یہ ہوئی کہ آسٹریا میں شادی کی جائے۔ لیکن نپولین خاموش سب کی رائے سنتا رہا اور کسی پر خود اپنی رائے کا اظہار نہ کیا۔ اور اُس کے بُشرے سے ذرا بھی نہ معلوم ہوا کہ خود وہ کس جانب مائل تھا آخر میں سب کا شکریہ ادا کر کے اُس نے کہا "میں آپ کی دلائل کو اپنے دل میں تولونگا۔ اور مجھے یقین ہے کہ جہاں تک آپ کی رائے میں باہم اختلاف ہے وہ صرف اسی وجہ سے ہے کہ آپ میں سے ہر ایک سلطنت کی بہبودی کا بڑی سرگرمی سے خواہاں ہے اور مجھ سے بڑی وفاداری کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔"

پہلے تو شادی کے متعلق روس کے دربار کو احتیاط کے ساتھ لکھا گیا اور اسکندر نے شادی کو پسند کیا لیکن بڑی بیگم اور امراء کی مخالفت سے اُس کو رنج ہو چکا تھا۔ مگر اسکندر کو توقع تھی کہ اگر شادی کے معاوضہ میں نپولین اس امر پر مجبور کر دیا جائے گا کہ پولینڈ کی فرمانروائی دوبارہ قایم نہ کی جائے اور وارسا کی ڈچی کو وسعت نہ دیجائے تو بڑی بیگم اور امراء بھی شادی کو پسند کرینگے۔

چنانچہ نپولین کو بھی لکھا گیا کہ شادی ہو سکتی ہے اگر پولینڈ کی فرمانروائی پھر سے قایم کرنے

اور وارسا کی ریاست کو وسعت دینے کا خیال چھوڑ دیا جائے۔ پنولین نے جواب دیا کہ ان شرائط پر شادی کرنا میری شان کے منافی ہے اور نیز کوتاہ اندیشی سے بھی خالی نہیں ہے۔ اسلئے کہ اگر پولینڈ والوں کو موقع ملگیا اور انھوں نے مستعد ہوکر روس کی دست درازی کو روکا تو کیا میں فرانسیسی افواج اُن کے مقابلہ میں لڑنے کو بھیجونگا۔ یا اگر پولینڈ والوں کے دوسرے فرماں روا رفیق و شریک ہو گئے تو کیا میں ان رفقا و شرکا سے جنگ کرونگا۔ پس شادی کے معاوضہ میں مجھ سے ایسی شرط کرانا مجھ سے ایسی بات چاہتا ہے جو غیر ممکن ہے اور مجھکو ذلیل کرنا ہے۔ ہاں اتنا وعدہ میں ضرور کرسکتا ہوں کہ پولینڈ کی فرمانروائی قایم ہونے کے متعلق بلا واسطہ یا بالواسطہ میں پولینڈ والوں کو مدد نہ دونگا۔ لیکن اس سے زیادہ میں مدد نہیں کرسکتا۔ رہی وارسا کی ریاست کی وسعت تو وارسا والوں کے خلاف بھی کسی قسم کا وعدہ کرکے میں اپنے تئیں پابند نہیں کرسکتا۔ الا اُس حالت میں ایسا وعدہ کرسکتا ہوں کہ روس دائمی عہد و پیمان کرلے کہ وہ پولینڈ کے پرانے صوبجات میں سے جو پولینڈ سے جدا کردئے گئے ہیں کسی صوبہ کو اپنی سلطنت میں شامل نہ کریگا۔"

روس کی متکبر ملکہ شادی کے ایسے اچھے موقعہ سے انکار یا فوراً صاف جواب دیدینے کو تیار نہ تھی اور اس معاملہ میں اُسنے غور کرنا تھا۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ "روس کی شاہزادی کوئی کولی چمار کی لڑکی نہیں ہے کہ پیغام دیا اور شادی ہوگئی"۔ لیکن پنولین کو ایسے لیت و لعل کسی طرح گوارا نہ تھے اور اُس نے اسکندر کو لکھ بھیجا کہ "چونکہ آپ میرے دوست اور رفیق تھے میں نے آپ سے رشتہ قایم کرنے کو سب پر ترجیح دی تھی۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ کو لکھا گیا اور اب میں اپنی جانب سے سبکدوش ہوگیا۔"

پھر اُسی دن آسٹریا کے دربار کو پیغام دیا گیا اور شادی فوراً منظور کرلی گئی۔ آسٹریا کے بادشاہ کو اس سے نہایت خوشی ہوئی کہ فرانس اور روس کا رشتہ قطع ہوگیا اور اُس کی بیٹی کو پنولین جیسا شاہنشاہ شوہر ملا۔ شاہزادی میریا لوئیسا نہایت تندرست اٹھارہ

برس کی خوبصورت جرمن والوں کی طرح رنگ کی لڑکی تھی۔ اور اس نے بڑے حجاب کے ساتھ اس تعلق کو منظور کیا اور تھیرس صاحب کہتے ہیں وہ دل میں نہایت خوش ہوئی کہ نپولین سے اس کی شادی قرار پائی۔ جب آسٹریا میں شادی قرار پا گئی تو روس کے شاہنشاہ کو بڑی مایوسی ہوئی۔ اور جب اس نے یہ خبر سُنی تو کہنے لگا "یہ شادی کیا ہوئی اس نے تو مجھے میرے ملک کے جنگلوں میں بند کر دیا اور آیندہ فتوحات کے کوچہ کو مسدود کر دیا" واقعی نپولین کی آسٹریا میں شادی ہو جانے سے اسکندر کو قسطنطنیہ لینے کی طرف سے قطعی ناامیدی ہو گئی۔

(۴۷۰) اب شادی کے سامان ہونے لگے۔ نپولین کی طرف سے برتھیر سفیر مقرر ہوا کہ وائنا جائے اور شادی کی رسوم بجا لائے نپولین نے اپنے نامور مخالف آرچ ڈیوک چارلس کو اپنا قایم مقام منتخب کیا کہ شادی کے جملہ رسوم اُس کے ساتھ عمل میں لائے جائیں یہ انقلاب بھی عجیب انوکھا انقلاب تھا۔ یعنی اس سے چند ماہ قبل نپولین اور چارلس۔ اکمل۔ ایس لنگ اور وگرم کے خونریز معرکوں میں حریفانہ جنگ کر چکے تھے اور اب دوستی کا وہ حال تھا کہ اس آسٹریا کے شاہزادے نے نپولین کی شادی کر دفت وکالت اور قایم مقامی کی۔

۱۱۔ مئی ۱۸۱۰ع۔ کو وائنا میں شادی کے رسوم اس دھوم دھام سے ہوئے کہ وائنا میں اس کی نظیر پہلے نہیں ہوئی تھی اور تمامی رعایا مسرت و انبساط سے بھر گئی تھی۔ میریا لوئیا بڑے تزک و احتشام سے فرانس کو چلی تمام رستہ میں خوشی کے ساتھ اُس کا خیر مقدم کیا جاتا تھا۔ یہ قرار پایا تھا کہ نپولین اور میریا لوئیا کی پہلی ملاقات کیم پین کے ایوان میں ہو۔ اور سب اراکین دربار وہاں حاضر ہوں۔ لیکن ایسی ملاقات کی پریشانی سے میریا کو بچانے کی غرض سے نپولین نے مراٹ کو ہمراہ لیا اور کیم پین سے تنہا روانہ ہوا کہ پہلے عروس کا رستہ میں خود استقبال کرے نپولین نے میریا کو کبھی دیکھا نہ تھا چنانچہ اسی طرح میریا نے نپولین کو بھی کبھی نہ دیکھا تھا جس وقت سواری قریب آئی۔ نپولین اپنی گاڑی سے اُترا اور ملکہ کی گاڑی پر سوار ہوا۔

اور اُس سے بغلگیر ہوا۔ نپولین کی صورت۔ شان اور اطوار سے ملکہ بہت خوش ہوئی۔ نپولین ملکہ کی
برابر بیٹھ گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ ملکہ کے حسن سیرت اور جمال صورت سے بہت خوش تھا۔ اس
زمانہ میں نپولین بہت ہی خوبصورت تھا۔ رخساروں پر جھریوں کا نام و نشان نہ تھا۔ رنگ نہایت
شفاف گلابی اور چہرہ نہایت سڈول سانچہ میں ڈھلا ہوا۔ میریا لوئیا کو نپولین کی صورت اور سیرت
سے حیرت ہوگئی اور کہنے لگی "آپ کی تصویر نے آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ میں دیکھتی تھی
کہ تصویر سے آپ کو کوئی مناسبت نہیں۔"

وائنا میں شادی کے رسوم آسٹریا کے رواج کے مطابق ہوئے تھے لیکن ایسی
تکمیل کے ساتھ ہوئے تھے کہ شادی پوری باضابطہ ہوگئی تھی۔ اس بارہ میں نپولین نے
فرانس کی عدالت العالیہ سے استمزاج کیا۔ پیرس میں رسوم کی تجدید محض ایک ضابطہ
ہی ضابطہ تھا۔ جس سے قوم سے اظہار محبت سے مراد تھی کہ اُس کی نئی ملکہ پیرس میں آئی تھی۔
اس دن نپولین نے جہاں اور فیاضیاں کیں اُن میں ایک یہ بھی تھی کہ اُس نے ایسی چھ ہزار
لڑکیوں کو جنھوں نے فوج کے بہادر اور نیک چلن سپاہیوں سے شادی کی سات
سات سو فرانک کا جہیز خود اپنی سرکار سے عنایت کیا۔

کیمپین میں شادی کا جلسہ تین روز رہا۔ اور یکم اپریل کو سینٹ کلاوڈ میں شادی
کے رسوم پھر سے عمل میں آئے۔ دوسرے روز میریا لوئیا اور نپولین جن کی جلوس میں سلطنت
کے تمامی مارشل۔ اور خاندان شاہی اور دربار کے اراکین سو گاڑیوں میں سوار تھے
ایل آرک ڈی ایل ٹوایل سے پیرس میں بڑی دھوم سے داخل ہوئے۔ شاہنشاہ اور
ملکہ تاجپوشی کی گاڑی میں تھے اور گاڑی کی شیشہ کی کھڑکیوں میں سے تین لاکھ تماشائیوں
کو نظر آرہے تھے۔ جو سڑکوں پر جمع تھے۔ اور جیسے شاہی سواری آہستہ آہستہ جارہی تھی یہ لوگ مسرت
سے نعرے مار رہے تھے۔ یہ جلوس کیمپس ملایی سس سے جس کے دورویہ کثرت سے آرائش
کی گئی تھی گذر کر باغ سے ٹوئی لریز کے ایوان میں داخل ہوا۔ نکاح کی جگہ بڑے کمرے سے کھینچ

میں بنائی گئی تھی۔ ملکہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے نپولین اس گیلیری میں سے گزرا جو تصویروں سے آراستہ تھی اور دنیا میں سب سے بڑی اور آراستہ تھی اور تو ورتی کو تو تی لریز سے ملاتی ہے۔ راہ میں سلطنت کے ممتاز آدمی صفیں باندھے کھڑے تھے اور نپولین کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ جس نے اپنی لیاقت و ذکاوت سے فرانس کو طوائف الملوکی سے نکال کر رتبے اور عزت کے فلک ہفتم پر پہونچا دیا تھا۔

شام کو سونے سے جگمگاتی ہوئی گرجا میں جس کی روشنی دن کی روشنی پر فایق تھی نکاح کی تجدید ہوئی۔ پیرس کے باشندے نشۂ انبساط سے مدہوش ہو رہے تھے۔ کوئی شاکی نہ تھا اور خطرہ کا نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ خون آلود تلواریں نیام میں رکھدی گئی تھیں اور طولانی جنگ و جدل کے بعد تمام یورپ میں صلح اور امن و امان کی فرمانروائی تھی۔

مگر افسوس ادھر تو گھنٹے بج رہے تھے اور توپوں کی سلامیاں داغی جا رہی تھیں اور نپولین کی شادی کا اعلان کیا جا رہا تھا لیکن اُدھر جوزیفائن کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار جاری تھا۔ اُس نے عدیم المثال شجاعت اور استقلال سے اپنے خیالات کو ضبط کیا اور اپنی مصیبت پر صابر و شاکر رہی۔

مال مے سن کا ایوان پیرس سے چند ہی میل کے فاصلہ پر تھا اور جوزیفائن کو سخت روحانی تکلیف سے بچانے کی غرض سے نپولین نے یہ تجویز کیا کہ جوزیفائن ناویر کے ایوان میں جو پیرس سے فاصلہ پر تھا جا کر رہے۔ جہاں چلے جانے سے پیرس کی دھوم دھام اور جشنوں سے اُسے تکلیف نہو۔

ناویر پہونچتے ہی جوزیفائن نے شاہنشاہ کو ایک خط بھیجا جس میں وہ لکھتی ہے۔

"عالیجاہا۔

آپ کا افتخار نامہ جو سینٹ کلاؤڈ سے رخصت ہوتے پر آپ نے مجھے لکھا ہے ابھی موصول ہوا اس کی محبت والفت سے مملو لفظوں کا میں فوراً جواب لکھتی ہوں۔ اس اخلاص اور پیار کے

اظہار پر مجھے کوئی تعجب نہیں ہوا اسلئے کہ مجھے تو یہ کامل یقین تھا کہ ہماری جدائی کے بعد جو میری آگہی تشفی کے لئے ناگزیر تھی آپ اسی طرح میری تسلّی فرماتے رہا کرینگے۔ میرے گوشۂ تنہائی میں میرا یہ خیال کہ آپ میرے پرسانِ حال ہیں میری راحت کا موجب ہے۔ میں باہمی الفت و محبت کی لذتیں چکھ چکی۔ اور اُس عشق و محبت کے نشتروں کے چرکے برداشت کر چکی جو عشق اب ہمارے درمیان مشترک نہیں ہے اور اُن تمامی خوشیوں کے خزانہ کو خالی کر چکی جو ایک شاہنشاہ کی توجہات سے میسر ہو سکتا تھا اور ایسے شخص کے دیدار سے جس کو میں نے جان و دل سے چاہا حاصل ہو سکتا تھا۔ لہٰذا ان تمامی باتوں کے بعد اب وہ کونسی شے ہے جس کی میں آرزو کروں وہ اب گوشۂ عزلت میں بیٹھ رہنا اور آرام کرنا ہے۔ اب وہ کونسے دھوکے اور فریب باقی ہیں جو مجھے دغا دے سکتے ہیں۔؟ کیونکہ جب یہی ضروری ہوا کہ میں آپ سے دور اور مہجور رہوں تو یہ دنیاوی دلفریبیاں اور دھوکے بھی غائب ہو گئے۔ پس اب جو کچھ چند انفاس اور حیاتِ مستعار کے لئے سہارا باقی رہ گیا ہے وہ آپ کا خیال ہے اور اپنے بچوں کی محبت ہے۔ اور اس امکان کا تصور ہے کہ شاید اب بھی میں کچھ بھلائی کر سکوں اور سب سے بڑا سہارا یہ ہے کہ یہ معلوم ہوتا رہے کہ آپ خوش و خورم ہیں۔

"چونکہ آپ نے مجھے یہ اجازت دے دی ہے کہ اپنے ہمراہیوں کا جو میرے ساتھ رہا کریں میں خود انتخاب کروں لہٰذا میں اس عنایت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ہاں صرف ایک بات سے مجھکو کسیقدر ایذا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ دیہاتی مقام ہے۔ یہاں عادات میں دیہاتیت پائی جاتی ہے۔ آپ کی تحریر سے یہ خطرہ مترشح ہوتا ہے کہ اگر میرے ساتھ والے شرفا نے لباس وغیرہ کی طرف سے ذرا بھی بے پروائی کی تو میرے رتبہ میں جو باقی رکھا گیا ہے گونہ خامی آجائیگی لیکن نہیں میں یقین کرتی ہوں کہ اس معاملہ میں آپ غلطی پر ہیں۔ کہ یہ شرفا ایک لمحہ کو بھی میری واجبی تعظیم کی طرف سے غفلت کرینگے۔ نہیں وہ ایسا ہرگز روا نہیں رکھ سکتے۔ وہ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں اور شاہنشاہ سے مجھے کیا واسطہ رہ چکا ہے۔ اُن کے دلوں میں

۱۸۱۰

آپ کا وقار اور میری سچی محبت موجود ہے پس حسب تحریر آپ کے مجھے کیا ضرورت ہے کہ اُن کسی بات کی یاد دہانی کراؤں مجھے ملکہ کا خطاب اس لئے نہیں ملا ہے کہ میرے سر پر تاج رکھا گیا تھا اور اسلئے وہ معزز خطاب ہے نہیں یہ خطاب اس لئے معزز ہے کہ آپ نے منتخب کیا ہے۔ اس سے زیادہ قیمتی کوئی شئے نہیں ہو سکتی اور میرے نام کو لازوال کرنے کے لئے بس اسی قدر کافی ہے۔

"مجھے امید ہے کہ یوجین آتا ہوگا۔ مجھے اُس کے دیکھنے کی بڑی آرزو اس وجہ سے اور بھی ہے کہ وہ آپ کے پاس سے آتا ہے اور آپ کی شفقت و محبت کے نئے نئے ثبوت مجھکو دیگا۔ اور میں اطمینان سے ہزاروں باتیں اُس سے پوچھوں گی اور وہ ایسی باتیں ہیں کہ میں آپ سے نہیں پوچھ سکتی اور آپ خود بھی اُن باتوں کو مجھے نہ لکھینگے اپنی جان نثار جوزیفائن کو بھول نہ جائیگا اور کاہے گاہے اُس کو لکھتے رہئے کہ آپ کے دل میں اُس کی محبت باقی ہے اس لئے کہ اسی پر اُس کی زیست کا دارومدار ہے۔ اور اُس کو اکثر مطلع کرتے رہئے کہ آپ خوش و خورم ہیں اور یقین رکھئے کہ اُس کی آیندہ زندگی کے ایام ایسی اور اسی قدر راحت اور آرام سے بسر ہونگے جسقدر اُس کے ایام ماضی پُر آشوب اور بعض ہنگامِ غم آلود رہے ہیں"

اپنی نئی عروس کے ساتھ نپولین کو پیرس میں آئے ہوئے صرف تین ہفتے گذرنے پائے تھے کہ جوزیفائن نے اُس کو ایک خط اپنی اضطراری اور بے تابی کی حالت میں لکھا جس سے اُس کی مصیبت اور اندرونی تکالیف کا اچھی طرح اندازہ ہوتا ہے۔ اُس نے لکھا:-

ازمقام نادیرہ

۱۹- اپریل ۱۸۱۰ء

تعالیجاہا۔

یوجین سے معلوم ہوا کہ میرے ہاں سے ان چلے آنے پر آپ رضامند ہیں اس عنایت

سے بہت سے توہمات جو دل میں پیدا ہوگئے تھے کیونکہ آپ کا کوئی مفاخرت نامہ موصول نہ ہوا تھا۔ بہت کچھ دور ہوگئے۔ مجھے تو یہ خیال ہوگیا تھا کہ اب آپ مجھے قطعی بھول گئے ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوگیا کہ نہیں ایسا نہیں ہے۔ لہذا آج میں بہت اُداس نہیں ہوں اور ایسی خوش ہوں جیسی اس حالت تنہائی میں ہوسکتی ہوں۔ اور چونکہ جہاں پناہ کو کوئی اعتراض نہیں ہے میں اس مہینہ کے آخر میں مال مے سن واپس آجاؤنگی لیکن مجھے عرض کردینا ضروری ہے کہ اگر میری اور میرے ہمراہیوں کی صحت کے لئے نادیر کا ایوان مسرت طلب نہ ہوتا تو میں جہاں پناہ کی اجازت سے جو مال مے سن آنے کے بارہ میں مجھے دی گئی ہے اسقدر جلد فائدہ نہ اُٹھاتی۔ مال مے سن میں میرا ارادہ بہت تھوڑے عرصہ تک قیام کرنے کا ہے اور پھر میں بہت جلد سمندر کے کنارہ چلی جاؤنگی اور یہ گذارش کرتی ہوں کہ مال مے سن میں میں اس طرح خاموشی سے دن گذاروں گی کہ گویا میں پیرس سے ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہوں۔ جہاں پناہ۔ میں نے بڑی جاں نثاری اور قربانی کی اور اُسکے مصائب کا حال روز بروز مجھ پر زیادہ کھلتا جاتا ہے تاہم یہ قربانی ویسی ہی ہوگی جیسے ہونا چاہیئے یعنی صرف میری جان بلاؤں کے تیروں کا نشانہ رہیگی۔ اور میری ایذا سے جہاں پناہ کی راحت و خوشی میں ذرا بھی فرق نہ آئیگا۔ میں تو رات دن گود پھیلائے یہی دعا کرتی رہتی ہوں کہ آپ شاداں و فرحاں رہیں۔ اور تاکہ جہاں پناہ کو میرے کہنے کا یقین ہو آپ کی نئی شادی کے متعلق ہمیشہ پاس ادب ملحوظ رکھونگی۔ اور خاموش رہونگی اور چونکہ آپ مجھ سے پہلے محبت کرتے رہے ہیں پس اب محبت کے مزید ثبوت کی مجھے آرزو نہیں۔ آپ کے انصاف اور اُن احکام کی جو میرے متعلق آپ کے قلب سے صادر ہونگے منتظر رہونگی۔ صرف ایک نوازش کی البتہ تمنا ظاہر کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ جہاں پناہ کے گوشۂ دل میں میری اور میرے متوسلین کی تھوڑی سی گنجایش رہے اور آپ کے دل میں میرے خیال و پاس اور دوستی کی زیادہ جگہ رہے اور اُس کے ثبوت آپ کی طرف سے

کبھی کبھی ملتے رہیں۔ اور اس سے میرا رنج و الم کم ہو جائیگا اور آپ کی خوشی ہیں جو مجھے سب سے زیادہ مدنظر ہے اس سے کوئی کمی نہ ہوگی۔

جوزفائن

نپولین نے اس خط کا ایسا محبت آمیز جواب لکھا کہ جوزفائن نے بے قرار ہوکر حسب ذیل خط تحریر کیا۔

"جہاں پناہ نے مجھکو فراموش نہیں کیا اور اس کے ہزاران ہزار شکریے ادا کرتی ہوں آپ کا خط اوجین لایا میں نے بڑے اشتیاق سے یہ خط پڑھا اور بڑی دیر میں اس نامہ کو ختم کیا اس لئے کہ اس میں کوئی ایسا لفظ نہ تھا جسے پڑھ کر میں نہ روئی ہوں۔ ان آنسوؤں سے مجھے بہت تسلی ہوئی۔ اور میرے دل بیمار کو شفائے کلی حاصل ہوگئی اور اب یہ اسی طرح بے غم رہے گا۔ اس خط میں بعض لفظیں میری جان ہیں اور ان کا اثر جان ہی کے ساتھ جائیگا مجھے اس سے سخت مایوسی ہوئی کہ میرے ۱۹ تاریخ کے خط سے آپ کو صدمہ پہنچا۔ اب تو مجھے یاد نہیں کہ میرے جی کا کیا حال تھا۔ لیکن یہ ضرور جانتی ہوں کہ جس وقت میں نے وہ خط لکھا تھا میرے جی کا بہت برا حال تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کا خط عرصہ سے آیا نہ تھا اور میری طبیعت جھنجھلائی ہوئی تھی۔ مال مےسن سے میں نے آپ کو خط لکھا تھا اور اس وقت سے کئی دفعہ ارادہ ہوا کہ آپ کو نامہ لکھوں۔ لیکن آپ کی خاموشی کی وجہ میرے خیال میں تھی اور میں نے یقین کیا کہ ایک نامہ بھیجنے سے بھی میں آپ کی مخل ہونگی۔ لیکن آپ کا خط میرے حق میں تریاق کا کام کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خورم رکھے۔ اور آپ ایسے خورم و شاد کام رہیں جیسے آپ مستحق ہیں۔ اور یہ باتیں میرا دل کر رہا ہے آپ نے مجھے تسلی دی اور میں اس کی پوری قدر کرتی ہوں۔ میرے نزدیک آپ کی توجہ کی برابر دنیا میں کوئی شے نہیں۔ آخر میں اسی قدر اظہار شکرگذاری کرتی ہوں جس طرح آپ سے محبت کرتی ہوں۔ والسلام"

جوزفائن

شادی کے تھوڑے دنوں بعد نپولین نے میریا لوئیا کو ہمراہ لے کر سلطنت کے شمالی صوبوں کا دورہ کیا۔ نپولین جس مقام پر پہونچتا تھا بڑی مسرت سے استقبال کیا جاتا تھا۔ لیکن انگلستان اب بھی جنگ پر تلا ہوا تھا۔ اور نپولین کو اپنی سلطنت کی اندرونی اصلاحوں کی افکار کے علاوہ انگلستان جیسے دولتمند اور زبردست دشمن کے حملوں کی مدافعت کرنا پڑتی تھی۔ انگلستان اپنے جنگی جہازوں کے ذریعہ سے فرانس کے تمامی ساحل پر جہاں ذرا بھی موقع ہوتا تھا گولہ باری کرتا تھا اور سازشوں اور اپنی دولت کے ذریعہ سے بوربون خاندان کے حامیوں اور فرانس کے باغیوں کو بغاوت اور فساد پر برابر آمادہ کر رہا تھا اور اسپین اور پرتگال کے بلوائیوں کو ابھار رہا تھا اور بڑی چستی اور ہوشیاری سے ایسے ایسے انتظام کرتا تھا کہ آتش جنگ فرو نہ ہونے پائے۔ بلکہ یورپ میں برابر مشتعل رہے۔ اور ایسے عزم و ثبات سے کہ اگر اس کا اظہار کسی اچھے کام میں کیا جاتا تو نہایت قابل تعریف ہوتا اس نے تمامی بغض و عناد سے جو نپولین کی حیرت انگیز لیاقت سے یورپ میں پیدا ہوتا تھا فائدہ اٹھایا۔ اور سلطنت امرائی کے مخالف اور جمہور کے بڑے حامی نپولین کے خلاف جتھہ پر جتھہ قایم کیا۔ اور اپنے اس ارادے میں نپولین کے خلاف انگلستان کو بے حد کامیابی ہوئی۔ اور لیجئے یورپ کی سرزمین پر جس کی سطح سے ابھی خون خشک بھی نہ ہوا تھا جنگ کا طوفان پھر بڑے شد و مد سے چلنا شروع ہوگیا۔ (۳۶۲)

چونکہ اب نپولین کا آسٹریا سے رشتہ ہو گیا تھا اور جائز فرماں رواؤں کے حلقہ میں داخل ہوگیا تھا۔ نپولین کو امید تھی کہ اب انگلستان صلح پر راضی ہو جائیگا۔ اور اسی غرض پر اس نے پھر بڑی جانفشانی کے ساتھ کوشش کی کہ انگلستان جنگ کو موقوف کر کے تلوار کو غلاف کر دے۔ لیکن نپولین کو اب بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اور بار بار صلح کی کوشش کرنے سے اس نے در اصل اپنے فرائض کو انتہا تک پہونچا دیا۔ اور مسٹر کابڈن نے سچ لکھا ہے۔ صرف یہی کہنا کافی نہیں ہے کہ فرانس نے جنگ کو نہ چھیڑا۔

بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انگلستان سے صلح کر لینے کی سعی میں فرانس نے عاجزی سے اپنا سر زمین پر رکھ دیا۔"

سیوریرے لکھتا ہے "کہ آسٹریا کے خاندان سے رشتہ قایم ہو جانے پر نپولین کو یہ امید ہو گئی تھی اب آسٹریا فرانس کے طرز حکومت کو تسلیم کر کے قلبی رفیق ہو جائیگا۔ اور اس کی مراد پوری ہو گئی اور یورپ میں صلح قایم رہے گی یا دوسرے لفظوں میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ اب جدید جتھہ قایم ہو گا۔ اور سب معاملات تکمیل کو پہونچ جائینگے صرف انگلستان سے صلح کر لینا باقی رہ جائیگا۔ اور واقعی یہ بات بھی کہ انگلستان سے صلح کر لینے کا اُس کو مدام خیال رہتا تھا۔ اور فرانسیسیوں کی ایسی حالت ہو رہی تھی کہ جب تک انگلستان سے صلح نہ ہو جاتی جنگ کا خاتمہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ دو دفعہ روس کو بیچ میں ڈال کر انگلستان سے صلح کی درخواست کی گئی لیکن انگلستان سے ایسا صاف جواب ملا کہ انکار کی وجوہ تک ظاہر نہ کی گئیں۔ مگر شاہنشاہ نپولین کو اب بھی قطعی مایوسی نہ ہوئی اور اُس کو امید تھی کہ بوجوہ معقول درخواست صلح پیش کرنے سے ممکن تھا کہ انگلستان صلح پر آمادہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے انگلستان کی رائے معلوم کرنے کی تدبیر کی۔ کہ دیکھوں میری امید صلح کہاں تک درست ہے" چنانچہ مخفی طور سے اس بات کے جاننے کی کوشش کی گئی اسلئے کہ دوسری صورت میں نپولین کے ارادہ کا افشا حد سے متجاوز متصور ہوتا۔ ہالینڈ کو بحری صلح کی خود فرانس سے بڑی ضرورت تھی۔ بادشاہ لوئی سے ہالینڈ کی رعایا بہت خوش تھی۔ اور اُس نے نپولین سے صاف کہدیا تھا کہ اگر ہالینڈ کی تجارتی راہیں موانع قایم رہے تو ہالینڈ پر میری فرماں روائی بے سود ہے۔ اور اُس نے نپولین کی رضامندی سے انگلستان کے ساتھ خط و کتابت شروع کی۔ پہلے صرف تجارتی تعلقات کے پیرایہ میں بات چیت شروع کی گئی۔ ہالینڈ کے دارالحکومۃ ایمسٹرڈم کا کارخانہ "ہوپ" نامی انگلستان سے ایسا بڑا تجارتی تعلق رکھتا تھا کہ کسی اور کارخانہ کو ایسا تعلق نہ تھا اور اس کارخانہ کے متعلق یہ خدمت مناسب طور سے

کی جا سکتی تھی اس کارخانہ میں ایک شخص مانسیئور لابوشیر بھی شریک تھا اور لندن میں اس کے رشتہ دار موجود تھے جو تجارت پیشہ تھے۔ اور اسی مانسیئور لابوشیر نے اپنی رپورٹ ہوپ کے کارخانہ کو بھیجی اور پھر کارخانہ کے ذریعہ سے ہالینڈ کے بادشاہ لوئی کو وہ رپورٹ دی گئی اور لوئی نے نپولین کے پاس بھیجی۔

"اسی اثنا میں فوشے نے جو پولیس کا چالاک وزیر تھا خود اپنی جدا ہی پر نپولین کی لاعلمی میں ایک خفیہ ایجنٹ انگلستان کی وزارت کو روانہ کیا اور یہ انکی خدمت مانسیئور اوورارڈ کے سپرد کی۔ سر والٹر اسکاٹ نے لکھا ہے کہ اس کا نتیجہ ہوا کہ اوورارڈ اور شاہنشاہ نپولین کے ایجنٹ کو ایک دوسرے کی مفوضہ خدمت کا کچھ علم نہ ہوا اور مارکوئس آف ویلزلی سے دونوں نے خط و کتابت شروع کر دی لیکن مارکوئس آف ویلزلی کو دو طرف سے خط و کتابت شروع ہونے پر شبہہ پیدا ہو گیا اور اس نے مسئلہ خط و کتابت یک لخت موقوف کر دیا"

نپولین کی صلح کے متعلق ان کھٹک اور متواتر کوششوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کا خواہشمند نہ تھا چونکہ نپولین کو اس معاملہ میں سخت ناکامی ہوئی تھی وہ فوشے پر بہت برہم ہوا۔

فوشے کے دوران اظہار میں نپولین نے اس سے پوچھا "اوورارڈ انگلستان کس مقصد سے بھیجا گیا تھا"

فوشے نے جواب دیا۔

"صرف اس لئے بھیجا تھا کہ نئے وزیر خارجہ کی حکمت عملی کی ٹٹول کرے اور میں آپ کو اس سے مطلع کروں"

نپولین نے کہا "تو گویا اب میرے بے علم و اطلاع آپ خود جنگ یا صلح کرنے لگے ہیں۔ ڈیوک آف اٹرینٹو (فوشے) تمہارا سر قلم کر دینے کے لایق ہے"

صیغۂ پولیس کی وزارت سے نپولین نے فوشے کو معزول کیا لیکن اپنی فیاضی سے اُس کو روم کا گورنر کر کے پیرس سے باہر بھیجدیا۔

نپولین نے بعد کو کہا "فوشے دوسرے کے جوتے میں اپنا بدنما پاؤں ہمیشہ گھسیٹر تا رہتا ہے اور دخل درمعقولات اُس کی عادت ہے۔"

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں۔ "مارکوئس آف ویلزلی کو برطانیہ کی خوشحالی پر کیونکہ دنیا کی تجارت اُس کے قبضہ میں تھی اور نیز برطانیہ کی اس قابلیت پر کہ وہ عرصہ دراز تک جنگ کو جاری رکھ سکتی تھی بڑا اصرار تھا۔"

انگریزی جہاز بڑی کامیابی سے سمندروں پر گشت کر رہے تھے اور بحر اعظم کے مالک تھے اور انگلستان کی ایک زبردست بحری فوج نے جا کر فرانسیسوں سے جزیرۂ جاوا چھین لیا تھا۔

ایلی سن صاحب کہتے ہیں "عظیم الشان جزیرۂ جاوا سمندر پار فرانسیسیوں کی سلطنت کی آخری نوآبادی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کا اس پر بہت دنوں سے دانت تھا۔ چنانچہ جاوا کے مقابلہ میں مدراس میں فوج اور سامان تیار کیا گیا اور کامل فتح ہوئی اور تمام جزیرہ دولت برطانیہ کے قبضہ میں آگیا۔ اور انگلستان اور نپولین کے باہم بحری جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور فرانس کے قبضہ میں کوئی نوآبادی باقی نہ رہی۔"

انگلستان کی اس جرأت اخلاقی پر سب حیرت سے سرگردان ہیں کہ خود تو تمامی دنیا کو اپنے قبضہ و تصرف میں کرتا چلا جاتا تھا اور نپولین پر بلند نظری اور ہوس کا الزام لگا رہا تھا۔

ایلی سن صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں۔ "اپنے رقیبوں سے سب نوآبادیاں چھین کر بنی نوع انسان کے سب آمدنی کے ذریعے انگلستان نے اپنے قبضہ میں کر لئے لیکن اب بھی اتنے پر قناعت نہ کی۔ اس لئے کہ انگلستان کو بحری قوت سب سے زیادہ حاصل تھی اور فرانس سا بری عظمت کے اعتبار سے کوئی مماثل نہ تھا پس دونوں رقیبوں نے اب آخری اور قطعی مٹ بھیڑ کی تیاریاں کیں۔ انگلستان نے یورپ میں سب پر فضیلت قایم کرنے

کی غرض سے فرانس کے مقابلہ میں بحری افواج کو متحرک کیا اور فرانس نے پرانی دنیا میں اپنی عظمت قایم کرنے کی نیت سے روس کو اپنا بازی گاہ بنایا۔"

جب سے فرانس کی بحری طاقت کا خاتمہ ہوا اُس کی تجارت بھی برباد ہوگئی۔ نوآبادیاں بھی چھین لی گئیں۔ اور اُس کے ساحل پر جہاں دست رس ہوئی۔ انگلستان نے گولے برسائے اور صلح کے پے درپے پیغاموں پر سوکھے اور توہین کے جواب دیئے گئے پس ایسے سخت اور بے درد دشمن کے مقابلہ میں فرانس کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ انگلستان کی تجارت کو یورپ کے براعظم سے خارج کردے۔

لوئی بونارٹ ہالینڈ کے بادشاہ کا یہ حال تھا کہ اپنی رعایا کی مالی خوش حالی کی اُسے زیادہ فکر تھی اور اپنے بھائی نپولین کی مصالح ملکی کی پروا نہ تھی اور انگریزی تجارت کو بند نہ کرتا تھا۔ اور انگریزی مال کثرت سے ہالینڈ میں خفیۃً آتا تھا اور وہاں سے تمام یورپ میں پھیل جاتا تھا۔

نپولین نے عزم کیا کہ اس قسم کی کارروائیوں کو بند کردے کیونکہ ان سے نپولین کی انگلستان کے مقابلہ میں ایسی جنگ سے جس سے کسی قسم کی خونریزی نہ ہوتی تھی بڑا نقصان عائد ہوتا تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ مجھے تمام جدید جمہوری حکومتوں سے جن کو میں نے قایم کیا ہے مدد مانگنے کا حق حاصل ہے کیونکہ یہ فرمانروائیاں اپنے دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے فرانس کی مدد کی محتاج تھیں۔ اور اگر فرانس ہی کی جمہوری حکومت کا خاتمہ ہوگیا تو ان چھوٹی چھوٹی جمہوری حکومتوں کا کہیں پتہ نہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نپولین کا زوال ہوتے ہی یہ سب جمہوری حکومتیں قبر میں جا سوئیں۔ بس نپولین کو تیقن تھا کہ اگر ان حکومتوں سے جو باہمی تعلقات کی وجہ سے ایک تھیں مدد طلب کیجائیگی تو یہ فعل خودسری یا جبر کا نہیں ہے۔ اور وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ اگر ان حکومتوں نے مدد نہ کی تو سب کا خاتمہ بھی ہو جائیگا۔ روس اور پروشیا تک نے صلحناموں میں واثق وعدے اور عہد کرلئے تھے کہ ہم بھی پوری مدد دینگے تاکہ انگلستان کے توپخانوں کا مُنہ بند کردیا جائے۔

اب نپولین نے اپنے بھائی لوئی کو ایک خط لکھا جس سے معلوم ہو جائیگا کہ ہالینڈ کے خلاف نپولین کو کیا کیا شکایتیں تھیں۔

"برادرمن تمھارا مراسلہ موصول ہوا تم چاہتے ہو کہ ہالینڈ کے متعلق میں اپنی راے کا تم پر اظہار کروں۔ اچھا لو۔ میں صاف صاف لکھتا ہوں۔ جب تم تخت نشین ہوے تو ڈچ قوم کے ایک حصے نے فرانس سے متحد ہو جانا چاہا لیکن اس بہادر قوم کے کارنامے میں نے تاریخ میں پڑھے تھے اور اس کی وقعت میرے دل میں بہت تھی۔ لہذا میں نے چاہا کہ یہ قوم خود مختار رہے تو اچھا ہے۔ چنانچہ اس کی حکومت کے قواعد میں نے خود مدوّن کئے جو تمھاری فرمانروائی کی بنیاد تھے اور پھر تم کو تخت نشین کیا۔ چونکہ تم نے میری نگرانی میں تربیت پائی تھی تو تم سے فرانس کے ساتھ محبت کی وہی توقع تھی جو فرانس کو اپنے بچوں اور اس سے بھی زیادہ اپنے شاہزادوں سے ہو سکتی تھی۔ اور مجھے امید تھی کہ چونکہ تم نے میری حکمت عملی کی تعلیم پائی ہے تم ضرور جانتے ہوگے کہ بے مددگار اور بغیر افواج کے اگر ہالینڈ براہ راست فرانس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگا تو فرانس اس کو ضرور فتح کر لیگا۔ اور اسی لئے اس کی حکمت عملی وہی ہونا چاہئے جو میری ہے اور تمھیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ فرانس اور ہالینڈ کے باہم معاہدہ بھی یہی تھا۔

پس میں نے خیال کیا کہ ہالینڈ پر اپنے خاندان کا شاہزادہ فرماں روا کر دوں تاکہ فرانس اور ہالینڈ انگلستان کے مقابلہ میں ایک ہو جائیں اور آپس میں متفق ہو کر کام کریں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض لوگوں کا یہ دستور ہو گیا ہے کہ میری تعریف کرتے ہیں اور فرانس پر ہنستے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو فرانس سے محبت نہیں ان کو مجھ سے بھی محبت نہیں ہے۔ اور جو لوگ میرے جمہور کی مذمت کرتے ہیں ان کو میں اپنا سب سے بڑا دشمن خیال کرتا ہوں۔ میرے آپ کے بھائی چارہ جب ہی تک ہے جب تک آپ اپنے تئیں فرانسیسی ثابت کرینگے لیکن اگر آپ نے ان اصولوں کا خیال نہ کیا جن کی وجہ سے ہمارے باہم اتحاد ہے تو کوئی برا ماننے کی بات نہیں کہ اگر میں بھی ان تعلقات کا خیال نہ کروں جو حقیقی بھائیوں میں ہوتے ہیں"

مگر لوئی نے ہالینڈ اور انگلستان کی تجارت میں مداخلت کیے جانے پر سخت شکایت کی اور آخر کار اسقدر ناراض ہوا کہ ہالینڈ کی فرماں روائی سے دست کش ہو کر ہالینڈ سے مخفی طور سے چلا گیا۔ اور بیماری اور خانگی بے لطفی نے اُس کی زندگی کو بدمزہ کر دیا۔

شاہنشاہ نے سینٹ ہلینا میں کہا "روسو کی تصانیف پڑھ کر لوئی برباد ہو گیا۔ اپنی بیوی سے اُس نے چند ماہ میل جول رکھا۔ دونوں میاں بیوی میں عیب تھے۔ لوئی تو ایسے مزاج کا واقع ہوا تھا کہ ہر وقت دق کرتا رہتا تھا اور ہورٹنس حد سے زیادہ زندہ دل تھی۔ شادی کے وقت دونوں میں محبت ہو گئی تھی۔ یہ شادی جوزیفائن کی تجویز سے ہوئی تھی اور اس سے اُس نے اپنے ذاتی مقاصد سوچے تھے۔ اس کے برخلاف میری یہ رائے تھی کہ اپنی رشتہ داری دوسرے خاندانوں میں بڑھاؤں اور کچھ عرصہ کو میرا یہ خیال ہو گیا تھا کہ ٹلیرانڈ کی بھتیجی سے لوئی کی شادی کردں۔

"لیکن نیکوکار۔ فیاض اور جان نثار ہورٹنس بھی اپنے شوہر کے ساتھ برتاؤ کرنے میں قصور سے بری نہیں ہے۔ اور باوجود اپنی الفت و محبت کے جو ہورٹنس سے مجھے تھی میں اس بات کا ضرور اقرار کرونگا۔ اگرچہ لوئی ایک وہمی اور اُداس طبیعت کا شخص تھا۔ اور مزاج بھی چڑچڑا تھا تاہم ہورٹنس سے اس کو محبت تھی اور ایسی حالت میں ہورٹنس کو لازم تھا کہ اپنے مزاج میں اصلاح کر کے لوئی کی محبت کا بدلہ کرتی۔ اگر ہورٹنس ایسا کرتی تو اچھے نتیجے نکلتے۔ عدالت سی چارہ جوئی کرنے پر بھی وہ مجبور نہوتی۔ اور خوش رہتی اور ہالینڈ کو اُس کے ہمراہ جاتی اور پھر لوئی ایمسٹرڈم سے نہ فرار ہوتا اور میں ہالینڈ کو فرانس سے الحاق کرنے پر مجبور نہ ہوتا اور یورپ سے میرا اعتبار نہ اُٹھتا"

لوئی نے نپولین کو لکھا "انگلستان پر اثر کے ساتھ حملہ کرنے کے تین طریقے ہیں یعنی آئرلینڈ کو اُس سے جدا کر لینا۔ اُس کے ہندوستانی مقبوضات کو چھین لینا۔ یا خود انگلستان کے ساحل پر حملہ آور ہونا۔ پچھلے دو طریقے بحری افواج کے بغیر تو ناممکن ہیں۔ لیکن یہ سمجھ

نہیں آتا کہ پہلے طریقے سے یوں آسانی کے ساتھ ہاتھ کیوں اٹھا لیا گیا ہے۔ اور جو طریقے میں نے لکھے ہیں صلح حاصل کرنے کے لئے یقینی ہیں اور جو طریقہ دشمن کو گزند پہنچانے کا آپنے اختیار کیا ہے یعنی انگلستان کی تجارت کو بند کیا ہے اُس سے خود آپ کا اور آپ کے رفقاء کا نقصان ہو رہا ہے۔"

اس زمانہ میں ہورٹنس اپنے دو بچوں سمیت پیرس میں تھی اور شوہر سے جدا ہو چکی تھی نپولین نے اُس کے چھوٹے بچہ کو جس کا نام بھی نپولین تھا اور جو موجودہ بادشاہ فرانس کا بھائی تھا اپنی گود میں لیا اور اُس سے کہا "بیٹا آؤ۔ میں تمھاری سرپرستی کرونگا۔ تمھارا کوئی نقصان نہوگا۔ تمھارے باپ کے طرزِ عمل نے میرا بہت جی دُکھا دیا ہے لیکن یہ بات شاید اُس کی خلقی کمزوری کی وجہ سے ہوئی۔ جب تم بڑے ہونا تو اپنے باپ کی اور خود اپنی شکرگذاری تنہا ادا کرنا اور یہ بات کبھی فراموش نہ کرنا کہ میری حکمتِ عملی کی وجہ سے تمھاری کوئی حالت کیوں نہو تمھارا پہلا فرض میرے ساتھ اور دوسرا فرض فرانس کے ساتھ ہے۔ اور تمھارے دوسرے فرائض تمھاری رعایا کے ساتھ جو تمھارے سپرد کیجائیگی ان فرائض کے بعد ہیں۔"

سویرے کہتا ہے "کہ لوئی کے تخت سے دست بردار ہونے اور فرار ہو جانے سے عام رائے میں نپولین کی بدنامی ہوئی لیکن ایک شخص سے جو نپولین کے پاس موجود تھا مجھے یہ حال معلوم ہوا کہ جب لوئی کے متعلق شاہنشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ فرمانروائی سے دست بردار ہوکر لوئی فرار ہوگیا تو وہ حیرت میں ڈوب گیا۔ اور چند لمحے تک خاموشی کا عالم طاری ہو گیا اور اُس کے بُشرے سے سخت تردد کا اظہار ہو رہا تھا۔ اُس وقت اُس کو یہ خبر نہوئی کہ اس واقعہ سے معاملاتِ ملکی پر کیا اثر پڑنے والا تھا۔ سرِدست اُس کو اپنے بھائی کی ناشکری کا خیال آیا اور جب اُس نے ذیل کی لفظیں کہیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کا دل پھٹا جاتا ہے۔ اُس نے کہا "ایسے بھائی سے جس پر میرے بڑے بڑے احسان تھے کیا ایسے ضرر رساں فعل کی توقع کی جا سکتی ہے؟ جب میں فوج میں صرف لفٹنٹ تھا تو اپنی تھوڑی سی

تنخواہ میں سے بچا بچا کر میں نے اُس کو تعلیم دی۔ اور اپنی کمائی اُس کو شریک کرکے کھائی۔ اور میری مہربانی کا اُس نے یہ معاوضہ کیا؟ اسوقت شاہنشاہ سے ضبط نہ ہوسکا اور وہ ایسا رویا کہ ہچکی لگ گئی۔"

انھیں معاملات کی شرح کرتے ہوئے نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا "جب میرے بھائی نے غلطی سے عام بدنام کرنے والوں کی بہتانوں کو شان و شوکت خیال کیا اور تخت چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ اور مجھکو بدنام کیا اور مجھ پر بلند نظری کی سیر نہ ہونے والی ہوس اور غیر قابل برداشت ظلم کی تہمت لگائی تو پھر میرے کرنے کا کیا کام باقی رہ گیا تھا۔ کیا میں ہالینڈ کو دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیتا یا اس پر دوسرا فرماں روا مقرر کرتا۔ جب بھائی نے یہ سلوک کیا تو غیر سے کیا توقع ہوسکتی تھی۔ اور کیا جتنے بادشاہ میں نے مقرر کئے سبھوں نے ایسا ہی سلوک نہ کیا؟ میرے خاندان والوں نے میری ذرا مدد نہ کی۔ بلکہ اُنھوں نے مجھے اور اُن مقاصد کو جن کے واسطے میں لڑ رہا اُلٹا نقصان پہنچایا۔ لوئی متلون مزاج تھا۔ اور یہ عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ اُس کی صحت خراب تھی لیکن نہیں اُس کے دماغ پر زیادہ خراب اثر متلون مزاجی سے پڑا۔ اُس میں نہایت مضر کمزوریاں تھیں۔ بلکہ وہ بیکار ہی ہوگیا تھا۔ ہالینڈ کا میں نے فرانس سے الحاق کیا اور اس سے یورپ میں بہت بڑا اثر ہوا اور ہماری مصائب کی اسی سے بنیاد پڑی۔"

اب نپولین کے گرد جلد جلد مصیبتوں کی گھٹا چھانے لگی۔ انگلستان۔ اسپین میں بڑے زور شور سے جنگ کو ترقی دے رہا تھا اُدھر روس میں غصہ بڑھتا گیا اور وہ مخالفت پر آمادہ ہونے لگا۔ فرانس کے ماہی گیروں کے ساتھ بھی انگلستان نے اب زیادتی شروع کردی تھی کہ اُن کی کشتیاں پکڑلی جاتی تھیں۔ فرانس کی بحری تجارت ستیاناس ہوگئی تھی۔ کوئی صورت ہی سوا اسکے باقی نہ رہی تھی کہ فرانس انگلستان کی تجارت کو یورپ سے خارج کرکے انگلستان کا مقابلہ کرے۔ لیکن اس انتظام سے خود فرانس کی

بدولت یورپ کی تجارت کو سخت نقصان پہنچا اور نپولین کے یورپ ہی کے اندر دشمن پیدا ہونے لگے پس نپولین کے لئے تین صورتیں باقی رہ گئی تھیں۔ ایک تو یہ تھی کہ وہ عاجزی سے اپنا سر زمین پر رکھدے اور جیسا انگلستان حکم دے ویسی تعمیل کرے۔ دوسرے فرانس کے تاج وتخت کو پھر بوربون بادشاہ کے حوالہ کردے۔ تیسرے یورپ سے انگلستان کی تجارت کو مسدود کرنے کا انتظام کرے اور اس میں چاہے بعض حالتوں میں خودسری اور زیادتی ہی سے کیوں کام نہ کرنا پڑے۔ پس صرف اپنے زبردست ہونے کے استحقاق سے اُس نے وئے سلے کی چھوٹی مذہبی ریاست کو فرانس سے ملحق کرلیا۔ تاکہ سسلین اور اٹلی کے درمیان کا بیڑا راستہ محفوظ ہوجائے اور اسی قسم کی زبردستی سے اُس نے دریائے شیلڈ کے دہانہ سے لے کر دریائے ایلب کے دہانہ تک فوجی چوکیاں قایم کردیں کہ محصول مار لینے اور خفیہ مال لانے والوں کی کشتیوں کی نگرانی رہے۔"

اب ایک نوجوان سیکسن جس کی عمر بیس سال کی تھی اور جس کا نام وان سٹیپس تھا۔ پیرس میں گرفتار کیا گیا اور اس نے اقرار کیا کہ میرا قصد شاہنشاہ نپولین کے قتل کرنے کا تھا اور میں چاہتا تھا کہ نپولین کے نام کے ساتھ اپنے نام کو بھی لازوال کروں اور اُس نے کہا کہ میں یہ بات بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ اس ارادے میں کامیاب ہوں یا ناکام ہوں دونوں حالتوں میں قتل کیا جاؤنگا۔

سیوری کہتا ہے کہ" اس واقعہ کی اور حملہ کارروائی کی جو اس کے بعد پیش آئی تھی میں نے شاہنشاہ کو تحریری رپوٹ کی اسلئے کہ اقدام قتل کے متعلق کوئی شبہ باقی نہ رہا تھا شاہنشاہ نے میری رپورٹ کے حاشیہ پر اپنی قلم سے لکھدیا" اس معاملہ کے اظہار وافشا کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی اس جوان کی جوانی پر رحم چاہیئے۔ اس عمر میں کسی شخص کو میں اُس وقت تک مجرم اور قابل سزا کے نہیں خیال کرتا جب تک ایسے جرائم بار بار کرکے وہ پکا جرائم پیشہ نہ ہوجائے۔ چند سال میں اُس کے خیالات بدل جائینگے۔

لہٰذا ایسی حالت میں ایک خبطی جوان کو بیفائدہ قتل کئے جانے کا افسوس کرنا پڑیگا۔ اور اُس کے خاندان کے لوگ مفت رنج والم میں مبتلا ہونگے اور خاندان کے ساتھ بدنامی کا ایک دھبہ قائم ہو جائیگا۔ صرف اتنا کرو کہ وِن سنس کے قلعہ میں اُس کو نظر بند کردو اور اُس کی اُسی طرح خبرگیری کرتے رہو جو چلے ہوئے دماغ والے شخص کی کرنا لازم ہے۔ اُسے کتابیں دو کہ مطالعہ کیا کرے اور اُس کے خاندان والوں کو اس واقعہ کی کیفیت لکھ بھیجو اور چند روز میں وہ اچھا اور صحیح الحواس ہو جائیگا۔ اس معاملہ کا آرچ چینسیلر سے بھی تذکرہ کردو اور وہ معقول رائے دیگا۔"

۵۱،

چنانچہ شاہنشاہ کی ہدایت کے موافق وان ڈرسلمن وِن سنس کے قلعہ میں زیر حراست کردیا گیا اور وہاں وہ اُس وقت تک موجود تھا جبکہ متحدہ بادشاہوں کی فوجیں پیرس میں داخل ہوئیں"

چونکہ نپولین کو نہایت اہم معاملات کی افکار نے گھیر رکھا تھا۔ یعنی اپنی بڑی سلطنت کے صنعت وحرفت کے ذرائع کو ترقی دے رہا تھا۔ انگلستان کے حملوں کو روک رہا تھا۔ براعظم یورپ میں مختلف فرماں رواؤں سے رابطۂ اتحاد قایم کررہا تھا اور اسپین کی مصیبت خیز جنگ کا انتظام کررہا تھا جو روز بروز ہولناک صورت اختیار کرتی جاتی تھی۔ یہ سال جلد ختم ہوگیا اور چونکہ خود دریائے ڈینوب کے کنارے جنگ میں مصروف رہنے کی وجہ سے عرصہ تک فرانس سے باہر رہا لہٰذا اسپین کی جنگ اپنے جنرلوں کے سپرد کرنا پڑی تھی۔

۱۱۔ مارچ ۱۸۱۱ء کی شام کو میریا لوئیا کے دردزہ شروع ہوا اور بہت دیر تک رہا اور حالت خطرناک ہوگئی اور ڈاکٹروں نے نپولین کو اطلاع کی کہ نہایت نازک حالت ہوگئی ہے اور اب یا تو بچہ کی جان سے مایوس ہونا چاہیئے یا ماں کی جان سے ناامید ہونا چاہیئے نپولین نے کہا۔ بچہ کی جان کی پروا نہ کرنا چاہیئے اور خود بارہ گھنٹے تک ایوان سے باہر گیا اور اس طولانی تکلیف کی حالت میں ملکہ کی تسلی کی ہر طرح سے تدبیریں کرتا رہا۔

"نپولین نے یہ دیکھ کر کہ ڈاکٹر ڈیو بوائی کے حواس جاتے رہتے ہیں اُس سے پوچھا کہ کیا ایسی حالت کبھی اور سنی نہیں گئی ہے؟"

"ڈاکٹر نے جواب دیا۔ نہیں۔ ایسا ہوتا ہے لیکن نہایت شاذ۔

نپولین نے کہا "ڈاکٹر ڈیوبوائی۔ دیکھو۔ اپنے حواسوں کو جمع کرو۔ اور مت خیال کرو کہ تم ملکہ کے ساتھ ہو۔ بلکہ اس طرح دلجمعی سے کام کرو کہ گویا تم ایک معمولی سوداگر کی بیوی کا علاج کر رہے ہو"

نپولین کے اس مشورہ کا ایسا اچھا نتیجہ ہوا کہ ماں اور بیٹے دونوں کی جان بچ گئی۔

یہ پہلے تجویز ہو گیا تھا کہ تخت کے وارث کے تولد ہوتے ہی توپ کی سلامی داغی جائے اگر شاہزادی ہو تو اکیس ضرب توپ فیر کی جائیں اور اگر شاہزادہ ہو تو سو توپیں چھوڑی جائیں ۲۰ مارچ ۱۸۱۱ء کو چھ بجے صبح سے بڑی توپوں سے سلامی کرنا شروع ہو گئی۔ تمام پیرس کے باشندوں کو معلوم ہو گیا کہ نیا مہمان آ گیا۔ دریچے کھول دیئے گئے۔ ہر ایک نے بڑے اشتیاق سے توپوں کی آواز پر کان لگایا۔ سوتے ہوئے جاگ پڑے اور اس کاروباری دار الحکومت پیرس میں خاموشی چھا گئی اور بڑے غور سے ہر ایک فیروں کی تعداد شمار کرنے لگا اور جس وقت اکیسویں توپ چل چکی ہر ایک شخص کا دل تردد اور انتظار سے دھڑکنا بند ہو گیا اور اشتیاق کی کوئی انتہا باقی نہ رہی۔ ادھر گولندازوں نے بھی شرارت سے بائیسویں فیر میں ذرا دیر کر دی۔ اور پیرس والوں کے انتظار میں سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی پھر اس کے بعد جو سلامی شروع ہوئی وہ نہایت ہی زور کی تھی اور اس کا شروع ہونا تھا کہ پیرس کے باشندوں نے ایک ساتھ خوشی کا ایسا نعرہ مارا کہ توپوں کی گرج سے جا ملا۔ کسی بادشاہ کو قوم نے ایسی خوشی اور جوش مسرت سے ان موقعوں پر مبارکباد نہ دی ہو گی جیسی آج نپولین کو دی گئی۔ اور شاہزادہ کے تولد پر جس کو شاہ روم کا خطاب دیا گیا کیا خوشی کا اظہار نہ ہوا۔ لیکن ایک پرغور شخص جب اسی شاہزادہ کی وفات کا حال اس کی پیدائش کی دھوم دھام سے مقابلہ کرتا ہے تو دریائے عبرت میں غرق ہو جاتا ہے۔ ہائے اس وقت جبکہ یہ شاہزادہ پیدا ہوا کسی کو کیا خبر تھی کہ اس کا نامور باپ

شاہنشاہ نپولین سینٹ ہلینا کے ویران اصطبل میں اسیری کی بلائیں جھیل کر مریگا اور خود شاہزادہ آج جس سے فرانسیسی قوم فوق العادت محبت کا اظہار کر رہی ہے اور جس کی ذات سے قوم کی بڑی بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں غم اور فراموشی کی حیات کے چند سال جی کر ایسی قبر میں جا سوئیگا کہ کسی کو یاد بھی نہ رہیگا۔ ؎

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال
کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال

گھنٹوں کے بجنے اور توپوں کی سلامیوں سے شاہزادہ کے تولد کی خبر تمام فرانس میں بہت جلد پہنچ گئی۔ جوزیفائن ناوریر میں تھی اور اُسی سوگ کی حالت میں مسرت سے باغ باغ ہو گئی شاہزادہ کے تولد کی شام ہی کو اُسے پادری سے معلوم ہو گیا تھا کہ نپولین کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ اُن آنسوؤں کو جو اس کی تنہائی کے کمرے میں اُس کی آنکھوں سے نکلے کسی نے نہ دیکھا لیکن آدھی رات کو جوزیفائن نے قلم ہاتھ میں اُٹھائی اور حسب ذیل خط لکھا:۔

جناب عالی۔

فرانس کے ہر گوشہ اور فوج کی ہر ایک رجمنٹ سے آپ کو مبارک باد دی جا رہی ہے۔ ایسی حالت میں کیا ایک زار و ناتواں دکھی عورت کی کمزور آواز آپ کے کان میں پہونچ سکتی ہے از راہ کرم اُس عورت کی بات پر بھی توجہ کیجئے جس نے اس سے قبل بسا اوقات آپ کے رنج میں حصہ لیا ہے اور بہت سی فکر کی ساعتوں کو خوشگوار بنایا ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ صرف اس مسرت کے واقعہ کا تذکرہ کرتی ہے جس سے آپ کی دلی مُرادیں بر آئیں۔ چونکہ اب میں آپ کی بیوی نہیں ہوں تو کیا اس بچہ کے تولد ہونے پر آپ کو مبارک باد دینے کی جرأت کر سکتی ہوں۔ ہاں بیشک میں جرأت کر سکتی ہوں کیونکہ میں آپ کے انصاف سے آگاہ ہوں اور اسی طرح آپ کو بھی میرا حال معلوم ہے مجھے اس موقع پر اُتنی ہی خوشی ہوئی ہے جتنی آپ کو ہوئی ہے۔ اور آپ سے کچھ پوشیدہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہم جدا ہیں لیکن باہمی ہمدردی کا وہی

کا وہی حال ہے جو ہمیشہ باقی رہیگی۔

شہزادہ کے تولد کی خبر مجھے خود آپ کے خط سے ہونا چاہئے تھی نہ کہ ایک پادری یا امام کے ذریعہ سے۔ مگر میں جانتی ہوں کہ سب سے پہلے آپ کے خیالات اراکین سلطنت وزرائے دُوَل خارجیہ اور اپنے خاندان اور خاص کر اُس خوش نصیب ملکہ کی طرف متوجہ ہوئے ہونگے جس کی بدولت آپ کی مُراد پوری ہوئی۔ اگرچہ وہ میری طرح جان نثار نہیں ہوسکتی تاہم اُس کی وجہ سے آپ کی دلی تمنا ضرور پوری ہوئی اور فرانس کی آرزو بر آئی۔ پس ملکہ کا حق ہے کہ پہلے آپ اُسی کی طرف توجہ فرمائیں۔ رہی میں تو میں صرف آپ کے ایام مصائب میں آپ کی ایک رفیق تھی ایسی حالت میں بھلا میرا کیا استحقاق ہوسکتا ہے کہ آپ سے کسی مزید عنایت کی درخواست کروں۔ کیونکہ ملکہ تو نیا کی طرح میری محبت کی آپ کے دل میں گنجایش نہیں ہے اور جب تک ملکہ کی دیکھ بھال سے آپ کو فرصت نہو جاوے اور آپ بچہ کو اچھی طرح جی بھر کے پیار نہ کرلینگے مجھے خط کیوں لکھنے لگے۔ اچھا میں انتظار کرونگی۔

"لیکن یہ لکھنے سے میں باز نہیں رہ سکتی کہ آپ کی خوشی پر جتنی خوشی مجھے ہوگی دنیا میں کسی اور کو نہیں ہوسکتی۔ اور میری صداقت میں آپ ذرا شبہہ نکریں اُس جان نثاری پر جو سب کی دلجمعی کی خاطر میں نے کی ہے مغموم ہونا تو درکنار میں اپنے تئیں اس قربانی پر مبارکباد دیتی ہوں کہ اس کا جو کچھ اثر پڑا وہ میرے ہی اوپر پڑا لیکن اس میں بھی میری غلطی ہے۔ چونکہ آپ خوش ہیں میں بھی خوش ہوں۔ مگر پھر بھی اس بات کا افسوس ہے کہ اپنی محبت کے کافی ثبوت میں آپ کو نہ دے سکی۔ ملکہ کی صحت کا مجھے کچھ حال معلوم نہوا۔ لیکن میں توقع کرتی ہوں کہ اس خوشی کے متعلق جس سے آپ کا مشہور نام باقی رہنے والا ہے تفصیلی حالات آپ خود مجھے تحریر فرمائینگے۔ یوجین اور ہارٹنس تو مجھے جملہ حالات لکھیں گے لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ بچہ کی خیریت خود لکھیں اور لکھیں کہ صورت میں آپ سے ملتا ہے اور اُس کے دیکھنے کی کسی دن مجھے اجازت فرمائی جاویگی۔ مختصر آنکہ مجھے آپ پر بے انتہا بھروسہ ہے اور اسی کی

(۳۷۶)

وجہ سے مجھے دعویٰ ہے۔ اور یہ بھی خیال ہے کہ آپ کی الفت جب تک باقی رہیگی جب تک میری سانس باقی ہے"

جوزیفائن نے یہ خط بھیجا ہی تھا کہ ایک قاصد آیا اور شاہنشاہ کا خط لایا۔ جوزیفائن نے نوخیز نازک بدن خواص سے یہ خط بڑے اشتیاق سے لیا اور اپنے خلوت کے کمرے میں چلی گئی اور پورے آدھ گھنٹہ میں باہر نکلی۔ اُس کی آنکھیں روتے روتے سوج گئی تھیں اور خط آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا۔ اُس نے خط لانے والے کو نپولین کے خط کا جواب دیا اور اس خوش خبری کے معاوضہ میں ایک مرصع البین اور پانچ ہزار فرانک کی اشرفیاں بطور انعام کے دیں۔ پھر کانپتی ہوئی آواز سے شاہنشاہ کا خط حاضرین کو پڑھ کر سنایا اور اُس کی آخری لفظیں یہ تھیں "یہ بچہ ہمارے یوجین کی شرکت میں کام کر کے میری اور فرانس کی مسرت کا باعث ہو گا"

جوزیفائن نے ان لفظوں کو پرازدر دیکر پڑھا اور بآواز کہنے لگی "میرے دل کو ایسے خاص موقع پر تسلی دینے کے لئے کیا اس سے بڑھ کر اور لفظیں خیال میں آسکتی ہیں اور کیوں نہ ہو کیا میں نے شاہنشاہ سے محبت نہیں کی ہے۔ میرے بیٹے کو اپنے بیٹے کے ساتھ شریک کرنا۔ واقعی ایسے شخص کے شایاں ہے کہ جب اُس کا جی چاہے دنیا کے سب آدمیوں سے زیادہ دلفریب ہو جاتا ہے اور یہی بات تھی جس نے میرے قلب پر ایسا اثر کیا ہے"

اگرچہ میریا لویسا ڈاہ کی وجہ سے نہ چاہتی تھی تاہم نپولین نے شاہزادہ کو جوزیفائن کے سامنے پیش کیا اور یہ بات شاہی عمارت میں پیرس کے قریب واقع ہوئی۔ اس کے بعد جوزیفائن نے لکھا:-

"جہاں پناہ۔ مجھے شاہزادہ کے دیکھنے کا صرف اشتیاق ہی نہ تھا۔ بلکہ میں اُس کی صورت دیکھنا اور آواز سننا چاہتی تھی جو آپ سے بہت مشابہ ہے اور چاہتی تھی

کر ایسے بچہ کو جس کے ساتھ آیندہ امیدیں وابستہ ہیں آیندہ پیار کرتے دیکھوں اور عنایتوں کا جو یوجین کے حال پر جہاں پناہ نے مبذول فرمائی ہیں معاوضہ کروں۔ جب آپ میرے بچہ کو پیار کرتے ہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ میں آپکے بچہ کو پیار نہ کروں اور اس میں میری طرف سے کوئی مبالغہ نہ سمجھنا چاہئے۔ جس وقت بچہ کو گود میں لئے آپ اندر آئے۔ تو میں خوشی سے باغ باغ ہوگئی۔ اور مجھے اپنا پچھلا زمانہ یاد آگیا۔ آپ نے اپنی محبت کا ثبوت اس سے زیادہ کبھی نہ دیا تھا جیسا اس موقع پر دیا۔ اور یہ سچی الفت اور سچی عزت افزائی تھی لیکن باوجود ان سب باتوں کے مجھے یقین ہے کہ ایسی مسرور کرنے والی ملاقاتیں ہرگاہ نہیں ہو سکتیں اور مجھے اس معاملہ میں اصرار کرنا اور آپ کے اوقات میں خلل انداز ہونا مناسب نہیں ہے۔ اور اس کو آپ میری جان نثاری کا ایک مزید ثبوت تصور فرمائیں کہ میں ایسا مخل ہونا نہیں چاہتی تاکہ آپ خوش رہیں۔"

سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا "انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جس وقت میں نے جوزیفائن سے علیحدگی کا قصد کیا اس نے فوراً اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا اس میں شک نہیں کہ اس واقعہ سے جوزیفائن کو حد درجہ کا صدمہ ہوا لیکن اس نے کسی قسم کی شکایت یا فریاد نہ کی اور نہ کوئی ایسے موانع طلاق کی راہ میں حائل کئے جو وہ حائل کر سکتی تھی اگرچہ ان سے کوئی فائدہ نہ ہو سکتا تھا۔ اس نے بڑی شرافت اور خوبی سے کام کیا اور یوجین سے اس معاملہ کی تکمیل کرائی اور آسٹریا کے خاندان سے شادی کی بات چیت کے متعلق اپنی خدمات کو پیش کیا۔

"جوزیفائن تو بڑی خوشی سے میریا لوئیسا سے ملاقات کرنے پر آمادہ تھی اور اکثر بڑے شوق سے اس کا ذکر کیا کرتی تھی اور شاہزادہ کا تذکرہ بھی ایسی ہی محبت سے کرتی تھی۔ اور ادھر میریا لوئیسا یوجین اور ہورٹنس سے بہت محبت کرتی تھی لیکن جوزیفائن کی طرف سے اس کو سخت نفرت بلکہ ڈاہ تھی۔ ایک دن میں نے چاہا کہ اسے جوزیفائن کے پاس مالمے سن کو لیجاؤں۔ اور جب میں نے یہ تجویز اس کے سامنے پیش کی تو وہ رونے لگی اور کہا "میں یہ نہیں کہتی کہ تم جوزیفائن سے نہ ملو۔ مگر اس کی اطلاع مجھے نہ ہو" اور جب کبھی میریا لوئیسا کو شبہ ہو جاتا تھا

کہ میں مال مے سن جانے کو ہوں تو ہر طرح سے مجھے دق کرنے کی تجویزیں کیا کرتی تھی میرے ساتھ سے جدا نہوتی تھی۔ اور چونکہ جوزیفائن کی اور میری ملاقات سے اُس کو سخت رنج ہوا کرتا تھا لہذا میں اپنے اوپر جبر کرتا تھا اور بہت کم مال مے سن کو جاتا تھا اور جب جاتا تو میریا ہمیشہ رویا کرتی تھی اور میرے روکنے کو طرح طرح کی تدبیریں کرتی تھی"۔

بیرن مین ای ویل جو شاہنشاہ کا پرائیویٹ سکرٹری تھا اور بعد کو میریا لوئیا کا بھی پرائیویٹ سکرٹری رہا نپولین کے خانگی چال چلن کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے۔

"شاہنشاہ پر افکار کا ہجوم تھا اور اُس کو معلوم ہوگیا تھا کہ روس سے جنگ چھڑنے والی تھی اور اس کا تمام وقت فوجوں کے معائنہ۔ دیوان خانہ اور وزراء کی رپورٹوں پر احکام صادر کرنے میں صرف ہوجاتا تھا۔ اور جو کچھ دل بہلاتا تھا وہ اپنی ملکہ اور بچہ کے پاس چند ساعتوں میں بہلاتا تھا۔ اور جو کچھ لمحے فرصت کے ہاتھ آجاتے تھے وہ اسی ننھے بچے کے ساتھ جواب پاؤں چلنے کے قریب تھا خرچ ہوتے تھے۔ اور جب یہ بچہ ٹھوکر کھاتا اور گرتا تھا اور شاہنشاہ اتفاق سے سنبھال اور روک نہ سکتا تو خوشی سے اُس کو جھپٹ کر اٹھاتا اور قہقہہ مار کر کلیجے سے لگالیتا۔ ملکہ بھی ان خانگی معاملات میں شریک ہوتی لیکن نہ ایسی شدت اور خوشی سے جیسے شاہنشاہ ہوتا تھا۔ یہ چھوٹا بچہ ایسا پیارا تھا کہ ملکہ اور شاہنشاہ اپنی شان وشوکت کو اُس کے ساتھ کھیلنے میں بھول جاتے تھے اور شاہنشاہ کا حال بھی ایک شریف شہری کا سا نظر آیا کرتا تھا اور اس وقت ملکہ۔ شاہنشاہ۔ یا اس بچہ کی تقدیروں کا حال کس کو معلوم تھا۔ یہی شاہنشاہ نپولین سنگدل ظالم اور بے مہر بتایا جاتا ہے میں نے خود تجربہ کیا اور دیکھا ہے کہ وہ ایسا محبت بھرا باپ اور ایسا الفت والا شوہر تھا کہ دوسرے کو ہونا مشکل ہے"۔

ذیل میں ایک لطیفہ بیرن مین ای ویل کے حوالہ سے لکھا جاتا ہے جس کی صداقت میں ذرا بھی کلام نہیں ہوسکتا اور اس سے شاہنشاہ کے مزاج کا پورا اندازہ ہوجائیگا۔ اور ثابت ہوجائیگا کہ خانگی معاملات میں اُس نے کیا طبیعت پائی تھی۔ ملکہ کی بچپن سے عادت تھی کہ کبھی کبھی

(۳۷۷)

باورچیخانہ میں جاتی اور کوئی چیز اپنے ہاتھ سے تیار کیا کرتی تھی چنانچہ اُسی عادت کے موافق ایک دن اپنے کمرے میں پکانے کا سامان جمع کر کے انڈوں کا ایک پکوان بنانے لگی۔ ملکہ اس کام میں لگی ہوئی تھی کہ بغیر اطلاع نپولین کمرہ میں آ گیا اور ملکہ نے گھبرا کر چیزیں چھپا ڈالنا چاہیں۔ مگر شاہنشاہ سمجھ گیا اور مسکرا کر کہنے لگا "بھلا۔ دیکھا ہے۔ آج یہ کیا پک رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی چیز تلی جاتی ہے کیونکہ مجھے خوشبو آئی ہے۔" اور ملکہ کے گرد پھر کر رکابیاں اور چاندی کی کڑھائی وغیرہ سب چیزیں پکڑ لیں۔ پھر کہنے لگا "ارے انڈوں کا سموسہ بن رہا ہے۔ لاؤ جی مجھے دو تم کیا جانو کیسے پکاتے ہیں"۔ چنانچہ خود بیٹھ گیا اور چمچہ ہاتھ میں لے تلنا شروع کیا۔ ملکہ مدد دینے لگی۔ خیر جب ایک طرف سموسہ سرخ ہو گیا تو لوٹنے کی باری آئی۔ لیکن اس میں بڑی دقت پیش آئی۔ لوٹنا اس کاریگری سے چاہئے تھا کہ سموسہ کڑھائی کے اندر رہتا لیکن شاہنشاہ نے کچھ ایسا بے ڈھنگا لوٹا کہ سموسہ زمین پر گر پڑا۔ اور سب محنت خاک میں مل گئی۔ اب یہ دیکھ کر خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ "دیکھا کیسا اُستاد ہوں" اور یہ کہتا ہوا جلدی سے بھاگ گیا۔"

شاہزادہ میڈیم ڈی مان ٹس کیو کے سپرد کیا گیا۔ یہ بڑی لایق و فایق خاتون تھی اور اُس نے اپنے کار منصبی کو بڑی خوبی سے پورا کیا۔ نپولین نے سینٹ ہیلینا میں کہا "میڈیم ڈی مان ٹس کیو بڑی لایق خاتون تھی اُس کی پرہیزگاری سچی تھی اور اصول اعلیٰ تھے۔ میں اُس کا نہایت ادب و لحاظ کرتا تھا۔ پس مجھ کو ایسی چند خاتونوں کی حاجت تھی اور میں اُن کو لیاقتوں کے موافق عہدے دیتا۔ اور ذیل کے ایک واقعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ میڈیم ڈی مان ٹس کیو شاہزادہ کو کس طرح پرورش کرتی تھی۔ شاہزادہ نیچے کے درجہ میں رہا کرتا تھا اور یہاں سے ٹوئی لریز کا صحن معلوم ہوتا تھا۔ اور ہر وقت شاہزادہ کے دیکھنے کو لوگ کھڑکیوں سے جھانکتے رہتے تھے۔ ایک دن شاہزادہ کو کچھ ایسا غصہ اور ضد چڑھ گئی کہ میڈیم کے کہنے سے باہر ہو گیا اور قابو میں نہ آتا تھا۔ چنانچہ میڈیم نے سب دریچے بند کرا دئیے۔ جب یکایک اندھیرا ہو گیا تو شاہزادہ پوچھنے لگا "میمن کوئی (شاہزادہ میڈیم کو یہی کہا کرتا تھا) یہ کیا ہوا!" میڈیم نے جواب دیا بیٹا۔ میں تم کو بہت پیار کرتی ہوں اور

نہیں چاہتی کہ ایسے غصہ کی حالت میں لوگ تم کو دیکھیں۔ تم ایک دن بادشاہ ہو گے تو یہ لوگ جو تم کو ایسے حال میں دیکھیں گے کیا کہیں گے۔ اور ایسے شریر لڑکے کی وہ کبھی فرماں برداری نہ کرینگے۔ یہ سن کر شاہزادہ نے خطا معاف کرائی اور کہا "میمن کوئی" اب ہم کبھی غصہ نہیں کرینگے"۔ شاہنشاہ نے کہا۔ دیکھو اس تعلیم میں اور اُس تعلیم میں جو لوئی پانزدہم کو مانٹیورول روئی نے دی تھی بڑا فرق ہے۔ یعنی اُس نے کہا تھا "شاہزادے ان سب لوگوں کو دیکھو۔ یہ تمھاری ملکیت سے ہیں۔ اور یہ جتنے آدمی نظر آرہے ہیں سب تمھارے ہیں"۔

نپولین کو اس بچہ سے فوق العادت محبت تھی۔ سینٹ ہلینا میں وہ ایک دن کونٹس مانتھولون سے کہنے لگا" میڈیم یہ ویران چٹان دوزخ سے کم نہیں۔ لیکن اگر شاہزادہ کسی طرح میرے پاس آجاتا تو یہ چٹان جنت ہو جاتی۔ اور میرا یہ خیال صحیح ہے۔ ذرا دھوکا نہیں۔ جب بہت سی دعاؤں اور منتوں کے بعد یہ بچہ پیدا ہوا تھا تو مجھے گمان نہ تھا کہ یہی بچہ میری روحانی تکالیف کا باعث ہوگا میڈیم میں ہر روز اس کی خاطر خون کے آنسو روتا ہوں۔ میرے دل میں عجیب عجیب خوفناک وہم پیدا ہوتے ہیں اور میں اُن کو دل سے دفع نہیں کرسکتا۔ مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس بچہ کو شربت یا میوے میں زہر دیا جائیگا اور بڑی تکلیف اور ایذا کے ساتھ یہ معصوم جان دیگا۔ میڈیم میرے بوڑھے کی نظر رحم سے دیکھو۔ میڈیم ذرا میرے دل کو تسکین دو"۔

شاہزادہ کے پیدا ہونے کے بعد نپولین نے جینا کے پل کے سامنے دریائے سین پر اُس کے لئے ایک ایوان تعمیر کرنے کا خیال کیا۔ اور اُس جگہ کے قدیم مکانات خرید لینے کا ارادہ کیا گیا۔ سب مکانات تو خرید لئے گئے لیکن ایک شخص کا جو پیپے بنایا کرتا تھا اُجاڑ سا جھونپڑا باقی رہ گیا جس کی قیمت کا تخمینہ کوئی بارہ سو پچاس فرانک کے قریب تھا۔ لیکن اس کا مالک نہایت اڑیل اور ہٹی آدمی تھا۔ اُس نے یہ بات دیکھ کر کہ سرکار کو اس زمین کی اشد ضرورت تھی دس ہزار فرانک قیمت میں طلب کئے اس گراں قیمت کی شاہنشاہ کو اطلاع دی گئی۔ شاہنشاہ نے کہا "قیمت تو واقعی بہت مانگتا ہے۔ لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ بیچارے کو گھر سے نکلنا پڑیگا۔ اچھا یہ قیمت دیدو"۔

اب اس نالایق شخص نے یہ بات دیکھ کر کہ دس ہزار فرانک فوراً منظور کرلئے گئے کہا کہ میں نے اس معاملہ پر پھر غور کیا۔ میرا مکان تیس ہزار فرانک کا ہے اور میں اس سے کم کو نہ دونگا۔ اُس کو بہت سمجھایا گیا لیکن اُس نے ایک نہ سنی۔ مہتمم عمارت اب حیران تھا کہ کیا کرے۔ شاہنشاہ کو اس معاملہ میں بار بار دق کرنے سے وہ ڈرتا تھا اور کام بھی نہ شروع کر سکتا تھا۔ لیکن مجبوراً شاہنشاہ کو پھر اطلاع دینا پڑی۔ یہ سُن کر اُس نے کہا "یہ بھی عجب آدمی ہے کہ ہم سے دل لگی کرتا ہے لیکن آخر کیا بھی کیا جاسے۔ جاؤ تیس ہزار فرانک دیدو" جب یہ رقم پیش ہوئی تو مالک مکان نے کہا میں تو پچاس ہزار فرانک لونگا" اس حال سے بھی شاہنشاہ کو مطلع کیا گیا اور اُس نے غصہ سے کہا "یہ آدمی بدمعاش ہے میں اُس کا مکان نہ خریدونگا اور اُس کو اُسی کی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ بھی یادگار رہے گا کہ میں قانون کا پابند تھا" مہتمم عمارت کو اب عمارت کا نقشہ بدلنا پڑا۔ نپولین کے زوال کے وقت یہ عمارت بن رہی تھی۔ اب اس بیچے بنانے والے شخص نے دیکھا کہ شاہی عمارت کے کنکر پتھر اور چونہ وغیرہ کے انباروں میں اُس کا مکان گھر گیا تھا اور اپنی حماقت پر سخت پشیمان تھا اس کا نام۔ مانسٹیور بان وی وینٹ تھا۔ چند سال ہوسے پاسی میں وہ زندہ تھا اور پیپے بنایا کرتا تھا جب بوربون بادشاہ کا عمل ہوا تو اس زیر تعمیر عمارت کی دیواریں منہدم کردی گئیں اور بنیادیں کھود ڈالی گئیں۔

ڈیوک آف گیٹا کہتا ہے کہ ایک دفعہ شاہنشاہ کے ساتھ میں کوم پن کے رمنہ میں ٹہل رہا تھا کہ شاہزادہ کو اُس کی دایہ گود میں لئے ہوئے آئی۔ کونٹیس بان لٹس کیو بھی ہمراہ تھی۔ نپولین نے بچہ کو پیار کیا اور مجھ سے کہنے لگا "دیکھو جی۔ اگر یہ بچہ کسی معمولی شخص کے یہاں پیدا ہوا ہوتا جس کی آمدنی اوسط درجہ کی ہوتی تو یہ زیادہ خوش نصیب ہوتا اس کی تقدیر میں لکھا ہے کہ بہت بڑا بار اپنے دوش پر اٹھائے۔"

ڈیوک آف روویگو ایک واقعہ تحریر کرتا ہے جس سے اس زمانہ کا خوب حال معلوم ہوتا ہے ہم اُس واقعہ کو خود ڈیوک کے لفظوں میں لکھتے ہیں۔ یہ واقعہ ۱۸۱۱ء کے سرما کا ہے:-

(۴۷۱)

"جزیرہ سسلی کا ایک چھوٹا جنگی جہاز ڈال مے ٹیلک کے ایک چھوٹے بندرگاہ میں آیا اور اُس میں سے سسلی کا ایک بحری افسر خشکی پر اُترا۔ اُس کے سپرد سابق ملکہ نیپلس اور سسلی نے ایک مخفی خدمت کر رکھی تھی اس افسر کو ملکہ نے سرکاری طور پر بڑے کمانیر کے پاس ایک اہم پیغام دے کر بھیجا تھا۔ مارشل مارمونٹ نے اس افسر کو میرے پاس بھیجا۔ میں نے اُس سے سوال کئے اور اُس کا تحریری بیان لیا جس پر اُس نے اپنے دستخط کر دیے۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ ملکہ انگریزی حکومت کو دفع کرنا چاہتی ہے اور انگریزوں کے قتل عام کا انتظام کیا تھا اور اس قتل عام کو سسلین ولیسپر[1] کے نام سے منسوب کیا تھا اور ملکہ چاہتی تھی کہ درصورت ناکامی کے اُس کو اٹلی کے ایسے مقام پر جہاں فرانس کی عملداری ہو پناہ دیدی جائے۔ اس افسر نے یقین دلایا کہ قتل عام کے متعلق ہر شے کا پورا انتظام ہو گیا تھا۔ اور کہا کہ جس وقت میں لوٹ کر جاؤنگا قتل شروع ہو جائیگا" اور اُس نے جملہ ذریعوں کا بھی تفصیلی حال بیان کیا۔ جن سے ملکہ کی کامیابی میں کوئی شک باقی نہ تھا۔

"سسلی کے افسر کا بیان لینے کے بعد مجھے ضرور ہوا کہ شاہنشاہ نپولین کو بھی اس واقعہ سے آگاہ کروں۔ چنانچہ سب حالات پڑھکر وہ غصہ سے کہنے لگا کہ "ملکہ سخت گستاخ ہے کہ اس بزدلانہ قتل عام میں مجھ سے مدد کی توقع رکھتی ہے" شاہنشاہ نے مجھے حکم دیا کہ سسلی کے افسر کو حوالات کر دو۔ لہذا حسب الحکم شاہنشاہ کے اُس کو ون سینس کے قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا اور یہاں وہ افسر اُس وقت تک نظر بند تھا جبکہ متحدہ افواج پیرس میں داخل ہوئیں۔ ابھی حال میں اُس کا انتقال ہوا ہے۔ اُس کا نام ایمے لیا تھا اور جیلخانہ کی عدالت کے رجسٹر میں اُس کا

[1] سسلین ویسپر Sicilian Vesper تیرھویں صدی کے وسط میں فرانس کے چارلس آف انژو نے نیپلس اور سسلی پر قبضہ کر لیا چنانچہ فرانسیسیوں کے خلاف ایک بڑی سازش کی گئی ۳۰ مارچ ۱۲۸۲ء کو ویسپر یعنی نماز کے وقت سازش کرنے والے حملہ آور ہوئے اور نہایت ہی ہولناک قتل عام شروع ہوا اور مکانات اور سڑکوں پر عورتیں مرد۔ بوڑھے۔ بچے اور جوان بلا امتیاز قتل کئے گئے۔ اُس تاریخ سے یہ قتل عام سسلین ویسپر کے نام سے مشہور ہے۔ مصنف ۱۲

نام موجود ہے اور خود دیکھا جا سکتا ہے۔ چند ہی ماہ کے بعد اخباروں میں یہ بات مشتہر ہوئی کہ انگریزوں
نے سسلی میں ایک سازش کا حال دریافت کیا ہے جو اُن کی جان کے خلاف ہو رہی تھی۔
چند شخص گرفتار بھی کیے گئے اور مقدمہ کی سماعت کے بعد اُن کو سزائے موت دی گئی اور اس میں
کوئی شبہ نہیں کہ اگر اس سسلی کے افسر کو میں نظر بند نہ کر دیتا تو وہ ملکہ کے پاس واپس جاتا اور انگریزوں
کا سازش کی خبر ہونے سے دو مہینے پیشتر قتل عام ہو جاتا۔ دیکھیے عام رائے یہ ہو رہی ہے کہ
شاہنشاہ نپولین انگریزوں کا ایسا بڑا مخالف ہے کہ اُن کو غارت کرنے میں ہر ایک تدبیر پر آمادہ ہے
لیکن اس رائے کی تردید میں میں نے ایسا واقعہ بیان کیا ہے کہ جس کی فرانس میں بھی کسی کو خبر
نہیں ہے کیونکہ شاہنشاہ نے مجھکو سخت ممانعت کر دی تھی کہ اس کا راز کسی پر افشا نہ ہونے پائے

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کما سیبوریے ایک واقعہ بیان کرتا ہے جو قطعی سچ ہے
اُس کے نام میں نے ایک حکم دیا تھا جس کی لفظیں کچھ کچھ مجھے اس وقت یاد ہیں اور میں نے
یہ حکم موقع واردات پر دیا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ اس واقعہ کی عام طور سے اطلاع ہو اس لئے
کہ میرے بیٹے کی نہایت قریب رشتہ دار اس اعلان سے بدنام ہوتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ
دنیا کو یہ بات معلوم ہو کہ میرے بیٹے کی اتنی قریب رشتہ دار ایسا مذموم فعل تجویز کرنے کے متعلق
مشہور ہو۔ سسلی میں یہ دوسرا قتل عام ہونے والا تھا یعنی اگر میں امداد پر آمادہ ہو جاتا تو سسلی
میں جملہ انگریز اور انگریزی فوج قتل کر ڈالی جاتی۔ لیکن میں نے اس افسر کو جو سسلی سے یہ پیغام
میرے پاس لایا تھا قید کر دیا اور وہ افسر اس وقت قید تھا جبکہ انقلاب ہوا اور میں البا کو بھیجا
گیا۔ اور وہ سرکاری قیدیوں کے ساتھ قید خانہ میں ضرور پایا گیا ہوگا۔ فقط

تمت

سید محمد معین الدین شاہجہانپوری
ابن سید محمد صالح صاحب مرحوم

اعلان

اس کتاب کا حق تالیف ایم اے او کالج بک ڈپو
نے مترجم سے خرید لیا ہی۔ اور یہ کتاب جناب
میر ولایت حسین صاحب آنریری منیجر
بک ڈپو مذکور اور منیجر صاحب احمدی پریس علیگڈہ
سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہی۔